سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ طبری

جلد دوم

حصۂ سوم - حصۂ چہارم

سنہ ہجری تا سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات

تصنیف

امام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمۂ

مولوی سید محمد ابراہیم صاحب ندوی - ایم - اے

رکن سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۴۷ھ م سنہ ۱۳۳۷ف م سنہ ۱۹۲۸ع

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد دوم حصہ سوم و چہارم

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت

اسی سنہ میں عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن الحکم کو سلیمان نے اپنے بعد خلیفۃ المسلمین بنایا

یوم جمعہ ۱۰ ماہ صفر سنہ ۹۹ ہجری بمقام دابق عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے۔
رجا بن حیوۃ کہتے ہیں کہ ایک جمعہ کے دن سلیمان نے باریک سبز ریشم کا لباس زیب تن کیا۔ آئینہ میں اپنی صورت دیکھکر کہا کہ میں کیسا بہادر جوان فرمانروا ہوں۔ جمعہ کی نماز کو گیا۔ نماز جمعہ پڑھا کر گھر واپس بھی نہ آسکا تھا کہ بخار چڑھ آیا۔ جب طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو اپنے ایک کم سن نابالغ لڑکے کے لئے عہد خلافت لکھدیا۔ میں نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔ منجملہ اور باتوں کے جو ایک خلیفہ کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتی ہیں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بعد خلق اللہ پر ایک نیک اور قابل شخص کو اپنا جانشین مقرر کر جائے۔ سلیمان کہنے لگا کہ میں اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور اس معاملہ پر غور کر رہا ہوں۔ اس سے زیادہ میں نے اُس وقت کسی بات کے لئے اُن پر زور نہ ڈالا۔

ایک یا دو دن کے بعد سلیمان نے اُس فرمان کو چاک کر ڈالا اور مجھے بلایا۔ اور داؤد بن سلیمان کے متعلق میری رائے دریافت کی۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہیں اور یہ بھی آپ کو معلوم نہیں کہ اس وقت وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں؟ سلیمان نے پھر مجھ سے کہا کہ تم کسی کا نام پیش کرو۔ میں نے اس خیال سے کہ دیکھوں کہ کس کا نام خود لیتے ہیں عرض کیا کہ جناب ہی کی رائے رائے ہے آپ خود ہی انتخاب فرمائیں۔ اِس پر اُنھوں نے کہا کہ اچھا

عمر بن عبد العزیز کے متعلق کیا کہتے ہو، میں نے کہا کہ میں انھیں نہایت ہی نیک عالم و فاضل اور اس بارگراں کے اُٹھانے کا اہل سمجھتا ہوں، سلیمان کہنے لگا کہ بس تو وہی میرے بعد خلیفہ ہونگے، اس کے بعد ہی پھر سلیمان کہنے لگا کہ اگر میں صرف انھیں کو اپنا ولی عہد نامزد کردوں اور کسی اور کو نہ کروں تو اس سے فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ میرے خاندان والے اُس وقت تک ان کی ولی عہدی کو تسلیم نہیں کریں گے جب تک کہ اُن کے بعد اُس کا ولی عہد بھی میں ہی نامزد نہ کرجاؤں، اور میں یزید بن عبد الملک کو اُن کے بعد اُن کا جانشین نامزد کئے دیتا ہوں اس طریقہ سے میرے خاندان والے خاموش ہو رہیں گے اور اسے پسند کریں گے (یزید بن عبد الملک اُس وقت جہاد کے لئے باہر گئے ہوئے تھے) میں نے کہا کہ جناب والا کی رائے انسب ہے، ایسا ہی کیجئے۔

پھر اونھوں نے حسب ذیل فرمان لکھا،

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حمد و ثنا کے بعد، یہ فرمان سلیمان کی جانب سے عمر بن عبد العزیز کے نام لکھا جاتا ہے کہ آپ کو میں اپنے بعد خلیفۃ المسلمین مقرر کرتا ہوں اور آپ کے بعد یزید بن عبد الملک اس منصب پر فائز ہوں گے، تمام لوگوں کو چاہیئے کہ وہ عمر بن عبد العزیز کی اطاعت و فرماں برداری کریں۔ اللہ سے ڈرتے رہیں۔ پھوٹ نہ ڈالیں کہ مبادا دشمن کو تمھارے خلاف کارروائی کرنے کی جرات ہو۔

فرمان پر مہر ثبت کر کے کعب بن حامد العبسی اپنے محافظ دستہ کے افسر اعلیٰ کو بلا کر حکم دیا کہ میرے تمام خاندان والوں کو ایک جا جمع ہونے کا حکم دو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو سلیمان نے مجھ سے کہا کہ تم میرے اس خط کو اُن کے سامنے لیجا کر کہدو کہ یہ میرا فرمان ہے جس شخص کو میں نے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کیا ہے اور اُن کا نام اس میں لکھدیا ہے آپ سب صاحب اُس کے لئے حلف وفاداری اُٹھائیں۔ جب میں نے وہ سربمہر فرمان اُن کے سامنے پیش کیا تو سب کہنے لگے کہ ہم امیر المومنین کے پاس جا کر انھیں سلام کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بہتر ہے تشریف لے چلئے۔ یہ سب کے سب سلیمان کے پاس آئے۔ سلیمان نے اسی فرمان کی طرف اشارہ کر کے اُس کے متعلق کچھ گفتگو کی اور کہا کہ رجا بن حیواۃ کے ہاتھ میں جو سربمہر فرمان ہے یہ میرا فرمان ہے۔ آپ سب لوگ اس کی تعمیل کریں اور جس شخص کو میں نے اپنا جانشین مقرر کیا ہے آپ اُس کے لئے حلف وفاداری

کیجئے۔ چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً حلف وفاداری کیا، اور میں نے سلیمان کے حکم سے وہ سر بمہر فرمان اُن سب کے سامنے کردیا۔

جب سب لوگ چلے گئے تو عمر بن عبدالعزیز میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ شاید اس بار گراں کو میرے کندھوں پر ڈالا گیا ہے؟ اس لئے میں خدا اور اپنے ذاتی دوستانہ تعلقات کا واسطہ دلاکر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اسی وقت بتادیں تاکہ اگر یہ میرا خیال درست نکلے تو میں اسی وقت اس عہدہ سے دست کش ہو جاؤں ورنہ شائد پھر مجھے اُس بات کا موقع نہ ملے جو اس وقت مجھے حاصل ہے، میں نے کہا کہ بخدا میں ایک حرف نہیں بتا سکتا۔ اس پر عمر ناراض ہو کر چلے گئے، پھر ہشام بن عبدالملک مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آپ کے اور میرے قدیم سے دوستانہ مراسم ہیں اور میں آپ کا بیحد شکر گذار ہونگا اگر آپ یہ بات مجھے بتادیں۔ اگر یہ فرمان میرے متعلق ہے تو مجھے معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی اور کے متعلق ہے تو آپ فرمادیجئے۔ مجھ جیسے شخص سے کم از کم یہ بات تو آپ دریغ نہ رکھیں مجھے بتادیجئے اور میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ کسی اور سے ہرگز اس کا تذکرہ نہ کروں گا، میں نے صاف انکار کردیا اور کہدیا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے سپرد کیا گیا ہے میں ایک حرف نہیں بتا سکتا، ہشام مایوس ہو کر واپس چلے گئے، کف افسوس ملتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نہوا تو اور کون ہوگا کیا عبدالملک کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی، میں پھر سلیمان کے پاس آیا۔ اب ان کا دم واپسیں تھا۔ جب اُن پر سکرات طاری ہوی تو میں نے قبلہ کی طرف اُن کی کروٹ کردی۔ جب پھر آنکھ کھولی تو کہا کہ رجاء ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ میں نے دو مرتبہ یہ ہی کیا مگر تیسری مرتبہ سلیمان نے کہا کہ ہاں اب میرا دم واپسیں ہے، لو۔ اب میں تمھارے سامنے پڑھتا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اس کے بعد ہی ادہر میں نے قبلہ کی طرف اُن کا رخ کردیا اُدھر سلیمان نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا میں نے اُن کی آنکھیں بند کردیں۔ ایک سبز چادر اُنھیں اُڑھادی۔ اور دروازہ بند کردیا۔ اُن کی بیوی نے مجھ سے ان کی خیریت دریافت کرائی۔ میں نے کہا کہ سو رہے ہیں۔ اُس وقت چادر اوپر پڑی ہوی تھی۔ قاصد نے یہی دیکھکر بیان کردیا اور اُس نے اس بیان کو سچ سمجھ لیا، اور یہی خیال کیا کہ وہ سو رہے ہیں۔

یں نے دروازہ پر اپنے ایک خاص معتمد شخص کو بٹھا دیا۔ اور حکم دیا کہ جب تک میں نہ آجاؤں تم یہاں سے کہیں مت جانا اور نہ کسی کو سلیمان کے پاس اندر جانے دینا۔
سلیمان کے پاس سے نکل کر میں نے کعب بن حامد العبسی کو بلایا۔ اُس نے سلیمان کے تمام خاندان والوں کو وابق کی مسجد میں جمع کیا۔ میں نے اُن سب سے درخواست کی کہ آپ بیعت کیجئے۔ وہ کہنے لگے کہ ایک مرتبہ تو ہم بیعت کر چکے ہیں اور دوبارہ پھر کریں، میں نے کہا کہ جی ہاں امیر المومنین کا یہ سربمہر فرمان ہے، جس شخص کو انھوں نے اپنا جانشین نامزد کیا ہے اُس کے لئے آپ لوگ بیعت کریں چنانچہ ہر شخص نے فرداً فرداً پھر بیعت کی۔
جب میں نے دیکھ لیا کہ سلیمان کی موت کے بعد بھی یہ لوگ بیعت کر چکے تو میں نے خیال کیا کہ اب میں نے معاملہ کو پختہ کر دیا ہے اب امیر المومنین کی موت کا اعلان کر دینا چاہیئے چنانچہ میں نے سلیمان کی موت کا اعلان کر دیا سب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا۔ پھر میں نے فرمان چاک کر کے سب کے سامنے پڑھا۔ جب میں عمر بن عبد العزیز کے نام پر پہنچا تو ہشام نے چلّا کر کہا کہ میں ہرگز اُن کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا، میں نے ڈانٹا اور کہا کہ میں ابھی تمھاری گردن مار دونگا۔ کھڑے ہو جاؤ۔ اور بیعت کرو، ہشام لڑکھڑاتے ہوئے اُٹھے اور بیعت کی۔
میں نے عمر بن عبد العزیز کے دونوں بازو پکڑ کر اُنھیں منبر پر بٹھایا۔ عمر اپنے اس بار گراں کی ذمہ داریوں کے خیال سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھتے جاتے تھے اور ہشام اپنی ناکامی پر چنانچہ جب ہشام بیعت کرنے کے لئے عمر کے پاس پہنچے تو عمر اس بات پر اظہار افسوس کر رہے تھے کہ اپنی مرضی کے خلاف میں اس مصیبت میں گرفتار ہوا اور ہشام اپنی ناکامی پر متاسف تھے۔
پھر سلیمان کو غسل دیا گیا۔ کفنایا اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے نماز جنازہ پڑھی سلیمان کی تجہیز و تدفین سے فارغ ہونے کے بعد اُس کے تمام سواری کے جانور مع ایک ایک سائیس کے عمر کے سامنے پیش کئے گئے، اُنھوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہا گیا کہ خلیفۃ المسلمین کی سواری کے جانور ہیں حضرت عمر بن عبد العزیز فرمانے لگے کہ میرا جانور ہی میرے لئے زیادہ مناسب ہے اور پھر اپنے ہی گھوڑے پر سوار ہوئے،

یہ تمام جانور واپس کر دیئے گئے حضرت عمر بن عبد العزیز وہاں سے آگے آئے، لوگوں نے کہا کہ اُسی مکان میں چلئے جہاں سابق خلیفۃ المسلمین فروکش تھے، فرمانے لگے کہ اُس میں ابو ایوب کے اہل و عیال ہیں جب تک وہ اُس مکان کو خالی کریں میرے لئے میرا خیمہ ہی کافی ہے۔ چنانچہ وہ اپنی ہی فرودگاہ میں بیت الامارہ کے خالی ہونے تک قیام پذیر رہے؛

شام کے وقت مجھ سے کہا کہ منشی کو بلوا دو، سواری کے جانوروں اور جائے قیام کے متعلق جو طرزِ عمل آپ نے اختیار کیا تھا اُس سے مجھے بیحد خوشی ہوئی تھی۔ میں اپنے دل میں کہنے لگا کہ دیکھیں اب کیا کرتے ہیں آیا ایک ہی خط سب کے نام لکھتے ہیں یا مختلف خطوط، جب منشی سامنے آیا تو امیر المومنین نے اپنے منہ سے بولکر ایک ہی خط جو نہایت ہی جامع و مانع اور بلیغ تھا لکھوایا اور فرمایا کہ اس کا ایک ایک نسخہ تمام شہروں کو بھیجدیا جائے؛

عبد العزیز بن الولید کو جو اُس وقت وابق میں تھے جب سلیمان کے مرنے کی خبر ہوئی تو انھیں یہ بات تو معلوم نہ تھی کہ اس طرح عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے ہیں اور خود سلیمان نے اُنھیں نامزد کر دیا تھا، انھوں نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا۔ مگر جب اُنھیں معلوم ہوا کہ تمام لوگ عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں تو یہ آپ سے ملنے آئے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان کیا ہے۔ اور آپ زبردستی دمشق میں داخل ہونا چاہتے تھے؛

عبد العزیز کہنے لگے کہ بے شک یہ صحیح ہے مگر مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ سلیمان نے کسی کو اپنا جانشین نامزد نہیں کیا ہے اس بنا پر میں نے خیال کیا کہ اگر میں اپنے خلیفہ ہونے کا اعلان نہ کروں گا تو ہمارا تمام مال و متاع لوٹ لیا جائے گا، عمر بن عبد العزیز فرمانے لگے۔ خیر کیا ڈر ہے اگر آپ بیعت لے لیتے اور حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تو میں آپ سے اس معاملہ میں جھگڑا نہ کرتا بلکہ خود اپنے گھر میں بیٹھ جاتا۔

عبد العزیز کہنے لگے کہ کاش سوائے تمھارے کوئی اور خلیفہ مقرر کیا جاتا تو میں دیکھ لیتا پھر انھوں نے بھی حضرت عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی؛

رجاء کہتے ہیں کہ پہلے ہی سے اس بات کی توقع کیجاتی تھی کہ سلیمان عمر بن عبد العزیز ہی کو اپنا جانشین نامزد کریں گے اور اپنے بیٹوں کو اس حق سے محروم کر دیں گے؛

اسی سنہ میں عمر بن عبد العزیز نے مسلمہ بن عبد الملک کے پاس قاصد بھیجا اور حکم دیا کہ تمام مسلمانوں کے ساتھ واپس چلے آؤ۔ عمدہ عمدہ گھوڑے اور بہت سا سامان خوراک بھی

اُن کے لئے بھیجا۔ لوگوں کو اُن کی امداد کی ترغیب و تحریص دلائی۔ بیان کیا گیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے پالنسو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مسلمہ کو بھیجے تھے، اسی سال ترکوں نے آذربیجان پر غارت گری کر کے مسلمانوں کی ایک جماعت کو لوٹ لیا اور انھیں قتل کر ڈالا، امیرالمومنین نے ابن حاتم بن النعمان الباہلی کو ان کی سرزنش کے لئے روانہ کیا، ابن حاتم نے اُن میں سے اکثر کا صفایا کر دیا، بہت تھوڑے اُن میں سے بچکر بھاگ سکے، اور پچاس قیدی مقام خناصرہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس لائے گئے۔

امیرالمومنین نے یزید بن المہلب کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا۔ بصرہ اور اُس کے ماتحت علاقہ پر عدی بن ارطاہ الفزاری کو عامل بنا دیا۔ اور کوفہ پر عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب الاعرج القرشی متعلقہ بنی عدی بن کعب کو عامل مقرر کیا۔ اور ابوزناد کو عبدالحمید کا میر منشی مقرر کر کے اُن کے ساتھ کیا، عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو یزید کی تلاش میں بھیجا۔

ابوبکر بن محمدؐ بن عمرو بن حزم جو عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے مدینہ کے عامل تھے اس سال امیر حج تھے، مکہ کے عامل اس سال عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید تھے، کوفہ اور اُس کے ماتحت علاقہ کے عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن تھے اور بصرہ کے عدی بن ارطاۃ جرّاح بن عبداللہ خراسان کے گورنر تھے، ایاس بن معاویہ بن قرۃ المزنی بصرہ کے قاضی تھے۔ پہلے امیرالمومنین نے حسن بن ابی الحسن کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا تھا، جب لوگوں نے اُن کی شکایت کی تو پھر آپ نے معاویہ بن قرہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا، بیان کیا گیا ہے کہ عامر الشعبی اس سال کوفہ کے قاضی تھے،

واقدی نے کہا ہے کہ شعبی حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت میں عبدالحمید بن عبدالرحمن کی طرف سے کوفہ کے قاضی تھے اور حسن بن ابی الحسن عدی بن ارطاۃ کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے، مگر پھر حسن نے اپنے عہدہ سے استعفا دے دیا۔ عدی نے استعفا منظور کر کے اُن کی جگہ ایاس بن معاویہ کو بصرہ کا قاضی مقرر کر دیا،

سنہ ۱۰۱ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں عراق میں خارجیوں نے پھر سر اُٹھایا جب ان کی شورش کی اطلاع دربار خلافت میں ہوی تو امیرالمومنین نے عبدالحمید کو لکھا کہ تم خارجیوں کو کتاب اللہ

وسنت رسول اللہ پر کاربند ہونے کی دعوت دو، عبدالحمید نے اس حکم کی تعمیل کی اور پھر اُن کے مقابلہ کے لئے ایک فوج روانہ کی - خارجیوں نے اس فوج کو شکست دی - جب امیرالمومنین کو اس واقعہ کا علم ہوا آپ نے مسلمہ بن عبدالملک کو شام کی ایک فوج کے ساتھ جو مقام رقہ سے تیار کر کے روانہ کی گئی، خارجیوں کی سرکوبی کے لئے بھیجا اور عبدالحمید کو لکھ دیا کہ مجھے تمہاری قابل نفرین فوج کی درگت کی خبر معلوم ہو چکی ہے اب میں مسلمہ کو خارجیوں کی سرکوبی کے لئے اہل شام کی فوج کے ساتھ بھیج رہا ہوں - تم ان کے کسی معاملہ میں دخل مت دینا - غرض کہ مسلمہ نے اس شامی فوج کے ساتھ خارجیوں سے جنگ کی اور تھوڑی ہی دیر میں اللہ تعالیٰ نے انھیں خارجیوں کے مقابلے میں فتح دی -

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس خارجی نے اس زمانہ میں شورش برپا کی تھی وہ شوذب تھا اور اُس کا نام بسطام الیشکری تھا - سب سے پہلے مقام جوخی میں اسی شہسواروں کے ساتھ اس نے علم بغاوت بلند کیا، یہ شہسوار زیادہ تر قبیلۂ بنی ربیعہ کے تھے ؛

امیرالمومنین نے اس واقعہ کی خبر پاتے ہی عبدالحمید کو لکھ بھیجا کہ تاوقتیکہ خارجی خود کسی کو قتل نہ کریں یا کوئی اور اودھم نہ مچائیں تم خود اُن سے چھیڑ مت کرنا، البتہ جب وہ کوئی ایسا فعل کریں تب تم اُن کی مزاحمت کرنا - ایک بہادر - تجربہ کار آدمی کو منتخب کر کے اُس کے زیر قیادت کچھ فوج بھیجدو، اور اُسے بھی یہ ہی احکام دے دینا جو میں نے تمھیں لکھے ہیں -

عبدالحمید نے محمد بن جریر بن عبداللہ البجلی کو دو ہزار کوفیوں کے ساتھ اس مہم کا سردار مقرر کیا اور امیرالمومنین کی ہدایات اُنھیں پہنچا دیں -

امیرالمومنین نے بسطام کو لکھا کہ آپ بتائیے کہ آپ کی بغاوت کا کیا مقصد ہے اور میں آپ کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں ؛

اس خط کے آنے سے پہلے ہی محمد بن جریر خارجیوں کے مقابلہ پر آگئے تھے، مگر اس وقت تک چپ چاپ تھے، امیرالمومنین نے اپنے خط میں بسطام کو لکھا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی خاطر میدان کارزار میں آئے ہو، مگر اس بات کے لئے تم مجھ سے زیادہ کسی طرح مستحق نہیں ہو - آؤ ہم تم سے بحث کریں - اگر تم حق و صداقت پر

نہیں تو پھر تم بھی عامۂ مسلمین کی طرح دائرۂ اطاعت میں شریک ہو جاؤ اگر تم حق پر ہو گے تو اُسوقت ہم اس معاملہ پر غور کر لیں گے۔

بسطام نے ابھی کوئی کارروائی نہیں کی اور امیرالمومنین کو لکھا کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ انصاف پر مبنی ہے میں دو شخصوں کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں تاکہ یہ اس معاملہ میں آپ سے گفتگو کر لیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک تو بنی شیبان کا آزاد غلام ممزوج تھا اور دوسرا بنی یشکر کا ایک صحیح النسب شخص تھا۔ مگر اس واقعہ کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بسطام نے کئی شخص اس غرض سے بھیجے تھے اور اُن میں یہ دونوں مذکور الصدر بھی تھے، جب امیرالمومنین نے اُن سے کہا کہ صرف دو شخصوں کو منتخب کر کے بھیجدیا جائے تو اُنھیں دونوں کا انتخاب اس کام کے لئے کیا گیا۔

بہرحال اب یہ دونوں امیرالمومنین کے سامنے آئے اور ان سے بحث کرنے لگے، اور امیرالمومنین سے سوال کیا کہ یزید کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیوں وہ آپ کے بعد خلیفہ ہو۔ امیرالمومنین نے فرمایا کہ میں نے نہیں بلکہ میرے پیشرو نے اس کو ولی عہد کیا ہے، خارجیوں نے کہا اچھا آپ ہی بتائے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ آپ کسی دوسرے کے مال کے امین بنائے جائیں پھر اُس مال کو آپ ایسے شخص کے سپرد کر دیں جو غیر معتبر ہو، تو ایسی صورت میں کیا آپ نے اُس امانت کے فرض کو اُس ذات کے سامنے جس نے آپ کو امین بنایا تھا پورا کیا۔

امیرالمومنین فرمانے لگے کہ اس کے جواب کے لئے مجھے تین دن کی مہلت دو، خارجی اُٹھکر چلے آئے مگر اب مروانیوں کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ مبادا ہمارے خاندان سے یہ حکومت اور دولت نکل جائے اور کہیں ایسا نہو کہ امیرالمومنین یزید کو ولی عہدی سے محروم کر دیں، اس لئے ان لوگوں نے امیرالمومنین کو چپکے سے زہر دلوادیا۔ اور اس واقعہ کے تین ہی دن بعد آپ نے وفات پائی، نیز اس سال امیرالمومنین نے ولید بن ہشام المعیطی اور عمرو بن قیس الکندی کو ایک حمص کی فوج کے ساتھ موسم گرما میں کفار سے جہاد کے لئے بھیجا۔

اسی سال عمرو بن ہبیرۃ الفزاری عامل جزیرہ مقرر کر کے جزیرہ بھیجے گئے اور یزید بن المہلب عراق سے قید کر کے امیرالمومنین کی خدمت میں لایا گیا۔

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات

یزید بن المہلب کی گرفتاری کے اسباب و واقعات میں ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ جب یزید بن المہلب خراسان سے آکر واسط آئے اور وہاں سے بصرہ کے ارادہ سے کشتیوں میں سوار ہوئے تو عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن ارطاۃ کو بصرہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا۔ اور عدی نے موسیٰ بن وجیہہ الحمیری کو اپنے آگے روانہ کیا۔ موسیٰ نے یزید کو نہر معقل میں بصرہ کے پل کے پاس جا لیا اور گرفتار کرکے بیڑیاں پہنا دیں عدی نے یزید کو امیر المومنین کی خدمت میں بھیجدیا۔ موسیٰ بن وجیہہ انھیں لیکر آئے، عمر بن عبدالعزیز نے انھیں سامنے بلوایا۔

امیر المومنین خود یزید اور اُس کے خاندان والوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ بڑے ظالم استبدادی خیال کے لوگ ہیں میں ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح یزید آپ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ میں انھیں مکار اور ظاہر داری برتنے والا خیال کرتا ہوں۔ مگر جب آپ خلیفہ ہوئے تو یزید کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ مکر و ظاہر داری سے کوسوں دور ہیں۔

امیر المومنین نے یزید سے بلا کر کہا کہ وہ رقم ادا کرو جو تم نے سلیمان کو لکھی تھی، یزید کہنے لگا کہ آپ کو خود معلوم ہے کہ سلیمان کو میری خوشنودی کتنی ملحوظ خاطر تھی۔ میں نے اُس رقم کا اظہار صرف اور لوگوں کو جتانے کے لئے کر دیا تھا اور میں خوب جانتا تھا کہ وہ نہ اس رقم کا مجھ سے کبھی مطالبہ کرینگے نہ اور کوئی ایسا حکم دیں گے جو میری طبیعت کے خلاف ہو۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے تمھارے معاملہ میں سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نظر نہیں آتا کہ تمھیں قید کر دوں۔ اللہ سے ڈرو، اور جو مطالبہ تم پر ہے اُسے ادا کر دو، یہ مسلمانوں کا حق ہے اور میں اسے کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔

غرض کہ یزید کو آپ نے جیل خانہ بھیجدیا۔ اور جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کا گورنر مقرر کرکے خراسان روانہ کر دیا۔

یزید کے صاحبزادے مخلد خراسان سے آئے، جس پرگنہ سے گذرتے دل کھولکر لوگوں کو داد و دہش کرتے، امیر المومنین کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد

عرض پرداز ہوئے کہ امیر المومنین کی خلافت سے اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے مگر ہمیں آپ کی ذات سے تکلیف و مصیبت اٹھانی پڑی۔ تو یہ تو کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ ہم ہی آپ کے عہد مبارک میں سب سے زیادہ بد قسمت رہیں، آپ میرے والد کو ناحق محبوس کرتے ہیں۔ جس قدر مطالبہ اُن پر واجب الادا ہے وہ میں اُنکی جانب سے ادا کیئے دیتا ہوں۔ آپ جو کچھ اُن سے مطالبہ کرتے ہیں اُس کے بارے میں مجھ سے سمجھوتہ کر لیجیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ اُس وقت تک میں اُن سے کوئی مصالحت نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ ایک ایک پائی بیباق نہ کر دیں۔

مخلد نے کہا کہ اگر جناب والا کے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو خیر اُس کے مطابق مطالبہ کیجئے ورنہ یا تو مجرد اُن کے بیان کو صحیح مان لیجئے یا اُن سے حلف لے لیجئے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو پھر آپ اُن سے کوئی سمجھوتہ کر لیجئے، امیر المومنین نے کہا اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی کہ وہ کل رقم مطالبہ ادا کر دیں، جب مخلد آپ کے سامنے سے اُٹھ آیا تو فرمانے لگے کہ یہ اپنے باپ سے تو زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے، مگر مخلد اس واقعہ کے بعد چند ہی روز اور زندہ رہا۔

جب یزید نے انکار کر دیا کہ وہ ایک پیسہ بھی نہیں دے گا تو امیر المومنین نے حکم دیا کہ اُن کا جُبہ پہنایا جائے اور اونٹ پر سوار کر کے دہلک لیجایا جائے، جب لوگ قید خانہ سے نکال کر یزید کو تمام لوگوں کے سامنے لیجانے لگے تو یزید کہنے لگا، کیا میرا خاندان ہی نہیں ہے، مجھے دہلک کیوں لئے جاتے ہیں۔ دہلک تو وہ شخص بھیجا جاتا ہے جس نے کوئی جرم کیا ہو یا بغاوت کی ہو یہ کیا عجیب و غریب بات ہے! کیا میرا خاندان باقی نہیں رہا!!

یہ سن کر سلامۃ بن نعیم الخولانی امیر المومنین کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مناسب یہ ہے کہ جناب والا یزید کو قید خانہ ہی واپس بھیجد یجئے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے اپنے ارادہ کی تکمیل کی تو اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا لیجائیں گے کیونکہ میں نے خود دیکھا ہے کہ اس بات سے اُن لوگوں میں جوش و غضب پیدا ہو گیا ہے!

امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس بھیجدیا۔ یزید اُس وقت تک جیل خانہ ہی میں رہا جب تک کہ اُسے آپ کی علالت کی اطلاع نہیں ملی۔

یزید کی گرفتاری کے متعلق ایک اور روایت یہ ہے کہ امیر المومنین نے عدی بن ارطاۃ کو حکم دیا کہ یزید کو بھیجدو اور عین التمر میں جو فوج متعین ہے یزید کو اُس کے سپرد کر دو۔

عدی نے یزید کو وکیع بن حسّان بن ابی سود التمیمی کے ہمراہ بیڑیاں پہنا کر ایک کشتی میں بٹھا کر روانہ کیا جب یزید نہر ابان پہنچا تو بنی ازد کے کچھ لوگ یزید کو چھڑانے کے لئے وکیع پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہوے۔ وکیع جھپٹا۔ اپنی تلوار نیام سے باہر کی۔ کشتی کے شامیانے کو کاٹ ڈالا۔ یزید کی تلوار بھی چھین لی اور قسم کھا کر کہا کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہو جاؤ گے تو میری بیوی پر طلاق ہے اگر میں یزید کو قتل نہ کر ڈالوں۔

یزید نے اُن لوگوں سے چلا کر کہا کہ آپ لوگ چلے جائیں وکیع نے اس قسم کی قسم کھائی ہے، چنانچہ وہ لوگ یہ سنتے ہی واپس چلے گئے اور وکیع نے یزید کو لا کر اُس فوج کے حوالے کر دیا جو عین التمر میں متعین تھی۔ وکیع تو عدی بن ارطاۃ کے پاس واپس چلا گیا اور یہ فوج یزید کو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس لے آئی۔ آپ نے یزید کو قید کر دیا اسی سال امیر المومنین نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کر دیا اور اُن کی جگہ عبدالرحمٰن بن نعیم القشیری کو مقرر کیا۔ اس طرح جرّاح ایک سال پانچ ماہ خراسان کا صوبہ دار رہا۔ سنہ ۹۹ ہجری میں خراسان آیا۔ اور ماہ رمضان سنہ ۱۰۰ ہجری کے ختم ہونے میں کچھ روز باقی تھے کہ اُس نے خراسان چھوڑا۔

جرّاح کی موقوفی کے اسباب

جرجان سے روانہ ہونے کے وقت یزید نے جہم بن زحر کو جرجان کا عامل مقرر کر دیا تھا، مگر جب یزید گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیجدیا گیا تو عراق کے عامل نے اپنی جانب سے ایک دوسرے شخص کو جرجان کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا، یہ صاحب جرجان آئے جہم نے انھیں اور اُن کے ساتھ جو لوگ آئے اُن سب کو پکڑ کر قید کر دیا اور پھر پچاس یمنی سواروں کو لیکر جراح کے ارادہ سے خراسان روانہ ہوا۔ اب اہل جرجان نے اپنے اس نو مامور عامل کو قید سے رہا کر دیا۔ اس فعل پر جراح نے جہم سے کہا کہ اگر تم میرے چچازاد بھائی نہ ہوتے تو میں کبھی تمھاری اس حرکت کو گوارا نہ کرتا اس پر جہم نے جواب دیا کہ

آپ سے اگر میرے یہ قرابت نہ ہوتی تو میں بھی کبھی آپ کے پاس نہ آتا، جہم اور جراح دونوں ہم زلف بھی تھے، کیونکہ ان دونوں کی بیویاں حصین بن الحارث کی بیٹیاں تھیں۔ اور چچیرے بھائی بھی تھے کیونکہ حکم اور جعفی دونوں سعد کے بیٹے تھے، جراح نے جہم سے کہا کہ تم نے اپنے امام کی مخالفت کی ہے، اور سرکش ہو گئے ہو اب یہ ہی چارہ کار تمہارے لئے باقی ہے کہ تم جہاد کے لئے جاؤ شاید تم فتح حاصل کرو اور اس طرح پھر تمہاری بات خلیفۃ المسلمین کے پاس بن جائے۔

چنانچہ جراح نے جہم کو ختل پر جہاد کے لئے بھیجا۔ جہم روانہ ہوا۔ جب اُس کے قریب پہنچا تو اپنی فوج کو چھوڑ کر تین آدمیوں کو ساتھ لے بادشاہ ختل کے پاس چلا گیا، اور کہا کہ میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں تخلیہ ہوا۔ جہم نے اپنی خاندانی شرافت وعزت کا اظہار کیا۔ بادشاہ اپنے تخت سے نیچے اتر آیا اور جو اُس نے کہا اُسے منظور کر لیا۔

لوگ بیان کرتے ہیں کہ ختل نعمان کے آزاد غلاموں سے تھے۔

جہم کو بہت سا مال غنیمت ملا۔ جراح نے اس کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز کو لکھا اور ایک وفد اُن کی خدمت میں روانہ کیا جس میں دو آدمی تو عرب تھے اور ایک آزاد غلاموں میں سے تھا جس کا تعلق بنی ضبہ سے تھا۔ ابو الصید الکنیت کرتا تھا صالح بن طریف اُس کا نام تھا اور اپنے مذہب کے عالموں میں سے تھا۔

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ آزاد غلام خالد کے بھائی سعید تھے یا یزید النحوی تھے، غرض کہ یہ وفد دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ پہلے دونوں عربوں نے گفتگو کی اور تیسرا شخص چپ بیٹھا رہا اس پر امیر المومنین نے پوچھا کہ کیا تم اس وفد کے رکن نہیں ہو؟ اُس نے کہا کہ جی ہاں میں بھی ہوں۔ تو امیر المومنین فرمانے لگے کہ پھر تم کیوں خاموش ہو، اُس نے کہا کہ جناب والا خیال کرنے کی بات ہے کہ بیس ہزار موالی بغیر تنخواہ اور روزینہ کے جہاد کر رہے ہیں اور اسی قدر ذمی مسلمان ہو چکے ہیں مگر پھر بھی اُسی سابقہ مقدار کے موافق مالگذاری لی جا رہی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ ہمارے صوبہ دار صاحب سخت متعصب اور ظالم ہیں۔ ہمارے ہی ملک میں برسر منبر فرماتے ہیں کہ جب میں آیا تھا تب بہت ہی رحم دل تھا مگر اب میں سخت گیر ہوں۔ اور بخدا میری قوم کا ایک فرد تمہارے سو آدمیوں سے زیادہ میرے

نزدیک وقیع ہے، اُس کے ظلم و تکبر کا یہ حال ہے کہ اُس کے کرتے کی آستین ہمیشہ بازو تک چڑھی رہتی ہے یہ بھی ظلم میں حجاج سے کم نہیں بلکہ اُس کا جانشین ہے،

امیر المومنین یہ سن کر فرمانے لگے کہ واقعی تم جیسے آدمی کو ضرور وفد میں آنا چاہیے تھا، اور جراح کو حکم دیا کہ دیکھو جو شخص تمہارے سامنے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھے اُس سے جزیہ نہ لو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی دھڑا دھڑ لوگ مسلمان ہونے لگے۔

یہ حالت دیکھکر جراح سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ اسلام کی خوبیوں کی وجہ سے مسلمان نہیں ہو رہے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کے لئے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ذرا ختنہ کرنے کا حکم دے کر ان کا امتحان تو کیجئے۔

جراح نے اس معاملہ کو بارگاہ خلافت میں منظوری کے لئے بھیجا۔ امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ اللہ نے رسول اللہ کو داعی بنا کر مبعوث کیا تھا۔ ختنہ کرنے والا مقرر نہیں کیا تھا۔

امیر المومنین نے اپنے درباریوں سے پوچھا کہ کوئی ایسا صادق القول شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کی اصلی حالت دریافت کروں، لوگوں نے عرض کیا کہ ابی مجلز سے بڑھکر اور کون ہو سکتا ہے، امیر المومنین نے جراح کو لکھا کہ تم یہاں آؤ اور ابو مجلز کو بھی ساتھ لاؤ۔

جراح نے عبد الرحمٰن بن نعیم الغامدی کو خراسان کا سپہ سالار مقرر کیا، عبید اللہ یا عبید اللہ بن حبیب کو مالگزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اب روانہ ہونے کے لئے خود تیار ہوا۔ روانگی سے پیشتر تقریر کی اور کہا کہ اے اہل خراسان میں اپنے انھیں کپڑوں میں جو میرے بدن پر ہیں اور اپنے گھوڑے پر یہاں آیا تھا میں نے تمہارے روپیہ سے صرف اپنی تلوار کے قبضہ کو مرصع کیا ہے۔

اور واقعی جراح کے پاس سوائے ایک گھوڑے اور ایک مادہ خچر کے جو دونوں بوڑھے ہو گئے تھے اور کوئی سواری نہ تھی۔

غرضکہ جراح عبد الرحمٰن بن نعیم کو خراسان پر اپنا جانشین مقرر کر کے ماہ رمضان المبارک میں خراسان سے روانہ ہوا۔ جب امیر المومنین کی خدمت میں

حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا کہ تم خراسان سے کب روانہ ہوے تھے۔ جرّاح نے کہا کہ رمضان میں۔ یہ جواب سن کر امیر المومنین فرمانے لگے تو اس سے ثابت ہوا کہ تمھارے ظلم وجور کی روایت بالکل درست ہے تم سے یہ نہ ہوسکا کہ رمضان میں وہیں قیام کرتے اور ماہ صیام کے گذر جانے کے بعد آتے"۔

خود جراح کہا کرتا تھا کہ میں ضرور بڑا سخت خود رائے اور سخت سزا دینے والا شخص ہوں"۔

خراسان پہنچکر جرّاح نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ میں نے خراسان آکر ایسے لوگ دیکھے جو بغاوت و فساد کی وجہ سے ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے ہیں اُن میں جتھا بندی ہے اور ہر وقت کوئی نہ کوئی شاخسانہ ایسا نکالتے ہیں جس سے پھر ایک عام ہڑ بونگ اور غیر آئینی حالت پیدا ہو جائے تاکہ وہ خراج وغیرہ نہ دیسکیں، تلوار اور کوڑا یہی دونوں چیزیں انھیں درست رکھ سکتی ہیں مگر میں نے اس امر کو بُرا سمجھا کہ بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ کار پر عمل پیرا ہوں"۔

امیر المومنین نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمھارے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ باشندگان خراسان سے زیادہ خود تم فتنہ و فساد کے دلدادہ ہو، یاد رکھو کہ کسی مومن یا ذمی شخص کے بلاوجہ ایک کوڑا نہ لگانا اور خون کے قصاص سے ڈرتے رہو کیونکہ تمھیں ایسی ہستی کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا جو تمام ظاہر و باطن باتوں کو جانتا ہے اور تم خود وہ اپنا نامۂ اعمال پڑھو گے جس میں بڑی اور چھوٹی تمام باتیں درج ہونگی"۔

جب جراح نے خراسان سے روانگی کا ارادہ کیا تو بیس ہزار درہم ایک یا دوسرے بیان کے مطابق دس ہزار درہم خزانۂ عامرہ سے اخراجات سفر کے لئے بطور قرض لے لئے اور کہا کہ میں اسے امیر المومنین کو ادا کر دونگا۔ چنانچہ جب جرّاح دربار خلافت میں حاضر ہوا تو امیر المومنین نے اُس سے دریافت کیا کہ خراسان سے تم کب چلے تھے، جرّاح نے کہا کہ ماہ رمضان کے آخر میں روانہ ہوا تھا، اور مجھ پر کچھ سرکاری مطالبہ بھی واجب الادا ہے وہ آپ وصول کر لیجئے، امیر المومنین نے فرمایا کہ۔ کیا اچھا ہوتا کہ تم ماہ صیام کے ختم ہونے کے بعد وہاں سے روانہ ہوتے تو میں اس قرضہ کو بھی معاف کر دیتا۔

بعد میں اس رقم کو اُس کی قوم والوں نے اپنی تنخواہوں میں سے وضع کر کے ادا کر دیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عبدالرحمن بن نعیم اور عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کو خراسان کے والی مقرر کرنے کے اسباب کا بیان

جب جراح کی دربار خلافت میں شکایت پیش ہوی تو امیرالمومنین نے اُنھیں اپنے پاس بلالیا اور معزول کر دیا۔ اب انھیں ان کے جانشین کی ضرورت ہوی تو آپ نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ ایک ایسا راست باز شخص بتاؤ جس سے میں خراسان کے متعلق دریافت کروں۔ لوگوں نے کہا کہ ابو مجلز لاحق بن حمید ایسے شخص ہیں۔ امیرالمومنین نے انھیں اپنے پاس بلایا۔ یہ ایسے شخص تھے کہ سرسری طور پر دیکھنے سے پہچانے نہیں جاتے تھے، کم رو تھے۔

ابو مجلز بہت سے لوگوں کے ساتھ امیرالمومنین کے پاس آئے، مگر آپ نے اُنھیں شناخت نہیں کیا، اور وہ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ دربار سے اُٹھکر چلے گئے، جب امیرالمومنین نے اُنھیں پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ وہ آئے تھے اور پھر چلے گئے، امیرالمومنین نے اُنھیں پھر بلوایا اور فرمانے لگے کہ میں نے تمھیں نہیں پہچانا۔ ابو مجلز کہنے لگے کہ اگر جناب والا نے مجھے پہچانا نہ تھا تو اب انکار تعارف کے کیا معنی؟ امیرالمومنین نے پوچھا اچھا کہئے عبدالرحمن بن عبداللہ کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے؟ ابو مجلز نے کہا کہ وہ ایسے سردار ہیں جو اپنے ہمسروں کے مقابلہ کے لائق ہیں۔ دشمنوں سے لڑتے ہیں مگر اُسی کے ساتھ خود رائے ہیں اور اگر کوئی اُن کی مساعدت کرے تو اور بھی بہت کچھ کرنے کے لئے یہ تیار ہو جائیں۔

امیرالمومنین نے پوچھا کہ عبدالرحمن بن نعیم کیسے ہیں۔ ابو مجلز نے کہا کہ وہ

کمزور نرم دل آدمی ہیں۔ عیش آرام کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ہر شخص اُن کے احکام کی بلا چون وچرا تعمیل کر دے۔

امیر المومنین نے فرمایا کہ مجھے ایسا آدمی زیادہ پسند ہے، چنانچہ آپ نے انھیں خراسان کا فوجی گورنر اور امام مقرر کر دیا اور عبدالرحمان القشیری (از بنی اعور) کو مالگذاری کا افسر اعلیٰ بنا دیا۔ اور باشندگان خراسان کے نام خط لکھا کہ میں نے عبدالرحمن کو تمھارا فوجی گورنر مقرر کیا ہے اور عبدالرحمن بن عبداللہ کو مالگذاری کا افسر اعلیٰ مقرر کیا ہے نہ میں نے خود ان کا انتخاب کیا اور نہ میں ان سے ذاتی طور پر واقف تھا البتہ اور لوگوں نے مجھے ان کے حالات سے مطلع کیا۔ پس اگر یہ دونوں آپ لوگوں کے حسب مرضی کام کریں تو آپ خدا کا شکر بجا لائیں۔ اور اگر یہ ایسے ثابت نہوں تو آپ خدا سے طالب امداد ہوں کیونکہ، تمام طاقت اور قدرت صرف اُسی کو حاصل ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن کو لکھا کہ تم خلق اللہ کے خیر خواہ رہنا اور اللہ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہونا کیونکہ انسانوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ مستحق ہے اور اُس کا حق بھی زیادہ ہے کہ اُس سے ڈرا جائے۔ ہمیشہ مسلمانوں کو نیک کام کی ہدایت کرتے رہنا۔ اور نیز شفقت کرنا۔ جو امانت تمھارے سپرد کیجائے اُسے پورا کرنا۔ اور یہ سمجھ لو کہ کوئی بات ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ رہ سکے اور اُس سے بچکر تم کہیں جا بھی نہیں سکتے کیونکہ آخر کار اُسی کے پاس جانا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن کی خراسان وسجستان کی سپہ سالاری کا فرمان عبداللہ بن مخر القریشی کے ہاتھ بھیجا تھا، عبدالرحمن امیر المومنین کی وفات کے بعد یزید بن المہلب کے قتل تک خراسان کے گورنر رہے، اور ان کے بعد مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم کو خراسان بھیجا، اس طرح ڈیڑھ سال سے زیادہ عبدالرحمن خراسان کے گورنر رہے، رمضان سنہ ۱۰۰ہجری میں مقرر ہوئے اور یزید بن المہلب کے قتل کے بعد سنہ ۱۰۲ہجری میں برطرف ہوئے۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن سولہ ماہ خراسان کے گورنر رہے۔

خاندان بنی عباس کو برسر اقتدار لانے کی پہلی تحریک

اسی سنہ ہجری میں محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے خارجیوں کے علاقہ سے میسرہ کو عراق بھیجا۔ محمد بن خنیش، ابو عکرمۃ السراج (جس کا نام ابو محمد الصادق تھا) اور حیان العطار ابراہیم بن سلمۃ کے ماموں کو خراسان روانہ کیا، اُس وقت جراح بن عبداللہ الحکمی عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے خراسان کا صوبہ دار تھا؛

محمد بن علی نے ان لوگوں کو حکم دیا تھا کہ تم وہاں جاکر میرے اور میرے خاندان کی حمایت اور اعانت پر لوگوں کو برانگیختہ کرو چنانچہ یہ اکثر لوگوں سے ملکر اور اُن لوگوں کے خطوط لیکر جنھوں نے اپنی اعانت کا وعدہ کیا تھا محمد بن علی کے پاس واپس چلے آئے؛

ابو محمد الصادق نے محمد بن علی کے لئے مندرجۂ ذیل بارہ بڑے مقتدر اور بارسوخ شرفا کی حمایت حاصل کرلی۔ اُن کے نام یہ ہیں۔ سلیمان بن کثیر الخزاعی، لاہز بن قریظ التیمی، قحطبہ بن شبیب الطائی، موسیٰ بن کعب التیمی، خالد بن ابراہیم، ابو داؤد متعلقہ قبیلہ بنی عمرو بن شیبان بن ذہل۔ قاسم بن مجاشع التیمی، عمران بن اسماعیل، ابوالنجم خاندان ابو معیط کے آزاد غلام، مالک بن الہیثم الخزاعی، طلحہ بن رزیق الخزاعی۔ عمرو بن اعین ابو حمزہ خزاعہ کے آزاد غلام شبل بن طہمان ابو علی الہروی بنی حنیفہ کے آزاد غلام اور عیسیٰ بن اعین خزاعہ کے آزاد غلام؛

اسی طرح ستّر اور آدمی منتخب کئے گئے جنھیں محمد بن علی نے خطوط لکھکر دئے تاکہ وہ اُن کے لئے سند کا کام دیں اور جو ہدایات اُن میں مرقوم تھیں اُس پر عمل کریں؛

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ اس سال وہی تمام لوگ مختلف صوبجات کے ناظم وصوبہ دار تھے جو سنہ ماقبل میں تھے اور جن کا تذکرہ ہم پہلے کرچکے ہیں البتہ اس سنہ کے آخر میں خراسان پر عبدالرحمٰن بن نعیم فوجی گورنر اور پیش امام تھے اور عبدالرحمن بن عبداللہ مالگذاری کے افسر اعلیٰ تھے۔

۱۰۱ سنہ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے نکل بھاگا،

اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب آپ نے یزید کو دھلک لیجانے کا حکم دیا اور پھر آپ سے کہا گیا کہ ممکن ہے کہ اُس کے خاندان والے اُسے چھڑا لیجانے کی کوشش کریں تو امیر المومنین نے یزید کو پھر جیل خانہ واپس کر دیا۔ یزید امیر المومنین کے علیل ہونے تک چپ چاپ جیل خانہ میں پڑا رہا۔ مگر جب اُسے امیر المومنین کی علالت کا علم ہوا تو اب اُس نے بھاگ نکلنے کی فکر کی اس کی اصلی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یزید بن المھلب نے خاندان ابی عقیل کو اپنے زمانۂ اقتدار و عروج میں طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی تھیں اور یہ لوگ یزید بن عبد الملک کی بیوی کے رشتہ دار تھے کیونکہ محمد بن یوسف حجاج کے بھائی کی بیٹی اُم الحجاج یزید بن عبد الملک کی بیوی تھیں اس لئے یزید بن عبد الملک نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں نے کبھی یزید بن المھلب پر قابو پایا تو اُسے قتل ہی کر ڈالوں گا، اس وجہ سے یزید بن المھلب یزید بن عبد الملک سے ترسندہ تھا اسی خوف کے مارے یزید بن المھلب نے اپنے موالیوں سے کہلا بھیجا کہ میرے بھاگنے کے لئے سواریوں کا انتظام کر دیں چنانچہ انھوں نے اونٹ تیار رکھے ؛

حضرت عمر بن عبد العزیز دیر سمعان میں بیمار پڑے، جب اُن کے مرض میں شدت ہوئی تو یزید بن المھلب نے اونٹ منگوائے، اور جب اُسے معلوم ہوا کہ اُن کے آنے میں دیر ہے تو جیل خانہ سے نکل کر اُس جگہ آیا جہاں کہ اُس کے موالیوں نے اُس سے ملنے کا وعدہ کیا تھا، مگر اُس جگہ آکر دیکھا کہ اب تک کوئی نہیں آیا ہے اس پر اُس کے اور ساتھی پریشان ہوے اور گھبرا گئے یزید بن المھلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں پھر جیل خانہ واپس چلا جاؤں تو یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا میں اب قیامت تک واپس نہ جاؤں گا۔

اسی اثنا میں اونٹ آگئے یزید سوار ہو کر روانہ ہوا۔ اُس کے ہمراہ محمل کے دوسرے حصہ میں اُس کی بیوی عاتکہ قرات بن معاویۃ العامریۃ متعلقہ قبیلہ بنی بکا کی بیٹی بھی تھی ۔

شہر سے دور گذر جانے کے بعد یزید نے امیر المومنین کو لکھا کہ اگر میں جانتا کہ آپ ابھی اور زندہ رہیں گے تو ہرگز جیل خانہ سے نہ بھاگتا۔ مگر کیا کروں کہ مجھے یزید بن عبد الملک سے خوف لگا ہوا تھا، اس پر آپ نے فرمایا کہ اے خداوندا اگر اس حرکت سے یزید کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کرے تو اُس کے خیالات کو

اُسی پر پلیٹ دے اور مسلمانوں کو اُن سے محفوظ رکھ؛
چلتے چلتے یزید مقام حفت الزقاق پہنچا۔ ہذیل بن زفر یہاں مقیم تھا اور بنی قیس کے لوگ بھی یہاں تھے، جب یزید کا قافلہ ان کے پاس سے گذرا تو ان لوگوں نے اُس کا تعاقب کیا اور اُس کا کچھ سامان اور کچھ شاگرد پیشہ غلام لوٹ لے گئے، مگر پھر ہذیل نے ان لوگوں کو اپنے سامنے پکڑ بلوایا اور سفر سامان وغیرہ واپس کر دیا اور پوچھا کہ بتاؤ تم یزید بن المہلب یا اُس کے خاندان والوں میں سے کیوں کسی شخص کے پیچھے پڑتے ہو یا تمھیں اُن سے کوئی قصاص لینا ہے، ؟ بنی قیس بولے کہ جی نہیں ہمیں کوئی قصاص تو نہیں لینا؟ اس پر ہذیل نے کہا تو بس اب پھر کیا چاہتے ہو وہ بیچارا جیل خانہ میں پڑا ہوا تھا جب اُسے اپنی جان کا خوف ہوا تو بھاگ نکلا اس میں کیا قباحت ہے؟
واقدی کا یہ بیان ہے کہ یزید بن المہلب حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کے بعد اُن کی قید سے بھاگ گیا۔
اسی سنہ ۱۰۱ ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز نے انتقال کیا؛
ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ماہ رجب سنہ ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا۔
اس کے متعلق ایک بیان یہ ہے کہ آپ نے بروز جمعہ ابھی ماہ رجب ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ مقام دیر سمعان میں اُنتالیس سال کچھ ماہ کی عمر اور دو سال پانچ ماہ خلافت کرنے کے بعد انتقال کیا۔
ہیثم بن واقد کہتے ہیں کہ میں سنہ ۹۷ ہجری میں پیدا ہوا تھا اور سنہ ۹۹ ہجری کے ماہ صفر کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ مقام وابق میں عمر بن عبدالعزیز مسند خلافت پر متمکن ہوئے چنانچہ خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے جو روپیہ تقسیم کیا اُس میں سے تین دینار میرے حصہ میں بھی آئے اور مقام خناصرہ میں بروز چہارشنبہ ابھی ماہ رجب سنہ ۱۰۱ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ آپ نے انتقال کیا، بیس روز علیل رہے، دو سال پانچ ماہ اور چار روز خلافت کی، اونتالیس سال چند ماہ کی عمر ہوئی اور دیر سمعان میں دفن کیے گئے؛
بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس روز آپ نے انتقال کیا ہے

اُس روز آپ کی عمر اونتالیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ بعضوں نے چالیس سال کی عمر بتائی ہے، ہشام کی روایت کے مطابق آپ کی عمر چالیس سال ایک ماہ ہوئی۔ ابو حفص کنیت تھی، اُم عاصم حضرت عمر کی پوتی اور عاصم بن عمر کی بیٹی ان کی ماں تھیں، انھیں بنی اُمیہ کا اشج کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے باپ کے کسی جانور نے ان کی پیشانی پر لات رسید کردی تھی جس سے زخم ہو گیا تھا۔

نافع کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر کو اکثر یہ کہتے سنا ہے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ حضرت عمر کی اولاد میں وہ کون شخص ہے جس کی پیشانی پر ایک علامت ہوگی، اور جو روئے زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا۔

دمشق میں ایک جانور نے آپ کے لات ماری لوگ انھیں اُن کی ماں کے پاس لائے۔ ماں کی مامتا بری ہوتی ہے اُنھوں نے فوراً اپنے سینہ سے لگالیا اور آپ کے چہرہ سے خون پوچھنے لگیں اتنے میں اُن کے باپ بھی وہاں آگئے، اب اُن کی ماں نے اپنے خاوند کو بکنا جھکنا شروع کیا اور کہا کہ تم نے میرے بچہ کو ہلاک کرڈالا۔ اور کسی خدمتگار یا محافظ کو اُس کے ساتھ نہیں کیا جو اُس کی نگرانی رکھتا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے باپ کہنے لگے اے اُم عاصم چپ بیٹھو۔ تمھیں مبارک ہو کہ تمھارا لڑکا تمام خاندان بنی اُمیہ میں اشج ہے!

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعض عادات و خصائل

آپ نے خلیفہ ہوتے ہی حسب ذیل خط یزید بن المہلب کو لکھا،

حمد و ثنا کے بعد سلیمان بھی اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے تھے نیز اللہ نے اپنا انعام فرمایا پھر اُسے واپس لے لیا انھوں نے مجھے اور میرے بعد یزید بن عبدالملک کو (اگر وہ اُس وقت تک زندہ رہیں) اپنا جانشین چھوڑا، جس اہم خدمت کا بوجھ اللہ نے میرے کندھوں پر ڈال دیا ہے اُس کا اُٹھانا کچھ آسان کام نہیں ہے، اس منصب پر فائز ہونے سے میرا مقصد زر و زن کا شوق نہیں ہے اگر یہ ہوتا تو جو اس سے پہلے مجھے میسر تھا وہی اس قدر ہے کہ

لہ اشج۔ اُس شخص کو کہتے ہیں جس کی پیشانی پر کسی زخم کی علامت ہو۔

روئے زمین پر اور کسی کو نہیں، میں ہر وقت ڈرتا رہتا ہوں کہ جو کام میرے سپرد ہے اس کا مجھ سے سخت حساب لیا جائے گا، اور باز پرس کیجائے گی، جو باتیں اللہ معاف کردے تو معاف کردے، یہاں کے تمام مسلمانوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے اب تم بھی بیعت کرو۔

جب یہ خط یزید کو ملا اس نے اسے ابو عیینیہ کو دیا۔ ابو عیینیہ نے اسے پڑھکر کہا کہ میں اس وقت سے اس کے حمایتیوں میں نہیں ہوں۔ یزید نے اس کی وجہ دریافت کی، ابو عیینیہ کہنے لگا کہ یہ تحریر اس کے خاندان کے پیشروؤں کی سی نہیں ہے، یہ شخص ان کے طرز عمل پر کاربند نہیں ہونا چاہتا!

خیر پھر یزید نے تمام باشندوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے آکر بیعت کی۔

بعد ازاں امیر المومنین نے یزید کو لکھا کہ خراسان پر کسی شخص کو اپنا جانشین مقرر کرکے تم خود میرے پاس آؤ، یزید نے اپنے بیٹے مخلد کو اپنا قائم مقام بنایا اور خود دربار خلافت میں حاضری کے لئے روانہ ہوا۔

امیر المومنین نے عبد الرحمن بن نعیم کو لکھا کہ عمل و علم دونوں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، تمھیں چاہیئے کہ تم اللہ کو جانو اور اسی کے لئے عمل کرو، کیونکہ اور بہت سی قومیں ایسی گذری ہیں کہ جو علم کی حامل تھیں۔ مگر ان میں عمل نہ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا علم ان کے لئے اور وبال جان ہوگیا۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے عبد الرحمن کو لکھا تھا کہ تم اس شخص کے جیسے اعمال کرو جو یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفسدین کی کارروائیوں کو کبھی بار آور نہیں ہونے دیتا۔

آپ نے سلیمان بن ابی السری کو لکھا کہ تم اپنے ماتحت علاقہ کے تمام شہروں میں مسافروں کے لئے سرائیں بناؤ جو مسلمان تمھارے علاقہ سے گذریں ایک دن اور ایک رات اونکی مہمانداری کرو، اونکی سواری کے جانوروں کو دیکھ بھال لو، اگر کوئی بیمار ہو تو دو دن اور دو راتیں اسے مہمان رکھو اور اگر اس کی سواری کا جانور ہلاک ہوجائے اور اس کے پاس روپیہ نہ ہو کہ وہ دوسرا خرید سکے تو تم اپنے پاس سے اسے اس قدر دے دو کہ جس سے وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے۔

جب آپ کا خط سلیمان کے پاس پہنچا تو اہل سمرقند نے اُن سے کہا کہ قتیبہ نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا تھا، اور ہم پر ظلم کیا تھا اور دھوکہ سے ہمارے شہروں پر قبضہ کیا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف کو ظاہر کردیا ہے۔ آپ اجازت دیجئے کہ ہمارا ایک وفد امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی شکایتیں پیش کرے اگر ہمارا حق ہوگا تو ہمیں مل ہی جائیگا کیونکہ ہمیں اُس کی سخت ضرورت ہے۔

سلیمان نے اُن کی درخواست منظور کرلی۔ اہل سمرقند کا ایک وفد امیرالمومنین کی کی خدمت میں باریاب ہوا امیرالمومنین نے سلیمان کو لکھا کہ اہل سمرقند نے مجھ سے اُن مظالم کی شکایت کی ہے جو قتیبہ نے اُن پر ڈھائے تھے۔ یہاں تک کہ اُن کے علاقہ سے بھی اُنھیں نکال دیا تھا، جب تمھیں میرا یہ خط ملے تم فوراً اُن کے فیصلہ کے لئے ایک قاضی مقرر کردو، تاکہ وہ اُن کی شکایتیں سنیں، اگر وہ حق پر ہوں تو تم اُنھیں اُن کے فوجی قیام گاہ میں چلے جانے کی اجازت دے دینا تاکہ وہی حالت پیدا ہوجائے جو اُن کے اور مسلمانوں کے درمیان قتیبہ کے اُن پر فتح پانے سے پہلے تھی۔

سلیمان نے جمیع بن حاضر القاضی الناجی کو اس معاملہ کے لئے قاضی مقرر کیا۔ جمیع نے یہ فیصلہ کیا کہ عرب سمرقند سے نکل کر اپنے فوجی پڑاؤ میں چلے جائیں اور پھر برابر کا مقابلہ ہو، خواہ اُس میں تجدید صلح ہو یا بزور شمشیر فتح حاصل کیجائے۔

مگر اس فیصلہ پر اہل سغد نے کہا کہ ہم اپنی موجودہ حالت سے خوش ہیں دوبارہ آتش جنگ مشتعل نہیں کرنا چاہتے چنانچہ فریقین نے اسی بات کو تسلیم کرلیا اُن میں سے جو اہل الرائے تھے اُنھوں نے کہا کہ اب ہم عربوں کے ساتھ رہنے بسنے لگے ہیں ایک دوسرے سے تعلقات پیدا ہوگئے ہیں، انھوں نے ہمیں امان دی ہے اور ہم نے اُنھیں امان دیدی ہے اگر ہمارے موافق فیصلہ کیا گیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ پھر لڑائی ہوگی اور ہمیں معلوم نہیں کہ فتح ہوگی مگر بہرحال اگر ہمیں فتح نہ ہوی تو اس طرح ایک نئی عداوت ہم اور عربوں سے مول لینگے اور یہ بات دانشمندی کے خلاف ہے، چنانچہ ان لوگوں نے اسی حالت کو برقرار رکھا اور پھر کسی قسم کا جھگڑا نہیں کیا۔

امیرالمومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ علاقۂ ماوراء النہر میں جس قدر مسلمان ہیں اُنھیں مع اُن کے اہل وعیال کے واپس بلے آؤ مگر اُن مسلمانوں نے واپس آنے سے انکار کردیا

اور کہا کہ مرد ہماری ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ عبدالرحمٰن نے بارگاہ خلافت میں اطلاع دیدی، اُسکے جواب میں امیرالمومنین نے عبدالرحمٰن کو لکھا، اے اللہ جو مجھپر فرض تھا وہ میں بجالایا مگر پھر بھی عبدالرحمٰن تم اب مسلمانوں کو لیکر جہاد کے لیے اور آگے نہ جانا کیونکہ جس قدر علاقہ اللہ نے اُنھیں دیا ہے، یہی اُن کے لیے کافی ہے، امیرالمومنین نے عقبہ بن زرعۃ الطائی کو جنھیں آپ نے قشیری کے بعد خراسان کے محکمۂ مالگزاری کا افسر اعلیٰ مقرر کردیا تھا لکھا کہ حکومت کے یہ چار رکن ہیں جنکے بغیر سلطنت کی عمارت ٹھہر نہیں سکتی، صوبہ دار۔ قاضی۔ افسر خزانہ۔ اور چوتھا میں خود۔، اور یہ بھی سمجھ لو کہ خلافت اسلامیہ کے تمام، سرحدی صوبجات میں میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم خراسان کا صوبہ ہے، آپ خراج کو پوری طرح وصول کیجیے اور بغیر کسی شخص کے حق کے غصب کرنے کے اوسے حفاظت سے جمع رکھئے اگر وہاں کا خراج فوجی و ملکی اخراجات کے لیے کافی ہو تو فبہا ورنہ مجھے لکھیے تاکہ میں یہاں سے مزید روپیہ ارسال کردوں اور اس سے مسلمان فوج کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیجیے۔

جب عقبہ خراسان آئے تو معلوم ہوا کہ آمدنی خرچ سے زیادہ ہے، بارگاہ خلافت میں اسکی اطلاع دی وہاں سے جواب ملا کہ جسقدر روپیہ زیادہ ہے وہ بھی حاجت مندوں پر تقسیم کردیا جایا کرے۔ امیرالمومنین نے حسب ذیل خط عبدالحمید عامل کوفہ کو لکھا۔

یہ خط عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے عبدالحمید کو لکھا جاتا ہے، السلام علیکم، حمد و ثنا کے بعد تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل کوفہ پر گزشتہ سخت گیر اور ظالم حاکموں نے ضرورت سے زیادہ سختیاں اور ظلم کیے ہیں حالانکہ مذہب کی بنیاد عدل و نرمی پر ہے، سب سے زیادہ تم خود اپنے نفس کی روک تھام رکھنا کیونکہ یہ کچھ چھوٹا موٹا گناہ نہیں ہے، غیر مزروعہ زمین پر وہ لگان مت لگانا جو آباد زمین پر لگایا جاتا ہے۔ اور نہ آباد زمین کی تشخیص لگان غیر مزروعہ زمین کے لگان کی شرح سے کرنا۔ جو غیر مزروعہ زمین ہو اُسے دیکھکر اُسکی حیثیت کے مطابق لگان لگانا۔ اور پھر اُسکی آبادی اور اصلاح کی کوشش کرنا۔ زیر کاشت

رقبہ زمین سے صرف زرِ لگان ہی وصول کرنا اور وہ بھی نرمی اور دلجوئی سے اور اِسطرح کہ کاشتکار خوش رہیں، اور خراج میں ہمیشہ پیداوار کا ساتواں حصّہ وصول کرنا جسکے لیے کوئی خاص ضابطہ نہیں ہے لگان تشخیص اور وصول کرنے والونکی تنخواہیں رعایا سے وصول نہ کرنا۔ اور نہ نوروز اور مہرجان کا نذرانہ لینا نہ خطوط اور رجسٹریشن کی اجرت لینا، نہ مکانات کا کرایہ، اور نکاح پڑھانے کے معاوضہ کے درہم وصول کرنا۔ اسی طرح جو شخص مسلمان ہو جائے اُس سے خراج نہ لیا جائے، ان تمام امور میں تم میری ان ہدایات پر عمل کرو، کیونکہ جو کام اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی نگرانی کا میرے متعلق کیا ہے اس میں سے اِن اِن امور کا میں تمھیں منصرم مقرر کرتا ہوں میرے مشورہ اور حکم کے بغیر کسی شخص کو نہ قتل کرنا اور نہ سولی پر چڑھانا۔ رعایا میں سے جو شخص حج کرنے جائے اُسے اخراجات حج کے لیے سَو درہم پیشگی دیدینا والسلام'

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے منصبداروں کی اولاد کے مناصب مقرر کرنے میں یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ قرعہ ڈالا جاتا تھا جسکے نام قرعہ نکل آتا تھا اُس کو سَو درہم منصب مقرر ہوتا تھا اور جسکے نام قرعہ نہیں نکلتا تھا اسکے چالیس درہم ہوتے تھے، بصرہ کے تمام فقرائکے تین تین درہم مقرر کردیے تھے البتہ جو لوگ اپاہج اور معذور تھے اُن کے پچاس پچاس مقرر کیے، دودھ چھوٹنے کے وقت سے منصب ایصال ہوتا تھا، خلیفہ ہونے کے بعد آپ نے اہل شام کے نام یہ فرمان شایع کیا۔ " السلام علیکم و رحمتہ اللہ حمد و ثنا کے بعد آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے جو شخص موت کو اکثر یاد کرتا ہے وہ باتیں کم کرتا ہے، اور جو شخص اسبات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ موت ایک دن ضرور آکر رہیگی وہ تھوڑے پر بھی راضی ہوجاتا ہے، والسلام" ایک مرتبہ ابو مجلز نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمیں ریگستان کے کنارے رکھا ہے اس لیے آپ ہمارے لیے نقد و جنس منگوائیے امیر المومنین نے فرمایا کہ ابو مجلز تم نے تو معاملہ کو اُلٹ دیا۔ ابو مجلز کہنے لگے، کہ امیر المومنین یہ خراج ہمارے لیے ہے یا آپ کے لیے، امیر المومنین نے فرمایا کہ اگر آپ لوگوں کے مقررہ وظائف و مناصب سے خراج کم وصول ہو تب بھی تو اُسکا فائدہ'

آپ ہی لوگوں کو ہوگا، ابو مجلز کہنے لگے کہ پھر اسکے معنے تو یہ ہوئے کہ نہ ہم خراج ادا کریں اور نہ آپ ہماری تنخواہیں دیں، حالانکہ آپ نے بعض لوگوں کی تنخواہیں اوروں سے زیادہ مقرر کی ہیں۔ اسپر امیر المومنین نے فرمایا کہ انشا اللہ اب میں زرِ خراج وصول کر کے آپ لوگوں کو دیا کروں گا مگر جس دن یہ گفتگو ہوئی اُسی رات آپ بیمار پڑ گئے اور اُسی مرض سے جاں بحق تسلیم ہوئے۔

عبد الرحمن بن نعیم سولہ ماہ خراسان کا والی رہا۔ نیز اسی سال عُمارۃ بن اکیمۃ اللیثی نے جنکی کنیت ابو ولید تھی اُناسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

مقام خناصرہ میں امیر المومنین عمر بن عبد العزیز نے حسب ذیل خطبہ لوگوں کے سامنے دیا۔

آپ حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ فضول پیدا نہیں کیئے گئے اور نہ یوں ہی چھوڑ دیئے جائینگے، آپ کے لیئے ایک جا بازگشت ہے جہاں اللہ تعالیٰ آپ کا فیصلہ کرنے کے لیئے نزول اجلال فرمائیگا جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی اُس رحمت سے جو ہر شئے پر حاوی ہے خارج ہوگیا اور اُس جنت الفردوس سے جس کا عرض تمام آسمان اور زمین ہیں محروم کردیا گیا وہ بلاشبہ گھاٹے اور نقصان میں رہا کل قیامت کے دن صرف اُسی شخص کو امان ملیگی جو اللہ سے ڈرا اور جس نے ختم ہونے والی دنیا کو ہمیشہ باقی رہنے والی آخرت کی خاطر تھوڑی کو بہت سی کے لیئے اور اندیشہ کی چیز کو محفوظ شئے کے لیئے بیچ ڈالا، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ اُن لوگوں کی اولاد میں جو ہلاک ہو گئے، اُسی طرح اور لوگ آکر آپ کے جانشین ہو جائینگے، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہیگا یہاں تک کہ سب کے سب اُس ذات کی طرف عود کریں گے جو ہر شئے کا بہترین وارث ہے، روزانہ صبح و شام اللہ کی طرف آپ لوگ چلے جا رہے ہیں جو اپنی مقررہ میعاد زندگی پوری کرلیتا ہے اُسے آپ زمین کے شگاف میں دفن کردیتے ہیں نہ اس کے سر کے نیچے تکیہ رکھتے ہیں اور اس کے لیئے فرش بچھاتے ہیں، وہ متوفی اپنے دوستوں اور تمام دوسری دنیاوی اشیا سے قطع تعلق کر کے، زمین میں بود و باش اختیار کرلیتا ہے اور اپنے اعمال کے حساب و کتاب کا سامنا کرتا ہے، پس صرف اُس کے اعمال اُس کے لیے زر رہن ہوتے ہیں، جو کام اُس نے اپنی زندگی میں کر لیے ہیں اُنکا وہ محتاج رہتا ہے اور جو مال و متاع پیچھے

چھوڑ جاتا ہے اُس سے بالکل بے پروا ہوتا ہے، اس لیے موت کے آنے سے پہلے آپ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیے خدائے برتر کی قسم ہے کہ جب کہ یہ باتیں میں آپ سے کہہ رہا ہوں اُسکے ساتھ مجھے یہ بھی احساس ہے کہ مجھسے زیادہ اور کوئی شخص گنہگار نہ ہوگا۔ اس لیے میں اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں اور توبہ کرتا ہوں، جب کبھی آپ لوگوں کی کسی ضرورت کا مجھے علم ہوتا ہے میں اپنے مقدور اُسکے رفع کرنے کی کوشش کرتا ہوں اسطرح اگر کوئی بات مجھے پیش آجائے تو مجھے آپ سے بھی یہی توقع ہے کہ آپ لوگ میرے ساتھ ہمدردی کریں گے اور میرا ہاتھ بٹائینگے، تاکہ ہم اور آپ دونوں عیش آرام سے زندگی بسر کریں اور میں خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ اگر میرے اس بیان سے میرا مقصد اس کے سوا کچھ عیش و آرام کرنا مقصود ہوتا تو خود میرا ضمیر چونکہ مجرم ہوتا۔ اس لیے میری زبان ان باتوں کو ادا کرتے ہوے لڑکھڑا تی، مگر اب تو کلام ربانی موجود ہے جس میں سچا قانون منضبط ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف رہبری کرتا ہے اور اسکی نافرمانی سے روکتا ہے۔

اس تقریر کے بعد آپ نے اپنی چادر کا کونا اُٹھالیا خود رونے لگے، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی رُلا دیا۔ بعد ازاں منبر سے اُتر آئے، اور پھر آپ نے ایسا موثر خطبہ اپنی بقیہ زندگی میں کبھی نہیں دیا۔

امیر المومنین کا ایک لڑکا مر گیا تو آپ کے ایک عامل نے تعزیت کا خط لکھا، آپ نے اپنے میر منشی سے فرمایا کہ میری طرف سے جواب لکھدو، میر منشی قلم تراشنے لگا، امیر المومنین اُس سے کہنے لگے کہ قلم باریک بناؤ کیونکہ باریک قلم کے حروف کاغذ پر دیر تک رہتے ہیں اور خوب گٹھے ہوئے لکھے جاتے ہیں اور میری طرف سے یہ لکھو، "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، موت ایک ایسی شئے ہے کہ جسکے لیے ہم نے اپنے نفسوں کو پہلے سے تیار کر رکھا ہے اس لیے جب وہ آتی ہے تو ہم اُسکا تذکرہ نہیں کیا کرتے والسلام"

ایکمرتبہ امیر المومنین عمر بن عبد العزیزؒ فرمانے لگے کہ جس شخص نے اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو کوئی ایسا نیک مشورہ دیا جو اُس کے دینی و دنیاوی معاملات

میں مفید ثابت ہو تو اُس نے اپنی اسلامی اخوت کے حق کو ادا کر دیا اللہ سے ڈرو یہ تمہارے ایمان کی بہتری کے لئے ایک مفید مشورہ ہے اس پر عمل پیرا ہو، اور ایک ایسی نصیحت ہے جو انجام میں تمھیں ساحل نجات پر پہنچانے والی ہے، ہر شخص کے لیے رزق کی ایک خاص مقدار مقدر ہو چکی ہے، جس کا جتنا مقسوم ہے، وہ ضرور اُسے ملکر رہے گا اس لیے طلب رزق میں کوئی بدنما بات یا کوشش نہ کرنا چاہئے۔ اور قناعت خود ایک بڑی دولت ہے، جسے یہ میسر ہو اوسے کسی اور شیے کی ضرورت نہیں تمھیں دنیا سے ایک دن ضرور کوچ کرنا ہے، سامنے دوزخ ہے، جو شئے سامنے ہے مٹنے والی ہے اور جو فنا ہو گئی اُسکا تو گویا کبھی وجود ہی نہ تھا، اور ہم سب کے سب بہت ہی جلد مرنے والے ہیں، مرنے والے کی ورگت تو خود دیکھ ہی چکے ہو، کہ حالتِ نزع کی تکلیف سے جب اُسے نجات ملجاتی ہے اور اُسکی رُوح جسد عنصری سے پرواز کر جاتی ہے تو اور لوگ کہتے ہیں کہ اللہ اُس پر اپنی رحمت کرے مصیبت سے چھٹکارا ہوا پھر فوراً اوسے گھر سے لیجاتے ہیں اور خود بھی دولت پیچھے چھوڑ جاتا ہے اُسکی تقسیم شروع ہو جاتی ہے، اب نہ اُسکی صورت دکھائی دیتی ہے بلکہ کوئی ذکر تک بھی نہیں کرتا، اب اُسکا دروازہ ارباب غرض سے خالی نظر آتا ہے، گویا کبھی اُس نے اپنے خاص من چلے دوستوں سے دوستانہ تعلقات ہی قایم نہیں کیے تھے، اور کبھی وہ آباد یونہیں رہا ایسا ہی نہ تھا، اس لیے اب اُسی دن کے خطرات سے ڈرتے رہیے جس روز کہ چھوٹی سے چھوٹی بات بھی میزان عمل میں کچھ نہ کچھ وزن رکھتی ہے "۔

امیر المومنین نے اپنے کسی صاحبزادہ کو حکم دیا تھا کہ میرے لیے قبر کی زمین بھی خرید کر لیجائے چنانچہ ایک راہب سے زمین خریدی گئی۔

امیر المومنین فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص بغیر اچھی طرح جانے بوجھے کوئی کام کرتا ہے اُس کام میں بھلائی سے برائی زیادہ ہوتی ہے اور جو شخص کہتا ہے اور پھر عمل سے اپنے کیے کی تائید نہیں کرتا اوسکے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں

دنیا میں خوشی کی مقدار بہت تھوڑی ہے، اور مومن کی جائے بازگشت صبر ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت عطا فرمائی اور پھر اُسے واپس لے لیا مگر اُسکے معاوضہ میں اسے صبر دیدیا تو یہ صبر اُس شئے سے بہتر اُسکا معاوضہ ہے پھر آپ نے یہ آیت پاک تلاوت فرمائی

انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

(ترجمہ) صبر کرنے والوں کو اُنکے صبر کا معاوضہ بے حساب دیا جاتا ہے۔

امیر المومنین نے عبدالرحمن بن نعیم کو لکھا کہ کسی ایسے گرجا۔ یا یہودیوں کی خانقاہ یا آتش خانہ کو منہدم نہ کرنا جسکے قایم رکھے جانے کا عہد نامہ صلح میں وعدہ کیا گیا ہو، مگر اُس کے ساتھ ہی نئے معابد نہ بنانے دینا اسی طرح بکریاں آگے سے کھینچکر مذبح کو نہ لیجائیں اور اُسکی بھی ممانعت کردو کہ کوئی شخص ذبح ہونے والے جانور کے سر پر چھری تیز نہ کرے، اور بغیر کسی عذر شرعی کے دو وقت کی نماز ایک وقت میں ادا نہ کرنا۔

امیر المومنین کی بیوی کا بیان ہے کہ جب مرض کی وجہ سے رات میں آپ کو بیچینی زیادہ ہوئی تو آپ رات بھر جاگتے رہے اور ہم لوگ بھی جاگتے رہے، صبح کے وقت میں نے آپ کے خادم مرثد سے کہا کہ تو امیر المومنین کے پاس رہنا اگر کوئی ضرورت ہو تو ہم قریب ہی میں ہیں ہمیں فوراً اطلاع کردینا، یہ حکم دیکر ہم وہاں سے چلے آئے چونکہ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اسلیے سو رہے، دن چڑھے جب میں بیدار ہوئی تو امیر المومنین کے پاس گئی۔ دیکھا کہ مرثد آپ کے پاس نہیں ہے بلکہ کمرہ سے باہر پڑا سو رہا ہے، میں نے اُسے اُٹھایا اور اُس سے پوچھا کہ کیوں باہر چلا آیا۔ مرثد نے کہا کہ خود امیر المومنین نے مجھسے کہا کہ تو باہر چلا جا کیونکہ بخدا میں ایسی شکل دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہے اور نہ جن ہے، میں باہر چلا آیا اور میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے سُنا

تلک دار الآخرۃ نجعلھا للذین لایریدون علواً فی الارض ولافساداً والعاقبۃ للمتقین

(ترجمہ) یہ آخرت ہے، ہم نے اسے ان لوگوں کے لیئے بنایا ہے جو دنیا میں نہ نمود چاہتے ہیں اور نہ خرابی ڈالنا چاہتے ہیں اور، عاقبۃ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیئے ہی ہے۔

میں جب آپ کے پاس پہنچی تو دیکھا کہ سیدھے لیٹے ہوئے ہیں۔ آنکھیں بند ہیں اور روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ"

خلافت یزید بن عبدالملک بن مروان

اسی سنہ میں یزید بن عبدالملک بن مروان جنکی کنیت ابو خالد تھی ۲۹۔ سال کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا یزید نے خلیفہ ہوتے ہی ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کر کے اوسکی جگہ عبدالرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مقرر کیا، واقدی کے بیان کے مطابق عبدالرحمٰن بن الضحاک بدھ کے دن ابھی ماہ صیام کے ختم ہونے میں چند دن باقی تھے کہ مدینہ آیا۔ اور اُس نے سلمۃ بن عبداللہ بن عبد الاسد المخزومی کو مدینہ کا قاضی مقرر کیا۔

ابو بکر بن حزم کہتے ہیں کہ میری برطرفی کے بعد جب عبدالرحمٰن بن الضُحاک مدینہ آئے تو میں اُن کے پاس گیا اور سلام کیا، انھوں نے میری طرف کچھ توجہ نہیں کی اسپر میں نے کہا کہ یہ طرز عمل تو کبھی قریش بھی انصار مدینہ کے ساتھ اختیار نہیں کرتے، میں اپنے گھر چلا آیا اور اُسکے طرف سے ڈرتا رہا۔ عبدالرحمٰن ایک من چلا نوجوان تھا اسی اثنا میں مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ عبدالرحمٰن یہ کہہ رہا تھا کہ ابن حزم غرور کی وجہ سے مجھ سے ملنے نہیں آتا، اور میں جانتا ہوں، کہ اُس نے سرکاری روپیہ میں خیانت بھی کی ہے، اِن باتوں کے معلوم ہوتے ہی مجھے اُسکی جانب سے جو خطرہ تھا اُس کا یقین ہو گیا، جو شخص میرے پاس یہ پیام لایا تھا میں نے اُس سے کہا کہ تم جا کر کہدو کہ نہ میں خائن ہوں اور نہ بد دیانت لوگوں کو پسند کرتا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے دل کو شاید یہ دھوکہ دیا ہے کہ آپ ہمیشہ حکومت کی اس کرسی پر سرفراز رہیں گے، اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ آپ سے پہلے معلوم نہیں کتنے حاکم اور خلیفہ یہاں آئے اور چل بسے جنکا صرف تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر باقی رہ گیا ہے، اگر وہ اچھے تھے تو لوگ بھی اچھائی سے اُن کا نام لیتے ہیں اگر برے تھے برائی سے یاد کرتے ہیں، اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیے، کسی ظالم یا حاسد کی بات پر کان نہ دھریئے"

غرض کہ اسی طرح اُن دونوں کے تعلقات کشیدہ ہوتے چلے گئے کہ اتنے میں بنی فہر کا ایک شخص اور دوسرا بنی نجارہ کا شخص اپنا مقدمہ عبدالرحمٰن کے سامنے لائے، اُن دونوں کے درمیان ایک مشترکہ زمین کے متعلق جھگڑا ہوا تھا، اور ابو بکر نے نجاری کے حق میں فیصلہ دیدیا تھا، فہری نے نجاری اور ابو بکر دونوں کی حاضری کا مطالبہ کیا، اور عبدالرحمٰن نے اُن دونوں کو سامنے بلوایا۔ اب فہری نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ ابو بکر نے میرے اُوپر ظلم کیا ہے کہ میری جائداد کو میرے قبضہ سے نکالکر اس نجاری کے حوالے کردی۔ اس پر ابو بکر نے کہا۔ اے اللہ میں تجھسے اپنے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں، کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے تمہارے اور تمہارے خصم کے معاملہ میں بہت دنوں تک لوگوں سے استصواب رائے کیا اور سب نے اسی بات پر اتفاق کیا کہ متنازع فیہ زمین تمہارے قبضہ سے نکال کر اُن کے حوالے کردی جائے، میں نے تمھیں سعید بن المسیب اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے پاس بھی جنھوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت حقیقت کے لیے بھیجدیا تھا اور تم نے خود اُن دونوں صاحبوں سے دریافت کرلیا تھا۔

فہری کہنے لگا کہ بے شک یہ ٹھیک ہے مگر مجھ پر اُن دونوں کے قول کی پابندی لازمی نہیں ہے، یہ مہمل جواب سنکر ابن الضحاک بہت خفیف ہوا اور سب سے کہا کہ کھڑے ہوجاؤ، سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے، ابن الضحاک نے فہری سے کہا کہ تم خود اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ تم نے اُن لوگوں سے جنھوں نے تمہارے خلاف فتویٰ دیا تھا دریافت کرلیا ہے اور پھر بھی تم اُس زمین کا مطالبہ کرتے ہو، چلو یہاں سے۔ تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ تم بڑے جھکی ہو۔

مگر اب بھی ابو بکر برابر ابن الضحاک سے کھٹکتا رہا اتنے میں ابن حیان نے یزید سے کہا کہ چونکہ ابو بکر نے میرے دو حدیں لگوائی ہیں۔ اس لیے آپ مجھے اُنکا معاوضہ ابو بکر سے دلوائیے یزید نے کہا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا کیونکہ اُس شخص کے ساتھ ہمارے خاندان والوں نے احسان کیا ہے اب یہ نامناسب ہے کہ اُس کے ساتھ کوئی بیجا حرکت کی جائے۔ البتہ اگر چاہو تو میں تمھیں

مدینہ کا والی مقرر کر دوں۔ ابن حیان نے کہا کہ میں یہ تو نہیں چاہتا کیونکہ اگر میں خود برسر اقتدار ہو گیا تو پھر بدلہ لینا کیا معنے؟ یزید نے ابن الضحاک کو لکھا کہ تم اس معاملہ پر جسکی پاداش میں ابوبکر نے ابن حیان کو حد شرعی کی سزا دی تھی نظر ثانی کرو اگر جرم بالکل ثابت و عیاں ہو تو مداخلت نہ کرنا، اور اگر کوئی امر مشتبہ بھی ہو تب بھی توجہ مت کرنا البتہ اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہو تو بے شک ابوبکر سے اسکا عوض دلوانا۔

ابن حیان یہ خط لیکر ابن الضحاک کے پاس آیا۔ خط دیکھکر ابن الضحاک نے کہا کہ واہ یہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس سے تو تمہاری مقصد بر آری نہیں ہو سکتی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابن حزم نے بغیر کسی ادنیٰ وجہ کے تمہاری حد لگوائی ہوگی؟ عثمان نے کہا کہ جناب والا بات تو کچھ بھی نہیں ہے مگر آپ چاہیں تو مجھپر احسان فرما کر عوض دلا سکتے ہیں ابن الضحاک نے کہا کہ ہاں یہ بات دوسری ہے۔ اب تم نے اپنا صحیح مطلب بتایا۔

ابن الضحاک نے ابن حزم کو بلایا اور بغیر پوچھے گچھے ایک ہی جگہ میں اُسے دو حدیں لگوا دیں، اب ابو المحزا ابن حیان اپنا عوض لیکر نہایت خوشی اور فخر کے ساتھ اپنی شخصیت جتاتا ہوا واپس پلٹا۔ اور کہنے لگا کہ بخدا جس روز سے کہ ابن حزم نے میرے حدیں ماری تھیں میں عورت کے پاس نہیں گیا، البتہ آج کے دن میرا یہ عہد ٹوٹ گیا، اسی سنہ میں شوذب الخارجی قتل کیا گیا۔

شوذب الخارجی کے قتل کا بیان

ہم اس سے پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ شوذب نے اپنی مخالفت کے وجوہ پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک وفد امیر المومنین عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں بھیجا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد عبد الحمید بن عبد الرحمٰن نے یزید کے سامنے اپنی کارگزاری پیش کرنے اور تقرب حاصل کرنے کے لیے خارجیوں کے خلاف کارروائی کرنا چاہی اور اس لیے محمد بن جریر کو خارجیوں سے لڑنے کا حکم دیا۔ مگر اب تک شوذب کے دونوں قاصد واپس نہیں آئے تھے اور نہ اُسے حضرت عمر بن عبد العزیز کی وفات کا علم تھا، اسلیے جب خارجیوں نے

محمد بن جریر کو جنگ کی تیاری کرتے دیکھا تو شوذب نے قاصد کے ذریعہ محمد سے پچھوایا کہ وقت معہود کے ختم ہونے سے پہلے تیاری میں عجلت کیے کیا معنیٰ؟ کیا ہمارے اور آپ کے درمیان یہ بات طے نہیں پا گئی تھی کہ جب تک ہمارے دونوں قاصد واپس نہ آجائینگے دونوں فریق جنگی کارروائیاں بند رکھینگے، محمد نے جواب دیا کہ ہم تمھیں اس حالت پر کسی طرح نہیں چھوڑ سکتے۔

ابو عبیدہ کے ماسوا اور ارباب سیر نے اس موقع پر یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اُس وقت خارجیوں نے یہ کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نقض عہد انھوں نے ضرور اُس لیے کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز کا جو ایک نیک آدمی تھے انتقال ہو چکا ہے بہرحال شوذب بھی مقابلہ کے لیے میدان مصاف میں آیا، دونوں حریفوں میں جنگ ہوئی، کچھ خارجی کام آئے مگر کوفہ والوں کا بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اور وہ شکست کھا کر بھاگے خارجی انھیں قتل کرتے ہوئے اُن کے تعاقب میں چلے۔ اور بڑھتے بڑھتے کوفہ کی جھونپڑیوں تک پہنچ گئے، اہل کوفہ نے عبد الحمید کے پاس جا کر پناہ لی، اس جنگ میں محمد بن جریر کے بھی چوتڑ میں زخم لگا۔

شوذب پلٹ کر پھر اپنی قیام گاہ چلا آیا اور اپنے دونوں ساتھیوں کا جو دربار خلافت میں بھیجے گئے تھے انتظار کرنے لگا وہ دونوں آئے، حضرت عمر بن عبد العزیز سے جو گفتگو ہوئی تھی اُسکی پوری کیفیت سنائی اور ساتھ ہی اُنکی وفات کی بھی اطلاع دی۔

یزید نے خلیفہ ہو کر عبد الحمید ہی کو بدستور کوفہ کا عامل رکھا، اور اپنے پاس سے تمیم بن الحباب کو دو ہزار سواروں کے ساتھ خارجیوں کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ طرفین میں قاصدوں کا تبادلہ ہوا "تمیم" نے خارجیوں سے کہلا بھیجا کہ اب یزید کی خلافت کا دور ہے۔ یہ ایسا شخص نہیں جو تمھیں چھوڑ دے گا۔ جیسا کہ عمر بن عبد العزیز نے چھوڑ دیا تھا۔ خارجیوں نے اُس کے جواب میں اُس پر اور یزید دونوں پر لعنت بھیجی، تمیم خارجیوں سے لڑا مگر خارجیوں نے اُسے قتل کر ڈالا، اُسکی فوج شکست کھا کر بھاگی، اُس میں کچھ لوگوں نے کوفہ میں پناہ لی

اور کچھ یزید کے پاس شام واپس چلے گئے۔
دوسری مرتبہ یزید نے نخدہ بن الحکم الازدی کو ایک معتدبہ فوج کے ساتھ اُن کے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ خارجیوں نے نخدہ کو بھی قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو ہزیمت دی۔
پھر یزید نے شحاج بن وداع کو دو ہزار سواروں کے ساتھ اُن کے مقابلہ پر روانہ کیا طرفین میں نامہ و پیام کا تبادلہ ہوا، جنگ ہوئی خارجیوں نے اُسے بھی قتل کر ڈالا اور اس نے بھی کچھ خارجیوں کو جن میں ہدبتہ الیشکری بسطام کا چچا زاد بھائی جو ایک عابد آدمی تھا۔ اور ابو شبیل مقاتل بن شیبان خارجیوں کا ایک فاضل شخص تھا قتل کیا۔
جب مسلمۃ کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اُس سے درخواست کی کہ شوذب ہمارے بالکل قریب ہی مقیم ہے اور ہمیں ہر وقت اُس سے خطرہ لگا ہوا ہے آپ اسکا استیصال کیجئے، مسلمۃ نے نخبہ بن حمر الحرشی کو جو ایک مشہور بہادر آدمی تھا بلایا اور دس ہزار فوج پر اُسے سردار مقرر کر کے شوذب کے مقابلہ پر بھیجا۔
شوذب اس وقت تک اپنی جگہ پر مقیم تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ اس قدر بے شمار فوج جسکا مقابلہ اُسکی طاقت سے باہر ہے اُسکے مقابلہ پر آ رہی ہے تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جو شخص واصل بحق ہونا چاہتا تھا اُس کے لیے تو اب نعمت شہادت موجود ہے، اور جو محض دنیا کے لالچ سے ہمارے ساتھ شریک تھا تو اُسے بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ اب دنیا اُس کے لیے ختم ہو گئی، بقاء دوام تو صرف عاقبۃ ہی میں نصیب ہو سکتی ہے، اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ تمام خارجیوں نے اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالے اور اس بے جگری سے حملے کرنے لگے کہ کئی مرتبہ سعید اور اُسکی فوج کو پیچھے ہٹا دیا بلکہ جب سعید کو ذلیل شکست کا خطرہ پیدا ہو گیا تو اُس نے اپنے آدمیوں کو فوراً سنبھالا اور اُن سے کہا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ اس مٹھی بھر حقیر جماعت کے سامنے سے بھاگتے ہو، اے شامیو اسیطرح لڑو جسطرح کہ تم ہمیشہ گذشتہ معرکوں میں لڑتے آئے ہو، اب کیا تھا سب نے ملکر ایک ہی حملہ میں اُنھیں آٹے کی طرح پیس کر رکھدیا کہ کوئی متنفس اُنھیں سے نہ بچ سکا شوذب جسکا نام بسطام تھا۔ اور اوس کے اور تمام بڑے بڑے بہادر تلوریئے

جنمیں الریان بن عبداللہ الیشکری جو اپنی جماعت کا کڑکیت بھی تھا موت کے گھاٹ اُتار دئے گئے۔

اسی سنہ میں یزید بن المہلب نے بصرہ پر آکر قبضہ کر لیا۔ اور یزید بن ارطاۃ الفزاری کو جو یزید بن عبدالملک کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا گرفتار کر کے قید کر دیا۔ اور یزید کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔

یزید بن المہلب کی یزید بن عبدالملک سے بغاوت

یزید کا حضرت عمر بن عبدالعزیز کی قید سے بھاگ جانے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اب اس ۱۰۱ھ ہجری میں جو کارروائیاں اُس سے سرزد ہوئیں اُن کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہی کے دن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا اور اُسے معلوم ہوا کہ یزید بن المہلب قید سے بھاگ گیا ہے یزید نے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کو حکم بھیجا کہ تم اُسکی جستجو رکھو اور مقابلہ کرو، اسی طرح عدی بن ارطاۃ کو یزید کے بھاگ جانے کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ اُسکے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاؤ اور بصرہ میں جو اُس کے خاندان والے ہوں انھیں قید کر دو،

عدی نے اُن سب کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اون میں مفضّل، حبیب اور مروان مہلب کے بیٹے بھی تھے جب چلتے چلتے یزید کا گزر سعید بن عبدالملک بن مروان پر ہوا تو اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیوں نہ ہم اُسپر حملہ کر کے اُسے گرفتار کر لیں اور اپنے ساتھ لیتے چلیں۔ مگر اوس کے ساتھی اِس بات پر آمادہ نہ ہوے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں لیکر چلے چلیے اور اُسکا ارادہ ترک کر دیجیے، یزید بڑھتے بڑھتے موضع قطقطانیہ پہنچا تھا کہ عبدالحمید بن عبدالرحمٰن نے، ہشام بن مساحق بن عبداللہ بن مخرمۃ۔ بن عبدالعزیز۔ بن ابی قیس بن عبدوُد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی القرشی کو کوفہ کی جنگی پولیس اور دوسرے بہت سے معزز اور بہادر اشخاص کی ایک کافی جماعت کے ساتھ یزید کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ تم جا کر اُس کا مقابلہ کرو آج وہ مقام عذیب سے گزر رہا ہوگا۔

ہشام تھوڑی دور چلکر واپس آیا اور عبدالحمید سے پوچھنے لگا کہ ہاں یہ تو

فرمائیے کہ کیا اُسے زندہ گرفتار کر لاؤں یا اُس کا سر کاٹ لاؤں۔ عبد الحمید نے کہا جیسا تم چاہو۔

جن لوگوں نے اُس کے اس دعوی کو سُنا وہ اس پر تعجب کرتے تھے۔

ہشام کوفہ سے چلکر عذیب آیا۔ اُس کے تھوڑے ہی فاصلہ سے یزید گزرا مگر اسے اُسپر بڑھنے کی جرات نہوئی اور یزید بغیر کسی مزاحمت کے بصرہ کی طرف چلدیا۔

جب یزید بصرہ کی طرف چلدیا تو ہشام اپنا سا منہ لیکر عبد الحمید کے پاس چلا آیا مگر بصرہ میں عدی بن ارطاۃ نے اُس کے مقابلہ کی تیاری کی تھی۔ شہر کے سامنے خندق کھودلی تھی، اور اہل بصرہ کی ایک جماعت کو اس کے مقابلہ کیلئے آگے روانہ کر دیا تھا۔ بصرہ کے رسالہ پر مغیرہ بن عبد اللہ بن ابی عقیل الثقفی کو سردار مقرر کیا۔

عدی کا تعلق قبیلۂ بنی فزارہ سے تھا۔

عبد الملک بن المہلب نے عدی سے کہا کہ تم میرے بجائے میرے بیٹے حمید کو قید کردو اور میں اسبات کا وعدہ کرتا ہوں کہ میں یزید کو بصرہ نہ آنے دوں گا، وہ فارس چلا جائیگا وہاں سے اپنے لئے امان کا خواستگار ہوگا اور تمہارے قریب بھی نہ آئیگا، مگر عدی نے اس درخواست کو مسترد کردیا۔

اب یزید اپنی جماعت کے ساتھ بصرہ پر بڑھا۔ ادھر سے بصرہ والوں نے بصرہ کو اپنی حفاظت میں ڈھانپ رکھا تھا، محمد بن المہلب نے بھی جو قید نہیں ہوا تھا، کچھ دوسرے لوگوں، اپنے خاندان کے نوجوانوں اور اپنے موالیوں کا ایک دستہ مرتب کیا تھا۔ یہ یزید کے استقبال کے لیے بڑھا۔ اس کے ساتھ ایک ایسا دستہ تھا جسے دیکھکر لوگوں کے دلوں میں خوف اور ہیبت طاری ہو جاتی تھی۔

عدی نے تمام اہل بصرہ کو بلوایا اُن کے پانچ دستہ ترتیب دیئے، ہر دستہ پر ایک سردار مقرر کیا، مغیرہ بن زیاد بن عمر العتکی کو بنی ازد کے دستہ کا محرز بن حمران العدی متعلقۂ بنی منقر کو بنی تمیم کے دستہ کا، اور عمران بن عامر بن مسمع متعلقۂ بنی قیس بن ثعلبہ کو بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

مگر ایک شخص ابو منقر متعلقہ بنی قیس بن ثعلبہ نے عدی سے کہا کہ بکر بن وائل کے دستہ کا سردار عامر بن مسمع کے بیٹوں کے بجائے مالک بن مسمع کا کوئی بیٹا ہونا چاہیے، اسپر عدی نے نوح بن شیبان بن مالک بن مسمع کو بلا کر بکر بن وائل کے دستہ کا سردار مقرر کر دیا عدی نے منذر بن الجارود کو عبد القیس کے دستہ کا سردار مقرر کیا، اور عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر القرشی کو اہل العالیہ کے دستہ کا سردار مقرر کیا۔

قریش، کنانہ، ازد، بجیلہ، خثعم، تمام قیس عیلان اور بنی مزینہ اہل العالیہ کہلاتے تھے، کوفہ میں جو اہل العالیہ تھے اون کے دستہ کا نام ربع اہل المدینہ تھا۔ اور بصرہ میں خمس اہل العالیہ تھا۔ پہلے یہ لوگ کوفہ میں بھی اخماس تھے بعد میں زیاد بن عیینہ نے انھیں ارباع کر دیا تھا۔

جب یزید نے بصرہ پر بڑھنا شروع کیا تو جو رسالہ یا قبیلہ اوس کے سامنے آتا تھا وہ اُس کے گزرنے کے لیے راستہ سے ہٹ جاتا تھا البتہ مغیرہ بن عبد اللہ الثقفی نے رسالہ کے ساتھ یزید کو روکنا چاہا مگر محمد بن المہلب نے اپنے رسالہ کی مدد سے اُسے اور اُس کے ساتھیوں کو راستہ سے ہٹا دیا۔ یزید اپنے گھر میں آکر اترا۔ تمام لوگ اُس سے آکر ملنے لگے، عدی بن ارطاۃ سے کہلا بھیجا کہ میرے بھائیوں کو میرے حوالے کر دو، میں بصرہ کو تمھارے حوالے کیے دیتا ہوں، اور یزید بن عبد الملک سے اپنے حسب منشا مراعات حاصل کر کے بصرہ چھوڑ دونگا مگر عدی نے اِس خواہش کو مسترد کر دیا۔

حمید بن عبد الملک بن المہلب یزید بن عبد الملک کے پاس گیا، یزید نے خالد بن عبد اللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی کو یزید بن المہلب اور اسکے خاندان والوں کو وعدۂ امان دیکر حمید کے ساتھ بھیجا اب بصرہ میں یزید بن المہلب کا یہ حال تھا کہ جو شخص اُس سے ملنے آتا تھا اُسے سونے اور چاندی کے ٹکڑے دیتا تھا اِسطرح تمام لوگ اسی کی طرف جھک پڑے۔

چونکہ عدی بن ارطاۃ نے بکر بن وائل کا جھنڈا عمران بن عامر بن مسمع سے چھین کر اُس کے چچازاد بھائی کے حوالہ کر دیا تھا اِس فعل سے ناراض ہو کر عمران بھی

یزید بن المہلب سے آملا، اسی طرح بنی ربیعہ، تمیم اور قیس کے بقیہ لوگ اور دوسرے اور بہت سے لوگ جنھیں عبدالملک اور مالک مسمع کے دونوں بیٹے بھی تھے یزید بن المہلب سے آملے، اسکے علاوہ پہلے سے بھی یزید کے ہمراہ شام کے بھی کچھ لوگ تھے یزید کی اس سخاوت کے مقابلہ میں عدی کا یہ حال تھا کہ صرف دو دو درہم دیتا اور کہتا، کہ یزید بن عبدالملک کے حکم کے بغیر میں بیت المال سے تمھیں ایک درہم بھی نہیں دے سکتا ہوں یہ تو اب لیلو پھر جب بارگاہ خلافت سے حکم آئیگا دیکھا جائیگا

عمرو بن تمیم کے خاندان والے جو عدی کے طرفداروں میں سے تھے وہ بصرہ سے نکلکر مربد میں مورچہ زن ہو گئے، یزید بن المہلب نے اُن کے مقابلہ کے لیے اپنے آزاد غلام دارس کو بھیجا۔ دارس نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا۔ جب یزید کے جھنڈے تلے ایک معتدبہ جمعیت آگئی تو وہ بنی لشکر کے قبرستان کے پاس آیا۔ یہ مقام اُس کے اور بصرہ کے قلعہ کے درمیان نصف مسافت پر واقع تھا، یہاں بنی تمیم، قیس اور اہل شام اُس کے مقابل ہوئے اور وہیں دونوں حریفوں میں معرکۂ جدال وقتال گرم ہوا، محمد بن المہلب نے اُن پر حملہ کیا مسور بن عباد الحبطی پر تلوار کا وار کیا، تلوار خود کی ناک کو کاٹتی ہوئی اُس کی ناک تک اوتر گئی، محمدؐ نے ہریم بن ابی طحمہ بن ابی نہشل بن وارم پر حملہ کرکے اُسے اُس کے پٹکے سے پکڑ کر گھوڑے سے زمین پر گرادیا۔ ہریم محمدؐ اور اپنے گھوڑے کے درمیان زمین پر آرہا۔ اُس وقت محمدؐ نے اُس سے کہا تیری حالت پر افسوس ہے تجھسے تو تیرا چچا وزن میں زیادہ ہے اسکے بعد یہ تمام حملہ آور بھاگ گے، یزید اُن کا تعاقب کرتا ہوا قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور یہاں اون سب کا صفایا کردیا۔ اب عدی خود قلعہ سے نکلکر مقابل ہوا، یہاں اُس کے ساتھیوں میں سے حارث بن مصرف الاودی جو شام کے عمائدین سے تھا اور حجاج کا ایک بہادر سردار تھا کام آیا۔ موسیٰ بن وجیہہ الحمیری ثم الکلاعی اور راشد المؤذن بھی جنگ میں کام آئے اور عدی کے طرفدار شکست کھاکر بھاگ گئے

جب یزید کے بھائیوں نے جو عدی کی قید میں تھے حریفوں کی آوازیں قریب آتے سنیں، اور تیر قلعہ میں آکر گرنے لگے تو عبدالملک بن المہلب نے اپنے دوسرے بھائی بندول سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تیر قلعہ میں آکر گر رہے ہیں۔ اور آوازیں قریب آتی جاتی ہیں۔

جسکے یہ ہی معنے ہیں کہ یزید کو فتح ہوئی ہے، اس لیئے اب مجھے یہ خوف دامنگیر ہے۔ کہ قبل اسکے کہ یزید ہمیں آکر اس زندان بلا سے رہائی دلائے عدی کے ہمراہی عرب اور شامی ضرور ہمیں آکر قتل کر ڈالیں گے اس لیے فوراً دروازہ بند کر دو اور اسیر پکڑے ڈالا دو۔

سب نے ملکر اس تجویز پر عمل کیا، تھوڑی ہی دیر کے بعد عبداللہ بن دینار، ابن عامر کا آزاد غلام اور عدی کے محافظ دستہ کا سردار اپنے دستہ فوج کے ساتھ قید خانہ کے دروازہ کی طرف بھاگتا ہوا آیا۔ مگر یہاں تو مہلب کے بیٹوں نے پہلے ہی سے انتظام کر رکھا تھا یہ دروازہ اندر سے بند کر کے سب نے کپڑے اور دوسرا سامان دروازہ سے اڑا دیا تھا اور سب کے سب اُن پر ٹیکہ دیئے انھیں روکنے کے لیے تیار تھے، حملہ آوروں نے دروازہ کھولنے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی اتنے میں یزید کے طرفدار وہاں پہنچ گئے، اور یہ لوگ قیدیوں کو چھوڑ کر چلتے بنے۔

مہلب سالم بن زیاد بن ابی سفیاں کے مکان میں جو قلعہ کے ایک پہلو میں واقع تھا آکر مقیم ہوا۔ اور اب سیڑھیاں اس کے پاس لائی گئیں، مگر عثمان نے تھوڑی ہی دیر بعد قلعہ کو فتح کر لیا اور عدی بن ارطاۃ کو یزید کے سامنے لایا۔ عدی جب یزید کے سامنے آیا تو مسکرا رہا تھا، یزید نے اسکی وجہ دریافت کی اور کہا کہ تمھیں تو ان دو باتوں کی وجہ سے ہنسنا نہ چاہیئے، ایک تو یہ کہ تم باعزت سپاہی کی موت سے بھاگے اور اسطرح تم نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کر دیا جسطرح کہ عورت اپنے تئیں کسی کے سپرد کر دیتی ہے، دوسرے یہ کہ تم اسطرح میرے سامنے کھینچکر لائے گئے ہو جس طرح کہ ایک مغرور غلام اپنے آقا کے سامنے لایا جاتا ہے علاوہ بریں میں نے تم سے کسی قسم کا عہد یا وعدۂ امان بھی نہیں کیا، اس لیے تمھیں بتاؤ کہ میں تمھارے قتل کرنے سے کیوں باز رہوں،

عدی نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے کہ میں جناب کے قبضۂ قدرت میں ہوں۔ مگر جان لیجیئے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اور میری ہلاکت اوس شخص کی ہلاکت کا باعث ہوگی جسکا ہاتھ مجھپر اٹھیگا، شام کے مجاہدین کی قابلیت سے

آپ خود ہی واقف ہیں، اور ہر ایک بغاوت یا شورش کے موقع پر انھوں نے جس شجاعت اور وفاداری کا ہمیشہ ثبوت دیا ہے اسے بھی آپ خوب جانتے ہیں اس لیے موقع کے ہاتھ سے نکل جانے سے پہلے ہی آپ اس کا انتظام کرلیں قبل اسکے کہ سمندر اپنی موجوں سے آپ پر حملہ کر دے آپ اپنی لغزش کے خطرات سے بچ سکتے ہیں مگر اسکے بعد اگر آپ اپنے جرم کا اعتراف بھی کریں اور خواستگار معافی ہوں تو کوئی فائدہ نہیں۔

آپ کے خلاف اگر فوج نے پیش قدمی شروع کردی اور پھر آپ نے صلح کی درخواست کی تو یہ درخواست رائگاں جائیگی، البتہ اگر اس کے پہلے ہی آپ کوئی کارروائی کرینگے تو وہ آپ اور آپ کے خاندان کی جان و مال کو امان دینے میں دریغ نہ کریں گے۔

یزید نے کہا کہ تم نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ میری زندگی سے آپ کی زندگی ہے اگر یہ حقیقت پر مبنی ہے تو میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہ رہنے دے، اور تمھارا یہ کہنا کہ میری موت کا خمیازہ ضرور اس شخص کو بھگتنا پڑے گا جو اس کا ارتکاب کریگا تو میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر میرے ہاتھ میں اس وقت دس ہزار تم سے کہیں زیادہ مرتبہ والے شامی سردار ہوں اور میں ان سب کو ایک ہی مقام پر قتل کرڈالوں تو اہل شام کے دلوں میں اس قتل عام کا اس قدر خوف نہ ہوگا جتنا کہ میری مخالفت انھیں دھنشتناک معلوم ہوتی ہوگی، اگر میں ان کے خلاف جنگ کرنے سے باز آجاؤں اور پھر اپنے فائدے کے لئے انھیں کٹوانا چاہوں، ان کے خزانوں پر قبضہ کرلوں اور ان سے کہوں کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت میرے تفویض کرکے مجھے وہاں کا بادشاہ بنا دیا جائے تو وہ ضرور ان امور کے لیے تیار ہو جائینگے۔ اور ایسا کر دینگے تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اگر انھیں ہمارے نیک ارادوں کا علم ہو جائے تو وہ تمھاری مطلقاً پروانہ کرینگے اور جو کچھ وہ کریں گے یا جو تدبیر اختیار کریں گے اس سے انھیں کو فائدہ پہنچیگا۔ اس وقت وہ نہ تمھیں یاد کرینگے۔ اور نہ تمھاری پرواہ کریں گے۔ تمھارا یہ کہنا کہ اپنے کیے کی اصلاح کرلو اور معافی چاہو اور ضرور ایسا کرو تو میں نے تم سے اس بارہ میں نہ مشورہ لیا تھا اور نہ تم میرے دوست اور مشیر ہو، اس سے تم نے خود اپنی عاجزی

اور طلب احسان کا اظہار کیا ہے؛
یزید نے حکم دیا کہ عدی کو یہاں سے لیجاؤ، جب لوگ اُسے تھوڑی دیر تک کے لیے اُسکے سامنے سے ہٹالے گئے، تو یزید نے اُسے پھر اپنے سامنے بلوایا۔ اور کہا کہ اگرچہ میں تمھیں قید کیے دیتا ہوں مگر میری قید ایسی سخت اور تکلیف دہ نہ ہوگی جیسا کہ تم نے میرے بھائیوں کو قید کیا تھا اور اُن پر سختیاں کی تھیں، اور باوجودیکہ ہم تم سے اس بات کی درخواست کرتے رہے کہ اُن پر جو سختیاں اور مظالم ہو رہے ہیں، اُنھیں کم کردو مگر تم نے مطلقاً اُس پر کان نہ دھرے بلکہ اُس کے خلاف ہی کرتے رہے؛
اس گفتگو کے سننے کے بعد عدی کو اپنی جگہ یہ خیال ہوگیا کہ میری جان بخشی کردی گئی، اور اُس کے بعد جو شخص اوس سے ملنے جاتا عدی ہمیشہ یزید کے اس احسان کا امتنان کے لہجہ میں ذکر کرتا؛
اسی دوران میں عمان کے ایک باشندے سمیدع الکندی متعلقہ قبیلۂ بنی مالک بن ربیعہ نے جو خارجی ہوگیا تھا سر اُٹھایا اور بصرہ پر چڑھائی کی غرض سے روانہ ہوا مگر جب دیکھا کہ عدی اور یزید کی فوجیں ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف بستہ ہیں اپنے ارادہ سے باز رہا اور ایک طرف کو ہولیا، اسے دیکھکر طرفین کے بعض لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ سمیدع کو حکم بنایا جائے جو وہ فیصلہ کریگا ہم اُسپر عمل کرینگے۔
یزید نے سمیدع کو بلا بھیجا اور اُسے اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہوگیا، یزید نے اُسے اُبلّہ کا عامل مقرر کردیا۔ اب اس میں امیروں کی شان پیدا ہوگئی، خوشبو لگاتا عیش آرام سے زندگی بسر کرتا لوگوں سے مصنوعی خلق سے پیش آتا یزید بن المہلب کو جب فتح ہوگئی تو بصرہ میں قبائل قیس اور تمیم کے جو جو سربر آوردہ لوگ تھے بصرہ سے بھاگ کر عبدالحمید بن عبدالرحمٰن کے پاس کوفہ چلے گئے اور بعضوں نے شام کا رُخ کیا اور مالک بن المنذر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی یزید بن المہلب سے بھاگ کر اور یزید بن عبدالملک کے پاس پہنچنے کے ارادہ سے شام روانہ ہوا۔
اثناء راہ میں خالد بن عبداللہ القسری اور عمرو بن یزید الحکمی جنکے ساتھ حمید بن عبدالملک بن المہلب بھی تھا اسے یہ لوگ یزید بن عبدالملک کی جانب سے یزید بن المہلب کے لیے

امان اور تمام اون باتوں کی جسکی وہ خواہش کرے منظوری لیکر یزید بن المہلب کے پاس جارہے تھے۔

حواری اُن دونوں کے پاس آیا۔ اُنھوں نے پوچھا کہ کوئی خبر سناؤ حواری نے جب دیکھا کہ حمید بن عبدالملک بھی اُن کے ہمراہ ہے اُنھیں ایک طرف کو لیگیا اور پوچھا کہ کہاں جارہے ہو، دونوں نے کہا کہ یزید بن المہلب کے پاس جارہے ہیں اور جو وہ چاہے اُس کی منظوری لیکر آئے ہیں حواری نے کہا کہ اب نہ تم کو اُسکے ساتھ احسان کرنے کا کوئی موقع رہا اور نہ اُسے تمھارے ساتھ، اُس نے اپنے دشمن عدی بن ارطاۃ پر فتح پائی ہے بہت سوں کو تہ تیغ کر ڈالا ہے اور عدی کو قید کردیا ہے۔ اس لیئے آپ دونوں واپس چلے جائیں؛

ایک باہلی جسکا نام مسلم بن عبدالملک تھا راستہ سے گذر رہا تھا، مگر وہ اُن دونوں کے پاس ٹھہرا نہیں، اور گذرتا ہوا چلا گیا، اُن دونوں نے اُسے آواز دی اور ٹھہرایا مگر وہ نہ ٹھہرا اسپر قسری نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ تم اسے لوٹالاؤ اور اسکو کوڑے لگاؤ۔ مگر اس کے ساتھی نے کہا کہ جانے بھی دو درگزرو، مگر یہ اُمید کی کہ یہ خود واپس آئیگا؛

حواری بن زیاد تو یزید بن عبدالملک کی طرف چلتا بنا۔ اور یہ دونوں حمید بن عبدالملک کو لیکر آئے اسپر حمید نے کہا کہ میں تھیں خدا کا واسطہ دلاکر کہتا ہوں کہ آپ لوگوں کو یزید نے جو حکم دیا ہے اُسکی خلاف ورزی، نہ کیجئے یزید بن المہلب اِن باتوں کو آپ کی جانب سے بخوشی قبول کرلیگا، اور یہ شخص جس نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں وہ اور اُسکا خاندان ہمیشہ سے ہمارے دشمن رہے ہیں آپ خدا کے لیئے اِسکے کہے کو باور نہ کیجئے، مگر اُن دونوں نے اُسکی درخواست کو رد کردیا اور اسے لاکر عبدالرحمٰن بن سلیمان الکلبی کے حوالے کردیا؛

اِس عبدالرحمٰن بن سلیمان کو یزید بن عبدالملک نے خراسان کا عامل مقرر کرکے روانہ کیا تھا، جب اسے یزید بن المہلب کی بغاوت کا علم ہوا تو اُس نے یزید بن عبدالملک کو لکھا تھا کہ میں آپ کے مخالفین سے جہاد کرنے کو خراسان کی عاملی پر ترجیح دیتا ہوں، میں اب خراسان نہیں جانا چاہتا آپ مجھے بھی اُن لوگوں کے

ساتھ جو یزید بن المہلب کے مقابلہ پر بھیجے گئے ہیں بھیجدیجیے۔ عبدالرحمن نے حمید بن عبدالملک کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔

عبدالحمید بن عبدالرحمن بن زید بن الخطاب نے خالد بن یزید بن المہلب کو جو کوفہ میں مقیم تھا اور حمّال بن زحر الجعفی کو اچانک جاکر گرفتار کرلیا۔ یہ لوگ ایک لفظ بھی موجودہ حالت کے متعلق اپنی زبان سے نہیں نکالتے تھے البتہ اوس عداوت سے واقف تھے جو عبدالحمید بن عبدالرحمن اور مہلب کی اولاد کے درمیان تھی عبدالحمید نے انھیں بیڑیاں پہنا کر یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ یزید نے ان سب کو قید کردیا مرتے دم تک انھیں رہائی نہ ملی یہ لوگ جیل ہی میں راہی ملک عدم ہوگئے۔

اس واقعہ سے بہت پہلے یہ ہوا تھا کہ یزید نے چند لوگوں کو اس غرض سے کوفہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں جاکر لوگوں کو تسلی دلاسا دیں، خلیفہ وقت کی اطاعت کی خوبیاں بیان کریں اور ان کے مناصب و وظائف میں زیادتی کرکے انھیں ممنون بنائیں۔ ان لوگوں میں ایک شخص قطامی بن الحصین بھی تھا (جو شرقی کا باپ تھا اور اس شرقی کا اصلی نام ولید تھا) جب اسے یزید کی بغاوت کا علم ہوا تو اس نے اس کی تعریف میں چند شعر کہے اور ان میں یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ کاش میں بھی اس کے ساتھ شامل ہوتا، کچھ عرصہ کے بعد یہ شخص مقام عقر چلا گیا تھا اور وہاں مسلمہ بن عبدالملک کے ہمراہ یزید بن المہلب کے خلاف شریک جنگ ہوا۔ اس پر یزید نے کہا کہ دیکھو قطامی کا فعل اس کے قول سے کس قدر منافی ہے۔

بصرہ کے واقعہ کے بعد یزید بن عبدالملک نے عباس بن الولید کو چار ہزار منتخب سواروں کے ساتھ یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ فوج ابھی حیرہ نہ پہنچی تھی کہ یزید نے ان سے پہلے پہنچکر حیرہ پر اپنا تسلط جمالیا۔ لہذا جب مسلمہ بن عبدالملک اور شامیوں کی زبردست فوج بصرہ پر بڑھی، اور انھوں نے فرات کے کنارے کنارے علاقہ ملک جزیرہ سے پیشقدمی شروع کی، تو تمام اہل بصرہ پوری طرح سے یزید بن المہلب کے احاطۂ اطاعت میں آگئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے عمال اہواز، فارس اور کرمان بھیجے۔

کرمان پر ایک زمانہ میں جرّاح بن عبداللہ الحکمی عامل تھا۔ یہ تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس واپس چلا آیا تھا، اسی طرح عبدالرحمٰن بن نعیم الازدی یا یحیی کرمان کا حاکم تھا مگر صرف امام تھا، بعد میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمٰن القشیری کو کرمان کے محکمۂ خراج کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے بھیجا۔

جب مدرک بن المہلب صحرا کے کنارے پہنچا تو عبدالرحمٰن بن نعیم نے بنی تمیم کو خفیہ طور پر اطلاع دی کہ مدرک بن المہلب آرہا ہے یہ تمہارے آپس میں جنگ کرانا چاہتا ہے حالانکہ تم اس وقت نہایت اطمینان و عافیت اور اتفاق و یکجہتی سے زندگی بسر کر رہے ہو۔

بنی تمیم کو جب یہ معلوم ہوا تو وہ ایک رات کو اُسکا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر نکلے، مگر اِسکے ساتھ ہی اس سازش کی خبر بنی ازد کو بھی ہو چکی تھی۔ اُن کے دو ہزار شہسواروں نے بنی تمیم کو اُن کے صحرا کے کنارے پہنچنے سے پہلے ہی جا لیا اور پوچھا کہ تم یہاں کیوں آئے ہو، بنی تمیم نے اِدھر اُدھر کی باتیں بنانا شروع کیں اور اس بات کا اقرار نہیں کیا کہ ہم مدرک بن المہلب کو ہلاک کرنے آئے ہیں مگر پھر دوسرے ازدیوں نے صاف صاف کہدیا کہ تمہارے یہاں آنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم ہمارے سردار کا جو یہاں سے بالکل قریب مقیم ہے مقابلہ کرنا چاہتے ہو، اسکے سوا اور کیا تمہارا مقصد ہو سکتا ہے۔"

اِس گفتگو کے بعد بنی ازد آگے بڑھکر صحرا کے سرے پر مدرک سے ملاقی ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم سب سے زیادہ آپ کو محبوب رکھتے ہیں اور معزز سمجھتے ہیں، آپ کے بھائی مقابلہ پر نکل آئے ہیں اور دونوں فریق کھلم کھلا ایک دوسرے سے نبرد آزما ہیں، اگر اللہ نے انھیں غلبہ دیا تو ہم تو دل سے یہی چاہتے ہیں سب سے پہلے ہم آپکے جھنڈے کے نیچے آجائینگے کیونکہ آپ ہمارے مرشد زادے ہیں اور ہم پر حکومت کرنے کے زیادہ اہل ہیں البتہ اگر خدا نخواستہ اسکے خلاف کوئی اور بات پیش آئی تو اوس صورت میں بخدا اس بات سے آپ کو بھی کوئی راحت نہ ہوگی کہ ہم اس وقت کسی مصیبت یا تکلیف میں مبتلا کر دیئے جائیں اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ مدرک نے واپسی کا مستقل ارادہ کر لیا۔

جب تمام بصرہ نے یزید بن المہلب کی اطاعت قبول کرلی تو یزید اہل بصرہ کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ حمد و ثناء کے بعد لوگوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دینے لگا اور اہل شام سے جہاد کے لیئے آمادہ کرنے لگا اور کہنے لگا کہ اہل شام سے جہاد کرنے میں ترک اور دیلم سے جہاد کرنے کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ہے۔

معاذ بن سعد اس واقعہ کے راوی کہتے ہیں کہ میں اور حسن بصریؒ دونوں جامع بصرہ میں داخل ہوئے حسن میرے شانے پر ہاتھ رکھے تھے اور مجھ سے کہتے جاتے تھے کہ ذرا دیکھو تو سہی تم کسی ایسے شخص کو بھی یہاں دیکھ رہے ہو جسے تم پہچانتے ہو میں نے کہا کہ یہاں تو میرا کوئی بھی شناسا نظر نہیں آتا اس پر آپ نے فرمایا کہ "بخدا یہ حد سے گذرنے والے استبدادیوں کا جتھا ہے۔"

ہم دونوں بڑھتے ہوئے منبر کے قریب جا پہنچے، میں نے سنا کہ یزید بھی کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا تذکرہ کر رہا تھا، حسنؒ سے نہ رہا گیا اور انھوں نے بلند آواز سے کہا کہ ہم تجھے حاکم اور محکوم دونوں حیثیتوں میں دیکھ چکے ہیں اس لیئے تمھارے منہ سے یہ باتیں زیبا نہیں معلوم ہوتیں۔ یہ سنتے ہی ہم نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑا اور منہ پر ہاتھ رکھدیا اور بٹھا دیا اور اگرچہ مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یزید نے ضرور ان جملوں کو سنا مگر وہ اَن سُنی کرکے تقریر کرتا رہا۔

جب ہم مسجد کے دروازہ پر پہنچے تو ہم نے نضر بن انس بن مالک کو وہاں کھڑا پایا، یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو تم کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی دعوت پر لبیک کہنے میں کیوں پس و پیش کر رہے ہو، بخدا عمر بن عبد العزیز کی خلافت کے بعد سوائے اِن ایام کے اپنے وقت پیدائش سے نہ تم نے یہ باتیں سنی ہونگی اور نہ ہم نے سنیں۔"

حسن بصری یہ سنکر بولے خدا کی قدرت ہے کہ نضر بن انس بھی یہاں موجود ہیں، تمام لوگ باقاعدہ دو صفوں میں کھڑے، نشانات علم کیئے، نیزے بلند کیئے یزید کے استقبال کے لیئے اسکی آمد کے منتظر تھے، جب حسن بصری ادھر سے گذرے تو لوگ آپس میں یہ باتیں کر رہے تھے کہ یزید ہمیں، حضرت عمرؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ

کی سنت کی طرف بلا رہا ہے اس پر حسن البصری کہنے لگے کہ یہ وہی یزید ہے کہ جو کل انھی لوگوں کی جو تمہارے سامنے استادہ ہیں گردنیں مارتا تھا اور قیدی بنا کر مروانیوں کے پاس لیجاتا تھا اور اُن کو قتل کر کے خاندان اُمیّہ کی خوشنودی کا جویاں رہتا تھا آج وہ چونکہ اون سے ناراض ہے تو اس نے بھی ڈیڑھ اینٹ کی اپنی مسجد علیحدہ بنائی اور علم بغاوت بلند کیا اور اب کہتا ہے کہ چونکہ میں اُن کا مخالف ہوں اس لیے تم بھی اُنکی مخالفت کرو، یہ بے وقوف راضی ہوگئے اور کہتا ہے کہ میں تمھیں حضرت عمر اور عمر بن عبد العزیز کے طریقۂ کار کی طرف دعوت دیتا ہوں حالانکہ اُن دونوں حضرات کے آئین کے مطابق تو یہ ہونا چاہیئے کہ اسے بیڑیاں پہنا کر پھر عمر بن عبد العزیز کے اُسی قید خانہ میں ڈالدیا جائے جس میں صاحب موصوف نے اُسے قید کیا تھا، یزید کے طرفداروں میں سے جنھوں نے حسن بصری کے یہ الفاظ سنے ایک شخص کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اے ابو سعید تم شامیوں سے خوش ہو؟

حسن بصری فرمانے لگے میں اور شامیوں سے خوش ہوں؟ اللہ ان کا برا کرے اور تباہ کرے، کیا یہ وہی لوگ نہیں ہیں جنھوں نے حرم رسول اللہ کو حلال کرلیا، اور تین شب و روز اُن کے اہل بیت کو قتل کرتے رہے اور اپنے نبطی اور قبطی غلاموں کے لیئے اُنھیں مُباح کیا، جو نیک اور باعصمت شریف زادیونکو لیگئے اور عصمت دری تک سے باز نہ رہے، پھر خود خانۂ کعبہ تک کو جاکر منہدم کردیا اور غلاف کعبہ اور حجر اسود کو نذر آتش کردیا، اون پر اللہ کی لعنت ہو، اور جہنم نصیب ہو!!

یزید نے مروان بن المہلب کو بصرہ کا عامل مقرر کیا، اور خود تمام اسلحہ اور خزانہ لیکر واسط آیا، جب واسط کا رُخ کیا تو اپنے ساتھیوں سے صلاح و مشورہ لینے لگا اور کہا کہ چونکہ اہل شام تمہارے مقابلہ پر بڑھ رہے ہیں۔ اس لیئے بتاؤ اب کیا کرنا چاہیئے، اسپر حبیب نے کہا (حبیب کے علاوہ اور کسی شخص نے بھی یہی مشورہ دیا تھا) کہ ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپ یہاں سے فارس چلیئے تاکہ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور دروں میں ہولیں اور خراسان سے قریب ہوتے جائیں اور دشمن کو جنگ میں طول دیکر، پریشان کردیں تاکہ اس طرح

بہت سی پہاڑی قومیں بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گی اور پہاڑ اور قلعے بھی آپ کے قبضہ میں رہینگے۔

یزید نے کہا کہ اس مشورہ کو میں پسند نہیں کرتا تم چاہتے ہو کہ میں ایک پرند بنکر پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھا رہوں۔

حبیب نے کہا کہ سب سے بہتر طریقۂ عمل جسپر آپ کو کاربند ہونا چاہیئے تھا اُس کا تو موقع اب ہاتھ سے جاتا رہا۔ جب آپ نے بصرہ پر فتح پائی تھی میں نے اُسی وقت آپ سے باصرار کہا تھا کہ آپ رسالہ کے ایک زبردست دستہ کو اپنے خاندان کے کسی آدمی کی زیر سرکردگی کوفہ روانہ کیجیے تاکہ آپ اُسپر بھی قابض ہو جائیں، اس مہم میں کامیابی اس لیے یقینی تھی کہ کوفہ کا عامل عبدالحمید بن عبدالرحمن ہے جسکی حالت یہ ہے کہ جب آپ صرف ستر سواروں کی معیت میں اس کے قریب سے گذرے تب بھی وہ آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکا تو اس رسالہ کا کیا مقابلہ کرتا۔ اسطرح ہم کوفہ میں شام کی فوجوں کے وہاں پہنچنے سے پہلے پہنچ جاتے اور میں خوب جانتا ہوں کہ کوفہ کے تمام سربرآوردہ لوگ آپ کے طرفدار ہیں اور وہ شامیوں کی حکومت سے آپ کی حکومت کو زیادہ پسند کرتے، مگر میرے اس مشورہ کو بھی آپ نے نہ مانا اب یہ ایک اور طریقہ کار باقی ہے جو میں آپ کے سامنے پیش کیے دیتا ہوں کہ آپ اپنے خاندان کے کسی شخص کی زیر قیادت رسالہ کا ایک زبردست دستہ ملک جزیرہ بھیج دیجیے تاکہ یہ رسالہ شامیوں سے پہلے وہاں پہنچکر کسی قلعہ میں مورچہ زن ہو جائے اور پھر آپ اس کے پیچھے ہی پیشقدمی کیجیے اسطرح جب شامی آپکی جانب پیشقدمی کریں گے تو وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کرینگے کہ اپنی پشت پر آپ کی کسی فوج کو یونہی چھوڑ دیں وہ ضرور جب آپ پر بڑھینگے تو پہلے قلعہ کی فوج کا محاصرہ کرینگے۔ تو گویا یہ جماعت انھیں وہیں روک لیگی، پھر آپ اُن پر پیشقدمی کیجیگا، اس اثنا میں موصل میں جو آپ کے ہم قوم ہیں وہ اور دوسرے عراقی اور سرحدی باشندے موجودہ حکومت کو چھوڑ چھوڑ کر آپ کے جھنڈے کے نیچے آجائینگے اسطرح آپکو یہ موقع ہمدست ہو جائے گا۔ کہ آپ شامیوں سے ایک زرخیز اور آباد رقبۂ ملک کو نبٹ لیں اور گویا سارا عراق آپکی

پشت پر ہو گا۔ مگر یزید نے کہا کہ میں اسے اچھا نہیں سمجھتا کہ اپنی طاقت کو تقسیم کر دوں، یزید چند روز واسط میں مقیم رہا۔

اس سال عبد الرحمٰن بن الضحاک بن قیس الفہری امیر حج تھا۔ یہ یزید بن عبد الملک کی جانب سے مدینہ کا عامل تھا اور عبد العزیز بن عبد اللہ بن خالد بن اسید مکہ کا عامل تھا، عبد الحمید بن عبد الرحمٰن کوفہ کا عامل تھا۔ اور شعبی کوفہ کے قاضی تھے، بصرہ پر یزید بن المہلب نے قبضہ کر لیا تھا، عبد الرحمٰن بن نعیم خراسان کا گورنر تھا۔

سنہ ۱۰۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں یزید بن عبد الملک نے عباس بن الولید بن عبد الملک اور مسلمہ بن عبد الملک کو یزید بن المہلب کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اور نیز اسی سنہ کے ماہ صفر میں یزید بن المہلب قتل ہوا۔

یزید بن المہلب کے قتل کا واقعہ

جب یزید بن المہلب، عباس بن الولید بن عبد الملک اور مسلمہ بن عبد الملک سے جنگ کرنے کیلئے واسط سے روانہ ہونے لگا تو اُس نے اپنے بیٹے معاویہ کو واسط پر اپنا جانشیں مقرر کیا اور تمام سرکاری خزانہ اور دوسرا بیش قیمت مال و اسباب اور جنگی قیدی، اوسکے تفویض کر دئے، اور اپنے بھائی عبد الملک کو اپنے آگے روانہ کیا ان انتظامات کے بعد خود یزید بن المہلب واسط سے آگے بڑھا نیل کوفہ کے دہانہ پر سے گذرتا ہوا عقر پہنچا،

دوسری جانب سے مسلمہ دریائے فرات کے کنارے کنارے بڑھتا ہوا انبار آیا یہاں اُس نے دریائے فرات پر پل باندھا اور فارط نام ایک موضع کے پاس سے دریا کو عبور کر کے یزید بن المہلب کے مقابلہ پر آ گیا۔

یزید نے اُس سے پہلے ہی اپنے بھائی کو کوفہ کی جانب روانہ کر دیا تھا، مقام سورا پر عباس بن الولید نے اُس کا مقابلہ کیا حریفوں نے اپنی اپنی فوج کی صف بندی کی، اب لڑائی شروع ہوئی، بصرہ والوں نے شامیوں پر ایک ایسا سخت

حملہ کیا کہ انھیں سامنے سے ہٹا دیا۔ عباس کے ساتھ بنی تمیم اور بنی قیس کی بھی ایک کافی جماعت تھی، جو یزید بن المہلب کے مقابلہ میں شکست کھا کر بصرہ سے بھاگ کر آئے تھے، ان میں ہریم بن ابی طہمۃ المجاشعی بھی تھا۔

جب شامی اہل بصرہ کے سامنے سے پیچھے ہٹے اور عبدالملک کی فوج نے انھیں ایک ندی کی جانب پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تو ہریم بن ابی طہمۃ نے انھیں للکارا اور کہا اے شامیو اللہ سے ڈرو، بھلا اسطرح تم ہمیں دشمن کے نرغہ میں چھوڑ کر چلے جا رہے ہو، اسپر شامی کہنے لگے کہ آپ خوف نہ کریں، آپ کسی خطرہ میں نہیں ہیں۔ شامی ہمیشہ ابتداء جنگ میں اسطرح پلٹ جاتے ہیں، آپکو ابھی مدد پہنچتی ہے، چنانچہ پھر شامیوں نے فوراً ہی جوابی حملہ کر کے عبدالملک کی فوج کو شکست دی۔ اور بصریوں نے راہ فرار اختیار کر کے میدان جنگ صاف کر دیا۔

اس جنگ میں بنی بکر کا آزاد غلام منتوف کام آیا۔ اور مسمع کے دونوں بیٹے مالک اور عبدالملک بھی کام آئے، ان کو معاویہ بن یزید بن المہلب نے قتل کیا تھا۔

اس شکست کے بعد عبدالملک اپنے بھائی یزید بن المہلب کے پاس مقام عقر چلا آیا، یزید نے عبداللہ بن حیان العبدی کو حکم دیا کہ تم دریا کو عبور کر کے مقام حراۃ کی انتہائی حد پر پہنچ جاؤ، چنانچہ عبداللہ بن حیان نے اس حکم کی تعمیل کی، اب اسکے اور یزید کے درمیان پل ہو گیا، عبداللہ بن حیان اپنی فوج اور نیز یزید کی خاص فوج کے ایک دستہ کے ساتھ ایک جگہ ٹھہر گیا، اور اُس نے اپنے گرد خندق کھود لی۔

مسلمہ نے دریا کے پانی کو اُن کی جانب کاٹ دیا اور نیز سعید بن عمرو الحرشی کو اس جماعت کے مقابلہ کے لئے علیحدہ کر دیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ وضاح اُن کی طرف دریا عبور کر کے گیا اور اُنکے مقابل خیمہ زن ہو گیا،

کوفہ اور علاقہ جبال کے بہت سے لوگ یزید کے پاس چلے آئے، اور کچھ لوگ سرحدی علاقوں سے بھی یزید کے پاس آئے، یزید نے ان کو فیوں اور اہل مدینہ کے دستہ پر عبداللہ بن سفیان بن یزید بن المغفل الازدی کو سردار مقرر کیا، بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی کو سردار بنایا۔ کندہ اور ربیعہ پر محمد بن اسحٰق بن محمد بن الاشعث کو اور تمیم و ہمدان ان پر

حنظلہ بن عتاب بن ورقاء التمیمی کو سردار مقرر کیا اور ان تمام سرداروں اور فوج پر مفضل بن المہلب کو سپہ سالار مقرر کیا۔

علاء بن زہیر کہتے ہیں کہ میں ایک روز یزید کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یزید نے پوچھا کہ آیا ہماری اس فوج میں ایک ہزار تلواریں ہونگی؟ حنظلہ نے جواب دیا کہ جی ہاں جناب والا بلکہ چار ہزار تلواریں موجود ہیں۔ اسپر یزید نے کہا کہ یہ عراقی کبھی ایک ہزار تلوار کے ساتھ نہیں لڑے، میرے دفتر میں ایک لاکھ بیس ہزار چہرے درج ہیں مگر میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کاش، اُن کے بجائے اس وقت میرے وہ ہم قوم ہوتے جو خراسان میں ہیں۔

ابو مخنف کہتے ہیں کہ ایک روز یزید تقریر کرنے کھڑا ہوا۔ ہمیں جنگ کی ترغیب وتحریص دلاتا رہا اور کہنے لگا کہ جب تک ان دشمنوں کی آنکھوں میں نیزے اور ان کی کھوپڑیوں پر تلواریں نہ پڑینگی یہ اپنی اس گمراہی سے باز نہ آئینگے مجھ سے کہا گیا ہے کہ یہ زرد ڈنڈی یعنے مسلمۃ بن عبد الملک، اور ناقہ ثمود کی کوچیں کاٹنے والا یعنے عباس بن الولید (عباس نیلگوں چشم۔ سرخ رنگ کا آدمی تھا، اسکی ماں ایک رومن تھی) جسکو کہ سلیمان چاہتا تھا کہ اپنا بیٹا ہی تسلیم نہ کرے، مگر میں نے اُس کے بارہ میں سلیمان سے بہت کچھ کہا سنا اس پر اُسے سلیمان نے اپنا بیٹا تسلیم کر لیا ہاں ابتو مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ میں اُن کے سامنے سے فرار ہو جاؤں اور ادھر اُدھر آوارہ گرد پھروں حالانکہ بخدا اگر وہ تمام دنیا کے باشندوں کو بھی میرے مقابلہ پر لے آئینگے تو بھی میں میدان جنگ سے اُسوقت تک نہ ہٹوں گا جب تک کہ کلیتہً میرے یا اُن کے حق میں جنگ کا فیصلہ نہ ہو جائے۔

اس تقریر پر اُسکی فوج نے کہا مگر ہمیں آپ سے یہ ڈر ہے کہ مبادا آپ بھی ہمیں اسی طرح تکلیف پہنچائیں جیسا کہ عبد الرحمن بن محمدؐ نے کیا تھا، اسپر یزید نے کہا کہ عبد الرحمن نے تو اپنے مواعید کو پس پشت ڈالا، اپنی عزت کو رسوا کیا اور یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اپنی میعادِ زندگی سے زیادہ زندہ رہتا، یہ کہکر یزید منبر سے اُوتر آیا۔

عامر بن العمیثل الازدی جس نے کچھ جمعیت بھی اکھٹی کر لی تھی یزید کے پاس

آیا اور اسکے ہاتھ پر بیعت کی ؛

یزید کی بیعت کے شرائط یہ ہوتے تھے، وہ کہ ہم سب کلام پاک، اور سنت رسول پر عمل کرینگے، فوج ہمارے علاقہ اور املاک کو روند کر تباہ نہ کریگی، نہ ہم پر فاسق حجاج کی طرح حکومت کیجائیگی، جو ان شرائط کو قبول کرنے ہم اُسکی بیعت لے لینگے اور جو ان باتوں کو نہ مانے ہم اُس سے لڑینگے اور اللہ کو اپنے اور اُسکے درمیان حکم بنائینگے، اِن الفاظ کے بعد یزید لوگوں سے پوچھتا کہ آیا یہ شرائط آپکو منظور ہیں جو شخص اُنھیں مان لیتا اُس سے بیعت لے لیتا ؛

اس وقت عبد الحمید بن عبد الرحمٰن نے کوفہ سے نکلکر مقام نخیلہ پر پڑاؤ کیا اور آس پاس کے جس قدر تالاب اور نہریں تھیں اُن کے کنارے توڑ دائیے اسی طرح یزید اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ سیلاب زدہ ہوگیا، تاکہ یزید کوفہ نہ پہنچ سکے علاوہ بریں عبد الحمید نے کوفہ کے چاروں طرف چوکیاں اور پہرے بٹھا دئے تاکہ کوئی کوئی یزید کے پاس نہ جا سکے،

نیز عبد الحمید نے کوفہ سے کچھ فوج بھی سیف بن ہانی الہمدانی کی زیر قیادت مسلمۃ کی امداد کے لئے بھیجی، مسلمۃ نے اِس فوج کی بہت آؤ بھگت کی، اُن کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی تعریف و توصیف کی اور پھر کہنے لگا کہ اہل کوفہ کی یہ بہت تھوڑی جماعت ہماری امداد کے لئے آئی ہے عبد الحمید کو ان الفاظ کی خبر ہوئی، اُس نے اِس مرتبہ اور زیادہ فوج سبرہ بن عبد الرحمٰن بن مخنف الازدی کے زیر قیادت مسلمۃ کے پاس بھیجدی، جب سبرہ مسلمۃ کے پاس آیا مسلمۃ نے اُسکی تعریف کی اور کہا کہ یہ اُس خاندان کا شخص ہے کہ جس نے خاندان خلافت کی بہت کچھ خدمات انجام دی ہیں اور ہمیشہ اطاعت شعار رہا ہے اس لیے ہماری فوج میں اِس وقت جس قدر اہل کوفہ ہوں وہ سب اسی کے ماتحت کردئے جائیں ؛

مسلمۃ نے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن کو ایک قاصد کے ذریعہ حکم بھیجکر معزول کردیا اور اُس کی جگہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ (ذو الشامۃ) کو کوفہ کا عامل مقرر کرکے بھیجا۔ اب یزید بن المہلب نے اپنے تمام دستوں سے کے

سرداروں کو مشورہ کے لئے بلایا اور کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ میں بارہ ہزار فوج محمد بن المہلب کی زیر سرکردگی مسلمہ پر شب خون مارنے کے لیے علیحدہ کردوں، اور اُن لوگوں کو حکم دوں کہ وہ اپنے ساتھ گدھے گھوڑا گاڑی اور زینیں لیتے جائیں اور دشمن کی فوج کے گرد جو خندق ہے اسے پاٹ دیں اور بقیہ شب میں وہیں اور اُس کے اصل لشکرگاہ میں دشمن سے لڑتے رہیں اس اثناء میں میں کچھ اور فوج بھی اُن کی امداد کے لیے بھیجدونگا، صبح تک وہ اسیطرح دشمن سے گتھے رہیں اور پھر صبح ہوتے ہی پھر میں خود اپنی پوری طاقت کے ساتھ اُس سے دو دو ہاتھ کرونگا، اس طرح مجھے توقع ہے کہ خداوندِ عالم مجھے فتح دیدیگا، سمیدع نے کہا کہ ہم نے شامیوں کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی دعوت دی تھی اب اُنکا یہ دعویٰ ہے کہ ہم نے اس دعوت کو قبول کرلیا ہے۔ لہٰذا اب ہمارے لئے تو یہ زیبا نہیں کہ ہم اُن سے کوئی دھوکا کریں، ہم نہ اُن سے بدعہدی کرینگے اور نہ کوئی اور بُرائی تاوقتیکہ وہ خود اپنے وعدہ کی تکذیب اپنے کسی فعل سے کریں،" اسیر ابو رؤبہ نے جو مُرجیہ کے ایک گروہ کا سردار تھا اور اِس وقت بھی اُسکے پیرو اُسکے ہمراہ تھے کہا کہ تم نے بالکل سچ کہا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے یزید نے کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ اس بات کو سچ سمجھتے ہو کہ بنی امیہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر عمل کرتے ہیں۔ حالانکہ انھوں نے اپنے ابتدائی زمانہ عروج سے ان چیزوں کو پس پشت ڈالدیا ہے، جب تم سے انھوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم تمھاری اِن باتوں کو منظور کرتے ہیں تو اُن کا دلی منشاء یہ نہ تھا کہ وہ اپنے اقتدار و جبروت کی مدد سے جو کچھ کرینگے وہ وہی ہوگا جسکے متعلق آپ کہیں گے یا جسکی آپ کو دعوت دینگے، بلکہ اس سے اُنکا مقصد یہ تھا کہ آپ کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے روکدیں اور پھر خود جسطرح مکروفریب سے چاہیں کام کریں، اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ یہ نہونے دیجئے کہ وہ اپنے مطمح نظر کو آپ سے پہلے، پہنچ جائیں اور اپنے ارادوں میں کامیاب ہوجائیں، بلکہ اس سے پہلے ہی آپ اُنکے خلاف کارروائی شروع کردیجئے۔ مروانیوں کو میں خوب جانتا ہوں مگر اس

زرد ٹڈی یعنی مسلمہ سے زیادہ میں نے کسی کو گہرا اور مکار نہیں پایا۔

خارجیوں نے اسکا یہ جواب دیا کہ کچھ بھی ہو ہم تو اب اُس وقت تک اُن کے خلاف کوئی بات نہ کرینگے جب تک کہ وہ خود اپنے اُس وعدہ سے جو انھوں نے ہم سے کیا ہے پھر نہ جائیں،

مروان بن المہلب جو اسوقت بصرہ میں تھا وہ لوگوں کو اہل شام کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اُبھارتا تھا اور اُن کو یزید کی امداد کے لیے بھیجتا تھا اسکے مقابلہ میں حضرت حسن بصریؒ لوگوں کو یزید کے پاس جانے سے روکتے تھے عبد الحمید بصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں حضرت حسن بصریؒ کہا کرتے تھے کہ اے لوگو، اپنے پیروں کو قابو میں رکھو اور اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو، اپنے مالک خداوند عالم سے ڈرو، جلد چلی جانے والی دنیا اور تھوڑی سی امید کی خاطر ایک دوسرے کو قتل نہ کرو، دنیا کسی کے پاس ہمیشہ رہنے والی نہیں، اور جو لوگ ایسا کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کے اس فعل کو کبھی خوشنودی کی نظر سے نہیں دیکھے گا جو فتنہ اُٹھتا ہے اُس میں مقررین، شعراء، ناتجربہ کار، اور اہل نخوت وغرور بیشتر شریک ہوتے ہیں، اس قسم کے فتنہ سے صرف دو ہی آدمی الگ رہتے ہیں ایک تو جو بالکل گمنامی میں ہو، دوسرے وہ جو شہرت بھی رکھتا ہے مگر متقی ہے، اس لیے تم میں سے جو شخص ایسا ہو جسے کوئی نہ جانتا ہو تو اُسے لازم ہے کہ حق کو اختیار کرے اور اُن لوگوں کی شرکت سے اپنے آپ کو بچائے رکھے جو محض دنیا کی خاطر ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں تو اس فعل سے وہ اللہ کی بھی خوشنودی حاصل کرے گا اور دنیا میں بھی ایک اچھی یادگار اپنے پیچھے چھوڑ جائیگا۔ اور جو شخص کہ ایک مشہور اور شریف آدمی ہو جو تمام امور سے واقف ہو، وہ اگر ایسی بات کو محض اللہ کی خاطر ترک کردے جسکے لیے دنیا کے بندے ایک دوسرے کے مقابل ہو رہے ہیں تو اُسکا تو کیا ہی کہنا ہے وہ ایک نہایت ہی نیک بخت اور صحیح راستہ پر چلنے والی ہستی ہوگی جسے بڑا اجر ملیگا، اور فردائے قیامت اس کی آنکھ ٹھنڈی اور اللہ کے نزدیک اوسکی جائے بازگشت اعلیٰ ہوگی۔

جب مروان بن المہلب کو حضرت حسن بصریؒ کے اس طرز عمل کا علم ہوا تو وہ بھی اپنے حسب معمول لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا اور لوگوں کو سعی اور اجتماع کے لیے کہتا رہا اور کہنے لگا کہ مجھے خبر لگی ہے کہ یہ گمراہ اور مکار بڈھا (اُن کا نام نہیں لیا) لوگوں کو روکتا ہے، حالانکہ اُس کی یہ حیثیت ہے کہ اگر اُس کا پڑوسی اُسکی جھونپڑی کے چھپر میں سے پھوس کا ایک مٹھا بھی نکال لے تو ناک رگڑنے لگے گا، کیا وہ اس وجہ سے ہمیں کہ ہم اپنی بھلائی چاہتے ہیں اور جو مظالم ہم پر ہوے ہیں اُنھیں دور کرنا چاہتے ہیں اور ہمارے ہم وطنوں کو بُرا سمجھتا ہے ابخدا یا تو وہ ہمارا تذکرہ چھوڑدے اور اُبلہ کے بکھوس اور فرات و بصرہ کے دہقانیوں کو ہمارے پاس نہ آنے دے کیونکہ یہ لوگ نہ ہمارے ہم قوم ہیں اور نہ ہمارے کسی فرد نے اُن پر کوئی احسان کیا ہے۔ ورنہ وہ یاد رکھے کہ میں اس کی بُری طرح خبر لونگا۔

حضرت حسن بصری کو جب اس دھمکی کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں اسے بُرا نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ اُسکی توہین کی وجہ سے میری تکریم کرے۔

حضرت حسن بصریؒ کے متبعین میں سے بعض لوگوں نے کہا بھی کہ اگر وہ آپ کے خلاف کوئی کارروائی کرے اور آپ چاہیں گے تو ہم آپ کی حمایت کریں گے، مگر آپ نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں تو اُسکے یہ معنے ہوئے کہ جس بات سے میں تمھیں منع کرتا ہوں اُسے خود میں کروں میں تو تمھیں منع کرتا ہوں کہ تم کسی اور کے ساتھ ایک دوسرے کی جان کے دشمن نہ ہو اور پھر میں خود یہ چاہوں کہ میرے ہی ساتھ تم ایک دوسرے کو قتل کرو، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

مروان بن المہلب کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اُس نے پیروان حضرت حسن پر سختیاں کیں اُنھیں ڈرایا دھمکایا تلاش و جستجو رکھی، آخرکار وہ لوگ تو منتشر ہوگئے اور حضرت حسن بصریؒ برابر لوگوں کو وہی مشورہ دیتے رہے، مگر مروان بن المہلب نے بھی اُن کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی آٹھ روز تک تو یزید اور مسلمہ ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے ڈالے پڑے رہے آخرکار ۱۴ صفر یوم جمعہ کو مسلمہ نے وضاح کو حکم بھیجا کہ تم اپنے دستہ اور کشتیوں کو لے آؤ اور پھر پل جلا ڈالو، وضاح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

اب مسلمہ میدان جنگ میں آیا۔ پہلے اُس نے اپنی شامی فوج کو ترتیب دیا اور پھر انھیں لیکر یزید بن المہلب کی جانب بڑھا، مسلمہ نے اپنے میمنہ پر جبلہ بن مخرمۃ الکندی کو۔ میسرہ پر ہذیل بن زفر بن الحارث العامری کو مقرر کیا تھا اسی طرح عباس نے سیف بن ہانی الہمدانی کو اپنے میمنہ پر اور سوید بن قعقاع التیمی کو اپنے میسرہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ مگر اس تمام فوج کا سپہ سالار اعظم مسلمہ ہی تھا۔

یزید نے بھی مقابلہ کی تیاریاں کیں، اپنے میمنہ پر حبیب ابن المہلب کو اور میسرہ پر مفضل بن المہلب کو سردار مقرر کیا مفضل کے ساتھ اہل کوفہ تھے، اور مفضل ہی اُن کا سردار تھا، نیز اُسکے، ہمراہ بنی ربیعہ کے سواروں کی بھی ایک اچھی خاصی جماعت تھی اور یہ عباس بن الولید کے متصل متعین تھی۔

محمد بیان کرتے ہیں کہ ایک شامی مبارزت کیلئے میدان میں آیا۔ جب اہل عراق کی طرف سے کوئی شخص اُسکے مقابلہ پر نہیں نکلا، تو محمد بن مہلب اُسکے مقابلہ کیلئے باہر آیا اور اُسپر حملہ آور ہوا۔ اس شخص نے محمد کے وار کو اپنے ہاتھ پر لیا، جبہ وہ فولادی دستانے چڑھائے ہوئے تھا، مگر تلوار اُن آہنی دستانوں کو قطع کرتی ہوئی کف دست تک جا اُتری اور وہ شخص اپنے گھوڑے سے چمٹ گیا، اب محمد سامنے آکر اُسپر تلوار مارتا جاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا کہ یہ درانتی ہی تجھ سے زیادہ دلیر ہے، اس شخص کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا کہ یہ حیان النبطی تھا۔

وضاح نے پل کے پاس پہنچتے ہی اُس میں آگ لگادی جس سے دھوئیں کا ایک بادل اُٹھا۔ فریقین اگرچہ ایک دوسرے سے دست گریبان ہو گئے تھے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو چکی تھی، مگر ابھی اُس نے زیادہ شدید صورت اختیار نہیں کی تھی کہ عراقیوں نے دھواں دیکھا اور اُن سے کہا گیا کہ پل جلا ڈالا گیا ہے یہ سنتے ہی شکست کھا کر بھاگے، یزید کو جب اس ہزیمت کی اطلاع دیگئی تو اُس نے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں بھاگے، ابھی تو جنگ بھی کوئی ایسی سخت نہیں ہوئی تھی کہ اُس سے بھاگتے، مگر جب اس سے کہا گیا کہ چونکہ پل جلا ڈالا گیا ہے اس لئے کسی کے پاؤں میدان جنگ میں نہ جم سکے، تو کہنے لگا کہ خدا اُن کا بُرا کرے اُنکی مثال مکھیوں جیسی ہے کہ دھوئیں کے ساتھ ہی اُڑ جاتی ہیں، اب خود یزید

اپنے خاص دوستوں ۔ رشتہ داروں اور موالیوں کو لیکر میدان جنگ میں آیا اور حکم دیا کہ جو شخص دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کر آئے اُسکے چہرہ پر ضربیں لگاؤ، اس حکم کی تعمیل کی گئی اور اسطرح بہت سے لوگ یزید کے پاس جمع ہو گئے، اور جب ایک پہاڑ کا پہاڑ اُسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تو اُس نے اپنے خاص لوگوں سے کہا کہ انھیں جانے دو، کیونکہ مجھے خدا سے یہ توقع ہے کہ دو بارہ اب کبھی ایسا موقع نہ آئیگا کہ میں اور یہ ایک مقام میں جمع ہوں، انھیں جانے دو، اللہ ان پر اپنا رحم کرے، انکی مثال اُن بکریوں کے گلے جیسی ہے جسکے چاروں طرف بھیڑئیے دوڑ رہے ہوں، مگر خود یزید کو بھاگنے کا خیال تک نہ تھا۔

مقام عقر آنے سے پہلے یزید بن الحکم بن ابی العاص اور اسکی ماں زہر جان السعدی کی بیٹی یزید بن المہلب کے پاس آئے تھے اور یزید بن الحکم نے یہ شعر پڑھا تھا۔

ان بنی مروان قد باد ملکھم فان کنت لم تشعر بذالک فاشعر

(ترجمہ) کوئی شک نہیں کہ مروانیوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اگر ابتک تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا تو اب معلوم ہو جانا چاہئے

یزید نے کہا کہ مجھے تو اب تک اس بات کا علم نہیں ہے اسپر یزید بن الحکم نے یہ دوسرا شعر پڑھا۔

عش ملکاً او مت کریماً وان تمت وسیفک مشھور ابکفک تعذر

ترجمہ (بادشاہ بنکر جی یا عزت سے جان دے۔ اور اگر تو اس حال میں مرا کہ تیری تلوار کی شہرت تیرے ہاتھ کی قوت کی وجہ سے برقرار رہی تو لوگ تجھ پر کوئی الزام نہیں رکھینگے بلکہ تجھے معذور سمجھینگے

اس شعر کو سنکر یزید نے کہا کہ "ہاں شاید یہ ہو جائے"!

غرض کہ جب یزید اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اُس کی ہزیمت خوردہ فوج اُسکے سامنے آئی تو اُس نے سمیدع سے کہا کہ بولو تمھاری رائے صحیح ہوئی یا میرا خیال ٹھیک نکلا، میں نے تم سے دشمن کے ارادہ کا اظہار نہیں کر دیا تھا سمیدع نے کہا کہ بے شک آپ ہی کی رائے درست ہے میں اب آخر دم تک آپ کے ساتھ ہوں جو مناسب سمجھئے مجھے حکم دیجیے۔ اسپر یزید نے کہا آپ کیوں نہ میں گھوڑے سے اتر پڑوں، چنانچہ یزید اپنے لوگوں میں گھوڑے سے اتر پڑا اور اسی وقت کسی آنیوالے نے اُسے یہ خبر دی کہ حبیب مارا گیا۔

زہیر بن مسلمۃ الازدی کا آزاد غلام ثابت بیان کرتا ہے کہ جس وقت حبیب کی موت کی خبر یزید کو معلوم ہوئی اُسے میں نے یہ کہتے سنا کہ حبیب کے بعد اب جینے کا مزا نہیں رہا شکست کے بعد تو میں زندگی کو پہلے ہی اچھا نہیں سمجھتا تھا اور اب تو اور بھی زیادہ مجھے زندگی تلخ معلوم ہوتی ہے، پس اب آگے بڑھو، اس جملہ سے ہم نے سمجھ لیا کہ یزید بغیر قتل ہوئے میدان جنگ سے ہٹنے والا نہیں، چنانچہ جو لوگ لڑنا نہیں چاہتے تھے وہ میدان جنگ چھوڑ واپس جانے لگے، اور وہاں سے کھسکنے لگے، مگر اب بھی یزید کے ساتھ مرنے مارنے کے لیئے ایک اچھی خاصی جماعت موجود تھی

اب یزید نے پیش قدمی شروع کی، شامیوں کے سواروں پر حملہ آور ہوا تو اونہیں پیچھے ڈھکیل دیا یا اگر پیدل فوج سے اُسکا مقابلہ ہوا تو وہ بھی اُس سے اور اُسکے ہمراہی جانبازوں کے نیزوں کی تاب نہ لاکر کائی کی طرح پھٹ گئے، اسی اثناء میں ابو رؤبۃ المرجئی نے یزید سے آکر کہا کہ تمھاری فوج میدانِ چھوڑ کر بھاگی جارہی ہے، ساتھ ہی اسکے ہاتھ کے اشارے سے بھی بتادیا۔ اور اس لیے اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ واسط واپس چلیئے، واسط ایک قلعہ بند مقام ہے، وہاں ٹھہر کر دشمن کا مقابلہ کیجئے اس اثناء میں بصرہ اور عمان وبحرین سے کشتیوں کے ذریعہ آپ کو کمک بھی پہنچ جائیگی، مزید احتیاط کے لیئے اپنے گرد خندق بھی کھدوالیجیگا،

یزید نے یہ تقریر سنکر کہا، " خدا تیرا برا کرے، مجھسے تم یہ بات کہتے ہو؟۔ میں موت کو اس سے زیادہ آسان سمجھتا ہوں،

اس پر ابو رؤبۃ نے کہا مجھے آپ کی جان کا خطرہ ہے۔ کیا آپ یہ نہیں دیکھتے (اسکی طرف اشارہ کرکے) کہ آپکے سامنے لوہے کے پہاڑ کھڑے ہیں، یزید نے کہا کہ میں اُن کی بالکل پروا نہیں کرتا چاہے یہ لوہے کے پہاڑ ہوں یا آگ کے۔ اگر تم میرے ساتھ ہو کر لڑنا نہیں چاہتے ہو تو جاؤ یہاں سے چلے جاؤ اسکے بعد یزید نے اعشیٰ کے دو شعر پڑھے جنکا مطلب یہ تھا کہ بہادر اور شریف موت سے کبھی نہیں ڈرتے،

یزید اپنے ایک سرنگ ٹٹو پر سوار سلمہ کی طرف چلا۔ جب اُسکے قریب پہنچا تو سلمہ نے اپنا گھوڑا اپنے قریب کر لیا تاکہ اُسپر سوار ہو جائے۔ مگر اسی اثنا میں شامیوں کے رسالہ نے اُسے اور اُسکے ساتھیوں کو گھیرے میں لیکر حملہ کر دیا۔ یزید اور اسکے ساتھ سمیدع اور محمد بن المہلب اس موقعہ پر مارے گئے۔

قبیلۂ کلب کے خاندان بنی جابر بن زہیر بن جناب الکلبی کے ایک شخص قحل بن عیاش نام نے جب یزید کو دیکھا تو کہا اے شامیو بخدا یہی یزید ہے یا تو میں اوسے ہلاک کر دونگا یا وہ مجھے قتل کر ڈالے گا، مگر چونکہ اُسکے سامنے اور بھی لوگ ہیں اس لیے اگر کچھ اور لوگ میرے ساتھ ہو جائیں تو وہ ان سے نپٹ لیں تاکہ میں یزید تک پہنچ جاؤں۔"

اُسکے ساتھیوں میں سے بعض لوگوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ حملہ کرنے کیلئے تیار ہیں، چنانچہ سب نے ایک ساتھ حملہ کیا۔ تھوڑی دیر تک فریقین میں تلوار چلی۔ مگر غبار کے پردہ میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ جب دونوں مقابل علٰحدہ ہو گئے تو معلوم ہوا کہ یزید مقتول پڑا ہے اور قحل بن عیاش میں صرف رمق باقی ہے، مگر قحل نے اس حالت میں بھی اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے بتایا کہ دیکھو وہ یزید مقتول پڑا ہے اور میں نے ہی اُسے قتل کیا ہے اسی طرح اُس نے اشارہ سے یہ بھی بتا دیا کہ مجھے بھی یزید نے قتل کر ڈالا، جب سلمہ محل بن عیاش کے پاس سے گذرا جو یزید کے پہلو میں پڑا ہوا تھا تو اُس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسی نے مجھے قتل کیا ہے۔

بنی مرہ کا ایک آزاد غلام یزید کا سر لایا۔ جب اُس سے پوچھا کہ کیا تو نے اسے قتل کیا ہے تو اُس نے کہا نہیں، جب یہ سر سلمہ کے سامنے لایا گیا تو وہ نہ اُسے شناخت کر سکا اور نہ اُس سے انکار کر سکا، اُسپر حواری بن زیاد بن عمرو العتکی نے کہا کہ پہلے اسے آپ غسل دلوائیے تاکہ پھر کپڑے میں لپیٹا جائے جب ایسا کیا گیا تو سلمہ نے اُسے شناخت کر لیا، اور خالد بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کے ہاتھ یزید بن عبد الملک کی خدمت میں بھیجدیا۔

ثابت، زہیر کا آزاد غلام راوی ہے کہ اب جنگ کی یہ حالت تھی کہ اگرچہ یزید

قتل اور اُسکی فوج شکست کہا چکی تھی مگر مفضل بن المہلب برابر شامیوں سے لڑ رہا تھا۔ اسے یزید کے مارے جانے کی اطلاع نہ تھی۔ اور نہ وہ یہ جانتا تھا کہ ہماری فوج شکست کہا کر بھاگ چلی ہے، وہ ایک پستہ قد مضبوط ٹٹو پر سوار تھا۔ اور اُسکے ساتھ اُسکے آگے ایک گروہ تھا جو زرہیں پہنے ہوئے تھے، اسی صورت سے جب وہ شامیوں پر حملہ کرتا تھا تو پیدل گروہ کا دستہ جو سامنے تھا وہ اُسکے لئے راستہ صاف کر دیتا تھا شامی اسکے سامنے سے ہٹ جاتے تھے اور کائی کی طرح پھٹ جاتے۔ یہ اپنی جماعت کو لیکر بڑہتا اور دشمن کی صفوں میں جا گھستا اور پھر واپس آکر اپنی فوج کے پیچھے اپنے مقام پر ٹھہر جاتا، جس شخص کو میدان جنگ سے رو گرداں دیکھتا اُسے اشارے سے باز رکھتا تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کرے اور صرف یہی خیال اُسے رہے۔

تھوڑی دیر تک ہم اسیطرح لڑتے رہے۔ میں نے عامر بن العمیثل لازدی کو دیکھا کہ رجز یہ شعر پڑہتا جاتا ہے اور تلوار مار رہا ہے، تھوڑی دیر تک ہم اُسی طرح اور شمشیر زنی کرتے رہے کہ اسکے بعد بنی ربیعہ کے سواروں کا گروہ پیچھے ہٹا۔ اور سچ بھی یہ ہے کہ میں نے کوفہ والوں کو اُس روز دیکھا کہ وہ نہ کچھ اُنسے زیادہ استقلال سے میدان میں جمے اور نہ لڑے، بنی ربیعہ کو واپس جاتے دیکھکر مفضل تلوار لیکر اُن کے سامنے آیا اور کہنے لگا اے بنی ربیعہ دوبارہ حملہ کرو، جوابی حملہ کرو، بخدا تم تو کبھی بھاگنے والے نہ تھے۔ نہ تم ذلیل و بزدل ہو اور نہ یہ تمھاری عادت ہے، تم عراقیوں کے سامنے آج یہ بُری مثال نہ پیش کرو، میں تم پر سے قربان ہو جاؤں، تھوڑی دیر استقلال دکھاؤ۔

غرض کہ اُس کے کہنے اور غیرت دلانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنی ربیعہ اُسکے گرد جمع ہو گئے اور پھر پلٹ کر اُسکے پاس آئے اور اب ہم سب جوابی حملہ کے لئے ایک جا جمع ہو گئے، مگر اتنے ہی میں کسی شخص نے آکر کہا کہ اب آپ کیا کرتے ہیں یزید، حبیب اور محمد سب کے سب مارے گئے اور عرصہ ہوا کہ ہماری فوج کو شکست ہو گئی اس خبر کو لوگوں نے ایک دوسرے سے بیان کیا، یہ سنتے ہی سب کے سب متفرق ہو گئے، اور مفضل نے بھی واسط کا راستہ لیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے مفضل سے زیادہ اپنے نفس کو جنگ کے خطرات میں ڈالنے والا زیادہ تلوار مارنے والا اور بہترین اسلوب پر فوج کا انتظام اور اسکی ترتیب دینے والا اور کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ میں خندق پر سے گزرا تو دیکھا کہ اُس پر ایک دیوار ہے اور اُس دیوار پر کچھ لوگ تیر انداز کھڑے ہیں چونکہ میں اُس دستہ فوج میں تھا جنکے گھوڑوں پر فولادی زرہین پڑی ہوئی تھیں اس لیے انھوں نے مجھ سے کہا کہ اے زرہ والے کہاں جاتے ہو؟ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ اُس وقت اِس فولادی جھول کا بوجھ سب سے زیادہ مجھ پر گراں گذر رہا تھا جیسے ہی میں اُن سے آگے نکل گیا۔ اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور اُس کے بوجھ کو ہلکا کرنیکے لیے اُس جھول کو اُتار ڈالا اب شامیوں نے آکر یزید کے لشکر گاہ پر حملہ کیا، یہاں ابو رویہ صاحب المرجیہ دن کے کچھ عرصہ تک اُن کی روک تھام کرتا رہا اُس طرح یزید کی فوج کا بیشتر حصہ لشکر گاہ سے صحیح وسلامت واپس جاسکا۔ البتہ تین سو قیدی شامیوں نے گرفتار کیے مسلمہ نے ان کو محمد بن عمرو بن الولید کے پاس بھیجدیا۔ محمد نے انھیں قید کردیا عُریان بن الھیثم محمد کا کوتوال تھا، یزید بن عبد الملک نے محمد بن عمرو کو لکھا کہ اِن قیدیوں کی گردن ماردو، اسپر محمد نے عریان سے کہا کہ انھیں بیس بیس اور تیس تیس کی تعداد میں جیل خانہ سے نکالو۔ اس حکم کے مطابق بنی تمیم کے تیس آدمی باہر نکلے اور کہنے لگے کہ چونکہ ہم نے میدان جنگ سے اور لوگوں کے ساتھ مُنہ پھیرا اور بھاگ گئے اس لیے ہم آپ کو خدا کا خوف دلاکر کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہمیں قتل کیجیے عریان نے کہا اچھی بات ہے، خدا کا نام لیکر انھیں کو سب سے پہلے باہر نکالو چنانچہ حسب الحکم یہ لوگ چبوترہ پر لائے گئے، عریان نے قاصد کے ذریعہ اُن کے قتل کے لیے نکالے جانے اور جو بات اُنھوں نے کہی تھی اوس کی اطلاع محمد بن عمرو کو کی محمد نے اُن کے قتل کا حکم بھیجدیا۔

ابو عبد اللہ زہیر کا آزاد غلام اپنا چشمدید واقعہ بیان کرتا ہے کہ قتل کے وقت یہ لوگ کہہ رہے تھے، افسوس ہم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ شکست کھاکر بھاگ گئے اور اُسی کی یہ سزا ہمیں مل رہی ہے۔ عریاں اُن کے

قتل سے فارغ ہوا تھا کہ محمد بن عمرو کا دوسرا امتناعی حکم پہنچا۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا، حاجب بن ذبیان متعلقہ قبیلہ بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم نے چند شعر کہکر اپنے دل کا بخار نکال لیا، خود عریان اُن کے قتل کے متعلق کہا کرتا تھا کہ میرا ارادہ اُن کے قتل کرنے کا نہ تھا مگر جب کہ خود انھوں نے کہا کہ ہمیں سے ابتدا کیجائے میں مجبور تھا کیا کرتا جب میں نے انھیں باہر نکالا تو میں نے اُن کی اطلاع اُس شخص کو دی جو اُنکے قتل پر مامور تھا اُن کی توجیہہ قابل پذیرائی نہیں ہوئی اور اُس نے اُن کے قتل کا حکم دیدیا اگر بجز اسیر ین کے بھی نہیں چاہتا تھا کہ اُن کی جگہ میری قوم کا ایک شخص بھی مارا جائے، اگر اسیر انھوں نے مجھے برا بھلا کہا تو مجھے اسکی کچھ پروا نہیں اور نہ میں اُسے کچھ اہمیت دیتا ہوں۔

اب مسلمہ نے حیرہ میں آکر قیام کیا، یہاں اُس کے پاس پچاس قیدی پیش ہوئے یہ قیدی اُن میں نہ تھے جنھیں اُس نے کوفہ بھیجدیا تھا بلکہ انھیں مسلمہ خود اپنے ساتھ لایا تھا، جب لوگوں نے دیکھا کہ مسلمہ ان سب کو قتل کرنا چاہتا ہے تو حصین بن حماد الکلبی نے اُس سے اِن تین شخصوں زیاد بن عبدالرحمن القشیری عتبہ بن مسلم اور اسمٰعیل بن عقیل بن مسعود کے آزاد غلام کی جاں بخشی چاہی، مسلمہ نے اُسکی درخواست کو منظور کر لیا اور اِن تینوں کو اُسکے حوالے کر دیا۔ اسی طرح مسلمہ کے اور دوستوں نے بقیہ قیدیوں کو مانگ لیا اور مسلمہ نے اُن سب کو معاف کر دیا۔

جب یزید کی ہزیمت خوردہ فوج واسط پہنچی تو معاویہ بن یزید بن المہلب نے اون بتیس ۳۲ آدمیوں کو جو اسکے پاس قید تھے قتل کر دیا۔ اِن لوگوں میں عدی بن ارطاۃ۔ محمد بن عدی بن ارطاۃ، مالک بن مسمع اور عبدالملک بن مسمع، عبداللہ بن عزرۃ البصری، عبداللہ بن وائل، اور ابن ابی حاضر التمیمی متعلقہ قبیلہ بنی اسید بن عمرو بن تمیم بھی تھے۔

جب معاویہ نے ان قیدیوں کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے باپ مارے گئے، مگر ہمارے قتل کرنے سے نہ دنیا میں تو تمھیں کوئی فائدہ نہ ہو گا بلکہ عقبیٰ میں تو اور نقصان ہو گا، مگر معاویہ نے

اُن کی ایک نہ سنی سب کو تہ تیغ کر ڈالا - البتہ ربیع بن زیاد بن الربیع بن انس بن الرمان کو چھوڑ دیا - اس پر لوگوں نے اُس سے کہا کہ شاید آپ انھیں بھول گئے، معاویہ نے کہا نہیں میں بھولا نہیں میں نے انھیں جان کر قتل نہیں کیا اس لئے کہ وہ میری قوم کے ایک معزز و مشہور سردار ہیں۔ نہ اب مجھے اُن کی دوستی پر شبہ ہے اور نہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ ہمارے مخالف ہو جائینگے۔

اس کارروائی کے بعد معاویہ تمام مال و نقدی کے ساتھ بصرہ آیا۔ مفضل بن المہلب بھی بصرہ آگیا، یہاں مہلب کے خاندان کے تمام لوگ جمع ہوئے، اور چونکہ انھیں یزید بن عبدالملک کی جانب سے خطرہ تھا کہ وہ اُن کے ساتھ برا سلوک کرے گا اس لیے اُنھوں نے سمندر کے سفر کے لئے جہاز مہیا کر لئے اور سفر کے تمام انتظامات مکمل کر لئے۔

یزید بن المہلب نے اپنے دور اقتدار میں وداع بن حمید الازدی کو شہر قندابیل کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا اور اُس سے یہ کہدیا تھا کہ میں اپنے دشمن مسلمہ کے مقابلہ پر جا رہا ہوں جب میرا، اوسکا سامنا ہو گا تو میں ہمیشہ کے لیے جنگ کا آخری تصفیہ کر کے ہی میدان سے ہٹوں گا۔ اگر مجھے فتح حاصل ہوئی تو تمھیں اور ترقی دونگا۔ اور اگر کوئی دوسری شکل ہوئی تو تم قندابیل میں رہنا تاکہ میرے اہل و عیال اور خاندان والے تمھارے پاس آجائیں اور یہاں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں تاکہ وہ اپنے لیئے امان حاصل کر سکیں۔ میں نے تمھیں اپنی قوم والوں میں سے اپنے خاندان کی حفاظت و جان نثاری کے لیے انتخاب کیا ہے اس لیے تمھیں چاہیئے کہ تم میری توقعات کو پورا کرو۔

اسکے علاوہ یزید نے اوس سے اس معاملہ کے لیئے سخت قسم بھی لی تھی کہ اگر میرے خاندان والوں کو کبھی اوسکے پاس آنے اور پناہ لینے کی ضرورت داعی ہوئی تو وہ اُن کے ساتھ خیر خواہی کرے گا۔

غرض کہ جب تمام بنی المہلب اس شکست کے بعد بصرہ میں جمع ہو گئے تو اونھوں نے اپنے تمام مال و متاع اور بال بچوں کو جہازوں میں سوار کیا اور سمندر میں روانہ ہوئے، اثنائے راہ میں ہرم بن القرار العبدی کے پاس جسے یزید نے

بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا پہنچے، اُس نے اُن سب کو یہ مشورہ دیا کہ آپ کی سلامتی اس میں ہے کہ جہازوں سے اُوتر کر خشکی پر قدم نہ رکھیئے گا کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ، بنی مروان کا تقرب حاصل کرنے کے لیئے آپ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ بدستور بحری سفر کرتے ہوئے مضافات کرمان پہنچے۔ وہاں اُنہوں نے جہازوں کو چھوڑا، اور اب اپنے مال و متاع اور اہل و عیال کو خشکی کے سفر کے لیئے سواری کے جانوروں پر سوار کیا۔

معاویہ بن یزید بن المہلب جب بصرہ آیا تو اُسکے ساتھ تمام نقد و جنس اور بیت المال ساتھ تھا اس سے گویا اُسکا یہ ارادہ تھا کہ وہ بھی اپنی تمام جماعت کا امیر ہو، اسباب کو محسوس کرکے مہلب کے تمام خاندان والے ایک جا جمع ہوئے اور سب نے مفضل سے کہا کہ آپ ہی ہم میں سب سے بڑے ہیں اور ہمارے سردار ہیں اور معاویہ سے کہا کہ تم اپنے خاندان کے اور نوجوانوں کی طرح ابھی بالکل نوجوان ہو اس خدمت کے اہل نہیں ہو۔

غرض کہ اب مفضل اُن کی ساری جماعت کا سردار تھا۔ اسی کی سرداری میں یہ سب لوگ کرمان پہنچے۔ کرمان میں اُن کی شکست خوردہ فوج کے اور بہت سے لوگ موجود تھے، وہ سب کے سب مفضل کے جھنڈے تلے آ گئے۔

دوسری جانب سے مسلمہ نے مدرک بن ضب الکلبی کو اُن کی تلاش اور مفرور دشمن کے تعاقب میں روانہ کیا مدرک نے مفضل کو مقام فارس میں جا لیا۔ مگر اس سے پہلے ہی اسکے علم کے نیچے بہت سی شکست خوردہ فوج جمع ہو چکی تھی، مدرک نے انکا تعاقب کیا اور ایک گھاٹی میں اُنھیں جا لیا۔ دشمن مدرک پر پلٹ پڑا۔ لڑائی چھیڑ دی اور نہایت سخت لڑائی اُس سے لڑا۔ مفضل کے ساتھ نعمان بن ابراہیم بن الاشتر النخعی محمد بن اسحق بن محمد بن الاشعث میدان میں کام آئے بادشاہ کوہستان کا بیٹا قید ہوا مفضل کی ایک لونڈی عالیہ بھی گرفتار ہوئی۔ عثمان بن اسحق بن محمد بن الاشعث شدید زخمی ہوا۔ مگر بھاگ کر حلوان پہنچا۔ وہاں کسی نے اسکی مخبری کر دی۔

قتل کیا گیا۔ اور اُس کا سر مسلمہ کے پاس حیرہ میں پیش کیا گیا۔
یزید کے ساتھیوں میں بعض لوگ واپس بھی چلے آئے، اُنھوں نے اماں مانگی اُنھیں امان دیدی گئی، اِن لوگوں میں مالک بن ابراہیم بن الاشتر، اور وردبن عبداللہ بن حبیب السعدی التیمی بھی تھے، ورد وہ شخص ہے جو عبدالرحمٰن بن محمدؒ کے ساتھ اُسکے تمام واقعات اور جنگوں میں شریک رہا تھا، محمدؒ بن عبداللہ بن عبدالملک بن مروان نے اپنے چچا مسلمہ سے اُس کی سفارش کی اور چونکہ محمدؒ مسلمہ کا داماد بھی تھا اس لیئے اُس نے اُسکی سفارش مان لی اور ورد کو امان دیدی۔ جب ورد اُس کے سامنے آیا تو مسلمہ نے اُسے اپنے سامنے کھڑا کر کے خوب گالیاں دیں اور لعن طعن کیا اور کہا کہ تو ہمیشہ سے فتنہ اور بغاوت میں شریک رہا ہے۔ کبھی تو کندہ کے جُلاہے کے ساتھ ہوتا کبھی تو ازد کے ملاح کا ساتھ دیتا ہے تو اس بات کا مستحق تو نہ تھا کہ تجھے امان دیجاتی پھر وہ چھوڑ دیا گیا۔
مالک بن ابراہیم بن الاشتر کی حسن بن عبدالرحمٰن بن شراحیل نے سفارش کی (شراحیل کو رستم الحضرمی کہتے تھے) جب مالک مسلمہ کے سامنے آیا اور اُس سے دو چار ہوا تو حسن نے کہا کہ یہ ہی مالک بن ابراہیم بن الاشتر ہے، مسلمہ نے اُس سے کہا کہ جاؤ تمھیں معاف کردیا۔ حسن نے مسلمہ سے پوچھا کہ آپ نے انھیں کیوں اوسی طرح برا بھلا نہیں کہا جیسا کہ اُسکے دوسرے ساتھی کو آپ کہہ چکے تھے، مسلمہ نے کہا کہ میں نے تم لوگوں کو اُن باتوں سے مستثنیٰ کردیا ہے۔ میں تمھاری دوسرے لوگوں سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہوں، اور تمھاری اطاعت وفاداری دوسروں سے بڑھ چڑھ کر رہی ہے، (حسن) نے کہا تو اسی وجہ سے تو ہم چاہتے ہیں کہ آپ اُنھیں لعن طعن کرتے، کیونکہ وہ اپنے باپ دادا کے اعتبار سے اشراف ہے اور شامیوں میں سے اُس نے وردبن عبداللہ سے کہیں زیادہ اعلیٰ خدمات انجام دی ہیں۔ اِس واقعہ کے کئی ماہ بعد حسن کہا کرتا تھا کہ مسلمہ نے محض حسد کی وجہ سے ہمارے قبیلہ کے ایک سردار کو یوں ہی چھوڑ دیا تاکہ ہمیں بتادے کہ اُسکی کوئی وقعت اُسکی نظروں میں نہ تھی جو اُسے

اپنا مخاطب بناتا۔ بنی المہلب اور اوس کے دوسرے شکست خوردہ ساتھی قندابیل پہنچے۔ مسلمہ نے مدرک بن ضب الکلبی کو واپس بلالیا اور ہلال بن احوز التمیمی متعلقہ قبیلۂ بنی مازن بن عمرو بن تمیم کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ ہلال نے قندابیل پر انھیں جالیا۔ مہلب کے خاندان والوں نے قندابیل میں داخل ہونا چاہا مگر وداع بن حمید نے انھیں شہر کے اندر نہ آنے دیا ہلال بن احوز نے وداع سے مراسلت کرکے اسے خفیہ طور پر اپنے ساتھ ملالیا، مگر وداع نے اب تک کوئی بات ایسی نہیں کی جس سے بنی المہلب یہ سمجھ جاتے کہ یہ ہم سے الگ ہوگیا ہے۔ مگر جب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا تب اون پر یہ راز آشکار ہوا کہ وداع دشمن سے ملگیا ہے، اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب حریفوں نے میدان جنگ میں صف بندی کی تو وداع تو میمنہ پر رہا اور عبدالملک بن ہلال میسرہ پر۔ یہ دونوں ازدی تھے، میدان میں مقابلہ ہوتے ہی ہلال بن احوز نے نشان امان بلند کردیا اسے دیکھتے ہی وداع بن حمید اور عبدالملک بن ہلال دونوں کے دونوں دشمن سے جاملے یہ دیکھکر اور لوگ بھی بنی المہلب کا ساتھ چھوڑکر چلتے بنے، مروان بن المہلب پر جب یہ بات ظاہر ہوئی تو اس نے عورتوں کی طرف پلٹنے کا ارادہ کیا مفضل نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں جاتے ہو، مروان نے کہا کہ میں اپنے حرم میں جاتا ہوں کہ انھیں قتل کردوں تاکہ ان فاسقوں کی اُنپر دسترس نہ ہوسکے، مفضل نے کہا نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم اپنی ہی بہنوں اور خاندان والیوں کو قتل کرنا چاہتے ہو، ایسا ہرگز مت کرو مجھے مطلقاً اس بات کا خوف نہیں ہے کہ وہ لوگ کوئی بات ہماری عورتوں کے خلاف شان کرینگے۔

غرض کہ مفضل نے مروان کو اس ارادہ سے باز رکھا، اب یہ سب کے سب تلواریں لیکر میدان جنگ میں دشمن کی طرف چلے اور لڑتے لڑتے سب کے سب مارے گئے، صرف ابوعیینہ بن المہلب، اور عثمان بن مفضل نے اپنی جانیں بچائیں۔ بھاگ کر خاقان اور رتبیل کے پاس پناہ لی۔ ہلال نے انکی عورتوں اور بچوں کو مسلمہ کے پاس حیرہ میں بھیجدیا نیز ان کے سر بھی مسلمہ کے پاس

بھیجدئے، مسلمہ نے اُن سروں کو یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجا اور یزید نے انہیں عباس بن ولید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ عباس اسوقت حلب کا گورنر تھا۔ جب یہ تمام سر شہر کے بڑے دروازہ پر نصب کردئے گئے تو عباس اُن کے دیکھنے کے لئے اپنے حشم وخدم کے ساتھ نکلا۔ ایک ایک سر کو دیکھتا اور اپنے ہمراہیوں سے کہتا کہ یہ عبدالملک کا سر ہے اور یہ مفضل کا ہے ایسے دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔

خاندان مہلب کی عورتیں اور بچے سرکاری بھنڈار خانہ میں مقیم تھے، مسلمہ نے قسم کھا کر کہا کہ میں انھیں بیچڈالوں گا اسپر جراح بن عبداللہ نے کہا کہ لائیے میں آپ کی قسم کو پورا کرنے کے لئے انھیں خریدے لیتا ہوں چنانچہ ایک لاکھ پر انھیں خرید لیا مسلمہ نے رقم کا مطالبہ کیا۔ جراح نے کہا کہ جب چاہے لے لیجیگا، مگر مسلمہ نے اُس سے کچھ نہ لیا۔ اُن سکو چھوڑ دیا۔ البتہ نو بالکل نوجوان لڑکے تھے انھیں یزید بن عبدالملک کے پاس بھیجدیا۔ جرّاح انھیں لیکر یزید کے پاس آیا۔ یزید نے انھیں قتل کرادیا۔

جب مسلمہ یزید بن المہلب کے قضیہ سے فارغ ہوگیا تو یزید نے اسی سال میں کوفہ، بصرہ اور نیز خراسان کا گورنر جنرل مسلمہ ہی کو بنادیا۔ اس عہدہ پر فائز ہونے کے بعد مسلمہ نے ذوالشامہ محمد بن عمرو بن الولید بن عقبہ بن ابی معیط کو کوفہ کا والی مقرر کیا۔

بصرہ کی کیفیت یہ ہوئی کہ جب مہلب کے خاندان والے بصرہ چھوڑکر چلے گئے تو شبیب بن حارث التمیمی نے بصرہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا مگر جب بصرہ بھی مسلمہ کے تحت آگیا تو مسلمہ نے عبدالرحمن بن سلیم الکلبی کو اسکا عامل مقرر کرکے بھیجا اور عمرو بن یزید التمیمی کو بصرہ کا کوتوال مقرر کیا، عبدالرحمن بن سلیم نے ارادہ کیا کہ تمام بصرہ والوں کو سامنے بلاکر انھیں ڈانٹے، اور برا بھلا کہے، اُس نے اپنا یہ خیال عمرو بن یزید سے ظاہر کیا، عمرو نے اسکی مخالفت کی اور کہا کہ مقام کوفہ میں ابھی ایک قلعہ فتح ہونا باقی ہے جسکی تمھیں ضرورت ہے اس لئے بخدا اگر تم نے ایسا کیا اور بصرہ والوں نے صرف پتھروں

ہی سے تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو مارا تو وہ تم سب کو ہلاک کر ڈالینگے، اگر یہ کرنا ہی ہے تو ذرا دس دن خاموش بیٹھے رہو، اس اثنا میں میں ضروری انتظام کیے لیتا ہوں۔

مگر اسکے ساتھ عمرو نے ایک قاصد کے ہاتھ اس واقعہ کی مسلمہ کو خبر کردی۔ مسلمہ نے عبدالرحمن کی جگہ عبدالملک بن بشر بن مروان کو بصرہ کا والی مقرر کرکے بھیجدیا۔ مگر عمرو کو بدستور اُسکی خدمت پر بحال رکھا۔

اسی سنہ میں مسلمہ نے سعید بن عبدالعزیز بن الحارث بن الحکم بن ابی العاص جسے سعید خُذینہ کہا جاتا تھا خراسان بھیجا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک نہایت ہی نازک اندام نرم دل نازونعم میں پرورش یافتہ شخص تھا۔ ایک بختی، اونٹنی پر سوار ہوکر خراسان آیا۔ کمر کے پٹکہ میں ایک چھری لگی ہوئی تھی ملک الغبر اُس سے ملنے گیا تو اُس وقت سعید پر تکلف رنگیں لباس پہنے بیٹھا تھا اُس کے گرد رنگین گاؤ تکیئے رکھے تھے، ملک الغبر جب اُس سے ملاقات کرکے واپس نکلا تو لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ تم نے امیر کو کیسا پایا تو جواب میں اُس نے کہا کہ وہ خذینیہ ہے اور اُسکے زلف سکینیہ ہے۔

(خذینہ اصل میں وہ دیوی ہے جو خاندان کی سرپرست اور مالک ہوتی ہے)

سعید کے خراسان کا والی مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ سعید مسلمہ کا داماد تھا، مسلمہ کی ایک بیٹی سعید سے منسوب تھی۔

سعید کی ولایت کے واقعات

جب مسلمہ نے سعید خذینہ کو خراسان کا والی مقرر کیا تو اُس نے اپنی روانگی سے پہلے سورۃ بن الحر الدارمی کو خراسان بھیجدیا ارباب سیر کے بیان کے مطابق سورۃ سعید کے آنے سے ایک ماہ پہلے خراسان پہنچا، سورۃ نے شعبہ بن ظہیر النہشلی کو سمرقند کا عامل مقرر کرکے بھیجا، اپنے، خاندان کے پچیس آدمیوں کو لیکر شعبہ سمرقند روانہ ہوا۔ آمل کے راستہ سے بخارا آیا۔ یہاں سے دوسو آدمی اُسکے ساتھ ہو گئے، سُغد پہنچا۔ سُغد کے باشندوں نے عبدالرحمن

بن نعیم الغامدی کے دورِ ولایت میں بغاوت کردی تھی؛
عبدالرحمن اٹھارہ ماہ سغد کا والی رہا، بعد میں باشندگان سغد نے اطاعت قبول کرلی اور فرمان بردار ہوگئے تھے؛
شعبہ نے اہل سغد کو مخاطب کرکے ایک تقریر کی جس میں سغد کے عرب باشندوں کو خوب لعنت ملامت کی، انھیں بزدل ٹھہرایا اور کہا کہ میں نے تم میں کسی شخص کو مجروح نہیں دیکھا اور نہ کسی کے منہ سے کراہنے کی آواز سنتا ہوں، عربوں نے اُس کے سامنے معذرت کی اور کہا کہ ہمیں ہمارے فوجی گورنر علباء بن حبیب العبدی نے بزدل بنا دیا!
جب سعید خراسان آیا تو اُس نے عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری کے اُن تمام عمّال کو جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد خلافت میں مقرر کئے گئے تھے گرفتار کرکے قید کردیا۔ عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے اُن کی سفارش کی، سعید نے اُن سے کہا کہ مجھ سے شکایت کی گئی ہے کہ اُن کے پاس خراج کا روپیہ ہے، عبدالرحمن نے کہا کہ میں اُس روپیہ کی ضمانت کرتا ہوں اور اُن کی طرف سے سات لاکھ درہم کی ضمانت کرلی۔ مگر سعید نے اس رقم کا پھر کوئی مطالبہ نہیں کیا۔
علی بن محمدؒ کے بیان کے مطابق سعید سے شکایت کی گئی کہ جہم بن زحر الجعفیؒ عبدالعزیز بن عمرو بن الحجاج الزبیدی منتجع بن عبدالرحمن الازدی اور القعقاع الازدی نے جو یزید بن المہلب کے مقرر کردہ عمّال تھے اِن میں کچھ اور بھی تھے اسطرح یہ کل آٹھ آدمی تھے مسلمانوں کی مالگزاری کے روپیہ سے کچھ روپیہ خورد برد کیا ہے۔ سعید نے اُن سب کو بلا بھیجا اور قھندزمرو میں قید کردیا؛
سعید سے کہا گیا کہ جب تک اُن لوگوں پر سختی نہ کیجائیگی یہ روپیہ نہ دینگے، سعید نے جہم کو بلوایا۔ لوگ اُسے ایک گدھے پر سوار کرکے قھندزمرو سے لائے، جب اُسے فیض بن عمران کے پاس لے گئے تو فیض اُسکے پاس گیا اور ناک پر ایک مُکا رسید کیا، اسپر جہم نے کہا اے فاسق تو نے

یہ کیوں کیا۔ اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب ایک مرتبہ شراب کے نشہ کی حالت میں لوگ تجھے میرے پاس لائے تھے تو میں نے تجھ پر حد جاری کی تھی، سعید یہ بات سنکر بہت برہم ہوا اور اس نے دوسو کوڑے جہم کے مارے، جسوقت جہم پٹ رہا تھا تو بازار والوں نے تکبیر کہی۔

سعید نے جہم اور اُن آٹھ آدمیوں کے قتل کا حکم دیدیا جو قید تھے یہ سب ورقا بن نصر الباہلی کے حوالے کر دیئے گئے مگر پھر ورقا نے اُنکی سفارش کی اور اُن کو معافی دلوادی۔ (دوسری روایت) مگر عبد الحمید بن ثار یا عبد الملک بن وثار اور زبیر بن نشیط باہلہ کے آزاد غلام نے جو کہ اس سعید خذنیہ کی ماں کا شوہر تھا سعید سے کہا کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے سپرد کر دیجیے، سعید نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اِن لوگوں نے جہم۔ عبد العزیز بن عمرو اور منجع کو طرح طرح کی تکلیفیں دیکر مار ڈالا۔ اور قعقاع اور دوسرے لوگوں کو بھی اسقدر اذیتیں پہنچائیں کہ وہ بھی ہلاکت کے قریب پہنچ گئے۔

یہ لوگ اسی طرح جیل میں پڑے سڑتے رہے البتہ جب ترکوں اور اہل سغد سے جہاد شروع ہوا تو اُن لوگوں میں سے جو باقی بچے تھے سعید نے اُنکی رہائی کا حکم دیا۔ سعید کہا کرتا تھا کہ خدا زبیر کا بُرا کرے کہ اُس نے جہم کو مار ڈالا۔

اس سنہ میں مسلمانوں نے اہل سغد اور ترکوں سے جہاد کیا اور اسی جنگ کے دوران میں قصر الباہلی کا مشہور واقعہ پیش آیا۔

نیز اسی سنہ میں سعید نے شعبہ بن ظہیر عامل سمرقند کو موقوف کر دیا۔

شعبہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

جب سعید خراسان آیا تو اُس نے وہاں کے چند مقامی روسا کو بلایا اور مشورہ کیا کہ کن شخصوں کو ضلع پر بھیجا جائے، اس جماعت نے چند عربوں کے نام پیش کیئے، سعید نے انھیں لوگوں کو مامور کر دیا مگر جب اُن نو مامور لوگوں کی شکایتیں اُن کے پاس پہنچیں تو سعید نے ایک دن اُن لوگوں سے جو اُسکے دربار میں اُس روز آئے تھے کہا کہ جب میں اس شہر میں آیا تھا۔ یہاں کے

لوگوں سے ناواقف تھا، میں نے لوگوں سے مشورہ لیا۔ اور جب انھوں نے چند نام میرے سامنے پیش کیے تو میں نے اُن کے تفصیلی حالات اُن سے دریافت کیے، اور اُن کی تعریف کی گئی، اسی بنا پر میں نے اُنھیں مختلف مقامات کا عامل مقرر کردیا۔ اب میں سختی سے تم سے جواب طلب کرتا ہوں کہ تم نے کیوں مجھے میرے عمّال کی حالت سے آگاہ نہیں کیا، اس پر تمام لوگوں نے ان کی تعریف کی اس پر عبدالرحمن بن عبداللہ القشیری نے کہا کہ اگر آپ حکمانہ طریقہ پر ہم سے نہ پوچھتے تو میں خاموش رہتا مگر اب اس صورت میں تو میں یہ عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آپ نے صرف مشرکین سے مشورہ کیا تھا اور انھوں نے صرف ایسے لوگوں کے نام لیے جو اُن کے مخالف نہ تھے یا جنکی مخالفت کا انھیں اندیشہ نہ تھا بس ہم تو اُن کے متعلق صرف اتنا ہی جانتے ہیں، سعید نے تکیہ کا سہارا لیا پھر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا، خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین

(ترجمہ) (عفو اختیار کرو، نیک کام کا حکم دو، اور جاہلوں سے اعراض کرو)۔

اچھا جاؤ، دربار برخواست۔

سعید نے شعبہ کو سمرقند کی عاملی سے موقوف کردیا۔ اسکی جگہ عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر کو سپہ سالار اور سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو تحصیلدار مقرر کردیا۔ نیز معقل بن عروۃ القشیری کو ہرات کا عامل مقرر کیا اور معقل اپنے مستقر کو روانہ ہو گیا۔

لوگ سعید کی کچھ زیادہ پروانہ کرتے تھے اسکو کمزور سمجھنے لگے تھے اور خذینہ کہا کرتے تھے اسی بنا پر ترکوں کو بھی ہمت ہوئی کہ اسکا مقابلہ کریں۔ خاقان نے ترکوں کی ایک بڑی فوج جمع کرکے سغد بھیجدی کورصول ترکوں کا سپہ سالار تھا، ترک بڑھتے ہوئے قصر الباہلی پر آدھمکے۔

مگر بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ اُس علاقہ کے ایک بڑے زمیندار نے بنی باہلہ کی ایک عورت سے جو اِس قلعہ میں تھی شادی کرنا چاہی ایک قاصد کے ذریعہ سے اُس عورت کے پاس پیام شادی بھیجا۔ مگر اُس عورت نے انکار کردیا اس پر زمیندار بہت برہم ہوا اور یہ امید لگائی کہ قلعہ کے اندر جسقدر

آدمی ہیں سب کو گرفتار کرلے اسطرح وہ عورت بھی اُسکے ہاتھ آجائے گی۔
کورصول نے اگر قلعہ کا محاصرہ کرلیا، قلعہ میں ایک سو خاندان والے مع اپنے اہل و عیال کے مقیم تھے اور عثمان بن عبداللہ اسوقت سمرقند کا عامل تھا، محصورین نے اس ڈر سے کہ ممکن ہے کہ ہمیں مدد دینے والی فوج کے آنے میں تاخیر ہو جائے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر ترکوں سے صلح کرلی اور اپنے سترہ آدمی بطور یرغمال ترکوں کے حوالے کردئے۔

دوسری طرف عثمان بن عبداللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے لوگوں میں منادی کردی، مسیب بن بشر الریاحی اور ان کے ساتھ تمام قبائل کے چار ہزار بہادر اس مہم کے لئے تیار ہوگئے، اس پر شعبہ بن ظہیر نے کہا کہ اگر یہاں خراسان کے سوار ہوئے تو وہ اپنے مقصد کو، حاصل نہ کرسکینگے۔

بنی تمیم میں سے جو لوگ اس مہم پر جانے کے لئے آمادہ ہوئے اُنمیں شعبہ بن ظہیر النہشلی، بلعاء بن مجاہد العنزی عمیرہ بن ربیعہ (متعلقہ قبیلہ بنی العجیف اور یہی عمیرۃ الشرید ہے) غالب بن المہاجر الطائی، (یہ ہی ابو العباس الطوسی ہے) ابو سعید معاویہ بن الحجاج الطائی، ثابت قطنہ، ابو المہاجر بن دارۃ القطعانی، جلیس الشیبانی حجاج بن عمرو الطائی، حسان بن معدان الطائی اشعث ابو حمامۃ الطائی اور عمرو بن حسان الطائی قابل ذکر ہیں۔

جب سب لوگ فوجی میدان میں روانگی کے لئے تیار ہوگئے تو مسیب نے فوج کے سامنے ایک تقریر کی جس میں اُس نے کہا کہ تم لوگ خوب سمجھ لو کہ تم ترکوں اور خاقان وغیرہ کے بہترین سواروں پر پیش قدمی کررہے ہو اگر تم نے مقابلہ میں صبر و استقلال سے کام لیا تو اُسکے معاوضہ میں جنت ملیگی۔ اور اگر بھاگے تو جہنم، اس لئے جس شخص کا ارادہ جہاد اور جہاد میں صبر و استقلال ظاہر کرنے کا ہو صرف وہ ہمارے ساتھ چلے، اس تقریر کو سنکر تیرہ سو آدمی واپس پلٹ گئے اور اب مسیب باقی ماندہ فوج کے ساتھ آگے بڑھا ایک فرسخ مسافت طے کرنے کے بعد اُس نے پھر وہی تقریر کی جو پہلے کرچکا تھا، اس مرتبہ اور ایک ہزار آدمی واپس چلے گئے، اس مقام سے ایک فرسخ آگے

بڑھکر پھر اُس نے وہی تقریر کی اور اس مرتبہ ایک ہزار اور کم ہو گئے، غرض کہ اب یہاں سے بھی آگے بڑھا۔ اشہب بن عبید الحنظلی اس مہم میں رہبر تھا بڑھتے بڑھتے جب مسیب ترکوں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہگیا تو آقی کا رئیس اُس کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس علاقہ کے تمام رؤسا نے سوائے میرے، ترکوں کی اطاعت کا حلف اُٹھالیا ہے میرے ساتھ یہ تین سو جنگجو ہیں جو آپ کے جلو میں مرنے مارنے کے لئے تیار ہیں، علاوہ بریں مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محصورین قلعہ نے ترکوں سے چالیس ہزار درہم کے وعدہ پر صلح کر لی ہے اور ضمانت کے طور پر اپنے سترہ آدمی اُن کے حوالے کئے ہیں اس لئے جب ترکوں کو یہ علم ہوگا کہ آپ اُن کی امداد ہی کے لئے آئے ہیں وہ فوراً اُن سترہ آدمیوں کو قتل کر ڈالینگے۔

اِن سترہ آدمیوں میں جو ترکوں کے ہاتھ میں بطور ضمانت اسیر تھے نہشل بن یزید الباہلی بھی تھا، یہ بچ کر بھاگ آیا اور مارا نہیں گیا۔ اور نیز اشہب بن عبید اللہ الحنظلی بھی تھا، اور قرار داد یہ بھی کہ یا تو کل لڑو اور یا قلعہ کا دروازہ کھولدو۔

مسیب نے دو آدمیوں کو جنمیں ایک عرب اور ایک عجمی تھا اُسی رات گھوڑوں پر سوار کر کے روانہ کیا اور اُن سے کہا کہ دشمن کے قریب پہنچکر اپنے گھوڑوں کو کسی درخت سے باندھ دینا اور اُن کی حالت کی خبر لگانا، یہ دونوں شخص تاریک رات میں اپنے کام پر روانہ ہوئے، ترکوں نے قلعہ کے اطراف پانی بہادیا تھا اور اس لئے کوئی شخص قلعہ کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ بہر حال یہ دونوں قلعہ کے قریب پہنچے پہرہ والے نے انھیں ٹوکا، انھوں نے اُسے چلانے سے منع کیا اور کہا کہ عبد الملک بن وثار کو ہمارے پاس بلا لاؤ پہرہ والا عبد الملک کو بُلا لایا۔ اُن دونوں نے اُس سے کہا کہ ہمیں مسیب نے بھیجا ہے، اور آپ کے لئے کمک آگئی ہے، عبد الملک نے پوچھا کہ مسیب کہاں ہیں اُن دونوں نے کہا کہ یہاں سے دو فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہیں، کیا آپ یہ کر سکتے ہیں کہ آج رات اور کل کا دن کسی طرح دشمن کو روکے رکھیں۔ عبد الملک نے کہا کہ ہم نے تو اس بات کا اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اپنے سامنے ہی اپنی عورتوں کو ہلاک کردیں تاکہ کل ہم سب کٹ

ہی اس دنیائے فانی سے رحلت کر جائیں، وہ دونوں شخص پلٹ آئے، مسیب سے سارا ماجرا بیان کیا، یہ سنکر مسیب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تو کل دشمن پر حملہ کروں گا جسکا جی چاہے میرے ساتھ چلے، مگر کسی شخص نے اس موقعہ پر اسکا ساتھ نہیں چھوڑا اور سب نے آخر دم تک لڑنے کے لیئے اُس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اب مسیب روانہ ہوا۔ اس اثنا میں شہر کی حفاظت کے لیئے اُس کے چاروں طرف جو پانی چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ اور بھی چڑھ گیا تھا۔ جب مسیب دشمن سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر رہگیا گھوڑے سے اوتر پڑا شب خون مارنے کا تہیہ کر لیا اور رات ہونے کے ساتھ ہی اپنے ساتھیوں کو تیاری کا حکم دیا۔ سب کے سب گھوڑوں پر جم گئے، مسیب بھی سوار ہوا، اپنے ساتھیوں کو صبر و استقامت پر ابھارتا رہا اور کہنے لگا کہ جسطرح اشراف، وجوانمرد ایسے نازک موقعہ پر صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں، اسی طرح تم بھی رہنا۔ اور ایسے ہی لوگوں کو فتح کی صورت میں اخلاقی اور مالی دونوں فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

مسیب نے انھیں حکم دیا کہ گھوڑوں کے توبرے چڑھا دو اور آگے سے اون کی لگام پکڑ کر چلو پھر جب دشمن کے بالکل قریب پہنچ جاؤ فوراً گھوڑوں پر سوار ہو جانا، اور انتہائی شجاعت اور عزم سے، حملہ کرنا تکبیر کہتے جانا اور یا محمد، نعرۂ جنگ بلند کرنا۔ اور کبھی پیٹھ موڑنے والے کی تقلید نہ کرنا، دشمن کے جس قدر جانور ملیں سب کو تہ تیغ کر ڈالنا۔ کیونکہ جانوروں کے ہلاک کا نقصان تمھارے مقابلہ میں انھیں زیادہ محسوس ہوگا ایک چھوٹی ثابت قدم جماعت ایک بڑی بزدل جماعت سے زیادہ اچھی ہے اور تم تو کچھ ایسے تھوڑے بھی نہیں ہو کیونکہ سات سو تلواریں جس لشکر پر پڑیں، اُسی کا تمام کس بل نکال دیں۔ اگرچہ اُس لشکر کی تعداد کچھ ہی کیوں نہو۔

اس تقریر کے بعد مسیب نے انھیں باقاعدہ طریقہ جنگ پر تقسیم کیا، کثیر الدوسی کو میمنہ حوالے کیا بنی ربیعہ کے ایک شخص کو جسکا نام ثابت قدانہ تھا۔ میسرہ کا سردار بنایا۔ اور اب اس ترتیب سے یہ جماعت دشمن کی طرف بڑھی۔

صبح نمودار ہو چلی تھی کہ یہ جماعت دشمن سے دو سو گز کے فاصلہ پر پہنچ گئی، اور ایک دم تکبیر کی آوازہ سے ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ ترک سراسیمگی کی حالت میں اٹھے مگر اس وقت تک تو مسلمان اُن کے پڑاؤ میں جا گھسے تھے مسلمانوں نے اُنکے جانوروں کو ذبح کر ڈالا مگر ترکوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے مسلمانوں کا مقابلہ کیا بلکہ مسلمانوں کی ترتیب جاتی رہی اور وہ شکست کھاکر مسیب کی طرف پلٹے ترک بھی برابر تعاقب میں بڑھتے چلے آئے اور اُنھوں نے مسیب کی سواری کے جانور کے پچھلے حصّہ پر تلوار کا وار کیا اس نازک موقع پر مسلمانوں میں سے بختری ابو عبداللہ المرائی۔ محمدؐ بن قیس الغنوی۔ (یا محمدؐ بن قیس العنبری) زیاد الاصبهانی معاویہ بن الحجاج اور ثابت قطنہ گھوڑوں سے اُتر کر دشمن سے دست و گریباں ہو گئے لڑتے لڑتے بختری کا دایاں ہاتھ کٹ گیا اُنھوں نے بائیں ہاتھ میں تلوار لے لی اور اسی سے لڑتے رہے وہ بھی کٹ گیا، تو اپنے دونوں مقطوع ہاتھوں ہی سے بچاؤ کرتے رہے آخر کار اسی طرح شہید ہوئے محمدؐ بن قیس العنبری یا غنوی اور شبیب بن الحجاج الطائی بھی شہید ہوئے مگر یہ مشرک شکست کھاکر پیچھے ہٹے، ثابت قطنہ نے ترکوں کے ایک بڑے سردار کو قتل کیا، مسیب نے یہ منادی کردی کہ مسلمان مشرکین کا تعاقب نہ کریں کیونکہ کفار کو رعب کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ آیا ہم اُن کا تعاقب کریں گے یا نہیں۔ قلعہ کا رخ کرو، سوائے نقدی کے کوئی اور چیز اپنے ساتھ نہ اُٹھاؤ۔ اور جو شخص پیدل چل سکتا ہے اُسے سواری پر سوار مت کرو مسیب نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص حسبۃً للہ کسی عورت۔ بچے یا ضعیف العمر کو سوار کرائیگا اُسکا اجر خدا دیگا۔ اور جس کسی نے انکار کیا اُسے چالیس درہم دیئے جائینگے، اگر قلعہ میں کوئی ایسا شخص ہو جسکی حفاظت جان کا مسلمانوں نے ذمہ لیا ہو تو اُسے بھی سوار کرالیا جائے غرض کہ مسلمان قلعہ میں جا گھسے، اور جسقدر آدمی اُس میں تھے سبکو سوار کرالیا۔

بنی فقیم کا ایک شہسوار ایک عورت کے قریب پہنچا۔ اُس عورت نے اُس سے مدد مانگی، شہسوار ٹھہر گیا، اور کہا کہ میرے گھوڑے کے پچھلے حصّہ پر

آجاؤ یہ تمہارے لئے موجود ہے، وہ عورت ایک ہی چھلانگ میں گھوڑے کی پشت پر آبیٹھی، معلوم ہوا کہ یہ تو اُس مرد سے بھی اچھی شہسوار ہے شہسوار نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس عورت کے ایک ننھے بچے کو بھی اُٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔

دوسری طرف ترک پسپا ہو کر خاقان کے پاس پہنچے۔ خاقان نے اُنھیں اپنے قلعہ میں فروکش کیا کھانا کھلایا اور کہا کہ تم سمرقند چلے جاؤ، مسلمان تمہارا تعاقب نہ کریں گے، چنانچہ ترک سمرقند چلے گئے۔

اس طرف مسیب نے دریافت کیا کہ قلعہ میں کوئی شخص باقی تو نہیں رہا لوگوں نے ہلال الحریری کا نام لیا، مسیب نے کہا کہ میں تو اُنھیں نہ چھوڑوں گا، چنانچہ خود مسیب اُس کے پاس آیا دیکھا کہ کچھ اُوپر تیس زخم اُنھیں آئے ہیں، مسیب نے انھیں سوار کرلیا، ہلال ان زخموں سے اچھا ہوگیا، البتہ اُسکے بعد جنید کے ساتھ جنگ شعب میں مارا گیا۔

دوسرے دن ترکوں نے واپس آکر دیکھا تو قلعہ میں کسی کو بھی نہ پایا اور اپنے مقتولین کو دیکھکر کہنے لگے کہ جو لوگ آئے تھے وہ انسان نہ تھے۔

اس رات کی جنگ میں ابو سعید معاویہ بن الحجاج الطائی کی ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بھی لنجا ہوگیا بعد میں سعید کی جانب سے کسی مقام کے حاکم بھی مقرر کیے گئے تھے، مگر انپر کچھ سرکاری مطالبہ نکلا جسکے مواخذہ میں گرفتار کیے گئے، اور سعید نے انھیں شداد بن خلید الباہلی کے سپرد کیا کہ وہ حساب فہمی کر کے واجب الادا وصول کرلیں۔

شداد نے انپر طرح طرح کی سختیاں شروع کیں، اُنھوں نے بنی قیس کو مخاطب کر کے کہا کہ سنو میں قصر الباہلی کی جنگ میں شریک ہوا۔ میری گرفت شدید اور میری نظر بہت تیز تھی، اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک آنکھ جاتی رہی اور ایک ہاتھ بیکار ہوگیا، دوسرے نبرد آزماؤں کے ساتھ میں نے بھی داد مردانگی دی اور بنی باہلہ کو ایسے خطرہ سے نکال لیا کہ وہ اُسکے قریب پہنچ گئے تھے کہ قتل کئے جاتے قید کئے جاتے اور لونڈی غلام بنا لئے جاتے، مگر دیکھو کہ

تمھارا یہ ایک بھائی میرے ساتھ اس قسم کی بدسلوکی کر رہا ہے، اُس سے میرا پیچھا چھڑاؤ، چنانچہ شداد نے انھیں پھر چھوڑ دیا۔
ایک وہ شخص جو اُس رات خود قلعہ کے اندر تھا بیان کرتا ہے کہ جب فریقین کا مقابلہ ہوا تو لوگوں کی آواز ہتھیاروں کی کھٹا کھٹ اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے ہم سمجھے کہ قیامت برپا ہو گئی۔
اسی سنہ میں سعید خذینہ نے دریائے بلخ کو عبور کر کے سغد پر اس لئے جہاد کیا کہ اہل سغد نے خلاف معاہدہ مسلمانوں کے مقابلہ میں ترکوں کو امداد دی تھی۔

اس جہاد کے واقعات کا تذکرہ

اس مہم کی وجہ جیسا کہ بیان کی گئی ہے یہ تھی کہ ترک سغد کی طرف پلٹے، لوگوں نے سعید سے کہا کہ تم نے جہاد ترک کر رکھا ہے اور ترکوں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اہل سغد بھی باغی ہو گئے ہیں اس بنا پر سعید نے دریا کو عبور کر کے سغد کا قصد کیا، ترکوں اور اہل سغد کی ایک جماعت سے سعید کا مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا۔
سعید نے حکم دیا کہ تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے، تم نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا ہے کیا اب تم چاہتے ہو کہ انھیں بالکل نیست و نابود کر دو، اے عراقیو تم نے بارہا خلفاء سے جنگ کی مگر کیا انھوں نے تمھیں ملیا میٹ کر دیا؟
مسلمان آگے بڑھکر ایک ندی پر پہنچے جو اہل سغد اور مرج کے درمیان تھی، یہاں عبدالرحمن بن صبح نے کہا کہ ڈھالوں والے اور پیدل اُسے عبور نہ کریں اُن کے علاوہ اور فوج اُسے عبور کرے، حسب الحکم فوج نے اس ندی کو عبور کیا مگر ترکوں نے بھی انھیں دیکھ لیا تھا، اور اسی لئے وہ کمین گاہ میں چھپ کر بیٹھ رہے، مسلمانوں کا رسالہ اُن سے دوچار ہوا، جنگ ہوئی۔ ترک پیچھے ہٹے، مسلمان اُن کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے، جب کمین گاہ سے آگے نکل گئے تو پیچھے سے اور کفار نکل پڑے اور مسلمانوں کو پسپا ہو کر پھر اُسی ندی کے کنارے آنا پڑا۔

اس نازک موقع پر عبدالرحمٰن بن صبیح نے مسلمانوں سے کہا کہ آگے بڑھکر انکا مقابلہ کرو اور ابھی دریا کو عبور نہ کرو کیونکہ اگر اسی حالت میں تم نے دریا عبور کیا تو وہ تمھیں تباہ کر ڈالینگے، اس حکم کا یہ اثر ہوا کہ مسلمانوں نے ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کیا ترک اُن سے ہٹ کر چلے گئے، اور پھر انھوں نے مسلمانوں کا پیچھا نہیں کیا۔

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اُس روز شعبہ بن ظہیر اور اسکے ساتھی شہید ہوئے، مگر بعض دوسرے ارباب سیر نے یہ بیان کیا ہے کہ اُس روز تو ترک جنکے ساتھ اہل سغد کی ایک جماعت تھی شکست کھاکر پیچھے ہٹ گئے۔
دوسرے دن مسلمانوں کا طلایہ جس میں بنی تمیم تھے گرداوری کے لئے نکلا۔ اُنکی بے خبری کی حالت میں ترکوں نے ایک جھاڑی سے نکلکر بنی تمیم کو آلیا بنی تمیم کے رسالہ کا سردار شعبہ بن ظہیر تھا، شعبہ ترکوں سے مقابل ہوا۔ مگر قبل اسکے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکے ترکوں نے اُسے شہید کر ڈالا۔

اس جھڑپ میں ایک اور عرب شہید ہوا۔ اُسکی ایک لونڈی نے جس نے مہندی لگا رکھی تھی بین بکا شروع کیا کہ میں کب تک تیرے لئے مہندی لگاؤں حالانکہ اب تو تو خون میں رنگین ہے، اسی طرح اُس نے اور بہت سے دردانگیز جملے کہے کہ سارے لشکر سے اشکو نکا خراج وصول کیا، پچاس آدمی اس موقع پر کام آئے، مسلمانوں کے طلایہ کو شکست ہوئی اور اصل فوج کو صحیح واقعہ کی اطلاع ہوئی۔

عبدالرحمٰن بن المہلب العدوی بیان کرتا ہے کہ خبر ملنے کے بعد سب سے پہلے میں اُن لوگوں کے پاس پہنچا۔ میں اُسوقت ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا، مقام جنگ میں پہنچکر میں نے عبداللہ بن زہیر کو ایک چھوٹے درخت کے پہلو میں پڑا پایا۔ اس کے جسم پر اس قدر تیر لگے تھے کہ وہ سیہ معلوم ہوتے تھے۔ اور روح پرواز کر چکی تھی خلیل بن اوس العبشمی متعلقہ قبیلہ بنی ظالم جو ایک نوجوان شخص تھا گھوڑے پر سوار میدان کارزار میں پہنچا۔ اور اُس نے بنی تمیم کو للکارا کہ میں خلیل ہوں میری طرف آؤ، کچھ لوگ اُسکے پاس آگئے، انھیں لیکر وہ دشمن پر حملہ آور ہوا اور اسے اپنے لوگوں کی طرف

بڑھنے سے روکدیا۔ اتنے میں خود امیر اور پوری فوج آپہنچی اور دشمن نے شکست کھاکر راہِ فرار اختیار کی۔ اُسی روز سے خلیل بنی تمیم کے رسالہ کا سردار ہو گیا، اُس کے بعد نصر بن سیار سردار ہوا۔ اسکے بعد بنی تمیم کی سرداری پھر خلیل کے بھائی حکم بن اوس کو ملی۔ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی جنگ کے دوران میں سورہ بن الحر نے حیان سے کہا کہ اے حیان واپس چلو۔ حیان نے کہا کہ یہ خدا کی راہ کی بازی ہے کیا میں اِسے چھوڑ دوں اور واپس چلا جاؤں سورہ نے کہا اے نبطی، حیان نے جواب دیا خدا تیرے چہرہ کو سفید کردے۔

حیان النبطی کی کنیت جنگ میں ابو الہیاج تھی۔

سعید نے دو مرتبہ دریا کو عبور کیا۔ مگر سمرقند سے آگے نہیں بڑھا۔ پہلی مرتبہ دشمن کے مقابل فروکش ہوا مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی کے آزاد غلام حیان نے اُس سے کہا کہ جناب والا اہلِ سغد پر حملہ اور ہوں۔ سعید نے کہا نہیں۔ یہ امیر المومنین کا خاص علاقہ ہے، یہ گفتگو ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ دھواں اٹھا دریافت حقیقت سے معلوم ہوا کہ اہل سغد نے سرکشی اور بغاوت کردی ہے اور اُن کے ہمراہ کچھ ترک بھی ہیں۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے انھیں جا دبوچا اہلِ سغد شکست کھاکر بھاگے، مسلمان بھی اُن کے تعاقب میں برابر بڑھتے گئے مگر پھر سعید نے اعلان کردیا کہ ان کا تعاقب نہ کیا جائے کیونکہ سغد امیر المومنین کا باغ ہے تم نے انھیں شکست دیکر بھگا دیا اب کیا انھیں بالکل نیست و نابود کرنا چاہتے ہو، اے عراقیو تم بھی کئی مرتبہ امیر المومنین سے بغاوت کرچکے ہو مگر انھوں نے تم سے درگزر کیا اور تمہارا استیصال نہیں کیا۔ اس کے بعد سعید واپس چلا آیا۔

دوسرے سال سعید نے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو وَرغسر بھیجدیا۔ انھوں نے اپنے دل میں آرزو کی کہ کاش دشمن سے ہمارا آمنا سامنا ہو جائے تو ہم اُسے مزا چکھائیں۔

سعید کی یہ عادت تھی کہ جب وہ کوئی سریہ بھیجتا تھا اور یہ لشکر مال غنیمت اور لونڈی غلام جہاد سے اپنے ساتھ لاتا تو سعید قیدیوں کو چھوڑ دیتا اور

لشکر کو اس حرکت پر زجر و توبیخ کرتا۔ اس پر ہجری نام ایک شاعر نے چند طنزیہ شعر بھی کہے ہیں۔

"خدا تیرے چہرہ کو سفید کرے" اس جملہ کے کہنے پر سورہ بن الحر کے دل میں حیّان النبطی کی عداوت جاگزیں ہوگئی تھی اسی بنا پر سورہ نے ایک دن سعید سے اسکی شکایت کی اور کہا کہ اس غلام نے عام باشندوں کو عربوں اور سرکاری عمال کا دشمن بنا دیا ہے۔ اسی نے قتیبہ بن مسلم کی راہ میں خراسان کی حکومت کرنے میں مشکلات پیدا کر دی تھیں اور یہ تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کریگا اور پھر کسی قلعہ میں جا کر بیٹھ رہیگا۔

سعید نے کہا اے سورہ یہ بات کسی اور کو ہرگز نہ سنانا اس بات کو سنکر سعید چند روز خاموش رہا۔ ایک دن اپنے دربار میں دودھ منگوایا سونا منگوایا اُسے گھول کیا گیا اور وہ حیّان کے پیالہ میں ڈالدیا گیا، حیان نے اسے پی لیا۔ اسکے بعد سعید اور دوسرے لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر مقام بارکث تک جو چار فرسخ کے فاصلہ پر تھا اس طریقہ پر گئے گویا کہ دشمن کی تلاش میں جارہے ہیں۔ بارکث تک جا کر سب واپس آ گئے اس دودھ کے پینے کے بعد حیّان چار روز اور زندہ رہا اور چوتھے روز اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اب سعید نے لوگوں پر سختیاں شروع کیں۔ اور لوگوں نے سعید کی تضعیف کی، بنی اسد کا ایک شخص اسمٰعیل نامی تھا جو مروان بن محمدؐ سے جا ملا تھا۔ ایک دن کسی شخص نے اسمٰعیل اور مروان سے اُسکی دوستی کا تذکرہ سعید کے سامنے کیا۔ سعید نے اسپر کہا اس دوغلے کا کیا تذکرہ کرتے ہو اسمٰعیل نے بھی سعید کی ہجو میں چند شعر کہکر اپنے دل کا بخار نکال لیا۔

اسی سنہ میں مسلمہ بن عبدالملک عراق و خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا گیا اور شام واپس آگیا۔

مسلمہ بن عبدالملک کی معزولی کے اسباب و واقعات کا تذکرہ

مسلمہ نے جب سے وہ عراق و خراسان کا صوبہ دار ہوا تھا خراج کا

ایک پیسہ امیر المومنین کو نہیں بھیجا۔ یزید بن عاتکہ نے (یزید بن الولید) اسکی برطرفی کا ارادہ کیا مگر بعد میں مروت مانع آئی اسلیئے یزید نے مسلمۃ کو لکھا کہ تم کسی شخص کو اپنا جانشین بنا کر میرے پاس آؤ۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مسلمۃ نے عبد العزیز بن حاتم بن نعمان الباہلی سے مشورہ کیا کہ میں امیر المومنین کی ملاقات کو جانا چاہتا ہوں عبد العزیز نے کہا کہ ابھی حال میں تو تم اُن سے مل چکے ہو پھر ایسا کونسا اُن سے ملنے کا تمھیں شوق پیدا ہوا ہے جسکی وجہ سے بیتاب ہو۔ مسلمۃ نے اپنے ارادہ پر اصرار کیا۔ اسپر عبد العزیز نے کہا تو اچھا پھر سمجھلو کہ اُدھر تم اپنے علاقہ سے باہر نکلو گے اُدھر دوسرا شخص صوبہ دار ہو کر تمھاری جگہ آتا ہوا تمھیں ملیگا۔

غرض کہ مسلمۃ روانہ ہوا۔ دورین پہنچا تھا کہ عمرو بن ہبیرہ ملا جو ڈاک کے پانچ گھوڑوں پر منزلیں طے کر رہا تھا۔ ابن ہبیرہ مسلمۃ سے ملنے گیا۔ مسلمۃ نے اس سے پوچھا کہاں جاتے ہو، ابن ہبیرہ نے کہا کہ امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع پر قبضہ کرنے کے لئے مجھے بھیجا ہے۔

ابن ہبیرہ کے جانے کے بعد مسلمۃ نے عبد العزیز کو بلا کر کہا لیجئے دیکھئے یہ ابن ہبیرہ ہمیں راستہ میں ملا ہے عبد العزیز نے کہا ہاں میں نے تو آپ کو پہلے ہی خبر کر دی تھی۔ مسلمۃ نے کہا مگر اُسے تو امیر المومنین نے مہلب کی اولاد کے مال و متاع کی ضبطی کے لئے بھیجا ہے، عبد العزیز نے کہا آپ کا یہ کہنا پہلے سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے، کیا یہ قیاس میں آنے والی بات ہے کہ محض بنی المہلب کے املاک پر قبضہ کرنے کے لئے ایسے شخص کو جزیرہ سے عراق بھیجا گیا ہو، اور واقعہ بھی یہی ہوا چند ہی روز کے بعد مسلمۃ کو معلوم ہوا کہ ابن ہبیرہ نے اسکے مقرر کردہ تمام عمّال کو برطرف کر دیا ہے اور ان پر سختیاں شروع کر دی ہیں۔ اسپر فرزدق نے یہ شعر بھی کہے۔

راحت بمسلمۃ الرکاب مودعا ۔۔۔ فارعی فزارۃ لاھناك المرتع

عزل ابن بشر وابن عمرو قبلہ ۔۔۔ واخوھراۃ لمثلھا یتوقع

ولقد علمت لئن فزارۃ أمّرت ۔۔۔ ان سوف یطمع فی الامارۃ اشجع

من خلق ربك ماھو ولمثلھم ۔۔۔ فی مثل ما نالت فزارۃ یطمع

(ترجمہ) سواریاں مسلمۃ کو رخصت کر گے لیگئیں۔ پس چراگیا فزارہ نے۔
تو خوشگوار ہو تجھے چراگاہ۔ ابن بشر موقوف کر دیا گیا۔ اور ابن عمر اُس سے پہلے
اور ہراۃ والا بھی ایسی ہی توقع رکھتا ہے، اور میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ
اگر فزارہ امیر ہو گیا تو عنقریب امارۃ کی آرزو وہ شخص کریگا جو مخلوقات
میں سے سب سے زیادہ بہادر ہوگا۔ اور نہ وہ اور اُن جیسے اس چیز
کی آرزو کرتے ہیں جسے کہ فزارہ نے پالیا؛

ابن بشر سے مراد بشر بن عبدالملک بن بشر بن مروان ہے اور ابن عمرو سے
مُراد محمد ذوالشامہ بن عمرو بن الولید اور راخی ہراۃ سے سعید خذینہ بن عبدالعزیز
مُراد ہے جو خراسان کا مسلمۃ کی طرف سے عامل تھا؛

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے آرمینیا میں رومیوں سے جہاد کیا۔
اُنھیں شکست دی۔ بہت سے قیدی گرفتار کئے، بیان کیا جاتا ہے کہ
اُس نے سات سو قیدی گرفتار کئے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسی سنہ میں
میسرہ نے عراق سے اپنے قاصدوں کو خراسان بھیجا۔ اور خراسان میں
بنی عباس کی حمایت کی تحریک شروع ہوئی۔ بنی تمیم کے ایک شخص عمرو
بن بحیر بن ورقا السعدی نے سعید خزینہ سے آکر کہا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے
ہیں جنھوں نے ہمارے مفاد کے خلاف باتیں کی ہیں۔ سعید نے اُن لوگوں
کو بلوا کر پوچھا کہ تم کون ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم تاجر ہیں۔ سعید نے اُن سے
پوچھا کہ اِن باتوں کی کیا حقیقت ہے، جو تمھارے متعلق بیان کی گئی ہیں۔
اُنھوں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی، سعید نے کہا تم لوگ داعی بنکر آئے ہو؟ انھوں
نے جواب دیا کہ خود ہمارے اپنے اور ہماری تجارت کے کاروبار ہی سے
ہمیں فرصت نہیں ہم بھلا یہ باتیں کیونکر کرنے لگے، پھر سعید نے پوچھا کہ اِن
لوگوں کو کون جانتا ہے، اسپر خراسان کے بہت سے متوطن جنمیں زیادہ
تر بنی ربیعہ اور اہل یمن تھے سعید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم انھیں جانتے
ہیں اور اِس بات کے ضامن ہیں کہ کوئی ایسی بات جو آپ کے ناگوار خاطر ہو
آپ انکی جانب سے نہ سنینگے، اسپر سعید نے اُنھیں چھوڑ دیا۔

نیز اسی سنہ میں یزید بن ابی مسلم افریقیا (قیروان) کا صوبہ دار افریقیا میں قتل کیا گیا۔

یزید بن ابی مسلم کے قتل کے حالات

یزید کے قتل کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ یزید نے یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہا جو حجاج بن یوسف نے عراق میں اُن دیہات کے رہنے والے ذمیوں کے ساتھ کیا تھا جو شہروں میں آباد ہو گئے تھے۔ بعد ازاں عراق میں وہ لوگ جنھیں حجاج نے اُن کے دیہات اور اُن قصبات میں جہاں بازار لگتا تھا واپس بھیجدیا اسلام لے آئے مگر اُس پر بھی حجاج نے اُن پر وہی جزیہ عاید کیا جو اُن سے کفر کی حالت میں لیا جاتا تھا۔ اسی طرزِ عمل کو یزید نے اپنے علاقہ میں بھی جاری کرنا چاہا باشندوں نے مشورہ کیا کہ اِس کے ساتھ کیا کیا جائے، سب کی صلاح ہوئی کہ اِسے قتل کر ڈالو۔ چنانچہ اُسے قتل کر کے اُسکی جگہ محمدؐ بن یزید انصار کے آزاد غلام کو جو یزید بن ابی مسلم سے پہلے افریقیا کا صوبہ دار بھی رہ چکا تھا اور جو اُسکی فوج میں بھی تھا خود ہی اپنا صوبہ دار مقرر کر لیا اور امیر المومنین یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجا کہ ہم آپ کی اطاعت، اور بیعت سے منحرف نہیں ہوئے ہیں مگر چونکہ یزید بن ابی مسلم نے ہم پر ایسی بات عائد کی جسے نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ مسلمان اِس لئے ہم نے اُسے قتل کر ڈالا اور آپ کے سابق صوبہ دار کو پھر اپنا صوبہ دار بنا لیا ہے۔

اِس پر یزید نے لکھا کہ جو کچھ یزید بن ابی مسلم نے کیا تھا اُس پر میں نے رضامندی ظاہر نہیں کی اور یزید نے بھی محمدؐ بن یزید کو افریقیا کی صوبہ داری پر بحال رکھا۔

اسی سنہ میں عمر بن ہبیرہ بن مُعیہ بن سُکین بن خدیج بن مالک بن سعد بن عدی بن فزارہ عراق و خراسان کا ناظمِ اعلیٰ مقرر ہوا۔

عبد الرحمٰن بن ضحاک اِس سال امیرِ حج تھے۔ یہ مدینہ کے عامل تھے۔ عبد العزیز

بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کے عامل تھے۔ محمد بن عمرو بن ذوالشامہ کوفہ کا عامل تھا۔ قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے۔ عبدالملک بن بشر بن مروان بصرہ کا عامل تھا، سعید خذینہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔ اور اسامہ بن زید مصر کے صوبہ دار تھے!

سنہ۱۰۳ ہجری کے واقعات کا تذکرہ

اس سال عمر بن ہبیرہ نے سعید خذینہ کو خراسان کی صوبہ داری سے معزول کر دیا۔ اس کی وجہ ارباب سیر نے یہ بیان کی ہے کہ حشر بن مزاحم السلمی اور عبداللہ بن عمیر اللیثی دونوں عمر کے پاس آئے اور سعید کی شکایت کی۔ عمر نے سعید کو برطرف کر دیا اسکی جگہ سعید بن عمرو بن الاسود بن مالک بن کعب بن وتحدان بن الحریش بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کو خراسان کا عامل مقرر کیا سعید خذینہ اپنی برطرفی کے وقت سمرقند کے دروازہ کے سامنے جہاد میں مصروف تھا جب لوگوں کو اسکی برطرفی کا علم ہوا تو سعید واپس پلٹ آیا اور ایک ہزار شہسوار سمرقند میں چھوڑ دیئے، اسپر نہار بن توسعہ نے یہ دو شعر کہے۔

فمن ذا مبلغ فتیان قومی	بان النبل ریثت کل ریش
بان اللہ ابدل من سعید	سعیدا لا المخنث من قریش

ترجمہ: کون شخص ہے جو میری قوم کے نوجوانوں کو یہ خبر پہنچا دے کہ اب تیر میں پوری طرح پر لگ گئے ہیں اس لئے کہ اللہ نے سعید کی جگہ ایک ایسے دوسرے سعید کو بھیج دیا ہے جو مخنث نہیں ہے اور قریش سے ہے!

سعید نے سعید خذینہ کے جسقدر مقرر کردہ عمال تھے انھیں بدستور بحال رکھا، ایک شخص نے اپنے فرمان تقرر کو بہت ہی خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا۔ اس پر سعید نے کہا کہ چپ ہو جا، جو کچھ تم نے سنا ہے یہ کاتب کی طرف سے ہے امیر اس سے بے تعلق ہے۔ اس بات کے کہنے پر ایک شاعر نے سعید کی ہجو میں یہ شعر کہا۔

تبدلنا سعیدا من سعید	لجد السوء والقدر التاح

(ترجمہ) ہماری بدبختی اور بدقسمتی کی وجہ سے ایک سعید کے عوض دوسرا
سعید آیا ہے۔
اس سال عباس بن الولید نے رومیوں سے جہاد کیا اور شہر رسلہ فتح کیا نیز اسی سنہ میں ترکوں نے لان پر غارت گری کی۔
اسی سنہ میں مکہ بھی مدینہ کے ساتھ عبدالرحمن بن ضحاک الفہری کے ماتحت کر دیا گیا، عبدالواحد بن عبداللہ النضری طائف کا عامل مقرر کیا گیا۔ اور عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکہ کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا گیا، اور نیز عبدالرحمن بن ضحاک کو حکم دیا گیا کہ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اور عثمان بن حیان المری کے درمیان صلح کرا دے۔ اُن کے باہمی نزاع کا قصہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔
عبدالرحمن بن ضحاک ہی اس سال امیر حج تھا۔ جو یزید بن عاتکہ کی طرف سے مکہ و مدینہ کا عامل تھا، طائف پر عبدالواحد بن عبداللہ النضری عامل تھا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و خراسان کے ناظم اعلیٰ تھے، اور اُن کی طرف سے سعید بن عمرو الحرشی خراسان کا صوبہ دار تھا، قاسم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن مسعود کوفہ کے قاضی تھے، اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔
اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔

حرشی کے خراسان کا عامل مقرر کئے جانے کے اسباب کا بیان

ابن ہبیرہ جب عراق کا والی ہوا تو اُس نے یزید بن عبدالملک کو اُن لوگوں کے نام لکھے جنھوں نے جنگ عقر میں شجاعت و جوانمردی کا اظہار کیا تھا۔ خط کو پڑھ کر یزید نے کہا کہ ابن ہبیرہ نے حرشی کا ذکر کیوں نہیں کیا اور پھر اُسے لکھا کہ حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کر دو، چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس حکم کی تعمیل میں حرشی کو خراسان کا عامل مقرر کیا۔
سنہ ۱۰۳ھ میں حرشی نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مجشر بن مزاحم السلمی کو اپنے آگے روانہ کیا۔ جب حرشی خراسان آیا اُس وقت مسلمان دشمن کے مقابلہ پر تھے اور انھیں دشمن کے مقابلہ میں ناکامیابی کا منہ بھی دیکھنا پڑا تھا، حرشی

نے انکے سامنے تقریر کی اور جہاد پر انگیختہ کیا اور کہا کہ تم دشمنانِ اسلام سے محض تعداد اور سامان کی وجہ سے عہدہ برآنہیں ہو سکتے ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام کی عزت کی وجہ سے اسلیئے لاحول ولاقوۃ الا باللہ صرف اللہ ہی کو قوت وطاقت حاصل ہے

اسی سال سعید بن عمرو الحرشی کے خراسان آنے پر اہل سغد اپنے شہروں کو چھوڑ کر فرغانہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ سے مسلمانوں کے مقابلہ میں امداد کے طالب ہوئے!

اہل سغد کا بادشاہ فرغانہ سے مدد طلب کرنا۔

اہل سغد نے سعید خذینہ کی لڑائیوں میں ترکوں کی امداد کی تھی، جب حرشی خراسان کا صوبہ دار ہوا تو انھیں اپنی جانوں کا خوف ہوا اور اُن کے سرداروں نے اپنے ملک سے چلے جانے کا ارادہ کرلیا۔ مگر اُنکے بادشاہ نے کہا کہ تم السیا کرو۔ یہیں رہو، گذشتہ سنین کا خراج حرشی کے پاس لیجاؤ، آیندہ سالوں کی ضمانت دیدو اور وعدہ کرلو کہ زمینوں کو آباد کریں گے اور اگر وہ چاہے تو ہم اُسکے ساتھ جہاد میں بھی شریک ہوں گے، اپنے گذشتہ طرز عمل کی معذرت کرو اور اپنے یرغمال اُسکے حوالے کردو۔

مگر رعایا نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خوش نہ ہوگا اور نہ ہماری ان باتوں کو قبول کریگا۔ ہم خجندہ جاتے ہیں اُسکے بادشاہ کے پاس پناہ لینگے اور پھر قاصد کے ذریعہ امیر سے اپنی گذشتہ خطاؤں کی معافی کی درخواست کرینگے اور یہ وعدہ کریں گے کہ اب ہماری جانب سے وہ کوئی ایسی بات نہیں دیکھیگا جو اُسکے ناگوار خاطر ہو، بادشاہ نے کہا کہ میں بھی تم ہی میں سے ہوں اور جو مشورہ میں نے دیا تھا وہ تمھاری بھلائی کے لیئے تھا، مگر اُن لوگوں نے بادشاہ کا کہا نہ مانا اور خجندہ کی طرف چلے، کارزنج۔ کشتین بیارکث اور ثابت باشندگان اشتیخن کو لیکر نکلے۔ فرغانہ کے بادشاہ طاؤ کو لکھا کہ آپ ہماری حفاظت کیجیئے اور ہمیں اپنے شہر میں فروکش کیجیئے پہلے تو اُسکا ارادہ ہوگیا کہ ایسا ہی کرے مگر پھر اُسکی ماں نے کہا کہ اِن شیطانوں کو اپنے دارالسلطنت میں نہ ٹھہرنے دو، اگر ایسا ہی ہے تو

کوئی اور قصبہ خالی کر دو تاکہ یہ لوگ اُس میں رہیں۔
بادشاہ نے اس بات کو پسند کیا اور اُن سے کہلا بھیجا کہ کسی قصبہ کو تم بتاؤ میں اُسے تمہارے لئے خالی کرا دیتا ہوں اور چالیس دن کی مجھے مہلت دو، (بعض راویوں نے بیس روز کی مہلت بیان کی ہے) اور اگر تم چاہو تو میں عصام بن عبداللہ الباہلی کا درّہ تمہارے لئے خالی کر دوں، (قتیبہ نے عصام کو اُن میں اپنا جانشین بنایا تھا) ان لوگوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور بادشاہ سے کہلوا بھیجا کہ آپ اُس درّہ کو ہمارے لئے خالی کر دیجیے، بادشاہ نے اُسے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جب تک تم لوگ اس درّہ میں داخل نہ ہو جاؤ گے تمہارا مجھ پر کوئی حق حفاظت نہیں ہے، اور اگر اس درّہ میں داخل ہونے سے پہلے عربوں نے تمہیں آلیا تو میں تمہاری حفاظت کے لیے اُن کی مدافعت نہ کروں گا" اُن لوگوں نے اسے بھی منظور کر لیا اور درّہ اُن کے لئے خالی کر دیا گیا۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قبل اسکے کہ یہ لوگ اپنے شہروں کو خیرباد کہیں ابن ہبیرہ نے اُن سے کہا تھا کہ تم اپنے شہروں میں رہو، جسے تم چاہو تمہارا عامل بنا دیا جائے، مگر اُنھوں نے اسے بھی نہ مانا اور خجندہ چلے گئے۔
درہ عصام۔ یہ اسفرہ کا جو اُس وقت فرغانہ کا ولی عہد تھا رستاق تھا اور فرغانہ کے بادشاہ کا نام بلاذیا بیلاذ، الوافوجور تھا۔
یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کارزنج نے اُن سے کہا تھا کہ یہ تین باتیں میں تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں انھیں اختیار کرو، اگر ان پر عمل نہ کرو گے تو تباہ ہو جاؤ گے پہلے یہ کہ سعید عرب کا مشہور بہادر ہے اور اُس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر عبدالرحمٰن بن عبداللہ القشیری کو اپنے خاص منتخب شہسواروں کے ساتھ روانہ کیا ہے اُس پر شب خون مارو اور قتل کر ڈالو، کیونکہ جب حرشی کو اُسکے قتل کی اطلاع ملیگی وہ تمہارے خلاف فوجکشی کرنے سے رُک جائیگا، مگر اس تجویز کو اُنھوں نے نہ مانا۔
پھر کارزنج نے کہا کہ اچھا یہ کرو کہ دریائے شاش کو عبور کر کے اہل شاش کے پاس چلو اور جو چاہتے ہو اُس کی اُن سے درخواست کرو، اگر وہ مان لیں فبہا ورنہ سویاب چلے چلو، اسے بھی اُنھوں نے نہ مانا تیسری بات کارزنج نے یہ کہی کہ تو

پھر اپنے آپ کو مسلمانوں کے حوالے کر دو۔
غرض کہ اب کارزنج اور جلبنج اہل قی کو لیکر، ابا دبن ما خنون اور ثابت اہل اشتیخن کو لیکر چلے۔ اہل بیارکث اور اہل سبسکث بزماجن کے رئیسوں کے ساتھ ایک ہزار آدمی جنپر سونے کے پٹکے تھے لیکر روانہ ہوئے، دیواشتنی اہل بنجیکث کو لیکر قلعۂ ابغر کی طرف چلا اور کارزنج اور اہل سغد خجندہ میں آملے۔

سنہ ۱۰۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں حرشی نے اہل سغد سے جنگ کی اور اسکے اکثر روساء کو قتل کر دیا۔
اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے سنہ ۱۰۴ ہجری میں حرشی جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ اُس نے دریا کو عبور کر کے فوج کا باقاعدہ معائنہ کیا۔ یہاں سے روانہ ہو کر قصر الریح پر آیا۔ جو دبوسیہ سے دو فرسخ کے فاصلہ پر ہے مگر اب تک اُسکی کل فوج اُسکے پاس جمع نہ ہوئی تھی۔ مگر حرشی نے فوج کو کوچ کا حکم دیدیا، اُسپر ہلال بن عُلیم الحنظلی نے کہا کہ آپ بہ نسبت امیر ہونے کے وزیر زیادہ اچھے ہوتے، ابھی یہیں قیام کیجیے، جنگ سامنے ہے اور باوجودیکہ ابھی کل فوج جمع نہیں ہوئی ہے آپ نے کوچ کا حکم دیدیا۔ حرشی نے کہا تو اب میں کیا کروں، ہلال نے کہا کہ کوچ منسوخ کر دیجیے اور قیام کا حکم دیدیجیے، حرشی نے اسی تجویز پر عمل کیا۔
نیلان بادشاہ فرغانہ کا چچیرا بھائی حرشی کے پاس جب کہ حرشی مغون کے خلاف بزد آزما تھا، آیا اور کہنے لگا کہ اہل سغد خجندہ میں فروکش ہیں قبل اس کے کہ وہ درہ میں داخل ہوں آپ اُن پر حملہ کر دیجیے کیونکہ اسوقت ہم پر اُن کا کوئی حق حفاظت نہیں ہے تاوقتیکہ مدتِ معہود گزر نہ جائے۔
حرشی نے نیلان کے ہمراہ عبدالرحمن القشیری اور زیاد بن عبدالرحمن القشیری کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ کیا مگر اُن کے جاتے ہی اپنے کئے پر نادم ہوا اور کہنے لگا کہ ایک کافر نے آکر مجھسے یہ سب کچھ بیان کیا مگر معلوم نہیں کہ اُس نے سچ کہا یا جھوٹ، اور مجرد اُس کے بیان پر میں نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو خطرہ میں ڈالدیا۔ اس خیال کے آتے ہی حرشی خود بھی اس جماعت کے پیچھے روانہ ہوا

اشروسنہ میں آکر قیام کیا اور باشندوں سے تھوڑے سے نذرانہ دے کر ان پر صلح کرلی۔

حرشی رات کا کھانا کھا رہا تھا کہ کسی نے اطلاع دی کہ عطار الدبوسی حاضر ہیں، یہ صاحب بھی قشیری کے ہمراہیوں میں تھے ان کا نام سنتے ہی حرشی گھبرا گیا، لقمہ ہاتھ سے گر گیا فوراً عطار کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ کیا کسی سے تمہاری جنگ ہوئی عطار نے کہا نہیں، حرشی نے اس پر خدا کا شکر ادا کیا اور اطمینان سے کھانے سے فراغت کی، عطار نے حرشی سے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور پھر حرشی شتابی کے ساتھ اپنی منزل مقصود کو روانہ ہو گیا اور تیسرے دن قشیری سے جا ملا!

حرشی اس مقام سے روانہ ہو کر خجندہ پہنچا اور فضل بن بسام سے پوچھا کہ اب تمہاری کیا رائے ہے فضل نے کہا کہ میں تو مناسب سمجھتا ہوں کہ فوراً دشمن پر حملہ کر دیا جائے، حرشی نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر کوئی شخص زخمی ہوا تو اُسے کہاں لیجائینگے یا کوئی مقتول ہوا تو کسکے پاس لیجائینگے میری رائے تو یہ ہے کہ یہاں قیام کرو جنگ میں ڈھیل دو، اور لڑائی کی تیاری کرو۔

حرشی نے قیام کر دیا۔ عمارتیں بنوائیں اور جنگ کی تیاری کرنے لگا، مگر دشمن کے ایک شخص کی بھی صورت نظر نہ آئی لوگوں نے حرشی کو بزدل ٹھہرایا اور کہنے لگے کہ عراق میں تو اس شخص کے حسن تدبیر اور شجاعت کا چرچا تھا مگر خراسان آکر بالکل بزدل ہو گیا۔

ایک دن ایک عرب نے خجندہ کے پھاٹک کو گرز کی ضربوں سے توڑ کر کھول دیا اہل خجندہ نے یہ ترکیب کی تھی کہ شہر کے اگلے دروازہ کے نیچے چھتہ میں ایک خندق کھود کر اُسے سرکنڈوں سے پاٹ کر اوپر مٹی بچھا دی تھی تاکہ اگر انھیں شکست ہو تو وہ تو معلوم راستہ سے پسپا ہو کر شہر کے اندر چلے جائینگے اور مسلمان لاعلمی میں اس خندق میں گر پڑینگے مگر یہ تدبیر اُنھیں پر اُلٹی پڑی کہ جب کفار نے شہر سے نکلکر مسلمانوں کا مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پسپا ہوئے تو راستہ بھول گئے اور اسی خندق میں گر پڑے۔ چالیس آدمی اس خندق سے نکالے گئے جنپر دو دو زرہیں تھیں حرشی نے کفار کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر دیں۔ محصورین نے بادشاہ فرغانہ کے پاس پیام بھیجا کہ تم نے

ہمارے ساتھ بے وفائی کی اور اب تم ہماری مدد کرو، بادشاہ نے جواب دیا کہ نہ میں نے تمھیں دھوکا دیا اور نہ تمھاری امداد کروں گا، تم خود ہی اپنی خبر گیری کرو، کیونکہ مدت معہود سے پہلے عربوں نے تم پر حملہ کردیا ہے اور تم میری پناہ میں نہیں ہو۔ کفار جب اونکی امداد سے مایوس ہوگئے تو صلح کے خواہاں ہوئے اور امان کے خواستگار، اور یہ بھی درخواست کی کہ ہمیں سغد واپس کردیا جائے، حرشی نے اُن پر یہ شرائط عائد کیے کہ عربوں کی جو عورتیں اور بچے تمھارے پاس ہیں اُنھیں واپس کردو، اور تمام وہ زرخراج جو ابتک تم نے ادا نہیں کیا ہے ادا کرو، کسی شخص پر دھوکہ سے حملہ نہ کرو، اور تم میں سے کوئی شخص خجندہ میں نہ رہے، اگر اسکے بعد کوئی بات تمھاری طرف سے خلاف معاہدہ ہوگی تو تمھارے خون ہمارے لیئے حلال ہوجائینگے، کفار اور مسلمانوں کے درمیان صلح کے مراتب طے کرنے کے لیے موسیٰ بن مشکان آل بسام کا آزاد غلام سفیر تھا کارزنج نے موسیٰ سے آکر کہا کہ میں ایک بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ انھیں آپ میری سفارش فرمائیں موسیٰ نے پوچھا کیا، کارزنج نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر ان لوگوں میں سے کوئی شخص کسی خطا کا صلح کے بعد ارتکاب کرے تو آپ اُسکا مجھے ذمہ وار نہ ٹھہرائیگا۔ اسپر حرشی نے کہا کہ میری بھی آپ سے ایک خواہش ہے اُسے آپ پورا کریں۔ کارزنج نے کہا کہ فرمایئے، حرشی نے کہا کہ میرے شرائط میں آپ کوئی ایسی بات میرے سامنے پیش کریں جسے میں ناپسند کروں۔

غرض کہ اب صلح ہوگئی اور شہر کے شرق کی جانب سے اُن کے روسار اور رستبار باہر نکالے گئے، البتہ خجندہ کے اصلی باشندوں کو اُن کے حال پر چھوڑ دیا گیا، کارزنج نے حرشی سے پوچھا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں حرشی نے کہا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ ہماری فوج تم پر دست درازی نہ کرے۔

کفار کے تمام بڑے بڑے رئیس مسلمانوں کے لشکر گاہ میں حرشی کے پاس تھے اور اپنے اپنے درجہ اور فوج کے اعتبار سے علیحدہ علیحدہ فروکش تھے، البتہ کارزنج ایوب بن ابی حستان کے پاس مقیم تھا۔ حرشی کو اطلاع ملی کہ کفار نے

اُن عورتوں میں سے جو اُن کے پاس تھیں ایک عورت کو قتل کر ڈالا ہے، اُس نے اُن کے سرداروں سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ثابت الاشتیخنی نے ایک عورت کو قتل کر کے دیوار میں دفن کر دیا ہے سب نے اس واقعہ سے انکار کر دیا۔ حرشی نے خجندہ کے قاضی کو تحقیقات کا حکم دیا۔ انھوں نے جا کر دیکھا تو واقعی عورت کی لاش ملی۔ حرشی نے ثابت کو اپنے دربار میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ سنتے ہی کارزنج نے اپنے ایک غلام کو حکم دیا کہ خیمہ کے دروازہ پر جا کر کھڑا ہو اور جو واقعہ گزرے اُسکی اطلاع دے حرشی نے ثابت اور دوسرے لوگوں سے اُس مقتولہ عورت کے متعلق دریافت کیا۔ ثابت نے بالکل انکار کیا مگر حرشی کو یقین ہو گیا کہ اسی نے اُسے قتل کیا ہے۔ اس کی پاداش میں حرشی نے ثابت کو قتل کر ڈالا۔ کارزنج کے غلام نے آکر کارزنج سے ثابت کے قتل کی خبر دی۔ یہ سنکر کارزنج نے اپنی ڈاڑھی پکڑ لی اور دانتوں سے کاٹنے لگا، اور دل میں ڈرا کہ حرشی اب سب کو قتل کر دے گا، ایوب سے کہا کہ میں تمھارا مہمان اور دوست ہوں یہ تمھارے لئے مناسب نہیں کہ تمھارا دوست پھٹے پرانے کپڑوں میں قتل کیا جائے۔ ایوب نے کہا کہ یہ میرے کپڑے حاضر ہیں انھیں لے لو۔ کارزنج نے کہا یہ بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا کہ تمھارے کپڑے پہنے ہوئے قتل کیا جاؤں، میرے بھتیجے جلنج کے پاس اپنا غلام بھیجدو کہ وہ نئے کپڑے میرے لئے لے آئے۔

واقعہ یہ تھا کہ کارزنج نے اپنے بھتیجے سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ جب میں تم سے کپڑے منگواؤں تم سمجھ لینا کہ میں اب قتل کر دیا جاؤں گا۔

جلنج نے کپڑے بھیجکر سبز فرندہ کا تھان نکلوایا۔ اُسکی پٹیاں کاٹیں اور اُنھیں اپنے خدام کے سروں پر باندھا اور اُن سب کو لیکر نکلا۔ مسلمان سامنے آئے، بہتوں کو اُس نے شہید کر ڈالا۔ یحییٰ بن حضین کے پاس پہنچا اُسکے پاؤں پر تلوار کا وار کیا جس کی وجہ سے یحییٰ ہمیشہ لنگ کرنے لگا اہل لشکر میں اس جماعت نے ایک ہلچل ڈالدی اور اُن کا بہت سا نقصان کیا ہوتے ہوتے جلنج کا ایک تنگ مقام میں ثابت بن عثمان بن مسعود سے مقابلہ ہوا ثابت نے اُسے عثمان بن مسعود کی تلوار سے قتل کر ڈالا۔

اہل سغد کے پاس جو مسلمان قیدی تھے اُن میں سے اُنھوں نے ایک سو پچاس شہید کر ڈالے۔ (بعض راویوں نے چالیس بیان کیے ہیں۔) اُن کے ایک غلام نے بھاگ کر حرشی کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے اُس سے آکر سارا ماجرا بیان کیا۔ حرشی نے رؤسائے سغد سے دریافت کیا اُن سب نے انکار کیا، اس پر حرشی نے ایک شخص کو جو اُن کی حالت سے بخوبی واقف تھا دریافت حال کے لئے بھیجا اُس نے اس واقعہ کی تصدیق کی، اس پر حرشی نے اُن سب کے قتل کا حکم دے دیا۔ البتہ تاجر اُن سے علیحدہ ہو گئے تھے چار سو تاجر تھے اور اُن کے پاس کثیر مقدار میں مال و اسباب تھا جو وہ چین سے لائے تھے۔

ہتھیار نہ ہونے کی وجہ سے اہل سغد نے ڈنڈوں اور لکڑیوں سے مسلمانوں کی مزاحمت کی مگر سب کے سب مارے گئے دوسرے دن حرشی نے دوسرے کاشتکاروں کو بلوایا۔ انھیں معلوم نہ تھا کہ اُنکے اور ساتھیوں نے کیا حرکت کی ہے۔ ہر شخص کی گردن میں داغ دیا جاتا تھا مسلمان ایک فصیل سے دوسری فصیل تک اُسے لیجاتے اور قتل کر دیتے، اُن کی تعداد تین ہزار تھی۔ بعض راویوں نے سات ہزار بیان کی ہے۔

حرشی نے جریر بن ہمیان، حسن بن ابی العمرطہ۔ اور یزید بن ابی زینب کو بھیجا کہ تاجروں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیں۔ یہ تاجر اور دشمنوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور اُنھوں نے مسلمانوں سے لڑنے سے انکار کر دیا تھا، حرشی نے سغد کے تمام مال و متاع عورتوں اور بچوں پر قبضہ کر لیا۔ ان میں سے جو چیز اُسے پسند آئی پہلے خود لے لی پھر مسلم بن بدیل العدوی عدی الرباب کو بلا کر حکم دیا کہ اس مال کی تقسیم تمہارے سپرد کیجاتی ہے، مسلم نے کہا کہ آپ اب مجھے یہ کام سپرد کرتے ہیں جبکہ ایک رات کامل آپ کے کارندے اُس میں عمل دخل کر چکے ہیں، یہ کام کسی اور کے سپرد کیجئے۔

حرشی نے عبید اللہ بن زہیر بن حیان العدوی کو مقرر کیا اُنھوں نے خمس نکال کر بقیہ مال غنیمت کو تقسیم کر دیا۔ حرشی نے اس واقعہ کی ساری کیفیت براہ راست

یزید بن عبد الملک کو لکھ بھیجی اور عمر بن ہبیرہ کو نہ لکھی، یہ واقعہ بھی منجملہ اور باتوں کے ہے جنکی وجہ سے عمر بن ہبیرہ حرشی کا مخالف ہوا۔

ثابت قطنہ نے اپنے ان دو شعروں میں اہل سغد کے اُن بڑے بڑے سرداروں کا ذکر کیا ہے جو اس واقعہ میں قتل ہوئے؛

اقر العین مصرع کارزانج وکشّین وما لاقی بیاذ
ودیواشنی وما لاقی اجلنج بحصن خجندۃ اذ دمروا فبادوا

(ترجمہ) کارزنج کشین بیاذ۔ دیواشنی اور جلنج کی موت نے جو قلعۂ خجندہ میں ہوئی جب کہ وہ تباہ اور ہلاک ہوگئے، میری آنکھ کو ٹھنڈا کر دیا؛

بیان کیا جاتا ہے کہ دیواشنی اصل میں ایک سمرقند کا رئیس تھا۔ اُسکا نام دیوشنج تھا، دیواشنی اُسکا معرب بنا لیا گیا ہے؛

بیان کیا گیا ہے کہ خجندہ کے مال غنیمت پر قبضہ کر لینے کیلئے علبا بن احمر الیشکری مقرر تھا، ایک شخص نے اُس سے دو درہموں کو ایک چمڑے کی تھیلی خریدی۔ اُس شخص نے اُس میں سونے کی سلاخیں پائیں۔ وہ واپس آیا۔ ڈاڑھی پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ اُسے اشوب چشم ہے۔ اُس نے تھیلی واپس کر دی اپنے دو درہم واپس لے لئے، جب اُس کی تلاش کی گئی تو اُسکا پتہ نہ چلا؛

حرشی نے سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو ایک ایسے قلعہ کی طرف روانہ کیا جسکے صرف ایک سمت سے دریائے سغد بہتا تھا۔ سلیمان کے ساتھ شوکر بن حمیک خوارزم شاہ، عورم رئیس آخردن اور شومان تھے سلیمان نے اپنے مقدمۃ الجیش پر مسیب بن بشر الریاحی کو روانہ کیا، کفار نے قلعہ سے باہر ایک فرسخ کے فاصلہ پر کوم نام ایک موضع میں مسلمانوں کا مقابلہ کیا، مسیب نے اُنھیں شکست دیکر قلعہ میں واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ سلیمان نے اُس قلعہ اور اُسکے رئیس کا جسکا نام دیواشنی کہا جاتا ہے محاصرہ کر لیا۔

حرشی نے سلیمان کو لکھا کہ اگر لکھو تو کچھ فوج امداد کے لئے بھیجدی جائے۔ سلیمان نے لکھا کہ ہم دشمن سے ایک تنگ حلقہ میں برسرِ پیکار ہیں جہاں زیادہ فوج کی ضرورت نہیں۔ آپ کس جائیے اور ہم انشا اللہ خدا کی حفاظت اور نگرانی پر ہیں

دیواشتی نے درخواست کی کہ میں اپنے آپ کو حرشی کے حکم پر حوالے کرتا ہوں مجھے مسیب کے ساتھ حرشی کے پاس بھیجدو۔ سلیمان نے ایسا ہی کیا اور دیواشتی کو سعید الحرشی کے پاس بھیجدیا۔ سعید نے دکھلاوے کے لئے اُسکی بہت خاطر مدارات کی اور عنایت و مہربانی سے پیش آیا۔ اُس کے جانے کے بعد قلعہ والوں نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ اُن کے سو خاندان والے اور مونکو مع اُنکے جورو بچوں کے چھوڑ دیا جائے تو وہ قلعہ مسلمانوں کے حوالے کر دیں۔ سلیمان نے حرشی کو لکھا کہ بعض معتمد علیہ دیانت دار لوگوں کو بھیجدیجیے تاکہ وہ قلعہ کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیں۔

حرشی نے محمد بن عزیز الکندی علباء بن احمر الیشکری کو اس غرض سے بھیجدیا۔ ان دونوں نے تمام مال غنیمت کو ہراج کر دیا۔ اور خمس لیکر باقی مال فوج پر تقسیم کر دیا۔

حرشی کش آیا۔ اہل کش نے دس ہزار راس پر صلح کر لی۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کش کے رئیس نے جسکا نام ویک تھا چھ ہزار راس پر صلح کی۔ اور ادائی کے لئے چالیس دن کی مہلت کی اس شرط پر کہ حرشی اب اُسپر حملہ نہ کریں۔ کش سے فارغ ہونے کے بعد حرشی نے ربنجن کا رخ کیا۔ دیواشتی کو قتل کر کے اُسے ایک ناؤس پر سولی پر لٹکا دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر یہ اپنی جگہ نہ پایا گیا تو تمام باشندوں کو اسکا تاوان دینا ہوگا۔

حرشی نے نصر بن سیار کو کش کے تاوان کو وصول کرنے کے لئے متعین کیا پھر سورہ بن الحر کو موقوف کر کے اُسکی جگہ نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا۔ اور سلیمان بن ابی السری کو کش اور نسف کا فوجی اور ملکی عامل مقرر کیا۔ حرشی نے دیواشتی کے سر کو عراق بھیجدیا۔ اور اُسکا بایاں ہاتھ سلیمان بن ابی السری کے پاس طخارستان بھیجدیا۔

قلعہ خزار بہت ہی بلند اور ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا۔ مجشر بن مزاحم نے سعید بن عمرو الحرشی سے کہا کہ میں آپ کو ایسا شخص بتاتا ہوں جو بغیر لڑے بھڑے اس قلعہ کو فتح کر لے۔ سعید نے کہا ہاں ضرور بتائیے۔ مجشر نے مسربل بن الخریت بن راشد الناجی کا نام لیا۔ سعید نے اُسے خزار بھیجدیا۔ مسربل بادشاہ خزار کا جسکا نام

سبتقری تھا دوست تھا۔ وہاں کے تمام لوگ مسربل سے محبت کرتے تھے، مسربل نے بادشاہ سے جاکر جو کچھ سعید نے اہل خجندہ کے ساتھ کیا تھا بیان کیا، اور اُسے سعید کی طرف سے ڈرایا۔ بادشاہ نے کہا پھر تمھاری کیا رائے ہے۔ مسربل نے کہا کہ امان لیکر اپنے کو سعید کے حوالہ کردو، بادشاہ نے کہا مگر میں اپنی رعایا کے ساتھ کیا کروں، مسربل نے کہا انھیں بھی اپنے عہد امان میں شریک کرلو، چنانچہ بادشاہ نے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے اُسے اور اُسکے شہروں کو وعدۂ امان دیدیا۔

اب حرشی مرو آیا۔ اُسکے ساتھ سبقری بھی تھا، جب اُشنان آیا تو یہاں سے اُس نے مہاجرین یزید الحرشی کو اپنے آگے روانہ کیا اس ہدایت کے ساتھ کہ ابن کشانیشاہ کا گھوڑا، لیکر مجھسے ملے، اور پھر اس مقام پر حرشی نے سبقری کو قتل کرڈالا اور سولی پر لٹکا دیا باوجودیکہ اُسکے ساتھ عہدنامہ صلح تھا جس میں وعدہ امان کیا گیا تھا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس زمیندار کا نام ابن ماجہ تھا۔ ابن ہبیرہ کے پاس آیا تھا، اور اُس نے اہل سغد کے لئے وعدۂ امان لے لیا تھا۔ مگر حرشی نے اُسے قہندز مرو میں قید کردیا اور جب مرو آیا تو اُسے سامنے بُلاکر قتل کردیا اور میدان میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

اس سنہ میں یزید بن عبدالملک نے عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری کو مدینہ اور مکہ کی ولایت سے برطرف کردیا یہ اس سنہ کے نصف ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے عبدالرحمن مدینہ پر تین سال سے عامل تھا۔ اور نیز اسی سنہ میں یزید نے عبدالواحد النضری کو مدینہ کا عامل مقرر کیا۔

یزید کا عبدالرحمن کو مدینہ کی عاملی سے برطرف کرکے دوسرے عامل کو مقرر کرنا اور اُسکے اسباب و وجوہ کا بیان

عبدالرحمن بن الضحاک بن قیس الفہری نے حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی فاطمہ کو نکاح کا پیام دیا۔ آپ نے انکار کردیا اور کہا کہ میں نکاح ہی نہیں کرنا چاہتی

اور میں تو اب اپنے اِن بیٹوں پر بیٹھی ہوئی ہوں۔ اور اب آپ اُس سے بچتی تھیں اور اس خوف کی وجہ سے جو انھیں اُنکی جانب سے پیدا ہوگیا، اُسکے سامنے آنے کو بُرا سمجھتی تھیں، مگر عبدالرحمٰن آپ سے برابر اصرار کرتا رہا اور یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم ایسا نہ کروگی تو میں تمھارے بڑے بیٹے کو شراب نوشی کے الزام میں کوڑے لگواؤں گا۔ (بڑے بیٹے سے مراد عبداللہ بن حسنؓ ہیں) یہ سلسلہ جاری تھا کہ اُس زمانہ میں ابن ہرمز ایک شامی مدینہ کے دفتر کا میر منشی تھا یزید بن عبدالملک نے اُسے لکھا کہ میرے پاس آکر حساب پیش کرو اور دفتر عبدالرحمٰن کے سپرد کرو۔ ابن ہرمز فاطمہ سے رخصت ہونے کے لئے گیا، اور پوچھا کہ اگر کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے، آپ نے کہا کہ ابن الضحاک جسطرح مجھسے پیش آیا ہے اور جو بات مجھ سے چاہتا ہے اُسکی اطلاع امیرالمومنین کو کردینا۔ اسکے علاوہ آپ نے ایک قاصد بھی یزید کے پاس اپنا خط دیکر بھیجا جس میں اپنی قرابت اور رشتہ داری کا ذکر کرنیکے بعد آپ نے لکھا تھا کہ ابن الضحاک مجھ سے اس قسم کی خواہش رکھتا ہے اور اس بنا پر اُسنے مجھے یہ دھمکی دی ہے!

ابن ہرمز اور یہ قاصد دونوں ایک ساتھ یزید کے دربار میں پہنچے۔ ابن ہرمز یزید کے سامنے گیا، یزید نے اُس سے مدینہ کی حالت پوچھی اور کہا کوئی اور عجیب خبر بھی ہے؟ ابن ہرمز نے حضرت حسینؓ کی صاحبزادی کے واقعہ کا تذکرہ نہیں کیا کہ اتنے میں حاجب نے عرض کی کہ فاطمہ بنت الحسینؓ کا قاصد دروازہ پر حاضر ہے۔ اب ابن ہرمز نے امیرالمومنین سے عرض کی کہ جناب والا جس روز میں مدینہ سے روانہ ہوا تھا فاطمہ بنت الحسینؓ نے مجھے ایک پیام آپکے نام دیا تھا اور وہ یہ ہے یہ سنتے ہی یزید مسند خلافت سے اُوتر آیا اور کہنے لگا خدا تمھارا بُرا کرے کیا میں نے تم سے سوال نہیں کیا تھا کہ کوئی اور عجوبہ خبر ہو تو بیان کرو مگر تم نے بیان نہیں کی!! ابن ہرمز نے کہا۔ جناب والا معاف فرمائیں میں بھول گیا تھا۔ یزید نے قاصد کو اندر آنے کی اجازت دی قاصد سامنے آیا۔ یزید نے خط لے لیا اور خود پڑھا۔ اُس وقت اُس کے ہاتھ میں ایک بید تھا اُسے زمین پر مارتا جاتا تھا اور کہتا تھا اللہ اکبر، ابن الضحاک۔ اور یہ جرأت، کیا کوئی ایسا شخص ہے کہ وہ اُسے ایسی سخت سزا دے کہ اُس کے چیخنے کی آواز میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا سن لوں۔ لوگوں نے عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر النضری

کا نام لیا۔
یزید نے کاغذ منگوایا اور اپنے ہاتھ سے عبدالواحد کو لکھا جو اُسوقت طائف میں تھا
"سلام علیک، اما بعد۔ میں نے تمھیں مدینہ کا والی مقرر کر دیا جس وقت تمھیں میرا یہ خط ملے تم اسی وقت ابن الضحاک کو معزول کر دو اور چالیس ہزار دینار اُسپر جرمانہ عائد کرو، اور اُسے ایسی سخت تکلیف اور سزا دو کہ میں اپنے بستر پر لیٹا ہوا اُسکی آواز سن لوں۔"
ڈاک رساں خط لیکر مدینہ آیا البتہ ابن الضحاک کے پاس نہیں گیا۔ مگر ابن الضحاک کے دل میں خطرہ پیدا ہو گیا تھا اُس نے ڈاک رساں کو بلوایا اپنی مسند کا ایک کونہ ہٹا کر بتایا تو وہاں ایک ہزار دینار رکھے ہوئے تھے۔ ابن الضحاک نے اُس سے کہا کہ اگر تم وہ بات مجھے بتادو جس لئے تم بھیجے گئے ہو تو میں تمھیں یہ ایک ہزار دینار دونگا اور یہ بھی حتمی وعدہ کرتا ہوں کہ کسی شخص سے اسکا ذکر نہ کرونگا۔
ڈاک رساں نے ابن الضحاک کو اپنے آنے کی غرض بتادی۔ ابن الضحاک نے ڈاک رساں کو تین دن تک اس لئے ٹھہرایا تاکہ وہ مدینہ سے چلا جائے۔ ڈاک رساں ٹھہر گیا پھر ابن الضحاک مدینہ سے روانہ ہوا تیز رفتاری سے منزلیں طے کرتا ہوا مسلمہ بن عبدالملک کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ میں آپ کی حمایت میں ہوں آپ میری مدد کیجئے۔ مسلمہ دوسرے دن یزید کے پاس گیا اِدہر اُدھر کی میٹھی میٹھی باتیں کرنے کے بعد عرض پرداز ہوا کہ میں ایک غرض لیکر حاضر خدمت ہوا ہوں یزید نے کہا ابن الضحاک کے علاوہ تمھاری ہر درخواست مجھے منظور ہے، مسلمہ نے کہا مجھے، ابن الضحاک ہی کے بارہ میں عرض کرنا تھا۔ یزید نے کہا اُس نے ایسی ناشائستہ بات کی ہے کہ، میں اُسے کبھی معاف نہیں کر سکتا۔
یزید نے اُسے نضری کے پاس مدینہ بھیجدیا۔ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے اُسے مدینہ میں اس حالت میں دیکھا کہ پشمینہ کا جُبہ پہنے لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا تھا۔ نضری نے اُسپر طرح طرح کی سختیاں کی تھیں اور اسکا بہت ہی برا حال ہو گیا تھا۔
نصف ماہ شوال ۱۰۴ھ بروز شنبہ نضری مدینہ آیا۔

امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الضحاک سے کہا تھا کہ تم اپنی قوم کے مقابلہ میں جرأت کرتے ہو حالانکہ وہ ہر ایسی بات کو جو اُن کے طرزِ عمل کے خلاف ہو بُرا سمجھتے ہیں لہٰذا تم اجماع اُمت کی پیروی کو اپنے اُوپر لازم کر لو اور قاسم بن محمدؒ اور سالم بن عبداللہ سے مشورہ لے لیا کرو کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایسے ہیں جو تمہیں ٹھیک راستہ سے نہ بھٹکنے دینگے۔

"مگر" امام زہری فرماتے ہیں "اس شخص نے اِس مشورہ سے ذرا سا بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمام انصار سے دشمنی پیدا کر لی۔ ایک بالکل جھوٹے الزام کی بنا پر ابوبکر بن حزم کو محض ظلم و زیادتی کی وجہ سے پٹوایا۔ چنانچہ انصار کا کوئی شاعر ایسا نہ بچا جس نے اُسکی ہجو نہ لکھی ہو۔ اور نہ کوئی نیک شخص بچا جس نے اُسے بُرا بھلا نہ کہا ہو، ہشام کے دورِ خلافت میں میں نے اُسے نہایت ذلیل و خوار حالت میں دیکھا تھا۔ اُس کی جگہ عبدالواحد بن عبداللہ بن بشر مدینہ کا والی مقرر ہوا۔ اس نے مدینہ میں ایسی عمدہ حکومت کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہیں کی تھی اور جس قدر مدینہ والے اُسے محبوب رکھتے تھے اس سے پہلے کسی کو انھوں نے ایسا نہ سمجھا تھا۔ ہمیشہ نیکی کے راستہ پر چلتا تھا اور بغیر قاسم اور سالم سے مشورہ کیئے کوئی کام نہیں کرتا تھا"۔

اس سال جراح بن عبداللہ الحکمی آرمینیا اور آذربیجان کے عامل نے ترکوں کے علاقہ پر جہاد کیا، قلعہ بلنجر اُسکے ہاتھوں مسخر ہوا اُس نے ترکوں کو شکست دی اور انھیں اور اُن کے متعلقین کو پانی میں غرق کر دیا بہت سے لونڈی غلام قید کیئے اور وہ قلعے بھی جو بلنجر کے قریب تھے اُس نے فتح کر لئے اور اُن کے باشندوں کو جلا وطن کر دیا۔

اسی سنہ میں ابوالعباس عبداللہ بن محمدؒ بن علی ربیع الآخر کے مہینہ میں پیدا ہوا۔

اسی سنہ میں ابومحمدؒ الصادق اور اُن کے چند خراسان کے دوست محمدؒ بن علی کے پاس آئے، ابوالعباس اِس ملاقات سے پندرہ روز پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ محمدؒ بن علی ایک خرقہ میں ابوالعباس کو اُن کے پاس لائے اور کہا بخدا اِس کام کو یہ لڑکا پورا کریگا یہانتک کہ تم اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ لے لوگے۔

اسی سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے سعید بن عمرو الحرشی کو خراسان کی صوبہ داری سے موقوف کردیا اور اس کی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعۃ الکلابی کو مقرر کیا۔

سعید بن عمرو الحرشی کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عمرو بن ہبیرہ نے سعید کو حکم دیا تھا کہ دیواشتی کو چھوڑ دو مگر اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس بنا پر عمر سعید سے ناراض ہوگیا علاوہ بریں سعید ابن ہبیرہ کے حکم کی پروا نہیں کرتا تھا۔ جب کوئی قاصد یا ٹپہ رساں عراق سے آتا تو اس سے پوچھتا کہ ابو المثنی کیسا ہے اور اپنے کاتب سے جب کوئی خط لکھوا تا تو کہتا لکھو ابو المثنی کو اور یہ نہ کہتا کہ امیر کو لکھو۔ اور اکثر کہا کرتا ہو ابو المثنی نے کہا اور، ابو المثنی نے کیا؟ ابن ہبیرہ کو ان واقعات کا علم ہوا اس نے جمیل بن عمران کو بلا کر کہا کہ مجھے حرشی کی کچھ باتیں معلوم ہوئی ہیں تم ان کی تحقیقات کے لئے خراسان جاؤ اور ظاہر یہ کرنا کہ دفاتر کی تنقیح کے لئے آئے ہو، اور پھر آکر مجھسے اصل حقیقت بیان کرو۔

جمیل خراسان آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا کہ ابو المثنی کو تم نے کس حال میں چھوڑا۔ جمیل دفاتر کی تنقیح کرنے لگا۔ مگر حرشی سے کسی نے کہا کہ جمیل دفاتر کی تنقیح کے لئے نہیں آیا ہے بلکہ اصل میں وہ تمہاری حالت دریافت کرنے آیا ہے، حرشی نے ایک خربوزہ مسموم کر کے جمیل کو تحفۃً بھیجا۔ جمیل نے اسے کھایا اور بیمار پڑ گیا اسکے سارے بال گر پڑے، جمیل ابن ہبیرہ کے پاس واپس چلا آیا اسکا علاج کیا گیا اور وہ اچھا ہوگیا۔ جمیل نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ صورتِ حال اس سے زیادہ نازک ہے جتنا کہ آپ کو معلوم ہوئی ہے سعید تو آپ کو اپنا ایک عامل سمجھتا ہے، یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ حرشی پر برہم ہوا، اور اسے برطرف کردیا اور اسے سخت تکلیفیں دیں، اور اسکے پیٹ میں چیونٹیاں بھر دیں گہ

حرشی نے اپنی معزولی کے وقت کہا تھا کہ اگر عمرو نے آنکھ میں لگانے کے لئے بھی ایک درہم مجھسے طلب کیا تو میں ہرگز نہ دوں گا، مگر جب اسے طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں تو جرمانہ ادا کردیا اسیر ایک شخص نے اس سے کہا کہ تمہارا تو یہ دعویٰ تھا کہ تم اسے ایک درہم بھی نہ دوگے، حرشی نے کہا کہ تم اب اس بات پر مجھے طعنہ نہ دو۔

جب مجھ پر سختیاں کی گئیں تو میں گھبرا گیا۔

علی بن محمد لکھتے ہیں کہ ابن ہبیرہ حرشی سے اس لئے ناراض ہوا تھا کہ اُس نے معقل بن عروہ کو ہراة کا عامل بنا کر یا کسی اور کام کے لئے بھیجا، معقل حرشی سے ملے بغیر سیدھا ہراة آیا۔ مگر جس کام کے لئے ہراة آیا تھا اُس کام کو وہ اس لئے پورا نہ کر سکا کہ کسی نے اُسکے حکم کی تعمیل نہ کی۔ معقل نے حرشی کو اس کی شکایت لکھی حرشی نے اپنے عامل ہراة کو لکھا کہ معقل کو میرے پاس بھیجدو۔ معقل حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اُس سے پوچھا کہ ہراة جانے سے پیشتر تم کیوں میرے پاس نہ آئے۔ معقل نے کہا کہ میں ابن ہبیرہ کا عامل ہوں۔ اُس نے مجھے عامل مقرر کیا ہے جسطرح کہ اُس نے تمھیں عامل مقرر کیا۔ حرشی نے اُسکے دوسو کوڑے لگوائے اور اُسکا سر منڈوا ڈالا۔ اس بنا پر ابن ہبیرہ نے حرشی کو موقوف کردیا اور اُسکی جگہ مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔ اور حرشی کو ایک خط میں گالیاں دیں کہ تو بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔ خط پڑھکر سعید نے کہا کہ خود وہ بدبو والی عورت کا بیٹا ہے۔

ابن ہبیرہ نے مسلم کو لکھا کہ معقل بن عروہ کے ہمراہ حرشی کو میرے پاس بھیجدو۔ ابن ہبیرہ نے حرشی کو معقل کے حوالے کردیا۔ معقل اُسکے ساتھ بدسلوکی اور سختی کرنے لگا، ایک دن ابن ہبیرہ نے معقل کو حرشی کے متعلق حکم دیا، معقل نے اُسے خوب زد وکوب کیا، ابن ہبیرہ نے اُس سے کہا کہ اسی طرح اسے تکلیفیں دیتے دیتے مار ڈالو۔ رات کو ابن ہبیرہ نے قصہ کہانی سننا شروع کی، اور درباریوں سے پوچھا کہ قیس کا سردار کون ہے سب نے کہا خود امیر۔ ابن ہبیرہ نے کہا تم غلط کہتے ہو۔ اس خیال کو چھوڑ دو، قیس کا سردار کوثر بن زفر ہے اگر وہ کسی رات میں بگل بجادے تو بیس ہزار قیس کے جوانمرد فوراً اُسکی دعوت پر لبیک کہینگے اور یہ بھی نہ پوچھینگے کہ آپ نے ہمیں کیوں بلایا ہے۔ اور یہ گدھا جو قید میں ہے اور جسکے قتل کا میں نے حکم دیا ہے یہ قیس کا شہسوار اور بہادر ہے، البتہ میں شاید خیر سگال کہلانے کا مستحق ہونگا کیونکہ جب کبھی کوئی بات مجھ سے ایسی کہی گئی ہے جس میں ان کا نفع ہوتا ہو

اور اُس سے میں کر بھی سکتا ہوں تو میں نے اسکے کرنے میں کبھی دریغ نہیں کیا اسپر بنی فزارہ کے ایک اعرابی نے کہا کہ آپ ایسے نہیں ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کر رہے ہیں اگر ایسے ہی ہوتے تو کبھی قیس کے بہادر ترین آدمی کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ یہ سنتے ہی ابن ہبیرہ نے معقل سے کہلا بھیجا کہ مناسب یہ ہے کہ جو حکم میں نے تمھیں دیا تھا اب اُسپر عمل نہ کرو۔

پھر ایک وہ زمانہ آیا جب کہ ابن ہبیرہ نے راہ فرار اختیار کی اور خالد نے سعید بن عمرو الحرشی کو اُسکے تعاقب میں روانہ کیا ابن ہبیرہ ایک مقام سے کشتی میں بیٹھکر دریائے فرات کو عبور کر رہا تھا کہ حرشی نے اُسے آلیا کشتی کے صدر میں ابن ہبیرہ کا غلام قبیض بیٹھا ہوا تھا حرشی نے اُسے پہچان لیا اور پوچھا کہ تم قبیض ہو قبیض نے کہا جی ہاں حرشی نے پوچھا کیا کشتی میں ابو المثنی ہے؛ غلام نے کہا جی ہاں، ہیں اب خود ابن ہبیرہ حرشی کے پاس آیا۔ حرشی نے اس سے پوچھا تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو ابن ہبیرہ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ اپنے ایک ہم قوم کو ایک قریشی کے حوالہ نہ کرینگے حرشی نے کہا ہاں یہی ہے ابن ہبیرہ نے کہا تو بس اب میرے لئے سلامتی ہے۔

جب ابن ہبیرہ نے حرشی کو قید کر دیا تو معقل بن عروۃ القشیری ابن ہبیرہ کے پاس گیا اور عرض پرداز ہوا کہ جناب والا نے قیس کے بہادر ترین شخص کو قید کیا۔ اُسکی رسوائی اور تذلیل کی، اگرچہ میں خود بھی اُس سے خوش نہیں ہوں مگر یہ بھی نہیں چاہتا کہ آپ اُسے ایسی سخت سزا دیتے جو دے چکے ہیں، ابن ہبیرہ نے کہا کہ تم میرے اور اُسکے درمیان میں رہے ہو، تمام واقعات سے واقف ہو جب میں عراق آیا میں نے اسے بصرہ کا عامل مقرر کیا، پھر خراسان کا صوبہ دار بنا دیا۔ اُس نے میری توہین کے لئے مجھے ایک بڈھا ناکارہ گھوڑا بھیجا۔ میرے حکم کی کبھی پروا نہیں کی، خیانت کی میں نے اُسے معزول کر دیا۔ جب میں نے اُسے ابن نسعہ کہا تو اُس نے بھی مجھے الٹ کر ابن نسعہ کہا۔ اس پر معقل نے کہا کہ یہ تو اس فاحشہ کے بیٹے نے بے شک بُرا کیا۔ اس گفتگو کے بعد معقل حرشی کے پاس جیل خانہ میں آیا اور اُس نے کہا اے نسعہ کے بیٹے تیری ماں فاحشہ تھی، میں نے اُسے انسی خارشتی بھیڑوں کے عوض میں خریدا تھا، وہ چرواہوں کے ساتھ رہا کرتی تھی جس سے باری باری ہر ایک متمتع ہوتا تھا اور ہر آنے اور جانے والے کے لئے

وہ وقف تھی تو اُسے حارث بن عمرو بن حرجة کی بیٹی کے حمائل پیش کرتا ہے اور تو نے ابن ہبیرہ پر بہتان باندھا ابن ہبیرہ معزول ہوا۔ اور خالد عراق آیا۔ خالد نے حرشی کو معقل بن عروہ پر مسلط کردیا۔ حرشی نے شہادت پیش کی کہ اس نے مجھے حرامزادہ کہا تھا۔ خالد نے حرشی کو حکم دیا کہ اسے کوڑے لگاؤ معقل پر حد جاری کی گئی حرشی نے کہا کہ اگر ابن ہبیرہ نے میرے بازو کو زخمی نہ کردیا ہوتا تو میں تیرے دل میں سوراخ کردیتا اسپر بنی کلاب کے ایک شخص نے جب اُسے دُرّے لگائے جارہے تھے معقل سے کہا کہ تو نے یہ بُرا کیا کہ اپنے ایک بھائی سے بدسلوکی کی اور اُسے حرام کا ٹھہرایا۔ یہ سنتے ہی معقل نے اسوقت پھر حرشی کو حرامزادہ کہا، خالد نے حکم دیا کہ اسپر دوبارہ حدِ شرعی جاری کی جائے مگر قاضی نے حکم دینے سے انکار کردیا عمرو بن ہبیرہ کی ماں بسرہ بنت حسّان قبیلۂ عدی الرباب کی ایک عدوی عورت تھی۔

اس سنہ میں عمرو بن ہبیرہ نے مسلم بن سعید بن اسلم بن زرعہ بن عمرو بن خویلد الصعق کو سعید بن عمرو الحرشی کو موقوف کرنے کے بعد خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا۔

"ابن ہبیرہ کے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کرنے کی وجہ"

جب سعید بن اسلم مارا گیا، تو حجاج نے مسلم بن سعید کو اپنے بیٹوں کے ساتھ رکھ لیا۔ مسلم نے حجاج کی صحبت میں اچھی تعلیم حاصل کی، رموز سیاست اور دستورِ حکومت سے آگاہ ہوگیا اور ممتاز قابلیت حاصل کی، جب عدی بن ارطاة عراق آیا تو اُس نے ارادہ کیا کہ اسے کسی جگہ کی نظامت دے، اس بارہ میں اپنے کاتب سے مشورہ لیا۔ اُس نے کہا کہ ایک چھوٹی نظامت پر اسے سرفراز کردیجئے۔ اور پھر ترقی دیدیجئے گا۔ چنانچہ عدی نے مسلم کو کسی جگہ کا عامل بنادیا۔ مسلم نے اپنے علاقہ کا نہایت اچھا انتظام کیا اور پوری فرض شناسی سے کام کیا۔

یزید بن المہلب کی بغاوت کے زمانہ میں مسلم تمام سرکاری خزانہ

لیکر شام چلا گیا تھا۔ جب عمرو بن ہبیرہ عراق آیا تو اُس نے مسلم کو کسی جگہ کا صوبہ دار بنانے کا ارادہ کیا اور اُسے اپنے پاس بلایا اب مسلم جوان نہ رہا تھا، جب ابن ہبیرہ نے اُسے دیکھا تو اُسکی ڈاڑھی میں سفید بال نمایاں تھے ابن ہبیرہ نے یہ دیکھکر تکبیر کہی، ایک رات ابن ہبیرہ قصے سُن رہا تھا اور مسلم بھی اُس صحبت میں موجود تھا، داستان گو تو چلے گئے مگر مسلم ابن ہبیرہ کے پاس بیٹھا رہا ابن ہبیرہ کے ہاتھ میں ایک امرود تھا اُسے اُس نے مسلم کی طرف پھینکا اور کہا کیا تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں تمھیں خراسان کا صوبہ دار بنا دوں۔ مسلم نے کہا جی ہاں، ابن ہبیرہ نے کہا کل انشاء اللہ۔ صبح کو دربار منعقد ہوا۔ دربار ہی حاضر ہوئے، ابن ہبیرہ نے مُسلم کے خراسان کا صوبہ دار مقرر کئے جانے کا اعلان کیا اور پروانۂ تقرر لکھدیا۔ اور حکم دیا کہ خراسان روانہ ہو جاؤ، ابن ہبیرہ نے اپنے تحصیلداروں کو احکام جاری کر دیئے۔ کہ آیندہ وہ مسلم سے مراسلت کریں۔ اسی طرح ابن ہبیرہ نے جبلہ بن عبدالرحمن باہلہ کے آزاد غلام کو بُلایا اور اُسے کرمان کی صوبہ داری عطا کی۔ اُسپر جبلہ نے کہا ان تقررات میں میرے ساتھ انصاف نہیں برتا گیا مسلم کو یہ آرزو کرنا زیبا تھا کہ میں کسی بڑے علاقہ کا حاکم بنایا جاؤنگا اور پھر میں مسلم کو کسی پرگنہ کا عامل مقرر کرونگا مگر معاملہ اسکے بالکل برعکس ہوا کہ اُسے تو خراسان کی صوبہ داری عطا ہوئی اور مجھے کرمان کی عاملی۔

غرض کہ مسلم آخر ۱۰۲ھ یا ۱۰۳ھ ہجری میں خراسان دوپہر کے وقت پہنچا۔ دار الامارہ کے دروازہ پر آیا اُسے بند پایا پھر اصطبل آیا۔ اُسکا دروازہ بھی بند پایا مسجد میں آیا۔ مسجد کا چھوٹا دروازہ بھی بند تھا۔ مسلم نے نماز پڑھی۔ مسجد کے چھوٹے دروازہ سے ایک خدمت گار داخل ہوا۔ اُس سے لوگوں نے کہا کہ امیر آئے ہوئے ہیں، خادم اُن کے آگے آگے چلا صوبہ دار کی نشست گاہ میں پہنچایا اور حرشی کو اُسکی اطلاع کی، حرشی کو جب اُسکے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اُس سے پُچھوایا کہ آیا صوبہ دار ہو کر آئے ہو یا وزیر کی حیثیت یا محض سیر کی غرض سے مسلم نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ ایسا شخص خراسان میں نہ محض

سیر کی غرض سے آیا کرتا ہے اور نہ وزیر کی حیثیت سے۔
حرشی اُسکے پاس آیا۔ مسلم نے اُسے گالیاں دیں اور اُسے قید کرنے کا حکم دیدیا۔ درباریوں نے کہا کہ اگر آپ اُسے اس حالت میں دن میں باہر نکالیں گے تو وہ قتل کر ڈالا جائے گا۔ مسلم نے حکم دیا کہ میرے ہی پاس قید رہنے دو۔ جب شام ہوئی تو رات کو جیل خانہ میں ڈالدیا۔ اور بیڑیاں پہنا دیں۔ مہتمم جیل کو حکم دیا کہ اُسے اور بیڑیاں پہنا دو۔ حرشی مہتمم محبس کے پاس آیا اور اس کی وجہ پوچھی اُس نے کہا کہ مجھے ایسا ہی حکم دیا گیا ہے۔ حرشی نے مہتمم محبس کے منشی سے کہا کہ مسلم کو لکھو کہ تمھارے مہتمم محبس نے مجھسے بیان کیا ہے کہ تم نے اُسے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میرے زیادہ بیڑیاں ڈالی جائیں، اگر یہ آپ کے افسر بالادست کا حکم ہے تو اُسکے سامنے سر تسلیم خم ہے اور اگر یہ خود تمھاری تجویز ہے تو یہ تمھاری فطرت اصلیہ کا مقتضٰی ہے اُس نے یہ شعر اوس وقت پڑھا۔

هم ان يثقفوني يقتلوني ومن اثقف فليس الى خلود

(ترجمہ) اُنھوں نے اگر مجھے پکڑ لیا وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے، مگر جو پکڑیگا وہ بھی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔

مسلم نے اپنے ضلع پر ایک شخص کو اپنی جانب سے عامل مقرر کرکے بھیجدیا۔ ابن ہبیرہ بڑا حریص تھا اُس نے یزید بن المہلب کے داروغہ کو جو خراسان اور خراسان کے عمائد سے بخوبی واقف تھا گرفتار کرکے اپنے پاس رکھا اور ایک اشراف وہاں کا ایسا نہ بچا جسپر ابن ہبیرہ نے خیانت وتغلب کا الزام لگایا ہو۔ ابو عبیدہ عنبری اور ایک اور شخص خالد نام کو حرشی کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ جن جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں انھیں ابو عبیدہ کے حوالے کردو تاکہ یہ اُن سے سرکاری مطالبہ وصول کرلے۔
حرشی نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی اور اُسکے قاصد کو واپس کردیا۔ مگر جب ابن ہبیرہ نے مسلم کو خراسان کا صوبہ دار بنایا تو حکم دیا کہ یہ رقمیں وصول کی جائیں۔ خراسان پہنچنے کے بعد مسلم نے چاہا کہ اُن لوگوں کو جنپر یہ سرکاری رقمیں واجب الادا ٹھہرائی گئی تھیں گرفتار کرلے، مگر لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ ایسا ہرگز نہ کرنا

ورنہ ایک دن خراسان میں چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا، اور اگر آپ نے ہمارا کہا نہ مانا اور اُن سے مطالبہ نہ چھوڑ دیا تو آپ کے خلاف بغاوت ہو جائیگی اُنھیں پر خراسان کا دار و مدار ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ جنھیں آپ اِن مطالبات کی وجہ سے پکڑنا چاہتے ہیں یہاں کے سر برآوردہ اور با اثر لوگ ہیں۔ اور جو مطالبہ اُن پر عائد کیا گیا وہ غلط ہے، جابر بن مہزم پر تین لاکھ درہم واجب الادا تھے، اُس میں ایک لاکھ کی زیادتی کردی گئی اور اسطرح چار لاکھ ہوگئے جن لوگوں کے نام آپ کے سامنے لئے گئے ہیں اُن میں سے اکثر ایسے ہی ہیں۔ جنپر اُنکی حیثیت کی وجہ سے زیادہ مطالبہ کیا گیا ہے" یہ معاملہ مُسلم نے ابن ہبیرہ کو لکھا اور ایک دفعہ بھی اُسکے پاس بھیجا جن میں جہزم بن جابر بھی تھا، جہزم نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ جناب والا کے علم میں جو بات لائی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہرگز ہمارے ذمہ یہ رقم واجب الادا نہیں جو ہم پر عائد کی گئی ہے، اور اگر ہوگی بھی تو بہت تھوڑی جسکی ادائی کے لئے مطالبہ کی صورت میں ہم بالکل آمادہ ہیں۔ ابن ہبیرہ نے یہ آیت پڑھی۔

ان اللہ یامرکم ان تودّوا الامانات الی اھلھا

(ترجمہ)۔ بے شک اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم دیدو امانتوں کو اُن کو جنکی وہ امانتیں ہیں"

جہزم نے کہا کہ اس کے آگے بھی تو پڑھیے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل

(ترجمہ)۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف سے فیصلہ کرو۔

مگر ابن ہبیرہ نے کہا کہ یہ رقوم تو میں ضرور وصول کروں گا۔ جہزم نے کہا کہ اگر تم اِن مطالبات کو وصول کرو گے تو ایسے لوگوں سے لوگے جو بڑے دبدبہ والے تمھارے دشمنوں کے حق میں سخت جنگجو ہیں۔ اور اس طرح تم خراسان کے باشندوں کو نقصان پہنچاؤ گے، اُن کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد اور مقطع سب خطرہ میں پڑجائینگے۔ ہم ایسے سرحدی علاقہ میں ہیں جہاں ہمیشہ دشمن سے برسرِ معرکہ رہتے ہیں جب ہم زرہ زیب تن کرتے ہیں تو اس کے اُتارنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

بلکہ یہ حالت ہوتی ہے کہ اُسکا زنگ ہماری کھال میں پیوست ہوجاتا ہے، اور فولاد کے زنگ کی بو سے ہمارے خادم بھی اپنا منہ ہم سے پھیر لیتے ہیں برخلاف اسکے آپ اپنے علاقہ میں تنہا امن و عافیت کی حالت میں عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں علاوہ بریں جن لوگوں پر یہ مطالبات عائد کئے گئے ہیں وہ خراسان کے سر برآوردہ لوگ ہیں، بڑے بڑے متاجر ہیں اور جہاد کیلئے فوج اور مال کے بڑے بڑے سربراہ کار ہیں یہاں ہمارے سامنے وہ لوگ ہیں جو تنگ دشوار گزار درہ سے ہمارے پاس سرخ اونٹنیوں پر آئے، مختلف مقامات کے حاکم و عامل بنائے گئے۔ اور خوب روپیہ کمایا جو اُن کے پاس کثیر مقدار میں موجود ہے

ابن ہبیرہ نے مُسلم بن سعید کو اس وفد کی ساری گفتگو لکھی اور حکم دیا کہ اُنسے اُتنا روپیہ وصول کرو جتنا یہ بیان کرتے ہیں کہ اُنپر واجب الادا ہے۔

جب مُسلم کے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا تو اُس نے متاجروں سے اُس روپیہ کا مطالبہ کیا اور حاجب ابن عمرو الحارثی کو حکم دیا کہ اُن پر سختیاں کرے، حاجب نے اُن سے سرکاری مطالبات جو اُن پر باقی لگائے گئے تھے وصول کر لئے

اس سال عبدالواحد بن عبداللہ النضری کی امارت میں جو کہ مدینہ اور طائف کا اس سنہ میں صوبہ دار تھا حج ہوا۔ عمرو بن ہبیرہ عراق و مشرق کا ناظم اعلیٰ تھا، حُسین بن الحسن الکندی اس سال کوفہ کے قاضی تھے، اور عبدالملک بن یعلیٰ بصرہ کے قاضی تھے۔

۱۰۵ سنہ ہجری کے اہم واقعات

اس سنہ میں جراح بن عبداللہ الحکمی نے لان پر جہاد کیا اور وہاں سے بھی آگے بڑھکر اُن شہروں اور قلعوں پر حملہ کیا جو دارالبنجر واقع تھے اُن میں سے بعض کو اُسنے فتح کر لیا، اور وہاں کے بعض باشندوں کو جلا وطن کر دیا۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔ اسی سنہ میں سعید بن عبدالملک نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، ایک ہزار سپاہ کی ایک مہم بھیجی جو سب کے سب دشمن کے ہاتھ سے مارے گئے۔

مُسلم بن سعید نے ترکوں سے جہاد کیا مگر کوئی فتح حاصل نہیں کی اور واپس

چلا آیا۔ اسکے بعد افشینہ پر جو سغد کا ایک شہر ہے چڑھائی کی اور اسکے بادشاہ اور باشندوں سے صلح کرلی۔

اس واقعہ کی تفصیل

مسلم بن سعید نے بہرام سیس کو مرزبان کے درجہ پر ترقی دی اور اُسے فوج کا پیشرو مقرر کیا، اس سنہ کے آخری موسم گرما میں مسلم ترکوں سے جہاد کرنے گیا مگر بغیر کسی کامیابی کے واپس پلٹ آیا۔ ترکوں نے اُسکا تعاقب کیا اور جب اُسکی فوج دریائے بلخ کو عبور کررہی تھی سعید کو آلیا، اُسوقت بنی تمیم ساقۃ لشکر پر تھے، عبید اللہ بن زبیر بن حیان بنی تمیم کے رسالہ کا سردار تھا، بنی تمیم نے دشمن کے یلغار کو آگے بڑھنے سے روکدیا۔ اور مسلمانوں نے حفاظت کے ساتھ دریا کو عبور کرلیا۔

اس اثناء میں یزید نے انتقال کیا اور ہشام خلیفہ ہوگیا، مسلم نے افشین پر چڑھائی کی افشین کے بادشاہ نے چھ ہزار راس پر صلح کرلی اور قلعہ کو مسلم کے حوالے کردیا۔ مسلم ۱۰۵ھ ہجری کے اختتام پر اس مہم سے فراغت کرکے اپنے دارالحکومت کو واپس آیا۔

اس سنہ میں یزید بن عبد الملک نے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، واقدی کہتے ہیں کہ یزید نے اڑتیس سال کی عمر میں مقام بلقاء نواح دمشق میں انتقال کیا۔ بعض راویوں نے یزید کی عمر چالیس سال کی بیان کی ہے، اور بعضوں نے چھتیس ۳۶ سال کہے ہیں ابی معشر ہشام بن محمد اور علی بن محمد کے نزدیک یزید کی مدت خلافت چار سال ایک ماہ ہے مگر واقدی کے بیان کے مطابق صرف چار سال۔

ابو خالد یزید کی کنیت تھی۔

علی بن محمد کہتے ہیں کہ یزید بن عبد الملک نے ۳۵ یا ۳۴ سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۰۵ھ ہجری ماہ شعبان کے ختم ہونے میں پانچ راتیں باقی تھیں کہ انتقال کیا، مقام اربد واقعہ علاقہ بلقاء میں اسکی موت وقوع پذیر ہوئی۔ اُسکے پندرہ سالہ لڑکے ولید نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ہشام بن عبد الملک اُس روز حمص میں تھا۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ یزید نے ۳۳ سال کی عمر میں وفات کی۔
علی کہتے ہیں کہ ابو ماویہ یا کسی اور یہودی نے یزید سے کہا تھا کہ تم چالیس سال خلافت کروگے، اُسپر کسی اور یہودی نے کہا خدا اُسپر لعنت کرے اس نے جھوٹ کہا اصل میں اُسکا خیال تھا کہ یہ چالیس قصبہ خلافت کرے گا، اور قصبہ ایک مہینہ کی مدت کو کہتے ہیں۔ اس طرح اُس نے ایک ماہ کو ایک سنہ قرار دیا۔

یزید کے اخلاق و عادات

یزید بنی امیہ کا ایک رنگیلا نوجوان تھا ایک روز حالت سرور و نشاط میں حبابہ اور سلامہ سے جو اُس کے پاس اُسوقت تھیں کہنے لگا کہ مجھے چھوڑدو میں اڑونگا۔ اُسپر حبابہ نے کہا اور اُمتِ محمدی کو کس پر چھوڑوگے جب یزید کا انتقال ہوگیا تو سلامۃ القس نے یہ اشعار پڑھے:

لا تلمنا ان خشعنا اوھممنا بالخشوع

اگر ہم روئے دھوئے یا ایسا کرنیکا ہم نے ارادہ کیا تو اُسپر ہمیں ملامت نہ کرو۔

قد لعمری بت لیلی کاخی الداء الوجیع

میری عمر کی قسم میں نے اپنی رات اُس مریض کی طرح حالت کرب و بے چینی میں گزاری جو کسی تکلیف دہ مرض میں مبتلا ہو۔

ثم بات الھم منی دون من لی من ضجیع

پھر چلا گیا درد میری طرف سے قریب اُس شخص کے جو میرا ہم بستر تھا۔

للذی حل بنا الیو م من الامر الفضیع

اُس اندوہناک مصیبت کی وجہ سے جو آج ہم پر پڑی ہے۔

کلما ابصرت ربعا خالیا فاضت دموعی

جب جب میں خالی مکان کو دیکھتی ہوں میرے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔

قد خلا من سید کا ن لنا غیر مفیع

ایسا سردار گزر گیا جو ہمارے لئے غیر سود مند نہ تھا۔

اِن اشعار کو پڑھکر وہ چلاتی امیر المومنیناہ! (یہ شعر کسی انصاری کے ہیں) یزید سلیمان بن عبدالملک کے عہدِ خلافت میں حج کرنے گیا تھا وہاں

اُس نے حبابہ کو جسکا اصل نام عالیہ تھا چار ہزار دینار کے عوض عثمان بن سہل بن حنیف سے خریدا۔ سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید کو اُس سے تمتع حاصل کرنے سے حکماً منع کردے، یہہ دیکھکر یزید نے حبابہ کو واپس کردیا اور اُسے ایک مصر کے رہنے والے نے خرید لیا ایک دن سُعدہ نے یزید سے کہا کہ کیا اب بھی امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی آرزو باقی ہے۔ یزید نے کہا "ہاں حبابہ" سعد نے ایک شخص کو بھیجکر چار ہزار دینار کے عوض حبابہ کو خرید منگوایا۔ اُسے نہایت آسایش اور راحت پہنچائی جب اُس کی سفر کی تکان جاتی رہی تو یزید کے پاس لیکر آئی مگر پہلے اُسے پس پردہ بٹھایا اور پھر یزید سے پوچھا کہ کیا امیر المومنین کے دل میں دنیا کی کوئی خواہش پوری ہونے کے لئے باقی ہے' یزید نے کہا۔ یہی سوال تم پہلے بھی ایک مرتبہ کر چکی ہو اور میں نے تمھیں اپنی تمنا بتادی تھی اب سُعدہ نے پردہ اُٹھایا اور کہا لیجئے یہ حبابہ موجود ہے، یہ کہکر اسکے کمرہ سے نکل آئی اور حبابہ کو یزید کے پاس خلوت میں چھوڑ آئی۔ اس بات سے یزید کے دل میں شعدہ کی بڑی گنجایش پیدا ہوگئی اور اُسے بہت کچھ انعام واکرام دیا۔

سُعدہ یزید کی بیوی تھی، اور حضرت عثمانؓ کی اولاد میں تھی۔

ایک دن حبابہ نے یہ شعر گایا۔

بین التراقی واللهاة حرارة ما تطمئن وما تسوغ فتبرد

(سینہ اور حلق کے درمیان ایک ایسی سوزش ہے کہ جو نہ دبتی ہے اور نہ بہ داشت کی جاتی ہے کہ ٹھنڈی پڑجائے)

یہ سنکر یزید پر ایک حالت طاری ہوئی کہ اُس نے اڑجانا چاہا حبابہ نے کہا امیر المومنین ابھی ہمیں آپ کی ضرورت ہے، اس واقعہ کے بعد خود حبابہ بیمار پڑی اور اُسکی حالت خراب ہوگئی یزید نے پوچھا حبابہ کیسی ہو، اُس نے کچھ جواب نہ دیا۔ یزید رو پڑا اور اُس نے یہ شعر پڑھا۔

لئن تسلُ عنك النفس اوتذهل الهوى فباليأس تسلو القلب لا بالتجلد

اگر مجھے تمھارا صبر آجائے یا محبت کم ہو جائے تو اُس کی وجہ یہ ہوگی کہ نا امیدی

سے دل کو تسلی ہو جائیگی نہ یہ کہ میں خود تمہاری یاد کو فراموش کرنا چاہتا ہوں "
حبابہ کی ایک خادمہ لونڈی اس شعر کو پڑھکر اپنے جذبات کا اظہار کر رہی تھی۔

کفی حزناً بالهائم الصبّ ان یریٰ منازل من یهویٰ معطلةً قفرا

عاشق فریفتہ کے رنج و غم کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنی پیاری معشوقہ
کے مکانات کو خالی دیکھے "

یزید نے یہ شعر سُنا اور پھر یہی اُسکی زبان پر بھی وِرد ہو گیا۔

حبابہ کی موت کے بعد یزید کل سات روز زندہ رہا۔ دربار بھی موقوف کر دیا۔ کسی سے ملتا جلتا بھی نہ تھا۔ مسلمہ نے اس بات کی طرف اسے توجہ بھی دلائی تھی، مگر اسے یہ ڈر تھا کہ ممکن ہے کہ فرطِ غم سے مجھ پر جو بے خودی طاری ہے اسکی وجہ سے لوگوں کے سامنے مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جو میری خفت عقل پر دلالت کرے "

خلافت ہشام بن عبد الملک

اسی سنہ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ۲ راتیں باقی تھیں کہ ہشام بن عبد الملک ۳۴ سال کچھ ماہ کی عمر میں خلیفہ ہوا۔

جس سال مصعب بن الزبیر قتل ہوئے یعنی ۷۲ھ ہجری۔ اُسی سال ہشام پیدا ہوا۔ اُسکی ماں کا نام عائشہ بنت ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا' یہ ایک پاگل عورت تھی۔ اُسکے لوگوں نے اُسے منع کر دیا تھا کہ تا وقتیکہ تیرے بچہ نہ پیدا ہو جائے عبدالملک سے بات نہ کرنا یہ گاؤ تکیوں کو دوہرا کر دیتی اور اُن پر سوار ہو کر بچوں کی طرح ہنکاتی گویا کوئی سواری ہے' لوبان خرید کر اُسے چباتی اُس سے مورتیں بناتی اور مورتوں کو تکیوں پر رکھتی۔ اور ہر مورت کا نام اپنی لونڈیوں کے نام پر رکھتی اور اُن مورتوں کو ان ناموں سے پکارتی۔ عبدالملک نے اُسکے پاگل ہونے کی وجہ سے اُسے طلاق دیدی۔ اس واقعہ کے بعد ہی عبدالملک مصعب بن الزبیر سے جنگ کرنے گیا۔ اور اُنھیں قتل کیا۔ انھیں قتل کرنے کے بعد ہی اوسے ہشام کی ولادت کی خبر ملی۔

عبدالملک نے اُسکا نام تفاؤل کے طور پر منصور رکھا۔ مگر اُسکی ماں نے اُسکا نام اپنے باپ کے نام پر ہشام رکھا، اور عبدالملک نے اُسکی مخالفت بھی نہ کی۔ ہشام نے ابوالولید، اپنی کنیت قرار دی تھی۔

ہشام زیتونہ میں اپنے مکان کے ایک کمرہ میں تھا کہ اُس سے کہا گیا کہ آپ خلافت کے منصب جلیلہ پر سرفراز ہوئے، جس مکان میں ہشام اُسوقت مقیم تھا وہ بہت ہی چھوٹا سا تھا۔ قاصد نے عصا اور خاتم خلافت ہشام کے حوالے کی اور خلیفہ کہکر اُسے سلام کیا، ہشام رصافہ سے سوار ہوکر دمشق آیا۔

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان سندھ سے آیا۔ سندھ میں جنید بن عبدالرحمن کا ترجمان تھا جب جنید معزول کر دیا گیا تو بکیر کوفہ چلا آیا۔ اُسکے پاس چار چاندی کی اینٹیں تھیں اور ایک سونے کی اینٹ تھی، یہ ابوعکرمہ صادق میسرہ، محمد بن خنیس سالم الاعین۔ اور ابو یحییٰ بنی سلمہ کے آزاد غلام سے ملا۔ اُن لوگوں نے اُس سے کہا کہ بنی ہاشم کے لئے جو تحریک کیجا رہی ہے۔ اُس میں تم شریک ہو جاؤ، بکیر نے اسے قبول کر لیا۔ اور جو کچھ اُسکے پاس تھا۔ اُسے اُنھیں لوگوں پر خرچ کر دیا اور محمد بن علی کے پاس آیا۔ اس اثناء میں میسرہ نے انتقال کیا۔ محمد بن علی نے اُسے میسرہ کے بجائے تمام عراق کا داعی مقرر کر دیا۔

اس سنہ میں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل امیر حج تھا۔ نضری مدینہ کا والی تھا۔ جب ابراہیم حج کرنے گیا تو اُس نے عطا بن رباح سے پچھوایا کہ میں کس وقت مکہ میں خطبہ پڑھوں۔ عطار نے کہا بعد ظہر، ماہ ذی الحج کی دسویں تاریخ سے ایک دن پہلے مگر ابراہیم نے ظہر سے پہلے ہی خطبہ پڑھ دیا۔ اور کہا کہ میرے قاصد کے ذریعہ عطار نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا، مگر عطار نے کہا نہیں، میں نے بعد ظہر خطبہ کے لئے کہا تھا، اُس روز اس واقعہ سے ابراہیم جھیپ گیا۔ لوگوں نے اُس کے فعل کو ناواقفیت پر محمول کیا۔

اسی سنہ میں ہشام نے عمر بن ہبیرہ کو عراق اور تمام مشرقی علاقہ کی صوبہ داری کے عہدہ سے برطرف کر دیا اور اسکی جگہ خالد بن عبداللہ القسری کو ماہ شوال میں مقرر کیا۔

عمرو بن یزید بن عُمیرۃ الاسیدی کہتا ہے کہ ایک دن میں ہشام سے ملنے گیا خالد بن عبداللہ بھی اُس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اہل یمن کی اطاعت و فرمان برداری کا تذکرہ کر رہا تھا، مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے زور سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا کہ بخدا ایسی جھوٹ بات میں نے کبھی نہیں سُنی اور نہ ایسا دھوکہ باز دیکھا،

اسلام میں جسقدر فتنے اُٹھے اُن کے بانی مبانی ہمیشہ اہل یمن ہی تھے، انھیں لوگوں نے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو شہید کیا انھیں نے عبدالملک سے بغاوت کی اور آل مہلب کی بغاوت کا واقعہ تو ابھی تازہ ہے، جب میں دربار سے واپس آنے لگا تو خاندانِ مروان کا ایک شخص جو دربار میں اُسوقت موجود تھا میرے پیچھے پیچھے آیا اور کہنے لگا، اے بھائی تمیمی تم نے میرے دل کی بات کہدی۔ میں نے تمھاری بات سُنی امیر المومنین خالد کو عراق کا والی مقرر کر رہے ہیں اب تمھاری خیر نہیں۔

زیاد بن عبداللہ راوی ہے کہ میں شام گیا۔ اور وہاں جاکر مقروض ہو گیا، ایک دن میں ہشام کے دروازہ پر کھڑا تھا کہ ایک شخص ہشام کے پاس سے ہو کر میرے سامنے آیا۔ اور مجھ سے پوچھنے لگا کہ اے نوجوان تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا یمنی ہوں۔ اُس شخص نے میرا نام پوچھا میں نے کہا زیاد بن عبید اللہ بن عبد المدان، یہ سنکر اُس شخص کے لبوں پر مسکراہٹ آئی اور مجھ سے کہا کہ میری جمعیت کے پاس جاکر کہدو کہ روانہ ہو جائیں کیونکہ امیر المومنین مجھ سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے مجھے روانگی کا حکم دیدیا ہے اور ایک آدمی متعین کر دیا ہے جو مجھے روانہ کرا دے۔ میں نے پوچھا کہ جناب والا کون ہیں؟ انھوں نے کہا کہ میں خالد بن عبداللہ القسری ہوں۔ اور اے جوان میرے آدمیوں کو یہ حکم پہنچا دو کہ وہ تمھیں میرے کپڑوں کی مندیل اور میرا زرد رنگ کا گھوڑا دیدیں، میں اُن سے رخصت ہو کر تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر مجھے بُلایا اور کہا اے نوجوان اگر تم کبھی میرے متعلق یہ سنو کہ میں عراق کا والی مقرر کیا گیا ہوں تو تم ضرور میرے پاس آجانا۔

غرض کہ جب میں نے اُسکے لشکر میں جاکر کہا کہ امیر نے مجھے آپ لوگوں کو یہ اطلاع کرنے کے لئے بھیجا ہے کہ امیر المومنین اُن سے خوش ہو گئے ہیں اور انھوں نے تمھارے امیر کو روانگی کا حکم دیدیا ہے تو فرطِ محبت سے کوئی تو مجھسے بغلگیر ہوا اور کسی نے میری پیشانی کو بوسہ دیا۔ جب میں نے اُنکی خوشی کا یہ عالم دیکھا تو میں نے کہا کہ امیر نے اپنی مندیل اور اپنا زرد رنگ کا گھوڑا مجھے دیئے جانے کا حکم دیا ہے، سب لوگوں نے کہا۔ ہاں ضرور، لیجئے بڑی خوشی سے، چنانچہ وہ چیزیں مجھے دیدی گئیں اور اُس شام کو اُس سارے لشکر میں مجھ سے زیادہ عمدہ لباس فاخرہ کسی کے بدن پر نہ تھا، اور نہ مجھسے زیادہ عمدہ گھوڑا کسی کے پاس سواری کے لیئے تھا، تھوڑے ہی عرصہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ خالد عراق کے والی مقرر ہوئے، اس خبر سے مجھے ایک فکر سی دامنگیر ہوئی۔ میرے ایک دوست نے پوچھا۔ میں آپ کو متفکر پاتا ہوں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ اسکا سبب ہے۔ خالد عراق کے والی ہو گئے ہیں۔ یہاں میری کچھ معاش ہو گئی ہے جو ذریعۂ زندگی ہے میں اس شش و پنج میں ہوں کہ اسے چھوڑ کر عراق جاؤں تو ممکن ہے کہ وہ مجھ سے بدل جائے اور محض امید ہی امید میں یہاں کی روزی بھی ہاتھ سے جائے، اسی اُدھیڑ بن میں ہوں سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں گا۔

میرے دوست نے کہا۔ اچھا ایک بات ہے۔ کیا آپ اُسے منظور کرتے ہیں؟۔ میں نے کہا کیا۔ اُس نے کہا کہ یہاں کی آمدنی کا تم مجھے مختار کر جاؤ اور اگر عراق میں کامیابی ہو جائے تو یہ آمدنی میری ہو جائیگی اگر تمھیں وہاں ناکامیابی کا مُنہ دیکھنا پڑے تو واپس چلے آنا میں یہ واپس کردونگا۔ میں نے اس بات کو منظور کر لیا اور عراق روانہ ہوا۔ کوفہ آیا اچھے کپڑے زیبِ تن کئے اور دربار میں گیا۔ لوگ آنا شروع ہوئے، میں نے اُن سے کوئی سروکار نہ رکھا، جب سب اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے تو میں محل میں داخل ہوا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر میں نے امیر کو سلام کیا اُسنے اپنی طرف متوجہ کیا اور تعریف کی، خالد نے سر اُٹھا کر مجھے دیکھا اور اپنی خوشنودی کا اظہار کیا۔ میں ابھی

جائے قیام پر ابھی واپس نہیں پہنچا تھا کہ مجھے چھ سو دینار نقد و جنس کی شکل میں خالد کی طرف سے موصول ہوئے" اسکے بعد سے میں اسکے پاس آنے جانے لگا ایک دن خالد نے مجھسے پوچھا تمھیں لکھنا آتا ہے ؟ - میں نے کہا پڑھ لیتا ہوں لکھنا نہیں آتا۔ خالد نے اظہار تاسف کے طور پر اپنی پیشانی پہ ہاتھ رکھا او انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ کہنے لگا۔ افسوس! میں جو کچھ تمھارے ساتھ کرنا چاہتا تھا اُس میں سے نو حصے جاتا رہا اب تمھارا صرف ایک حصہ باقی ہے خیر یہ بھی اتنا ہے کہ تمھاری مدت العمر کے لئے کفایت کریگا، میں نے عرض کی کیا اس ایک حصہ میں ایک غلام کی قیمت ہے، خالد نے کہا تو پھر کیا کروگے، میں نے کہا جناب والا ایک غلام خرید کر میرے پاس بھیجدیں جو مجھے لکھنا سکھادے۔ خالد نے کہا نہیں - یہ بات تمھاری شان سے گری ہوی ہے، میں نے کہا جی نہیں اس میں کیا مضائقہ ہے۔

غرض کہ خالد نے ایک لکھنے والا حساب داں غلام ساٹھ دینار میں خرید کر میرے پاس بھیجدیا۔ اور اب میں ہمہ تن کتابت کے سیکھنے میں منہمک ہوگیا، البتہ رات ہی کے وقت اُس کے پاس آتا تھا پندرہ راتیں گذری تھیں کہ مجھے اچھی طرح لکھنا پڑھنا آگیا،

ایک رات میں خالد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا۔ کہو کچھ اُس بات کو حاصل کیا، میں نے کہا جی ہاں جو چاہتا ہوں لکھ لیتا ہوں اور جو چاہتا ہوں پڑھ لیتا ہوں۔ خالد نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ شد بد ہونے لگی ہے بس اسی پر اترانے لگے میں نے کہا جی نہیں ایسی بات نہیں ہے، خالد نے گدیلا اُٹھایا۔ وہاں ایک لپٹا ہوا کاغذ رکھا تھا۔ خالد نے مجھ سے کہا اسے پڑھو، میں نے جو کچھ اُس میں تحریر تھا پڑھ دیا۔ یہ اسکے عامل رے کا خط تھا۔ خالد نے کہا۔ اچھا تم رے جاؤ میں نے تمھیں وہاں کا عامل مقرر کر دیا۔ میں رے آیا افسر مالگزاری سے کہا کہ جائزہ دو اُس نے کہلا بھیجا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم پاگل ہو، امیر نے کبھی ایک اعرابی کو افسر مالگزاری مقرر نہ کیا ہوگا، اور تم ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر ہو کر آئے ہوگے، مجھے میرے عہدہ پر بحال رکھو تین لاکھ

تمہارے لیے نذرانہ موجود ہے۔
اب میں نے اپنے فرمان تقرر کو پڑھا تو واقعی میں ناظم فوجداری اور کوتوالی مقرر کیا گیا تھا۔ میں نے کہا میں تو اس توہین کو گوارا نہ کروں گا۔ میں نے خالد کو لکھا کہ آپ نے مجھے رے کا عامل مقرر کیا تو میں نے خیال کیا تھا ہر محکمہ میرے ماتحت ہوگا مگر یہاں آکر وہ خیال غلط ثابت ہوا۔ افسر مالگزاری نے مجھ سے کہلا بھیجا ہے کہ میں اُسے اُسکے عہدہ پر بحال رکھوں تو وہ تین لاکھ دینے کے لیے تیار ہے، اُسکے جواب میں خالد نے مجھے لکھا جو وہ دیتا ہے اُسے قبول کرلو، معلوم ہوتا ہے کہ تم بالکل بے وقوف ہو۔ میں کچھ روز تو وہاں رہا۔ پھر میں نے خالد کو لکھا کہ میں آپ سے ملنے کا مشتاق ہوں آپ مجھے بلا لیجئے۔ اوس نے بلا لیا جب میں اُس کے پاس آگیا تو اب اُس نے مجھے اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا۔
اس سنہ میں مکہ۔ مدینہ اور طائف کا عامل عبدالواحد بن عبداللہ النضری تھا، حسین بن حسن الکندی کوفہ کے قاضی تھے، موسیٰ بن انس بصرہ کے قاضی تھے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہشام نے خالد بن عبداللہ القسری کو ۱۰۶ھ ہجری میں خراسان و عراق کا والی مقرر کیا، اور اس ۱۰۵ھ میں عمر بن ہبیرہ ہی اس تمام علاقہ کا والی تھا۔

سنہ ۱۰۶ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں ہشام نے مکہ، مدینہ اور طائف کی حکومت سے عبدالواحد بن عبداللہ النضری کو برطرف کر دیا اور اسکی جگہ اس تمام علاقہ پر اپنے ماموں ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کو والی مقرر کیا، ابراہیم ۱۷۔ جمادی الآخر ۱۰۶ھ ہجری بروز جمعہ مدینہ میں داخل ہوا۔ اسطرح نضری مدینہ پر ایک سال آٹھ ماہ والی رہا۔
اس سال سعید بن عبدالملک موسم گرما کی مہم لیکر جہاد کے لئے گیا، اور نیز حجاج بن عبدالملک نے لان پر فوجکشی کرکے اس کے باشندوں سے صلح کرلی اور اُنھوں نے جزیہ ادا کر دیا۔ اسی سنہ کے ماہ رجب میں عبدالصمد

بن علی پیدا ہوا۔ امام طاؤس بجیر بن ریسان الحمیری کے آزاد غلام نے مکہ میں اور سالم بن عبداللہ بن عمرؓ نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ہشام نے اِن دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سالم بن عبداللہ نے ۱۰۵ ہجری کے ماہِ ذیحجہ کے آخر میں انتقال کیا، ہشام بن عبدالملک نے بقیع میں نماز جنازہ پڑھائی۔ قاسم بن محمدؒ بن ابی بکر ایک کرتہ پہنے قبر کے پاس بیٹھے تھے۔ ہشام قاسم کے پاس جاکر کھڑا ہوا اور انھیں سلام کیا، قاسم اُٹھکر اسکے پاس آئے، ہشام نے اُنکی خیریت مزاج دریافت کی، قاسم نے جواب میں کہا خدا کا فضل ہے میں اچھا ہوں، ہشام کہنے لگا بخدا میری یہی آرزو ہے کہ اللہ تمھیں خیریت سے رکھے، ہشام نے مدینہ میں جب لوگونکی کثرت دیکھی تو حکم دیا کہ یہاں سے چار ہزار فوج بھرتی کیجائے اسی بنا پر اس سنہ کا نام چار ہزاری سال ہوگیا۔

نیز اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام نے محمدؒ بن صفوان الجمحی کو قاضی بنایا پھر اُنھیں معزول کر کے صلت الکندی کو قاضی بنایا۔

اسی سنہ میں مضری۔ یمنی اور ربیعہ عربوں میں مقام بروقان علاقۂ بلخ میں ہنگامہ آرائی ہوئی۔

شمالی اور جنوبی عربوں کا باہمی جھگڑا

مُسلم بن سعید نے جب جہاد کے ارادہ سے دریا کو عبور کیا تو کچھ لوگوں نے دیدہ و دانستہ اسکے ساتھ شامل ہونے میں دیر لگائی۔ ان میں بختری بن درہم بھی تھا، جب مسلم بن سعید دریا پر آیا تو اُس نے نصر بن سیار، سلیم بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم۔ بلعار بن مجاہد بن بلعا العنبری ابوحفص بن وائل الحنظلی، عقبہ بن شہاب المازنی اور سالم بن ذوائبہ کو بلخ واپس بھیجا، اِن سب پر نصر بن سیار کو حاکم مقرر کیا اور حکم دیا کہ اُن لوگوں کو جنھوں نے جہاد میں شرکت سے گریز کی ہے میرے پاس روانہ کرو، نصر نے بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کے

دروازہ کو جلا ڈالا۔ اُس پر عمرو بن مسلم حاکم بلخ نے اِن لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

اب اس اثناء میں مسلم بن سعید نے دریا کو عبور کرلیا۔ اور نصر مقام بروقان میں آکر فروکش ہوا۔ باشندگان صغانیان اُس کے پاس آئے، مسلمۃ العقفانی التمیمی اور حسان بن خالد الاسدی پان پانسو کی جمعیت کے ساتھ نصر سے آملے اسی طرح سنان الاعرابی۔ زرعۃ بن علقمہ، سلمۃ بن اوس، اور حجاج بن ہارون النمیری اپنے خاندان کے ساتھ نصر سے آملے۔ بنی بکر اور بنی ازو بھی بروقان میں بختری کی سرکردگی میں جمع ہوئے، بختری نے نصر سے نصف فرسخ کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالا۔ نصر نے اہل بلخ سے کہلا بھیجا کہ آپ لوگوں نے اپنی تنخواہیں وصول کرلی ہیں اب امیر کے ساتھ جاکر شامل ہوجاؤ، کیونکہ اُنھوں نے دریا کو عبور کرلیا ہے مگر مضری نصر کے پاس چلے آئے اور ربیعہ اور ازد عمرو بن مُسلم کے پاس جمع ہوگئے، بنی ربیعہ کے بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ چونکہ مُسلم بن سعید امیرالمومنین سے بغاوت کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ ہمیں اپنے ساتھ لیجانے پر مجبور کررہا ہے بنی تغلب نے عمرو بن مسلم سے کہدیا کہ تم ہم میں سے ہو، اور ایک شعر یاد دلایا جو کسی شخص نے کہا تھا اور اُس میں باہلہ کو بنی تغلب سے منسوب کیا تھا اور چونکہ بنو قتیبہ باہلی تھے اس لیے اُنھوں نے کہا کہ ہم تغلبی ہیں۔ مگر بنی بکر نے تغلبی ہونا پسند نہ کیا، تاکہ بنی تغلب کی تعداد زیادہ نہ ہوسکے۔

بیان کیا گیا ہے کہ بنی مَعن جو قبیلۂ ازد سے تھے باہلہ کہلاتے تھے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عمرو بن مُسلم بنی مَعن کے مجالس میں آکر کہتا تھا کہ اگر میں تم میں سے نہیں ہوں تو میں عرب ہی نہیں ہوں جب ایک تغلبی نے اسکی نسبت بھی تغلب کی جانب کی تو عمرو بن مسلم نے کہا کہ میں قرابت کو تو نہیں جانتا البتہ میں تمھاری حمایت اور حفاظت ضرور کروں گا۔

جب دونوں فریق ایک دوسرے کے سامنے آجمے اور خطرہ یقینی ہوگیا۔ تو ضحاک بن مزاحم اور یزید بن المعقل الحدانی سفیر بنکر نصر کے پاس آئے اُس سے گفتگو کی اور خدا کا واسطہ دلایا، نصر واپس جانے لگا، مگر عمرو بن مسلم اور بختری

کی فوج نے اُس پر حملہ کر دیا اور پکارنے لگے "کون ہے جو بنی بکر کو سمجھ لے" بنی بکر پریشان ہو گئے، مگر نصر نے حملہ آوروں پر جوابی حملہ کیا، اور سب سے پہلے اس معرکہ میں ایک باہلی مارا گیا، عمرو بن مسلم کے ہمراہ بختری اور زیاد بن طریف الباہلی بھی تھے، اس معرکہ میں عمرو بن مسلم کے اٹھارہ آدمی کام آئے۔

کردان فراقصہ کا بھائی مسعدہ اور ایک شخص بنی بکر بن وائل کا اسحٰق نام بھی مارے گئے یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو راستوں میں مارے گئے۔

عمرو بن مسلم نے شکست کھا کر قلعہ کی راہ لی اور نصر سے کہلا بھیجا کہ بلعاء بن مجاہد کو میرے پاس بھیج دیجیے۔ بلعاء عمرو کے پاس آیا۔ عمرو نے اُس سے درخواست کی کہ آپ نصر سے میرے لئے امان حاصل کر لیجیے، نصر نے اُسے امان دیدی اور کہنے لگا کہ چونکہ میں تیری جان بخشی کر کے بکر بن وائل پر اپنا اثر اور احسان کرنا چاہتا ہوں اس لئے تجھے چھوڑے دیتا ہوں ورنہ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو ضرور قتل کر دیتا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے عمرو بن مسلم کو ایک چکّی ڈ میں پکڑا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر نصر کے پاس لائے۔ نصر نے اسے امان دیدی اور اس سے اور زیاد بن طریف اور بختری بن درہم سے کہا کہ جاؤ تم لوگ اپنے امیر سے جا ملو۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب نصر اور عمرو کا مقام بروقان میں مقابلہ ہوا تو بکر بن وائل اور یمنیوں کے تیس آدمی مارے گئے اس پر بنی بکر نے کہا کہ ہم اپنے بھائیوں اور اپنے امیر سے کیوں لڑیں، ہم نے اس شخص سے اپنی قرابت جتائی اُس نے اُس سے بھی انکار کیا اسلئے انھوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ ازدی لڑے، انھیں شکست ہوئی اور وہ قلعہ میں جا گھسے نصر نے اُن کا محاصرہ کر لیا۔

بنی عباد کے ایک شخص نے عمرو بن مسلم، بختری اور زیاد بن طریف الباہلی کو پکڑ لیا۔ نصر نے اُن کے سو سو کوڑے لگوائے، اُن کے سر اور داڑھیاں منڈوا دیں اور کمبل کے کپڑے پہنا دیئے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے بختری ایک جھاڑی میں جا چھپا تھا، وہاں سے گرفتار کر کے نکالا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب عمرو بن مسلم اور نصر بن سیار کی جنگ ہوئی تو نصر کو اُس نے شکست دی، اس پر عمرو نے ایک تمیمی سے جو اُس کے پاس تھا

پوچھا کہو بھائی تمیمی تمہاری قوم کیسی بری طرح فرار ہوئی اس بات کو اُس نے بنی تمیم کی شکست پر طعن کرنے کے لیے اُس سے کہا، مگر اس کے بعد ہی بنی تمیم نے جوابی حملہ کیا، عمرو کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اور جب غبار دور ہوا تو دیکھا کہ بلعاء بن مجاہد بنی تمیم کی ایک جماعت کو لیئے ہوئے عمرو کے ساتھیوں کو میدانِ جنگ سے ڈھوروں کی طرح مار مار کر بھگا رہا ہے، اب اُس تمیمی شخص نے عمرو سے کہا دیکھو میری قوم کا فرار ایسا ہوتا ہے۔ عمرو شکست کھا کر بھاگا۔ بلعاء نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قیدیوں کو قتل مت کرو۔ انھیں ننگا کرو اور اُن کے پائجامے سرینوں پر سے قطع کردو۔

اسی سنہ میں مُسلم بن سعید ترکوں سے جہاد کرنے گیا تھا اور دریا کو عبور بھی کرچکا تھا کہ اُسے خالد بن عبداللہ کی طرف سے خراسان کی صوبہ داری سے اپنی برطرفی اور اسد بن عبداللہ کے تقرر کا حکم ملا۔

مُسلم بن سعید کے اِس جہاد کے واقعات

مُسلم نے اس سال جہاد کا ارادہ کیا، میدانِ یزید میں تمام لوگوں کے سامنے تقریر کرنے کھڑا ہوا اور کہنے لگا ”مجھے سب سے زیادہ اُن لوگوں کی وجہ سے فکر دامن گیر ہے جو ارادتاً پیچھے رہ گئے اور میرے ساتھ شامل نہیں ہوئے یہ لوگ گلے کاٹنے والے ہیں۔ مجاہدین کی عورتوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کیلئے دیواروں کو پھاند یں گے، اے خداوند تو انھیں سزا دے اور میں بھی انھیں سزا دونگا، میں نے نصر کو حکم دیدیا ہے کہ جس پیچھے رہنے والے کو وہ دیکھے اُسے قتل کرڈالے اور مجھے عمرو بن مُسلم اور اُسکے ساتھیوں پر اُس عذاب کی وجہ سے جو اللہ اُن پر نازل کریگا کوئی ترس نہیں آتا۔

بخارا میں مُسلم کو خالد بن عبداللہ القسری کا خط ملا۔ جس میں عراق کی صوبہ داری پر اپنے تقرر کا ذکر تھا۔ اور لکھا تھا کہ تم اِس جہاد کو پورا کرلو۔ مُسلم نے فرغانہ کی راہ لی۔ اِس موقعہ پر ابوالضحاک الرواحی، بخشی فوج نے جو قبیلہ بنی عبس کے خاندان رواحہ سے تھا اور جنگا شمار ازدیوں میں تھا اعلان کردیا کہ اس سال جو شخص

پیچھے رہ جائیگا اُسپر کوئی جرم نہیں ۔ اس موقع سے چار ہزار سپاہیوں نے فائدہ اُٹھایا اور مسلم کا ساتھ چھوڑ کر پیچھے رہگئے ۔

جب مسلم بن سعید فرغانہ پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ خاقان اُسکے مقابلہ کے لئے بڑھ آیا ہے، شمیل یا شبیل بن عبدالرحمٰن المازنی نے مسلم سے کہا کہ میں نے فلاں فلاں مقام میں خاقان کی فوج کو بچشم خود دیکھا ہے، مسلم نے عبداللہ بن ابی عبداللہ الکرمانی بنی سلیم کے آزاد غلام کو بلا کر حکم دیا کہ روانگی کی تیاری کرو صبح ہوتے ہی اپنے لشکر کو لیکر مسلم نے کوچ کیا، ایک دن میں تین منزلیں طے کیں، دوسرے دن پھر روانہ ہوئے وادی سبوح کو عبور کیا تھا کہ خاقان سامنے آگیا اور اُس کا رسالہ مسلم کے قریب آپہنچا ۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ نے مشہور شہسواروں اور موالیوں کو دشمن کو روکنے کے لئے اُوتار دیا، ترکوں نے اس جماعت پر حملہ کیا سب کو شہید کر ڈالا ۔ اور مسلم کے سواری کے جانوروں کو لوٹ لے گئے مُسیّب بن بشر الریاحی اور براء جو مہلب کے مشہور بہادر سرداروں میں سے تھے اس معرکہ میں کام آئے، غوزک کا بھائی بھی میدانِ جنگ میں مارا گیا ۔

مگر اب سب لوگ ترکوں پر جھپٹ پڑے اور انھیں مسلمانوں کے فرودگاہ سے نکال باہر کیا، مسلم نے اپنا جھنڈا عامر بن مالک الحمّانی کے حوالے کیا اور فوج کو لیکر واپس روانہ ہوگیا، آٹھ روز برابر چلتے رہے ۔ مگر ترک بھی برابر مسلمانوں کو گھیرے رہے، جب نویں شب ہوئی مسلم نے قیام کرنیکا ارادہ کیا، اور لوگوں سے اس بارے میں مشورہ لیا ۔ سب نے قیام کا مشورہ دیا ۔ اور کہا کہ صبح کے وقت ہم اس قریب کے پانی پر جا اوتریں گے، اور اگر آپ نے پہاڑ کے درے میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کے ساتھی میوہ توڑنے چلے جائینگے اور دشمن آپ کے فرودگاہ کو لوٹ لیجائے گا، مسلم نے سورہ بن الحر سے پوچھا کہو ابو العلا، تمھاری کیا رائے ہے، سورہ نے کہا کہ جو سب لوگوں کی رائے ہے وہی میں بھی مناسب سمجھتا ہوں ۔ چنانچہ اب سارا لشکر قیام کے لئے اُتر پڑا ۔

لشکر کے قیام گاہ میں کوئی عمارت وغیرہ نہیں بنائی گئی بلکہ لوگوں نے برتنوں اور دوسرے سامان کو جنکی وجہ سے بوجھ بڑھ گیا تھا جلا ڈالا۔ اسیطرح انھوں نے، دس لاکھ کی قیمت کا سامان جلا ڈالا صبح ہوتے ہی اس مقام سے بھی فوج نے کوچ کیا اور پانی کے قریب پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ اہل فرغانہ اور شاش دریا کے آگے مزاحمت کے لئے مستعد ہیں۔ اس وقت مسلم بن سعید نے اپنی تمام فوج کو حکم دیا کہ تلواریں نیام سے باہر نکالیں، سب نے اس حکم کی تعمیل کی، جہاں تک نظر جاتی تھی تلواریں ہی تلواریں نظر آتی تھیں۔ پانی کو چھوڑ کر آگے بڑھے، اس روز مسلم نے اپنی فوج کو ٹھہرایا اور دوسرے دن دریا کو عبور کیا خاقان کے ایک بیٹے نے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

حمید بن عبداللہ نے جو مسلمانوں کے ساقہ فوج پر تھا مسلم سے کہلایا کہ آپ تھوڑی دیر ٹھہر جائیے میرے پیچھے دو سو ترک ہیں میں ذرا اُن سے نپٹ لوں حُمید اُسوقت اگرچہ زخموں سے چور تھا، مگر فوج کے ٹھہرتے ہی ترکوں پر پلٹ پڑا اہل سغد اور اُن کا سردار اس جھڑپ میں قید کر لئے گئے، سردار کے ساتھ سات آدمی اور تھے، بقیہ ترکوں نے واپسی کی راہ لی اور حُمید آگے بڑھا۔ ایک تیر اُس کے گھٹنے میں آ کر لگا اور اُس نے داعی اجل کو لبیک کہا، تمام فوج کو پیاس سے سخت تکلیف ہو رہی تھی عبدالرحمٰن بن نعیم العامری نے اپنے اونٹ پر بیس چھاگلیں پانی سے بھری ہوئی بار کر لیں تھیں لوگوں کی اس تکلیف کو دیکھکر اُس نے اُنھیں نکالا اور سب نے ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔ مسلم بن سعید نے بھی پانی مانگا ایک برتن میں اُسکے لئے پانی لایا گیا جابر یا حارثہ بن کثیر سلیمان بن کثیر کے بھائی نے اُس برتن کو اُسکے منہ سے چھین لیا، مسلم نے کہا اُسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی حدت سے بیتاب ہو کر اُس نے اُس پانی کو چھینا ہے بہر حال بھوک اور راستہ کی مشقتوں کو جھیلنے کے بعد مسلمان خجندہ آئے، اور ادھر اُدھر متفرق ہو گئے اسی اثنا میں دو سوار عبدالرحمٰن بن نعیم کو پوچھتے ہوئے چھاونی میں آئے، اور اسد بن عبداللہ کی طرف سے عبدالرحمٰن کو خراسان کی ولایت کا فرمان تقرر لا کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے اُسے

مسلم کو پڑھ کر سنایا مسلم نے بے چون وچرا اوسکی تعمیل کے لیئے آمادگی ظاہر کی،
عبد الرحمن نے ہی سب سے پہلے آمل کے بیابان میں خیمہ لگائے،
اسحٰق بن محمدؐ الغدانی نے "پیاس والے دن میں" سب سے زیادہ صبر واستقلال کا ثبوت دیا۔

عبد الرحمن بن نعیم کے بیٹوں میں نعیم، شدید، عبد السلام، ابراہیم اور مقداد تھے انمیں سے نعیم اور شدید بڑے ہی سخت جنگجو تھے۔

مسلم بن سعید کی معزولی کے بعد خرزج التغلبی نے کہا کہ جب ہم ترکوں سے جہاد کرنے گئے تو انھوں نے مسلمانوں کو گھیر لیا اور سب کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اُن کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو گئے تھے، مگر حوثرہ بن یزید بن الحر بن الحنیف بن نصر بن یزید بن جعونہ نے چار ہزار فوج کے ساتھ ترکوں پر حملہ کیا اور تھوڑی دیر تک اُن سے لڑنے کے بعد واپس چلا آیا۔ پھر نصر بن سیار نے تیس شہسواروں کے ساتھ ترکوں پر اس دلیری سے حملہ کیا کہ اُنھیں اُنکی جگھوں سے پیچھے ہٹا دیا۔ اب تمام فوج نے عام حملہ کر دیا اور ترکوں کو شکست ہوئی (یہ حوثرہ رقبہ بن الحر کا بھتیجا ہے)۔

مسلم کو خراسان کا والی مقرر کرنے کے وقت عمرو بن ہبیرہ نے مسلم کو نصیحت کی تھی کہ تمھارے موالیوں میں سے جو بہترین شخص ہو اُسے اپنا حاجب مقرر کرنا کیونکہ حاجب تمھاری زبان ہے اور جو وہ کہے گا وہ تمھاری ہی جانب سے سمجھا جائیگا، اپنے محافظ دستہ کے افسر کو حکم دینا کہ وہ اپنے فرائض نہایت دیانت داری سے انجام دے، عمّال عذر مقرر کرنا۔ مسلم نے پوچھا کہ عمال عذر کیا ہیں، عمرو بن ہبیرہ نے کہا ہر شہر کے باشندوں کو حکم دینا کہ وہ خود اپنا عامل تجویز کریں اور جس شخص کو وہ اختیار کریں اُسکو اُنکا عامل بنا دینا۔ اگر وہ اچھا ثابت ہوا تو اُسکا فائدہ تمکو پہنچیگا اور اگر وہ برا ثابت ہوا تو اُسکا نقصان باشندوں کو اُٹھانا پڑے گا تم اُسکے ضرر سے بھی محفوظ رہو گے اور تم پر کوئی ذمہ داری بھی عاید نہو گی۔

مسلم بن سعید نے خراسان سے ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ ... بن ابی اسید بنی العنبر کے آزاد غلام کو میرے پاس بھیجدیجئے، ابن ہبیرہ نے اپنے عامل بصرہ کو،

حکم لکھا کہ تم توبہ بن ابی اسید کو میرے پاس روانہ کردو، عامل بصرہ نے حسب الحکم توبہ کو ابن ہبیرہ کی خدمت میں بھیجدیا۔

توبہ ایک وجیہ، بلند آواز اور خوش تحریر شخص تھا جب وہ ابن ہبیرہ سے ملنے گیا تو ابن ہبیرہ کہنے لگا کہ واقعی ایسا ہی شخص اہم خدمت کا اہل ہے ابن ہبیرہ نے اُسے مسلم کے پاس بھیجدیا۔ مسلم نے اپنی مہر اُس کے حوالے کردی اور کہا جیسا تم مناسب سمجھو کرو، اسد بن عبداللہ کے خراسان آنے تک تعبر بہ مسلم کے ساتھ رہا۔ جب مسلم خراسان سے روانہ ہونے لگا تو تعبر بہ نے بھی اُسکے ساتھ چلے آنے کا ارادہ کیا مگر اسد نے اُسے روک لیا اور کہا کہ مسلم کو تمھاری خدمات کی اتنی ضرورت نہ تھی جتنی مجھے ہے، غرض کہ اسد کے کہنے سے توبہ بدستور اپنی خدمت پر کام کرتا رہا تمام لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا نہایت اخلاق و تواضع سے پیش آتا فوج والوں کی تنخواہیں اور وظائف برابر دیتا رہتا۔

اسد نے توبہ سے کہا کہ تم فوج سے طلاق کی قسم لے لو تا کہ کوئی شخص جہاد میں جانے سے پیچھے نہ رہے اور نہ اپنی جگہ کسی اور کو بھیج سکے۔ مگر توبہ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا۔ توبہ کے اور جو اور لوگ اُس کی خدمت پر آئے اُنھوں نے پھر فوج سے یہ ہی قسم لینا شروع کردی تھی، جب عاصم بن عبداللہ خراسان آیا تو اُس نے بھی فوج سے طلاق کی قسم لینا چاہی مگر فوج نے اس قسم کے کھانے سے انکار کردیا اور کہا کہ توبہ جو قسم ہم سے لیا کرتا تھا اُسکے لئے ہم اب بھی تیار ہیں۔ وہ خاص قسم اُن لوگوں میں اس قدر مشہور ہوگئی تھی کہ وہ "ایمان توبہ" کے نام سے مشتہر ہوگئی،

اس سال خود ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا۔

ابوالزناد کے باپ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے ہشام نے مجھے لکھا کہ آپ مجھے حج کے تمام ارکان و مناسک لکھدیجئے میں نے انھیں لکھدیا اور ابوالزناد نے ہشام سے جاکر ملاقات کی ابوالزناد لکھتے ہیں کہ اُس روز میں ہشام کے پیچھے سواری میں شریک تھا اتنے میں سعید بن عبداللہ

بن الولید بن عثمان بن عفان ہشام سے آکر ملا۔ چونکہ ہشام پیدل چل رہا تھا اس لئے سعید بھی سواری سے اوتر پڑا اور اس نے ہشام کو سلام کیا۔ اور اُسکے پہلو میں چلنے لگا۔ اتنے میں ہشام نے مجھے آواز دی میں آگے بڑھ آیا اور میں اُس کے دوسرے پہلو میں اسکے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ سعید نے ہشام سے کہنا شروع کیا (میں اس گفتگو کو خوب سنتا رہا) امیر المومنین! اللہ تعالیٰ ہمیشہ امیر المومنین کے خاندان پر اپنا انعام واکرام کرتا رہا ہے اور خلیفۂ مظلوم کی امداد کرتا رہا ہے۔ اِن مقدس مقامات میں ہمیشہ سے امیر المومنین کے خاندان والے ابوتراب پر لعنت بھیجتے آئے ہیں اس لئے آپ کو بھی چاہیئے کہ آپ اس مقدس جگہ میں اُن پر لعنت بھیجیں''، یہ بات ہشام کو نہایت ناگوار گزری اور وہ کہنے لگا کہ ہم یہاں کسی کو گالیاں دینے یا اُس پر لعنت بھیجنے نہیں آئے، بلکہ ہم حج کی غرض سے آئے ہیں، پھر بات کاٹکر ہشام میری طرف متوجہ ہوا اور مجھ سے پوچھا کہو عبداللہ بن ذکوان جس معاملہ کے متعلق میں نے تمھیں لکھا تھا اُسے پورا کردیا میں نے کہا جی ہاں چونکہ میں نے سعید کی اس بات کو سن لیا تھا اس وجہ سے میری موجودگی اس گفتگو کے موقعہ پر سعید کو بہت شاق گزری چنانچہ پھر جب کبھی وہ مجھے دیکھتا تو مجھ سے چھپ جاتا۔

اسی سنہ میں ہشام مقام حجر میں نماز پڑھنے کے بعد کھڑا ہوا تھا کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اس بیت اللہ اور اس شہر کی جسکی تعظیم کے لئے آپ آئے ہیں حرمت کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اس حق کو جو ظلماً مجھ سے چھین لیا گیا ہے مجھے واپس دیدیں۔ ہشام نے پوچھا کیا۔ ابراہیم نے کہا میرا مکان۔ ہشام نے کہا کہ تم نے امیر المومنین عبدالملک کے زمانہ میں کیوں چارہ جوئی نہ کی۔ ابراہیم نے کہا سخدا اُس نے مجھپر ظلم کیا، ہشام نے کہا ولید بن عبدالملک سے درخواست کرتا تھا ابراہیم نے جوابدیا اُس نے بھی میرے ساتھ ظلم کیا ہشام نے کہا سلیمان سے کہنا تھا ابراہیم نے جوابدیا اُس نے بھی میرے ساتھ ناانصافی کی، ہشام نے کہا عمر بن عبدالعزیز سے کہا ہوتا۔ ابراہیم نے کہا اللہ اُن پر

اپنی رحمت نازل فرمائے بے شک انھوں نے میرا مکان مجھے واپس دیدیا تھا ہشام نے کہا یزید بن عبدالملک سے کیوں نہ کہا، ابراہیم نے کہا اُس نے مجھ پر ظلم کیا، اور مکان پر میرا قبضہ ہو جانے کے بعد اُس نے پھر مجھ سے چھین لیا اور اب وہ تمھارے قبضہ میں ہے۔

ہشام نے کہا بخدا اگر تمھیں مارا جاتا تو میں ضرور تمھیں مارتا۔ ابراہیم نے کہا بخدا میرے جسم پر تلوار کے زخم اور کوڑوں کے نشان موجود ہیں۔ ہشام پلٹ گیا۔ ابرش اُسکے پیچھے تھا ہشام نے اُس سے پوچھا کہو ابومجاشع یہ زبان تمھیں کیسی معلوم ہوئی۔ ابومجاشع نے کہا اس زبان کے کیا کہنے! ہشام نے کہا یہ قریش ہیں اور یہ اُنکی زبان ہے اس کی یاد لوگوں میں ہمیشہ رہیگی، میں نے ایسی عمدہ زبان کبھی نہیں سنی۔

اس سنہ میں خالد بن عبداللہ القسری عراق کا والی مقرر ہو کر کوفہ آیا۔ اور اُس نے اپنے بھائی اسد بن عبداللہ کو خراسان کا صوبہ دار مقرر کیا اسد جب خراسان آیا تو اُس وقت سعید بن مسلم فرغانہ میں جہاد میں مصروف تھا، جب عبور کرنے کے لئے دریا پر آیا تو اشہب بن عبید التمیمی الغالبی نے جو آمل میں کشتیوں کی نگرانی پر متعین تھا اُسے روکا اسد نے اُس سے کہا کہ مجھے دریا کے پار کرادو، اشہب نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے ممانعت کردی گئی ہے اسد نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ خوشامد اور لالچ دلا کر کام نکالو مگر اُس نے پھر بھی انکار ہی کیا اب اسد نے کہا کہ میں امیر ہوں۔ اشہب نے کہا اب آپ عبور کر سکتے ہیں اسد نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اِس شخص کو پہچان لو اسے ہم اپنے معتمد علیہ لوگوں میں شریک کرلیں گے اسد دریا کو عبور کر کے سغد آیا اور اُسکی گھاٹی پر آکر ٹھہر گیا، ہانی بن ہانی جو سمرقند کی مالگزاری کا افسرِ اعلیٰ تھا لوگوں کو لیکر اسد کے استقبال کو آیا۔ اسد ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا جب یہ جماعت اُسکے سامنے آئی۔ لوگوں نے تفاؤل کے طور پر کہا اسد عملی حجر، شیر پتھر پر بیٹھا ہے، یہ کچھ بھلا آدمی نہیں معلوم ہوتا۔ ہانی نے اُس سے پوچھا کہ اگر جناب والا امیر ہو کر آئے ہیں تو ہمیں بتا دیجیے تاکہ ہم آپ کا اسطرح

استقبال کریں جیساکہ ہم اپنے امیروں کا کیا کرتے ہیں، اسد نے کہا ہاں میں امیر ہو کر آیا ہوں، پھر اسد نے کھانا منگوایا اور اُسی مقام پر کھانا کھایا، اور لوگوں سے کہا کہ جو شخص میرے جلو میں چلنا چاہے ہے اُسے چار درہم یا دوسری روایت کے مطابق تیرہ تیرہ درہم دیئے جائینگے جو میری آستین میں ہیں، اسد اپنے اس استقبال کو دیکھکر رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں۔ بہرحال اب باقاعدہ جلوس کے ساتھ سوار ہو کر اسد سمرقند میں داخل ہوا۔ دو شخصوں کو عبدالرحمٰن بن نعیم کے سپہ سالاری کے حکم تقرر کا دیکر روانہ کیا، یہ دونوں شخص عبدالرحمٰن بن نعیم کے پاس جو اس وقت وادی افشین میں مسلمانوں کی فوج کے پچھلے حصّہ پر تھا آئے فوج کے پچھلے حصّہ میں زیادہ تر اہل سمرقند جو موالی تھے، اور اہل کوفہ تھے ان دونوں نے لوگوں سے عبدالرحمٰن کو پوچھا اُنھوں نے کہا کہ وہ ساقہ لشکر میں ہیں، یہ دونوں اُسکے پاس پہنچے اور حکم تقرر اُسے سنایا اور ایک خط دیا جس میں حکم تھا کہ واپس چلاؤ اور تمام فوج کو بھی واپسی کی اجازت ہے، عبدالرحمٰن نے خط پڑھا۔ اُس خط کو اور اپنے تقرر کے حکم کو مسلم کو لاکر دیا۔ مسلم نے کہا میں بلا پس وپیش تعمیل کے لئے تیار ہوں۔

جب اس ردوبدل کی خبر عام ہوئی تو عمرو بن ہلال السدوسی۔ یا تیمی نے آکر مسلم کے دو کوڑے اُس زیادتی کی وجہ سے جو اُس نے مقام بروقان میں بکر بن وائل کے ساتھ کی تھی مارے، اور حسین بن عثمان بن بشر بن المحتفز نے اسے گالیاں دیں۔ مگر عبدالرحمٰن بن نعیم اُنکی اس حرکت پر سخت برہم ہوا اُنھیں ڈانٹا، اُن پر سختی کی اور حکم دیا کہ انھیں میرے سامنے سے نکالدو، چنانچہ وہ لوگ سامنے سے ہٹا دیئے گئے، اب عبدالرحمٰن تمام فوج کو لیکر واپس ہوا اور مسلم بھی اُسکے ہمراہ روانہ ہوا ؎

یہ تمام لشکر اسد کے پاس سمرقند میں آیا۔ اسد سمرقند سے مرو آیا، ہانی کو معزول کر کے اُسکی جگہ سمرقند پر حسن بن ابی العمرطتہ الکندی کو جو آکل المرار کی اولاد میں تھا، عامل مقرر کیا حسن کی بیوی جنوب بنت القعقاع بن الاعلم سردار بنی ازد اُسکے پاس آئی،

یعقوب بن القعقاع اُس وقت خراسان کے قاضی تھے حسن اپنی بیوی کو لینے کے لئے شہر سے باہر گیا اُسی زمانہ میں ترکوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ لوگوں نے حسن سے کہا کہ ترک آ گئے ہیں۔ ترکوں کی تعداد سات ہزار تھی حسن نے سنکر کہا وہ ہم پر نہیں آئے بلکہ ہم نے اُن پر جارحانہ کارروائی کی اُن کے شہروں پر قبضہ کرلیا۔ انھیں غلام بنایا۔ مگر باوجود اس کے نجدا میں تمھیں اُن سے قریب کردں گا۔ اور تمھارے گھوڑوں کی پیشانیوں کو اُنکے گھوڑونکی پیشانیوں سے ملادونگا۔

غرض کہ اب حسن ترکوں کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔ مگر اُس نے اتنی دیر لگا دی کہ ترک اپنا کام کر کے چلتے بنے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ یہ شخص اپنی بیوی کی ملاقات کو تو اس قدر شوق، ذوق سے جلدی جلدی گیا۔ مگر دشمن کے مقابلہ میں جاتے ہوئے اسقدر دیر لگا دی، حسن کو بھی اس کانا پھوسی کی خبر ہوئی۔ لوگوں کو مخاطب کر کے تقریر کی اور کہنے لگا کہ تم یہ باتیں کہتے ہو اور عیب لگاتے ہو، اے اللہ تو اِن کا نشان مٹا دے، اُنکی موتوں کو جلد بھیجدے، اُن پر مصیبت و تنگی نازل کردے۔ اور خوشی اور فارغ البالی کو اُن سے اُٹھالے یہ تقریر سنکر لوگوں نے دل ہی دل میں اُسے خوب گالیاں دیں۔

جب حسن ترکوں کے مقابلہ پر گیا تھا اُس نے ثابت قطنہ کو سمرقند پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا تھا ثابت لوگوں میں تقریر کرنے کھڑا ہوا تو اُسکی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اور بول نہ سکا، کہنے لگا من یطع اللہ ورسولہ فقد ضل جس نے اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کی وہ گمراہ ہوا۔ اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ زبان بند ہوگئی اور ایک لفظ پھر زبان سے نہ نکل سکا، جب منبر سے اُترآیا تو اُس نے یہ شعر پڑھا:

وان لم اکن فیکم خطیباً فاننی بسیفی اذا جد الوغا لخطیب

(ترجمہ، اگر میں تمھارے سامنے زبان سے تقریر کرسکا تو مجھے کیا پرواہ ہے کیونکہ میں جنگ کی شدت کی حالت میں اپنی تلوار کے ذریعہ بڑا گویا ہوں۔)

اِسپر سامعین کہنے لگے کاش آپ نے یہہ شعر منبر پر پڑھ دیا ہوتا تو واقعی

آپ خطیب ہوتے،

اسی سنہ میں عبدالصمد بن علی ماہ رجب میں پیدا ہوا۔ اس سال۔ مکہ۔ مدینہ اور طائف کا عامل ابراہیم بن ہشام المخزومی تھا۔ عراق و خراسان کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ القسری تھا اور بصرہ میں نماز پڑھانے کے لئے خالد کے طرف سے عقبہ بن عبدالاعلےٰ مقرر تھے، مالک بن المنذر بن الجارود کوتوال تھا۔ ثمامہ بن عبداللہ بن انس بصرہ کے قاضی تھے، اسد بن عبداللہ خراسان کا صوبہ دار تھا۔

سنہ ۱۰۸ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اسی سنہ میں عباد الرعینی خارجی نے یمن میں خروج کیا، یوسف بن عمر نے اُسے اور اُسکے تین سو ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لیکر جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ میمون بن مہران شام کی فوج کا سپہ سالار تھا، معاویہ سمندر کو طے کر کے قبرس آیا۔ اُسکے ساتھ وہ امدادی فوج بھی تھی جسکی بھرتی کا ہشام نے اپنے سنہ ۱۰۶ ہجری کے حج میں حکم دیا تھا یہ جمعیت سنہ ۱۰۸ ہجری میں جبکی باقاعدہ تنخواہیں مقرر کی گئی تھیں شام آئی، اس میں سے نصف لوگ جہاد کے لئے گئے اور نصف وہیں رہے۔

مسلمہ بن عبدالملک نے خشکی میں کفار سے جہاد کیا۔

اسی سال شام میں شدید مرض طاعون پھیل گیا نیز اس سال بکیر بن ماہان نے ابو عکرمہ، ابو محمد الصادق۔ محمد بن خنیس اور عمار العبادی کو کچھ اپنے اور طرفداروں کے ساتھ جنکے ہمراہ زیاد ولید الازرق کا ماموں بھی تھا، اپنے اغراض کی اشاعت و تبلیغ کے لئے خراسان بھیجا۔ بنی کندہ کے ایک شخص نے اسد سے انکی چغلی کھائی۔ ابو عکرمہ، محمد بن خنیس اور ان کے تمام ساتھی گرفتار ہوکر اسد کے پاس لائے گئے، البتہ عمار بچ کر نکل گیا، جو لوگ اُس کے قبضہ میں آ گئے اسد نے اُن کے دست و پا کو قطع و برید کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ عمار بکیر بن ماہان کے پاس آیا ساری سرگزشت سنائی۔ بکیر نے تمام ماجرا محمد بن علی کو لکھ بھیجا محمد بن علی نے جواب دیا کہ تمام تعریف اسی ذات کو سزاوار ہے جس نے تمہاری خبر

اور تمہاری دعوت کو سچ کیا ہے، تم میں سے جو بچ گئے ہیں وہ بھی عنقریب مارے جائینگے
اسی سنہ میں مسلم بن سعید خالد بن عبداللہ کے پاس لایا گیا، جب تک وہ خراسان میں رہا اسد بن عبداللہ نے اُسکی ہمیشہ تعظیم و تکریم کی کسی قسم کی بدسلوکی نہیں کی اور نہ اُسے قید کیا، مسلم عراق آگیا ابن ہبیرہ نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا مگر مسلم نے اُسے ایسا کرنے سے روک دیا۔ اور کہا کہ یہ یمنی ہمارے متعلق اُس سے زیادہ اچھی رائے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم اُن کے متعلق رکھتے ہیں۔
اسی سال اسد نے نمرون کے پہاڑوں اور علاقہ غرشستان پر جو طالقان کے پہاڑوں سے متصل تھے جہاد کیا نمرون نے اُس سے صلح کرلی اور اسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا یہاں کے باشندے آجتک یمنیوں کے موالی ہیں۔
نیز اسد نے اس سال غور پر جو ہرات کا پہاڑی علاقہ ہے جہاد کیا۔

اس مہم کی تفصیل

جب اسد نے غور پر چڑھائی کی تو باشندوں نے اپنے تمام مال و متاع کو ایک ایسے عمیق غار میں ڈالدیا جہاں تک پہنچنا غیر ممکن تھا اسد نے صندوق بنوائے اور اُن میں آدمیوں کو بٹھاکر رسّوں کے ذریعہ نیچے اوتارا۔ یہ لوگ جس قدر مال و متاع نکال سکے نکال لائے۔
اسی سال اسد نے بروقان کی متعینہ فوج کو بلخ میں منتقل کردیا اور جن جن لوگوں کے بروقان میں مکان تھے انھیں بلخ میں مکانات بنوادئے اور جنکے نہ تھے انھیں بھی بنوادئے، اور ارادہ کیا کہ بلوائی فوج کو پانچ حصّوں پر تقسیم کرکے ہر حصّہ کو علٰحدہ علٰحدہ بساوے مگر اُس کے دوستوں نے اُسے ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ اسطرح اُن میں دھڑے بندی ہو جائیگی جس سے جھگڑے پیدا ہوں گے اس بنا پر اسد نے اون سب کو خلط ملط کرکے بسادیا۔ شہر کی تعمیر کے لئے اسد نے معمار و مزدور مقرر کردئے ہر پرگنہ پر اُسکے محاصل کے اعتبار سے اُن کے اخراجات کا بار ڈالدیا۔ اور برمک خالد بن برمک

کے باپ کو شہر کی تعمیر کا مہتمم مقرر کر دیا۔
بروقان میں زیادہ تر امرا اور روسا بود و باش رکھتے تھے اسکے اور بلخ کے درمیان دو فرسخ کا فاصلہ تھا۔ اور بلخ اور نوبہار کے درمیان دو سو قدم کا فاصلہ تھا۔
اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف مقامات پر وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے جنکا ذکر ۱۰۶ھ ہجری کے واقعات میں ہو چکا ہے۔

۱۰۸ھ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال مسلمۃ بن عبدالملک نے جہاد کیا رومیوں کے شہر قیساریہ تک جو جزیرہ کے متصل واقع ہے جا پہنچا اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو اس کے ہاتھوں مسخر کرا دیا۔
نیز اس سال ابراہیم بن ہشام نے بھی جہاد کیا اور رومیوں کے ایک قلعہ کو فتح کیا۔
اس سال بکیر بن ماہان نے چند آدمیوں کو جن میں عمار العبادی بھی تھا خراسان بھیجا۔ ایک شخص نے اسد بن عبداللہ سے ان لوگوں کی چغلی کھائی۔ اسد نے عمار کو پکڑ کر اس کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے، اس کے ساتھی البتہ بچکر نکل آئے، اور بکیر بن ماہان سے آکر تمام ماجرا سنایا۔ بکیر نے اس واقعہ کی اطلاع محمد بن علی کو لکھ بھیجی۔ محمد بن علی نے جواب میں لکھا تمام تعریف اسی خدا کو ثابت ہے جس نے تمہاری دعوت کو سچا کیا اور تمہارے طرفداروں کو بچا یا۔
اسی سال مقام دالق میں آگ لگی، جس سے تمام چراگاہ۔ نیز جانور اور آدمی جل گئے۔
نیز اسی سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا۔ علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ خاقان نے اسد کو آلیا۔ مگر اسد قوادیان کے طرف واپس پلٹ آیا تھا اور دریا کو بھی عبور کر آیا تھا، اس لئے دونوں میں اس موقع جہاد پر کوئی جنگ نہیں ہوئی۔

مگر ابو عبیدہ بیان کرتے ہیں کہ ترکوں نے اسد کو شکست دی اور انکا سخت نقصان کیا اس پر لونڈوں نے یہ شعر گانا شروع کیا۔

از ختلان آمدی برو تباہ آمدی

(ترجمہ) تو ختلان سے تباہ ہو کر آیا۔

اگرچہ سبل اس وقت خاقان سے برسرِ پیکار تھا مگر خاقان نے اُس سے دوستی پیدا کر لی تھی۔

واپسی میں اسد نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ مقام سرخ درہ میں موسم سرما بسر کرنا چاہتا ہے مگر پھر اسد نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور سب چل پڑے۔ اسد نے اپنے جھنڈے سامنے بڑھا دئے اور ایک تاریک رات میں سرخ درہ کی طرف روانہ ہوا فوج نے تکبیر کہنا شروع کی۔ اسد نے پوچھا یہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عربوں کا یہ شیوہ ہے کہ جب وہ واپس پلٹتے ہیں تو تکبیر کہتے ہیں اس پر اسد نے فوج کے نقیب عروہ سے کہا کہ اعلان کردو کہ امیر غورین جانا چاہتے ہیں۔ اسد روانہ ہوا جب مسلمان غورین پہنچ گئے تب خاقان آیا۔ اسد نے دریا کو عبور کر لیا مگر نہ مسلمانوں نے ترکوں کا سامنا کیا اور نہ ترکوں نے اُنھیں چھیڑا۔ غرض کہ اسد تو بلخ آگیا، اور دوسرے مسلمان مقام غوریان چلے گئے، ترکوں سے انکا مقابلہ ہوا۔ ایک دن تو وہ اُن سے نہایت ثابت قدمی سے لڑے، اثنائے جنگ میں ایک مشرک اپنی صفوں میں سے آکر میدانِ جنگ میں نیزہ گاڑ کر کھڑا ہو گیا، ایک سبز کپڑا اُس کے سر پر لپٹا ہوا تھا جس سے اُسکا امتیاز ظاہر تھا۔ سلم بن احوز نصر بن سیار کے پاس کھڑا ہوا تھا سلم نے نصر سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ اسد مجھ سے ناراض ہے میں اس کافر پر حملہ کرتا ہوں۔ شاید میں اُسے قتل کردوں اور اس طرح اسد مجھ سے خوش ہو جائے۔ نصر نے کہا تمھاری مرضی۔ سلم نے اُس پر حملہ کیا، اور نیزہ کی ایک ہی حرکت سے اُس پر قابو پا کر نیزہ کا کاری وار کیا۔ مشرک ایک ہی وار میں گھوڑے کے سامنے آرہا اور گھوڑے نے اُسے اپنی ٹاپوں سے روند ڈالا۔

سلم نصر کے پاس واپس چلا آیا مگر پھر نصر سے کہنے لگا کہ میں دوبارہ حملہ کرتا ہوں چنانچہ جب سلم بڑھتا ہوا دشمن کے قریب پہنچ گیا تو ایک مشرک مقابلہ کے لئے نکلا، دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کئے سلم نے اُسے قتل کر ڈالا۔ پھر خود بھی زخمی واپس آیا۔ اب کے نصر نے سلم سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اس مرتبہ میں حملہ کرتا ہوں۔ چنانچہ نصر بڑھا۔ دشمن میں جا کر گھس گیا اور دو کافروں کو موت کے گھاٹ اُتار کر خود بھی زخمی ہو کر واپس آیا۔ اور اپنی جگہ ٹھہر رہا۔ اور سلم سے کہنے لگا کیا تم سمجھتے ہو کہ ہماری اس کارگزاری سے وہ خوش ہو جائے گا؟ اللہ تعالےٰ اُسے کبھی خوش نہ کرے۔ سلم نے کہا ہاں میرا بھی یہی گمان ہے۔ اتنے ہی میں اسد کا قاصد اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ امیر تم سے فرما رہے ہیں کہ میں صبح سے تمھاری کارروائیوں کو دیکھ رہا ہوں اور اس بات سے واقف ہوں کہ تم نے مسلمانوں کی مطلق خدمت نہیں کی خدا تم دونوں پر لعنت کرے، دونوں نے ساتھ جواب دیا "اگر ہم ایسے ہو جائیں تو خدا ہی ایسا کرے" اُس روز دشمن پیچھے ہٹ گیا دوسرے دن پھر میدان کارزار گرم ہوا مگر تھوڑی دیر میں مشرکوں کو شکست ہوئی، مسلمانوں نے انکے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اُن کے شہروں پر تسلط جما لیا۔ لونڈی غلام اور قیدی اور بہت سا مال غنیمت اُن کے ہاتھ آیا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد ۱۰۸ھ میں ختل سے شکست کھا کر واپس آیا جس پر اہل خراسان نے یہ شعر کہے:

از ختلان آمدی — برو تباہ آمدی

بیدل فراز آمدی

اُس ختل کی مہم میں فوج کو بھوک کی سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، اسد نے اپنے ایک غلام کے ہاتھ دو مینڈھے بازار میں بیچنے کے لئے بھیجے اور حکم دیا کہ پانسو سے کم میں نہ بیچنا۔ جب غلام انھیں لیکر چلا گیا تو اسد نے کہا کہ انھیں صرف ابن الشخیر خریدیگا (یہ اُس وقت بیرونی چوکی میں تھا) شام کے وقت ابن الشخیر شہر میں آیا تو بازار میں دو مینڈھے دیکھے، انھیں فوراً پانسو درہم میں خرید لیا۔ ایک کو ذبح کر ڈالا اور دوسرا اپنے بعض احباب کو

بھیجدیا۔ غلام نے واپس آکر اسد سے سارا قصہ سنایا۔ اسد نے اسے ایک ہزار درہم بھیجدیئے۔

ابن الشخیر اصل میں عثمان بن عبداللہ بن الشخیر ہے جو مطرف بن عبداللہ بن الشخیر الحرشی کا بھائی ہے۔ ابراہیم بن ہشام جو مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا اس سال امیر حج تھا۔ اور نیز اس سال مختلف مقامات اور مختلف عہدوں پر وہی لوگ فائز تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے اور جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

سنہ ۱۰۹ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال عبداللہ بن عقبہ بن نافع الفہری نے ایک بحری جہاد کیا اور معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر حملہ کر کے ان کے ایک قلعہ طیبہ نام کو مسخر کیا، اس کے ساتھ جو اہل انطاکیہ تھے انمیں سے اکثر لوگ میدان جنگ میں کام آئے۔

اسی سال مالک بن المنذر بن الجارود نے عمر بن یزید الاسیدی کو قتل کر ڈالا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ خالد بن عبداللہ، عمر بن یزید کے ساتھ یزید بن المہلب کی باغیانہ جنگ میں شریک تھا۔ اسکی کارگزاری سے یزید بن عبدالملک بہت خوش ہوا اور کہنے لگا یہ عراق کا جوانمرد ہے، یہ تعریف خالد کو بہت بری معلوم ہوئی۔ خالد نے مالک بن المنذر کو توال بصرہ کو حکم دیا کہ تم عمر بن یزید کی بہت وقعت کرنا اور ان کے کسی حکم سے سرتابی نہ کرنا تاکہ لوگ تمہارے اس حسن سلوک کو اچھی طرح جان جائیں اور پھر کسی بہانہ سے اسے قتل کر ڈالنا۔ مالک نے یہی طریقہ اختیار کیا، ایک دن عمر بن یزید نے عبداللہ بن عبیداللہ بن عامر کا تذکرہ کیا، مالک نے اس کے خلاف کوئی بات کہی، عمر نے کہا کیا تم عبدالاعلیٰ ایسے شخص پر الزام قائم کرتے ہو؟ اس کے سنتے ہی مالک نے اسپر سختیاں کرنا شروع کردیں، کوڑے لگوائے اور قتل کر ڈالا۔

اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے غورین پر جہاد کیا، نیز اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبداللہ کی نگرانی سے خراسان کا صوبہ نکال لیا اور اس کے بھائی اسد کو موقوف کردیا۔ اس کارروائی کی وجہ یہ ہوئی کہ خالد کے بھائی اسد نے

خراسان میں سخت تعصب برتنا شروع کیا، جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام لوگوں میں دھڑے بندی ہو گئی۔ مثال کے طور پر یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ابوالبرید نے ایک ازدی سے کہا کہ مجھے تم اپنے ہم قبیلہ عبدالرحمن بن صبح کے پاس لیچلو، (عبدالرحمن اسد کی جانب سے بلخ کا عامل تھا)، اس ازدی نے عبدالرحمن سے جاکر کہا کہ یہ ابوالبرید الیشکری، ہمارا بھائی، معاون اور اہل مشرق کا شاعر جس نے یہ اشعار کہے ہیں آپ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہے،

ان تنقض الازد حلفاً کان اکده ... فی سالف الدھر عباد و مسعود
ومالك وسوید اکداه معا ... لما تجرد فیھا ای تجرید
حتی تنادوا اناك الله ضاحیة ... وفی الجلود من الایقاع تقصید

(ترجمہ) اگر بنی ازد اس عہد کو توڑ دیں جسے گزشتہ زمانہ میں عباد اور معود نے استوار کیا تھا اور جس کی توثیق بعد میں مالک اور سوید نے بھی کی تھی۔ تو اس میں کسی قسم کی خرابی واقع نہ ہو گی، یہاں تک کہ وہ صبح کے وقت چلا اٹھیں، خدا انھیں رسوا کرے اس حال میں کہ انکی کھالیں اسلحہ کی مار سے خوب ٹھیک کر دی گئی ہوں۔

یہ سنتے ہی ابوالبرید نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تجھ ایسے جھوٹے سفارش کرنے والے پر لعنت کرے اے امیر خدا آپ کو نیک توفیق دے میں نے تو یہ شعر کہا ہے،

الا ان ازدا اخوتنا وھم حلفاؤھا ... ما بیننا نکث ولا تبدیل

(ترجمہ) بنی ازد ہمارے بھائی اور حلیف ہیں، نہ ہمارے درمیان بد عہدی ہوئی ہے اور نہ تعلقات میں کسی قسم کی تبدیلی۔

عبدالرحمن نے ہنس کر کہا آپ سچ فرماتے ہیں

ابوالبرید خاندانِ علیا بن شیبان بن ذہل بن ثعلبہ سے تھا۔

اسد نے نصر بن سیار اور بعض دوسرے مضری لوگوں پر سختیاں شروع کر دیں ان کے کوڑے بھی لگوائے، ایک مرتبہ جمعہ کے دن اس نے خطبہ میں کہا، خدا ان چہروں کو ذلیل و رسوا کرے، یہ چہرے فتنہ پردازوں۔ منافقوں۔ اور مفسدوں کے

ہیں اے اللہ تو اُنہیں اور مجھ میں تفریق کر دے، اے اللہ تو مجھے میرے مرزبوم اور وطن کو پہنچا دے، اور جو شخص میرے مخالف کسی بات کا قصد کرے یا بڑے برائے اُسے ذلیل کردے امیر المومنین میرے ماموں ہیں، خالد بن عبداللہ میرا بھائی ہے اور میرے ساتھ بارہ ہزار یمنی تلواریں ہیں یہ تقریر کرکے اسد منبر سے اُتر آیا۔

نماز کے بعد لوگ اُس کی ملاقات کے لئے آنے شروع ہوئے، ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھ گیا، اسد نے فرش کے نیچے سے ایک نوشتہ نکالا اور اُسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔ جس میں نصر بن سیار، عبدالرحمن بن نعیم العامری، سورہ بن الحر الابانی۔ ابان بن دارم۔ اور بختری بن ابی درہم (از قبیلہ بنی الحارث بن عباد) کا ذکر تھا اسد نے انھیں سامنے بلایا اور انھیں خوب تنبیہ کی۔ تمام لوگ اپنی جگہ ساکت وصامت بیٹھے رہے کسی نے زبان سے ایک لفظ نہیں کہا۔ البتہ سورہ نے کھڑے ہو کر اپنا طرز عمل، اطاعت کیشی، اور خلوص کا اظہار کیا، اور عرض کی کہ جناب والا کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جھوٹے دشمن کے بیان کو قبول فرمائیں۔ بہتر یہ ہے کہ جس نے ہم پر یہ جھوٹے الزام لگائے ہیں انکا ہمارا سامنا کرایا جائے۔ مگر اسد نے اُس کی بات نہ مانی اور حکم دیا کہ ان سب کو ننگا کیا جائے چنانچہ اُن کے کپڑے اوتار لئے گئے اور اُس نے عبدالرحمن بن نعیم کو پیٹنا شروع کیا، انکا پیٹ بہت بڑا تھا مگر سُرین بہت دُبلے تھے جب اُن پر مار پڑنے لگی تو یہ دوہرے ہوگئے اور اُونچی ازار اپنی جگہ سے کھسکنے لگی، یہ دیکھکر اُسکا ایک عزیز ایک ہروی چادر اُس کے لئے لے کر اُٹھا، اپنے ہاتھ سے اپنے کپڑے کو پھیلاتا ہوا کھڑا ہوا اور اسد کی طرف اس نیت سے دیکھتا جاتا تھا کہ وہ اگر اجازت دیدے تو اسے ازار پہنا دے، اسد نے اشارہ سے اس بات کی اجازت دیدی وہ شخص اُس کے قریب پہنچا۔ اُسے ازار پہنا دی (یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابو نمیلہ نے اُسے ازار پہنائی)، اُس سے یہ بھی کہا ابو زہیر ازار پہن لو کیونکہ امیر ہمارے حاکم ہیں اور وہ محض تادیباً ایسا کر رہے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسد نے اِن لوگوں کو اپنے دربار کے کمرہ کے کونوں میں پٹوایا جب اُن کے پٹوانے سے فارغ ہوا تو اسد نے پوچھا قیس بن حسّان کہاں ہے؟ اس پوچھنے سے اُسکا مطلب یہ تھا کہ اُسے بھی پٹوائے حالانکہ اس سے پہلے وہ اُسے پٹوا چکا تھا، کسی نے کہا کہ یہ قیس بن حسّان موجود ہے اور جناب والا حال ہی میں اُسے سزا دے چکے ہیں۔ قیس بن حمان کا نام۔ عامر بن مالک بن مسلمہ بن یزید بن حُجر بن خفیق بن جمان بن کعب بن سعد ہے!

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پٹوانے کے بعد اسد نے اُن کے سر منڈوا ڈالے، انھیں عبد ربہ بن ابی صالح بنی سلیم کے آزاد غلام کے جو محافظ دستہ سے تعلق رکھتا تھا اور عیسٰی بن ابی بُریق کے حوالے کر دیا اور خالد کے پاس یہ لکھ کر بھیجدیا کہ یہ لوگ میری جان پر حملہ کرنا چاہتے تھے!

راستہ میں ابن ابی بریق کی یہ حالت تھی کہ اِن لوگوں میں سے جس کسی کے بال اُگ آتے اُنھیں فوراً منڈوا دیتا۔

بختری بن ابی درہم کہتا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ وہ مجھے اور نصر بن سیار کو پٹواتا۔ بختری کی یہ خواہش اُس جھگڑے کی وجہ سے تھی جو مقام بروقان میں ان دونوں کے درمیان ہوگیا تھا، بنو تمیم نے نصر سے کہلا بھیجا کہ اگر تم لوگ چاہو تو ہم تمھیں ان کے ہاتھوں سے چھڑا لیں۔ مگر نصر نے اُن کو ایسا کرنے سے روکدیا۔

جب یہ لوگ خالد کے پاس لائے گئے تو خالد نے اسد کو بہت لعنت ملامت کی اور کہنے لگا کہ اُس نے اُن کے سروں کو کیوں نہ بھیجدیا۔

اسد نے بلخ میں جو خطبہ دیا تھا اُس میں کہا تھا،

اے بلخ والو تم نے میرا نام زاغ رکھا ہے بخدا میں تمھارے دلوں کو ٹیڑھا کر دونگا، مگر جب اسد نے سخت تعصب سے کام لینا شروع کیا اور اُسکی وجہ سے لوگوں میں فتنہ وفساد برپا ہوگیا، اور

دھڑے بندی ہو گئی۔ تو ہشام نے خالد کو لکھا کہ اپنے بھائی کو موقوف کردو، چنانچہ خالد نے اسد کو موقوف کر دیا۔ اور اسد خالد سے حج کی اجازت لیکر ماہ رمضان ۱۰۹ھ ہجری میں عراق آگیا، اسکے ساتھ خراسان کے بعض زمیندار بھی آئے، اسد نے حکم بن عوانۃ الکلبی کو خراسان میں اپنا جانشین چھوڑا، حکم نے موسم گرما کی مہم تو تیار کی مگر جہاد کرنے نہیں گیا۔

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ بنی عباس کے داعیوں میں سب سے پہلے زیاد ابو محمد ہمدان کا آزاد غلام اسد بن عبداللہ کی ولایت کے پہلے دور میں خراسان آیا۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے اسے خراسان بھیجا اور کہا کہ لوگوں کو ہماری حمایت کے لئے دعوت دو، اہل یمن میں جاکر فروکش ہونا، اور مضری عربوں سے ملاطفت سے پیش آنا۔ اور ابرشہر کے ایک شخص غالب نام سے بچتے رہنا کیونکہ اوسے بنی فاطمہ کی محبت میں بہت زیادہ غلو ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حرب بن عثمان البلخی بنی قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام محمد بن علی کا خط لیکر خراسان کے باشندوں کو دعوت دینے آیا تھا۔

بہر حال جب زیاد نے خراسان پہنچکر بنی عباس کے لئے تحریک و دعوت شروع کردی، بنی مروان کے مظالم اور عادات قبیحہ کو بیان کرنے لگا، اور لوگوں کو کھانا کھلانے لگا تو اسی اثنا میں غالب ابرشہر سے زیاد کے پاس آیا، ان دونوں میں مباحثہ ہوا، غالب بنی فاطمہ کی فضیلت پیش کرتا تھا اور زیاد بنی العباس کی، نتیجہ یہ ہوا کہ غالب زیاد کو چھوڑ کر چلا گیا، زیاد نے سارا موسم سرما مرو میں بسر کیا، اہل مرو میں سے یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور ابراہیم بن الخطاب العدوی اس سے ملنے آیا کرتے تھے، زیاد سوید الکاتب کے برزن میں آل رقاد کے مکانوں میں آکر قیام پذیر ہوتا تھا۔

اس زمانہ میں مرو کا حاکم خراج حسن بن شیخ تھا، جب اسے زیاد کی

کارروائیوں کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اسد بن عبداللہ کو اسکی اطلاع دی، اسد نے زیاد کو بلایا، زیاد کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا جسکی کنیت ابو موسیٰ تھی۔ اسد نے اسے دیکھکر کہا کہ میں تمھیں پہچانتا ہوں۔ ابو موسےٰ نے کہا جی ہاں، اسد نے کہا میں نے تمھیں دمشق کے ایک میخانہ میں دیکھا تھا، ابو موسیٰ نے کہا جی ہاں

اب اسد نے زیاد سے پوچھا کہ میں نے تمھارے متعلق یہ باتیں سنی ہیں تم کیا کہتے ہو؟ زیاد نے کہا جو اطلاع آپ کو ملی ہے محض غلط ہے، میں تجارت کی غرض سے خراسان آیا ہوں۔ میں نے لوگوں کو اپنا مال دیا ہے جب مجھے اوسکی قیمت وصول ہو جائیگی یہاں سے چلا جاؤنگا۔ اسد نے کہا تم میرے علاقہ سے نکل جاؤ، زیاد اسد کے پاس سے واپس آگیا اور پھر اپنی تحریک اشاعت کے کام میں مصروف ہو گیا، یہ رنگ دیکھکر حسن پھر اسد کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ آپ اس تحریک کو معمولی بات نہ سمجھئے، یہ بڑی خطرناک ہے ابھی سے اسکا تدارک کیجئے۔ اسد نے زیاد کو بُلا بھیجا اور اُسے دیکھتے ہی کہا۔ کیا میں نے تمھیں خراسان میں قیام کرنے سے منع نہیں کر دیا تھا؟ زیاد نے کہا جناب والا میری طرف سے کسی خدشہ کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں، اسد نے اُسے گرفتار کر لیا اور اُسکے تمام ساتھیوں کے قتل کا حکم دیدیا، اُسپر ابو موسیٰ نے کہا فاقض ما انت قاض (یورا کرو جو تم کرنے والے ہو) اس جملہ کو سنکر اسد کا غصہ اور زیادہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو نے مجھے فرعون بنا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا میں نے نہیں بلکہ خدا نے تجھے فرعون بنایا ہے، غرض کہ یہ سب کے سب جو کوفہ کے رہنے والے دس آدمی تھے اسد کے حکم سے قتل کر دئے گئے، اُس روز صرف دو لڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بچ گئے اسکے باقی لوگوں کے قتل کا بھی حکم دیدیا گیا وہ مقام کشانشاہ میں قتل کر ڈالے گئے۔

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اسد نے زیاد کے متعلق حکم دیا کہ اس کے کمر سے دو کر دئے جائیں۔ زیاد دو کے درمیان لیٹا یا گیا جب تلوار کا وار اس پر کیا گیا تو تلوار اُچٹ گئی، بازار والوں نے اللہ اکبر کا نعرہ

بلند کیا، اسد نے پوچھا یہ کیا ماجرا ہے، کہا گیا کہ تلوار نے زیاد پر کچھ اثر نہیں کیا۔ اسد نے ابویعقوب کو ایک تلوار دی، ابویعقوب معمولی لباس پہنے باہر نکلا، تماشائیوں کا ازدحام تھا، ابویعقوب نے تلوار کا ہاتھ مارا، تلوار اچٹ گئی مگر دوسرے وار میں زیاد کے دو کردیئے۔

بعض راویوں نے یہہ بیان کیا ہے کہ اسد نے اِن لوگوں سے کہا کہ تمھاری جو شکایت مجھ تک پہنچی ہے اگر تم اپنے تئیں اِس سے براءت و بے تعلقی کا اقرار کرو تو چھوڑ دیئے جاؤ گے مگر آٹھ آدمیوں نے اس قسم کے اقرار سے انکار کردیا۔ البتہ دو شخصوں نے اپنی بے تعلقی کا اقرار کیا، مگر اِن دو میں سے بھی ایک شخص دوسرے دن صبح کو جب کہ اسد اپنی اُس بیٹھک میں جو پرانے شہر کے بازار پر تھی متمکن تھا آیا، اسد نے اُسے دیکھکر کہا کیا یہ ہمارا کل کا قیدی نہیں ہے؟ اُس شخص نے اسد سے درخواست کی کہ آپ مجھے بھی میرے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیجئے۔ لوگ اُسکی تشہیر کے لئے بازار میں لائے یہ شخص کہتا جاتا تھا ہم اسبات سے خوش ہیں کہ اللہ ہمارا رب، اسلام ہمارا مذہب، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے نبی ہیں۔ اسد نے بخارا کے بادشاہ کی تلوار منگوائی اور اپنے ہاتھ سے اُسکی گردن ماردی، یہ واقعہ یوم اضحیہ سے چار دن پہلے کا ہے۔

اس واقعہ کے بعد ایک اور کوفہ کا رہنے والا کثیر نامی یہاں آیا ابو النجم کے پاس آکر اترا، زیاد کے ملاقاتی اِس کے پاس آتے جاتے تھے، یہ اُن سے باتیں کرتا اور اپنی تحریک پھیلاتا تھا، ایک دو سال اسی طرح ہوتا رہا، کثیر لکھنا پڑھنا نہیں جانتا تھا اب خداش جو مرغم نام ایک گاؤں میں تھا اُسکے پاس آیا اور اب یہ کثیر کے بجائے اس تحریک کا اصل حامل ہوگیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا اصلی نام عمارہ تھا مگر چونکہ اس نے ملت محمدیہ میں اختلاف پیدا کردیا اسکا نام خداش ہوگیا، اسد نے اپنی امارت کے عہد اول میں عیسیٰ بن شداد البرجمی کو ثابت قطنہ کی بجائے کسی سمت کا

حاکم مقرر کر کے بھیجدیا اسپر ثابت قطنہ بہت جلا کٹا اور اسد کے ہجو کی ۔

اس سال ہشام نے اشرس بن عبداللہ السلمی کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ اسد بن عبداللہ کو برطرف کر کے ہشام نے اشرس کو خراسان کا والی مقرر کیا، اُسے حکم دیا کہ تم خالد بن عبداللہ کو سرکاری معاملات لکھتے رہو، اشرس ایک فاضل اور نیک آدمی تھا لوگ اُسکی فضلیت کی وجہ سے اُسے کامل کہتے تھے۔ وہ خراسان آیا تو لوگ اُسکے آنے سے بہت خوش ہوئے، اس نے عمیرہ ابو اُمیۃ الیشکری کو کوتوال مقرر کیا پھر اُسے معزول کر کے سمط کو اُسکی جگہ مقرر کیا، ابو المبارک الکندی کو مرو کا قاضی بنایا مگر چونکہ انھیں قضاءت کا کچھ علم نہ تھا اشرس نے مقاتل بن حیّان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا، مقاتل نے محمدؐ بن زید کا نام اس منصب کے لئے پیش کیا اشرس نے محمدؐ بن زید کو قاضی مقرر کر دیا۔ یہ صاحب اشرس کے معزول ہونے تک مرو کے قاضی رہے سب سے پہلے اشرس ہی نے خراسان میں فوجی چوکیاں مقرر کیں، عبدالملک بن وثار الباہلی کو اُن پر متعین کیا، تمام چھوٹے بڑے کام اشرس خود ہی کیا کرتا تھا۔

اشرس جب خراسان آیا لوگوں نے فرط انبساط میں نعرۂ تکبیر بلند کیا، جب خراسان آیا تو گدھے پر سوار تھا، حیان النبطی نے کہا اگر جناب والا خراسان پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تو گھوڑے پر سوار ہوں۔ اپنے گھوڑے کے تنگ کو خوب کسکر باندھیے، چابک سے اس کی پیٹھ ٹھونکیے یہانتک کہ آگ نکلنے لگے، اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ واپس چلے جائیں، اشرس نے کہا حیان! میں واپس جانے کے لئے تیار ہوں مگر مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں آگ کو پیش کروں، پھر وہ ٹھہر گیا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔

یحییٰ بن حضین کہتا ہے اشرس کے خراسان آنے سے پہلے میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے "تم لوگوں پر ایک ایسا شخص آرہا ہے جو سخت سینہ والا، کمزور رجستہ اور ناہموار رگ ہے"، میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا

دوسری رات میں نے پھر خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے، تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہو گیا ہے، جو سخت سینہ والا۔ (سخت دل یا کینہ پرور) کمزور جسم، نامسعود، اپنی قوم سے خیانت کرنے والا، لنگڑا ہے۔

لقد ضاع جیش کان جغرا امیرھم فھل من تلاف قبل دوس القبائل
فان صرفت عنھو بہ فلعلہ والا یکونوا من احادیث قائل

ترجمہ) سمجھ لو کہ وہ فوج تباہ ہو گئی جس کا سردار لنگڑا ہوا کیا قبائل کے پائمال ہونے سے پہلے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ اُنکی سرداری سے ہٹا دیا جائے تو شاید ایسا ہو سکے۔ ورنہ یہ سب کے سب اس طرح تباہ ہو جائینگے کہ بس انکا تذکرہ لوگوں کی زبانوں پر رہ جائے گا۔

خراسان میں لوگ اشرس کو لنگڑا کہا کرتے تھے۔

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ابراہیم نے مقام منا میں یوم النحر کے دوسرے دن ظہر کے بعد خطبہ دیا اور کہا کہ میں ابن الوحید ہوں، جو چاہو مجھ سے دریافت کرو کیونکہ مجھ سے زیادہ کوئی شخص واقف نہیں ہے، اس پر عراق کے ایک شخص نے اُسکی طرف بڑھ کر پوچھا فرمائیے قربانی واجب ہے یا نہیں ابراہیم اسکا کچھ جواب نہ دے سکا اور منبر سے اتر آیا۔

اس سال مدینہ۔ مکہ اور طائف کا والی ابراہیم بن ہشام تھا، بصرہ اور کوفہ پر خالد بن عبد اللہ والی تھا، ابان بن ضبارہ الیزنی بصرہ میں پیش امام تھے، بلال بن ابی بردہ بصرہ کا کوتوال تھا، خالد کی جانب سے ثمامہ بن عبد اللہ الانصاری بصرہ کے قاضی تھے۔ اشرس بن عبد اللہ خراسان کا والی تھا۔

سنہ ۱۱۱ ہجری کے اہم واقعات

اس سال مسلمہ بن عبد الملک نے ترکوں سے جہاد کیا، بڑھتے بڑھتے

باب اللان تک جا پہنچا، یہاں خاقان نے ایک کثیر فوج کے ساتھ مسلمہ کا مقابلہ کیا، ایک ماہ تک دونوں حریف ایک دوسرے سے دست و گریبان رہے شدید بارش کی وجہ سے طرفین کو سخت تکلیف اوٹھانا پڑی، آخرکار اللہ تعالیٰ نے خاقان کو شکست دی اُس نے واپسی کی راہ لی اور مسلمہ بھی واپس پلٹ آیا۔ واپسی میں اُس نے مسجد ذی القرنین کی راہ اختیار کی، اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں خوحلبثی کرکے صمالہ فتح کیا۔

نیز اسی سنہ میں عبداللہ بن عقبۃ الفہری امیر البحر نے موسم گرما میں جہاد کیا۔

نیز اسی سال اشرس نے ذمی باشندگان سمرقند اور ماوراالنہر کو دعوت اسلام دی اس شرط پر کہ اگر وہ اسلام قبول کرلیں تو جزیہ موقوف کردیا جائیگا باشندوں نے اس دعوت پر لبیک کی اور اسلام لے آئے مگر پھر بھی اُن پر جزیہ ہی عائد کیا گیا اور جب اُسکا مطالبہ کیا گیا تو انھوں نے بغاوت برپا کردی۔

اہل سمرقند کی بغاوت اور اُسکے واقعات

اشرس نے اپنے زمانۂ حکومت خراسان میں اپنے مصاحبین سے کہا کہ مجھے ایک ایسا فاضل اور متقی آدمی بتاؤ جسے میں اشاعت اسلام کے لئے ماوراء النہر بھیجدوں۔ لوگوں نے ابوالصیداء صالح بن طریف بنی ضبہ کے آزاد غلام کا نام لیا، ابوالصیداء نے کہا کہ میں فارسی اچھی طرح نہیں جانتا اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ربیع بن عمران التیمی اُن کے ساتھ کئے گئے ابوالصیداء نے کہا کہ میں اس شرط پر تبلیغ دعوت اسلام کرتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو جائیگا اُس سے جزیہ نہ لیا جائیگا۔ کیونکہ خراسان کا خراج ہر فرد پر مشخص ہے، اشرس نے یہ بات مان لی، ابوالصیداء نے مزید احتیاط کے لئے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں اس کام کے لئے جاتا ہوں۔ اگر یہ عمال اپنے وعدہ کو پورا نہ کریں تو تم میری امداد کرنا۔ سب نے اُسکے حامی بھری۔ ابوالصیداء سمرقند روانہ ہوئے" حسن بن ابی عمرطۃ الکندی سمرقند کا فوجی اور مالی گورنر تھا۔

ابوالصیداء نے باشندگان سمرقند اور اُس کے مضافات کو اسلام کی

دعوت دی اس شرط پر کہ جزیہ موقوف کر دیا جائیگا، لوگ جوق جوق آکر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، یہ رنگ دیکھکر غوزک نے اشرس کو لکھا کہ مالگزاری بہت کم ہو گئی ہے، اشرس نے ابن ابی العمرطة کو لکھا کہ خراج کی وصول یابی سے مسلمانوں کو تقویت پہنچتی ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اہل سغد اور اُن جیسے اور لوگ خلوص نیت سے مسلمان نہیں ہوئے ہیں بلکہ جزیہ سے بچنے کی خاطر اسلام لے آئے ہیں، تم دیکھو، جس کسی کا ختنہ ہو گیا ہو، فرائض دین کو بجالاتا ہو، اُسکے اسلام میں خلوص نظر آتا ہو۔ اور قرآن کی ایک سورة پڑھ دے تو اُسکا خراج معاف کر دیا جائے، اس کے بعد ہی اشرس نے ابن ابی العمرطة کو محکمۂ مالگزاری سے علیحدہ کر دیا اور ہانی بن ہانی کو اُسکی جگہ مقرر کیا نیز اشحیذ کو اُسکی مددگاری پر متعین کیا ابن ابی العمرطة نے ابوالصیدا سے کہا کہ اب مالگزاری سے مجھے کچھ تعلق نہیں رہا لہذا آپ اب ہانی اور اشحیذ سے اس معاملہ میں گفت وشنید کریں، ابوالصیدا نے ان لوگوں کو نومسلموں سے جزیہ لینے سے منع کیا۔ ہانی نے لکھ بھیجا کہ باشندے مسلمان ہو گئے ہیں اور انھوں نے مسجدیں بھی بنالی ہیں، ان حالات کو دیکھکر بخارا کے بڑے بڑے زمیندار اشرس کے پاس آئے اور کہا کہ اب آپ کس سے خراج لینگے سارے باشندے تو عرب ہو گئے۔ اشرس نے ہانی اور دوسرے سرکاری عہدیداروں کو لکھا کہ جن لوگوں سے پہلے خراج لیا جاتا تھا اُن سے اب بھی لیا جائے، چنانچہ ان نومسلموں پر پھر جزیہ عائد کیا گیا، اُنھوں نے دینے سے انکار کیا، اور سات ہزار سغد کے باشندے حکومت کی اطاعت چھوڑ کر سمرقند سے سات فرسخ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے، ابوالصیدا، ربیع بن عمران التیمی، قاسم الشیبانی۔ ابوفاطمة الازدی بشر بن جرموز الضبی۔ خالد بن عبداللہ النحوی، بشر بن زنبور الازدی، عامر بن قشیر یا بشیر الخجندی۔ بیان العنبری اور اسمٰعیل بن عقبہ اُنکی امداد کے لئے اُن کے ساتھ جا شریک ہوئے، اشرس نے ابن ابی العمرطة کو فوج کی سپہ سالاری سے موقوف کر دیا اور اُسکی جگہ مجشر بن مزاحم السلمی کو مقرر کیا۔ نیز عمیرہ بن سعد الشیبانی

کو اُسکا مددگار بنایا۔ مجشر نے سمرقند پہنچتے ہی ابوالصیداء کو لکھا کہ آپ مجھ سے آکر ملیں اور اپنے ساتھ دوسرے اپنے ساتھیوں کو بھی لائیے، ابوالصیداء اور ثابت قطنہ مجشر کے پاس آئے مجشر نے اُن دونوں کو قید کردیا۔ ابوالصیداء نے کہا تم نے بدعہدی کی اور جو قول کیا اُس سے پھر گئے۔ ھانی نے کہا نہیں جو طریقہ خون ریزی کو روک سکے وہ بد عہدی نہیں کہا جا سکتا، ھانی نے ابوالصیداء کو تو اشرس کے پاس بھیجدیا اور ثابت کو اپنے ہی پاس قید رکھا، جب ابوالصیداء اسطرح گرفتار کر لیے اشرس کے پاس بھیجدیئے گئے تو اُن کے ساتھی ایک جا جمع ہوئے اور اُنھوں نے ھانی سے لڑنے کے لئے ابوفاطمہ کو اپنا سردار منتخب کرلیا۔ ھانی نے کہا ذرا ابھی ٹھہرے رہو، میں اشرس کو لکھتا ہوں، اُن کی رائے معلوم ہو جانے دو جیسا وہ حکم دیں گے ہم اسکی تعمیل کریں گے۔ اِن لوگوں نے سارا ماجرا اشرس کو لکھ بھیجا، اشرس نے جواب دیا کہ باقاعدہ خراج وصول کیا جائے، یہ سنتے ہی ابوالصیداء کے متبعین چلے گئے مگر اس سے اب اُن کی طاقت بہت کمزور ہوگئی، جتنے اِن میں سربرآوردہ لوگ تھے وہ تلاش کر کے گرفتار کر لئے گئے اور اُنھیں مرو بھیجدیا گیا۔ ثابت یہیں قید رہا۔ اشرس نے ھانی کے ساتھ سلیمان بن ابی السری بنی عوافہ کے آزاد غلام کو بھی شریک افسر مالگزاری مقرر کیا، ھانی اور دوسرے مالگزاری کے عہدہ داروں نے لگان کی وصولی میں سختیاں کرنا شروع کیں، بڑے بڑے عجمی سرداروں کی توہین کی مجشر نے عمیرہ بن سعد کو زمینداروں پر مسلط کردیا۔ یہ لوگ سامنے کھڑے کئے گئے، اُنکے کپڑے پھاڑے گئے، اُن کے پٹکے اُن کی گردنوں میں ڈالے گئے، یہاں تک کہ نو مسلم بوڑھوں سے بھی جزیہ لیا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ تمام سغد اور بخارا مرتد ہوگیا اور ترکوں میں اسوجہ سے جوش و خروش پیدا ہو گیا،

ثابت اسی طرح عرصہ تک قید میں پڑا رہا۔ جب نصر بن سیار مجشر کی جگہ عامل مقرر ہوا تو اُس نے ثابت کو ابراہیم بن عبداللہ اللیثی

کی نگرانی میں اشرس کے پاس بھیجدیا۔ اشرس نے اسے اپنے پاس قید کر دیا چونکہ نصر بن سیار، ثابت سے اچھی طرح پیش آیا تھا اُس کے ساتھ بلاطفت عطوفت برتی تھی اس لئے ثابت نے نصر کی مدح میں ایک قصیدہ بھی کہا۔

اشرس جہاد کے لئے روانہ ہوا۔ آمل آیا یہاں تین ماہ تک پڑا رہا قطن بن قتیبہ بن مسلم کو آگے روانہ کیا، قطن نے دس ہزار کے ساتھ دریا کو عبور کیا، اہل سغد، اہل بخارا جنکے ساتھ خاقان اور ترک بھی تھے مقابلہ پر آئے، کفار نے قطن کا اُسکی خندق ہی میں محاصرہ کرلیا، خاقان روزانہ ایک بہادر سردار کو منتخب کرتا اور یہ سردار کچھ ترکوں کے ساتھ دریا کو عبور کرتا۔ بعض ترکوں نے کہاکہ زینیں کھولکر گھوڑوں کو دریا میں ڈالدو چنانچہ انھوں نے دریا کو عبور کیا اور مسلمانوں کے جو جانور کھلے بندوں چر رہے تھے انھیں لوٹ کر لے گئے۔ اشرس نے عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو کی کفالت میں ثابت قطنہ کو کچھ سواروں کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا، اس جماعت نے ترکوں کا تعاقب کیا آمل میں اُن سے جا لڑے اور جو وہ لوٹ کر لیگئے تھے اُسے چھڑا لائے جب یہ جماعت واپس پلٹی تو پھر ترک دریا کو عبور کر کے اُن پر آئے، اب اشرس تمام فوج کے ساتھ دریا کے اس پار قطن بن قتیبہ سے آملا۔ اشرس نے ایک شخص مسعود نام متعلقہ قبیلہ بنی حیان کو سریہ کے ساتھ دشمن کے مقابلہ کے لئے بڑھایا۔ ترکوں نے اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ یہ بھی اُن سے لڑ پڑے، بہت سے مسلمان اس معرکہ میں کام آئے، مسعود شکست کھاکر اشرس کے پاس واپس پلٹ آیا۔

دشمن اور آگے بڑھا جب مسلمانوں کے قریب پہنچا، مسلمانوں نے حملہ کیا ترکوں نے بھی معرکہ جدال و قتال گرم کردیا۔ مسلمانوں کو مجبوراً پسپا ہونا پڑا اس پسپائی میں بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا مگر انھوں نے پھر جوابی حملہ کیا اور اس قدر ثابت قدمی سے داد مردانگی

دی کہ دشمن کے پاؤں میدانِ جنگ سے اوکھڑ گئے اور اُس نے شکست کھائی۔
اشرس مسلمانوں کو لیکر بیکند پہنچا۔ ترکوں نے مسلمانوں پر پانی کا سلسلہ منقطع کردیا۔ اُس ایک دن اور رات تو مسلمانوں نے اپنے قیام گاہ میں بسر کی، دوسری صبح کو جب دیکھا کہ پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا ہے، کنوئیں کھودے مگر پانی برآمد نہ ہوا پیاس نے بیتاب کردیا۔ مجبوراً اُس شہر کی طرف بڑھے جہاں سے پانی روکا گیا تھا، اس موقع پر قطن بن قتیبہ مسلمانوں کی فوج کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دشمن نے انکی مزاحمت کی، یہ اُن سے نبرد آزما ہوگئے، مگر پیاس کی اسقدر شدت بڑھی کہ اُس کی تاب نہ لاسکے سات، سوجاں بحق ہوگئے، اور اُن میں لڑنے کی طاقت نہ رہی۔ رباب نوازوں کی صف میں صرف سات آدمی باقی بچے تھے ضرار بن حصین تھکا کر اس قدر چور ہوگیا تھا کہ قریب تھا کہ دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہوجائے اس نازک حالت کا احساس کرکے حارث بن سریج نے مسلمانوں کو جوش دلایا اور کہا کہ تلوار سے شہید ہونا پیاسے مرنے کے مقابلہ میں دنیا میں بھی زیادہ موجب عزت ہے اور عقبیٰ میں باعث اجرِ عظیم ہے، یہ کہتے ہی حارث بن سریج، قطن بن قتیبہ، اسحٰق بن محمدؐ وکیع کا بھتیجا، بنی تمیم قیس کے سواروں کے دستے کو لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اس بلی جگہ ہی سے لڑے کہ ترکوں کو پانی پر سے ہٹادیا۔ تمام لوگ فوراً پانی کی طرف لپکے، سب نے سیر ہوکر خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

ثابت قطنہ کا عبدالملک بن دثار الباہلی کے پاس گزر ہوا۔ ثابت نے اُس سے کہا کہو عبدالملک جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب حاصل کرنا چاہتے ہو؟ عبدالملک نے کہا اتنی دیر ٹھہرو کہ میں نہالوں اور حنوط لگالوں۔ ثابت ٹھہر گیا اور جب عبدالملک اِن کاموں سے فارغ ہوکر باہر آیا تو اب یہ دونوں دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے۔ ثابت نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمھارے مقابلہ میں ترکوں سے لڑنے کے اصول وطریقوں کو زیادہ اچھی طرح جانتا ہوں، ثابت نے مسلمانوں کو

مرنے مارنے کے لئے جوش دلایا، سب نے ملکر دشمن پر حملہ کیا، نہایت شدید جنگ ہوئی، ثابت اور بہت سے مسلمانوں کے ساتھ جن میں صخر بن مسلم بن النعمان العبدی، عبدالملک بن وثار الباہلی، وجیہ الخراسانی، عقار بن عقبۃ العودی بھی تھے اس معرکہ میں کام آیا۔ مگر قطن بن قتیبہ اور اسحٰق بن محمدؐ بن حسان نے بنی تمیم وقیس کے کچھ سواروں کو ایک جا جمع کیا، ان سب سے آخر دم تک لڑنے کا عہد لیا۔ اور دشمن پر ٹوٹ پڑے، ترکوں نے بھی مقابلہ کیا، مگر مسلمانوں نے انھیں زک دی اور ان سے میدان کو صاف کر دیا۔ اور انھیں قتل کرتے ہوئے ان پر چڑھ بیٹھے، پردۂ شب نے آکر مسلمانوں کو مزید تعاقب کرنے سے باز رکھا، دشمن تتر بتر ہو گیا اور اشرس نے بخارا آکر ان کے باشندوں کا محاصرہ کرلیا

وجیہ البنانی نے خانہ کعبہ کے طواف کی حالت میں یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب ایک مرتبہ ترکوں سے ہمارا مقابلہ ہوا، مسلمانوں میں سے بہت سے آدمی شہید ہو گئے، میں بھی زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا، جب میں پڑا ہوا تھا میں دیکھ رہا تھا کہ ترک بیٹھے ہوئے ہیں اور شراب کا دور چل رہا ہے، ترک میرے پاس بھی پہنچے، ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اسے نہ مارو۔ کیونکہ ابھی اسے ایک نیک کام کو پورا کرنا ہے اور اسکی زندگی کا ایک معینہ وقت ہے جسے وہ پورا کرے گا، اب یہ ایک نیک کام تو میں نے کرلیا ہے اور شہادت کی تمنا دل میں ہے!

حج کے بعد یہ شخص پھر خراسان واپس چلا گیا اور ثابت کے ساتھ شہید ہوا۔ وازع بن ذائق نے بیان کیا ہے کہ اشرس کی لڑائی والے دن وجیہ دو خچروں کے ساتھ میرے پاس سے گزرا میں نے ان سے پوچھا ابو اسماء آج، آپ کی صبح کیونکر ہوئی، اس نے جواب دیا۔ کہ میں نے آج اس حالت میں صبح کی ہے کہ ایک جماعت پریشان و سرگرداں تھی اور دوسری مال غنیمت جمع کر رہی تھی اے اللہ تو ان دونوں صفوں کو ایک دوسرے سے لپیٹ دے، یہ کہکر وجیہ عام

فوج میں جا ملا ۔ اپنی کمان کو نیچے جھکائے ہوئے تھا، اور اُن کی تلوار ایک چادر میں لپٹی ہوئی تھی، اسی حالت میں جا کر شہید ہوا ۔ ہیثم بن المنخل العبدی بھی شہید ہوا ۔

جب اشرس اور ترکوں میں باقاعدہ جنگ چھڑ گئی تو ثابت قطنہ نے یہ دعا مانگی، "اے خداوندا میں گذشتہ شب ابن بسطام کا مہمان تھا، آج رات تو مجھے اپنا مہمان بنا لے، بخدا میں نہیں چاہتا کہ بنی اُمیہ مجھے فولادی بیڑیوں میں مقید دیکھیں"، اس کے بعد ثابت نے دشمن پر حملہ کیا اور اُن کے ساتھیوں نے بھی حملہ کیا اُس کے ساتھیوں نے تو بزدلی دکھلائی مگر یہ استقلال سے اپنی جگہ ڈٹا رہا، ایک تیر اس کے گھوڑے کو لگا، گھوڑا اچھلا اور الف ہو گیا، ثابت نے اسے مار کر آگے بڑھایا، اب خود ثابت پر تلوار کا ہات پڑا اور وہ زخمی میدانِ جنگ سے اٹھایا گیا، جب میدان میں پڑا ہوا تھا کہہ رہا تھا اے خداوندا آج صبح میں ابن بسطام کا مہمان تھا، آج شام کو تیرا مہمان ہوں تو اپنے انعام میں جنت الفردوس سے میری تواضع کیجئیو

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے دریا کو پار کر کے بیکند پر خیمے نصب کئے، چونکہ یہاں انہیں پانی دستیاب نہ ہوا اس لئے دوسری صبح کو وہاں سے کوچ کر دیا جب یہ بخارا کے قصر کے قریب پہنچے جہاں سے اُسکا محل ایک میل کے فاصلہ پر رہ گیا تھا۔ ایک ہزار سوار ان کے سامنے آئے اُنھوں نے مسلمانوں کی فرودگاہ کا احاطہ کر لیا، غبار کا ایک طوفان اُٹھا جس سے ایسی اندھیاری چھا گئی کہ کسی کو اپنا پاس والا دکھائی نہ دیتا تھا۔

مسلمانوں کی اصل فوج سے چھ ہزار فوج جس میں قطن بن قتیبہ اور دیسی رؤسا میں سے غوزک بھی تھا علیحدہ ہو گئی تھی اور یہ بخارا کے متعدد قلعوں میں سے ایک قلعہ میں یہ سمجھ کر چلے گئے کہ اشرس ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ اشرس بخارا کے قلعوں میں محفوظ تھا۔ پھر دو دن کے بعد یہ جماعتیں ایک دوسرے سے مل گئیں، اگرچہ غوزک قلعہ میں تو قطن کے ساتھ داخل ہوا تھا مگر

اس واقعہ میں ترکوں سے جا ملا۔ قطن نے اس کے پاس ایک آدمی بھیجا اس کے دیکھتے ہی ترکوں نے شور برپا کیا کہ قطن کا قاصد آرہا ہے غوزک ترکوں سے جا ملا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ غوزک اس روز سواروں کے درمیان گر پڑا تھا اس لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ وہ ترکوں سے جا ملے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس نے غوزک سے طاس منگوایا، غوزک نے اشرس کے قاصد سے کہا کہ اس طاس کے سوا اور کوئی برتن میرے پاس ایسا نہیں ہے جس سے میں تدہیں کر سکوں اس لئے تم اسکا مطالبہ نہ کرو، مگر اشرس نے پھر کہلا کر بھیجا کہ تم کٹورے میں پیو اور طاس مجھے بھیجدو، اسپر غوزک نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔

اس زمانہ میں نصر بن سیار سمرقند کا عامل تھا، اور عمیرۃ بن سعد الشیبانی سمرقند کے محکمۂ مالگزاری کا افسر اعلیٰ تھا، اور یہ سب کے سب شہر میں محصور تھے، عمیرہ ان لوگوں میں تھا جو اشرس کے ہمراہ خراسان آئے تھے۔

قریش بن ابی کہمس ایک گھوڑے پر سوار قطن کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ امیر اور تمام فوج نے پڑاؤ کر دیا ہے سوائے تمہارے سارا لشکر موجود ہے، اب قطن اپنی پوری جمعیت کے ساتھ امیر کے پاس چلا آیا اسوقت قطن اشرس سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اشرس شہر بخارا سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر اس مقام پر جسے مسجد کہتے ہیں فرد کش ہوا، پھر اسی مقام سے ہٹ کر اس گھاٹی کے طرف جسے بوادرہ کہا جاتا تھا چلا گیا، سیابہ یا شبابہ قیس بن عبداللہ الباہلی کا آزاد غلام بھی مسلمانوں سے آکر ملگیا جب کہ وہ مقام کمرجہ میں فروکش ہو چکے تھے،

خراسان کی لڑائیوں میں عموماً اور اشرس کے دور حکومت کی جنگوں میں خصوصاً جنگ کمرجہ ایک ممتاز حیثیت اور خاص شہرت رکھتی ہے، سیابہ نے مسلمانوں سے کہا کہ کل خاقان تمہارے پاس سے گذریگا، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اپنی پوری تیاری سے اس کے سامنے آیئے، جب وہ آپکی مستعدی اور

سازو سامان کو دیکھیگا - تو اُسے آپ پر فتح حاصل کرنیکی توقع جاتی رہے گی، اسپر کسی مسلمان نے کہا کہ اسکی ضمانت لے لیجائے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ تم میں کمزوری پیدا کرنے آیا ہے، مگر اوروں نے اُسکا کہا نہ مانا اور کہا یہ ہمارا آزاد غلام ہے، ہم اسکی خیر خواہی اور خلوص نیت سے واقف ہیں، اور وہ ہی کیا جیسا کرنے کا اس نے مشورہ دیا تھا، صبح کو خاقان اُن کی طرف بڑھا جب بالکل مقابلہ پر آیا تو یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اُسکا قصد بخارا جانے کا ہے بخارا جانے والا راستہ لے لیا - مگر پھر ایک ٹیلے کے نیچے سے، جو دونوں حریفوں کے درمیان تھا اپنی ساری فوج کے ساتھ مسلمانوں کی طرف اُتر پڑا - اور حملہ کے لئے تیار ہوگیا، مسلمانوں کو اُسکی مطلقاً اب تک خبر نہ تھی عین اس وقت جب کہ ترکوں نے ابھی مسلمانوں پر اچانک حملہ نہیں کیا تھا اور کرنا ہی چاہتے تھے کہ مسلمان اس ٹیلہ پر چڑھے، وہاں جاکر دیکھا کہ فولاد کا پہاڑ سامنے ڈٹا ہوا ہے، جس میں اہل فرغانہ طاربند، افشینہ، نسف اور بخارا کے روسا شامل ہیں،

اس خطرہ کو محسوس کرکے مسلمانوں کے ہاتھوں میں لرزہ پیدا ہوگیا، کلیب بن قنانی الذہلی نے مسلمانوں سے کہا کہ ترک تم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں، اب ترکیب یہ کرو کہ اپنے گھوڑوں کو فولادی جھولیں پہنائے ہوئے تھوڑی تھوڑی ٹکڑی میں دریا کے راستہ لیجاؤ یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ گویا تم اُنھیں پانی پلانے لیجارہے ہو جب وہاں پہنچکر ان کی جھولیں اُتار دو تو شہر کے دروازہ کے راستہ پر پڑ جانا اپکے بعد دیگرے مسلمانوں کی ٹکڑیاں روانہ ہوئیں ترکوں نے یہ دیکھتے ہی کہ مسلمان اسطرح چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں منقسم ہورہے ہیں مسلمانوں پر تنگ اور دشوار گذار مواقع میں حملہ کردیا مگر چونکہ مسلمان ان راستوں سے ترکوں کے مقابلہ میں زیادہ واقف تھے اسلئے وہ ترکوں کے پہنچنے سے پہلے دروازہ پر پہنچ گئے - دروازہ کے بالکل قریب ترکوں نے مسلمانوں کو جا ملایا اور مہلب نام ایک شخص کو جو عرب تھا اور مسلمانوں کیساتھ فوج میں تھا، شہید کرڈالا ترک اُن سے لڑے

اور خندق کے باہر والے دروازہ پر قبضہ کر کے اس میں گھس آئے، اب یہاں دونوں فریقوں میں خوب جنگ ہوئی، ایک عرب نے سرکنڈوں کا ایک مٹھا مشتعل کر کے اُن کے منہ پر پھینکا جس سے ترک علیحدہ ہٹ گئے اور مقتولین و مجروحین سے دور چلے گئے، شام کے وقت ترک واپس پلٹ گئے، عربوں نے پل کو جلا ڈالا۔ خسرو بن یزدجرد تیس آدمیوں کے ہمراہ مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا عربو! تم کیوں اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو، یہ میں ہوں جو خاقان کو اسلئے لایا ہوں کہ تاکہ وہ میری سلطنت مجھے دلا دے اور میں تمہارے لئے اُس سے وعدۂ امان حاصل کر لوں گا۔

مگر عربوں نے اُسے گالیاں دیں اور وہ اپنا سا منہ لیکر چلا گیا۔

بازغری دو سو آدمیوں کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا۔ یہ ماوراء النہر کے باشندوں میں سب سے زیادہ چالاک اور ہوشیار آدمی تھا، خاقان اُسکی کسی بات کی مخالفت نہیں کرتا تھا۔ اِسکے ہمراہ خاقان کے اعزا میں سے بھی دو شخص تھے اور اشرس کی فوجی چوکیوں کے بعض شہسوار قیدی بھی تھے، بازغری نے مسلمانوں سے کہا کہ مجھے امان دیجئے تاکہ میں قریب آکر وہ پیام سناؤں جو خاقان نے مجھسے کہا ہے، مسلمانوں نے اُسے امان دیدی۔ بازغری شہر کے بالکل قریب آگیا، مسلمان شہر کی فصیل پر آئے دیکھا کہ اُسکے ساتھ عرب قیدی بھی ہیں۔ بازغری نے عربوں سے کہا کہ آپ کسی شخص کو میرے پاس بھیجئے تاکہ میں اُس سے خاقان کے پیام کے متعلق گفتگو کروں، مسلمانوں نے مہرہ باشندہ درقن کے آزاد غلام حبیب کو اُسکے پاس بھیجا، ترکوں نے اُس سے گفتگو کی مگر وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ بازغری نے مسلمانوں سے کہا کسی ایسے شخص کو بھیجو جو میرا کہا سمجھ سکے، مسلمانوں نے یزید بن سعید الباہلی کو جو کچھ ترکی جانتا تھا گفتگو کے لئے بھیجا۔ بازغری نے کہا یہ دیکھئے سرحدی چوکیوں کے سوار اور عمائدین عرب اُسکے پاس قید ہیں مجھے خاقان نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ آپ لوگوں میں سے جس کی تنخواہ

چھ سو ہے میں ایک ہزار کر دونگا اور جسکی تین سو ہے اُسکی میں چھ سو کر دونگا اور اُسکے بعد ہی وہ آپ کے ساتھ اور احسانات و مراعات کرنے کے لئے تیار ہے؛

یزید نے کہا اسطرح صلح نہیں ہو سکتی۔ عرب اُسے کیونکر منظور کرینگے؟ عرب ترکوں کے مقابلہ میں بھیڑے ہیں اور ترک بکریاں، ہمارے اور آپ کے درمیان کسی طرح صلح نہیں ہو سکتی؛

بازغری کو یہ جواب سنکر بہت طیش آیا۔ دو ترک جو اُسکے ہمراہ تھے کہنے لگے ہم کیوں نہ اُسکی گردن مار دیں بازغری نے کہا مگر وہ امان لیکر ہمارے پاس آیا ہے، یزید اُن کی گفتگو کو سمجھ گیا ڈرا اور کہنے لگا ہاں! سنو بازغری تمہاری بات اسطرح مانی جا سکتی ہے کہ تم ہمیں دو حصوں میں تقسیم کر دو، ایک حصہ ہمارے مال و متاع کے پاس رہے اور ایک خاقان کے ساتھ ہو جائے پھر اگر جنگ میں خاقان کو فتح ہو تو ہم اُسکے ساتھ ہو جائینگے اور کوئی اور صورت پیش آئے تو ہمارا حال وہی ہو گا جو دوسرے اہل سغد کے شہروں کا ہو گا؛

اِس تجویز کو بازغری اور اُن دونوں ترکوں نے جو اُس کے ہمراہ تھے پسند کیا۔ بازغری نے یزید سے کہا کہ تم جا کر اپنی فوج کے سامنے یہ شرائط پیش کرو جسپر ہمارا تمہارا سمجھوتہ ہوا ہے؛

یزید شہر کی طرف آیا۔ اُس نے رسی کا سرا تھام لیا۔ اور فصیل پر سے دوسرے لوگوں نے اُسے اوپر کھینچ لیا، فصیل شہر پر پہنچکر یزید نے بلند آواز سے کہا اے کمرجہ کے باشندو متحد ہو جاؤ، کیونکہ یہ لوگ ایمان کے بعد تمھیں کفر کی دعوت دینے آئے ہیں، اب بتاؤ تمھاری کیا رائے ہے، سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم ہرگز اس بات کو منظور نہیں کریں گے، یزید نے کہا کہ یہ چاہتے ہیں کہ تم کفار کے ساتھ ملکر مسلمانوں سے لڑو، تمام لوگ کہنے لگے ایسا واقعہ پیش آنے سے پہلے ہم سب کے سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے، یزید نے کہا تو اچھا تم اپنے ارادہ کو ترکوں پر

ظاہر کر دو:

تمام باشندے ترکوں کے قاصدوں کے سامنے شہر کی فصیل پر آئے اور کہنے لگے اے بازغری! اگر تم اُن مسلمان قیدیوں کو جو تمہارے قبضہ میں ہیں۔ بھیجتے ہو تو ہم اونکا فدیہ ادا کر دیتے ہیں، البتہ وہ بات جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اُس کے ماننے کے لئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں بازغری نے کہا، تم خود اپنے تئیں ہم سے کیوں نہیں خریدتے، کیونکہ ہم تمہیں بھی اسیطرح اپنے قبضہ میں سمجھتے ہیں جسطرح کہ ہمارے پاس کے قیدی ہیں، ترکوں کے پاس حجاج بن حُمید النضری بھی قید تھا، اہل کمرجہ نے اس سے کہا تم کیوں کچھ نہیں بولتے، حجاج نے کہا، میں مجبور رہوں مجھ پر نگران متعین ہیں۔

خاقان نے حکم دیا کہ درخت کاٹے جائیں، ترکوں نے گیلی لکڑیاں خندق میں بھرنا شروع کیں، مگر ساتھ ہی اہل کمرجہ خشک لکڑیاں ڈالدیتے، یہاں تک کہ خندق پر ہوگئی تاکہ ترک اُس پر سے گذر کر شہر پر حملہ کر سکیں مگر اہل کمرجہ نے اُس لکڑی کے انبار میں آگ لگا دی اور خدا کی طرف سے یہ مزید احسان ہوا کہ اسی وقت شدید ہوا چلنے لگی، لکڑیوں نے فوراً آگ لیلی اور مشتعل ہوگئیں اور جو کام ترکوں نے چھ دن کی محنت میں انجام دیا وہ ایک گھنٹہ میں آگ کے نذر ہو گیا، علاوہ بریں شہر والوں نے اس موقعہ پر ترکوں پر خوب تیر برسائے اُنھیں دق کیا اور بہت سوں کو زخمی کیا ایک تیر بازغری کی ناف میں آکر لگا جس سے اوسکا پیشاب بند ہو گیا اور وہ اسی رات کو مر گیا اُسکے ماتحت ترکوں نے اُسکی موت کا اس قدر رنج کیا کہ اپنے کان کاٹ لئے صبح کے وقت ایک عجیب حالت اُن پر طاری ہوئی، اپنے سروں کو نیچے کئے اُسکی موت پر رونے لگے، اور واقعی اُسکی موت کا اُنھیں بہت سخت صدمہ ہوا۔

جب دن زیادہ چڑھگیا، ترک اُن سو مسلمان قیدیوں کو لائے جن میں ابو العوجا العتکی اور اُن کے ساتھی تھے اور اُن سب کو شہید کر ڈالا! اور حجاج بن حُمید النضری کا سر کاٹ کر شہر کے محصور مسلمانوں کے طرف

پھینکدیا، مسلمانوں کے پاس بھی مشرکین کی اولادوں میں سے دوسو آدمی تھے یا اُن کے پاس بطور یرغمال تھے، مسلمانوں نے اپنے قیدیوں کے خون کے بدلہ میں اُن سب کو تہ تیغ کرڈالا۔ اور اب موت کے لئے تیار ہوگئے، جنگ نے شدید صورت اختیار کرلی، مسلمان خندق کے دروازہ پر آجمے؛

شہر پناہ پر پانچ سردار علیٰحدہ علیٰحدہ مقامات پر مقابلہ کے لئے متعین ہوگئے، کُلیب نے اپنی فوج کو مخاطب کرکے کہا کون شخص ہے جو دشمن پر حملہ آور ہو، ظہیر بن مقاتل الطفاوی نے حالانکہ مجروح تھا کہا میں جاتا ہوں وہ دوڑتا ہوا دشمن کی طرف بڑھا، اپنے نوجوانوں سے کہا تم میرے پیچھے آؤ۔ اُس روز ان سرداروں میں سے دو نے شہادت پائی اور تین بچ گئے کسی رئیس نے محمد بن ہشام سے کہا کہ دیکھو کیسی تعجب کی بات ہے کہ سوائے میرے ماوراءالنہر کا کوئی رئیس ایسا نہ تھا جو کہ جنگ میں نہ لڑا ہو اور مجھے خود اپنی جگہ یہ بات بہت شاق گذری کہ میں کیوں اپنے ہمسروں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہوا، باشندگان کمرجہ کی یہ ہی حالت عرصہ تک قائم رہی، پھر عربوں کی اور فوجیں آئیں اور فرغانہ میں آکر انھوں نے پڑاؤ کیا، خاقان نے اہل سغد، فرغانہ، شاش اور دوسرے زمینداروں کو خوب لعنت ملامت کی اور کہا کہ تم نے مجھے یہ کہا کہ اسمیں صرف پچاس گدھے ہوں گے اور میں اسے پانچ دن میں فتح کرلوں گا حالانکہ پانچ دن کے بجائے اب دو ماہ گذر چکے ہیں مگر ابھی تک شہر سر نہ ہوسکا، اب بہتر یہ ہے کہ یہاں سے کوچ کرچلو، مگر سب نے جواب دیا کہ اتنی کوشش کے بعد ہم یوں ہی تو اسے نہیں چھوڑینگے۔ آپ کل تشریف لائے پھر تماشہ دیکھئے،

دوسرے دن خاقان آیا۔ اور ایک جگہ آکر ٹھہر گیا ملک طاربند نے اُسکے پاس جاکر جنگ کرنے کی اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، خاقان نے کہا کہ میں نہیں دیکھتا کہ تم اس موقعہ پر کامیابی سے لڑوگے، خاقان اس بادشاہ کی بہت عزت کرتا تھا، ملک طاربند نے کہا عرب لونڈیوں سے

دو لونڈیاں دینے کا آپ مجھ سے وعدہ کیجیے، اور میں اسپر حملہ کرتا ہوں۔ خاقان نے اس درخواست کو منظور کیا، ملک طاربند نے عربوں سے لڑنا شروع کیا اسکے آٹھ آدمی کام آ گئے، یہ شہر پناہ کے ایک شگاف پر آیا اس شگاف کے پاس ہی ایک گھر تھا جسکا راستہ اسی شگاف کی طرف سے تھا، مکان کے اندر ایک تمیمی عرب مریض پڑا ہوا تھا اُس نے ملک طاربند پر چمٹا پھینک کر مارا وہ اُسکی زرہ ہی میں اٹک رہا پھر اُس نے عورتوں اور بچوں کو آواز دی، مگر ترکوں نے کمند ڈالکر کھینچ لیا، یہ منھ اور گھٹنے کے بل گرا، کسی نے ایک پتھر اُسکے رسید کیا جو اُسکے کان کی جڑ میں آکر لگا، جس سے وہ گر پڑا ایک شخص نے نیزا مار کر اُسکا کام تمام کر دیا۔ پھر ایک امرد نوجوان ترک نے آکر اسکو بالکل ہی ختم کر ڈالا، اُس کے لباس اور تلوار پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسکی لاش مسلمانوں نے ترکوں سے چھین لی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس عرب کے اسطرح شہید کئے جانے پر اہل شاش کے ایک شہسوار نے اپنی فوج والوں کو غیرت وحمیت دلائی تاکہ اُس کا بدلہ لیا جائے۔ مسلمانوں نے لکڑی کا ایک گھرونڈا بنایا تھا اور اُسے خندق کی دیوار کے بالکل ملحق جما دیا تھا، اُس میں کئی درازیں بھی تھیں اور اُس کے پیچھے چار انداز بٹھا دیئے تھے جن میں غالب بن المہاجر الطائی ابی العباس الطوسی کا چچا اور دو اور شخص تھے جن میں ایک شیبانی اور دوسرا ناجی تھا۔

ملک طاربند شہر کے قریب آکر خندق میں اُترا، ناجی نے اُسپر تیر مارا، جو اُسکی ناک کے بانسہ پر لگا مگر چونکہ وہ تبتی نقاب دار خود پہنے تھا اس لئے تیر کا کچھ اثر نہ ہوا۔ شیبانی نے بھی اُسپر تیر مارا، حالانکہ سوائے اُس کی دونوں آنکھوں کے اُسکے جسم کا اور کوئی حصہ نظر نہیں آتا تھا، پھر غالب بن المہاجر نے تیر مارا جو اُسکے سینہ میں جا کر پیوست ہو گیا جسکے صدمہ سے وہ الٹ گیا، اس سانحہ سے خاقان کو نہایت ہی شدید رنج پہنچا گویا اسکی کمر ٹوٹ گئی۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اس واقعہ سے خاقان کی ہمت پست ہو گئی ہے اُن کے دل بڑھے اور حجاج اور اُسکے ساتھیوں نے اُس روز خوب داد مردانگی دی۔

خاقان نے مسلمانوں سے کہلا کر بھیجا، کہ جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو فتح کئے بغیر اُسے چھوڑتے نہیں اس لئے ہم تو یہاں سے جائینگے نہیں، بہتر یہ ہے کہ تم اس شہر سے چلے جاؤ۔ اسکے جواب میں کلیب بن قتان نے کہا یہ بات ہمارے مذہب کے خلاف ہے کہ ہم خود اپنے تئیں تاوقتیکہ مر نہ جائیں دشمن کے حوالے کردیں، اس لئے جو تمہارے جی میں آئے تم کرو۔

اب ترکوں نے دیکھا کہ اسطرح انکا محاصرہ جاری رکھنے سے ہمارا نقصان ہے اس لئے خاقان نے یہ تجویز پیش کی کہ میں بھی اس شہر کو چھوڑ کر چلا جاتا ہوں اور تم بھی اپنے مال ومتاع اور اہل وعیال کو ساتھ لیکر یہاں سے چلے جاؤ، تم سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کیجائیگی، تمھیں اختیار ہے چاہے تم سمرقند چلے جاؤ یا دبوسیہ مگر بہتر یہ ہے کہ تم اسی تجویز کو اختیار کرلو کہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔

دوسری طرف اہل کمرجہ نے بھی اپنی اُن تکالیف وشدائد کا احساس کیا جو محاصرہ کی وجہ سے وہ برداشت کر رہے تھے اس لئے اُنھوں نے کہا کہ پہلے ہم اہل سمرقند سے مشورہ کرلیں، غالب بن جہاجر الطائی اس کام کے لئے روانہ کیا گیا، یہ دریا کے ایک مناسب مقام پر اُتر کر فرزادنہ نامی ایک قلعہ میں پہنچا جسکا رئیس اسکا دوست تھا غالب نے اس سے کہا کہ میں سمرقند بھیجا گیا ہوں تم کوئی سواری مجھے دو اُس رئیس نے کہا کہ اسوقت میرے پاس تو کوئی جانور نہیں ہے البتہ خاقان کے پچاس جانور ایک باغ میں ہیں، غالب اور یہ دونوں اُس باغ میں آئے، غالب نے اُن میں سے ایک اچھا گھوڑا لیا۔ اُس پر سوار ہوا اور ایک اور کوتل اپنے ساتھ لے لیا۔ غرض کہ یہ اُسی رات کو سمرقند پہنچا۔ سارا ماجرا انھیں سُنایا اہل سمرقند نے اُسے دبوسیہ کا مشورہ دیا اور کہا وہ تم سے زیادہ قریب واقع ہے، غالب پھر اپنے ساتھیوں کے پاس چلا آیا۔

مسلمانوں نے ترکوں سے یرغمال لئے تاکہ اُن کی کسی قسم کی مزاحمت نہ کیجائے، اور یہ بھی درخواست کی کہ ان کے علاوہ مزید اطمینان کے لئے ہمیں ایک ترک سردار بھی بطور یرغمال دیا جائے۔ ترکوں نے کہا جسے چاہو

تمہارے حوالے کردیں، مسلمانوں نے کورصول کو مانگ لیا۔ اور یہ اُس وقت تک مسلمانوں کے ہمراہ رہا جب تک کہ مسلمان اپنی محفوظ منزلِ مقصود کو نہ پہنچگئے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان نے دیکھا کہ اُس کا محصورین پر کسی طرح بس نہیں چل سکتا، اُس نے اپنے ساتھیوں کو بہت کچھ بُرا بھلا کہا اور حکم دیا کہ یہاں سے کوچ کر چلو، مگر مختار بن غوزک اور سغد کے رؤسا نے اوس سے درخواست کی کہ اے بادشاہ آپ ایسا نہ کریں۔ بلکہ آپ انہیں امان دید یجئے تاکہ وہ اس شہر سے نکل جائیں، اور وہ یہ سمجھیں گے کہ یہ رعایت آپ نے اُن کے ساتھ غوزک کی وجہ سے کی ہے جو عربوں کے ماتحت ہے اور یہ کہ اُس کے بیٹے مختار نے اپنے باپ کے خیال سے آپ سے یہ رعایت اُن کے لئے حاصل کی ہے۔

خاقان نے اُس درخواست کو منظور کرلیا اور کورصول کو محصورین کے پاس بھیجدیا تاکہ وہ اُن کے ہمراہ رہے کہ اگر کوئی شخص اُن کے خلاف کوئی بات کرے تو یہ اُسے روک دے۔

غرض کہ ترکوں کے یرغمال مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے، خاقان بھی وہاں سے روانہ ہوگیا اور ظاہر یہ کیا کہ وہ سمرقند جانا چاہتا ہے۔ مسلمانوں کے پاس ترکوں کے جو یرغمال تھے اُن میں بڑے بڑے سردار اور رئیس تھے، جب خاقان روانہ ہوگیا تو کورصول نے عربوں سے کہا کہ اب تم بھی یہاں سے کوچ کر چلو، مگر عربوں نے کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ مبادا ہم تو روانہ ہوجائیں اور ترک یہاں سے نہ جائیں۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی ڈر ہے کہ شاید کوئی ترک ہماری کسی عورت کو چھیڑے اور اس سے عرب بھڑک اٹھیں تو پھر وہ ہی آتش جنگ و جدل مشتعل ہو جائے گی جسکی مصیبت اب تک ہم بھگتتے آئے ہیں۔

یہ تقریر سنکر کورصول خاموش ہو رہا۔ جب خاقان اور ترک وہاں سے روانہ ہوگئے اور مسلمانوں نے نماز ظہر سے فراغت کرلی تو کورصول نے

اب انھیں کوچ کے لئے کہا اور کہنے لگا کہ یہ جو کچھ تکلیف یا ڈر و دہشت ہے یہ صرف یہاں سے دو فرسخوں تک ہے۔ اس کے بعد تو پھر قریب قریب دیہات آنے لگینگے، غرض کہ اب مسلمان بھی اس مقام سے روانہ ہو گئے، ترکوں کے پاس جو عرب یرغمال تھے اُن میں شعیب البکری یا نضری، سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ تھے اور عربوں کے پاس ترکوں کے پانچ شخص تھے، روانگی کے وقت ہر ترک کے پیچھے ایک ایک عرب برہنہ خنجر لیکر بیٹھ گیا اور اُس وقت ترکوں کے جسم پر سوائے معمولی قبا کے اور کوئی لباس نہ تھا، غرض کہ اُس طرح عرب اِن یرغمالوں کو لیکر چلے، پھر عجمیوں نے کورصول سے کہا کہ چونکہ دبوسیہ میں دس ہزار جنگجو موجود ہیں اس لیے ہمیں یہ خطرہ ہے کہ وہ ہم پر حملہ کر دیں گے، عربوں نے کہا اگر وہ تم سے لڑیں گے تو ہم تمھاری حمایت میں اُنسے لڑیں گے، چلتے چلتے جب دبوسیہ ایک فرسخ یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر رہگیا تو شہر والوں نے سواروں اور بیرقوں کو دیکھکر یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جہ مسخر ہو گیا ہے اور اب خاقان نے اُن پر چڑھائی کی ہے۔

جب یہ جماعت اور قریب پہنچی دیکھا کہ دبوسیہ کے باشندے مقابلہ کے لئے بالکل تیار صف بستہ ہیں کُلیب بن قنان نے بنی ناجیہ کے ایک شخص ضحاک نام کو گھوڑے پر اطلاع کے لئے شہر کی طرف دوڑایا۔ عقیل بن وراد الغدی دبوسیہ کا حاکم تھا جب ضحاک اُن کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ تمام شہر والے حالت جنگ کی ترتیب میں باقاعدہ سواروں اور پیادوں کی صفیں اور پرے جمائے کھڑے ہیں۔ ضحاک نے جاکر ساری کیفیت سنائی، اب کیا تھا اصل حقیقت کے معلوم ہوتے ہی اہل دبوسیہ گھوڑوں کو ایڑ لگاتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے استقبال کو دوڑ پڑے جو شخص پیدل چل نہ سکتا تھا یا زخمی تھا اُسے اُنھوں نے سوار کرالیا۔ پھر کلیب نے محمد بن کراز اور محمد بن درہم کو بُلایا، تاکہ وہ دونوں سباع بن النعمان اور سعید بن عطیہ کو اطلاع کرائیں کہ ہم لوگ اپنی محفوظ جگہ میں پہنچ گئے ہیں،

اب عربوں نے یرغمالوں کو چھوڑنا شروع کیا، صورت یہ کی کہ عرب ایک ترک چھوڑتے تھے اُس کے معاوضہ میں ترک ایک عرب کو چھوڑ دیتے تھے، یہاں تک کہ اب صرف سباع بن النعمان ترکوں کے پاس اور ایک ترک عربوں کے پاس رہگیا، اب ہر فریق اپنے مقابل کی بدعہدی سے خائف تھا مگر سباع نے کہا کہ ترکوں کے یرغمال کو چھوڑ دو چنانچہ مسلمانوں نے اُسے بھی رہا کردیا اور اب صرف سباع ہی ترکوں کے قبضہ میں رہگیا۔ کورصول نے سباع سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا، سباع نے کہا مجھے تمھاری ہی بات پر پورا اعتماد تھا اور میں جانتا تھا کہ تم اِس سے ارفع ہو کہ ایسے موقع پہ بدعہدی کرو، کورصول یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اُسے اپنا دوست بنالیا ہتھیار دیئے اور ایک گھوڑے پر سوار کرکے سباع کو اُس کے عرب ساتھیوں کے پاس واپس بھیجدیا۔

کمرجہ اٹھاون دن محصور رہا پینتیس[۳۵] دن تک مسلمانوں نے اپنے اونٹونکو پانی نہ پلایا، خاقان نے اپنی فوج میں بھیڑیں تقسیم کردی تھیں اور کہدیا تھا کہ انکا گوشت کھالو، اور اُنکی کھالوں میں مٹی بھر کر اِس خندق کو پاٹ دو، فوج نے حسب الحکم تعمیل کی مگر خدا نے بادل بھیجے اور اس قدر شدید بارش ہوئی کہ جو کچھ ترکوں نے خندق میں ڈالا تھا وہ سب بہ کر بڑے دریا میں جا پڑا۔

اہل کمرجہ کے ہمراہ کچھ خارجی بھی تھے جنمیں ابن شنبج بنی ناحیہ کا آزاد غلام بھی تھا۔

اسی سنہ میں اہل کردر نے بغاوت کردی، مسلمانوں نے اُن سے جنگ کی اور اُن پر فتح پائی۔ ترکوں نے اہل کردر کی امداد بھی کی تھی اشرس نے اُس فوج کی امداد کے لیئے جو اُن کی سرکوبی کے لیئے روانہ کی گئی تھی ایک ہزار کی تعداد میں اُن مسلمانوں کو بھی جو کردر کے قریب تھے روانہ کردیا تھا، یہ جماعت بھی اُسی مقام پر جاپہنچی، مگر اُسکے آنے سے پہلے ہی مسلمانوں نے ترکوں کو شکست دیکر بھگا دیا تھا اور اب اہل کردر پر بھی فتح حاصل کرلی۔

اِس سنہ میں خالد بن عبداللہ نے بلال بن ابی بردہ کو تو الی محافظ دستہ کی افسری

اور قضاۃ کے ساتھ پیش امام بھی مقرر کردیا تھا گویا اسطرح یہ ساری خدمتیں ایک ہی شخص کے سپرد تھیں۔ اور اسی سنہ میں اُس نے ثمامہ بن عبداللہ بن انس کو منصف قضا سے برطرف کردیا تھا۔

اِس سال ابراہیم بن ہشام بن اسمٰعیل کی امارت میں حج ہوا، اور یہی اس سال مکہ، مدینہ اور طائف کا والی تھا۔ کوفہ بصرہ اور تمام عراق کا ناظم اعلیٰ خالد بن عبداللہ تھا اور اشرس بن عبداللہ خراسان کا والی تھا۔

۱۱۱ھ ہجری کے اہم واقعات

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما میں بائیں سمت سے کفار پر جہاد کیا اور سعید بن ہشام نے داہنی جانب سے جہاد کیا اور قیساریہ پہنچا۔ نیز عبداللہ بن ابی مریم نے بحری جنگ کی، ہشام نے حکم بن قیس بن مخرمہ بن عبدالمطلب بن عبدالمناف کو تمام اہل شام و مصر کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا۔

ترکوں نے آذربائجان کی سمت پیشقدمی کی، حارث بن عمرو نے اُن کا مقابلہ کیا اور اُنھیں شکست دی۔ ہشام نے جراح بن عبداللہ الحکمی کو آرمینیا کا والی مقرر کیا، اور اشرس بن عبدالسلمی کو خراسان کی ولایت سے معزول کرکے اُسکی جگہ جنید بن عبداللہ المزنی کو مقرر کیا۔

اشرس کی برطرفی اور جنید کے تقرر کے اسباب و واقعات کا بیان

شداد بن خالد الباہلی نے ہشام سے جاکر اشرس کی شکایت کی، ہشام نے اشرس کو موقوف کردیا اور جنید بن عبدالرحمن کو اُسکی جگہ خراسان کا والی مقرر کردیا۔

جنید کے اس عہدہ پر سرفراز کیے جانے کی وجہ یہ ہوئی کہ اِس نے اُم حکیم بنت یحییٰ بن الحکم ہشام کی بیوی کو جواہرات کی ایک مالا تحفتہً نذر دی جو ہشام کو بہت پسند آئی۔ پھر جنید نے خود ہشام کو ایک دوسرا ہار تحفتہً نذر دیا اسکے صلہ میں ہشام نے اُسے خراسان کا والی بنادیا اور ڈاک کے آٹھ گھوڑے اُس کی سواری کے لئے دیئے، اگرچہ جنید نے اُن سے زیادہ کی درخواست کی

مگر ہشام نے اُسے منظور نہیں کیا ؛

جنید پانسو ہمراہیوں کے ساتھ خراسان آیا۔ اُس وقت اشرس اہل بخارا اور سغد سے جنگ میں مصروف تھا جنید نے لوگوں سے کہا مجھے کوئی شخص بتاؤ جو میرے ساتھ ماوراء النہر چلے، خطاب بن محرز السلمی اشرس کے خلیفہ کا نام لیا گیا جب جنید آمل پہنچا تو خطاب نے اُسے مشورہ دیا کہ آپ یہاں قیام کریں اور اُس شخص کو جو مقام زم میں ہے اور اُسکے گرد کے لوگوں کو حکم دیجئے کہ وہ آپ کے پاس آ جائیں۔ مگر جنید نے اُس کی تجویز کو مسترد کر دیا دریا کو عبور کیا، اور اشرس کو لکھا کر آپ کچھ رسالہ میری امداد کے لئے بھیجد یجئے۔ نیز اُسے یہ بھی خوف پیدا ہوا کہ مبادا قبل اسکے کہ رسالہ میری امداد کو پہنچے دشمن اُسکا راستہ روکدے؛

اشرس نے عامر بن مالک الحمانی کو روانہ کیا، یہ ابھی راستہ ہی کی کسی منزل میں تھا کہ ترک اور اہل سغد اسکے سامنے آ گئے تاکہ جنید کے پاس پہنچنے سے اسے روکدیں، عامر ایک مستحکم دیوار میں داخل ہو گیا۔ اور اُس دیوار کے شگاف پر دشمن سے لڑا۔ عامر کے ہمراہ وردبن زیاد بن ادہم بن کلثوم، اسود بن کلثوم کا بھتیجا بھی تھا، دشمن کا ایک تیر اُسکے سوراخ بینی میں آکر پیوست ہوا جو دوسرے سوراخ بینی تک سرایت کر گیا، عامر بن مالک نے یہ کیفیت دیکھکر کہا اے ابوالزاہر تم تو کڑک مرغی معلوم ہوتے ہو ؛

اس شگاف پر ترکوں کا ایک بڑا سردار قتل ہوا۔ خاقان اُس وقت ایک ٹیلہ پر تھا جسکے نیچے گھنی جھاڑی اور پانی تھا۔ عاصم بن عمیر السمرقندی اور واصل بن عمرو القیسی خدمتگاروں کو لیکر بڑے چکر سے اس پانی کے پیچھے پہنچے، اور وہاں۔ لکڑی بانس اور دوسری چیزوں سے جو انھیں مل سکیں ایک بیڑا بنایا اور اسپر بیٹھکر اس جوہڑ کو اسطرح چپکے سے عبور کر آئے کہ خاقان کو صرف تکبیر کی آواز سے اُن کے پیچھے سے حملہ آور ہونے کا علم ہوا۔ واصل اور اُسکے خدمتگاروں نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ اس جھڑپ میں واصل کے زیر ران جو گھوڑا تھا وہ بھی مارا گیا، خاقان اور اُسکے ہمراہی شکست کھاکر بھاگے، عامر بن مالک اس دیوار

کی پناہ سے نکل کر جنید سے آملا جسکے پاس اُس وقت سات ہزار فوج تھی۔ اور اب اُسکے ساتھ ہوکر پھر میدان کارزار کی سمت چلا جنید کے مقدمۃ الجیش پر عمارہ بن حریم سردار تھا۔

جب یہ فوج بیکند سے دو فرسخ کے فاصلہ پر رہگئی تو ترکوں کا رسالہ اُنکا مزاحم ہوا، اور جنگ شروع ہوگئی اس موقع پر قریب تھا کہ جنید مع اپنی تمام فوج کے ہلاک ہوجاتا مگر اللہ تعالی نے اُسے غلبہ دیا وہ بڑھکر دشمن کے پڑاؤ پر آپہنچا جنید کو فتح ہوئی اُس نے بہت سے ترکوں کو قتل کرڈالا، اب خاقان نے اُسکی طرف پیشقدمی کی اور بمقام زرمان واقع علاقۂ سمرقند کے سامنے دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قطن بن قتیبہ جنید کے ساقۂ لشکر پر تھا اور واصل اہل بخارا کی جماعت میں تھا، اور اس مقام میں آکر قیام کیا کرتا تھا، ملک شاش کو زہر دیا گیا، جنید نے ان معرکوں میں خاقان کے بھتیجے کو گرفتار کرکے بارگاہِ خلافت میں بھیجدیا۔ نیز اس جہاد میں اُس نے مجشر بن مزاحم کو مرو پر اپنا جانشین مقرر کیا تھا، سورہ بن الحر کو از قبیلہ بنی ابان بن دارم کو بلخ کا عامل مقرر کیا تھا۔

جنید نے اُن واقعات کی جو اُسے اس سمت میں پیش آئے تھے اطلاع دینے کی غرض سے ایک وفد جس میں عمارہ بن معاویہ العدوی محمد بن الجراح العبدی اور عبدربہ بن ابی الصالح السلمی تھے ہشام کے پاس بھیجا۔ پھر یہ لوگ واپس آکر ترمذ میں دو ماہ تک ٹھہرے رہے، اور اب جنید بھی فتح حاصل کرکے مرو آگیا۔

خاقان نے اس موقعہ پر جنید کے متعلق کہا کہ اگرچہ اس سال اس ناز و نعم میں پلے ہوئے نازک طبیعت والے نوجوان نے مجھے شکست دیدی مگر آئندہ سال میں اسے ہلاک کردونگا۔

اب جنید نے تمام مقامات پر اپنے عہدہ دار مقرر کردیئے مگر صرف مضری عربوں کو عہدے دیے، قطن بن قتیبہ کو بخارا کا عامل مقرر کیا، ولید بن القعقاع العبسی کو ہرات کا عامل مقرر کیا حبیب بن مرۃ العبسی کو اپنی فوج خاص کا سردار بنایا۔ اور مسلم بن عبدالرحمن الباہلی کو بلخ کا عامل مقرر کیا اسکے تقرر کے وقت نصر بن سیار

بلخ کا عامل تھا۔ بروقان کے قضیہ کی وجہ سے نصر اور باہلیوں کے تعلقات خوشگوار نہ تھے، مسلم نے نصر کو بلوا بھیجا۔ اس وقت وہ سو رہا تھا، لوگ اُسے محض ایک قمیص ہی میں جو وہ اُس وقت پہنے تھا لے آئے، پائیجامہ بھی پہنے ہوئے نہ تھا۔ نصر اُسی قمیص کو اپنے بدن پر سمیٹتا جاتا تھا، مسلم یہ حالت دیکھکر شرمندہ ہوا، اور لوگوں سے کہنے لگا، مضر کے ایک سردار کو تم اس حالت میں لائے، تم نے برا کیا، پھر جنید نے مسلم کو بلخ کی عاملی سے معزول کر کے اُس کی جگہ یحییٰ بن ضبیعہ کو مقرر کیا، شداد بن خالد الباہلی کو سمرقند کی مالگزاری کا افسر مقرر کیا، سمہری بن قعنب بھی جنید کے ساتھ تھا۔

اس سال ابراہیم بن ہشام کی امارت میں حج ہوا، اور یہ اس تمام علاقہ کا اس سال بھی صوبہ دار تھا جسکا کہ گذشتہ سنہ میں تھا، خالد بن عبداللہ عراق کا اور جنید بن عبدالرحمن خراسان کا صوبہ دار تھا۔

سنہ ۱۱۲ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کے جہاد میں شہر خرشنہ فتح کیا، اور ملطیہ کے راستہ سے پیشقدمی کر کے خرذیہ کو جلا ڈالا۔

نیز اس سال ترک لان سے آگے بڑھے جراح بن عبداللہ الحکمی نے اپنے ہمراہی اہل شام اور اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا مگر چونکہ اسکے پاس اسکی پوری فوج نہ پہنچ سکی اس لئے جراح مع اپنے تمام ساتھیوں کے اردبیل کی گھاٹی میں شہید ہوا۔ ترکوں نے اردبیل فتح کرلیا۔ جراح نے اپنے بھائی حجاج بن عبداللہ کو آرمینیا پر اپنا جانشین چھوڑا تھا ترکوں نے جب مقام بلنجر پر جراح کو شہید کر ڈالا۔ اور ہشام کو اس واقع کی اطلاع ہوئی اُس نے سعید بن عمرو الحرشی کو بلایا، اور اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جراح نے مشرکین کے سامنے سے منہ موڑا، حرشی نے عرض کیا، امیر المومنین یہ بات بالکل غلط ہے۔ جراح کے دل میں اللہ کا ڈر اسقدر تھا کہ وہ کبھی دشمن کے سامنے سے پیٹ موڑنے والا نہ تھا، بلکہ وہ شہید ہوا۔ ہشام نے

پوچھا اب کیا کرنا چاہیے، حرشی نے کہا جناب والا مجھے ڈاک کے چالیس گھوڑے پر روانہ فرماویں اور پھر روزانہ چالیس ڈاک کے گھوڑوں پر چالیس آدمیوں کو میرے پاس روانہ فرماتے رہیں، دوسرے یہ کہ تمام چھاؤنیوں کے سرداروں کو حکم بھیجدیں کہ وہ مجھ سے آملیں ہشام نے اسکی درخواست کے مطابق عمل کیا۔

سعید بن عمرو نے بیان کیا کہ ترک اپنے مسلمان اور ذمی قیدیوں کی تین جماعتیں بنا کر خاقان کے پاس لے گئے، مگر حرشی نے ان قیدیوں کو ترکوں کے پنجہ سے نکال لیا، اور بہت سے ترکوں کو قتل کر ڈالا۔

جنید بن عبدالرحمن نے دورانِ جنگ میں کسی رات کو کہا کہ اس گھاٹی میں ترکوں کا کسی رات یا کسی دن وہ ہی حال ہو گا جو جرّاح کا ہوا۔ اسپر اس سے کہا گیا خدا آپ کو نیک ہدایت دے جب جرّاح کا ترکوں سے مقابلہ ہوا تو جتنے غیور اور جو شیلے جان باز تھے مقابلہ میں شہید ہو گئے۔ رات ہوتے ہی بیشتر لوگ پردہ شب کی آڑ لیکر اپنے آذر بائیجان کے، قصبات میں اسکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، صبح کے وقت جرّاح کے ساتھ بہت تھوڑی جماعت رہگئی تھی اس وجہ سے جرّاح مارا گیا۔

اس سنہ میں ہشام نے اپنے بھائی مسلمہ بن عبدالملک کو ترکوں کے تعاقب میں روانہ کیا اثناء پیشقدمی میں شدید سردی، بارش اور برف باری کا اسے مقابلہ کرنا پڑا مگر مسلمہ ان کے تعاقب میں باب سے بھی آگے نکل گیا اور حارث بن عمرو الطائی کو باب پر چھوڑ دیا۔

اسی سال جنید اور خاقان کی شعب میں مشہور جنگ ہوئی، نیز اسی سال سورہ بن الحر مارا گیا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ ۱۱۳ھ ہجری میں ہوئی۔

جنید اور خاقان کی جنگ کے واقعات و اسباب

۱۱۲ھ ہجری میں جنید طخارستان پر جہاد کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ اور دریا ر بلخ پر آکر فروکش ہوا یہاں سے اس نے عمارہ بن حریم کو اٹھارہ ہزار فوج کے

ساتھ طخارستان روانہ کیا، اور ابراہیم بن بسام اللیثی کو دس ہزار فوج کے ساتھ دوسری سمت بھیجا ترک بھی لڑنے کے لئے تیار ہو گئے اور سمرقند پر جہاں سورہ بن الحر متعلقۂ بنی ابان بن دارم متعین تھا آدھمکے، سورہ نے جنید کو لکھا کہ خاقان ترکوں کو لیکر چڑھ آیا ہے، میں نے آگے بڑھکر اُسکا مقابلہ بھی کیا مگر اب مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ میں سمرقند کو اسکے حملہ سے بچا سکوں۔ اس لئے آپ میری امداد کو پہنچیئے۔

اس خبر کے پاتے ہی جنید نے فوراً فوج کو دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ مگر مجشر بن مزاہم السلمی، ابن بسطام الازدی، اور ابن صبیح الحرقی نے اُس سے کہا کہ ترکوں کو آپ اور جیسا نہ سمجھیں، یہ آپ سے کوئی باقاعدہ فیصلہ کن لڑائی نہ لڑیں گے، اسپر طرہ یہ کہ آپ نے اپنی فوج کو منقسم کر دیا ہے، مسلم بن عبدالرحمن ابیروذ میں ہیں۔ بختری ہرات میں اہل طالقان بھی ابھی تک نہیں آئے، عمارہ بن حریم بھی یہاں نہیں۔

مجشر نے یہ بھی کہا کہ خراسان کا والی دریا کو پچاس ہزار سے کم فوج کے ساتھ عبور نہیں کرتا۔ عمارہ کو لکھئے کہ وہ آپ کے پاس آجائیں۔ ابھی توقف کیجئے اور جلدی نہ کیجئے۔

جنید نے کہا مگر سورہ اور اسکے ساتھ جو مسلمان ہیں اُن کا کیا حال ہوگا، اگر صرف بنی مُرہ اور وہ شامی جو میرے ساتھ وہاں سے آئے تھے صرف وہ ہی میرے پاس ہوتے تو میں انھیں لیکر دریا کو عبور کر جاتا۔

بہر حال جنید نے کسی کی بات نہ سنی اور دریا کو عبور کر کے کس آیا۔ اشہب بن عبید الحنظلی کو دشمن کی خبر لینے کے لئے بھیجدیا گیا تھا اس نے واپس آکر جنید سے کہا کہ دشمن آپہنچا ہے اب یہاں سے روانگی کی تیاری کیجئے۔

دوسری طرف ترکوں کو مسلمانوں کی پیشقدمی کی اطلاع ہوئی انھوں نے کس کے راستہ میں جسقدر کنویں تھے انھیں اندھا کر دیا۔ جنید نے پوچھا کہ سمرقند کا کونسا راستہ زیادہ مناسب اور سہل المرور ہوگا، بعض لوگوں نے کہا جلنے والا راستہ، مگر مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا کہ آگ سے جلنے کے مقابلہ میں تلوار سے

مارا جانا زیادہ اچھا ہے، جس راستہ کے اختیار کرنے کی تجویز ہو رہی ہے یہ وہ راستہ ہے جہاں گھنا جنگل اور خشک گھانس کثرت سے ہے، کئی سال سے اس میں زراعت بھی نہیں ہوئی، جسکی وجہ سے جھاڑیاں اور گھانس ایک دوسرے سے لپٹ گئی ہیں، اگر خاقان کا آمنا سامنا ہو گیا وہ اس تمام علاقہ میں آگ لگا دیگا اور ہم سب کے سب آگ اور دھوئیں سے جل بھن کر تباہ ہو جائینگے، اس سے تو پہاڑی راستہ زیادہ اچھا ہے اُسیکو اختیار کیجئے کیونکہ اس راستہ میں جو دقتیں ہمیں پیش آئینگی وہی ہمارے دشمن کے لئے بھی ہیں۔

بہرحال جنید نے پہاڑ کی گھاٹی والا راستہ اختیار کیا اور پہاڑ پر چڑھا مجشر نے اُسکے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہنے لگا کہ یہ بات کہی جاتی رہی ہے کہ قیس کے ایک دولتمند شخص کے ہاتھوں مسلمانوں کی ایک فوج تباہ ہوگی، اور ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ آپ ہی ہوں، جنید نے کہا کہ تم اپنے دل سے اس خوف کو نکال ڈالو، مجشر نے کہا کہ جب ہم میں تم جیسا آدمی موجود ہے ایسی صورت میں یہ خوف دور نہیں کیا جاسکتا۔

جنید نے گھاٹی کے دامن میں رات بسر کی، صبح کے وقت یہاں سے بھی کوچ کیا، اب اسی طرح ٹھہرتے ہوئے اور کوچ کرتے ہوئے جنید نے اپنا سفر جاری رکھا، ایک سوار اُسکے سامنے آیا۔ جنید نے اُسکا نام پوچھا۔ اُس نے حرب بتایا۔ جنید نے باپ کا نام پوچھا اُس نے محربہ بتایا۔ جنید نے دریافت کیا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو، اُس نے کہا بنی خنظلہ سے تعلق رکھتا ہوں جنید نے یہ سنکر کہا خدا تجھ پر جنگ، مصیبت اور مشقت کو مسلط کر دے۔

چلتے چلتے جنید اُس درہ پر پہنچا جہاں سے سمرقند چار فرسخ رہ جاتا ہے، صبح ہوتے ہی خاقان کی ٹڈی دل فوج مسلمانوں کے مقابل آئی اور اہل سغد شاش۔ فرغانہ اور کچھ ترک مسلمانوں پر بڑھے، خاقان نے مسلمانوں کے مقدمۃ الجیش پر جسکی قیادت عثمان بن عبداللہ الشخیر کے سپرد تھی حملہ کیا، یہ فوج اصل قیام گاہ کی طرف پسپا ہوئی اور ترک برابر اُنکا تعاقب کرتے ہوئے بڑھتے

اور ہر طرف سے آکر انھیں گھیر لیا۔ اخرید نے اس سے پہلے ہی جنید سے کہا تھا کہ چونکہ کثیر تعداد میں دشمن سر پر آپہنچا ہے اسلئے آپ اپنی تمام فوج کو مرکزی قیام گاہ میں واپس بلا لیجئے۔ دشمن کے اگلے دستے جب نمودار ہوئے تو لوگ اُس وقت صبح کا کھانا کھا رہے تھے عبیداللہ بن زہیر بن حیان کی نظر سب سے پہلے اُن پر پڑی مگر اُس نے فوج کو دشمن کی آمد سے اسلئے خبردار نہیں کیا کہ تاکہ وہ اطمینان سے اپنے کھانے سے فارغ ہو جائیں، مگر ابو الذیال نے پیچھے مڑکر جو دیکھا تو دشمن اُسے نظر آگیا اُس نے فوراً کہہ دیا کہ دشمن آپہنچا، یہ سنتے ہی تمام لوگ سوار ہو ہو کر جنید کے پاس پہنچے، بنی تمیم اور بنی ازد میمنہ پر ہو گئے، اور ربیعہ نے فوج کے میسرہ کو جو پہاڑ سے ملا ہوا تھا سنبھال لیا۔ بنی تمیم کے اُس رسالہ کے دستہ پر جنکے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں عبیداللہ بن زہیر بن حیان سردار تھا، اور جن گھوڑوں پر یہ جھولیں نہ تھیں اُنکی قیادت عُمر یا عمرو بن جرفاس بن عبداللہ بن شقران المنقری کے سپرد تھی۔ اور عامر بن مالک الحمانی بنی تمیم کی ساری جماعت کا سپہ سالار تھا، بنی ازد کا سردار عبداللہ بن بسطام بن مسعود بن عمرو المعنی تھا، بنی ازد کے رسالہ کے ہر دو قسم کے دستے ایک جنکے گھوڑوں پر فولادی جھولیں تھیں اور دوسرے وہ جنپر یہ جھولیں نہ تھیں۔ فضیل بن ہناد اور عبداللہ بن حوذان کے ماتحت تھے، ان میں سے ایک ایک قسم کے دستہ کا اور دوسرا دوسرے کا سردار تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بجائے عبداللہ بن حوذان الجہضمی کے اسکا بھائی بشر بن حوذان رسالہ کا سردار تھا۔

اب جنگ شروع ہوگئی چونکہ بنی ربیعہ پہاڑ کے قریب ایک تنگ مقام میں کھڑے تھے اس لئے اُن پر دشمن کا کوئی شخص حملہ آور نہ ہوا۔ البتہ اب دشمن نے مسلمانوں کے میمنہ پر حملہ کیا جسمیں بنی تمیم اور ازدی ایک ایسے وسیع رقبہ میں ایستادہ تھے جہاں رسالہ کو کام میں لانے کا موقع تھا۔ یہ حالت دیکھکر حیان بن عبیداللہ بن زہیر اپنے باپ کے سامنے پاپیادہ ہوگیا اور اپنا گھوڑا اپنے بھائی عبدالملک کے حوالے کر دیا۔ اسکے باپ نے اُس سے کہا حیان تم اپنے بھائی کے پاس جاؤ کیونکہ وہ ابھی بالکل ناتجربہ کار نوجوان ہے

اور مجھے اُسکی جان کا خطرہ ہے، حیّان نے اپنے باپ کا کہا نہ مانا اور سیر اُس نے کہا حیّان اگر تم اسوقت مارے گئے تو تم گنہ گار مارے جاؤ گے، یہ سنتے ہی حیّان پھر اُس جگہ پلٹ آیا جہاں اُس نے اپنے بھائی اور گھوڑے کو چھوڑا تھا۔ یہاں آکر دیکھا کہ اُس کا بھائی اصل فوج میں جا ملا ہے اور گھوڑا باندھ گیا ہے، حیّان نے ڈوری کاٹ ڈالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کے طرف بڑھا۔ اس اثنار میں دشمن نے اُس جگہ کو گھیر لیا تھا جہاں اُس نے اپنے باپ اور اُسکے ساتھیوں کو چھوڑا تھا، انھیں اس خطرہ میں دیکھکر جنید نے نصر بن سیار کو سات آدمیوں کے ساتھ جنمیں جمیل بن غزوان العدوی بھی تھا اُنکی امداد کے لئے بھیجا۔

عبیداللہ بن زہیر بھی اس جماعت میں شریک ہوگیا اور ان سب نے دشمن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انھیں اُس مقام سے پیچھے ہٹا دیا۔ مگر ترکوں نے جوابی حملہ کیا اور جس قدر بہادر اس مقام میں تھے سب کے سب شہید ہو گئے اسوقت عبیداللہ بن زہیر، ابن حوذان۔ ابن جبر فاش اور فضل بن حضاد یہاں مارے گئے، اور میمنہ کی ترتیب درہم برہم ہوگئی جنید اس وقت قلب لشکر میں کھڑا تھا، یہ حالت دیکھکر میمنہ کی طرف آیا اور بنی ازد کے علم کے نیچے آکر کھڑا ہوگیا، چونکہ اس نے ازدیوں پر ظلم کیا تھا اس لئے بنی ازد کا علم بردار جنید سے کہنے لگا کہ تم ہمارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ ہم سے محبت کر دیا ہماری عزت بڑھاؤ، لیکن اس لئے کہ تم اسے خوب جانتے ہو کہ جب تک ہمارا ایک آدمی بھی زندہ ہے دشمن کا کوئی شخص تم تک نہیں پہنچ سکتا، اگر ہمیں فتح ہوئی تو اُسکا سہرا تمھارے ہی سر بندھیگا۔ اگر ہم ہلاک ہوں تو کوئی بھی ہمارے لئے دو آنسو نہیں بہائیگا، اور بخدا اگر ہمیں کامیابی ہوئی اور میں زندہ رہا تو میں تم سے کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا!

یہ کہکر یہ بہادر آگے بڑھا اور مارا گیا، اب ابن صجاعر نے جھنڈا لے لیا اور وہ بھی مارا گیا غرض کہ اسی طرح اٹھارہ آدمیوں نے یکے بعد دیگرے علم لیا اور سب مارے گئے اسی روز بنی ازد کے اسّی آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا، مسلمان نہایت ثابت قدمی سے برابر لڑتے رہے، آخر کار لڑتے لڑتے تھک کر ایسے چور ہو گئے کہ تلوار مارتے تھے اور اُسکا کچھ اثر نہ ہوتا تھا مسلمانوں

کے غلاموں نے جنگل سے ڈنڈے کاٹ لئے، اور اسی سے لڑنا شروع کیا، آخرکار دونوں حریف لڑائی سے بیزار ہوگئے اور دونوں میں معانقہ ہوا، علیحدہ ہٹ گئے، اور لڑائی موقوف ہوگئی۔

اسی روز بنی ازد میں سے حمزہ بن حجاعۃ العتکی۔ محمد بن عبداللہ بن خوذان الجہضمی عبداللہ بن بسطام المعنی، اسکا بھائی زنیم۔ حسن بن شیخ۔ فضل الحارثی رسالہ کا سردار اور یزید بن المفضل الحدانی شہید ہوئے، یزید بن المفضل نے حج کیا تھا اپنے حج میں ایک لاکھ اسی ہزار خرچ کئے تھے، اور راہبی مان وحشیہ سے درخواست کی تھی کہ آپ میرے لئے دعا کیجئے کہ خدا مجھے جام شہادت پلائے، اس نے اس خلوص سے دعا کی کہ بے ہوش ہوکر اپنے بیٹے پر گرپڑی۔ حج سے آکر تیرہ ہی دن ہوئے تھے کہ یزید کو درجۂ شہادت ملا۔ اسکے ہمراہ اسکے دو غلام بھی دشمن سے لڑے، اگرچہ اس نے انہیں واپس جانے کا حکم دیدیا تھا مگر انھوں نے نہ مانا۔ داد مردانگی دی اور شہادت حاصل کی۔

اس جنگ میں یزید بن المفضل نے ستو اونٹ مسلمانوں کے لئے ستو سے لدوائے، اور ایک ایک شخص کو پوچھنے لگے جس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ شہید ہوگیا، آخرکار خود آگے بڑھے، اور لاالٰہ الا اللہ کہتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔

محمد بن عبداللہ بن حوذان اس روز ایک سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار جسپر سنہری جھول پڑی ہوئی تھی لڑ رہا تھا، اس نے سات حملے کئے اور ہر حملہ میں ایک دشمن کو قتل کرکے اپنی جگہ واپس آجاتا تھا، جو کفار اس سمت میں تھے وہ اس سے خوف زدہ ہوگئے تھے، یہ رنگ دیکھکر دشمن کے ایک ترجمان نے محمدؐ سے پکار کر کہا۔ کہ بادشاہ تم سے کہتے ہیں کہ تم ہمارا مقابلہ نہ کرو ہمارے پاس چلے آؤ، ہم اپنے اس بت کو چھوڑ کر جسکی ہم پرستش کرتے ہیں تمہاری پرستش کریں گے، محمدؐ نے جواب دیا میں تم سے اس لئے لڑ رہا ہوں کہ تم بتوں کی پرستش چھوڑ کر خدائے واحد کی عبادت کرو، یہ کہکر محمدؐ نے پھر لڑنا شروع کیا اور جام شہادت نوش کیا، اس جنگ میں حشیم بن قرط الہلالی الحارثی بھی کام آیا۔

نصر بن راشد العبدی نے بھی اس جنگ میں جام شہادت پیا جب کہ فوج مصروف پیکار تھی یہ اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا بتاؤ تمہارا کیا حال ہوگا اگر میں کسی نمدے میں خون لتھڑا ہوا تمہارے سامنے لایا جاؤں، اُس کی بیوی نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا اور آہ و بکا شروع کردی نصر نے کہا۔ بس خاموش رہو، اگر تمام عورتیں میرے لئے اسی طرح آہ و بکا کریں تو بھی میں حور عین کے شوق میں اُن کی گریہ وزاری کی پروا نہ کروں۔ یہ کہکر یہ شخص پھر میدانِ جنگ میں واپس آیا۔ لڑا اور شہید ہو گیا، خدا اُس پر اپنا رحم کرے، جنگ اسی طرح ہو رہی تھی کہ ایک غبار اُٹھا۔ اُس میں سے کچھ شہسوار نکلے۔ جنید کے نقیب نے آواز دی کہ سب لوگ پاپیادہ ہو جائیں جنید بھی گھوڑے سے اتر پڑا اور تمام فوج بھی اتر پڑی بعد ازاں پھر جنید کے نقیب نے اعلان دیا کہ ہر سردار جہاں کھڑا ہے وہیں خندق کھود لے حسب الحکم تمام لوگوں نے خندق کھود لی، اور وہیں کھڑے ہو گئے۔

جنید نے عبدالرحمٰن بن مکیہ کو دشمن پر حملہ کرتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ یہ لٹکتی ہوئی سونڈ کیا ہے، کہا گیا کہ یہ ابن مکیہ ہے، جنید نے کہا کیا گائے کی زبان ہے، خدا ہی کے لئے اُس کی خوبی ہے یہ کیسا عمدہ شخص ہے۔

اب دونوں حریف مقابلہ سے ہٹ گئے۔ بنی ازد کے ایک سو نوے آدمی اس معرکہ میں کام آئے، مسلمانوں کا خاقان سے جمعہ کے دن مقابلہ ہوا تھا۔

جنید نے عبداللہ بن معمر بن سمیر الیشکری کو حکم بھیجدیا تھا کہ وہ کس کے ملحقہ رقبہ میں ٹھہرا رہے جو اُس راستہ سے گزرے اُسے روک لے، سامان اور پیدل سپاہ کو اپنے پاس جمع کرلے۔ موالی جن میں سوائے ایک سوار کے سب پیدل تھے اسکے پاس آئے۔ دشمن ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عبداللہ بن معمر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور بنی بکر کے چند بہادروں کے ساتھ شہید ہوا اب سنیچر کی صبح ہوئی۔ نصف النہار کے وقت خاقان پھر مقابلہ کے لئے آگے بڑھا جس مقام پر بکر بن وائل استادہ تھے اُسکے نقطۂ نگاہ سے جنگ کے لئے وہ ہی سب سے زیادہ اُسے آسان نظر آیا۔ زیاد بن الحارث بکر بن وائل کا سردار تھا، خاقان نے اُنکا رخ کیا بکر بن وائل نے زیاد سے کہا کہ دشمن کثیر تعداد

میں ہم پر بڑھ رہا ہے۔ ہم کو اجازت دو کہ ہم اُن پر حملہ کر دیں قبل اُسکے کہ وہ ہم پر حملہ کرے۔ زیاد نے کہا مجھے ترکوں سے جنگ کا ستر سال کا تجربہ ہے، اگر تم نے اُن پر حملہ کیا اور تم آگے بڑھے تو تم شکست کھا جاؤ گے بہتر یہ ہے کہ ابھی کچھ نہ بولو قریب آجانے دو، بنی بکر بن وائل چپ کھڑے رہے، جب ترک اُنکے بالکل قریب آگئے تب اُنھوں نے اُن پر ایسا شدید حملہ کیا کہ انھیں پیچھے ڈھکیل دیا۔ جنید نے سجدۂ شکر ادا کیا، اور خاقان نے اُس روز اپنی فوج سے کہا کہ جب عربوں پر کسی تنگ مقام میں حملہ کیا جاتا ہے وہ نہایت بہادری سے لڑتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اُن سے کچھ نہ بولا جائے تاوقتیکہ وہ اپنے مقامات متعینہ سے باہر نہ نکل آئیں، کیونکہ تم لوگ ایسے موقعوں پر اُن کے حملہ کی تاب نہیں لاتے؛

جنید کی لونڈیاں واویلا کرتی ہوئی نکلیں، اُس پر بعض شامیوں نے کہا، خوب اے اہل خراسان تم کہاں چلیں، اور جنید نے کہا یہ رات جرّاح کی رات کی طرح ہے اور یہ دن اُس کے دن جیسا ہے، اسی سنہ میں سورہ بن الحر التمیمی مارا گیا؛

سورہ بن الحر التمیمی کے موت کے واقعات

عبید اللہ بن حبیب نے جنید سے کہا کہ یا آپ اپنی موت کو پسند کیجئے یا سورہ کی۔ جنید نے کہا میں سورہ کی موت کو اپنی موت پر ترجیح دیتا ہوں عبید اللہ نے کہا تو پھر سورہ کو لکھ بھیجیے کہ وہ اہل سمرقند کو لیکر آپ کے پاس چلے آئیں جب ترکوں کو معلوم ہوگا کہ سورہ آپ کے پاس آنے کی نیت سے روانہ ہوئے ہیں تو وہ اُنکی طرف پلٹ پڑینگے اور اُس سے لڑیں گے، جنید نے سورہ کو آنے کا حکم لکھ بھیجا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جنید نے سورہ کو لکھا تھا کہ تم میری امداد کو پہنچو، عبادہ بن سلیل المحاربی ابو الحکم بن عبادہ نے سورہ سے کہا، دیکھو سمرقند میں ایک مکان ٹھنڈا کرو اور اس میں سو رہو، کیونکہ اگر تم یہاں سے نکلے تو اس بات کا خیال بھی نہ کرو گے کہ امیر ناراض ہیں یا خوش ہیں دیکھئے قتل کر دئے جاؤ گے۔ حلیس بن غالب الشیبانی نے سورہ سے

کہا کہ تمھارے اور جنید کے درمیان ترک حائل ہیں، اگر تم یہاں سے نکلے وہ تم پر حملہ کر دینگے اور تمھیں اُسکے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جھپٹ لیجائینگے۔

سورہ نے جنید کو لکھا کہ مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ میں یہاں سے نکل سکوں، جنید نے جواب دیا اے حرام زادے نکل آ۔ ورنہ میں شداد بن خالد الباہلی کو تیرے پاس بھیجے دیتا ہوں۔ شداد سورہ کا جانی دشمن تھا) تو میرے پاس آ اور فلاں شخص کو پانسو تیر اندازوں کے ساتھ فرختاذیں متعین کر دینا۔ دریا کے کنارے کنارے آنا، پانی کو نہ چھوڑنا۔

اب سورہ نے نکلنے کا ارادہ کر لیا۔ وجف بن خالد العبدی نے کہا تم اگر یہاں سے چلے تو خود بھی ہلاک ہو جاؤ گے اور عرب بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ اور جسقدر لوگ تمھارے ساتھ ہیں وہ سب تمھاری وجہ سے ہلاک ہو جائینگے سورہ نے کہا جب تک میں روانہ نہ ہو جاؤں میرا سامان احاطہ سے نہ نکالا جائے عبادہ اور حلیس نے اس سے کہا کہ جب آپ نے جانے کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو دریا کے کنارے کنارے چلیئے، سورہ نے کہا کہ اس دریا کے راستہ سے تو میں دو دن میں بھی جنید کے پاس نہیں پہنچوں گا مگر اس دوسرے راستہ سے میرے اور اسکے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے، صبح کے وقت اُسکے قریب پہنچ جاؤں گا اور جب پیدل سپاہ ذرا آرام لے لیگی آگے بڑھ کر دریا کو عبور کر لونگا۔

دوسرے طرف ترکوں کے جاسوسوں نے اس قرارداد کو معلوم کر کے اُنھیں اطلاع کر دی۔ اب سورہ نے کوچ کا حکم دیدیا۔ موسیٰ بن اسود متعلقہ خاندان بنی ربیعہ بن خنظلہ کو سمرقند پر اپنا جانشین چھوڑا۔ اور بارہ ہزار فوج کے ساتھ سمرقند سے روانہ ہوا ایک پہاڑ کی چوٹی پر اُسے صبح ہوئی۔ کارتقید نامی ایک اُسی علاقہ کے باشندے نے اُسے یہ راستہ بتایا تھا، صبح کیوقت خاقان اُسکے سامنے آگیا سورہ تین فرسخ کی مسافت طے کر کے آیا تھا۔ اور اب اُس کے اور جنید کے درمیان صرف ایک فرسخ کا بعد باقی رہگیا تھا؛ خاقان نے مسلمانوں سے دو پہاڑوں کے درمیان ایک پست رقبہ میں

جنگ شروع کردی، خاقان بھی نہایت ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مسلمان بھی اُسکے مقابلہ پر جمے رہے یہانتک کہ گرمی شدید ہو گئی۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ غوزک نے خاقان سے کہا تھا کہ چونکہ آج گرمی ہے اس لئے تم مسلمانوں سے اُس وقت تک نہ لڑو جب تک کہ آفتاب اپنی گرمی سے انھیں تپا نہ دے، کیونکہ وہ ہتھیاروں سے مسلح ہیں جب گرمی بڑھ جائیگی، اُن ہتھیاروں کا بوجھ انپر دوبھر ہو جائیگا، چنانچہ خاقان ابھی اُن سے نہیں لڑا بلکہ اس نے غوزک کی رائے پر عمل کیا، خشک گھانس میں آگ لگا دی اور مسلمانوں اور پانی کے درمیان حائل ہو کر مقابلہ پر جما رہا سورہ نے عبادہ سے پوچھا کہئے ابوالسلیل اب کیا کیا جائے، عبادہ نے کہا میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ان ترکوں میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو مال غنیمت کا دلدادہ نہو۔ اس لئے آپ ان تمام جانوروں کو ذبح کر ڈالئے، جس قدر یہ سامان ہے اسے جلا ڈالئے، اور تلوار نیام سے باہر کر لیجئے، اس صورت میں یہ ہمیں راستہ دیدینگے، پھر سورہ نے عبادہ سے پوچھا کیا مشورہ دیتے ہو، عبادہ نے کہا میں نے مشورہ دینا چھوڑ دیا سورہ نے کہا بہرحال اب بتاؤ کہ اس وقت کیا تدبیر اختیار کیجائے، عبادہ نے کہا یہ کرنا چاہیئے کہ ہم نیزے علم کر لیں اور ایک ساتھ حملہ کر کے گھس پڑیں۔ ایک فرسنخ کا فاصلہ رہگیا ہے اور اس طرح اپنی اصل فوج سے جاملیں، سورہ نے کہا نہ میں ایسا کرسکتا ہوں اور نہ فلاں اور فلاں ایسا کریں گے، سورہ نے چند آدمیوں کے نام گنائے، لیکن میرے سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ میں رسالہ کو اور اُن لوگوں کو جو مرنے مارنے کے لئے تیار ہوں اکٹھا کروں اور دشمن پر ٹوٹ پڑوں اب چاہے میں سلامت رہوں یا ہلاک ہو جاؤں۔

سورہ نے فوج کو جمع کیا اور سب نے ملکر دشمن پر حملہ کیا، ترک پیچھے ہٹے غبار کا ایسا بادل چھا یا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا، ترکوں کے پیچھے آگ کا انبار لگا ہوا تھا بلا امتیاز دشمن اور مسلمان اُس آگ میں گر پڑے، سورہ گھوڑے سے گر پڑا اُسکی ران ٹوٹ گئی۔ تمام فوج منتشر ہو گئی تھی جب اندھیاری چھٹ گئی معلوم ہوا کہ لوگ اِدھر اور اُدھر منتشر ہو چکے تھے ترکوں نے مسلمانوں کو شہید کرنا

شروع کیا اور سوائے دو ہزار یا ایک روایت کے مطابق ایک ہزار کے اس جماعت میں سے کوئی نہ بچ سکا سب کے سب ترکوں کے ہاتوں شہید ہوگئے۔ جو لوگ۔ اس قتل عام سے بچے تھے اُن میں عاصم بن عُمیر السمرقندی بھی تھا، اُسے ایک ترک نے پہچان کر پناہ دیدی تھی۔

حلیس بن غالب الشیبانی بھی اس معرکہ میں شہید ہوا۔ ایک عرب نے کہا اُس خدا کے لئے تمام تعریفیں ثابت ہیں جس نے حلیس کو شہید کیا، میں نے اُسے حجاج کے دورِ اقتدار میں خانۂ کعبہ پر پتھر مارتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ کہتے ہوئے سنا تھا اے سخت عذاب دینے والا ہوں، اینٹوں اور ڈنڈوں سے ایک عورت کھڑی ہوئی تھی جب وہ پتھر مارتا یہ عورت کہتی خداوندا یہ پتھر مجھ پر پڑے نہ کہ تیرے بیتِ مُحرم پر پھر اُسے شہادت نصیب ہوئی، حہلب بن زیاد العجلی جس کے ہمراہ قریش بن عبداللہ العبدی بھی تھا سات سو آدمیوں کے ساتھ مرغاب نام ایک منڈی میں چلا آیا اور ترکوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ والوں سے لڑا، حہلب بن زیاد کام آگیا اور رَاب وحف، بن خالد کو اس جماعت نے اپنا سردار بنالیا۔ اشکند رئیس نسف رسالہ لیکر جسکے ساتھ غوزک بھی تھا اُن پر حملہ آور ہوا۔ غوزک نے کہا وحف تمھیں امان دیجاتی ہے، قریش نے کہا اُن پر ہرگز اعتماد نہ کرو جب رات ہوگی ہم ان میں سے ہوکر سمرقند پہنچ جائینگے۔ کیونکہ اگر یہاں ہمیں صبح ہوگئی تو یہ ترک ہم سب کو تہ تیغ کردیں گے۔

مگر تمام فوج نے قریش کا کہانہ مانا اور ٹھہر گئے، غوزک اُنھیں خاقان کے پاس لیکر آیا۔ خاقان نے کہا کہ غوزک نے جو وعدۂ امان دیا ہے میں اُسے جائز نہیں قرار دیتا۔ غوزک نے وحف سے کہا کہ میں اس معاملہ میں بالکل مجبور ہوں کیونکہ میں خاقان کے خدمت گاروں میں سے ایک غلام ہوں مسلمانوں نے کہا تو پھر تو نے ہمیں دھوکہ کیوں دیا۔ وحف اور اُس کے ساتھی ترکوں سے لڑ پڑے اور سوائے اُن سات شخصوں کے جنھوں نے ایک دیوار کی پناہ لی تھی باقی سب کے سب شہید ہوگئے۔

جب رات ہوئی کفار نے ایک درخت کاٹ کر دیوار کے شکاف پر

رکھدیا۔ قریش بن عبداللہ العبدی نے آکر اُس درخت کو ہٹادیا اور تین آدمیوں کے ہمراہ اُس مقام سے نکلا یہ سب ایک دُخمہ میں آکر چھپ رہے، دوسروں نے بزدلی کی اور وہاں سے نہ نکلے، چنانچہ صبح کے وقت سب کے سب مارے گئے، سورہ بھی مارا گیا۔

جب سورہ مارا گیا تو جنید اُس گھاٹی سے سمرقند پہنچنے کے ارادہ سے تیزی سے روانہ ہوا۔ خالد بن عبداللہ بن حبیب نے اُس سے کہا کہ ہاں چلئے چلئے مجشر بن مزاحم السلمی نے کہا میں آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ٹھہر جائیے۔ مگر جب دیکھا کہ جنید برابر بڑھتا جارہا ہے، مجشر گھوڑے سے اُتر پڑا اور اُس نے جنید کے گھوڑے کی باگ تھام لی اور کہا بخدا اب تم نہ جاؤ، تمکو طوعاً وکرہاً اترنا پڑے گا، ہم تمھیں یوں ہی نہیں چھوڑیں گے کہ تم ہمیں اس ھجری کے کہنے سے ہلاک کرڈالو، اُترو ناچار جنید اُتر پڑا۔ اُسکے اُترتے ہی تمام فوج اُتر پڑی ابھی ساری فوج اُتر نہ چکی تھی کہ ترک سامنے آگئے مجشر نے کہا کہ اگر اثنائے سفر میں ترک ہمیں مل جاتے تو کیا ہم سب کو تباہ نہ کرڈالتے صبح کے وقت فریقین میں جنگ شروع ہوئی کچھ فوج اپنی جگہ سے پسپا ہوگئی اُس کی بنا پر تمام فوج میں بھاگ دوڑ پڑگئی جنید نے کہا اے لوگو یہ فعل تمہارا دوزخ میں لیجانے والا ہے یہ سنکر لوگ پھر واپس پلٹے۔ جنید نے ایک شخص کو حکم دیا کہ منادی کردو کہ جو غلام آج دشمن سے لڑے گا وہ آزاد ہے اس اعلان کے سنتے ہی تمام غلام اس قدر بے جگری اور شجاعت و بسالت سے لڑے کہ لوگوں کو دیکھکر تعجب ہوا، ایک غلام نے یہ کیا کہ نمدے کو لیکر قطع کیا اور تعویذ کی طور پر اُسے گلے میں ڈال لیا تھا مسلمانوں کو اُن کے اس صبر و استقلال کو دیکھکر مسرت ہوئی۔ دشمن نے جوابی حملہ کیا مگر مسلمانوں نے ثابت قدمی سے اُسے روکا۔ آخرکار دشمن شکست کھاکر بھاگا، اور مسلمان اپنے راستے چلے۔

موسیٰ بن النعر نے لوگوں سے کہا۔ کیا غلاموں کے اس طرز عمل کو دیکھکر آپ لوگ خوش ہوئے، بخدا کسی دن آپ اُن کے ہاتوں اس سے زیادہ تکلیف

ومصیبت اٹھائیں گے۔

جنید سمرقند روانہ ہوگیا، دشمن نے بنی عبد القیس کے ایک شخص کو پکڑ کر اسکی مشکیں باندھیں اور اسکے گلے میں بلعاالعنبری بن مجاہد بن بلعاء کا سر لٹکا دیا۔ پھر مسلمان اس سے مل گئے، بنی تمیم نے اس سر کو لیکر دفن کردیا۔ جنید سمرقند آگیا، یہاں سے اس نے سورہ کے ساتھیوں کے اہل وعیال کو سوار کرکے مرو بھیجدیا۔ اس نے سغد میں چار ماہ قیام کیا، خراسان میں جنگی معاملات کا انتظام و انصرام مجشر بن مزاحم السلمی عبد الرحمن بن صبح الخرقی، اور عبید اللہ بن حبیب الهجری کے متعلق تھا مجشر فوج کے مختلف دستوں کو انکے جھنڈوں کے تلے متعین کرتا تھا، اور چھاؤنیاں قائم کرتا۔

ان امور انتظام و ترتیب فوج میں اسکی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے کو وقعت نہ تھی عبد الرحمن بن صبح کی یہ حالت تھی کہ جب دوران جنگ میں کوئی اہم معاملہ پیش آجاتا تو ایسے موقعہ پر انکی رائے سب سے زیادہ قرین مصلحت ہوتی۔ عبید اللہ بن حبیب کا کام لوگوں کو مسلح اور آراستہ کرنا تھا، انکی طرح بعض موالی بھی ایسے تھے جنگی رائے اور مشورہ ان امور میں ایسا ہی وقیع نظروں سے دیکھا جاتا تھا جیساکہ ان لوگوں کا دیکھا جاتا تھا، ان میں فضل بن بسام۔ بنی لیث کے آزاد غلام، عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بنی سلیم کے آزاد غلام اور بختری بن مجاہد بنی شیبان کے آزاد غلام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جب ترک اپنے شہروں کو واپس چلے گئے تو جنید نے سیف بن وصاف العجلی کو سمرقند سے ہشام کے پاس بھیجا۔ مگر اس نے جانے سے بزدلی کی وجہ سے انکار کردیا اور راستہ کے خطرات سے ڈر کر اس منصب سے استعفا دیدیا۔

جنید نے اسے قبول کرلیا، اور نہار بن توسعہ، متعلقہ قبیلہ بنی تیم اللات اور زمیل بن سویدہ المری کو (بنی غطفان کا قبیلہ مرہ) انکی بجائے روانہ کیا، اور ہشام کو لکھا کہ سورہ نے میرے حکم کی نافرمانی کی، میں نے حکم دیا تھا کہ دریا کے کنارہ کو نہ چھوڑنا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اسکی جماعت متفرق ہوگئی، ایک گروہ کس آیا۔ ایک نسف آیا اور ایک نے سمرقند کی راہ لی۔ اور اس طرح اپنی بچی کچی فوج کے ساتھ میدان جنگ میں کام آیا۔ ہشام نے نہار بن توسعہ کو بلاکر اصل حقیقت پوچھی

تہار نے جو دیکھا تھا بیان کر دیا اور یہ شعر کہے۔

لعمرک یا حابتینی اذ بعثتنی - ولکنما عرضتنی للمتالف
دعوت لھا قوما فھابو رکوبھا - وکنت امرأ رکابه للمخاوف
فایقنت ان لم یدفع اللّٰہ انسنی - طعام سباع اولطیر عوائف
قرین عراک وھو اسیر ھالك - علیك وقد زملته بصحائف
فانی وان اثرت میتة قرابته - لاعظم حظا فی صباء الخلائف
علی عهد عثمان و فدنا وقبله - وکنا اولی مجد تلید وطارف

(ترجمہ (۱) تیری جان کی قسم۔ جب تو نے مجھے بھیجا تو میرے ساتھ کوئی محبت نہیں کی، بلکہ تو نے مجھے ہلاکت کے مقامات کے سامنے کر دیا۔

(۲) تو نے بعض لوگوں کو جو دعوت دی مگر وہ اس سفر پر جاتے ہوئے ڈر گئے، اور میں ہی ایک ایسا شخص تھا کہ جو خطرات ہی کے مقامات کے لئے سوار ہوتا ہے۔

(۳) میں نے یقین کر لیا تھا کہ اگر اللہ نے میری حفاظت نہ کی تو میں درندوں اور مردار خوار پرندوں کا طعمہ بن جاوں گا۔

(۴) عراک کا قرین تھا اور اسکی ہلاکت کا نقصان برداشت کرنا تیرے لئے زیادہ آسان تھا۔ اگرچہ تو نے اسے خطوط حوالے کئے تھے۔

(۵) کیونکہ میں۔ گو تو نے اپنی رشتہ داری کی وجہ سے اسے ہم پر ترجیح دی خلفاء کی بخشش سے ہمیشہ زیادہ بڑا حصہ پاتا رہا ہوں۔

(۶) ہم حضرت عثمانؓ کے عہد میں وفد کی حیثیت سے گئے تھے اور اس سے پہلے بھی یہ عزت ہمیں حاصل ہو چکی ہے اور ہم قدیم اور جدید عزت و نیکنامی کے ہمیشہ سے مالک چلے آئے ہیں۔

عراک بھی ان کے ساتھ اس وفد میں تھا اور یہ جنید کا چچازاد بھائی تھا۔

ہشام نے جنید کو لکھا کہ میں نے بیس ہزار فوج تمہارے امداد کے لئے بھیجدی ہے دس ہزار اہل بصرہ عمر بن مسلم کے زیر قیادت میں اور دس ہزار اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم کے زیر قیادت میں تیس ہزار نیزے اور اسقدر ڈھالیں بھی بھجوادی ہیں، فوج کی جبری بھرتی کا اعلان کر دو کیونکہ تمہارے لئے بغیر اسکے کوئی چارہ نہیں کہ پندرہ ہزار فوج لازمی فوجی

خدمت کے قانون کے ماتحت بھرتی کیجائے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جنید نے خالد بن عبداللہ کے پاس وفد بھیجا تھا اور خالد نے ہشام کو ایک وفد کے ذریعہ اطلاع دی کہ سورہ اپنے ساتھیوں کو لیکر شکار کے لئے نکلا، ترکوں نے اُس پر حملہ کیا اور سب لوگ مارے گئے۔

جس وقت ہشام کو سورہ کی شہادت کی خبر معلوم ہوئی اُس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہنے لگا خراسان میں سورہ کی شہادت اور رباب میں جراح کی شہادت دونوں سانحہ عظیم ہوئے ہیں۔

نصر بن سیار نے آج کی جنگ میں نہایت شجاعت وبسالت کا اظہار کیا تھا۔ جب اُس کی تلوار ٹوٹ گئی تو اُس نے اپنی رکاب کے تسمے کاٹ لئے اور اُسی سے لڑنے لگا ایک شخص کو اس نے انھیں تسموں سے اسقدر مارا کہ وہ لہولہان ہوگیا۔

سورہ کے ہمراہ اُس آگ میں عبدالکریم بن عبدالرحمن الحنفی بھی گیارہ ہمراہیوں کے ساتھ گرا اور ہلاک ہوا، سورہ کے ساتھیوں میں سے صرف ایک ہزار باقی بچے تھے۔

عبداللہ بن حاتم بن النعمان نے کہا کہ میں نے آسمان وزمین کے درمیان نصب شدہ خیمے دیکھے، میں نے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں جواب ملا عبداللہ بن بسطام اور اُن کے ساتھیوں کے لئے، دوسرے دن وہ سب لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوگئے، ایک اور شخص نے بیان کیا کہ اس واقع کے ایک عرصہ کے بعد اس مقام سے گذرا تو میں نے مشک کی خوشبو سے اُس مقام کو مہکا ہوا پایا باوجود اس بات کے کہ نصر نے جنگ میں خوب ہی دادِ مردانگی دی مگر جنید نے اُسکا شکریہ ادا نہیں کیا اُس پر نصر نے چند شعر کہکر اپنی جذبات کا اظہار کیا۔

اس گھاٹی والی جنگ میں جنید نے اپنا قیام گاہ اس خیال سے گھاٹی میں قائم کیا کہ پہاڑوں کی سمت سے کوئی اوس پر حملہ نہ کرسکیگا، ابن الشنجیر کو جنید نے اپنے مقدمہ پر متعین کیا ساقہ فوج بھی بنایا تھا مگر میمنہ ومیسرہ قایم نہیں کئے تھے جب خاقان نے حملہ کیا تو مقدمہ کو شکست ہوئی اور اُن لوگوں میں سے اکثر مارے گئے، خاقان نے جنید پر میسرہ کی سمت سے اور جیغویہ میمنہ کی سمت سے بڑھا۔ اُن کے مقابلہ میں بہت سے ازدی اور تمیمی کام آئے، ترکوں نے جنید کے بعض

شامیانے اور خیمے بھی لوٹ لئے، شام کے وقت جنید نے اپنے گھر کے ایک آدمی کو حکم دیا کہ تم جا کر فوج کی صفوں میں سنو کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں اور انکا کیا حال ہے، اُس شخص نے تمام فوج میں ایک چکر لگایا اور آکر جنید سے بیان کیا کہ تمام ہشاش بشاش ہیں۔ اشعار خوانی اور تلاوت قرآن کر رہے ہیں۔ جنید اس اطلاع کو سنکر بہت خوش ہوا اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس جنگ میں غلام قیام گاہ لشکر کی جانب سے بڑھے، ترک اور سغد پہاڑوں کی بلندیوں سے اُتر کر آ رہے تھے غلاموں نے انکا مقابلہ کیا اور گرزوں سے اُن پر حملہ کیا۔ اور نو ترکوں کو قتل کر ڈالا۔ جنید نے مقتول ترکوں کا لباس اور اُن کے اسلحہ غلاموں کو ہی دیدیئے۔

اس سال جنید سمرقند میں مقیم رہا۔ خاقان یہاں سے پلٹ کر بخارا کی طرف چلا، قطن بن قتیبہ بخارا کا والی تھا، لوگوں کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا ترک قطن کو تکلیف پہنچائیں، جنید نے اپنے مشیروں سے مشورہ لیا، بعضوں نے کہا کہ آپ خود سمرقند ہی میں رہیں۔ امیر المومنین کو لکھئے کہ تاکہ وہ امدادی فوجیں بھیجیں، دوسرے لوگوں نے کہا کہ آپ یہاں سے چلکر ربنجن ہوتے ہوئے کس کے راستہ سے نسف پہنچ جایئے وہاں سے آپ علاقہ زم کے متصل پہنچ جائینگے، پھر دریا کو عبور کر کے آمل پہنچکر پڑاؤ کیجئے۔ اسطرح آپ خاقان کا راستہ منقطع کر دیں گے۔

جنید نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو بلوایا۔ پورا ماجرا سنایا۔ اور کہا کہ لوگوں نے یہ مختلف تجاویز پیش کی ہیں اب تم بتاؤ تمہارا کیا مشورہ ہے، عبداللہ نے اُس سے یہ عہد لے لیا کہ جو میں مشورہ دونگا چاہے وہ کوچ کا ہو یا قیام کا تم اُسکی مخالفت نہ کرنا۔ جنید نے کہا میں ایسا ہی کروں گا عبداللہ نے کہا کہ سب سے پہلے تو میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جو تم اپنے اوپر لازم کر لو۔ جنید نے پوچھا وہ کیا، عبداللہ نے کہا کہ جہاں پڑاؤ ڈالو اپنے گرد خندق کھود لینا۔ دوسرے یہ کہ چاہے تم دریا ہی کے کنارے کیوں نہ ہو مگر پانی ہمیشہ اپنے ساتھ بار رکھنا، تیسرے یہ کہ حضر و سفر میں میرے مشورہ پر کاربند رہنا۔ جنید نے یہ تمام باتیں تسلیم کر لیں عبداللہ نے کہا آپ کو یہ مشورہ جو دیا گیا ہے کہ امدادی فوج کے

آنے تک آپ سمرقند ہی میں قیام پذیر رہیں تو اُسکے متعلق عرض ہے کہ امداد بہت دیر میں آپ کو پہنچے گی۔ اور اگر آپ روانہ ہوئے اور شاہ راہ عام کے سوا آپ نے اور کوئی راستہ اختیار کیا اور اُس راستہ سے فوج کو لیکر چلے تو اُن کے بازو کمزور ہو جائینگے اور دشمن کے مقابلہ میں اُن کی ہمتیں پست ہو جائینگی نتیجہ یہ ہوگا کہ خاقان کو آپ پر حملہ کرنیکی جرأت ہوگی، اگرچہ آج اُس نے بخارا سے حوالگی کا مطالبہ کیا مگر باشندوں نے شہر کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ فوج کو کسی اور راستہ سے لیگئے تو یہ آپ کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر فوراً اپنے گھروں کی راہ لینگے، جب اس حالت کی اطلاع اہل بخارا کو ہوگی تو وہ دشمن کے آگے، سر تسلیم خم کر دینگے، البتہ اگر آپ نے شاہراہ اعظم اختیار کی تو دشمن کے دل میں آپ کی ہیبت سما جائیگی، اور یہ تجویز بھی میں جناب کی منظوری کے لئے پیش کرتا ہوں کہ آپ سورہ کے اُن ساتھیوں کے اہل و عیال کے پاس جو اس جنگ میں شریک ہوئے تھے جائیں، اُنھیں اُن کے خاندان والوں پر خبر گیری کے لئے تقسیم کر دیں اور اُنھیں اپنے ساتھ سوار کر کے لیچلیں اس طرح مجھے توقع ہے کہ اللہ تعالےٰ دشمن پر آپ کو فتح دیگا، اور ہر اُس شخص کو جسے آپ سمرقند میں چھوڑیں ایک ایک ہزار درہم اور ایک گھوڑا عطا فرمائیں۔

جنید نے اسی رائے پر عمل کیا عبداللہ بن الشخیر کو چار سو سواروں اور چار سو پیدل کل آٹھ سو کی جمعیت کے ہمراہ سمرقند میں چھوڑا اور اُن سب کو ہتھیار دیئے اِن لوگوں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ بن سلیم کے آزاد غلام کو خوب گالیاں دیں کہ اِس شخص نے ہمیں خاقان اور ترکوں کے خطرہ کے معرض میں رکھوایا ہے اِس سے اُسکا مقصد یہ ہے کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

عبداللہ بن حبیب نے حرب بن صبح سے پوچھا کہ ساقہ میں آج کتنی فوج متعین کی گئی ہے اُس نے کہا سولہ سو، عبداللہ بن حبیب نے کہا کہ ہم بھی ہلاکت کے خطرہ میں ڈالدیئے گئے ہیں۔

جنید نے حکم دیا کہ تمام اہل و عیال سوار کئے جائیں، اور اب وہ تمام فوج کو لیکر چلا، ولید بن القعقاع العبسی، اور زیاد بن خیران الطائی آگے کی گرداوری کرنیوالی

جماعتوں پر متعین تھے، جنید نے اشہب بن عبداللہ التغلبی کو فوج کے طلیعہ کے دس جوانوں کے ساتھ اپنے آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ جب ایک منزل پہنچ جاؤ فوراً خیریت کی خبر دینے کے لئے ایک شخص کو میرے پاس بھیجتے رہنا۔

اب جنید روانہ ہوا جب قصر الریح پہنچا تو عطاء الدبوسی نے آکر جنید کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک دیا ہارون الشاشی بنی حازم کے آزاد غلام نے اس زور سے نیزہ کا بانس اُسکے سر پر رسید کیا کہ بانس ٹوٹ گیا، جنید نے ہارون سے کہا دبوسی سے علیحدہ رہو" اور دبوسی سے پوچھا بتاؤ کیا ماجرا ہے، اُس نے کہا ملاحظہ فرمائیے کہ آپ کی تمام فوج میں سب سے زیادہ ضعیف العمر میں ہوں مجھے آپ پورے ہتھیاروں سے مسلح کیجیے، تلوار دیجیے، ترکش دیجیے، ڈھال اور نیزہ دیجیے" اور پھر ہماری رفتار کے مطابق آپ ہمیں لیکر چلیں کیونکہ ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ دوڑیں بھی اور دشمن سے بھی لڑیں، ہم تیز نہیں چل سکتے کیونکہ ہم پیدل ہیں۔

جنید نے اسکی درخواست منظور کی۔ اثناء راہ فوج کو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا یہاں تک کہ ساری فوج خطرات کے مقامات سے نکل آئی۔ اور طواویس کے قریب پہنچ گئی۔ اب ہمارے جاسوسوں نے آکر اطلاع دی کہ خاقان بڑھ رہا ہے۔ رمضان کی پہلی تاریخ کو مقام کرمینیہ میں مسلمان خاقان کے سامنے ہو گئے، جب جنید نے اس مقام سے کوچ کیا، محمد بن الرفیدی کچھ سواروں کے ساتھ آخر رات میں آیا، چونکہ یہ کرمینیہ کے جنگل کے ایک گوشہ میں تھا اس لئے دشمن کی کمزوری کو دیکھ لیا تھا آکر جنید سے اطلاع کی۔ جنید کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جس قدر لوگ اپنے اپنے جھنڈوں میں ہیں سب دشمن کے مقابلہ کے لئے چلیں۔ چنانچہ تمام فوج چلی اور جنگ شروع ہو گئی۔ ایک شخص نے بلند آواز سے تمام فوج کو مخاطب کر کے کہا۔ اے لوگو! تم خارجی ہو گئے ہو اسی لئے جان پر کھیل کر لڑ رہے ہو۔

عبداللہ بن ابی عبداللہ ہنستا ہوا جنید کے پاس آیا۔ جنید نے کہا یہ دن ہنسی کا تو نہیں ہے، اُس نے جواب دیا کہ میں تعجب کی وجہ سے ہنس رہا ہوں، پس تمام

تعریف اُس خدائے برتر کے لئے زیبا ہے جس نے ان خشک پہاڑوں میں شمن سے تمھارا مقابلہ کرایا۔ وہ کھلے میدان میں ہیں اور آپ خندقوں کی آڑ میں ہیں اور دن ڈھل چکا ہے، وہ تھکے ماندے ہیں اور آپ کے ساتھ تمام سامان خورد ونوش موجود ہے، تھوڑی دیر ترک مسلمانوں سے لڑے اور پھر واپس چلے گئے۔

ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ عبداللہ بن ابی عبداللہ نے جنید سے کوچ کر دینے کے لئے کہا، جنید نے پوچھا کہ اس میں بھی کوئی جنگی مصلحت ہے، عبداللہ نے کہا ہاں آپ یہاں سے تین سو گز کے فاصلہ پر چلے چلئے۔ کیونکہ خاقان یہ چاہتا ہے کہ آپ ایک جگہ ٹھہرے رہیں اسطرح وہ جب چاہے آپکا محاصرہ کرلے۔

جنید نے کوچ کا حکم دیدیا۔ عبداللہ بن ابی عبداللہ ساقہ فوج پر رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد عبداللہ نے جنید سے کہلا بھیجا کہ اب اُتر پڑئیے، جنید نے کہا کہ یہاں پانی تو ہے نہیں کیسے اتروں۔ عبداللہ نے کہا فوراً قیام کردو ورنہ یاد رکھو خراسان تمھارے ہاتھ سے نکل جائیگا۔

جنید اُتر پڑا اور لوگوں کو سیراب ہونیکا حکم دیا۔ پیدل تیر انداز جنگی دو صفیں تھیں سیراب ہونیکے لئے چلے گئے، یہاں رات بسر کی۔ صبح ہوتے ہی یہاں سے بھی کوچ کیا، عبداللہ بن ابی عبداللہ نے کہا اے گروہ عرب! تمھارے چار کنارے ہیں کسی ایک حصّہ کو یہ نہ چاہئے کہ وہ دوسرے کو بُرا کہے یا اسے کم سمجھے کیونکہ ہر حصّہ اپنی جگہ ایسا ضروری ہے کہ بغیر اُسکے چارہ نہیں، مقدمۃ الجیش تو وہی قلب لشکر بھی ہے، میمنہ، میسرہ اور ساقہ، اگر خاقان اپنی ساری طاقت پیدل اور سوار سے کسی ایک حصہ پر حملہ کر دے چاہے وہ تمھارا ساقہ ہی ہو تو تم سب کے سب تباہ ہوجاؤ گے، اور میں سمجھتا ہوں کہ اُسے ایسا کرنا چاہئے، اور وہ آج ہی غالباً ایسا کرے گا، اس لئے تم ساقہ فوج کو رسالہ سے مضبوط کردو۔

جنید نے بھی تمیم کا رسالہ اور رفولادی جھولوں والی سواروں کو عبداللہ کی امداد کے لئے بھیجدیا۔ عبداللہ کا خیال سچ ہوا، ترک آئے اور اُنھوں نے پوری طاقت سے ساقہ پر حملہ کردیا۔ مسلمان طواویس کے قریب پہنچ چکے تھے جنگ نے نہایت شدید صورت اختیار کرلی۔ دونوں حریفوں نے خوب ہی

داد مردانگی دی سلم بن احوز نے ترکوں کے ایک بڑے سردار پر حملہ کر کے اُسے قتل کر ڈالا۔

اس واقعہ سے ترکوں نے شگون بدلیا، وہ طواویس سے واپس پلٹ گئے۔ مسلمان چلتے چلتے عید مہرجان کے دن بخارا پہنچ گئے، جنید نے ہر شخص کو دس دس بخاری درہم دیئے۔

عبدالمومن بن خالد نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن ابی عبداللہ کو اُن کی وفات کے بعد ایک دن خواب میں دیکھا، عبداللہ نے کہا۔ بتاؤ گھاٹی کی جنگ میں میں نے جو مشورہ دیا تھا اُسکے متعلق لوگوں کا کیا خیال ہے۔

جنید خالد بن عبداللہ کو یاد کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ ایک ناپاک چیتھڑا ہے، ایک ذلیل بے یار و مددگار ہے اور ایسے ہی شخص کا بیٹا ہے۔ اور ایک جرغ ہے۔

بصرہ کی فوج عمرو بن مسلم الباہلی کے زیر قیادت۔ اور اہل کوفہ عبدالرحمن بن نعیم العامری کے ماتحت خراسان آئے، جنید اسوقت صغانیان میں تھا۔ جنید نے حواشرہ بن یزید العنبری کو تاجروں اور دوسرے لوگوں کے ہمراہی میں اُن کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اہل سمرقند کے اہل و عیال کو بھی سواریوں پر لے آیا جائے، اور صرف سپاہی وہاں چھوڑ دیئے جائیں۔ ان احکام کی تعمیل کر دی گئی۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جنید اور خاقان کی یہ جنگ جسے یوم الشعب کہتے ہیں سنہ ۱۱۳ھ میں وقوع پذیر ہوئی۔

اسی سنہ میں ابراہیم بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ اکثر ارباب سیر کا یہی بیان ہے مگر ایک بیان یہ بھی ہے کہ اس سال سلیمان بن ہشام امیر حج تھا۔

اسی سنہ میں مختلف مقامات پر وہی عہدیدار متعین تھے جو سنہ ۱۱۱ ہجری میں تھے اور جنکا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔

سنہ ۱۱۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں عبدالوہاب بن بخت جو بطال عبداللہ کے ساتھ تھارومیونکے علاقہ

میں مارا گیا، عبدالوہاب بطّال کے ہمراہ ۱۱۳؁ ہجری میں جہاد کرنے گیا تھا، فوج بطّال کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ عبدالوہاب اپنے گھوڑے کو آگے بڑھاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے اس سے زیادہ بزدل گھوڑا کوئی نہیں دیکھا، اگر میں تجھے مار نہ ڈالوں تو اللہ مجھے ہلاک کردے، اس نے اپنے سر سے اپنا خود اتار پھینکا۔ اور جو لوگ بھاگ رہے تھے انھیں مخاطب کر کے چلایا میں عبدالوہاب بن بخت ہوں۔ تم لوگ جنت سے بھاگتے ہو، اور خود دشمن کی صفوں میں گھس پڑا ایک شخص کے پاس سے گذرا جو پیاس سے بے تاب تھا اور پانی مانگ رہا تھا، عبدالوہاب نے کہا آگے بڑھ پانی تیرے آگے ہے، یہ کہکر دشمن سے گڈ مڈ ہوگیا اور وہ اور اسکا گھوڑا دونوں کام آئے؛

اسی سال مسلمہ بن عبدالملک نے خاقان کے علاقہ میں مختلف فوجیں روانہ کیں جنھوں نے بہت سے شہر اور قلعے فتح کئے۔ قیدی اور لونڈی غلام پکڑے، ترکوں کی ایک بڑی جماعت نے اپنے تئیں آگ میں ڈالکر خودکشی کرلی کوہستان بلنجر کے پیچھے جو قومیں آباد تھیں وہ انکی مطیع ہوگئیں، اور خاقان کا بیٹا بھی مارا گیا معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مرعش کی سمت سے بڑھ کر رومیوں کے مقابلہ پر اپنے سوار جنگ کے لئے مستعد رکھے اور پھر واپس پلٹ آیا۔

اس سنہ میں بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت خراسان پہنچی۔ جنید نے ان میں سے ایک شخص کو پکڑا اور قتل کردیا۔ اور اعلان کردیا کہ جو شخص ان پر قابو پائے اسکے لئے ان کا خون بہانا مباح ہے؛

اکثر ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں اس سال حج ہوا۔ اور بعضوں نے بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن ہشام المخزومی امیر حج تھا۔ اسی سال بھی وہی لوگ مختلف مقامات کے والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے۔

۱۱۴؁ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے موسم گرما کی مہم لیکر بائیں جانب سے اور

سلیمان بن ہشام داہنی جانب سے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کرنے گئے ۔ معاویہ بن ہشام نے ربض اقرن کو مسخر کیا، عبداللہ البطال سے قسطنطین کا مقابلہ ہوا جسکے پاس کافی فوج تھی ۔ مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دی اور قسطنطین کو قید کر لیا ۔ اور سلیمان بن ہشام قیساریہ پہنچا ۔

اس سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے ابراہیم بن ہشام کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا ۔ واقدی لکھتے ہیں کہ خالد بن عبدالملک ماہ ربیع الاوّل کے نصف میں مدینہ آیا ۔ اور ابراہیم بن ہشام آٹھ سال مدینہ کا والی رہا واقدی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں محمد بن ہشام المخزومی مکہ کا والی بنایا گیا، مگر دوسرے ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہشام سنہ ۱۱۳ ہجری میں مکہ کا والی مقرر ہوا ۔ ابراہیم کی معزولی کے بعد محمد بن ہشام بدستور اپنے عہدہ پر برقرار رہا ۔

اس سنہ میں واسط میں مرض طاعون شائع ہوا ۔

مسلمہ بن عبدالملک خاقان کو شکست دینے کے بعد باب سے واپس آیا ۔ مسلمہ نے شہر باب کی تعمیر کی اور اُسے مستحکم کیا ۔

ہشام نے مروان بن محمد کو ارمینا اور آذربیجان کا والی مقرر کیا ۔

اس امر میں اختلاف ہے کہ اس سال کس کی امارت میں حج ہوا ۔ ابومعشر کے بیان کے مطابق سنہ ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک والی مدینہ امیر حج تھا ۔ دوسرے ارباب سیر کا اس سے اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ہشام امیر مکہ اس سال امیر حج تھا اور خالد اس سال حج میں شریک ہی نہیں ہوا ۔ اس آخری بیان کو واقدی سے عبداللہ بن جعفر نے اور ان سے صالح بن کیسان نے بیان کیا ہے، مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابومعشر نے مجھ سے یہ بیان کیا سنہ ۱۱۴ ہجری میں خالد بن عبدالملک امیر حج تھا، اور محمد بن ہشام مکہ کا امیر تھا، اور یہی بیان واقدی کے نزدیک زیادہ معتبر ہے، اس سنہ میں مختلف مقامات کے وہی لوگ والی تھے جو سنین ماسبق میں تھے البتہ مدینہ کا عامل اس سنہ میں خالد بن عبدالملک مکہ اور طائف کا محمد بن ہشام اور آرمینا اور آذربیجان کا مروان بن محمد تھا ۔

سنہ ۱۱۵ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، نیز اسی سال شام میں مرض طاعون شائع ہوا۔

محمد بن ہشام امیر مکہ و طائف اس سال امیر حج تھا۔ اس سنہ میں وہی لوگ والی تھے جو سنہ ۱۱۴ ہجری میں تھے البتہ خراسان کے والی کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے۔ مدائنی کہتے ہیں کہ اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمٰن خراسان کا والی تھا۔ ایک صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ عمارہ بن حُریم المری خراسان کا عامل تھا، جو صاحب اس روایت کے حامل ہیں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جنید اس سنہ میں انتقال کر چکا تھا۔ اور اُس نے عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ مگر مدائنی کہتے ہیں کہ جنید نے سنہ ۱۱۶ ہجری میں وفات پائی۔

اس سنہ میں خراسان میں شدید قحط پڑا۔ جس سے لوگوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، جنید نے تمام مفصلات میں یہ حکم جاری کیا۔

(مرو) كانت آمنة مطمئنة ياتيها رزقها رغداً من كل مكان فكفرت بانعم الله

(ترجمہ) (مرو) ایک امن و اطمینان والی بستی تھی جسکے لئے ہر جگہ سے آسانی سے خوراک پہنچتی تھی۔ پھر اُس نے اللہ کی نعمتوں کا کفران کیا۔

اس لئے سامان خوراک مرو بھیجا جائے۔

اس قحط کے سنہ میں جنید نے ایک شخص کو ایک درہم دیا اُس نے ایک درہم میں ایک روٹی خریدی۔ جنید نے کہا تم قحط کی شکایت کرتے ہو حالانکہ ایک درہم میں ایک روٹی مل جاتی ہے، ہندوستان کا یہ حال ہے کہ وہاں ایک دانہ کئی درہموں میں ملتا ہے، پھر جنید نے مرو کے لئے کلام پاک کی یہ آیت پڑھی۔

وضرب الله مثلاً قرية كانت آمنة مطمئنة

سنہ ۱۱۶ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

موسم گرما میں معاویہ بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ پر جہاد کیا، اس سنہ میں

عراق وشام میں شدید طاعون پھیلا اور اسکی سب سے زیادہ شدت واسط میں تھی۔
اس سنہ میں جنید بن عبدالرحمن نے انتقال کیا اور عاصم بن عبداللہ بن یزید الہلالی خراسان کا والی مقرر ہوا۔

جنید کی معزولی کی وجہ

چونکہ جنید نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کی تھی اس وجہ سے ہشام جنید پر برہم ہوا اور اس نے عاصم بن عبداللہ کو خراسان کا والی مقرر کر دیا۔ جنید کو استسقا ہو گیا تھا ہشام نے عاصم سے کہا کہ اگر تم جنید کو زندہ پاؤ اور اس میں تھوڑی سی جان بھی ہو تو قتل کر دینا۔ مگر جب عاصم خراسان آیا تو اس سے پہلے ہی جنید داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تھا۔

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ ایک دن جبلہ بن ابی رواد جنید کے پاس عیادت کے لیے گیا، جنید نے جبلہ سے پوچھا کہو لوگ کیا کہتے ہیں۔ جبلہ نے کہا، آپ کی علالت کا سب کو رنج ہے، جنید نے کہا میں نے یہ سوال تم سے نہیں کیا تھا کہ لوگ کیا کہتے ہیں، پھر جنید نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا، جبلہ نے کہا یزید بن شجرۃ الرھاوی خراسان پر آرہا ہے، جنید نے کہا ہاں یہ تو اہل شام کا مشہور سردار ہے، پھر جنید نے پوچھا اور کون ؟، جبلہ نے کہا عصمہ یا عصام۔ (جبلہ نے اس سے عاصم کی طرف کنایہ کیا) جنید نے کہا کہ اگر عاصم خراسان آرہا ہے تو وہ تو ہمارا بڑا سخت دشمن ہے، مجھے اس کی آمد سے خوشی نہیں ہے۔

جنید نے اسی مرض سے محرم ۱۱۶ھ ہجری میں انتقال کیا اور عمارہ بن حریم کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ عاصم بن عبداللہ نے خراسان پہنچتے ہی عمارہ اور جنید کے دوسرے عمال کو قید کر دیا انپر طرح طرح کی سختیاں کیں، جنید نے مرو میں وفات پائی۔

ابو الجویریۃ عیسیٰ بن عصمہ نے جنید کا مرثیہ کہا اور اسکا پہلا مصرع یہ تھا،

هلك الجود والجنيد جميعًا

(ترجمہ سخاوت اور جنید ایک ساتھ ہلاک ہو گئے)۔

یہی شاعر خالد بن عبداللہ القسری کے پاس آیا اور انکی مدح میں قصیدہ پڑھا

خالد نے کہا کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا ھلك الجود والجنید جمیعًا میری پاس تمھارے لئے کچھ نہیں ہے، ابو الجویریہ چلا آیا، اور پھر اُس نے عمارہ بن حریم جنید کے چچازاد بھائی کی مدح میں ایک قصیدہ کہا، یہ عمارہ وہی شخص ہے جو ابو لہنید ام کا دادا ہے جو شام میں فرقہ واری تحریک کا سرغنہ تھا، عاصم بن عبداللہ نے خراسان آتے ہی عمارہ بن حریم اور اور جنید کے تمام دوسرے عمال کو قید کر دیا اور اُن پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔

اِس سنہ میں حارث بن سریج نے خلافت سے علم بغاوت بلند کیا اور اُس کے اور عاصم بن عبداللہ کے درمیان جنگ ہوئی،

حارث بن سریح اور عاصم بن عبداللہ کی جنگ

جب عاصم خراسان کا والی مقرر ہو کر آیا تو حارث بن سریج نخذ سے چلکر فاریاب پہنچا اُس نے اپنے آگے بشر بن جرموز کو روانہ کیا، عاصم نے خطاب بن محرز السلمی، منصور بن عمر بن ابی الخرفار السلمی، ہلال بن علیم التیمی، اشہب الحنظلی۔ جریر بن ہمیان السہ وسی اور مقاتل بن حیان النبطی مصقلا کے آزاد غلام کو حارث کے پاس بھیجا۔ خطاب اور مقاتل بن حیان نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ جب تک حارث سے وعدہ امان نہ لے لیا جائے ہمیں اُسکے پاس نہ جانا چاہئے مگر اور لوگون نے اس تجویز کی مخالفت کی، جب یہ سب لوگ اُسکے پاس فاریاب پہنچے اُس نے سب کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور ایک شخص کو اُنکی نگرانی پر متعین کر دیا۔ اِن سب نے ملکر اپنے محافظ کو باندھ دیا قید خانہ سے نکل آئے، اپنے گھوڑوں پر سوار ہوے، ڈاک کے گھوڑے بھی اپنے ساتھ باندھ لائے، طالقان سے گذرے، سہرب رئیس طالقان نے اُن پر حملہ کرنا چاہا مگر پھر اپنے ارادہ سے باز رہا۔ اور اُنھیں جانے دیا۔ جب یہ مرو پہنچے تو عاصم نے اُنھیں حکم دیا کہ لوگوں کے، سامنے حارث کی حالت بیان کریں، اُنھوں نے تقریر کی، حارث کی بدطینیتی، اور غدر کو لوگوں کے سامنے بیان کیا، حارث بلخ آیا۔ نصر بلخ کا عامل تھا، اہل بلخ نے اُسکا مقابلہ کیا، اُنھیں شکست ہوئی اور نصر مرو چلا آیا،

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ جب حارث نے بلخ کی سمت پیش قدمی کی اسوقت تجیبی بن ضبیعہ المری اور نصر بن سیار دونوں بلخ کے والی تھے، جنید نے

انھیں بلخ کا والی مقرر کیا تھا۔

جب حارث عطا کے پل کے پاس جو دریائے بلخ پر شہر سے دو فرسخ کے فاصلہ پر تھا پہنچا تو نصر بن سیار دس ہزار فوج کے ساتھ اُس کے مقابلہ کو بڑھا۔ حارث کے پاس چار ہزار فوج تھی، حارث نے اہل بلخ کو کتاب اللہ، اور سنت رسول اللہ اور اس بات کی طرف کہ اپنی خوشی سے جسکو چاہیں اس کے ہاتھ پر بیعت کریں دعوت دی، اسپر قطن بن عبد الرحمٰن بن جزعی الباہلی نے حارث کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر تمہاری داہنی جانب جبرئیل اور بائیں جانب میکائیل بھی ہوں تب بھی ہم تمہاری دعوت پر لبیک نہیں کہینگے، اسکے بعد ہی جنگ شروع ہوئی۔ قطن کی آنکھ میں ایک تیر آکر پیوست ہوا اور اس معرکہ میں سب سے پہلے یہی کام آیا اہل بلخ شکست کھا کر شہر کے طرف بھاگے حارث نے اُن کا تعاقب کیا اور خود بھی شہر میں گھس آیا۔ نصر ایک دوسرے دروازہ سے بلخ سے جان بچا کر چلتا بنا۔ حارث نے حکم دیدیا کہ شکست خوردہ فوج سے کوئی تعارض نہ کیا جائے۔

حارث کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں بلخ کے ایک راستہ میں گزر رہا تھا مجھے عورتوں کے رونے کی آواز آئی۔ ان میں سے ایک عورت کہہ رہی تھی۔ کہ اے میرے باپ، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تمہارا قاتل کون ہے؟ ایک اعرابی بھی میرے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ یہ کون رو رہا ہے کہا گیا کہ یہ قطن بن عبد الرحمٰن بن جزی کی بیٹی ہے، اُس اعرابی نے کہا تیرے باپ کی قسم میں تیری اس مصیبت کا باعث ہوں، میں نے اُس سے پوچھا کیا تو نے اُسے قتل کیا ہے، اُس نے کہا بے شک،

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب نصر بلخ آیا اُس وقت تجیبی بلخ کا عامل تھا، نصر نے اُسے قید کر دیا، اور وہ اُس وقت تک بلخ ہی میں قید رہا جب تک کہ حارث نے نصر کو شکست دیکر بلخ سے نہ نکال دیا۔ جنید کے زمانۂ حکومت میں تجیبی نے حارث کے چالیس کوڑے مارے تھے، حارث نے اُسے زم کے قلعۂ باذکر میں منتقل کر دیا، بنی حنیفہ کے ایک شخص نے حارث کے سامنے دعویٰ کیا کہ جب تجیبی ہرات پر تھا تو اس نے میرے بھائی کو قتل کر ڈالا تھا، حارث نے اُسے اس شخص کے حوالے کر دیا

تجیبی نے اُس سے کہا کہ میں ایک لاکھ درہم فدیہ دینے کے لئے تیار ہوں، مگر اُس نے نہ مانا اور اُسے قتل کرڈالا۔

بعض لوگوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ تجیبی حارث کے بلخ آنے سے پہلے ہی نصر کے زمانۂ ولایت میں قتل کیا جاچکا تھا، حارث نے بلخ پر قبضہ کرتے ہی عبداللہ بن حازم کی اولاد میں سے ایک شخص کو، بلخ کا امیر مقرر کردیا اور خود وہاں سے روانہ ہوکر جب جوزجان پہنچا تو والصۃ بن زرارۃ العبدی، وحاجبہ العجلی، وحشں العجلی، بشر بن جرموز، اور ابو فاطمہ کو بلایا اور پوچھا آپ لوگوں کی اب کیا رائے ہے۔

ابو فاطمہ نے کہا مرو خراسان کا مرکز ہے، اُن کے بہادروں کی کثرت ہے، اگر ہمارے دشمن صرف اپنے غلاموں کی مدد ہی سے تم سے لڑے تو بھی وہ تمہارا کس بل نکالدیں گے، بہتر یہ ہے کہ یہیں ٹھہرو، اگر وہ خود تم پر چڑھ آئیں مقابلہ کرنا۔ اور اگر وہ وہیں ٹھہرے رہیں تو تم اُن کے سامان رسد کی بہم رسانی مسدود کردینا۔

حارث نے کہا مجھے تمہاری رائے سے بالکل اختلاف ہے میں خود اُن پر بڑھکر جانا چاہتا ہوں۔

غرض کہ اب حارث نے بلخ، جوزجان، فاریاب، طالقان اور مروالروز پر، قبضہ کرنے کے بعد خود مرو پر پیشقدمی شروع کی مرو کے اہل الرائے سے اُس نے کہا کہ اگر عاصم ہمیں چھوڑ کر ابرشہر (نیشاپور) چلاگیا تو ہماری جماعت منتشر ہوجائیگی اور اگر اُس نے ہمارا رخ کیا تو ہم اُسے ذلیل شکست دینگے۔

ادہر عاصم کو یہ معلوم ہوگیا کہ مرو والے حارث سے ساز باز رکھتے ہیں اُس نے مرو چھوڑ دینے کا تہیہ کرلیا، اور باشندوں کو مخاطب کرکے کہا اے خراسانیو! تم نے حارث بن سریج کے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے، جس شہر کا اُس نے رخ کیا تم نے اُسے حارث کے لئے بغیر لڑے بھڑے خالی کردیا۔ میں اب اپنی قوم کے علاقہ ابرشہر جاتا ہوں، اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھوں گا کہ وہ میری امداد کے لئے دس ہزار شامی فوج بھیجدیں۔

مجشر بن مزاحم نے کہا کہ اگر یہ لوگ، غلاموں کی آزادی، اور اپنی بیبیوں کو طلاق کی شرط پر تمہاری بیعت کرلیں تو یہیں ٹھہرو۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار

کریں تو پھر ابرشہر، چلے جانا اور وہاں سے امیر المومنین کو لکھنا کہ وہ تمہاری امداد کے لئے اہل شام کو بھیجدیں۔

خالد بن ہریم (از قبیلۂ بنی ثعلبہ بن یربوغ) اور ابو محارب ھلال بن علیم نے کہا ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے، چونکہ ہم آپ کے ہمراہ ہیں اس لئے اس کارروائی کی ساری ذمہ داری امیر المومنین کے خیال میں ہم پر عائد ہوگی، اگر آپ روپیہ خرچ کردیں تو تادم مرگ ہم آپ کا ساتھ دیں گے، عاصم نے کہا میں ایسا کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔

یزید بن قران الریاحی نے کہا کہ جب تک آپ لڑیں گے اگر میں بھی آپکے ہمراہ نہ لڑوں تو امرو بن حرۃ الریاحی کی بیٹی پر میں طلاق ہوں۔ (یہ اُس کی بیوی تھی) عاصم نے کہا کہ میں اسی شرط پر آپ سے گفتگو کرتا ہوں سب نے کہا ہم تیار ہیں۔ سلمہ بن ابی عبداللہ عاصم کے محافظ دستہ کا سردار ان سب سے طلاق ہی کی شرط پر قسم کھلاتا تھا۔

حارث بن سریج ایک جماعت عظیم کے ساتھ جسکی تعداد ساٹھ ہزار بیانکی جاتی ہے مرو کی طرف بڑھا۔ اسکے ہمراہ ازد اور تمیم کے شہسوار بھی تھے منجملہ محمد بن المثنی، حماد بن عامر بن مالک الحمانی۔ داؤد الاعسر بشر بن انیف الریاحی، عطاء الدبوسی۔ اور مقامی روسا میں سے جوزجان، اور ترسل، فاریاب کا زمیندار سہرب طالقان کا بادشاہ قریاقس مرو کا زمیندار اور راُن جیسے اور بھی بہت سے زمینداروں کے ساتھ اس فوج میں شریک تھے۔

عاصم اہل مرو اور دوسرے لوگوں کو لیکر مقابلہ کے لئے بڑھا گرے کے پاس مقام جیاسر میں اُس نے اپنا فوجی پڑاؤ ڈالا، ہر سپاہی کو ایک ایک دینار دیا۔ اس پر فوج اُس سے علیحدہ ہوگئی، اب عاصم نے ہر شخص کو بلا تخصیص تین تین دینار دئے۔ جب تمام مختلف جماعتیں ایک دوسرے کے قریب آگئیں اُس نے پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اور وہ توڑ دئے گئے۔

حارث کے ہمراہیوں نے اپنے حریف سے کہا تم ہمیں جنگل بے آب وگیاہ میں محصور کرنا چاہتے ہو، ہمیں اجازت دو تاکہ ہم تمہارے پاس آئیں اور جس

غرض سے ہم لڑنے کے لئے آئے ہیں اس کے متعلق تم سے بحث و مباحثہ کریں، مگر اہل مرو نے انکی درخواست رد کر دی حارث کے پیدل پلوں کو درست کرنے لگے مگر اہل مرو کی پیدل فوج نے اُن پر حملہ کر دیا اور انھیں مار کر ہٹا دیا۔ محمد بن المثنیٰ الفراہیدی اپنے جھنڈے کے ساتھ دو ہزار فوج کو لیکر عاصم سے آملا۔ عاصم نے اُسے خوش آمدید کہی اور یہ سردار بھی ازدیں آکر شریک ہو گیا۔ اسیطرح حماد بن عامر بن مالک الحمانی بھی عاصم سے آملا اور بنی تمیم میں آکر شامل ہو گیا، حارث نے چند قاصدوں کو عاصم کے پاس جنمیں محمد بن مسلم العنبری بھی تھا اس غرض سے بھیجا تاکہ یہ قاصد عاصم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیں، حارث بن سریج اُس روز سیاہ لباس پہنے ہوئے تھا، جب محمد بن المثنیٰ عاصم سے آملا تو اب حارث کی فوج نے اہل مرو پر حملہ شروع کیا، اور طرفین نے جنگ شروع کر دی، سب سے پہلے غیاث بن کلثوم جو خاندان جارود سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ حارث کی فوج شکست کھا کر بھاگی، حارث کی فوج کے بہت سے لوگ مرو کی ندیوں اور بڑے دریا میں غرق ہوئے، مقامی روسا اپنے اپنے علاقوں کو واپس چلے گئے، اس معرکہ میں خالد بن علیا بن حبیب بن الجارود کا چہرہ زخمی ہو گیا۔

عاصم بن عبداللہ نے موسیٰ بن خالد الحنفی، علیا بن احمر الیشکری، یحییٰ بن عقیل الخزاعی اور مقاتل بن حیان النبطی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ دریافت کریں کہ وہ کیا ارادہ رکھتا ہے، حارث نے صرف محمد بن مسلم العنبری کو اُن لوگوں سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا۔ محمد نے ان صاحبوں سے کہا کہ حارث اور تمہارے دوسرے بھائی، تمھیں سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اور ہمارے جانور پیاس کی شدت سے بیتاب ہیں، اجازت دیجئے کہ آج رات ہم ٹھہرے رہیں، اور اس دوران میں ہمارے آپ کے درمیان گفتگوئے صلح جاری رہے، اگر معاملہ اس طرح طے پا جائے تو فبہا ورنہ پھر تمھیں اختیار عمل حاصل ہو گا، عاصم کے قاصدوں نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور بہت سخت و ترش جواب دیا۔ مقاتل بن حیان نے کہا اے خراسانیو! ہم اور تم ایک گھر کی طرح تھے، ہمارا علاقہ اور سرحد ایک تھی ہماری

طاقت دشمن کے مقابلہ میں مجتمع تھی، تمہارے سردار نے جو کارروائی کی ہے ہم اسے سخت بُری نظر سے دیکھتے ہیں، ہمارے امیر نے اپنے لشکر کے فقہا اور قاریوں کو اُس کے پاس بھیجا اسکے جواب میں اُس نے صرف ایک شخص کو ہم سے مکالمہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

محمدؒ نے کہا میں مبلغ کی حیثیت سے آپ صاحبوں کے پاس آیا ہوں تاکہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دوں، اور جو آپ چاہتے ہیں وہ بھی انشاءاللہ کل ہو جائے گا۔

محمد بن مسلم حارث کے پاس واپس چلا گیا، نصف رات گئی حارث اپنی فوج کے ساتھ بڑھا۔ عاصم کو بھی اُسکی خبر ہوگئی صبح کے وقت عاصم بھی اُسکے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ حارث کے میمنہ پر رابض بن عبداللہ بن زرارۃ التغلبی سردار تھا نہایت خونریز معرکہ ہوا۔ طرفین کی فوجوں نے خوب ہی داد مردانگی دی۔ یحییٰ ابن حصین بکر بن وائل کے مشہور شہسوار نے حارث کی فوج پر حملہ کیا، (بکر بن وائل کی قیادت زیاد بن الحارث بن سریج کر رہا تھا) اور بہت بُری طرح اُسکی فوج کا قلع قمع کر دیا۔ حارث نے دریائے مرو کو عبور کرکے راہبوں کی خانقاہوں کے پاس اپنا خیمہ نصب کیا۔ عاصم نے اُسکا تعاقب نہیں کیا سَو آدمی اس معرکہ میں مارے گئے۔ سعید بن سعد بن جزء الازدی بھی مارا گیا اور خازم بن موسیٰ بن عبداللہ بن خازم جو حارث کے ہمراہ تھا دریا میں غرق ہوگیا، اب حارث کے پاس تقریباً تین ہزار آدمی جمع ہو گئے۔

جب حارث شکست کھا کر بھاگا اور عاصم نے اُسکا تعاقب نہیں کیا تو قاسم بن مسلم کہنے لگا کہ اگر عاصم اُسکا سختی سے پیچھا کرتا تو اُسے بالکل تباہ کر دیتا۔ حارث نے کہلا بھیجا کہ اگر تم یہاں سے چلے جاؤ تو میں نے تمہارے اور تمہاری فوج کے لئے جس بات کی ضمانت کی تھی اُسے پورا کر دوں گا۔ حارث نے ایسا ہی کیا۔

جس رات حارث کو شکست ہوئی ہے خالد بن عبیداللہ بن حبیب اسکے پاس آیا اُس وقت حارث کے تمام ساتھی اُسکا ساتھ چھوڑنے کے لئے آمادہ

ہو چکے اور یہ کھو چکے تھے کہ تمہاری حمایت میں ایک علم بھی بلند نہ ہوگا، مگر خالد نے آکر انھیں سمجھا بجھا دیا۔

عطاء الدبوسی ایک بہادر شخص تھا۔ اُس نے جنگ زرق میں اپنے غلام سے کہا کہ میرے لئے سواری کے گھوڑے پر زین کس لاؤ، تاکہ میں اس گدھے کو میدان جنگ میں کھلاتا کداتا پھروں یہ سوار ہو کر کے میدان مصاف میں آیا، مبارز طلب کی ایک طالقان کا رہنے والا اسکے مقابلہ کے لئے نکل آیا۔ اور اپنی زبان میں اُس سے کہا، اے کیر خر۔

اس سنہ میں ولید بن یزید بن عبد الملک ولی عہد خلافت کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال وہی لوگ عمالِ خلافت تھے جو گزشتہ سال تھے البتہ خراسان کا صوبہ دار اس سال عاصم بن عبد اللہ الہلالی تھا۔

سنہ ۱۱۷ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ۔

اس سنہ میں معاویہ بن ہشام موسم گرما کی مہم لیکر بائیں جانب سے اور سلیمان بن ہشام بن عبد الملک داہنے سمت سے علاقۂ جزیرہ کی طرف سے بڑھکر رومیوں کے علاقہ میں جہاد کرنے گئے، سلیمان بن ہشام نے رومیوں کے علاقہ میں اپنے فوجی دستے مختلف مقامات پر بھیجے۔

اس سنہ میں مروان بن محمد والی آرمینیا نے دو مہمیں روانہ کیں، ایک نے لان کے تین قلعے فتح کئے اور دوسری فوج نے نو مالشاہ کا محاصرہ کر لیا۔ بعد میں اُس کے باشندوں نے صلح کر کے ہتھیار رکھ دئے۔

ہشام نے عاصم بن عبد اللہ کو خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا۔ خراسان کو بھی خالد بن عبد اللہ ہی کے ماتحت کر دیا خالد نے اپنے بھائی اسد بن عبد اللہ کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

مدائنی کھتے ہیں کہ ہشام نے عاصم کو خراسان کی ولایت سے سنہ ۱۱۶ ہجری میں برطرف کر کے خراسان کو خالد بن عبد اللہ کے ماتحت کیا تھا۔

عاصم کی برطرفی کے اسباب و واقعات

عاصم بن عبداللہ نے ہشام بن عبدالملک کو لکھا:
"ایک رہبر اُن لوگوں سے جنکی رہنمائی اُسکے سپرد ہے جھوٹ نہیں بولتا۔ امیرالمومنین نے جو ذمہ داری میرے سپرد کی تھی اُسکا اقتضا یہ ہے کہ میں اُس معاملہ میں دیانت داری اور خلوص سے کام کروں، خراسان کی حالت اُسوقت تک درست نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ والی عراق کے ماتحت نہ کردیا جائے تاکہ فوج و ضروریات مایحتاج کی بہم رسانی، اور حادثات و ناگہانی مصائب کے پیش آنے کی صورت میں اُسکی امداد قریب سے ہوسکے، کیونکہ امیرالمومنین خود خراسان سے فاصلۂ بعید پر ہیں اور اس بناء پر خراسان کو امداد پہنچنے میں دیر لگجاتی ہے، جب یہ خط چلاگیا تو عاصم اپنے دوستوں یحییٰ بن حضین، مجشر بن مزاحم اور اُنکے احباب سے ملنے آیا اور انہیں اس خط کی اطلاع دی۔ مجشر نے سنکر اس بات پر بہت افسوس کیا اور کہا کہ ادھر یہ خط گیا اور اُدھر سے اسد تمہاری جگہ آیا۔ چنانچہ ہوا بھی یہی کہ عاصم کے خط کے موصول ہونے کے ایک ماہ بعد ہشام نے اسد کو خراسان بھیجدیا۔

حارث نے جب مرو کی جانب پیش قدمی کی تو اپنے جھنڈوں کو سیاہ کرلیا تھا۔ اور یہ مرجیہ فرقہ کے عقائد کا ماننے والا تھا۔

حارث عاصم سے پھر لڑنے کے لئے واپس آیا۔ مگر جب عاصم کو یہ معلوم ہوا کہ اسد بن عبداللہ آرہا ہے اور اس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر محمد بن مالک الہمدانی کو روانہ کیا ہے جو دندانقان پہنچ چکا ہے اُسنے حارث سے صلح کرلی اور یہ عہد نامہ اُن دونوں کے درمیان طے پاگیا کہ حارث خراسان کے جس ضلع میں چاہے قیام کرلے اور وہ دونوں ہشام کو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونیکی دعوت دیں اگر ہشام اُنکی دعوت پر لبیک کہدے تو فبہا ورنہ پھر وہ دونوں ملکر کارروائی کریں گے۔ بعض سرداران فوج نے تو اس مکتوب پر اپنی مُہریں ثبت کردیں مگر یحییٰ بن حضین نے دستخط کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ یہ تو امیرالمومنین سے بغاوت ہے۔

عاصم بن سلیمان بن عبداللہ بن شراحیل الیشکری نے جو ایک اہل الرائے شخص تھا

بھی کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بعد میں اس خط کے مضمون سے انحراف کرجائے اور کہا تھا کہ یہ مصائب ہیں جو خود بخود دور ہو جائینگے، اور ایک مشکل مسئلہ ہے تم بھی اس میں چشم پوشی کرو، اور دستخط کر دو۔

عاصم بن عبداللہ اعلیٰ مروین بنی کندہ کے ایک گاؤں میں فروکش تھا اور حارث بنی العنبر کے ایک گاؤں میں مقیم تھا، اب یہ دونوں حریف رسالہ اور پیدل سپاہ کو لیکر ایک دوسرے کے مقابل آئے، عاصم کے ہمراہ بنی عبس کا ایک شخص پانسو شامیوں کے ساتھ تھا، اور اسی طرح ابراہیم بن عاصم العقیلی اتنی ہی جماعت کے ہمراہ اُسکے ساتھ تھا، عاصم کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر کاٹ کر لائیگا اُسے تین سو درہم انعام ملیگا اُسکے کارندوں میں سے ایک شخص ایک سر لیکر آیا۔ اور وہ اُس مقتول کی ناک کو اپنے دانتوں سے کاٹ رہا تھا، پھر بنی لیث کا ایک اور شخص لیث بن عبداللہ نامی ایک سر لایا۔ اسی طرح ایک اور شخص ایک اور سر لیکر آیا اسپر لوگوں نے عاصم سے کہا کہ لوگ بہت حریص ہو گئے ہیں وہ تمام ملاحوں اور کافروں کے سر کاٹ لائینگے، عاصم نے اب دوسرا اعلان کر دیا کہ ہمارے پاس کوئی شخص کوئی سر نہ لائے اور جو لائے گا اُسے ہم کچھ نہ دینگے۔

حارث کی فوج نے شکست کھائی۔ بہت سے قیدی گرفتار کیے گئے عاصم کی فوج نے عبداللہ بن عمرو المازنی اہل مروالروذ کے سردار کو بھی گرفتار کر لیا کُل اسی قیدی تھے جنمیں سے اکثر بنی تمیم تھے۔ عاصم بن عبداللہ نے۔ دندانقان کی ندی کے کنارے ان تمام قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔

یمنی جماعت نے باہمی کشمکش کے زمانہ میں شام سے ابوداؤد نام ایک شخص کو جو ایک ہزار آدمیوں کے مساوی سمجھا جاتا تھا پانسو آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ روانہ کیا تھا۔ یہ خراسان کے جس گاؤں سے گذرتا لوگوں سے کہتا مجھے یقین کامل ہے کہ میں حارث بن سریج کا سر لیکر تمہارے پاس واپس آؤں گا۔

جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا تو اس نے مبارزت پیش کی، حارث بن سریج مقابلہ کے لئے نکلا، اُس نے حارث کے بائیں مونڈھے پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ حارث گر پڑا مگر اُسکے ساتھیوں نے اُسے آگر بچا لیا اور پھر گھوڑے پر سوار کر دیا

اور یہ اپنی فوج میں مل گیا۔ بعد میں یہ شخص کہا کرتا تھا اے بستیوں والو، حارث بن سریج کی حالت دیکھو۔

حارث کے گھوڑے کے سینہ پر ایک تیر لگا، حارث نے اُس تیر کو باہر کھینچکر نکال لیا، گھوڑے کو خوب دوڑایا برابر مارتا رہا یہاں تک کہ گھوڑا تھک کر چور ہو گیا پسینے پسینے ہو گیا۔ اور اسطرح اُس نے گھوڑے کو زخم کی تکلیف کا احساس نہ ہونے دیا۔

ایک شامی نے حارث پر حملہ کیا، اور جب حارث نے دیکھا کہ نیزہ اُسکے پیوست ہونے والا ہے وہ اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور حملہ آور کے پیچھے چلا۔ اُس شامی نے کہا کہ میں حرمتِ اسلام کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میری جان نہ لے" حارث نے کہا تو گھوڑے سے اُتر، چنانچہ وہ شخص اُتر پڑا، اور حارث اُس پر سوار ہو گیا، شامی نے کہا کہ زین بھی لے لو کیونکہ بخدا یہ گھوڑے سے بھی اچھی ہے۔

قبیلہ عبد القیس کے ایک شخص نے یہ دو شعر کہے۔

تولت قریش لذۃ العیش واتقت بنا کل فج من خراسان اغبرا

فلیت قریشاً اصبحوا ذات لیلۃ یعومون فی لج من البحر اخضرا

(ترجمہ) قریش نے لذۃ عیش سے دوستی کر رکھی ہے، اور ہماری وجہ سے وہ خراسان کی ہر بھورے رنگ کی گھاٹی کے خطرہ سے محفوظ ہو گئے ہیں پس کاش قریش کوئی رات ایسی گذارتے کہ وہ فوج کے سبز عمیق دریا میں تیرتے۔

چونکہ یحیٰی بن حصین نے عاصم کے اس خط پر جو اُس نے خلیفہ کو لکھا تھا دستخط نہیں کئے اس وجہ سے اہل شام کے دلوں میں یحیٰی کی بڑی عزت پیدا ہو گئی، انھوں نے ایک محضر لکھا اور محمد بن مسلم العنبری اور ایک اور شامی کے ہاتھ اسے روانہ کیا، یہ لوگ مقام رے یا بیہق میں اسد بن عبداللہ سے ملے، اسد نے اُنسے کہا آپ لوگ واپس جائیے میں اس معاملہ کو ٹھیک کر دونگا، محمد بن مسلم نے کہا میرا مکان منہدم کرا دیا گیا ہے اسد نے کہا میں اسے بنوا دونگا اور جو جو مظالم تم پر ہوئے میں اُنکی پابجائی کر دونگا۔

اسد نے خالد کو خط لکھا اور اُس میں اس بات کا ادعا کیا کہ میں نے

ہی حارث کو شکست دی، اسکے علاوہ اسد نے اس خط میں یحییٰ کا حال بھی لکھدیا تھا، خالد نے یحییٰ کو دس ہزار دینار مرحمت کئے اور ستو حلے خلعت دیا، عاصم ایک سال سے بھی کم خراسان کا والی رہا۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی ولایت کی مدت سات ماہ تھی۔

اب اسد خراسان پہنچ گیا، اس سے پہلے ہی حارث واپس جاچکا تھا، اسد نے عاصم کو قید کردیا۔ اور سرکاری رقم کا محاسبہ کیا، ایک لاکھ درہم اسکے ذمہ واجب الادا نکالے اور کہا کہ تو جہاد ہی پر نہیں گیا اور نہ تو مرو سے باہر نکلا عمارہ بن حریم اور جنید کے دوسرے عامل جنھیں عاصم نے قید کر رکھا تھا اسد سے ملے، اسد نے پوچھا کہو تمھارے ساتھ میں اپنا سا طرز عمل اختیار کروں یا تمھاری قوم ایسا، اُن لوگوں نے کہا آپ اپنے اخلاق کریمانہ کے مطابق برتاو کیجیئے، اسد نے ان سب کو رہا کردیا۔

جب ہشام بن عبدالملک کو حارث بن سریج کی بغاوت کی اطلاع ہوئی تو اُس نے خالد بن عبداللہ کو لکھا کہ تم اپنے بھائی کو خراسان بھیجو تاکہ وہ اس فساد کی اصلاح کرے اور دیکھے کہ اگر اس میں عاصم کا ہاتھ بھی شریک رہے تو ذرا اُس کی خبر لے۔

خالد نے اپنے بھائی اسد کو خراسان روانہ کیا، جب اسد خراسان پہنچا تو اُس وقت عاصم کے قبضہ میں صرف مرو اور اطراف ابرشہر تھے، حارث بن سریج مرو الروذ میں تھا، اور خالد بن عبداللہ الہجری آمل میں تھا، اب اسد کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں حارث کے مقابلہ کے لئے مرو الروذ جاتا ہوں تو خالد بن عبیداللہ آمل کی جانب سے مرو میں داخل ہوجائیگا، اور اگر خالد کا رخ کرتا ہوں تو حارث مرو الروذ کی سمت سے مرو میں داخل ہوجائے گا، اب طے یہ پایا کہ عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کو کوفیوں اور شامیوں کی معیت میں حارث کے مقابلہ کے لئے مرو الروذ روانہ کیا جائے اور خود اسد فوج کو لیکر آمل کی طرف بڑھا۔ اسد نے بنی تمیم کے دستہ پر حوثرہ بن یزید العنبری کو سردار مقرر کیا اہل آمل کے رسالہ سے جس کا سردار زیاد القرشی حیان النبطی کا آزاد غلام تھا، جس

فوج کا عثمان کے کنویں کے قریب مقابلہ ہوگیا۔ اسد کی فوج نے اس رسالہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور یہ دستہ پسپا ہوکر شہر کے دروازہ تک جا پہنچا مگر اُس نے پھر جوابی حملہ کیا اسد بن عبداللہ کے ایک غلام جبلہ نام کو جو اُسکا علمبردار بھی تھا قتل کرڈالا۔ اور وہ لوگ جاکر اپنے تین قصبوں میں قلعہ بند ہوگئے؛

اب اسد نے جاکر اُن لوگوں کا محاصرہ کرلیا۔ حارث کا طرفدار خالد بن عبداللہ الہجری اس محصور فوج کا افسر اعلیٰ تھا اسد نے منجنیقیں محصورین کے مقابلہ پر نصب کردیں۔ محصورین نے اماں طلب کی، رویدبن طارق القطعی انکا آزاد غلام اُن کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ اُنھوں نے کہا کتاب اللہ وسنت رسول اللہ رویدنے کہا یہ ہم تمہارے لئے منظور کرتے ہیں، محصورین نے کہا مگر اس شرط پر کہ ہماری خطاؤں کی بنا پر اِن شہروں کے باشندوں سے کسی قسم کی بازپرس نہ کیجائے، روید نے جواب دیا کہ میں اسے بھی تمہارے لئے منظور کئے لیتا ہوں اسد نے اُن لوگوں پر یحییٰ بن نعیم الشیبانی از قبیلۂ بنی ثعلبہ بن شیبان معقلہ بن ہبیرہ کے بھتیجے کو عامل مقرر کردیا؛

اسد بلخ کے ارادہ سے زم کے راستے روانہ ہوا راستے میں اُسے مسلم بن عبدالرحمن کا ایک آزاد غلام بلالجبس نے اطلاع دی کہ اہل بلخ نے سلیمان بن عبداللہ بن خازم کے لئے بیعت کرلی، اسد بلخ آیا۔ کشتیاں فراہم کیں اور ترمذ چلا، دیکھا کہ حارث سنان الاعرابی السلمی کا محاصرہ کئے ہوئے ہے جسکے ہمراہ حجاج بن ہارون النمیری اور زرعہ کے بیٹے اور عطیۃ الاعور النضری کے خاندان والے اہل ترمذ کے ہمراہ موجود ہیں اسکے مقابلہ میں سبل حارث کی امداد پر ہے؛

اسد دریا کے اسی پار اُتر پڑا۔ نہ وہ دریا کو عبور کرسکا اور نہ محصورین کی امداد کرسکا، اہل ترمذ نے شہر سے نکلکر حارث سے نہایت خونریز جنگ کی حارث پہلے تو اُنکے سامنے سے خود پسپا ہوگیا مگر پھر اُن پر پلٹ پڑا اہل ترمذ پسپا ہوئے، یزید بن الہیثم بن المنخّل، اور عاصم بن معول البجلی ایک سو پچاس شامیوں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ اس معرکہ میں کام آئے،

بشر بن جرموز، ابو فاطمۃ الایادی اور دوسرے قرّا جو حارث کے ہمراہ تھے شہر ترمذ کے دروازہ پر آتے روتے مروانیوں کے جور وستم کی شکایت کرتے اور محصورین سے درخواست کرتے کہ وہ ہتھیار رکھدیں اس شرط پر کہ یہ لوگ ہی اُن کے ہمراہ بنی مروان کے خلاف جنگ کریں گے، مگر محصورین اس دعوت کو رد کردیتے!

سبل نے جو حارث کے ہمراہ تھا حارث سے کہا کہ ترمذ کی بنا مزامیر اور طبلوں کی آواز کے ساتھ کی گئی ہے یہ اسطرح رونے دھونے سے فتح نہیں ہوسکتا، صرف تلوار اسے فتح کر سکتی ہے، اگر لڑنے کی ہمت ہے تو لڑو، یہ کہکر سبل حارث کا ساتھ چھوڑ کر اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا،

اسد جب زم کے علاقہ سے گذر رہا تھا تو اُس نے قاسم الشیبانی سے، جو زم کے ایک قلعہ باذکر نام میں مقیم تھا تعرض کیا، مگر پھر اُسے چھوڑ کر ترمذ کا راستہ لیا، ترمذ پہنچ کر دریا کے اسی کنارے اُتر پڑا، اور دریا کے کنارے پر اپنا تخت رکھا اب لوگ دریا کو عبور کرنے لگے، شہر کی کشتیوں میں سے جو لوگ اسد کے کشتیوں میں آ رہے تھے حارث بھی کشتی ہی میں بیٹھکر اُن سے لڑتا تھا۔ آخرالامر دونوں حریفوں کی کشتی میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک میں اسد کے ہمراہی جنہیں اصغر بن عینار الحمیری بھی تھا سوار تھے دوسری میں حارث کے طرفدار جنمیں داؤد والاعسر بھی تھا سوار تھے اصغر نے کوئی چیز پھینکی جسکی وجہ سے دشمن کی کشتی کو دھکا لگا اور فخریہ طور پر کہنے لگا کہ میں احمری، تو جوان ہوں اسپر داؤد والاعسر نے کہا جس طرف تو نے اپنے کو منسوب کیا ہے وہ تیرا مرزبوم نہیں ہے' داؤد نے بعد ازاں اپنی کشتی اصغر کی کشتی سے ملادی اور دونوں میں خوب جنگ ہوی۔ اس موقع پر اشکند بھی آپہنچا۔ حارث واپسی کا ارادہ کرچکا تھا، اشکند نے کہا کہ میں آپکی امداد کے لئے آیا ہوں، اشکند بت خانہ کے پیچھے ایک کمین گاہ میں چھپ رہا،

حارث اپنی فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اہلِ ترمذ اُسکی طرف بڑھے۔ حارث نے اُن کے سامنے سے پسپائی شروع کردی، اہل ترمذ نے اُسکا تعاقب کیا۔

اسوقت نصر اسد کے پاس بیٹھا ہوا اِس حالت کا معائنہ کر رہا تھا اُس نے ایکدم اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور وہ سمجھ گیا کہ اِس طرح حارث نے اہل ترمذ سے بری چال چلی مگر اسد نے یہ سمجھا کہ نصر نے اس رائے کا اظہار حارث کی خیر خواہی میں کیا ہے کیونکہ وہ پسپا ہو چکا تھا۔ اور یہ سوچ کر وہ نصر پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اتنے میں اشکند نے کمین گاہ سے اچانک نکلکر اہل ترمذ پر حملہ کر دیا۔ اہل ترمذ نے راہ فرار اختیار کی۔ اس معرکہ میں یزید بن الہیثم بن المنخل الجرموزی الازدی مارا گیا۔ اہل شام کے بہادروں میں سے عاصم بن معول مارا گیا۔

اسد نے بلخ کی طرف کوچ کیا، اور اہل ترمذ حارث کے مقابلہ پر نکلے، اُنھوں نے حارث کو شکست دی ابو خاطبہ۔ عکرمہ اور بعض دوسرے بہادروں کو قتل کر ڈالا۔

بعد ازاں اسد زم کے راستے سے سمرقند کی طرف چلا۔ زم پہنچ کر اُس نے ہثیم الشیبانی کے پاس جو اُس وقت باذگر میں تھا اور حارث کے طرفداروں میں تھا، اپنا قاصد بھیجا۔ جس نے ہثیم سے جا کر یہ پیام پہنچایا۔ تم اپنی قوم کی بری عادتوں کی وجہ سے اُسکے مخالف ہو گئے، مگر اُنکی اس بدکرداری کا اثر عورتوں یا استحلال فروج تک ممتد نہ ہوا اور نہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جیسی کہ سمرقند میں پیش آئی کہ مشرکین نے اُسپر اپنا قبضہ جما لیا۔ میں سمرقند پر حملہ کرنا چاہتا ہوں اور میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہوں کہ میری جانب سے تمھارے لئے کسی بُری بات کی ابتدا نہ ہوگی، علاوہ بریں میں تمھارے ساتھ دوستی۔ نرمی و ملائمت برتوں گا اور تمھیں اور تمھارے ساتھیوں کو امان دیتا ہوں اگر تم نے اس دعوت کو رد کر دیا تو میں خدا کے سامنے عہد کرتا ہوں اور ان ذمہ داریوں کی بنا پر جو امیر المومنین اور امیر خالد کی مجھ پر ہیں۔ میں تمھیں آگاہ کئے دیتا ہوں کہ اگر ایک تیر تم نے پھینکا تو اُسکے بعد چاہے میں نے تم سے ہزار وعدے امان دینے کے کئے ہوں مگر میں تمھیں ہرگز ہرگز امان نہ دونگا اور نہ اپنے وعدہ کو ایفا کرونگا۔

ہثیم اِس وعدۂ امان کو حاصل کر کے اسد کے پاس آگیا۔ اسد نے حسب وعدہ

اُسے امان دی ۔ ہثیم اُسکے ہمراہ سمرقند چلا اسد نے اُسکی فوج کو دُھری تنخواہیں دیں اور اپنے ساتھ جو سواری کے جانور لایا تھا اُنپر اُنھیں سوار کرالیا نیز بخارا سے اپنے ہمراہ سامان خوراک بھی لیکر آیا تھا ۔ اسی طرح کردوں کی بہت سی بھیڑ بکریاں بھی اُسکے ساتھ تھیں جنھیں اُس نے اپنی فوج میں تقسیم کردیا ۔

اس انتظام کے بعد اسد ورغسر کی جانب چڑھا ۔ یہاں سے سمرقند میں پانی جاتا تھا اسد نے اُس نالہ پر بند باندھ کر اُسکا رخ سمرقند سے پھیر دیا ۔ خود اسد اپنے ہاتھ سے پتھر اُٹھا اُٹھاکر بند میں پھینکتا تھا ، اسکے بعد وہ سمرقند سے واپس آکر بلخ میں قیام پذیر ہوا ۔

بعض ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ اسد اور حارث کا معرکہ ۱۱۸ھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا ۔

خالد بن عبدالملک ۔ اِس سال امیر حج تھا ۔ محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال مدینہ ، مکہ اور طائف کا والی تھا ، خالد بن عبداللہ عراق اور مشرق کا گورنر جنرل تھا ، مروان بن محمد آرمینا اور آذربیجان کا والی تھا ۔

نیز اسی سال فاطمہ بنت علیؓ اور سکینہ بنت حسینؓ بن علیؓ نے انتقال کیا ۔

اسد بن عبداللہ نے اس سال بنی عباس کے داعیوں کی ایک جماعت کو خراسان میں پکڑا ۔ اُن میں سے بعضوں کو قتل کرا دیا بعضوں کے اعضا قطع کرادئے اور بعضوں کو قید کردیا ۔ گرفتار شدہ لوگوں میں سلیمان بن کثیر ، مالک بن الہیثم موسیٰ بن کعب ، لاہز بن قریظ ۔ خالد بن ابراہیم اور طلحہ بن زریق بھی تھے ، جب یہ لوگ اسد کے سامنے پیش کئے گئے اسد نے کہا اے فاسقو ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا ۔

عفا اللہ عما سلف ، ومن عاد فینتقم اللہ منہ واللہ عزیز ذو انتقام

(ترجمہ) گذشتہ کو اللہ نے معاف کردیا ۔ مگر جس نے پھر عود کیا (اپنی خطا پر) اللہ ۔ اوس سے ضرور بدلہ لیگا ۔ اور بے شک خداوند عالم غالب اور انتقام لینے والا ہے ۔

اسپر سلیمان بن کثیر نے کہا کہیے تو بولوں اور کہیے تو خاموش رہوں ، اسد نے کہا ہاں بولو ۔ سلیمان نے کہا ۔ ہماری حالت شاعر کے اس شعر کی مصداق ہے ۔

لو بغیر الماء حلقی شرق کنت کالغصان بالماء اعتصاری

(ترجمہ، اگر پانی کے علاوہ کسی اور شے سے میرا حلق اچھو ہو جائے تو میں اُسے حلق سے اسی طرح نیچے اُتار دونگا جسطرح کہ پانی سے اچھو ہو جانے والا کرتا ہے)۔

آپ ہمارے قصہ سے واقف ہیں، سنیئے خدا کی قسم چغلخوروں نے آپ سے آکر چغلیاں کھائی ہیں، ہم آپ کے ہم قوم ہیں اس مضری جماعت نے آپ سے ہماری یہ شکایتیں محض اسوجہ سے کی ہیں کہ ہم ہی قتیبہ بن مسلم کے سب سے زبردست دشمن تھے، یہ اسی آڑ میں اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں، اس پر ابن شریک بن الصامت الباہلی نے کہا کہ یہ کئی مرتبہ گرفتار کیا جا چکا ہے۔ مالک بن الہیثم نے کہا۔ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ کو چاہیئے کہ اس شخص کی بات کو کسی اور شخص کی تحریک پر مبنی خیال کریں، پھر ان سب لوگوں نے کہا اے باہلی کیا تم ہم سے قتیبہ کا بدلہ لینا چاہتے ہو اس لئے کہ ہم ہی اسکے سب سے زبردست دشمن تھے اسد نے ان سب کو جیل بھیجدیا، پھر عبدالرحمن بن نعیم سے بُلا کر اس معاملہ میں مشورہ کیا، عبدالرحمن نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سب کو چھوڑ دیں اسطرح آپ ان کے قبیلوں پر احسان کریں گے، اسد نے پوچھا کہ ان دو تمیمیوں کے ساتھ کیا کیا جائے جو اس جماعت کے ہمراہ ہیں۔ عبدالرحمن نے کہا کہ انھیں بھی رہا کر دیجئے، اسد نے کہا ایسی صورت میں عبداللہ بن یزید سے میرے تعلقات منقطع ہو جائینگے، عبدالرحمن نے پوچھا کہ آپ اُس ربعی شخص کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں، اسد نے کہا بخدا میں اُسے آزادی دینے والا ہوں۔

بعد ازاں اسد نے موسیٰ بن کعب کو سامنے بُلایا۔ اور حکم دیا کہ اس کے لگام لگاؤ گدھے کی لگام اُسکے لگائی گئی پھر حکم دیا کہ لگام پکڑ کر اُسے کھینچا جائے۔ چنانچہ اسطرح کھینچا گیا کہ اُسکے دانت ٹوٹ پڑے، پھر حکم دیا کہ اُسکے چہرہ کو مارو اُسکی ناک پچکی کر دی گئی۔ ڈاڑھی نوچ لی گئی اُسکے سامنے کا ایک دانت بھی گر پڑا پھر اسد نے، لاہز بن قریظ کو سامنے بلایا، لاہز نے کہا خدا کی قسم یہ انصاف کے بالکل خلاف ہے کہ آپ ہمیں تو یہ سزا دیں اور یمنی اور ربعی اشخاص کو یوں ہی چھوڑ دیں

اسد نے تین سو کوڑے اُسے لگوائے اور حکم دیا کہ سولی پر چڑھادو مگر حسن بن زید الاسدی نے درخواست کی کہ یہ میرا ہمسایہ ہے اور جو الزام اسپر لگایا گیا ہے اُس سے یہ بری ہے۔ اسد نے کہا تو اور دوسرے لوگ، حسن نے کہا میں ان سب کو جانتا ہوں وہ سب بے گناہ ہیں۔ اسد نے اُن سب کو رہا کر دیا۔

سنہ ۱۱۸ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں عبدالملک کے دو بیٹوں معاویہ اور سلیمان نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا۔

بکیر بن ماہان نے عمار بن یزید کو بنی عباس کے طرفداروں کا سردار مقرر کر کے خراسان بھیجا۔ عمار مرو میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور بجائے عمار کے خداش نام رکھا، محمد بن علی کی بیعت کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ لوگ جلد جلد اُسکے پاس پہنچنے لگے۔ اور جس تحریک کی غرض سے وہ بھیجا گیا تھا اُسے قبول کرنے لگے، اُسکی ہر بات کو غور سے سنتے اور اُسکی اطاعت کرتے، مگر پھر اُس نے اپنی اُس تحریک کو جسکی اُس نے لوگوں کو دعوت دی تھی بدل دیا اور جھٹلا دیا۔ اب اُس نے دین خرمیہ کی تلقین شروع کی اور اُسکی دعوت دینے لگا۔ اور اپنے معتقدین کو اجازت دیدی کہ ایک دوسرے کی عورتیں اُن کے لئے حلال ہیں اور کہا کہ میں یہ سب کچھ محمد بن علی کی جانب سے کر رہا ہوں۔

اسد بن عبداللہ کو اُسکی خبر ہوئی۔ اُس نے اپنے مخبر اُسکی گرفتاری کے لئے لگا دیئے آخر کار وہ گرفتار کر کے اسد کے سامنے لایا گیا، اس وقت اسد بلخ پر جہاد کی تیاری کر چکا تھا، اسد نے اُس سے واقعہ دریافت کیا خداش نے اسد سے سخت کلامی کی۔ اسد نے اسکے ہاتھ کٹوا دیئے، زبان نکلوا دی اور اُسے اندھا کرا دیا۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابتدا میں اسد آمل پہنچا تو یہاں بنی ہاشم کی تحریک کا داعی خداش اُسکے سامنے پیش کیا گیا اسد نے اُسے قرعہ طبیب کے سپرد کر دیا۔ قرعہ نے اُسکی زبان کاٹ ڈالی اندھا کر دیا۔

اور اسد نے کہا خداوند عالم کا شکر ہے کہ اُس نے تجھ سے ابو بکرؓ اور عمرؓ کا بدلہ لے لیا پھر اُسے یحییٰ بن نعیم الشیبانی حاکم آمل کی حراست میں دیدیا۔ سمرقند سے واپسی کے بعد اسد نے یحییٰ کو اُسکے قتل کا حکم بھیجدیا یحییٰ نے اُسے قتل کر کے آمل میں سولی پر لٹکا دیا۔

مقام ضرور میں اسد کے پاس مہاجر بن دارۃ الضبی کا آزاد غلام آیا اسد نے دریا کے کنارہ اسے قتل کر دیا۔ سمرقند سے واپس ہوتے ہوئے اسد بلخ میں بھی ٹھہرا اور جُدیع الکرمانی کو اِس قلعہ کی طرف روانہ کیا جسمیں حارث اور اُسکے ساتھیوں کا مال واسباب تھا۔ اس قلعہ کا نام بتوشکان تھا۔ یہ طخارستان علیا کے علاقہ میں واقع تھا، بنو برزی التغلبی جو حارث کے سسرالی رشتہ دار تھے اس قلعہ میں رہتے تھے، کرمانی نے اس قلعہ کا محاصرہ کر کے اسے فتح کرلیا، جنگجو آبادی کو قتل کر ڈالا۔ اور تمام بنی برزہ کے لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ اور اُسکے تمام باشندوں کو جنیں عرب موالی اور اُن کے اہل وعیال شامل تھے لونڈی غلام بنا کر بلخ کے بازار میں لاکر ہراج کر دیا۔

علی بن یعلےٰ جس نے اس واقعہ کو خود دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ حارث سے انتقام لینے کے لئے اسد نے اُسکے چار سو پچاس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتروا دیا۔ اس جماعت کے سردار جریر بن میمون القاضی تھے، انہیں بشر بن انیف الحنظلی، اور داؤد الاعسر الخوارزمی بھی تھا۔

حارث نے اُن لوگوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر تم میرا ساتھ چھوڑنا چاہتے ہو اور امان مانگنا چاہتے ہو تو ابھی وقت میرے سامنے امان کی درخواست کردو کیونکہ میرا خیال ہے کہ اس وقت اسد تمہاری درخواست کو قبول کرلے گا، اور اگر میرے یہاں سے کوچ کر جانے کے بعد تم نے امان طلب کی تو وہ تمہیں ہرگز امان نہ دیگا، مگر اِن لوگوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تو یہاں سے چلے ہی جائے اور ہمیں اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے۔

اِس کے بعد اِس جماعت نے بشر بن انیف اور ایک دوسرے شخص کو اسد کے پاس امان طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ اسد نے اُن دونوں کو امان دی انکی خاطر مدارات کی۔ اُن دونوں شخصوں نے اپنے ساتھی قلعہ والو

سے بیوفائی کی اور اسد سے کہا کہ قلعہ والوں کے پاس نہ کھانا ہے اور پانی۔
اس پر اسد نے کرمانی کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جنمیں سالم بن منصور البجلی دو ہزار فوج پر ازہر بن جرموز النمیری اپنی جمعیت اور بلخ کی فوج پر جسکی مجموعی تعداد دو ہزار تھی سردار تھے اور پانسو شامیوں کے ساتھ جنپر صالح بن القعقاع الازدی سردار تھا روانہ کیا، کرمانی نے سالم بن منصور کو اسکی فوج کے ساتھ دشمن کی سمت روانہ کیا۔ منصور نے دریائے ضرغام کو عبور کر کے رات بسر کی، صبح ہوئی۔ فوج کو اٹھایا دن چڑھے فوج کو لیکر روانہ ہوا۔ اس دن اس نے سترہ فرسخ مسافت طے کی، اس طویل سفر سے گھوڑے تھک گئے، کشتستم پہنچا جو جغبویہ کے علاقہ میں واقع تھا، ایک ایسے احاطہ کے پاس پہونچا جسمیں زراعت تھی اور اسکے گرد سرکنڈے کی باڑ تھی۔ فوجیوں نے اپنے گھوڑے چرنے کے لئے اس کھیت میں چھوڑ دئے، اب انکے اور قلعہ کے درمیان صرف چار فرسخ کا فاصلہ باقی تھا۔ اس مقام سے کوچ کر کے یہ فوج جب قلعہ کے قریب والی وادی میں پہنچی تو مخبر نے آکر خبر دی کہ دشمن مقابلہ کے لئے آگیا ہے اور مہاجر بن میمون انکا سردار ہے، جب یہ جماعت کرمانی کے مقابل آئی کرمانی نے اسکا مقابلہ کیا اور نقصان پہنچایا۔ دشمن پسپا ہو گیا اب پھر کرمانی نے پیشقدمی کی اور قلعہ کے پہلو میں آکر خیمے لگائے۔ سب سے پہلے پانسو کی جماعت کے ساتھ اس مسجد میں جسے حارث نے بنایا تھا یہ سردار فروکش ہوا۔ صبح کے وقت رسالہ بھی آپہنچا اور ازہر اور اہل بلخ کی جماعت بھی اس فوج میں آکر شامل ہو گئی۔

جب سب جمع ہو گئے کرمانی نے تقریر کی حمد ثنا کے بعد کہا، اے اہل بلخ تمہاری تشبیہ صرف اس زانیہ عورت سے دیجا سکتی ہے کہ جسکی یہ حالت ہے جو اسکے پاس جاتا ہے اسپر قابو پالیتا ہے، حارث ایک ہزار عجمیوں کے ساتھ تم پر حملہ آور ہوا تم نے اپنا شہر اس کے حوالہ کر دیا، اس نے تمہارے اشراف کو قتل کر ڈالا۔ اور تمہارے امیر کو نکال باہر کیا، پھر تم اسکے ہمراہ بادل ناخواستہ حراست میں مرو کی طرف روانہ ہوئے مگر تم نے وہاں اس سے غداری کی۔ اسکا ساتھ چھوڑ دیا، جب وہ

شکست کھا کر پھر واپس آیا تم نے پھر اپنا شہر اُسکے حوالہ کر دیا۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے دست قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے یہ معلوم ہو کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خط لکھکر تیر کے ذریعہ دشمن کے پاس بھیجا ہے تو میں اُسکے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالوں گا اور سولی پر لٹکا دونگا، البتہ مرو کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں وہ میرے خاص اعتبار کے لوگ ہیں کہ جنکے غدر کا مجھے اندیشہ نہیں۔

اس تقریر کے بعد کرمانی نے قلعہ پر چڑھنا شروع کیا۔ ایک دن رات بغیر لڑائی کے یہ وہاں پڑا رہا۔ دوسرے دن نقیب نے قلعہ والوں کو مخاطب کر کے کہا کہ ہم شرائط صلح تمہارے پاس بھیج چکے ہیں۔ قلعہ والے محاصرین سے لڑے مگر چونکہ وہ بھوکے اور پیاسے تھے اس وجہ سے اُنھوں نے درخواست کی کہ ہم اپنے تئیں تمھارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہیں بشرطیکہ تم ہماری عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ جیسا چاہو سلوک کرو، غرض کہ محصورین نے اسد کے حکم پر سر خم کرنے کے لئے ہتھیار ڈالدئے، چند روز اسی طرح گزرے پھر مہلب بن عبد العزیز العتکی اسد کا خط لیکر پہنچا جس میں حکم دیا گیا تھا کہ پچاس شخصوں کو جنمیں مہاجرین میمون اور اس جیسے دوسرے سردار ہوں میرے پاس بھیجدو، اُن سرداروں کو اسد کے پاس بھیجدیا گیا اسد نے اُنھیں قتل کرڈالا اور کرمانی کو لکھا کہ جو لوگ تمھارے پاس باقی ہیں اُنھیں تین حصّوں پر تقسیم کر کے ایک حصّہ کو سولی پر لٹکا دو، ایک کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو اور تیسرے کے صرف ہاتھ قطع کردو۔

کرمانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ قلعہ سے اُن کے اہل و عیال کو نکالا اور اُنھیں ہراج کر دیا۔ جن لوگوں کو اُس نے قتل کیا یا سولی پر لٹکایا تھا اُن کی تعداد چار سو تھی۔

اسد نے ۱۱۸ھ میں بلخ کو اپنا مستقر بنا لیا۔ سرکاری دفاتر یہیں منتقل کر لئے گئے، چھاؤنی بنالی گئی پھر اسد نے طخارستان پر جہاد کیا اور پھر جبغویہ کے علاقہ پر فوجکشی کی، کچھ علاقہ فتح کیا اور لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے

اسی سنہ میں ہشام نے خالد بن عبد الملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کی ولایت سے معزول کر دیا اور انکی جگہ محمد ابن ہشام بن اسمٰعیل کو عامل مقرر کیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس روز خالد معزول کیا گیا۔ اُسی دن ابو بکر بن عمرو بن حزم کے پاس مدینہ پر انکی امارت کا حکم پہنچا۔ ابو بکر منبر پر چڑھے اور چھ دن تک نماز پڑھاتے رہے پھر محمد بن ہشام مکہ سے مدینہ کا عامل مقرر ہو کر آیا۔

اس سنہ میں علی بن عبد اللہ بن عباس نے انتقال کیا۔ ابو محمد انکی کنیت تھی اٹھتر یا ستھتر سال کے سن میں مقام حمیمہ واقعہ علاقہ شام میں انکی وفات ہوئی۔

کہا جاتا ہے یہ اس رات کو پیدا ہوئے تھے جس شب میں کہ حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا، وہ سنہ ہجری کی سترھویں ماہ رمضان تھی۔ اُن کے باپ نے انکا نام، علیؓ رکھا اور کہا کہ میں نے اسکا نام اُس شخص کے نام پر رکھا ہے جو تمام مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، اور ابو الحسن انکی کنیت مقرر کی، جب یہ عبد الملک بن مروان سے ملنے گئے اُس نے انکی بڑی تعظیم و تکریم کی اپنے برابر تخت پر جگہ دی، انکی کنیت پوچھی۔ اُنھوں نے اپنی کنیت بتائی اس پر عبد الملک نے کہا کہ میرے لشکر گاہ میں ایک ہی شخص کا یہ نام اور کنیت نہیں ہو سکتی۔ پھر پوچھا آپ کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے، اتفاق سے اسی دن محمد بن علی پیدا ہوا تھا انھوں نے اُسکی اطلاع دی اسپر عبد الملک نے انکی کنیت ابو محمد مقرر کی۔

محمد بن ہشام امیر مکہ، مدینہ اور طائف اسی سال امیر حج تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سال مدینہ کا عامل خالد بن عبد الملک تھا البتہ مکہ اور طائف محمد بن ہشام کے ماتحت تھے۔ پہلا قول واقدی کا ہے۔

خالد بن عبد اللہ عراق اور تمام مشرقی ممالک کا ناظم اعلیٰ تھا۔ خراسان پر اُسکا بھائی اسد بن عبد اللہ اُسکی جانب سے عامل تھا۔ بلال بن ابی بردہ بصرہ کے عامل بھی تھے۔ کوتوال بھی تھے اور پیش امام بھی وہی تھے، مروان بن محمد بن مروان ارمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

سنہ ۱۱۹ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں ولید بن القعقاع العبسی نے رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا، نیز اس سال اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا، غزنک کے قلعہ کو فتح کیا اور وہاں سے خداش کی جانب بڑھا۔ بہت سے قیدی اور بھیڑ بکریاں مال غنیمت میں اُن کے ہاتھ آئیں اور دشمن کی فوج چین کی طرف بھاگ گئی۔

اسی سنہ میں اسد اور خاقان ترکوں کے سب سے بڑے شہنشاہ سے مقابلہ ہوا۔ خاقان اور اُسکی فوج کے بہت سے آدمی میدان کارزار میں کام آئے۔ اسد اور مسلمان صحیح و سالم بہت سا مال غنیمت اور قیدی گرفتار کر کے واپس آگئے۔

اسد اور خاقان کا معرکۂ عظیم

ابن السائحی نے خاقان ابن مزاحم کو (خاقان چونکہ عربوں سے لڑتا رہتا تھا اس لئے اس نے اپنی کنیت ابن مزاحم مقرر کی تھی حالانکہ یہ اکث کی اولاد میں تھا)، اطلاع دی کہ اسد ختل کے علاقہ میں، وہ آیا ہے اُسکی فوج تمام علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے اور بری حالت میں ہے۔

خاقان نے اس خط کو پڑھتے ہی اپنے سرداروں کو جنگ کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ خاقان کی ایک پہاڑی شکارگاہ اور ایک مرغزار مخصوص تھی جس میں کسی شخص کو جانے یا شکار کھیلنے کی اجازت نہ تھی، البتہ جنگ کے لئے مہم جانے والی ہوتی تو اس مرغزار اور شکارگاہ میں تین دن تک گھوڑے چراتے اور شکار کھیل لیتے چنانچہ جب ترکوں نے اس جنگ کی تیاری شروع کی تو اپنے جانوروں کو شکم سیر چرالیا۔ اور جو شکار کیا اُسکی کھالیں دباغت دیکر تیار کرلیں۔ انھیں کھالوں سے اُنھوں نے خرجیاں کمانیں اور تیر بنالئے۔ خاقان نے اپنی سواری کے لئے ایک گھوڑا منگوایا جس پر زین کسی تھی لگام پڑی تھی پھر ایک بھیڑ کو ذبح کرا کر اُس کے گوشت کو توبروں میں رکھ لیا۔ تھوڑا سا نمک ایک تھیلی میں رکھکر اسے اپنے

کمربند میں رکھ لیا۔ تمام ترکوں کو حکم دیا کہ اسی طرح ہر شخص آذوقہ اپنے ساتھ رکھ لے اور کہا کہ جب تک ختل میں عربوں سے مقابلہ ہو یہی تمھاری خوراک ہے۔

غرض کہ اس تیاری کے بعد خاقان نے کوچ کیا اور خشوراغ کے راستہ بڑھا۔ جب ابن السائجی کو معلوم ہوا کہ خاقان آرہا ہے اُس نے اسد کو اطلاع دی کہ آپ ختل سے چلے جایئے کیونکہ خاقان سایہ کی طرح تمھارے پیچھے آرہا ہے، اسد نے اُسکے پیامبر کو گالیاں دیں اور اُس کے بیان کو تسلیم نہیں کیا۔ مگر رئیس ختل نے پھر کہلا کر بھیجا کہ جو اطلاع میں نے آپ کو دی ہے وہ غلط نہیں ہے بلکہ میں نے ہی اُسے تمھارے یہاں آنے اور تمھاری فوج کے منتشر ہو جانے کی اطلاع دی تھی۔ اور اُسے بتایا تھا کہ تم پر حملہ آور ہونے کا اُسکے لئے یہ اچھا موقع ہے، اور میں نے اُس سے امداد طلب کی تھی۔ اگرچہ تم نے ہمارے علاقہ سے سامان رسد خوب حاصل کیا ہے، اور بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا ہے مگر اسی حالت میں اگر وہ تم پر حملہ آور ہوا تو وہ یقینی تم پر فتح حاصل کر لیگا، اور اس سے میں دو مصیبتوں میں گرفتار ہو جاؤنگا ایک طرف تو جب تک میں زندہ ہوں عرب میرے دشمن رہینگے، دوسرے اس طرح خاقان زیادہ عرصہ تک میرے علاقہ میں مقیم رہا تو اُس کے مطالبات اور فوج کے لیئے ضروریاتِ مایحتاج کی بہم رسانی میرے لئے ایک نہایت دشوار بات ہوگی علاوہ بریں وہ یہ احسان بھی میرے اوپر رکھیگا کہ میں نے تمھارے علاقہ سے عربوں کو نکال باہر کیا۔ اور تمھیں تمھارا ملک واپس دلایا۔

اس پیام سے اسد کو اُسکی صداقت کا یقین ہوگیا، اور اُس نے حکم دیا کہ تمام مال و متاع ابراہیم بن عاصم العقیلی الجزری کی (جو بعد میں سجستان کا والی ہوگیا تھا نگرانی میں آگے روانہ کردیا جائے، انھیں کی نگرانی میں اُس نے سن رسیدہ لوگوں کو جن میں کثیر بن اُمیہ ابو سلیمان بن کثیر الخزاعی فضیل بن حیان المھری اور سنان بن داؤد القطعی تھے آگے روانہ کردیا۔

سنان الاعرابی السلمی اہل عالیہ پر سردار تھا، تمام مال غنیمت کی نگرانی، عثمان بن شباب الھمدانی (قاضی مرو) کے والد کے سپرد تھی۔ جب یہ سارا مال و متاع

روانہ ہوا تو اسد نے داؤد بن شعیب اور اصبغ بن ذوالہ الکلبی کو جنہیں اس نے کسی سمت پہلے بھیج دیا تھا لکھا کہ خاقان سامنے آگیا ہے تم دونوں مال و متاع کی حفاظت کے لئے ابراہیم بن عاصم سے جا ملو۔

داؤد اور اصبغ کے پاس ایک دبوسی شخص نے آکر یہ خبر مشتہر کردی کہ خاقان نے مسلمانوں کو شکست دیدی اور اسد کو شہید کر ڈالا۔ اس پر اصبغ نے کہا اگر اسد اور اس کے تمام ہمراہی کام آگئے ہیں تو کیا ڈر ہے ہشام زندہ ہیں ہمیں سب کو ان کے پاس چلے جانا چاہیئے، داؤد بن شعیب نے کہا اہل خراسان کے بعد اب زندگی کا مزا نہیں رہا اصبغ نے کہا اہل خراسان کے بعد زندگی بڑی خوشگوار ہے، جب جراح اور اسکے ساتھی شہید ہوگئے تو اس سے مسلمانوں کو کوئی بہت زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ اسیطرح اگر اسد اور اہل خراسان ہلاک ہوگئے تو خداوند عالم تو اپنے دین کی حمایت سے باز آنے والا نہیں ہے، کیونکہ وہ تو حیّ و قیوم ہے امیر المومنین زندہ ہیں۔ مسلمانوں کی فوج بہت زیادہ ہے پھر ہمیں کس بات کا ڈر ہے، داؤد نے کہا اچھا چلکر تو دیکھیں کہ اسد کا کیا حال ہے، تاکہ اصلی خبر تو لیتے چلیں۔

غرض کہ یہ دونوں سردار آگے بڑھے۔ انھیں ابراہیم کی فوج نظر پڑی اور آگ کے الاؤ جلتے نظر آئے داؤد نے کہا کہ یہ مسلمانوں کے الاؤ ہیں جو قریب قریب ہیں کیونکہ ترکوں کے الاؤ علیحدہ علیحدہ روشن کئے جاتے ہیں اصبغ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ وہ تنگی میں ہیں۔ جب اور قریب پہنچے تو گدھوں کی رینگ انھیں سنائی پڑی داؤد نے کہا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ ترکوں کے پاس گدھے نہیں ہیں۔ اصبغ نے کہا کل انھیں مال غنیمت میں ملے ہوں گے، مگر ایک یا دو دن میں کہاں سکے ہونگے۔ داؤد نے کہا میں دو سواروں کو بھیجتا ہوں کہ وہ جاکر تکبیر کہیں۔

دو سوار بھیجے گئے، انھوں نے فوج کے پڑاؤ کے قریب جاکر تکبیر کہی، ادھر سے بھی جواب میں تکبیر کا نعرہ بلند کیا گیا، جب یہ جماعت فوج کے قریب پہنچی تو معلوم ہوا کہ یہ وہ پڑاؤ ہے جس میں مال غنیمت، اور ابراہیم کے ہمراہ اہل صغانیاں اور رئیس صغان حداہ بھی ہے خبر ہوتے ہی

ابراہیم پیشوائی کے لئے جھپٹا۔

اسد بلخ سے جبل الملح کی سمت بڑھا۔ اُسکا ارادہ یہ تھا کہ دریائے بلخ کو عبور کرے، ابراہیم بن عاصم اس سے پہلے ہی لونڈی غلاموں اور دوسرے مال غنیمت کو لیکر اس دریا کو عبور کر آیا تھا، اسد نہر کے کنارے پہنچ گیا، اس سے پہلے اُسے یہ اطلاع ملی تھی کہ خاقان کو سوبات سے روانہ ہوئے سترہ راتیں گذری ہیں، ابو تمام بن زحر اور عبدالرحمن بن خنفر جو دونوں ازدی سردار تھے اسد کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے۔ اس جہاد میں آپ نے خوب ہی داد مردانگی دی اور اسے بہت اچھی طرح سرانجام کو پہنچایا۔ مال غنیمت حاصل کیا اور کچھ نقصان بھی نہیں اٹھایا بہتر یہ ہے کہ آپ ان حقیر اور کم مایہ چیزوں کو قطع کرا کے اپنے پیچھے چھوڑ دیں۔ اسد نے حکم دیا کہ ان دونوں کو گردن میں ہات دیکر باہر نکالدو، چنانچہ اس حکم کی حسبہٖ تعمیل کی گئی۔ اس دن اسد ہیں مقیم رہا۔ دوسرے دن پھر روانہ ہوا۔ دریا میں تئیس[۲۳] مقام ایسے تھے جو پایاب تھے اور جہاں سے لوگ دریا کو عبور کرتے تھے، اور ایک جگہ اتنا پانی تھا جو گھوڑے کی زین کے کناروں تک آتا تھا، اسی مقام سے لوگ دریا میں گھس پڑے، اسد نے حکم دیا کہ ہر شخص ایک ایک بھیڑ اپنے ساتھ لے لے۔ خود اسد نے بھی ایک بھیڑ اٹھائی۔ اسپر عثمان بن عبداللہ بن مطرف بن الشخیر نے اُس سے کہا جس وجہ سے آپ یہ بھیڑیں اپنے ساتھ لے رہے ہیں وہ بات اتنی خطرناک نہیں ہے جتنا کہ یہ موجودہ خطرہ، اُسکے علاوہ آپ نے فوج کو منتشر کر دیا ہے، اُسکے دھیان کو بٹا دیا ہے۔ اور دشمن سایہ کی طرح پیچھے لگا ہوا ہے، آپ ان بھیڑوں کو چھوڑئیے اور ان پر لعنت بھیجئے۔

عثمان نے لوگوں کو اس بات کے لئے تیار ہو جانے کا بھی حکم دیا۔ مگر اسد نے ایک نہ سُنی اور حکم دیدیا کہ کوئی شخص ایک بھیڑ کے لئے بغیر عبور نہیں کر سکتا تا آنکہ سب بھیڑیں ختم ہو جائیں۔ ورنہ جو شخص اس حکم کی خلاف ورزی کریگا میں اُسکے ہات کٹوا دونگا، مجبوراً تمام سپاہیوں نے ایک ایک بھیڑ اٹھانا شروع کی۔ سوار اُسے اپنے سامنے رکھ لیتا تھا اور پیادہ اُسے اپنی

گردن پر اٹھالیتا تھا اب سب فوج دریا میں گھس پڑی - بیان کیا جاتا ہے کہ جب گھوڑوں کے سُم دریا کی تہ پر لگے تو بعض مقام ایسے بھی آئے جہاں گھوڑے تیرنے لگے - اسکی وجہ سے سوار اچھی طرح اپنی نشست قائم نہ رکھ سکے اور دریا میں گر پڑے، یہ حالت دیکھکر اسد نے حکم دیا کہ بھیڑیں دریا میں پھینکدی جائیں ابھی پوری فوج نے دریا کو عبور نہیں کیا تھا کہ دشمن اچانک سر پر آپہنچا - جو لوگ عبور نہ کر سکے تھے اُنھیں دشمن نے قتل کر ڈالا - اور اب لوگ ایک دم دریا میں کود پڑے!

بیان کیا جاتا ہے کہ ساقۂ فوج میں بنی ازد اور تمیم متعین تھے، اسی طرح کمزور ناتوان اشخاص بھی پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے اسد سوار ہو کر دریا کے کنارے پہنچا - اُونٹوں کے متعلق حکم دیا کہ انھیں دریا کے پار لایا جائے تاکہ جب یہ دوسرے کنارے پر پہنچ جائیں تو انھیں پر تمام مال غنیمت بار کیا جائے - اسی اثنا میں ختل کی سمت سے ایک غبار اُٹھا معلوم ہوا کہ خاقان آپہنچا خاقان کی فوج کا اگلا حصّہ مسلمانوں کی فوج کے قریب آگیا - اس نے بنی تمیم اور ازد پر حملہ کیا - یہ جماعت پسپا ہو گئی - اسد نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دی اور لشکر کے پڑاو پر آگیا - اسد نے مال غنیمت کے محافظ سرداروں کو جنھیں اُس نے اپنے آگے روانہ کر دیا تھا کہلا بھیجا کہ اتر پڑیں اور دریا کے پیٹے میں جہاں ہیں وہیں اپنے گرد خندق کھود لیں!

خاقان قریب آگیا اسکے اور مسلمانوں کے درمیان دریا حائل تھا مسلمانوں نے یہ خیال کیا کہ خاقان دریا کو عبور کر کے ہم پر حملہ نہ کرے گا - خاقان نے دریا کی طرف دیکھا اور اشکند کو جو اُس زمانہ میں نسا کا اصبہند تھا حکم دیا کہ فوج کی صف کے آخری کنارے تک جائے اور بہادروں جنگ آزمودہ لوگوں اور پانی کا اندازہ کرنے والوں سے رائے طلب کرے کہ آیا دریا کو عبور کر کے اسد پر حملہ کیا جا سکتا ہے؟ تمام سرداروں نے کہا کہ یہ ممکن نہیں - البتہ اشتیخن کے پاس جب یہ پہنچا تو اُس نے کہا کہ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کیونکہ ہماری فوج پچاس ہزار سواروں پر مشتمل ہے جب ہم ایک دم سب ملکر دریا میں کود پڑینگے تو

ایک دوسرے کو پانی کی زد سے بچائے گا اور اُسکی روانی کی تیزی دور ہوجائیگی!
اب ترکوں نے ایک دم اپنے نقاروں پر چوب ماری ہر اسد اور اُسکی فوج نے خیال کیا کہ یہ محض دھمکی ہی دھمکی ہے مگر ترکوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دئے جس سے پانی میں ایک سخت شور اور ریل چل برپا ہوگئی۔ مسلمان یہ رنگ دیکھکر اپنے پڑاؤ کی طرف پلٹ آئے۔ ترکوں نے دریا کو عبور کرلیا۔ اب وہ آگے بڑھے، غبار کا ایسا گھٹا ٹوپ طوفان محیط فضا ہوا کہ سوار کو اپنا گھوڑا نظر نہ آتا تھا اور نہ کوئی کسی کو شناخت کرسکتا تھا، مسلمان اپنے پڑاؤ میں آ گئے۔ فوجی قیام گاہ کے باہر جو کچھ تھا اُسے پڑاؤ میں لے آئے۔ غلام چھوٹی زرہیں اور گرز لیکر ترکوں پر حملہ آور ہوئے اُنکے چہروں پر ضربیں لگائیں۔ ترک پلٹ گئے!
اسد نے رات بسر کی رات ہی سے اُس نے اپنی فوج کو ترکوں کے صباحی حملہ کے خوف سے جنگ کے لئے تیار کردیا تھا۔ مگر جب کسی قسم کی کارروائی کی ابتدا دشمن کی طرف سے نہ دیکھی تو صبح کو اپنے اعیان و سرداران فوج کو مشورہ کے لئے طلب کیا۔ سب نے کہا کہ سلامتی و عافیت کو قبول کیجئے۔ اسد نے کہا یہ تو سلامتی نہیں ہے بلکہ یہ تو مصیبت ہے کل ہمارا خاقان سے مقابلہ ہوا۔ اُس نے ہم پر فتح پائی۔ بہت سے قیدی اور ہتھیار مال غنیمت میں اس نے حاصل کئے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آج جو اُس نے ہم پر حملہ نہیں کیا ہے اُسکی وجہ یہ ہے کہ جو قیدی اُسکے ہاتھ آئے ہیں اُنھوں نے اُسے ہمارے مال و متاع کے مقام سے جو ہمارے آگے جارہا ہے اطلاع دی ہوگی، اور اُسکے لالچ میں خاقان نے ہمارا مقابلہ چھوڑ دیا ہے!
اب اسد نے اس مقام سے کوچ کیا اور اپنے آگے دشمن کی نقل و حرکت کو معلوم کرنے کے لئے گرد اور جماعتیں روانہ کیں، ایک شخص نے آکر بیان کیا کہ میں نے ترکوں کی جھنڈیاں اور اشکند کے جھنڈوں میں کا ایک جھنڈا تھوڑی سی جماعت کے ساتھ دیکھا ہے، مگر اسد برابر کوچ کرتا رہا جانوروں پر بار بہت تھا سرداران فوج نے پھر اس سے کہا کہ آپ پڑاؤ کرد یجئے اور

عافیت وسلامتی کو قبول کیجئے۔ اسد نے کہا سلامتی کہاں ہے جو میں اسے قبول کروں، یہ تو ایک مصیبت ہے اور جان ومال کا نقصان ہے۔

شام کے وقت اسد ایک مکان میں رات بسر کرنے کے لئے ٹھہرا۔ پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا کہ آیا یہاں قیام کر دیں یا چلے چلیں۔ لوگوں نے کہا وہ کام کیجئے جس میں سب کی عافیت اور سلامتی ہو اور یہ ممکن ہے کہ مال ومتاع کے نقصان ہو جانے سے ہم اور تمام خراسان کے باشندے تو بچ جائینگے اس گفتگو کے وقت نصر بن سیار گردن جھکائے چپ بیٹھا رہا۔ اسد نے اس سے پوچھا کہ تم اسطرح گردن جھکائے کیوں خاموش ہو؟ نصر نے کہا دو طریقے ہیں اور وہ دونوں آپ کے اختیار میں ہیں۔ اگر آپ چلتے رہینگے تو اُن لوگوں کی امداد کو پہنچ سکینگے جو مال غنیمت کے ہمراہ ہیں اور انھیں دشمن کے چنگل سے بچا لینگے۔ اگر آپ ایسے وقت بھی اُن تک پہنچے جب کہ وہ ہلاک ہو گئے ہونگے تب بھی آپ اس وجہ سے اتنی یہ مسافت طے کر لینگے جو آپ کو بہر حال طے کرنا ہے۔ اسد نے اس رائے کو پسند کیا۔ اسکے چہرہ پر بوسہ دیا اور تمام دن چلتا رہا۔

اسکے بعد اسد نے سعید الصغیر باہلہ کے آزاد غلام کو جو ایک مشہور بہادر تھا اور جو ختل کی سرزمین سے اچھی طرح واقف تھا بلایا اور ایک خط ابراہیم کو لکھا تم جنگ کے لئے ہر وقت تیار اور دشمن سے چوکنے رہو کیونکہ خاقان تمھارے آگے کی سمت بڑھ رہا ہے۔

اسد نے یہ خط سعید کو دیا اور حکم دیا کہ ابراہیم کہیں ہو رات سے پہلے یہ خط اُسے پہنچا دو۔ اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اسلام سے خارج ہو جاؤں اگر تمھیں قتل نہ کر ڈالوں۔ اگر تم حارث سے جا ملے تو بھی میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تیری بیوی اور تمام خاندان والوں کو بلخ کے بازار میں دلالوں کے ذریعہ نیلام کرا دوں گا۔

سعید نے کہا آپ اپنا کمیت گھوڑا ذنوب نام مجھے دیدیجئے۔ اسد نے کہا جب تم اپنی جان دینے پر آمادہ ہو اور میں اپنا گھوڑا تمھیں نہ دوں تو

میں بڑا ہی بخیل ہوں گا - اسد نے گھوڑا اسکے حوالہ کر دیا، سعید اپنے ایک کوتل گھوڑے پر سوار ہو کر چلا اُسکے ہمراہ اُسکا غلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر چلا - اور غلام کے پہلو اسد کا گھوڑا کوتل چلا -

جب یہ دونوں ترکوں کے سامنے آئے جو مسلمانوں کے مال غنیمت کی فکر میں جا رہے تھے تو ترکوں کی گرد آور جماعت نے انکا پیچھا کیا سعید فوراً اسد کے گھوڑے پر سوار ہو گیا، گھوڑے کو ایڑ دی - ترک اُسے نہ پا سکے، یہ ابراہیم کے پاس خط لیکر پہنچ گیا - تقریباً بیس ترک اب تک اسکا تعاقب کرتے رہے مگر جب اُنھوں نے ابراہیم کی فوج کو دیکھا، پلٹ گئے اور خاقان کو جا کر سارا ماجرا سنایا۔

دوسرے دن علی الصباح خاقان نے ابراہیم پر حملہ کر دیا - مگر اب ابراہیم جنگ کی تیاری کر چکا تھا - اس نے اپنے چاروں طرف خندق کھود لی تھی جب ترکوں نے حملہ کیا تو ابراہیم خود اپنی فوج کو لڑا رہا تھا - ابراہیم نے اہل سغد کو جنگ کا حکم دیا - جب ترک مسلمانوں کی بیرونی جنگی چوکی کے قریب پہنچ گئے اہل سغد نے سامنے ہی سے ایسا شدید حملہ کیا کہ ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے - ایک ترک مارا گیا، خاقان نے حکم دیا کہ پھر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ - خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور دیکھنے لگا کہ مسلمانوں کی کونسی سمت کمزور ہے جہاں سے حملہ کیا جائے -

خاقان کی یہ عادت تھی کہ دو یا تین آدمیوں کو اپنے ہمراہ لیکر ٹیلہ پر چڑھ جاتا جب مسلمان کے پڑاؤ کا کمزور مقام دیکھتا اُسی طرف سے اپنی فوج کو حملہ کرنیکا حکم دیتا فوج اُسکے حکم کی تعمیل کرتی - جب وہ ٹیلہ پر چڑھا تو اُس نے مسلمانوں کے پڑاؤ کی پشت پر ایک جزیرہ دیکھا جسکے سامنے ایک جوہڑ تھا - اپنے بعض ترک سرداروں کو بُلا کر حکم دیا کہ اس راستہ سے تم مسلمانوں کے لشکر کے پیچھے چلے جاؤ - اور جب جزیرہ کے پاس پہنچو تو اُس میں سے ہو کر مسلمانوں کے عقب سے اُن پر حملہ کرو - پہلے عجمیوں اور اہل صغانیاں پر حملہ کرنا علاوہ اُنکے جو عرب ہیں اُنھیں مت چھیڑنا - دشمنوں کی شناخت اور جھنڈوں کی وجہ سے اُنھیں عربوں کا مقام بتا دیا تھا - خاقان نے یہ بھی کہا کہ دشمن جو اپنی خندقوں میں ہے اگر

تمہاری طرف بڑھیگا تو اس طرف سے ہم انکی خندقوں میں داخل ہو جائینگے اور اگر وہ اپنی خندقوں ہی میں رہیگا تو تم پیچھے سے انھیں آلینا۔

ترکوں نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور جدھر عجمی فوج تھی اُسکی سمت سے وہ مسلمانوں کے عقب سے حملہ آور ہوے انھوں نے صغان کے رئیس اور اُسکی تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور اُن کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔

ابراہیم کے پڑاؤ میں در آئے اور جو کچھ وہاں تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اب مسلمانوں نے فوجی ترتیب چھوڑ دی اور سب ایک جگہ جمع ہو گئے اور سمجھ گئے کہ ہلاکت قریب ہے کہ اتنے میں غبار کا ایک طوفان اٹھا اور اسد اپنی فوج لیکر آ پہنچا ترک اس فوج کو دیکھکر مسلمانوں کو چھوڑ چھوڑ کر اس مقام کی طرف ہٹ گئے جہاں خاقان تھا۔ ابراہیم کو انکی علیٰحدگی سے تعجب ہوا کیونکہ وہ فتح پا چکے تھے، بہت سوں کو قتل کر چکے تھے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر چکے تھے۔ اس تعجب کی وجہ یہ تھی کہ ابراہیم کو اسد کے آنے کی امید نہ تھی، دوسری جانب اسد نے اپنی رفتار میں بہت تیزی کر دی تھی وہ بڑھتا ہوا اس ٹیلہ پر آکر ٹھہرا جس پر خاقان کھڑا ہوا تھا۔ خاقان اسد کو آتے دیکھکر پہاڑ کی سمت ہٹ گیا۔

مسلمانوں کے مال و متاع کے ساتھ جو لوگ تھے اُن میں سے بقیۃ السیف اسد کے پاس چلے آئے، انمیں سے ایک بڑی تعداد ترکوں کے ہاتوں کام آ چکی تھی۔ برکۃ بن خوالی الراسبی۔ کثیر ابو اُمیہ۔ اور بنی خزاعۃ کے کچھ معمر لوگ بھی اس جنگ میں مارے گئے۔

صغان کے رئیس کی بیوی اپنے خاوند پر نوحہ و بکا کرتی ہوئی اسد کے پاس آئی اسد بھی اسے دیکھکر اُسکے ساتھ اس طرح رونے لگا کہ اُس کی آواز دوسروں نے سن لی۔

خاقان اپنے قیدیوں کو اُن کے پاؤں میں رسیاں باندھ کر، اونٹوں کو جو لدے ہوے تھے، اور لونڈیوں کو اپنے ساتھ لیکر چلتا بنا۔

مصعب بن عمرو الخزاعی اور بعض خراسانیوں نے ارادہ کیا کہ دشمن کو

روکیں مگر اسد نے اُنھیں اِس سے باز رکھا، اور کہا کہ اِس وقت دشمن کی ہوا بندھ گئی ہے۔ اُنکا جوش و خروش شدید ہو رہا ہے اِس وقت تم اُن کے سامنے مت آؤ۔

حارث بن سُریج کی ہمراہیوں میں سے ایک شخص خاقان کے ساتھ تھا۔ خاقان نے اسے شہ دی کہ اسد پر کچھ طنز یہ فقرے کسے اس نے پکار کر کہا اے اسد کیا دریا پار کا علاقہ تیرے جہاد کی مہموں کے لئے کافی نہیں؟ - تو بڑا ہی حریص ہے۔ کیا ختل کے علاوہ اور کہیں تیرے لئے گنجائش نہ تھی۔ وہ میرے باپ دادا کا علاقہ ہے۔! اسد نے کہا جی ہاں آپ بجا فرماتے ہیں!! دیکھنا خدا تجھ سے بدلہ لے گا!

کورمغانوں ترکوں کے ایک بڑے سردار نے بیان کیا کہ میں نے مال غنیمت والی جنگ سے اچھی کوئی لڑائی نہیں دیکھی، لوگوں نے پوچھا کیسے، کہنے لگا کہ مجھے اُس جنگ میں بہت سال و متاع ملا۔ عرب قیدیوں کے علاوہ میں نے کسی دشمن کو اِس قدر بدہیئت اور بری حالت میں نہیں دیکھا اُن میں سے اگر کوئی دوڑتا تھا تو اُس سے اپنی جگہ سے ہلا نہیں جاتا تھا۔

بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب خاقان مسلمانوں کے مال و متاع کی طرف بڑھا تو اسد نے پسپائی شروع کر دی، خاقان ایک ٹیلہ پر چڑھا ترکوں نے مسلمانوں کو دیکھا، مسلمان مقابلہ کے لئے رک گئے، ترک مسلمانوں سے لڑے مسلمانوں نے بھی مقابلہ کیا، ترک مسلمانوں کو چھوڑ کر اُن عجمی فوجوں کیطرف جھکے جو مسلمانوں کے ہمراہ تھیں، ترکوں نے انپر حملہ کیا اور اُن کے تمام اہل وعیال کو قید کر لیا۔ پھر ہر ترک نے کسی ایک خادم یا خادمہ کو اپنے پیچھے سوار کرا لیا، اور غروب آفتاب کے وقت اسد کے پڑاؤ کے سامنے آپہنچے۔ اسد اپنی فوج لیکر چلا اور پھر اُس نے مع تمام مال و متاع کے پڑاؤ کیا، دوسرے دن عید الفطر تھی، صبح ہوتے ہی ترکوں نے اسد پر دھاوا کر دیا۔ اور قریب تھا کہ ترک مسلمانوں کو نماز سے بھی روک دیں مگر وہ خود ہی پیچھے ہٹ گئے۔ اسد بلخ آگیا۔ بلخ کی گھاٹی میں موسم سرما تک پڑاؤ ڈالے پڑا رہا جب سردی کا موسم شروع ہوا تمام لوگ گھروں میں رہنے کے لئے چلے گئے خود اسد بھی شہر میں آگیا فارسی کے

یہ دو شعر اس موقع پر اسد کی ہجو میں کہے گئے ؛

از ختلان آمدی	برو تباہ آمدی
ایار باز آمدی	خشک نزار آمدی

(ترجمہ) تو ختلان سے نہایت بُری حالت میں تباہ ہو کر پھر آگیا ؛

اس وقت حارث بن سریج طخارستان کے اطراف میں تھا یہ بھی خاقان سے جا ملا۔ عید قربان کی شب میں اسد کو معلوم ہوا کہ خاقان نے جنرۃ میں آکر پڑاؤ کیا ہے، اسد نے حکم دیا شہر کی فصیل پر آگ روشن کر دی جائے چنانچہ آگ روشن کی گئی اور اُسے دیکھ کر لوگ آس پاس کے قریوں اور منڈیوں سے شہر بلخ میں آ گئے، صبح کو اسد نے دوگانہ پڑھایا تقریر کی اور کہا کہ دشمن خدا حارث بن سریج کفار کو اپنی مدد کے لئے بلا کر لایا ہے تاکہ اللہ کے دین کی شمع گل ہو جائے۔ اور اُسکے دین کو وہ بدل دے، انشاءاللہ خداوند عالم اُسے ذلیل کریگا، تمھارا دشمن کتا ہے، تمھارے جو بھائی اُسکے پنجوں میں گرفتار ہو چکے وہ ہوئے، اگر اللہ تمھاری مدد کرنا چاہے تو تمھیں تمھاری قلت تعداد یا دشمن کی کثرت کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی، اللہ سے امداد طلب کرو، مجھے یہ بات سلف سے پہنچی ہے کہ جب بندہ اپنی پیشانی، خدا کے سامنے سجدہ میں رکھتا ہے تو اس وقت اُس سے زیادہ خدا کے قریب اور کوئی نہیں ہوتا۔ میں اب منبر سے اُتر کر سجدہ میں اپنی پیشانی رکھتا ہوں۔ اللہ سے دعا مانگو، اپنے رب کے سامنے سجدہ کرو اور خلوص دل سے دعا مانگو، غرض کہ سب نے ایسا ہی کیا اور جب اُنھوں نے اپنے سر سجدہ سے اٹھائے تو انھیں اپنی فتح میں کچھ شک نہ تھا؛

خطبہ کے بعد اسد منبر سے اُتر آیا۔ قربانی کی اور خاقان کے مقابلہ پر جانے کے لئے لوگوں سے مشورہ لینے لگا، بعض لوگوں نے کہا آپ ابھی بالکل جوان ہیں آپ معمولی سی چیز پر غارت گری کرنے سے باک نہیں کرتے، اور اس وجہ سے ہم آپ کے جانے کو خطرہ سے مملو سمجھتے ہیں۔ اسد نے کہا بخدا میں تو اب ضرور ہی جاؤنگا اب چاہے مجھے فتح حاصل ہو یا شہادت ؛

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب خاقان اسد کی طرف بڑھا تو اُس نے دریا پار علاقہ، اہل طخارستان، اور جیغویۃ الطخاری سے امداد حاصل کرلی تھی اہل طخارستان اپنے سرداروں اور ملازمین کے ساتھ تیس ہزار کی تعداد میں خاقان سے آملے۔ اب یہ تمام فوجیں خُلم کی گھاٹی میں آکر فروکش ہوئیں۔ اس گھاٹی میں، مسلمانوں کی ایک سرحدی جنگی چوکی تھی ابو العوجا بن سعید العبدی اُسکا افسر تھا، ترکوں نے اُس سے چھیڑ چھاڑ کی مگر اُسکا کچھ نہ بگاڑ سکے اور با قاعدہ فوجی ترتیب کے ساتھ فیروز بخشین علاقہ طخارستان کی راہ چلنے لگے، ابو العوجا نے اسد کو ترکوں کی پیش قدمی کی اطلاع دی۔

اسد نے تمام لوگوں کو جمع کیا۔ ابو العوجا، اور فرافصہ (جو جزہ کی سرحدی چوکی کا افسر تھا اور جس نے خاقان کے اُس چوکی سے گزر جانے کے بعد اسد کو اُسکی اطلاع دیدی تھی)، کے خطوط لوگوں کے سامنے پڑھوائے، اور پوچھا کہ اب کیا طرزِ عمل اختیار کیا جائے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ شہر بلخ کے دروازوں کے سامنے جم کر مقابلہ کیجئے، خالد اور خلیفہ سے امداد طلب کیجئے، دوسروں نے، کہا کہ زم کے راستے سے چلئے اور اسی طرح خاقان سے پہلے مرو پہنچ جائے اور لوگوں نے کہا دشمن کے مقابلہ پر بڑھے اور اللہ سے دشمن کے خلاف امداد طلب کیجئے۔

چونکہ خود اسد ترکوں کے مقابلہ کی اپنے دل میں ٹھان چکا تھا اس وجہ سے یہ آخری مشورہ اسد کی رائے کے موافق ہوا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان اسد کا پیچھا چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گیا، اور طخارستان کے علاقہ میں جیغویہ کے پاس فروکش ہوگیا، موسم سرما کے وسط میں خاقان نے پھر مسلمانوں کی طرف پیش قدمی کی۔ اور جزہ کے پاس سے گذر کر، جوزجان کی طرف بڑھا اور اُس نے غارت گری کرنے والی جماعتیں اِدھر اُدھر روانہ کیں، اسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ حارث بن سریج نے اُس سے کہدیا تھا کہ اسد اسوقت مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آئیگا۔

اس طرح اب خاقان کے ساتھ کوئی فوج نہیں رہی اس لئے بختری بن مجاہد

بنی شیبان کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خاقان نے ضرور اپنے سواروں کو اِدہر اُدھر پھیلا دیا ہے اب آپ جوزجان چلکر قیام کیجئے، چنانچہ جب خاقان نے اپنا رسالہ واقعی پھیلا دیا تو بختری نے اسد سے کہا کہئے میرا مشورہ کیسا عمدہ ثابت ہوا اس پر اسد نے کہا کہ تو نے اللہ کا کام بھی دیکھا کہ خاقان نے بھی تیری ہی رائے کے مطابق عمل کیا؛

اسد نے جبلہ بن ابی رواد سے ایک لاکھ بیس ہزار درہم لئے اور حکم دیا کہ ہر سپاہی کو بیس بیس درہم دیدیے جائیں۔ شام اور خراسان کی کل سات ہزار فوج اسکے ہمراہ تھی؛

اسد نے بلخ پر کرمانی بن علی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ کسی شخص کو شہر سے نکلنے مت دینا چاہے ترک اس قدر قریب ہی کیوں نہ پہنچ جائیں کہ وہ شہر کے دروازہ کو آکر کھٹ کھٹائیں، اس پر نصر بن سیار اللیثی، قاسم بن نجیت المراغی الازدی، سلیم بن سلیمان السلمی، عمرو بن مسلم بن عمرو۔ محمد بن عبد العزیز العتکی عیسی الاعرج الحنظلی، بختری بن ابی درہم البکری۔ سعید الاحمر۔ اور سعید الصغیر بنی باہلہ کے آزاد غلام نے اسد سے کہا کہ خدا امیر کو نیک توفیق دے آپ ہمیں نکلنے کی اجازت دیجئے اور ہماری اطاعت و فرماں برداری پر شبہ نہ کیجئے۔ اسد نے انھیں اجازت دیدی؛

اب خود اسد شہر سے باہر نکلا، بلخ کے ایک دروازہ کے سامنے فروکش ہوا۔ اُسکے کے لئے ایک خیمہ اور دو شامیانے جو ایک دوسرے سے ملا دیے گئے تھے نصب کئے گئے۔ اسد نے دوگانہ پڑھا پھر بہت طول طویل نماز پڑھی قبلہ رو ہو کر دعا کے لئے تیار ہوا۔ لوگوں میں بھی اعلان کر دیا گیا کہ سب اللہ سے دعا مانگیں، اسد بہت دیر تک دعا مانگتا رہا دعا میں فتح کی درخواست کی تمام لوگ اُسکی دعا پر آمین کہتے جاتے تھے، اسد نے کہا رب کعبہ کی قسم تمھیں ضرور فتح حاصل ہوگی، پھر قبلہ کی سمت سے رُخ پھیر کر اس نے لوگوں سے، تین مرتبہ یہی کہا کہ رب کعبہ کی قسم ہے انشا اللہ تمھیں ضرور فتح حاصل ہوگی؛

اِسکے بعد اس کے نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو سپاہی کسی عورت کو اپنے

ساتھ لیگا اُس کے تمام حقوق متعلقہ حفاظت جان و مال ساقط ہو جائینگے۔
ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسد فرار کی صورت میں اس شہر سے نکلا تھا اور اس لئے اُس نے اُمّ بکر اپنی اُمّ ولد کو اور اپنے بیٹے کو پیچھے ہی چھوڑ دیا۔
اسد کی نظر ایک اونٹ پر پڑی جس پر ایک لونڈی سوار تھی۔ اسد نے حکم دیا کہ دریافت کیا جائے کہ یہ کس کی لونڈی ہے، ایک سوار پہنچا۔ دریافت حال کر کے واپس آیا، اور عرض کیا کہ یہ لونڈی زیاد بن الحارث البکری کی ہے زیاد بھی بیٹھا ہوا تھا، اسد نے غصّہ سے گھورا اور کہا کہ تم اُس وقت تک باز نہ آؤ گے جب تک کہ میں تم میں سے ایک ایسے شخص پر جس کی میں بہت عزت کرتا ہوں چڑھ نہ جاؤں اور اُسے آگے پیچھے سے خوب ماروں، زیاد نے کہا اگر یہ میری لونڈی ہو تو یہ آزاد ہے، جناب والا میرے ساتھ کوئی عورت نہیں ہے، یہ شخص میرا دشمن ہے میرا حاسد ہے، اب اسد نے کوچ کیا، جب عطاء کے پل پر پہنچا مسعود بن عمرو الکرمانی سے جو اُس روز کرمانی کی جگہ بنی ازد کی قیادت کر رہا تھا کہا کہ مجھے پچاس آدمی اور اتنے ہی گھوڑے چاہئیں، تاکہ میں انھیں اس پل پر متعین کر دوں کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو دریا کے اُس پار چلا گیا ہو اس پل پر واپس نہ آنے دیں۔
مسعود نے کہا کہ میں کہاں سے پچاس آدمی لاؤں، اسد نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ مسعود اپنے گھوڑے سے نیچے گرا دیا گیا اور اُسکے قتل کا حکم بھی دیدیا گیا مگر کئی شخصوں نے اُسکی سفارش کی اور اسد نے اُسے معاف کر دیا۔
پل عبور کر کے اسد ایک فرودگاہ میں اُترا وہاں اُس نے رات بسر کی، اور خود اُسکا یہ ارادہ تھا کہ دوسرے تمام دن بھی وہیں قیام کرے گا مگر عذافر بن زید نے جب آکر اُسے مشورہ دیا کہ جناب والا آج کا سارا دن یہیں قیام فرمائیں تو مناسب ہے تاکہ تمام لوگ یہاں آکر جمع ہو جائیں۔ یہ سنتے ہی اسد نے کوچ کا حکم دیدیا اور کہنے لگا کہ ایسے لوگوں کی مجھے کچھ پروا نہیں جو پیچھے رہ جائیں۔ ابن
اسد نے یہاں سے کوچ کیا اُسکے مقدمۃ الجیش پر تین سو سپاہی، سالم بن منصور بجلی

کی قیادت میں تھے ان کا مقابلہ تین سو ترکوں سے ہوا جو خاقان کا طلیعہ تھے، سالم نے ترکوں کے سردار اور اُسکے ساتھ اور سات ترکوں کو گرفتار کرلیا۔ باقی ترک بھاگ گئے جب یہ ترک سردار اسد کے سامنے پیش کیا گیا، رونے لگا۔ اسد نے اُسکی وجہ پوچھی کہنے لگا میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ خاقان کی ہلاکت کے ڈر سے روتا ہوں، اسد نے پوچھا یہ کیسے۔ اُس نے کہا کہ خاقان نے اپنی تمام فوج اپنے اور مرو کے درمیان پھیلادی ہے؛

اسد اور آگے بڑھکر بلخ کے ایک قریہ سدرہ نام پر پہنچا۔ اس وقت تک اہل العالیہ کے رسالہ پر ریحان بن زیاد العامری العبدی (از خاندان بنی عبداللہ بن کعب) سردار تھا، اب اسد نے اسے معزول کر کے اُسکی جگہ سالم بن منصور کو مقرر کردیا؛

اسد سدرہ سے چلکر خرستان پہنچا۔ ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز اُس نے سنی، پوچھا یہ کس کا گھوڑا ہے، کہا گیا عقار بن غیر کا اسکے اور اسکے باپ کے نام سے اُس نے بُراشگون لیا۔ اسد نے حکم دیا کہ اُسے واپس کردو۔ اُس شخص نے کہا کہ کل جب میں ترکوں پر حملہ آور ہونگا تو مجھے درجۂ شہادت ملیگا، اسد نے کہا اللہ تجھے ہلاک ہی کرے، اسد اس مقام سے بھی آگے بڑھا جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے عین الحارہ نظر آتا تھا۔ تو بشر بن زرین یا زرین بن بشر اسد کے سامنے آیا اسد نے پوچھا وہ خوشخبری ہے یا بوجھ ہے اے زرین تمہارے پیچھے کیا ہے؟ زرین نے کہا اگر آپ ہماری امداد نہ کریں گے تو ہمارے شہروں پر دشمن کا غلبہ ہوجائے گا، اسد نے کہا مقدام بن عبدالرحمن سے کہو کہ وہ میرے نیزے کو لانیا کریں۔

اسد چلتے چلتے شہر جوزجان سے دو فرسنخ کے فاصلہ پر پہنچکر اتر پڑا۔ صبح کو دونوں حریف کے رسالوں کا آمنا سامنا ہوا۔ خاقان نے حارث سے پوچھا کہ یہ کون ہے حارث نے کہا یہ محمد بن المثنی اور اسکا نشان ہے؛

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خاقان کی گرد آوری کرنے والی جماعتوں نے اگرا سے اطلاع دی تھی کہ بلخ کی جانب سے ایک غبار بلند ہوتا ہوا بڑھ رہا ہے

خاقان نے حارث کو بلا کر اُس سے کہا کہ تم نے تو مجھ سے بڑے زور سے یہ بات کہی تھی کہ اسد اس وقت مقابلہ کے لئے نہیں آئے گا، اور یہ غبار تو بلخ ہی کی سمت سے اُٹھا ہے، حارث نے کہا۔ نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ ڈاکو ہے جسکے متعلق میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ وہ میرے طرفداروں میں سے ہے خاقان نے خبر لینے کے لئے طلائع روانہ کئے اور اُنھیں حکم دیا کہ دیکھکر آنا کہ آیا اُونٹوں پر تخت اور کرسیاں ہیں؟

طلائع نے آکر اُسے بتایا کہ ہم نے یہ چیزیں دیکھی ہیں۔ خاقان حارث سے کہنے لگا کہ ڈاکو تخت اور کرسیاں لادے ساتھ نہیں رکھتے یہ اسد ہی ہے جو تیرے مقابلہ پر آیا ہے۔

اسد سو قدم آگے بڑھا ہوگا کہ سالم بن جناح مجرا سجالا یا۔ اور عرض پرداز ہوا کہ امیر کو بشارت ہو میں نے دشمن کو گن لیا ہے یہ چار ہزار بھی نہیں ہیں اور مجھے پوری توقع ہے کہ انشااللہ یہ سب کے سب موت کے گھاٹ اُتارے جائینگے، مجشر بن مزاحم نے جو اسد کے پہلو بہ پہلو سوار چل رہا تھا اسد سے کہا "امیر یہاں آپ اپنی پیدل سپاہ کو اُتار دیجئے" اسد نے اُسکے گھوڑے کے منہ پر ایک ضرب ماری اور کہنے لگا مجشر اب اگر تیری رائے پر عمل کیا گیا ہوتا تو ہم یہاں تک نہ پہنچے ہوتے، تھوڑی ہی دور اور آگے بڑھے تھے کہ اسد نے فوج کو حکم دیا کہ اے بہادرو اُتر پڑو، سب لوگ اُتر پڑے، اور انھوں نے اپنے گھوڑوں اور سواری کے دوسرے جانوروں کو ایک دوسرے کے قریب کر لیا اور تیر و کمان سنبھال لئے، خاقان بالکل قریب ہی سامنے گھاٹی میں موجود تھا اور وہیں اُس نے وہ رات بسر کی تھی۔

صبح کی نماز کے بعد اسد نے پھر کوچ کیا، جوزجان سے گذرا جسے خاقان لوٹ چکا تھا، اُسکا رسالہ شبورقان تک پہنچ گیا تھا، جوزجان کے تمام قصر اسوقت بری حالت میں تھے۔

مقدام بن عبدالرحمن بن نعیم الغامدی عامل جوزجان۔ اپنی سپاہ اور اہل جوزجان کے ساتھ اسد کے پاس آیا اور اپنے تئیں اُن کے حوالہ کر دیا۔ اسد نے

اُن سے کہا کہ آپ سب لوگ اپنے شہر میں جاکر قیام کریں، اسد نے جوزجان بن جوزجان کو حکم دیا کہ تم میرے ہمراہ چلو، قاسم بن بخبت المراغی فوج کی ترتیب اور ضروریات بہم پہنچانے پر تھا (کوارٹر ماسٹر)، اسد نے بنی ازد، بنی تمیم، جوزجان بن جوزجان اور اُسکے خدمت گاروں کو اپنی فوج کے میمنہ پر تعین کیا نیز اس حصۂ فوج میں اہل فلسطین کا دستہ جو مصعب بن عمرو الخزاعی کے ماتحت تھا اور اہل قنسرین کا دستہ جبیر صغرا بن احمر سردار تھا شامل کردیا، بنی ربیعہ کو اپنے میسرہ پر رکھا جسکا افسر اعلیٰ یحییٰ ابن حضین تھا، نیز اُن کے ساتھ اُس نے اہل حمص کے دستہ کو جسکا سردار جعفر بن حنظلۃ البہرانی تھا اور اہل ازد کو جنپر سلیمان بن عمرو المقری الحمیری سردار تھا شامل کردیا۔ منصور بن مسلم البلی مقدمۃ الجیش پر تھا اہل دمشق کو جو حملۃ بن نعیم الکلبی کی زیر قیادت تھے اُسکے ساتھ کردیا تھا چوکیدار، پولیس کے جوان اور اسد کے غلام بھی مقدمۃ الجیش پر تھے دوسری جانب خاقان نے حارث بن سریج اور اُسکی جماعت، بادشاہ سغد رئیس شاش، خرالنبرہ (خان خرہ کا باپ اور کاوس کا دادا)، رئیس ختل، جیغویہ اور تمام ترکوں کو اپنے میمنہ پر متعین کردیا۔ جب دونوں حریفوں کا مقابلہ شروع ہوا۔ تو حارث اور اُسکے ہمراہ اہل سغد، یانابیر اور دوسری جو جمعیتیں تھیں سب نے اسد کے میسرہ پر جس میں بنی ربیعہ اور شام کے دو دستے تھے حملہ کیا حارث نے اسد کے میسرہ کو شکست دی وہ بڑھتا ہوا چلا آیا، کوئی شے اُسکی مزاحم نہ تھی صرف اسد کے خیموں نے اُسے روک کر واپس کیا۔ مگر اتنے ہی میں اسد کے میمنہ نے جس میں بنی ازد، تمیم اور جوزجان تھا حملہ کیا اور یہ ابھی اُس تک پہنچے بھی نہ تھے کہ خود حارث اور تمام ترک پسپا ہوگئے۔ اور اب تمام فوج نے عام حملہ کردیا۔ اسد نے اس موقع پر کہا اے خداوندا انھوں نے میری نافرمانی کی مگر تو اُنکی مدد کر۔

اب ترکوں نے گریز کے لئے میدان سنبھالا، تتر بتر ہوکر جس کا جدھر منہ اُٹھا چلتا بنا ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑکر دیکھتے بھی نہ تھے، مسلمان تین فرسنخ تک اُنکا تعاقب کرتے چلے گئے، جنپر دسترس ہوتا قتل کردیتے، یہاں تک کہ اُس مقام پر پہنچے جہاں ترکوں نے اپنی لوٹ کا مال جمع کر رکھا تھا۔ مسلمان

ایک لاکھ پچپن ہزار سے زیادہ بکریاں اور دوسرے جانور کثیر تعداد میں ہنکالائے۔ خاقان نے شاہراہ عام کو چھوڑ کر پہاڑی راستہ اختیار کیا حارث بن سریح اُسے بچاتا جاتا تھا، ظہر کے قریب اسد نے ترکوں پر حملہ کیا تھا؛

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ خرستان میں جب اسد خاقان کے سامنے آکر ٹھیرا تو اُن دونوں کے درمیان ایک گہری ندی حائل تھی، اسد نے حکم دیا کہ میرا خیمہ لگا دیا جائے چنانچہ خیمہ بلند کر دیا گیا، اسیر بنی قیس بن ثعلبہ کے ایک شخص نے اہل شام کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا جب دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے تو تم ایسا ہی کیا کرتے ہو کہ اپنے خیمہ نصب کرا دیتے ہو، اسد کے حکم سے خیمہ اُکھاڑ دیا گیا، اب جنگ کی باد تند جسے سفّافہ کہتے ہیں زور و شور سے چلنے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے ترکوں کو شکست دی، مسلمان قبلہ رُو ہو کر اللہ سے دعا مانگتے تھے اور تکبیر کہتے تھے؛

خاقان تقریباً چارسو شتہ سواروں (جنکے چہرے سرخ ہو رہے تھے) کے ساتھ سامنے آیا۔ اور ایک شخص سوری نام سے اُس نے کہا آج سے تم جوزجان کے رئیس ہو، اگر عرب صلح کرلیں تو اہل جوزجان میں سے جس نے اُن کا ساتھ دیا ہو اُسے قتل کر دینا، دوسری جانب جوزجان نے عثمان بن عبداللہ بن الشخیر سے کہا کہ میں اپنے علاقہ اور اسکے تمام راستوں سے اچھی طرح واقف ہوں کہو تمھیں ایک ایسی تدبیر بتاؤں کہ اُس سے خاقان ہلاک ہو جائے اور تاحیات تمھاری شہرت باقی رہے، عثمان نے کہا کہ وہ کیا۔ جوزجان نے کہا میرے پیچھے چلے آو عثمان نے کہا بہتر ہے، غرض کہ عثمان وراوک نام راستے سے آگے بڑھا اور یہ ایسے مقام تک پہنچ گئے جہاں سے خاقان کے علم نظر آتے تھے، ترک بالکل بے خوف تھے۔ خاقان کے حکم سے نقارہ پر پسپائی کے لئے چوب پڑی مگر اب جنگ اچھی طرح شروع ہو چکی تھی اس وجہ سے ترک پیچھے نہ بھاگ سکے، دوسری چوب پڑی، پھر بھی نہ بھاگ سکے، تیسری پڑی مگر جنگ میں ایسے منہمک تھے کہ اس مرتبہ بھی پسپا نہ ہو سکے، ابن الشخیر اور جوزجان نے خاقان پر حملہ کیا، خاقان نے شکست کھا کر راہ گریز اختیار کی مسلمانوں نے

اُن کے لشکر گاہ پر قبضہ کرلیا ترک ایسے بدحواس ہو کر بھاگے کہ اپنی دیگوں کو پکتا ہوا چھوڑ گئے، کچھ عرب عورتیں، کچھ موالیات اور کچھ ترک عورتیں بھی چھوڑ کر چلتے بنے، خاقان کا گھوڑا دلدل میں پھنس گیا مگر حارث بن سریج نے اُسے بچالیا۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاقان ہے، ترکوں کے لشکر گاہ میں مسلمانوں کو ہر شئے ملی۔ چاندی کے برتن اور فوجی باجے بھی تھے۔

ختلی نے ارادہ کیا کہ خاقان کی بیوی کو گھوڑے پر اُٹھا لے مگر ترکوں نے جھپٹ کر اسے روکدیا، مگر اُس نے اُس عورت کو خنجر بھوک دیا، مسلمانوں نے اُسے آکر دیکھا تو اُس میں جان تھی، اُنھوں نے اُسکا جوتہ لے لیا جس پر زری کا کام تھا۔

اسد نے گرفتار شدہ ترکوں کو خراسان کے دہقانوں کے پاس بھیجدیا۔ اور اُن کے عوض جو مسلمان عورتیں اُنکے پاس تھیں اُنھیں واپس طلب کرلیا۔ اسد پانچ دن وہیں ٹھہرا رہا اس اثنا میں ترکوں کے وہ سوار جو اِدھر اُدھر منتشر کر دئے گئے تھے جب اسد کے سامنے آتے اسد اُنھیں قتل کرڈالتا، آخر کار اس نے اپنی اِس فتح کو غنیمت سمجھا اور بلخ سے روانہ ہونے کے نویں دن پھر بلخ واپس آگیا۔

کوچ کے دوسرے دن اسد جزۃ الجوزجان پہنچا۔ خاقان یہاں تھا، اسد کے آتے ہی اس نے راہ فرار اختیار کی۔ اسد نے اُسکے تعاقب کے لئے فوج میں منادی کردی کہ کون کون جانا چاہتا ہے، اہل شام اور اہل عراق کی ایک بڑی جماعت اپنی مرضی سے اس کام کے لئے تیار ہوئی۔ اسد نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اس جماعت کا سردار مقرر کیا، یہ فوج چلتے چلتے علاقۂ جزہ کے ورد نام ایک قصبہ میں آکر ٹھہری اور یہیں اُنھوں نے رات بسر کی، شب میں باد و باراں کے طوفان سے اس جماعت کو سخت تکلیف اُٹھانا پڑی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اُس شب میں برف گری تھی، بہرحال یہ جماعت اسی مقام سے واپس آگئی۔

خاقان اپنی راہ چلتا رہا جیغویہ الطخاری کے پاس جاکر مقیم ہوا بہرانی اسد کے پاس واپس آگیا اور اسد بلخ آگیا، واپسی میں مسلمانوں کو ترکوں کا وہ رسالہ ملا جو مروالروذ میں بلخ پر غارت گری کرنے کے لئے ٹھہرا ہوا تھا، جس پر بس چلا مسلمانوں نے

اُسے قتل کر ڈالا ترک مروالروذ کے گرجا تک پہنچ گئے تھے اُس روز اسد کو چار ہزار زرہیں مال غنیمت میں ملیں جب اسد بلخ پہنچ گیا تو اُس نے فتح کی خوشی میں لوگوں کو شکرانہ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا؛

اسد کرمانی کی زیر قیادت سرایا بھیجتا رہتا تھا اور یہ فوجیں ہمیشہ ایک ڈو یا تین اس سے زیادہ ترکوں کو قتل کرتی رہتی ہیں۔ خاقان بالائے طخارستان چلا گیا اور وہاں جیغویۃ الخرلخی کی عزت افزائی کے لئے اسکے پاس مہمان رہا، خاقان نے نقاروں کے بنانیکا حکم دیا اور جب وہ خشک ہو گئے اور اچھی طرح بجنے لگے تو خاقان نے اپنے ملک کا رخ کیا جب شروسنہ پہنچا تو خرابغرہ خاناخرہ کا باپ کاؤس افشین کے باپ کا دادا اُسکی ملاقات سے سرفراز ہوا۔ اس سردار نے خاقان کیلئے تحائف اُسکے اور اُسکی فوج کے لئے گھوڑے نذر دیئے۔ اگرچہ یہ اظہار عقیدت مندی اُن تعلقات کے منافی تھا جو اِن دونوں میں چلے آتے تھے۔ مگر جب خرابغرہ نے دیکھا کہ خاقان شکست کی مصیبت اٹھا کر واپس آیا ہے تو مناسب خیال کیا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اُسے اپنے احسان سے زیر بار کردے اسی بنا پر جو کچھ وہ کرسکتا تھا اُس نے لاکر نذر کر دیا؛

خاقان اپنے ملک میں چلا آیا اُس نے سمرقند کا محاصرہ کرنے کے لئے پھر جنگ کی تیاری شروع کی حارث بن سریج اور اُسکی فوج کو خاقان نے پانچ ہزار گھوڑے سواری کے لئے دیئے۔ اور بہت سے گھوڑے ترک سرداروں میں تقسیم کر دیئے؛ ایک روز خاقان کورصول کے ساتھ ایک تیتر کی شرط پر نرد کھیلنے لگا۔ کورصول الترقشی کھیل میں ہارا۔ خاقان نے اُس سے شرط کا تیتر طلب کیا اور کہا کہ مادہ لوں کا دوسرے نے کہا نر دونگا اس پر دونوں میں جھگڑا ہوا کورصول نے خاقان کا ہاتھ توڑ دیا۔ خاقان نے قسم کھا کر کہا کہ کورصول کا ہاتھ توڑ دیا جائے گا کورصول کو اس دھمکی کی اطلاع ہوئی؛ وہ الگ ہو گیا اور اپنے خاص آدمیوں کی ایک جماعت تیار کر کے اُس نے خاقان پر شب خون مارا اور اُسے قتل کر ڈالا، صبح کے وقت جب ترکوں کو اس کا علم ہوا وہ خاقان کو کھلے میدان میں مقتول پڑا ہوا چھوڑ کر چلے گئے۔ زریق بن طفیل الکشانی اور حموکین کے خاندان کے سردار جو ترکوں کے بڑے سردار تھے اس جگہ آئے، خاقان کو اُٹھا لے گئے اور اسے اُسکے مرتبہ کے رسم و رواج کے مطابق دفن کر دیا۔ اس واقعہ کا اثر

یہ ہوا کہ ترکوں میں خانہ جنگی شروع ہوگئی، ترکوں کی بعض جماعتیں شناش چلی گئیں
اِس موقع کو مناسب خیال کرکے اہل سغد نے شناش واپس چلے جانیکا ارادہ کیا۔
جو ترک کہ غارت گری کرنے کے لئے ادھر اُدھر پھیل گئے تھے اون میں سے
سوائے زر ابن الکشی کے کوئی نہ بچا یہ البتہ اپنی جان بچاکر طخارستان پہنچ گیا۔
اسد نے شہر بلخ سے سیف بن وصاف العجلی کو ایک گھوڑے پر سوار کرکے
روانہ کیا، یہ شور زجان پہنچا۔ وہاں ابراہیم بن ہشام سرحدی چوکی کا افسر تھا اُس
نے اُسے ڈاک کے گھوڑوں پر روانہ کیا یہ خالد بن عبداللہ کے پاس آیا۔ وہاں
سے[1] یہ ہشام کے پاس آیا، اور اسے تمام کیفیت سنائی، ہشام یہ حالت سُنکر
بہت پریشان ہوا بلکہ اُس نے اُسکی خبر کو سچ بھی نہ سمجھا۔ اپنے وزیر اعظم ربیع
سے کہا ربیع افسوس! اگر یہ بوڑھا سچ کہتا ہے تو یہ تو ایک بڑی پریشانی اور
مصیبت کی خبر لیکر آیا ہے، مگر میں اُسے سچا نہیں سمجھتا۔ اچھا تم جاؤ، اُسے لالچ
دلاؤ اور پوچھو کہ وہ کیا بیان کرتا ہے اور پھر جو کچھ بھی اُس سے مجھے اطلاع دو۔
ربیع نے احکام کی تعمیل کی، قاصد نے اس سے بھی وہی بیان کیا جو خود ہشام
نے بیان کیا تھا اب حقیقت میں ہشام کو بڑی پریشانی لاحق ہوگئی۔ کچھ روز کے
بعد ہشام نے پھر اُسے بلایا اور پوچھا کہ قاسم بن بخیت، خراسان کی فوج میں گیا ہے
قاصد نے کہا وہ تو میر عسکر ہے ہشام نے کہا اچھا تو وہ آیا ہے، سیف نے
کہا اگر وہ آیا ہے تو اللہ نے امیر المومنین کو فتح دی، واقعہ یہ ہے کہ فتح ہوتے ہی
اسد نے قاسم کو فتح کی خوشخبری پہنچانے کے لئے ہشام کے پاس بھیجدیا۔ قاسم
نے قصر کے باب پر پہنچتے ہی نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور پھر اسی طرح تکبیر کہتا ہوا قصر میں
داخل ہوا۔ ہشام اسی اثنا میں اُسکی تکبیر کے جواب میں تکبیر کہتا جاتا تھا اسی صورت سے
وہ ہشام کے پاس پہنچا۔ امیر المومنین کو فتح کی خوش خبری سنائی تمام واقعہ بیان کیا

[1] یہاں یہ جملہ میں نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے کیونکہ طبری میں یہ مذکور نہیں مگر سیاق عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہونا چاہیئے اگر میں ایسا نہ کرتا تو مطلب خبط ہو جاتا اور ترجمہ کی غلطی سمجھی جاتی مترجم۔

ہشام اس خبر کے سنتے ہی اپنے تخت سے اتر پڑا اور اُس نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ علماء اسلام کے نزدیک سجدۂ شکر ایک سجدہ ہے۔

اس خبر سے قیسی عرب اسد اور خالد سے حسد کرنے لگے اُنھوں نے ہشام سے کہا کہ آپ خالد بن عبداللہ کو لکھیے کہ وہ اپنے بھائی کو حکم دے کہ مقاتل بن حیان کو بارگاہِ خلافت میں بھیجدیا جائے، ہشام نے خالد کو لکھدیا، خالد نے اسد کو، اسد نے مقاتل بن حیان کو تمام لوگوں کے سامنے بلایا اور کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور جو کچھ دیکھا ہے بیان کرو، جو کچھ کہنا سچ سچ کہنا کیونکہ تم انشاء اللہ تعالیٰ سچ ہی کہوگے، جو ضرورت ہو وہ لے لو اسپر اور لوگوں نے اسد سے کہا کہ اسطرح اگر آپ اُن سے کہینگے تو وہ کچھ بھی بیت المال سے نہ لینگے، اسد نے پھر خود ہی کہا کہ اتنا روپیہ اور یہ کپڑے لے لو، غرض کہ اسد نے تمام سامان سفر ان کے لئے تیار کردیا۔ مقاتل ہشام کے پاس پہنچا۔ اُسوقت ہشام اور ابرش دونوں ہم جلسہ تھے، ہشام نے پوچھا کہ ساری کیفیت بیان کرو، مقاتل نے کہا ہم نے ختل پر چڑھائی کی، ہمیں سخت مصیبت اُٹھانی پڑی، اسد ترکوں کے ڈر سے پسپا ہوا۔ ترکوں نے اچانک ہمیں آلیا اور جو مال غنیمت ہم نے حاصل کیا تھا اُسے اُنھوں نے چھین لیا اور ہمارے لشکرگاہ کے بعض حصّہ پر اُنھوں نے کامیابی سے غارت گری کی، پھر ہم نے خُلم کے قریب اُنھیں کچھ پیچھے ہٹا دیا۔ اِسکے بعد تمام لوگ موسم سرما بسر کرنے کے لئے مکانات میں چلے آئے۔ پھر ہمیں معلوم ہوا کہ خاقان جوزجان تک بڑھ آیا ہے۔ حالانکہ ہمیں دشمن سے مقابلہ کئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا تھا مگر اسد ہم سب کو لیکر دشمن کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ایک ایسے قریہ میں جو ہمارے اور علاقہ جوزجان کے درمیان تھا ہمارا ترکوں سے مقابلہ ہوا، ہم نے اُن پر حملہ کیا، اُس سے پہلے وہ کچھ مسلمان عورتوں پر قبضہ کر چکے تھے، ترکوں نے ہمارے میسرہ پر حملہ کیا اور اُسے پیچھے ہٹا دیا اسکے بعد ہمارے میمنہ نے اُن پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں دشمن پر فتح دی چند فرسخ تک ہم نے اُن کا تعاقب کیا یہاں تک کہ ہم نے خود خاقان کے فوجی پڑاؤ پر غارت گری کی، اُسے لوٹ لیا

اور خاقان کو وہاں سے نکالدیا۔
اس بیان کے دوران میں ہشام تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا جب قاصد نے خود خاقان کے لشکرگاہ پر غارت گری کرنے کا ذکر کیا تو ہشام تکیہ چھوڑ کر سیدھا بیٹھ گیا اور تین مرتبہ پوچھا کیا واقعی تم نے خاقان کے فوجی پڑاؤ کو لوٹ لیا، مقاتل نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا اچھا بیان کرو پھر کیا ہوا۔ مقاتل نے کہا ترک ختل کے علاقہ میں داخل ہوئے تو مسلمان واپس چلے آئے اسپر ہشام نے کہا اسد کمزور آدمی ہے، مقاتل نے کہا امیرالمومنین اتنی جلدی رائے قائم نہ کیجئے اسد کمزور نہیں جتنا اس نے کر دکھایا اس سے زیادہ کرنا اسکے امکان سے باہر تھا، اب ہشام نے پوچھا کہو تم کیا چاہتے ہو، مقاتل نے کہا یزید بن المہلب نے میرے باپ حیان سے ایک لاکھ درہم بلاوجہ لے لئے تھے ہشام نے کہا میں اس معاملہ میں تمہیں گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہیں دینا چاہتا تم اپنے بیان کی تصدیق میں صرف قسم کھالو مقاتل نے قسم کھائی، ہشام نے وہ رقم خراسان کے خزانۂ عامرہ سے مقاتل کو دلادی خالد کو لکھا کہ تم اسد کو اس حکم کی اطلاع دیدو، خالد نے اسد کو لکھدیا اور اسد نے حسبہ تعمیل کردی جب یہ رقم مقاتل کو مل گئی تو انھوں نے اسے حیان کے تمام ورثا میں کتاب اللہ اور فرائض کے مطابق تقسیم کردیا۔
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام نے اسد کو حکم دیا تھا کہ وہ اس معاملہ کی تحقیق کرے اگر انکا بیان سچ ہو تو پھر ایک لاکھ درہم مقاتل کو دیدے۔
خراسان کی اس فتح عظیم کی خوشخبری مرو میں عبدالسلام بن الاشہب بن عبد الحنظلی کے ذریعہ پہنچی، جنگ سنان میں ترکوں کی ہزیمت کی اطلاع دینے کے لئے اسد نے ایک وفد خالد بن عبداللہ کے پاس روانہ کیا اس وفد کے ہمراہ خاقان کی فوج کے نشان اور ترک سرداروں کے سر تھے، خالد نے، اس وفد کو ہشام کے پاس بھیجدیا ہشام نے ان سے کہا کہ تم لوگ اپنے بیان کی تصدیق میں قسم کھاؤ، انھوں نے قسم کھائی، ہشام نے اس وفد کے ارکان کو خلعت وانعام سے سرفراز فرمایا۔
سبل بادشاہ نے مرتے وقت جب ابن السائحی کو اپنا جانشین مقرر کیا تو

اُدسے تین نصیحتیں کیں، پہلی یہ کہ تم اہل ختل کے ساتھ اسطرح تکبر و غرور سے پیش نہ آنا جسطرح کہ میں کرتا رہا ہوں اس لئے کہ میں بادشاہ ہوں اور تم بادشاہ نہیں ہو، بلکہ تم بھی انھیں جیسے ایک عام باشندے ہو، اس لئے وہ تمھارے طرز عمل کو اُس خاموشی سے برداشت نہیں کرینگے جسطرح کہ وہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے آئے ہیں دوسرے یہ کہ تم فوراً جیش کو دعوت دیکر اپنے علاقہ میں لے آنا کیونکہ میرے بعد وہی بادشاہ ہوگا، بادشاہ رعایا کے لئے بمنزلہ اُس لڑی کے ہوتے ہیں جسمیں دانے پروے جاتے ہیں اور جب تک یہ نہ ہو تو رعایا آوارہ گرد کھجوروں کی طرح رہتی ہے، عربوں سے کبھی نہ لڑنا۔ جہاں تک ہوسکے حیلہ اور تدبیر سے اپنے تئیں اُن سے بچانا۔

یہ باتیں سنکر ابن السائجی نے کہا آپ نے مجھے نصیحت کی ہے کہ میں اہل ختل سے تکبر و غرور سے پیش نہ آؤں، اسکے فائدہ سے میں خود واقف ہوں۔ جیش کو بلانے کے متعلق جو کچھ آپ نے کہا وہ بھی صحیح ہے، البتہ آپ نے عربوں سے لڑنے کو جو منع کیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ خود آپ اس ملک کے اور تمام بادشاہوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ عربوں سے لڑتے رہے ہیں۔

سبل نے کہا تم نے اچھا کیا کہ ایسی بات پوچھ لی جسے تم نہیں جانتے تھے۔ میں نے تمھاری قوت کا اپنی قوت کے ساتھ مقابلہ کیا ہے میں تم لوگوں کو اپنے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں پاتا اور جب میرا یہ حال رہا ہے کہ جب کبھی میں عربوں سے لڑا مجھے اُن کے مقابلہ میں تکلیف اور مصیبت اُٹھاکر واپس ہونا پڑا اور اگر تم اُن سے لڑے تو پہلے ہی مقابلہ میں تمھاری کامل ہلاکت یقینی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ یہ جیش (جسکا ذکر اوپر آچکا ہے) چین بھاگ گیا تھا اور ابن السائجی وہی شخص ہے جس نے اسد بن عبداللہ کو خاقان کی اُسکی طرف پیشقدمی کی اطلاع دی تھی، کیونکہ یہ اسد سے لڑنا نہیں چاہتا تھا۔

اس سنہ میں مغیرہ بن سعید اور بیان نے بعض لوگوں کے ساتھ خروج کیا، خالد نے انھیں گرفتار کرلیا اور قتل کرادیا۔

مغیرہ بن سعید اور بیان کے خروج اور قتل کا بیان

مغیرہ بن سعید ساحر تھا۔ اعمش بیان کرتا ہے کہ میں نے مغیرہ بن سعید کو یہ کہتے سنا کہ اگر میں قوم عاد۔ ثمود، اور بہت سے دوسرے اُن کے درمیانی عہد کے باشندوں کو زندہ کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں یہ شخص مقابر میں جاکر اسی قسم کے کلمے کہتا تھا جس سے ٹڈیوں کی طرح کے جانور قبروں پر دکھائی دیتے تھے۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ بیان کرتے ہیں کہ بصرہ کے ایک صاحب طلب علم کے لئے ہمارے پاس آئے وہ ہمارے ہی پاس مقیم تھے۔ ایک روز میں نے اپنی خادمہ کو حکم دیا کہ یہ دو درہم لیجا اور اسکی مچھلی خرید لا یہ حکم دیکر میں اور بصری طالب العلم مغیرہ بن سعید کے پاس گئے، مغیرہ نے مجھسے کہا اگر تم پسند کرو تو میں تمھیں بتادوں کہ تمھاری خادمہ کس کام کے لئے گئی ہے میں نے کہا نہیں پھر اُس نے کہا اگر چاہو تو میں یہ بھی تمھیں بتادوں کہ تمھارے والدین نے تمھارا نام محمد کیوں رکھا ہے، میں نے کہا نہیں۔ پھر خود ہی اُس نے کہا کہ تم نے اپنی خادمہ کو دو درہموں کی مچھلی خریدنے کے لئے بھیجا ہے یہ سنتے ہی ہم دونوں اُس کے پاس سے اٹھ آئے۔

ابونعیم نے بیان کیا ہے کہ مغیرہ کو سحر میں دستگاہ حاصل تھی، خالد نے اُسے گرفتار کر کے قتل کرا دیا اور پھر سولی پر لٹکا دیا۔

عمرو بن حریث کا آزاد غلام سعید بن مردانیہ بیان کرتا ہے کہ جب مغیرہ اور بیان اپنے گروہ کے چھ سات آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر کے خالد کے پاس لائے گئے تو خالد کے حکم سے اُسکا تخت مسجد جامع کے پاس نکال کر رکھا گیا۔ خالد نے سرکنڈوں کے گٹھے اور نفط منگوایا۔ خالد نے مغیرہ کو حکم دیا کہ ایک گٹھے کو تھام لے، مغیرہ رُکا اور ہچکچایا۔ فوراً ہی اُسکے سر پر کوڑے پڑنے لگے اب مغیرہ نے گٹھا اُٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا اُسے اسی گٹھے سے باندھ دیا گیا، اُسپر اور گٹھے پر نفط ڈالا گیا اور انھیں آگ لگا دی گئی۔ آگ کے اثر سے وہ دونوں پھٹ گئے۔ اسکے بعد خالد نے دوسرے لوگوں کو ایسا کرنیکا حکم

دیا سب نے اس حکم کی تعمیل کی سب کے آخر میں بیان کو حکم دیا اس نے فوراً ہی لپک کر گٹھا اپنی بغل میں لے لیا، اسپر خالد نے کہا تم پر افسوس ہے تم ہر کام میں حماقت کرتے ہو، کیا تم نے اس مغیرہ کو نہیں دیکھا پھر اُسے بھی جلا ڈالا۔

ابو زید کہتے ہیں کہ خالد نے مغیرہ اور بیان کو قتل کرا دینے کے بعد مالک بن اعین الجہنی کو بلوایا اور اس سے پوچھا، اس نے سچائی سے اپنے جرم کا اعتراف کیا، خالد نے اُسے چھوڑ دیا جب یہ شخص اُن لوگوں میں جا ملا جنکی مدد سے وہ اپنے کو لیجا سکتا تھا جن میں ابو مسلم الخراسانی بھی تھا تو اُس نے یہ اشعار کہے۔

ضربت لہ بین الطریقین لاحبا | وطنت علیہ الشمس فیمن یطینہا
والقیتہ فی شبھۃ حین سالنی | کما اشتبہا فی الخط سین و شینہا

(ترجمہ) میں ابو مسلم کی طرف دو توں شاہراہوں کے درمیان روانہ ہوا اور میں نے اپنے نفس پر تمازت آفتاب کی تکلیف کو اور لوگوں کے ساتھ برداشت کر لیا۔
میں نے خالد کو جب اُس نے مجھ سے سوال کیا شبہہ میں ڈالدیا جسطرح کہ تحریر میں سین اور شین ایک دوسرے سے متشابہ ہو جاتے ہیں۔

جب ابو مسلم کو اقتدار حاصل ہو گیا تو اُس نے کہا کہ اگر میں مالک کو پاتا تو اُسے ضرور قتل کر ڈالتا کیونکہ اُس نے خود ہی اپنے جرم کا اعتراف کیا تھا،

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ مغیرہ بن سعید نے سات آدمیوں کے ساتھ خروج کیا یہ لوگ وصفا (خدام) کہلائے جاتے تھے انہوں نے کوفہ کے عقبی حصہ میں خروج کیا تھا، جسوقت اُن کے خروج کی خالد کو خبر ہوئی وہ منبر پر خطبہ دے رہا تھا یہ سنتے ہی اُس نے پانی مانگا، اسپر ابن نوفل نے اُسکی ہجو میں چند شعر کہے جنمیں اُسکی بزدلی کا بھی اظہار تھا،

اس سنہ میں بہلول بن بشر جسکا لقب کثارہ تھا خارجی ہو گیا اُسنے بغاوت کی اور مارا گیا۔

بہلول بن بشر خارجی کی بغاوت اور اُسکے قتل کا واقعہ

بہلول ایک عابد زاہد کم خوراک شخص تھا، اُسکی شجاعت کی شہرت سے

ہشام بن عبدالملک بھی واقف تھا یہ حج کے ارادہ سے روانہ ہوا اس نے اپنے غلام سے ایک درہم کا سرکہ خرید کر منگوایا۔ غلام بجائے سرکہ کے شراب لیکر آیا۔ بہلول نے غلام کو حکم دیا کہ اسے جاکر واپس کردے اور درہم لے آئے غلام کو اپنے مقصد میں ناکامیابی ہوئی۔ خود بہلول اُس موضع کے جو علاقہ سواد میں واقع تھا عامل کے پاس آیا۔ اور اس معاملہ کی اُس سے شکایت کی، عامل قریہ نے اس کی درخواست رد کردی اور کہنے لگا کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے اچھی ہے۔ بہلول حج کرنے چلا گیا، حج سے فراغت کے بعد اُس نے حکومت کے خلاف خروج کرنے کا ارادہ کیا، اُسکے ہم خیال اور لوگ بھی مکہ میں اُس سے ملے۔ ان سب نے موصل کے ایک موضع کو اپنے اجتماع کا مرکز مقرر کرلیا چالیس آدمی اس موضع میں جمع ہوگئے۔ بہلول کو اُنھوں نے اپنا امیر مقرر کیا، اور سب نے اس بات کا تصفیہ کیا کہ جس شخص سے وہ ملیں اُس سے یہی کہیں کہ ہمیں ہشام نے بعض تعلقات پر عامل مقرر کرکے خالد کے پاس بھیجا ہے کہ خالد ہمیں اپنے عہدوں کا جائزہ دلادے۔

غرض کہ جب عامل کے پاس وہ آتے اُس سے یہی کہتے، اس ترکیب سے اُنھوں نے ڈاک کے سرکاری گھوڑے لے لئے، جب یہ لوگ اُس گاؤں میں پہنچے، جہاں بہلول کا غلام سرکہ خریدنے گیا اور اُس کو سرکہ کے عوض شراب دی گئی تھی تو بہلول نے کہا کہ ہمیں اس موضع کے عامل سے ابتدا کرنا چاہیے کیونکہ اسی نے یہ بات کہی تھی کہ شراب تجھ سے اور تیری قوم سے بہتر ہے اسپر اسکے دوسرے ساتھیوں نے کہا کہ ہم تو خالد کو قتل کرنا چاہتے ہیں اگر ہم نے اس عامل سے ابتدا کردی تو ہماری شہرت ہوجائیگی خالد وغیرہ حفاظت کی تدابیر اختیار کرلینگے ہم آپکو خدا کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ اس عامل کو قتل نہ کریں ورنہ خالد ہماری گرفت سے نکل جائیگا اور یہ وہ شخص ہے جو مساجد کو منہدم کراتا ہے، گرجاؤں اور آتشکدوں کی تعمیر کراتا ہے، مجوسیوں کو مسلمان پر والی مقرر کرتا ہے، مسلمان عورتوں کا ذمیوں سے

بیاہ کرا تا ہے، شاید ہم اس کو قتل کر کے اللہ تعالیٰ کو خوش کر دیں۔
مگر بہلول نے اُن کا مشورہ نہ مانا اور کہا کہ میں اُس بات کو جسکا کرنا مجھے اسوقت ضروری ہے اُس بات کی خاطر جو اُسکے بعد ہوگی نہیں چھوڑ سکتا۔ اور مجھے توقع ہے کہ میں اِس شخص کو قتل کر کے جس نے مجھ سے اِس طرح کی گفتگو کی تھی خالد کو بھی جا لونگا اور اُسے بھی قتل کر ڈالونگا، اور اگر میں نے اسے چھوڑ کر خالد کا قصد کیا تو ہماری شہرت پھیل جائیگی اور یہہ شخص ہمارے پنجہ سے نکل جائیگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظة

(ترجمہ) "اُن کافروں سے جو تمہارے قریب ہوں لڑو، اور چاہیئے کہ کفار تم میں درشتی اور سختی پائیں"

اُسکے ساتھیوں نے کہا تو پھر جیسی آپ کی رائے ہو ویسا ہی کیجئے۔ چنانچہ بہلول نے حملہ کر کے اُس قریہ کے عامل کو قتل کر ڈالا۔ اس فعل سے تمام لوگ ہوشیار ہوگئے اور جان گئے کہ یہ خارجی ہیں، سب باشندے بھاگ کر شاہراہ عام کی طرف لپکے ڈاک لیجانے والے سپاہیوں نے فوراً جا کر خالد کو اُسکی اطلاع دی کہ خارجیوں نے خروج کیا ہے، اُس وقت تک سلطنت کے عمال کو یہ معلوم نہ تھا کہ اِن خارجیوں کا سردار کون ہے، خالد واسط سے روانہ ہو کر حیرہ آیا اُسوقت اُس نے بالکل بوسیدہ لباس پہن رکھا تھا۔

اِس زمانہ میں بنی القیس کا ایک شامی سردار کچھ فوج کے ساتھ عراق آیا تھا، یہ فوج اُس عامل کی امداد کے لئے جو ہندوستان پر خالد کی جانب سے مقرر تھا بھیجی گئی تھی۔ اور چونکہ یہ فوج حیرہ میں مقیم تھی اسی وجہ سے خالد نے حیرہ کا رخ کیا تھا۔ خالد نے اِس فوج کے سردار کو بُلایا اور اُس نے کہا کہ تم اُن خارجیوں سے لڑو، تم میں سے جو شخص کسی خارجی کو قتل کریگا میں اُسے علاوہ اُس تنخواہ کے جو اُسے شام میں مل چکی ہے اور بھی انعام دونگا اور ہندوستان جانے سے معاف کر دونگا۔ چونکہ یہ لوگ ہندوستان جانا پسند نہ کرتے تھے" اِس وجہ سے اُنھوں نے فوراً اُس تجویز کو منظور کر لیا اور کہا کہ ہم ان نفروں کو قتل کر کے اپنے گھروں کو واپس

چلے جائیں گے۔
قبیثی چھ سو کی جمعیت کے ساتھ خارجیوں کی طرف چلا۔ اسکے علاوہ کوفہ کی جنگی پولیس کے دو سو جوان بھی خالد نے اُن کے ساتھ کر دیئے۔ دریائے فرات پر خارجیوں کا مقابلہ ہوا قبیثی نے اپنی فوج میں ترتیب جنگ قائم کی اس نے کوفہ کی جنگی پولیس کی جماعت کو بالکل علیحدہ کر دیا اور اُن سے کہدیا کہ تم ہمارے ساتھ مت رہو، اصل میں وہ یہ چاہتا تھا کہ صرف وہ اور اُسکی فوج دشمن سے نپٹ لیں تاکہ فتح کا سہرا صرف انھیں کے سر رہے، اور خالد کے وعدوں سے بھی متمتع ہوں۔
اب بہلول مقابلہ کے لئے اس فوج کی طرف بڑھا اُس نے سردار فوج کے مقام کو دریافت کرلیا، تھوڑی دیر اسکے لئے رکا اُسکے ساتھ ایک سیاہ علم تھا بہلول قبیثی پر حملہ آور ہوا۔ اُسکی زرہ میں ایک فرجہ تھا بہلول نے اسی جگہ نیزہ کا وار کیا، نیزہ اُسکے جسم کے آر پار ہو گیا قبیثی نے کہا تو نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تجھے ہلاک کرے گا۔ بہلول نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے آتش دوزخ میں لیجائے، سردار کے قتل کے بعد ہی اہل شام نے راہ گریز اختیار کی اُسکے ساتھ کوفہ کی جنگی پولیس والے بھی بھاگے اسی طرح کوفہ کے دروازہ تک پہنچے بہلول اور اُسکے ساتھی انھیں قتل کرنے لگے، چونکہ شامی عمدہ گھوڑوں پر سوار تھے اس لئے وہ تو خارجیوں کے ہاتھ نہ آسکے البتہ خارجیوں نے کوفہ والوں کو آلیا کوفہ والوں نے بہلول سے کہا کہ آپ ہمارے معاملہ میں اللہ سے ڈریں کیونکہ ہم تو بالکل معذور و مجبور ہیں۔ حکم کے بندے ہیں، بہلول اُن کے سروں پر نیزہ کا بانس مارتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ جاؤ جاؤ بھاگ کر جان بچاؤ!
بہلول نے دیکھا کہ قبیثی کے پاس نقد رقم کی ایک تھیلی ہے اُس نے اُسے اٹھا لیا، اُسی زمانہ میں خود کوفہ میں چھ آدمی بہلول کے ہم خیال تھے، یہ بہلول کے ساتھ شریک ہو جانے کے ارادہ سے کوفہ سے نکلے تھے مگر قتل کر دئے گئے اب بہلول اس تھیلی کو لیکر ان کی لاشوں پر آیا اور کہنے لگا کہ بتاؤ کہ کس کس نے انھیں قتل کیا ہے تاکہ میں اُسے یہ رقم انعام میں دوں، یہ سنتے ہی ایک نے کہا

میں نے" دوسرے نے کہا میں نے" اس ترکیب سے بہلول نے انھیں شناخت کرلیا یہ لوگ اس دھوکہ میں تھے کہ یہ شخص خالد کا فرستادہ ہے ان کے خارجیوں کو قتل کرنے پر انھیں انعام دینے آیا ہے بہلول نے گاؤں والوں کو بلاکر پوچھا کہ کیا یہ سچ کہتے ہیں کہ انھیں لوگوں نے ان اشخاص کو قتل کیا ہے۔ اہل قریہ نے کہا جی ہاں، بہلول نے یہ تصدیق اس لئے کی کہ اسے یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا ان لوگوں نے محض روپیہ کے لالچ میں ان کے قتل کا ادعا کیا ہو، بہلول نے گاؤں والوں کو واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ اور مدعیان قتل کے قتل کا حکم دیا۔ یہ لوگ قتل کرڈالے گئے اسکے ساتھیوں نے اسکے اس فعل پر اسے برا کہا، بہلول نے اپنے فعل کو دلیل سے حق بجانب ٹھہرایا اور آخر کار وہ بھی اسکے فعل کے جواز کو مان گئے۔

اس فوج کی شکست اور اہل صریفین سے جو لوگ مارے گئے تھے انکی اطلاع خالد کو پہنچی خالد نے اس مرتبہ بنی شیبان کے خاندان بنی حوشب بن یزید بن رویم کے ایک سردار کو بہلول کے مقابلہ پر بھیجا۔ موصل اور کوفہ کے درمیان دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ بہلول نے اس سردار پر حملہ کیا، اسنے رحم کی درخواست کی اور کہا کہ میں خود تمھارے مقابلہ سے ہٹکر بچ جاتا ہوں۔ بہلول نے اسکے قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس سردار کی فوج بھاگ کر خالد کے پاس آئی جو حیرہ میں مقیم اس جنگ کے نتیجہ کا منتظر تھا، یہ اس شکست خوردہ فوج کو دیکھکر جو اسکے پاس امنڈ آئی تھی گھبرا گیا۔ بہلول اسی دن موصل کے ارادہ سے چل کھڑا ہوا۔ عامل موصل کو اسکی جانب سے خوف پیدا ہوا اور اس نے ہشام کو اطلاع دی کہ خارجیوں کی ایک جماعت نے خروج کرکے اودھم مچا رکھا ہے اور مجھے اپنا علاقہ بھی مامون نظر نہیں آتا آپ انکے مقابلہ کے لئے فوج بھیجدیجئے، ہشام نے اسے لکھا کہ کثارہ بن بشر کو خارجیوں کے مقابلہ کے لئے بھیجدو، ہشام کو بہلول کا صرف لقب معلوم تھا، اسپر عامل نے لکھا کہ یہ کثارہ ہی ہے جس نے خروج کیا ہے۔

دوسری جانب بہلول نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بخدا ہم اس نصرانی عورت کے

بیٹے (یعنے خالد) کے ساتھ کچھ نہیں کریں گے۔ ہم نے صرف اللہ کے لئے خروج کیا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم اُس شخص کا ارادہ نہ کریں جو خالد اور مؤیدین خالد پر حکومت کرتا ہے، چنانچہ بہلول نے اب ہشام کے ارادہ سے شام کا قصد کیا، اُسپر ہشام کے تمام عامل ڈرے کہ اگر ہم نے بلامزاحمت بہلول کو اپنے علاقوں سے گذر کر شام جانے دیا تو ہشام ہم پر ناراض ہوگا۔ اِس لئے خالد نے عراقیوں کا اور عامل جزیرہ نے جزیرہ والوں کا ایک ایک لشکر بہلول کے مقابلہ کیلئے تیار کیا۔ خود ہشام نے بھی شامیوں کا ایک لشکر اُس کے مقابلہ کے لئے بھیجدیا، جزیرہ اور موصل کے درمیان ایک عیسائی خانقاہ پر یہ سب فوجیں جمع ہوئیں۔ اب بہلول بھی اُنکے مقابلہ پر آگیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ موصل کے درے مقام کحیل پر یہ اجتماع ہوا تھا۔

بہلول اِس خانقاہ کا دروازہ روک کر اُتر پڑا حریف نے اُس سے کہا کہ دروازہ چھوڑ دو تاکہ سامنے آکر مقابلہ کریں، بہلول ہٹ گیا اور یہ فوجیں باہر نکل آئیں، جب اُس نے اِس فوج کی کثرت دیکھی تو اپنی جماعت کو جنمیں صرف ستر آدمی تھے میمنہ اور میسرہ میں تقسیم کردیا اور مقابلہ کے لئے سامنے آگیا، اور اپنی حریف فوج سے کہنے لگا کہ کیا تمھارا ہر شخص یہ امید رکھتا ہے کہ وہ ہمیں قتل کرکے صحیح و سالم اپنے شہر اور اہل و عیال میں جاملیگا، سب نے کہا ہاں انشاءاللہ ہمیں ایسی ہی امید ہے، اب بہلول نے ایک شخص کو حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور کہنے لگا کہ اب یہ تو اپنے گھر والوں کے پاس کبھی واپس نہیں جائے گا اسیطرح ایک ایک کر کے اُس نے چھ آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ حکومت کی فوج کے اوسان خطا ہوگئے، اُن کے پاؤں میدان جنگ سے اُکھڑ گئے، بھاگ کر اس دیر میں آئے، بہلول نے اُنکا محاصرہ کرلیا، آخر کار بیس ہزار فوج اُنکی امداد کے لئے آئی۔ اِس ٹڈی دل فوج کو دیکھکر بہلول کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ اپنے گھوڑے ذبح کر ڈالیں اور ایک ہی فیصلہ کن حملہ کردیں مگر بہلول نے کہا کہ ایسا نہ کرو تاکہ جب تک ہم اپنے گھوڑوں پر جمے رہیں اپنی طرف سے اللہ کا حق ادا کریں۔

خارجی اُس روز شام ہونے تک لڑے اُنھوں نے مقابل فوج کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کیا پھر بہلول اور اُس کے ساتھیوں نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا، پاپیادہ ہو گئے اور تلواریں سونت کر دشمن میں گھس پڑے، دشمن کو بہت، نقصان پہنچایا۔

بہلول کے اکثر ساتھی قتل ہو چکے تھے، خود بہلول لڑتا بھی جاتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو دشمن سے بچاتا بھی جاتا تھا۔ قبیلہ بنی جدیلہ قیس کے ایک شخص نے جسکی کنیت، ابو الموت تھی بہلول پر حملہ کیا اور نیزہ کے ایک وار سے اسے زمین پر گرادیا۔ اسکے ساتھیوں میں سے جو زندہ تھے وہ اسکے پاس آئے اور کہا کہ کسی شخص کو مقرر کر جایئے جو آپ کے بعد ہمارا سربراہ کار ہو، بہلول نے کہا اگر میں مر جاؤں تو، دعامتہ الشیبانی میری جگہ امیر المومنین ہوں گے اگر وہ بھی مر جائیں تو عمرو الیشکری امیر المومنین ہوں، ابو الموت بہلول کا داماد تھا۔ بہلول اسی رات کو مر گیا، جب صبح ہوئی تو دعامتہ اپنے ساتھی خارجیوں کو چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ اُن کے ایک شاعر نے اسکی ہجو میں ایک شعر کہا ضحاک بن قیس نے بہلول کا مرثیہ لکھا اور اُس میں اسکے ساتھیوں کا بھی ذکر کیا۔

بہلول کے قتل کے بعد عمرو الیشکری نے خروج کیا مگر فوراً ہی قتل کر دیا گیا۔ اسکے بعد عنزی صاحب الاشہب نے ساٹھ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا خالد صاحب الاشہب ہی کے نام سے اس عنزی کو پہچانتا تھا خالد نے سمط بن مسلم البجلی کو چار ہزار فوج کے ساتھ اسکے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ فرات کے ایک طرف دونوں کا مقابلہ ہوا عنزی نے سمط پر حملہ کیا اور تلوار اُس کی انگلیوں کے درمیان ماری، سمط کی تلوار گر پڑی اور اُسکا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ سمط نے خارجیوں پر حملہ کیا، خارجیوں کو شکست ہوئی، دوران فرار میں اہل کوفہ کے غلاموں اور سفلے لوگوں نے اِن خارجیوں کو آلیا اور پتھروں سے اُن کا کام تمام کر دیا۔

اسکے بعد وزیر السختیانی نے حیرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ خالد کے خلاف خروج کیا جس گاؤں میں اسکا گزر ہوتا اُسے جلا دیتا اور جو شخص اُسے ملتا اُسے

قتل کرڈالا، حیرہ کے بیت المال اور تمام مال ومتاع پر اس نے قبضہ کرلیا خالد نے اپنے درباریوں میں سے ایک سردار کو اور کوفہ کی جنگی پولیس کی ایک جماعت کو اسکی سرکوبی کے لئے بھیجا، وزیر نے اس جماعت کا مٹھی بھر آدمیوں سے مقابلہ کیا، آخر دم تک لڑتا رہا۔ اسکے تمام ساتھی مارے گئے، یہ زخموں سے چور میدان جنگ سے اٹھایا گیا خالد کے سامنے لایا گیا، جب یہ خالد کے پاس آیا تو وعظ کرنے لگا، اور قرآن کریم کی کچھ آیتیں خالد کو پڑھ کر سنائیں خالد یہ سنکر بہت خوش اور متاثر ہوا، اُس کے قتل کے ارادہ کو ترک کردیا اور اپنے پاس ہی اُسے قید کردیا۔ اُسکے بعد خالد کا یہ دستور ہوگیا کہ وہ راتوں کو اُسے اپنے پاس بلالیتا اور اس سے باتیں کرتا۔ اور مختلف باتیں پوچھتا ہشام کو اُسکی اطلاع ہوئی۔ کسی نے اُس سے کہدیا کہ خالد نے ایک ایسے خارجی کو جس نے لوگوں کو قتل کیا، آگ لگائی، لوٹ مچائی، گرفتار کر کے جاں بخشی کی اور پھر اُس نے اُسے اپنا داستان گو بنا رکھا ہے۔ ہشام کو یہ سنکر غصہ آیا اُس نے خالد کو ایک خط لکھا جس میں اسے بُرا بھلا لکھا اور پھر حکم دیا کہ ایسے فاسق کی جو قتل وغارت کا ارتکاب کرچکا ہو جاں بخشی نہ کرو۔

وزیر کی فصاحت اور حسن بیان سے خالد ایسا مسحور ہوچکا تھا کہ اس خط کو پڑھکر اُس نے کہا کہ میں اسے موت سے بچاؤں گا، خالد نے اُسکے معاملہ میں پھر ہشام کو لکھا اور درخواست کی کہ آپ اپنے حکم میں نرمی کردیجیے یہاں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خالد نے لکھا نہیں بلکہ وہ ہشام کے حکم کی تعمیل میں ارادۃً تاخیر کر رہا تھا اور وزیر کو بچا رہا تھا کہ ہشام نے دوبارہ اُسے فرمان لکھا جسمیں خالد کو سرزنش کی اور حکم دیا کہ وزیر کو فوراً قتل کرڈالو اور جلادو اِس آخری فرمان کے بعد خالد میں یہ طاقت کہاں تھی کہ وہ اُسکی تعمیل میں تاخیر کرتا اُس نے وزیر اور اُسکے اور چند ساتھیوں کو جو اسی کے ساتھ گرفتار کئے گئے تھے بلایا اُن کے قتل کا حکم دیدیا، یہ لوگ مسجد میں لائے گئے سرکنڈے کے گٹھے بھی لائے گئے، ان سب کو ان گٹھوں میں باندھکر اُن پر نفط چھڑک دیا گیا، پھر انھیں چوک میں لاکر ٹکٹکیوں سے باندھکر اُن میں آگ لگادی۔

سوائے وزیر کے سب نے آہ وواویلا مچایا البتہ اس نے حرکت تک نہیں کی برابر کلام پاک کی تلاوت کرتا رہا اور اسی حالت میں جان دی۔
اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا اور بدرطرخان بادشاہ ختل کو قتل کیا۔

اسد کی ختل پر فوجکشی اور بدرطرخان کا قتل

جب اسد بن عبداللہ نے ختل پر جہاد کیا (غزوہ بدرطرخان یہی ہے)، تو مصعب بن عمرو الخزاعی کو پہلے روانہ کیا، چلتے چلتے یہ بدرطرخان کے قریب جا پہنچا۔ اس نے مصعب سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ خود اسد کی خدمت میں حاضر ہوگا، مصعب نے اسکی درخواست منظور کرلی، اب خود اسد جہاد کے لئے روانہ ہوا، اسد نے بدرطرخان سے کچھ مالی مطالبات کئے جسکے دینے سے اسنے انکار کردیا۔ مگر پھر اس نے اسد سے درخواست کی کہ دس لاکھ درہم قبول فرمالیجئے۔ اسد نے اس سے کہا کہ تو بامیان کا رہنے والا ایک اجنبی شخص ہے تجھے ختل سے کیا تعلق، تو جسطرح یہاں آیا تھا اسی طرح نکل جا اسپر بدرطرخان نے اسد سے کہا کہ تم بھی تو خراسان میں صرف دس دُم بریدہ گھوڑوں پر آئے تھے اور اگر آج تم یہاں سے جاؤ تو پانسو اونٹ بھی تمھارے لیے کافی نہ ہوں گے۔ اسی طرح کی اور باتیں بھی اُس نے اسد سے کیں، اور کہا میں ختل میں کچھ لیکر آیا تھا اجو میں لایا تھا وہ مجھے دیدو میں جسطرح یہاں آیا تھا اُسی طرح نکل جاؤنگا۔
اسد نے پوچھا کیا لیکر آئے تھے، بدرطرخان نے کہا میں ختل میں جب داخل ہوا تو جوان تھا، میں نے تلوار کے ذریعہ دولت حاصل کی اور اللہ نے مجھے اولاد اور اہل دی، تم مجھے میری جوانی واپس دیدو میں یہاں سے چلا جاتا ہوں کیونکہ آپ خود دیکھیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں اپنے اہل وعیال کو یہاں چھوڑ کر چلا جاؤں اسکے بعد کسطرح زندگی گذار سکتا ہوں، اسد اس تقریر کو سنکر برہم ہوگیا، مگر بدرطرخان کو وعدہ امان پر بھروسا تھا، اسد نے اس سے کہا کہ تو اپنی گردن پر داغ غلامی لگالے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ اس گستاخی کی وجہ سے میری فوج تیرے خلاف

کوئی فوری کارروائی نہ کر بیٹھے بدرطرخان نے کہا میں یہ نہیں کرنا چاہتا، میں بجائے اپنی گردن کے
داغدار بنانے کے تمہاری جانب سے صرف پانوں چاہتا ہوں جو مجھے مصعب کے
پاس پہنچادیں - مگر اب اسد سے اُسکو اجازت دینے سے انکار کردیا تاوقتیکہ
اُسکی گردن میں داغ نہ دیدیا جائے چنانچہ اُسکی گردن میں داغ دیکر اسد نے اُسے
اپنے آزاد غلام ابوالاسد کے حوالے کردیا۔ ابوالاسد اُسے لیکر روانہ ہوا اور
شام کے قریب مصعب کے لشکر میں لے آیا۔

سلمہ بن ابی عبداللہ بھی موالیوں میں مصعب کے ہمراہ تھا ابوالاسد سلمہ سے
ملا جو اُسوقت منجنیق کو اپنی جگہ پر نصب کر رہا تھا سلمہ نے ابوالاسد سے پوچھا کہ
سپہ سالار نے بدرطرخان کے معاملہ میں کیا کیا، ابوالاسد نے سارا ماجرا سنادیا
کہ اسطرح بدرطرخان نے جانیکی اجازت طلب کی - امیر نے اجازت نہ دی
اب میرے ساتھ اُسے مصعب کے پاس بھیجا ہے تاکہ اُسے قلعہ میں پہنچادیا جائے
تمام واقعہ سنکر سلمہ نے کہا کہ امیر نے جو کچھ کیا غلط کیا وہ خود اُسکا برا نتیجہ دیکھ لیگا
اور اپنے کئے پر نادم ہوگا۔ اُسے یہ کرنا چاہئے تھا کہ جس رقم کے دینے پر اُس نے
آمادگی ظاہر کی تھی اُسکے لے لیتا یا اُسے قید کردیتا تاکہ وہ اپنے قلعہ میں نہ داخل ہوسکتا
ہم نے تو بڑی مشکلوں سے قلعہ میں داخل ہونیکا راستہ بتایا ہے، پل قائم کئے ہیں،
تنگنا ؤنکو درست کیا، اور اُس نے ہم سے اسلئے تعارض نہیں کیا کہ اُسے
صلح ہوجانے کی امید تھی، اب جب کہ اُسے صلح سے مایوسی ہوگئی ہے تو وہ
کوئی دقیقہ ہمارے خلاف اٹھا نہ رکھے گا تم آج رات تو اسے میرے خیمہ ہی میں
رکھو۔ مصعب کے پاس نہ لیجاؤ، کیونکہ اسوقت مصعب اسکا انتظار کررہا ہوگا کہ وہ آئے
تو قلعہ میں بھیجدیا جائے۔

چنانچہ ابوالاسد اور بدرطرخان سلمہ کے خیمے میں ٹھہر گئے، دوسری جانب سے خود
اسد اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اُس نے پیش قدمی کے لئے ایک تنگ
گھاٹی اختیار کی، جسکی وجہ سے فوج اُس سے علیحدہ ہوگئی، بڑھتے بڑھتے اسد
ایک ندی پر پہنچا، اسے پیاس معلوم ہورہی تھی، اُس کے خدمتگاروں میں سے
کوئی بھی اسوقت ساتھ نہ تھا، اسد نے پانی مانگا، سغدی بن عبدالرحمن ابوطعمہ الطبری

ربیع اپنے ایک خدمتگار کے وہاں موجود تھا، اُسکے خدمتگار کے پاس ایک
بٹنی چھاگل تھی سغدی نے اُس چھاگل میں ستو ڈالا، پھر ندی سے پانی لیکر
اُس میں ڈالکر ہلایا، اسد اور فوج کے بعض دوسرے سرداروں نے اُسے
نوش کیا۔

اسد ایک درخت کے سایہ میں اُتر پڑا فوج خاصہ کے ایک سپاہی کو بُلایا
اور اپنا سر اُسکی ران پر رکھہ لیا، مجشر بن مزاحم السلمی اپنے گھوڑے کی باگ روکتا ہوا
آیا۔ اور اسد کے روبرو بیٹھ گیا، اسد نے اُس سے پوچھا اے ابوالعدیس
کیسے ہو، مجشر نے کہا میں آج سے کل اچھا تھا، اسد نے کہا کیسے، مجشر نے
کہا بدرطرخان ہمارے قبضہ میں تھا، اُس نے اتنی رقم پیش کی نہ امیر نے اُسکے
پیشکش کو قبول کیا اور نہ اُسکی مشکیں بندھوائیں بلکہ اُسے جانے دیا خود اُس کے
وعدۂ امان کے ایفا کے خیال سے مطابق اُسے قلعہ میں جانے کی اجازت دیدی۔
اس تقریر کو سنکر اسد اپنے کیے پر نادم ہوا اُس نے اہل ختل میں سے ایک
راستہ جاننے اور ایک شامی نافذ نام کو جو گھوڑوں کو سدھایا کرتا تھا بلایا۔
اور شامی سے کہا کہ اگر تو بدرطرخان کو قبل اُسکے کہ وہ قلعہ میں داخل ہو جائے تو میں
تجھے ہزار درہم انعام دونگا۔ اسد نے اِن دونوں کو بھیجدیا۔ یہ مصعب کے
لشکر میں پہنچے، شامی نے پکار کر پوچھا کہ اُس کافر کا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا کہ
وہ سلمہ کے پاس ہے، راستہ بتانے والے نے واپس آکر اسد کو اسکی اطلاع
دی اور وہ شامی شخص بدرطرخان کے ساتھ سلمہ کے خیمہ میں فروکش ہوگیا۔
اسد نے بدرطرخان کو پھر اپنے پاس بُلوالیا۔ جب وہ سامنے آیا، اُسے
گالیاں دیں، اب بدرطرخان تاڑ گیا کہ اسد نے عہد امان کو توڑ دیا۔ اُس نے
چند کنکریاں اُٹھا کر آسمان کی طرف پھینکیں اور کہا یہ اللہ کا عہد ہے، پھر دوسری
مرتبہ ایسا ہی کیا اور کہا کہ یہ محمد صلعم کا عہد ہے، اب اسی طرح وہ کنکریاں آسمان
کی طرف پھینکنے لگا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ امیرالمومنین کا عہد ہے اور یہ مسلمانوں کا
عہد ہے، اسیر اسد نے اُسکے ہاتھ قطع کرا دینے کا حکم دیدیا اسد نے اپنی فوج
میں دریافت کیا کہ کوئی ازدی ابو فدیک کے وارثوں میں سے موجود ہے

جسے بدرطرخان نے قتل کیا تھا، ایک ازدی نے کہا میں ہوں - اسد نے اسے حکم دیا کہ تم ہی اسکی گردن مار دو، اُس نے اُسکی تعمیل کردی، اسد نے بڑے قلعہ پر تو قبضہ کرلیا البتہ قلعہ کے اندر جو بالا حصار تھا اور جس میں بدرطرخان کے اہل و عیال اور مال و متاع تھا وہ جوں کا توں بچا رہا - مسلمان اہل قلعہ تک نہیں پہنچے، اسد نے اپنے سواروں کو ختل کی وادیوں میں پھیلا دیا، اسد مرو آیا - ایوب بن ابی حسان التیمی مرو کا عامل تھا، اسد نے اسے معزول کر کے اسکی جگہ اپنے عمزاد بھائی خالد بن شدید کو عامل مرو مقرر کردیا؛

جب اسد بلخ چلا آیا تو اُسے معلوم ہوا کہ عمارہ ابن حریم نے فاضلہ بنت یزید بن المہلب سے شادی کرلی ہے - اسد نے خالد ابن شدید کو لکھا کہ تم عمارہ سے کہدو کہ وہ یزید کی بیٹی کو طلاق دیدے اگر وہ انکار کرے تو سو کوڑے سزا دیجائے، خالد نے اُسے بُلایا - اسوقت خالد کے پاس عذافر بن زید التیمی بھی بیٹھا ہوا تھا، خالد نے عمارہ کو طلاق دینے کا حکم دیا - عمارہ نے کچھ انکار کے بعد طلاق دیدی، اسپر عُذافر نے کہا کہ عمارہ خود بنی قیس کا ایک بہادر نوجوان اور اُنکا سردار ہے، یزید کی بیٹی میں کوئی ایسی وجہ امتیاز نہیں جسکی بنا پر وہ اِس سے اشرف سمجھی جائے، اِس کے بعد خالد بن شدید نے انتقال کیا اور اشعث بن جعفر البجلی کو اُس نے اپنا جانشین چھوڑا -

اسی سنہ میں صحاری بن شبیب نے اپنے تئیں خدا کے لئے بیچڈالا یعنے خارجی ہوگیا، اور مقام جَبُّل میں اُس نے خارجیوں کا شعار بلند کردیا -

صحاری بن شبیب کے خروج کا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ صحاری بن شبیب ایک دن خالد کے پاس آیا اور یہ عرض پرداز ہوا کہ بیت المال میں سے مجھے بھی کچھ دلوائیے خالد نے کہا بھلا شبیب کا سپوت بیت المال سے حق لیکر کیا کرے گا، صحاری خالد سے رخصت ہوکر چلا آیا، مگر اُسکے جانیکے بعد خالد اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اُسے یہہ اندیشہ ہوا کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی فتنہ برپا کردے، لوگوں کو بھیجا کہ

اُسے بلا لاؤ، صحاری اُن سے کہا کہ میں ابھی تو خالد کے پاس سے ہو کر آیا ہوں مگر اُن لوگوں نے اُسکی کچھ نہ سنی اور یہی کہتے رہے کہ ہم تمھیں لیکر جائینگے۔ صحاری نے تلوار سے اُن پر حملہ کیا، تب انھوں نے اُسے چھوڑ دیا، صحاری گھوڑے پر سوار ہو کر چلتا بنا، جب واسط سے نکل گیا تو اپنی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنے کے لئے اُس نے اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور ایک کشتی میں سوار ہو گیا پھر وہ بنی تیم اللات بن ثعلبہ کے کچھ لوگوں کی طرف چلا جو جبل میں تھے، تلوار حمائل کئے اُسکے پاس پہنچا سارا ماجرا جو اُسکے اور خالد کے درمیان گزرا تھا اُن سے بیان کیا، اِن لوگوں نے صحاری سے کہا کہ، بھلا طلب فریضہ سے تمھاری کیا توقع تھی تمھارے لئے زیادہ مناسب یہ تھا کہ تم ابن نصرانیہ و خالد بن عبداللہ، کے پاس جاتے اور اپنی تلوار سے اُسے قتل کر ڈالتے۔ صحاری نے کہا طلب فریضہ کو میں نے اُس تک پہنچنے کا صرف بہانہ بنایا تھا تاکہ وہ مجھے شناخت کر لے اور پھر میرا ارادہ تھا کہ فلاں شخص کے عوض میں اُسے میں دھوکہ سے قتل کر ڈالونگا، خالد نے اس سے پیشتر قعدۃ الصفریۃ کی جماعت کے ایک شخص کو نہایت بے رحمی سے بے بسی کی حالت میں قتل کر دیا تھا، اِسکے بعد صحاری نے اُنھیں دعوت دی کہ میرے ساتھ چلکر خالد پر اچانک ٹوٹ پڑو، بعض نے اُسکی دعوت کو قبول کر لیا، بعضوں نے کہا ہم واقعات کی ترقی کا انتظار کریں گے، بعضوں نے بالکل ہی اُس کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا صحاری نے اس موقع پر چند شعر کہے جنمیں اُس نے اپنے عزم و استقلال کا اظہار کیا کہ جاہے دوسرے حیل حجت کریں میں خدا کی راہ میں اِن ظالم سرکشوں سے جو برسر اقتدار ہیں آخر دم تک لڑوں گا اور اس بازی میں جیت کی خاطر ہر شئے لگا دوں گا۔

بہر حال تیس آدمیوں نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی، جبل ہی میں اُنھوں نے اپنے تئیں خدا کے ہاتھ بیچڈالا یعنے آخر دم تک لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ لوگ مبارک آئے۔ خالد کو اسکی اطلاع ہوئی، اُسنے سنکر کہا مجھے پہلے ہی صحاری کی جانب سے یہ اندیشہ تھا، پھر اُس نے ایک فوج انکے

مقابلہ پر بھیجی، مناذر کے ایک سمت حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ خارجیوں نے اس فوج کا سختی سے مقابلہ کیا، بے جگری سے لڑے، مگر پھر فوج نے انھیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا؛

اسی سنہ میں ابوشاکر مسلمہ بن ہشام بن عبدالملک کی امارت میں حج ہوا امام ابن شہاب الزہری نے بھی اُسکے ساتھ حج کیا۔ محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا، عراق اور مشرقی صوبجات کا خالد بن عبداللہ القسری صوبہ دار تھا، خالد کی جانب سے اُسکا بھائی اسد بن عبداللہ خراسان کا عامل تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سنہ میں خالد کا بھائی اسد وفات پا چکا تھا اور اُس نے جعفر بن حنظلۃ البہرانی کو اپنا جانشین مقرر کر دیا تھا، ایک اور روایت یہ ہے کہ خالد بن عبداللہ کے بھائی اسد نے ۱۲۰ھ ہجری میں انتقال کیا؛

مروان بن محمد آرمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔

۱۲۰ھ کے اہم واقعات

اس سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے موسم گرما میں جہاد کیا اور سندرہ فتح کیا، نیز اسحٰق بن مسلم العقیلی نے بھی جہاد کیا۔ تومانشاہ کے کئی قلعے فتح کر لئے، اور اسکے علاقہ کو برباد کر دیا۔ مروان بن محمد نے ترکوں کی سرزمین میں جہاد کیا، مدائنی کے بیان کے مطابق اسی سنہ میں اسد بن عبداللہ نے انتقال کیا،

اسد بن عبداللہ کی موت کا واقعہ

اسد کے شکم میں ایک پھوڑا تھا، جب وہ بلخ میں تھا تو عید مہرجان واقع ہوئی، اُمرا اور روسا تحائف پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ اِن لوگوں میں ابراہیم بن عبدالرحمٰن الحنفی جو اسد کی جانب سے ہراۃ کا عامل تھا اور خراسان وہراۃ کا رئیس بھی تھا، یہ دونوں جو تحائف لیکر آئے تھے

اُن کی قیمت دس لاکھ درہم لگائی گئی، ان تحائف میں دو محل تھے ایک چاندی کا اور ایک سونے کا، نیز سونے چاندی کے آفتابے اور رکابیاں تھیں۔ جسوقت یہ دونوں حاضر دربار ہوئے اسد اپنے تخت پر متمکن تھا، خراسان کے اشراف اور عمائدین کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے دونوں محلوں کو سامنے رکھا اور اُن کے پیچھے، دوسرے ظروف مروی۔ قوہی اور ہروی دیبا کے تھان اور دوسری اشیا رکھدیں جن سے سارا فرش بھر گیا، ہرات کا رئیس اسد کے لئے چاندی کا ایک کرہ بھی لایا تھا، ان سب چیزوں کے رکھدینے کے بعد رئیس ہرات تقریر کرنے کھڑا ہوا اور یوں گویا ہوا "اللہ امیر کو نیک ہدایت دے، ہم عجمی ہیں ہم چارسو سال سے دنیا کے فوائد سے حلم عقل اور وقار کی وجہ سے متمتع حاصل کرتے آئے ہیں۔ نہ ہم میں کوئی کتاب ناطق ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ تین شخصوں کی ہمارے دل میں بڑی وقعت ہے ایک وہ اقبالمند شخص کہ جدھر اسکا رخ ہوا اللہ نے اُسے فتح دی، پھر اُسکے بعد وہ شخص ہے جو اپنے تمام خاندان میں سب سے زیادہ بامروت آدمی تھا، اور چونکہ وہ ایسا تھا اس وجہ سے اُسکا خیر مقدم کیا گیا، اُسپر سلامتی بھیجی گئی، اس کی تعظیم کی گئی، اُسے سردار بنایا گیا اور آگے رکھا گیا، اُسکے بعد وہ شخص ہے جسکا سینہ فراخ اور ہاتھ کشادہ تھا وہ لوگوں کے لئے آمال گاہ بن گیا، اور چونکہ اس میں یہ صفات تھیں لوگوں نے اُسے اپنا سردار بنایا اور آگے بڑھایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وہ صفات جو اُن تینوں آدمیوں میں فرداً فرداً تھیں اور جنکی وجہ سے ہم چارسو سال سے عیش و آرام سے زندگی بسر کرتے آئے ہیں وہ تمھاری اکیلی ذات میں جمع کردی ہیں، ہم کسی شخص کو نہیں جانتے جو آپ سے زیادہ عمدہ منتظم ہوا ہو، آپ نے اپنے خاندان والوں ملازمین اور موالیوں کو ایسا قابو میں رکھ چھوڑا ہے کہ اُن میں سے کسی شخص کی یہ مجال نہیں کہ وہ کسی چھوٹے بڑے، یا کسی امیر و فقیر پر دست تعدی دراز کرے اور اسی کا نام انتظام کی تکمیل ہے، پھر آپ نے بیابانوں میں سرائیں

بنوائیں کہ اگر ایک مسافر مشرق اور دوسرا مغرب سے آئے تو وہ اُن میں کوئی عیب نہ پائیگا بلکہ کہے گا سبحان اللہ کیسی عمدہ عمارت تعمیر کی ہے، اور یہ آپکی اقبال مندی ہے کہ خاقان سے آپ کا مقابلہ ہوا حالانکہ اُسکے پاس ایک لاکھ فوج تھی اور حارث بن سریج بھی اُسکے ہمراہ تھا مگر آپ نے اُسے شکست دی، اُسے بھگا دیا۔ اُسکی فوج کو قتل کر ڈالا اور اُسکے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ آپکی اولوالعزمی اور سخاوت کا یہ عالم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کونسا مال آپ کو زیادہ بھلا معلوم ہوتا ہے، آیا وہ جو آپ کے پاس آتا ہے یا وہ جو آپ کے پاس سے جاتا ہے، بلکہ جانے والے مال ہی سے آپ زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ اور یہی آپ کی آنکھوں کو زیادہ بھلا لگتا ہے؛ اس تقریر کو سنکر اسد ہنسا۔ اور کہنے لگا کہ خراسان کے تمام تعلقداروں میں تم بہترین آدمی ہو، اور اپنے تحفہ کے اعتبار سے بھی تم سب سے بڑے ہوئے ہو؛

اسد کے ہاتھ میں ایک سیب تھا وہ اُس نے اس رئیس کو دیا، رئیس نے اُسکو سجدہ کیا، اسد نظر نیچے کئے ہوئے ان تحائف کو دیکھتا رہا۔ داہنی جانب دیکھا اور کہا اے عذافر بن یزید کسی شخص کو حکم دو کہ یہ محل اٹھا لیجائے، پھر حسن بن احمر سردار قیس سے زیا قنسرین سے، کہا کہ کسی کو حکم دو کہ یہ محل لیجائے پھر کہا فلاں! تو یہ آفتابہ لے اور فلاں! تو یہ دوسرا لے اسی طرح اُس نے ظروف بھی دے ڈالے، صرف دو تشتریاں بچیں، ابو الصیدا کو حکم دیا کہ ایک تم لے لو انھوں نے ایک کو ہاتھ میں اٹھا کر اُسکے وزن کا اندازہ کیا، پھر اُسے رکھکر دوسری کو اٹھا کر دیکھا، اسد نے پوچھا کیا ہے۔ ابو الصیدا نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جو ان میں زیادہ وزنی ہو اُسے لوں، اسد نے کہا تم دونوں لیجاؤ، اسی طرح اُس نے اور چیزیں فوج کے سرداروں اور دوسرے ایسے لوگوں کو جنھوں نے جنگ میں قابل قدر خدمات انجام دی تھیں دیدالیں ابو یعفور جنکی خدمت یہ تھی کہ وہ منازی میں خراسان کے صوبہ دار کے آگے آگے چلے تھے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ مجھے بھی راستہ دو،

اسد نے کہا تم نے بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا یہ دونوں دیبا کے تھان تم لے لو
اسی طرح میمون العذاب نے کہا مجھے بھی اپنے بائیں جانب راستہ پر جانے دو اسد نے کہا تم نے بھی بہت اچھا کیا کہ اپنے تئیں یاد دلایا۔ یہ دیبا تم لے لو،
غرض کہ ایوان دربار کے فرش پر جس قدر اشیا رکھی ہوئی تھیں وہ سب اسی طرح لوگوں کو عطا کردیں، اسیر نہار بن توسعہ نے یہ شعر کہا۔

تقلون ان نادی لروع مثوب وانتم غداة المهرجان كثير

اگر جہاد کے لئے تمھیں بلایا جائے تو تم کم ہوتے ہو مگر عید مہرجان کی صبح کو تم بہت تھے،،

پھر اسد بیمار پڑگیا، مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو ایک دن باہر نکلا ناشپاتیاں پیش کی گئیں جو فصل میں پہلی ہی مرتبہ آئی تھیں، اسد نے سب لوگوں کو ایک ایک کھلائی۔ ایک یہی اُٹھا کر ہرات کے رئیس خراسان کی طرف پھینکی اس جھٹکے سے اُسکا پھوڑا پھوٹ گیا اور اسد کا انتقال ہوگیا، جعفر البہرانی کو اُس نے اپنا جانشین مقرر کردیا یہی جعفر بن خنظلہ ہے سنہ۱۲۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ چار ماہ تک یہ شخص عامل رہا پھر نصر بن سیار کا فرمان تقرر رجب سنہ۱۲۱ ہجری میں شرف صدور لایا۔

ابن العرس العبدی اور سلیمان بن قتۃ بن تیم بن مُرہ کے آزاد غلام نے جو اسد کا دوست تھا اُسکے مرثیے کہے۔

اسی سنہ میں خراسان کے شیعیان بنی العباس نے سلیمان بن کثیر کو اپنا وکیل بناکر محمد بن علی بن عباس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اُنکی اور اُنکی تحریک کی حالت سے اُنھیں پوری طرح باخبر کردے۔

سلیمان بن کثیر کا محمد بن علی بن عباس کے پاس وکیل بنکر آنا

محمد بن علی اپنے خراسان کے پیرووں سے اس وجہ سے ناراض تھے کہ اُنھوں نے خداش کی اطاعت قبول کرلی تھی جسکا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں، اور جو غلط باتیں اُس نے اُن سے بیان کی تھیں اُسے اُنھوں نے تسلیم کرلیا تھا۔

اسوجہ سے محمدؒ بن علی نے خراسانیوں سے مراسلت ترک کردی، جب عرصہ سے اُن کا کوئی خط نہیں آیا تو یہ سب اس معاملہ پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے، اور سب نے باتفاق سلیمان بن کثیر کو منتخب کیا کہ وہ محمدؒ بن علی کے پاس جاکر ہماری پوری حالت اُن سے بیان کرے اور جو کچھ وہ اسکے جواب میں اُس سے کہیں اُس سے ہمیں آکر اطلاع دیں۔

یہ شخص محمدؒ بن علی کے پاس آیا جو اپنے خراسانی شیعوں سے سخت ناراض تھے، سلیمان نے اُن سے ساری کیفیت بیان کی، محمدؒ بن علی نے خداش کی اتباع اور جھوٹی دعوت کو قبول کرنیکی وجہ سے خراسانیوں کی بہت زجر وتوبیخ کی، اور کہا اللہ تعالیٰ خداش اور اُسکے مسلک پر چلنے والوں پر لعنت کرے، سلیمان خراسان واپس ہوگیا، محمدؒ بن علی نے اسکے ہاتھ اپنے خراسانی شیعوں کو ایک خط لکھدیا، سلیمان اِن لوگوں کے پاس اُس سربمہر خط کو لیکر آیا خط کھولا گیا مگر انھیں سوائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے کچھ بھی اور تحریر نہ تھا اس سے اُن لوگوں کو سخت صدمہ ہوا اور اب انھیں معلوم ہوا کہ جو باتیں خداش نے اُن سے آکر بیان کی تھیں وہ محمدؒ بن علی کے حکم کے بالکل مخالف تھیں

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر کے واپس جانے کے بعد محمدؒ بن علی نے بکیر بن ماہان کو اپنے خراسانی شیعوں کے پاس ایک خط دیکر بھیجا جس میں انھیں بتایا تھا کہ، خداش نے میرے متبعین کو غلط راستہ پر لگایا، جب بکیر اس خط کو لیکر خراسان پہنچا تو شیعوں نے اُسکے بیان کو غلط سمجھا اور اُسکی بات پر مطلقاً اعتنا نہیں کیا، بکیر پھر محمدؒ بن علی کے پاس چلا آیا۔ اِس مرتبہ محمدؒ بن علی نے اُسکے ساتھ شام لگے ہوئے عصا بھیجے جنمیں بعض میں لوہے کی شام تھی اور بعض میں سیسے کی، بکیر اُنھیں لیکر خراسان آیا، اعیان قوم اور شیعوں کو جمع کیا اور ہر شخص کو اُس نے ایک ایک عصا دیا۔ اُس سے وہ سمجھے کہ ابتک اُنکا جو طرز عمل رہا ہے وہ اُنکی سیرت کے مخالف تھا اِن لوگوں نے واپس جاکر اپنے افعال سے توبہ کی۔

اسی سنہ میں ہشام بن عبدالملک نے خالد بن عبداللہ کو اُسکے عہدہ سے

برطرف کردیا اور تمام وہ علاقے جو اُسکے ماتحت تھے اُسکی ادارت سے نکال لیئے ؛

خالد بن عبداللہ کی برطرفی کے اسباب و واقعات

خالد کی برطرفی کے اسباب کے متعلق ارباب سیر کے کئی بیان ہیں انہیں سے جو اقوال ہم تک پہنچے ہیں انھیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں ایک بیان یہ ہے کہ فروخ ابوالمثنی ہشام بن عبد الملک کی ذاتی جاگیر کا تعہددار رستاق الرمان یا نہر الرمان نام ایک موضع میں قیام پذیر تھا اسی بنا پر اسے فروخ الرمانی کہتے تھے، خالد کو اسکا اس عہدہ پر رہنا سخت گراں گذر رہا تھا ایک دن اُس نے حسان النبطی سے کہا کہ تم امیر المومنین کے پاس جاؤ اور فروخ جس قدر رقم دیتا ہے اُسپر اضافہ کردو، حسان ہشام کے پاس آیا اور دس لاکھ درہم اضافہ کا اقرار کیا۔ ہشام نے اہل شام میں سے دو دیانت دار آدمیوں کو بھیجا اُنھوں نے تمام جاگیر کا جائزہ فروخ سے لے لیا، مگر اب حسان کا یہ تقرر خالد کے لیئے فروخ سے بھی زیادہ گراں ہوگیا، اُس نے حسان کو ستانا شروع کیا، حسان اُس سے کہتا تھا کہ مجھے اپنا مخالف نہ بنائیں تو تمہارا ہی ساختہ پرداختہ آدمی ہوں مگر خالد نے اُسکی کچھ نہ سنی اور اسی طرح اُسے دق کرتا رہا ؛

حسان جب خالد سے تنگ آیا تو اُس نے آبپاشی کی نہروں کے پشتے توڑ دئے جن سے تمام مقطع برباد ہوگیا، پھر حسان نے ہشام سے آکر کہا کہ خالد نے نہروں کے پشتے آپ کے مقطع کی طرف توڑ دیئے ہشام نے ایک شخص کو اُسکی تصدیق کے لیئے بھیجا اس نے آکر بیان کردیا حسان نے ہشام کے ایک شاگرد پیشہ سے کہا کہ اگر یہ جملہ جو میں تم سے کہوں تم اسطرح کہدو کہ اسے ہشام سن لے تو ایک ہزار دینار دوں گا؛ اُس نے کہا پہلے دلا دیجئے پھر جو آپ نے چاہیں کہدوں گا چنانچہ حسان نے وہ رقم اُسے دیدی اور اُس سے کہا کہ تم ہشام کے کسی بچہ کو رلاؤ اور جب وہ رونے لگے تو اُس سے کہو کہ چپ رہو کیا تم خالد القسری کے

بیٹے ہو جسکے پاس ایک کروڑ تیس لاکھ ہیں۔ ہشام نے اسے سنا مگر ان سُنی کر گیا، جب اُسکے بعد حسّان اُسکے پاس آیا تو اُس نے حسّان کو اپنے بالکل قریب بلا کر پوچھا کہ خالد کی دولت کتنی ہوگی، حسّان نے کہا ایک کروڑ تیس لاکھ، ہشام نے کہا تم نے مجھے اسکی اطلاع کیوں نہیں دی۔ حسّان نے کہا کیا آپ نے کبھی مجھ سے دریافت کیا تھا۔ یہ بات ہشام کی پوری طور پر دل نشین ہوگئی اور اُس نے خالد کی برطرفی کا فیصلہ کر لیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ خالد اپنے بیٹے یزید سے کہا کرتا تھا کہ تو کسی طرح مسلمہ بن ہشام سے کم نہیں ہے کیونکہ تو بجا طور پر ان ایسی تین باتوں پر لوگوں کے سامنے فخر کر سکتا ہے کہ جنپر کوئی اور فخر نہیں کر سکتا، میں نے بغیر کسی دوسرے کو تکلیف دئے دریائے دجلہ کا بند ھ بنوایا۔ مکہ کی تمام آبادی کو میری طرف سے پانی پلایا جاتا ہے۔ اور میں عراق کا صوبہ دار ہوں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام اسی وجہ سے خالد سے ناراض ہوا کہ قریش کے ایک صاحب خالد کے پاس آئے، خالد نے اُنکی بہت تذلیل کی اور کچھ ناگوار خاطر الفاظ بھی انھیں کہے، اُنھوں نے ہشام کو اسکی شکایت لکھی اسپر ہشام نے خالد کو یہ خط لکھا۔

حمد وثنا کے بعد، اگرچہ امیر المومنین نے تیرے ہاتھ اور تیری رائے کو ان لوگوں کے بارے میں جنکی حکومت کی باگ تیرے ہاتھ میں دیدی گئی ہے اور جنکا تجھے محافظ بنایا گیا ہے اس بنا پر آزادی دیدی ہے کہ انھیں توقع تھی کہ تو اپنے فرائض کو بوجہ احسن انجام دیگا اور انھیں تیری انتظامی اور سیاسی قابلیت پر بھروسا تھا، مگر اسکے معنے یہ نہ تھے کہ اُنھوں نے اپنے خاندان والوں کی پیشانیاں تیرے قدموں سے روندے جانیکے لئے بچھادی ہیں بلکہ تجھے یہ بھی حق نہیں دیا گیا تھا کہ تو ٹیڑھی نگاہ سے بھی اُنکی طرف دیکھے باوجود اِن تمام باتوں کے اب بتا کہ تو نے کیوں عراق میں ان کی عزت پر حملہ کیا اور کیوں زجر و توبیخ کے الفاظ اُنھیں کہے کیا اس سے اُوسکی تذلیل و تحقیر مقصود تھی، کیا تو اپنے تئیں اسکا ہمسر سمجھتا ہے اور اُسی بناء پر دربار عام میں اُسسے سخت سست الفاظ کہنے کی تجھے جراءت ہوئی اور

کیا اسی وجہ سے تو اسے آتا دیکھ کر اپنی صدر مسند سے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہے جھپٹ کر استقبال کے لئے نہیں اُٹھا، حالانکہ خود تیری قوم میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے حسب ونسب کے اعتبار سے تجھ سے بڑھ کر ہیں اور انھیں تجھ پر تقدیم حاصل ہے، مگر تو اس مرتبہ پر پہنچا کہ جسکے ذریعہ سے آلِ عمرو نے تجھکو تیری خاکسر پست حالت سے ایک بلند مرتبہ پر سرفراز کردیا اور تجھے امیر المومنین سے پہلے ہی معزز اور مشہور قبائل کے نوجوانوں اور بڈھے سرداروں کے برابر کردیا۔ اور اسی وجہ سے تو اپنے اس موجودہ منصب پر فائز ہوا کہ جس کے گھمنڈ پر تو اُن پر فخر کرتا ہے اور یہ کہنا تیری انتہائی اور بدترین ناشکری کا ثبوت ہے، پس اے ذلیل عورت کے بیٹے تو اپنی اصل نسل پر غور کر جب وہ تیرے پاس آئے تھے تو تو نے اُن کے قدم چومے ہوتے اُنھیں اپنے پاس بٹھایا ہوتا اپنی صدر مسند سے اُن کی تعظیم کے لئے ہٹ جاتا اور پھر بڑھکر امیر المومنین کے لحاظ سے خندہ روئی سے اُنکا استقبال کرتا۔ اور جب تو انھیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتا تو تجھے چاہیئے تھا کہ اُنکی قرابت اور حق کا لحاظ کر کے تو اُنھیں خوش وخرم زندگی بسر کرنیکی دعا دیتا اس لئے کہ وہ ہمارے دونوں خاندانوں کے معزز ترین شخص ہیں وہ آل ابی العاص اور حرب کے سردار کے بیٹے ہیں اور ہمارے سب کے سردار ہیں ۔

امیر المومنین قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر تیری عزت کا پاس نہ ہوتا اور اس بات کو وہ برا نہ سمجھتے کہ تیرے دشمن تیری تذلیل سے خوش ہوں گے تو وہ ضرور تجھے تیرے موجودہ معزز منصب سے ہٹا دیتے اور تجھے اُس حال میں کردیتے کہ جسکی وجہ سے ضرورت مند تیرے محل کے صحن میں آتے ہیں اور تیرے دروازہ پر سواریوں کا ہجوم رہتا ہے، اور ابھی میں نے اسے مناسب نہیں خیال کیا ہے کہ میں تجھے اُن لوگوں کا دست نگر بنادوں جو اب تک تیرے دست نگر رہے ہیں اس لئے جب امیر المومنین کا قاصد اور خط تیرے پاس پہنچے تو چاہیے تو کسی حال میں ہو اور چاہے دن ہو یا رات تو اسے تمام خدم وحشم کے ساتھ پیدل چلکر ابن عمرو کے دروازہ پر جاکر

کھڑا ہو، پھر نہایت عاجزی سے اُن سے ملنے کی اجازت طلب کرا اور چاہے وہ اجازت دیں اور یا نہ دیں توکسی نہ کسی طرح اُن تک پہنچ جا اگر تو نے اُن کے جذبات رحم وکرم کو متحرک کردیا تو وہ تیرے اس بے اجازت آجانے کو درگزر کردیں گے اور اگر اس وجہ سے اُنھیں حمیت و غیرت آگئی تو پھر تو پورے ایک سال اُنکے دروازہ پر بغیر وہاں سے ہٹے کھڑا رہ اور اُس کے بعد بھی تیرے عزل ونصب کا پورا اختیار انھیں رہیگا چاہے وہ اپنا بدلہ لے لیں یا معاف کردیں، اللہ تجھ پر لعنت کرے کون بھلا ایسا ہوسکتا ہے جو اس معاملہ میں اُن پر اعتماد کرے۔ اشراف کے ساتھ تیری گستاخانہ گفتگو اور دریدہ دہنی کی اطلاعات امیر المومنین کو برابر پہنچ رہی ہیں تیری یہ اہانت آمیز گفتگو اُن لوگوں کے مقابلہ میں ہے جو عراق کے میرے دونوں شہروں کی ولایت کے تجھ سے زیادہ اہل، اور حقدار ہیں امیر المومنین نے اپنے چچازاد بھائی کو اس تحریر کے مضمون سے جو اُنھوں نے تجھے لکھی ہے اطلاع دیدی ہے کیونکہ اس معاملہ کی وجہ سے وہ تجھ سے ناراض ہیں، اور انھیں لکھدیا ہے کہ انھیں پورا اختیار ہے کہ چاہے وہ تیری خطا کو معاف کردیں یا ناراض ہوکر تجھے سزادیں جو کچھ تیرے بارے میں وہ کریں گے امیر المومنین نہایت خوشی سے اُسی پر کاربند ہونگے۔ اور اُسکی تعمیل کرائینگے، انشاءاللہ" ہشام نے حسب ذیل خط ابن عمرو کو لکھا:

"حمد وثنا کے بعد۔ امیر المومنین کو آپ کا خط ملا، دربار عام میں خالد نے جو اہانت آمیز گفتگو آپ سے کی، آپ کی بے توقیری کی امیر المومنین سے آپ کی قرابت اور اُنکے آپ سے جو مربیانہ تعلقات ہیں اُن کا کچھ خیال نہیں کیا مگر اسپر بھی آپ نے محض امیر المومنین اور اُن کے دبدبہ سلطنت کو برقرار رکھنے کے خیال سے اور اس خیال سے کہ آپ کو اپنی مخلصانہ اطاعت پر جو صیانت عزت کا بہترین ذریعہ ہے پورا بھروسا تھا آپ نے اُس کے خلاف کچھ نہیں کیا حالانکہ اُسکی اہانت آمیز گفتگو اور تیز کلامی سے آپ کو سخت رنج پہنچا اور جب آپ اس بات کا شریفانہ طریقہ پر لحاظ کرتے ہوئے کہ خود

امیر المومنین نے اُسکی زبان کو آزادی دی ہے اُسکی باگ ڈھیلی چھوڑی ہے اُسے ایک پست حالت سے بلند مرتبہ پر پہنچایا ہے اُسکی گمنامی کو شہرت دی ہے اُس کے پاس سے چلے آئے تو اِس گفتگو نے آپ کو اور بھی رنجیدہ کردیا۔ یہ تمام باتیں جو آپ نے اپنے خط میں لکھی تھیں وہ سب امیر المومنین کو معلوم ہوئیں۔

اِس میں کوئی شک نہیں کہ اے آل سعید تم حقیقت میں ایسے ہی ہو کہ ہمیشہ ذلیل نفرو بخی بیہودگی پر بردباری سے کام لیتے ہو، تم خاموش ہو جاتے ہو مگر یہ خاموشی کسی ضعف یا لکنت کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ تمھارے حلم کی وجہ سے جو اپنے وزن میں کوہ مثال ہے آپ نے اِس معاملہ میں امیر المومنین کی جیسی تعظیم اور اُن کے دبدبۂ سلطنت کی جیسی توقیر کی اُسے امیر المومنین نے بہت پسند کیا اور اُسکے وہ شکر گزار ہیں۔ انھوں نے خالد کے معاملہ میں اب آپ کو کامل اختیار دیدیا ہے، چاہے آپ اُسے معزول کردیں یا برقرار رکھیں۔ اگر آپ اُسے معزول کردینگے تو امیر المومنین فوراً اُسکی تعمیل کرائینگے اور اگر آپ اُسے بحال رکھینگے تو یہ احسان آپ کا اُسپر ہوگا۔ امیر المومنین اسبارے میں آپکے شکر گزار نہ سمجھے جائیں۔ امیر المومنین نے خالد کو ایک ایسا خط لکھا ہے کہ جب وہ خط اُسے ملے گا تو اُسکا سارا نشہ ہرن ہو جائیگا، امیر المومنین نے اُسے حکم دیا ہے کہ شب و روز میں جس حال اور جس وقت امیر المومنین کا خط اور اُنکا فرستادہ قاصد خالد کے پاس پہنچیں وہ فوراً پیدل چلکر آپ کے دروازہ پر آکر کھڑا ہو، اب آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اُسے اندر آنے کی اجازت دیں یا روکدیں۔ اسے بحال رکھیں یا معزول کردیں، امیر المومنین نے اپنے قاصد کو یہ بھی حکم دیدیا ہے کہ وہ آپ کے سامنے اُسکے سر پر بیس کوڑے مارے البتہ ایسی صورت میں کہ خود آپ اُسکے عہدہ کے اعزاز کا لحاظ کرکے اِس سزا کو غیر مناسب سمجھیں تو وہ بھی اِس سزا کا اجرا نہ کرے۔ بہر حال جو آپ چاہیں امیر المومنین اُسکی ضرور تعمیل کریں گے کیونکہ اُنھیں آپ کے ساتھ حسن سلوک کا بڑا خیال ہے وہ آپ کی ذاتی عزت، قرابت اور رشتہ داری کا

بڑا لحاظ کرتے ہیں اور آپ کو اپنا دوست سمجھتے ہیں کیونکہ اُن کی یہ نیت ہے کہ ابی العاص اور سعید کی اولاد کے حقوق کو پوری طرح سر انجام دیں ۔

آپ امیر المومنین کو جس وقت کوئی ضرورت ہو بڑی خوشی سے خط لکھیے، چاہے اُس میں آپ کی طرف سے ابتدا ہو یا آپ جواب لکھ رہے ہوں یا محض یوں ہی گپ شپ کے لیے ہو، یا کسی ضرورت کے لیے، کیونکہ یہ ممکن ہے کہ خود آپکو یا آپکے خاندان والوں کو جو اصل میں امیر المومنین ہی کے خاندان والے ہیں بعض ضروریات پیش آئیں اور وہ اپنی غیرت اور شرم اور بعید مسافت کی وجہ سے امیر المومنین تک اس بات کو پہنچا کر اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکیں ۔ یا اُن ضروریات کے پیش آنے کی وجہ سے وہ خود امیر المومنین کے پاس نہ آ سکتے ہوں تو ایسی صورتوں میں آپ بلا تکلف امیر المومنین کو ایسے معاملات میں لکھا کیجیے اور مکرر سہ کرر یاددہانی سے نہ گھبرائیگا ۔ ہر شخص کے متعلق جو کچھ لکھا جائے وہ اُسکی قرابت اور حسب نسب کے اعتبار سے لکھا جائے، آپ اُن کے لئے روپیہ مانگ سکتے ہیں اُنکی ضروریات زندگی کا انتظام کرا سکتے ہیں یا جو لوگ پہلے سے وظیفے پا رہے ہیں اُنکے ماہوار میں اضافہ کی درخواست کر سکتے ہیں، ان تمام صورتوں میں آپ دیکھئیگا کہ امیر المومنین بہت جلد اپنی عنایت اور احسان کا ہاتھ آپ کی طرف بڑھائیں گے کیونکہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیکی اور اُن کے حقوق کو پورا کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اس حسن نیت میں وہ اللہ سے طالب اعانت ہیں، اور اسی پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہیں اور اللہ ہی اُنکا مالک اور آقا ہے والسلام

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد اکثر ہشام کو اہانت آمیز الفاظ والقاب سے یاد کرتا تھا، ابن الحمقا کہا کرتا تھا کیونکہ ہشام کی ماں بالکل پاگل تھی ہم اس سے پہلے اُسکا قصہ بیان کر چکے ہیں ؛

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خالد نے ایک خط ہشام کو لکھا تھا جسے دیکھکر ہشام کو سخت غصہ آیا ۔ اور ہشام نے اُسے لکھا "اے اپنی

ماں کے بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو کہتا ہے کہ عراق کی ولایت میرے لئے باعث عزت و شرف نہیں، حرامزادے۔ بھلا عراق کی حکومت تیرے لئے باعث شرف کیوں نہیں، بتا کیا تو بنی بجیلہ سے نہیں ہے جنکی تعداد بہت تھوڑی ہے اور جو بہت ہی ذلیل ہیں میں تبائے دیتا ہوں کہ قریش کا ایک کم سن بھی اگر تیری مشکیں کس دیگا"

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہشام نے خالد کو لکھا کہ تیرا یہ قول مجھ تک پہنچا ہے کہ میں خالد بن عبداللہ بن یزید بن عبداللہ بن یزید بن اسد بن کرز ہوں کیا میں ان پانچ معزز اجداد کی وجہ سے اشرف ترین شخص نہیں ہوں۔ بخدا میں تجھے ایسا ذلیل کردونگا کہ تو پھر اپنا خچر اور رفیر وزی پگڑی سنبھال لیگا"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ہشام کو یہ بات معلوم ہوئی کہ خالد اپنے بیٹے سے کہا کرتا ہے "جب امیر المومنین کے بیٹے تجھسے اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں تو تیری عزت کا کیا ٹھکانا" اسکے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمایاں ہو گئے"

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شام کے ایک صاحب ہشام کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے خالد کو امیر المومنین کا ایسے الفاظ میں ذکر کرتے سنا ہے کہ میں انھیں بیان نہیں کرسکتا، ہشام نے کہا کیا اس نے احول کہا، انھوں نے کہا نہیں بلکہ اس سے بھی سخت لفظ کہا ہے، ہشام نے کہا وہ کیا؟ انھوں نے کہا میں کبھی اسے اپنی زبان سے دہرا نہیں سکتا، غرض کہ اسی قسم کی باتیں خالد کی طرف سے ہشام کو برابر پہنچتی رہیں آخر کار ہشام کے خیالات اسکی طرف سے بگڑ گئے

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایک تعلقدار خالد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ کے صاحبزادہ کی دولت ایک کروڑ سے بڑھ گئی ہے مجھے یہ ڈر ہے کہ امیر المومنین کو اسکی اطلاع ہوگی اور وہ اس رقم کو بہت زیادہ خیال کریں گے، اور لوگ تو آپ کی ظاہری شکل کو محبوب رکھتے ہیں اور میں آپ کے جسد اور روح دونوں کو محبوب رکھتا ہوں خالد نے کہا کہ اسد بن عبداللہ نے بھی مجھ سے یہ کہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ تم ہی نے انھیں اس بات کا مشورہ دیا ہوگا، اس تعلقدار نے اس بات کا اقرار کیا، خالد نے کہا میرے بیٹے کے معاملہ کو چھوڑ دو اسکی تو

یہ حالت ہے کہ اگر ایک درہم بھی وہ کبھی مانگتا ہے تو وہ اُسے نہیں ملتا۔
جب ہشام کو خالد کے متعلق مسلسل ایسی باتوں کی اطلاع پہنچتی رہی جسے وہ اچھا نہیں سمجھتا تھا تو اُس نے اُسکو برطرف کر دینے کا ارادہ کر لیا مگر اس بات کو ابھی بالکل پوشیدہ رکھا۔

خالد کو معزول کرنے میں ہشام کی تدبیرو کارروائی

ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کے ارادہ کو کسی شخص سے بیان نہیں کیا بلکہ خود اپنے قلم سے یوسف اپنے عامل یمن کو لکھا کہ تم تیس آدمیوں کے ساتھ عراق جاؤ۔ یوسف کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور اُسکے بالکل قریب پہنچکر اُس نے رات بسر کی، خالد کے افسر مالگذاری طارق نے اپنے بیٹے کی ختنہ کرائی تھی، اور اس تقریب کے موقع پر اُس نے ایک ہزار آزاد غلام۔ ایک ہزار خادم اور ایک ہزار چھوکریاں علاوہ نقد اور کپڑوں وغیرہ کے خالد کو نذر دی تھیں، رات کو پہرہ دینے والے پولیس والے یوسف اور اُسکے ساتھیوں کے پاس سے گزرے، یوسف اُسوقت نماز پڑھ رہا تھا۔ عطر کی خوشبو اُسکے لباس سے مہک رہی تھی۔ گشت والوں نے پوچھا تم کون ہو، اُنھوں نے کہا راہ گیر ہیں، گشت والوں نے پوچھا کہاں جاتے ہو، اُنھوں نے کہا بعض مواضعات میں گشت والے طارق اور اُسکے مصاحبین کے پاس آئے یہ واقعہ بیان کیا اور کہنے لگے ہم اُن لوگوں کو اچھا نہیں سمجھتے ہمارا خیال ہے کہ ہم اُنھیں قتل کر ڈالیں اگر یہ خارجی ہوئے تو اُن کے شر سے ہم کو نجات ملجائیگی اور اگر وہ تمھارے لئے آئے ہونگے تو آپ کو اسکا علم ہو جائے گا اور آپ جس غرض کے لیے وہ آئے ہونگے۔ اس کے خلاف تیاری کر لیں گے۔ مگر طارق نے اُن کے قتل سے پولیس کو منع کر دیا۔ پولیس کے جوان پھر اپنی گشت پر چلے گئے۔

جب صبح کو یوسف اور اُس کے ہمراہی اس مقام سے اُٹھکر بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے تو پہرہ والوں کا پھر ادھر گزر ہوا اُن میں سے ایک نے پوچھا کہ تم کون ہو، اُنھوں نے جواب دیا راہگیر ہیں سپاہی نے پوچھا کہاں جاؤ گے اُنھوں نے کہا بعض دیہات میں، یہ گشت والے پھر طارق اور اُس کے مصاحبین کے پاس آئے اور کہا کہ وہ لوگ بنی ثقیف کے مکانوں میں چلے آئے ہیں اور ہم یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اُنھیں قتل کر دیں، مگر سب لوگوں نے اُنھیں منع کر دیا۔

ادھر یوسف نے ایک ثقیفی سے کہا کہ یہاں جتنے مضری ہوں سب کو میرے پاس بلالاؤ، اِس شخص نے اسکے حکم کی تعمیل کی فجر کی نماز کے وقت یوسف مسجد میں آیا۔ موذّن کو اقامت کا حکم دیا موذّن نے کہا کہ امام کو آجانے دیجئے۔ یوسف نے اُسے ڈانٹ بتائی۔ موذّن نے اقامت کہی یوسف آگے بڑھا اُسنے ایک رکعت میں اذا وقعت الواقعہ اور دوسرے میں وَسَأَلَ سَائِلٌ۔ تلاوت کی، پھر خالد۔ طارق اور اُن کے مصاحبین کو اپنے آدمی بھیجکر گرفتار کرلیا۔ اور اُدھر دعوت کے لئے دیگیں پک رہی تھیں؛

ربیع بن سابور بنی الحریش کے آزاد غلام جو ہشام کی فوج خاصہ کے افسر تھے اور جنکے پاس ہشام کی مُہر بھی رہتی تھی بیان کرتے ہیں کہ ہشام کے پاس خالد کا خط آیا جس سے وہ سخت برہم ہوا۔ اسی زمانہ میں جندب یوسف ابن عمر کا آزاد غلام یوسف کا خط لیکر ہشام کے پاس آیا تھا، ہشام نے اُس خط کو پڑھا اور پھر سالم عنبسہ بن عبدالملک کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ تم اپنے ہی طرف سے اُس کا جواب دیدو، مگر خود ہشام نے بھی ایک چھوٹا سا خط خود اپنے قلم سے لکھا، مجھسے کہا کہ سالم کا لکھا ہوا خط لے آؤ (سالم ہشام کے میر منشی تھے) میں اُس خط کو لے آیا۔ ہشام نے اُس اپنے چھوٹے سے خط کو بھی اس خط میں لپیٹ دیا پھر مجھے حکم دیا کہ اُسپر مُہر لگادو میں نے مُہر لگادی، پھر یوسف کے قاصد کو بلا کر اُس سے کہا کہ تیرا آقا اپنی حد سے آگے تجاوز کرگیا ہے اور ایسی شئے کی درخواست کرتا ہے جو اُسکے مرتبہ سے ارفع ہے، ہشام نے پھر مجھے حکم دیا کہ اِسکے کپڑے پھاڑ ڈالو، اپنے حکم سے اُسکے کوڑے لگوائے، اور کہا اُسے میرے پاس سے نکالدو اور یوسف کا یہ خط اُسے دیدو، میں نے وہ خط جندب کو دیدیا اور کہا جا تیری جان بچی، بشیر بن ابی تلجۃ الدرونی کے دل میں جو سالم کا مددگار تھا شبہ پیدا ہوا اور اُس نے کہا کہ یہ مخص دکھاوا ہے امیرالمومنین نے یوسف کو عراق کا گورنر جنرل مقرر کردیا۔ اُس نے سالم کے مکانات کے مختار عام عیاض کو لکھا تمھارے گھر والوں نے تمھیں یمنی کپڑا بھیجا ہے جب وہ تمھارے پاس پہنچے تم اُسے پہن لو (یعنے قتل کرڈالو) اور اللہ کا شکر کرو، طارق کو بھی اُس کی اطلاع کردو، عیاض نے وہ خط طارق بن ابی زیاد کے پاس بھیجدیا، مگر اب بشیر اپنے اس خط لکھنے پر نادم ہوا اور اُس نے دوسرا خط عیاض کو لکھا کہ تمھارے لوگوں کا خیال اب بدل گیا ہے اور وہ اب کپڑا انہیں بھیجینگے۔ لہذا اب تم اُسپر بھروسا رکھو، عیاض اِس دوسرے خط کو

لیکر طارق کے پاس آیا طارق نے کہا کہ صحیح اطلاع پہلے ہی خط میں ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمھارا دوست اطلاع دیکر نادم ہوا اور اُسے یہ خوف ہوا کہ مبادا یہ بات ظاہر ہو جائے اس لئے اُس نے یہ دوسرا خط بھیجا ہے۔

طارق کوفہ سے سوار ہو کر خالد کے پاس روانہ ہوا جو واسط میں تھا ایک دن اور رات چلکر صبح ہوتے ہی خالد کے پاس پہنچا داؤد البریری نے جو خالد کا میر منشی حاجب اور رفوج خاصہ کا افسر تھا طارق کو دیکھا، خالد سے جاکر اطلاع کی۔ خالد طارق کے بلا اجازت چلے آنے پر بہت برافروختہ ہوا مگر جب طارق سامنے آیا تو اُس سے آنیکی وجہ دریافت کی، طارق نے کہا ایک معاملہ میں مجھ سے خطا ہو گئی ہے اُس کی تلافی کے لئے حاضر ہوا ہوں خالد نے پوچھا کیا طارق نے کہا اسد کی وفات۔ اگرچہ میں نے جناب والا کو تعزیت کا خط لکھدیا تھا مگر میرا فرض تھا کہ میں خود چلکر آپ کی خدمت میں پرسے کے لئے حاضر ہوتا خالد کا دل بھر آیا۔ آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے، طارق سے کہا اچھا اب اپنے مستقر پر چلے جائیے طارق نے کہا مجھے ایک بات راز میں عرض کرنا ہے، خالد نے کہا داؤد سے کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ طارق نے کہا یہ میرا ایک ذاتی معاملہ ہے، داؤد کو یہہ جملہ برا معلوم ہوا اور اُٹھکر چلا گیا، طارق نے تمام واقعہ سے خالد کو اطلاع دی۔ خالد نے پوچھا اب کیا کیا جائے۔ طارق نے کہا آپ خود امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوں اور اگر کوئی شکایت آپکی اُن سے کی گئی ہے تو اُسکی معافی چاہیئے۔ خالد نے کہا کہ میں اگر بغیر اجازت اُن کے پاس چلا جاؤں تو میں بہت ہی بُرا آدمی ہونگا، طارق نے کہا اچھا تو یہ دوسری ترکیب کیجئے، خالد نے کہا وہ کیا۔ طارق نے کہا آپ تو اپنے علاقہ کے دورہ پر چلے جائیے اور میں شام جاتا ہوں آپ کے لئے اجازت حاصل کرتا ہوں اور ابھی آپ اپنے علاقہ کی انتہائی سرحد پر بھی نہ پہنچیں گے کہ امیر المومنین کی اجازت آپ کو پہنچ جائیگی خالد نے کہا یہہ بھی ٹھیک نہیں، طارق نے کہا تو اچھا میں جاتا ہوں اور ان سنین میں آمدنی میں جو کمی ہوئی ہے اُسکی ضمانت کرتا ہوں اور ابھی آپ کے لئے فرمان استقلال لے آتا ہوں خالد نے پوچھا وہ کتنی رقم ہوگی۔ طارق نے کہا دس کرور، خالد نے کہا بھلا اتنی بڑی رقم مجھے کہاں سے ملیگی میں چاہوں تو دس ہزار بھی نہیں ملتے۔ طارق نے کہا میں اور سعید بن راشد چار کرور دینگے۔ زینبی اور آبان بن الولید دو کرور دینگے بقیہ رقم آپ اپنے دوسرے عمال پر تقسیم کر دیجئے۔ خالد نے کہا کہ اگر میں کسی کو

دیکر واپس لوں تو میں نہایت ہی ذلیل آدمی ہونگا۔ میں یہ بھی نہیں کرسکتا، طارق نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو اور خود کو اپنے مال کا صدقہ دیکر بچالیں اور دنیا پر لات ماریں۔ اور اسطرح یہ موجودہ نعمتِ حکومت آپ کے اور ہمارے پاس باقی رہیگی، یہ صورت اس سے تو اچھی ہے کہ کوئی اور آکر ہمارے مال کا مطالبہ کرے جو اسوقت کوفہ کے تاجروں کے پاس ہے جو اسوقت سینے نکالے ہوئے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ ہم قتل کردیے جائیں تاکہ وہ اس روپیہ کو ہضم کرجائیں، خالد نے اس بات کے ماننے سے بھی انکار کردیا، طارق نے اُس سے رخصت چاہی رونے لگا اور اُس نے کہا کہ دنیا میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔

طارق چلا آیا۔ اب داؤد خالد کے پاس گیا۔ خالد نے داؤد سے سارا واقعہ بیان کیا، داؤد نے کہا کہ طارق جانتا تھا کہ آپ تو بغیر اجازت کے جا نہیں سکتے اسلیئے اُس نے چاہا کہ آپ کو دھوکہ دیکر خود شام جائے اور پھر وہ اور اسکا بھتیجا سعید بن راشد عراق پر حکمران ہوکر آئیں، طارق کوفہ واپس چلا گیا اور خالد حمہ کی طرف روانہ ہوا۔

ادھر یوسف کے پاس جب یمن میں اُسکا قاصد آیا تو اُس نے قاصد سے پوچھا کہو خبر ہے، قاصد نے کہا خیر نہیں ہے امیر المومنین ناراض ہیں۔ اُنھوں نے مجھے مارا آپ کے خط کا جواب نہیں لکھا البتہ یہ میر منشی سالم کا خط ہے، یوسف نے خط چاک کیا اُسے پڑھا۔ جب آخر میں پہنچا تو وہ خط پڑھا جو ہشام نے اپنے قلم سے لکھا تھا اس خط میں یوسف کو حکم دیا تھا کہ تم عراق جاؤ میں نے تمھیں عراق کا صوبہ دار مقرر کردیا ہے۔ کسی شخص کو اسکی اطلاع مت کرنا۔ ابن النصرانیہ (خالد) اور اُس کے عمال کو گرفتار کرکے مجھے اُنکی جانب سے راحت اور اطمینان دلاؤ۔

یوسف نے حکم دیا کہ کسی ایسے شخص کی تلاش کیجائے جو راستہ سے اچھی طرح واقف ہو، چند آدمی پیش کئے گئے یوسف نے ایک کا انتخاب کیا اور اُسی روز روانہ ہوگیا اپنے بیٹے صلت کو یمن پر اپنا قائم مقام مقرر کیا، صلت باپ کی مشایعت کے لیۓ کچھ دور آیا جب واپس جانے لگا تو یوسف سے پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ یوسف نے سو کوڑے اُسکے مارے اور کہا اے حرام زادے کیا اگر میں کسی جگہ استقلال سے بیٹھونگا تو وہ تجھ سے پوشیدہ رہیگی۔ چلتے چلتے جب ایسی جگہ پہنچا جہاں سے دو راستے علیحدہ علیحدہ جاتے تھے تو پوچھا، کہا گیا کہ یہ راستہ عراق کو جاتا ہے یوسف نے کہا عراق ہی کو لیچل۔ غرض کہ اسیطرح

یوسف کوفہ پہنچ گیا۔

حسان النبطی کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کے لئے حلوا تیار کیا تھا، میں اُسکے سامنے تھا اور وہ اس حلوے کو دیکھ رہا تھا اتنے میں اُس نے مجھ سے کہا حسان یمن سے کوئی شخص کتنے عرصہ میں عراق آجاتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا ہشام نے یہ شعر پڑھا۔

امرتك امرا حازما فعصیتنی فاصبحت مسلوب الامارة نادما

میں نے ایک دوراندیشی کی بات تجھ سے کہی تھی مگر تو نے نہ مانی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تیری امارت چھن گئی اور تو اپنی حماقت پر پشیمان ہوا۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد عراق سے یوسف کا خط آیا کہ وہ عراق پہنچ گیا یہ واقعہ جمادی الآخر سنہ ۱۲۰ ہجری کا ہے۔

سالم زنبیل کہتے ہیں کہ جب ہم نجف آئے تو یوسف نے مجھے حکم دیا کہ طارق کو لے آؤ۔ میں انکار تو کر نہیں سکتا تھا مگر میں نے اپنے دل میں کہا کہ بھلا میں کسطرح طارق سے ایسی حالت میں کہ وہ برسر اقتدار ہے عہدہ بر آ ہو سکتا ہوں کوفہ آکر میں نے طارق کے غلاموں سے کہا کہ مجھے طارق سے ملنے کی اجازت دو، اُنھوں نے مجھے پیٹا، میں نے چلا کر طارق کو آواز دی اور کہا کہ میں سالم یوسف کا آزاد غلام ہوں جو عراق کا والی ہو کر آیا ہے۔ طارق یہ سنتے ہی نکلا اپنے غلاموں کو ڈانٹا اور کہا کہ میں خود اُن کے پاس آتا ہوں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے کیسان کو حکم دیا کہ جا کر طارق کو میرے پاس لے آو۔ اگر وہ خود آرہا ہو تو گھوڑے کی زین پر بٹھا کر عزت سے لانا اور اگر نہ آرہا ہو تو گھسیٹتے ہوئے لاؤ۔ کیسان حیرہ میں عبدالمسیح کے مکان میں آیا، یہ شخص اہل حیرہ کا رئیس اعظم تھا۔ کیسان نے اُس سے کہا کہ یوسف عراق کا گورنر مقرر ہو کر آیا ہے اور اُنھوں نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ طارق کی مشکیں باندھکر اُسکی خدمت میں حاضر کریں۔ عبدالمسیح اپنے بیٹوں اور غلاموں کو لیکر طارق کی قیام گاہ پہنچا، طارق کا ایک بہادر غلام تھا اور اُسکے ساتھ اور بہادر غلام تھے جو تمام اسلحہ سے آراستہ تھے، اس غلام نے طارق سے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اپنے ساتھیوں کو لیکر ان پر حملہ کر کے سب کو قتل کر ڈالتا ہوں پھر آپکو موقع مل جائیگا جدھر چاہیں چلے جائیگا۔

بہر حال طارق نے کیسان کو اندر بلالیا اور پوچھا کیا امیر روپیہ چاہتے

ہیں کیسان نے کہا ہاں، طارق نے کہا وہ جتنا مانگیں میں دینے کے لئے تیار ہوں۔

اب یہ سب کے سب یوسف سے ملنے کے لئے روانہ ہوئے، اتنے میں یوسف بھی حیرہ پہنچ گیا تھا۔ یہیں اُنکی ملاقات ہوئی یوسف نے طارق کو دیکھتے ہی نہایت بری طرح اُسے پٹوایا کہا جاتا ہے کہ پانسو کوڑے لگوائے۔ یوسف کوفہ میں داخل ہوا اور عطاء بن مقدم کو اُس نے خالد کے پاس حسبہ بھیجا۔

عطاء کہتے ہیں کہ میں دربان کے پاس آیا میں نے اس سے کہا میرے لئے ابی الہیثم سے ملنے کی اجازت لاؤ، دربان منہ بنا کر اندر چلا گیا، خالد نے پوچھا کیا ہے۔ دربان نے کہا خیریت ہے، خالد نے کہا خیریت تو معلوم نہیں ہوتی دربان نے کہا کہ عطاء بن مقدم نے آکر مجھ سے کہا کہ میں ابی الہیثم سے ملنا چاہتا ہوں خالد نے کہا اُنھیں آنے دو، میں سامنے گیا۔ خالد نے کہا اُسکی ماں قسطنطہ کا برا ہو، میں ابھی اپنی جگہ بیٹھا بھی نہ تھا کہ حکم بن الصلت آئے اور خالد کے پاس بیٹھ گئے خالد نے اُن سے کہا جو شخص کہ اب مجھ پر والی ہوگا وہ تمھارے مقابلہ میں مجھے زیادہ محبوب ہے۔

یوسف نے کوفہ میں تقریر کی جسمیں اُس نے بیان کیا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ابن النصرانیہ کے تمام عاملوں کو گرفتار کر کے امیر المومنین کو اُن کی جانب سے مطمئن کردوں، میں اُس حکم کی پوری تعمیل کروں گا بلکہ اس سے زیادہ کروں گا۔ اے عراقیو۔ جو تم میں منافق ہیں اُنھیں تلوار سے قتل کرونگا اور تمھارے فاسقوں و بدمعاشوں کو عذاب دے دے کر ہلاک کرونگا۔ اتنا کہکر یوسف منبر سے اُتر آیا۔ اور واسط چلا گیا اور یہیں خالد اُسکے سامنے پیش کیا گیا۔

یوسف نے خالد کو قید کر دیا مگر ابان بن الولید اور اُسکے دوستوں نے نوے ۹۰ لاکھ درہم پر اُسکی جانب سے صلح کرلی۔ مگر اب اقرار کر لینے کے بعد یوسف اپنے کئے پر نادم ہوا۔ اُس سے لوگوں نے کہا کہ اگر تم اقرار نہ کر لیتے تو اُس سے دس کرور وصول کرتے یوسف نے کہا مگر اب میں اپنی زبان نہیں پھیر سکتا میں اقرار کر چکا ہوں خالد کے دوستوں نے خالد کو اسکی اطلاع دی۔ خالد نے کہا کہ تم نے برا کیا کہ پہلے ہی وہلہ میں نوے لاکھ منظور کر لئے اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس رقم کو وصول کرنے کے بعد اپنے اقرار سے پھر جائیگا

اور مزید رقم کا مطالبہ کریگا۔ تم لوگ اُسکے پاس پھر جاؤ"۔

یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اور اُس سے کہا کہ ہم نے خالد کو اتنی رقم پر سمجھوتہ کی اطلاع دی۔ وہ ہماری ضمانت کو ماننے کے لئے تیار نہیں وہ کہتا ہے کہ میں اتنی رقم کسی طرح ادا نہیں کر سکتا یوسف نے کہا یہ تو تم ہی خوب جانتے ہو گے یا تمہارا دوست ہیں تو اپنے اقرار سے اب پھرتا نہیں تم اگر پھرنا چاہتے ہو تو میں تمھیں روکتا بھی نہیں، اُنھوں نے کہا تو اچھا ہم اپنے عہد ضمانت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں، یوسف نے پوچھا کیا واقعی تم ایسا کرتے ہو، اُنھوں نے کہا جی ہاں، یوسف نے کہا تو اب یاد رکھو چونکہ نقض عہد کی ابتدا تم نے کی ہے اس لئے اب میں نہ یہ رقم قبول کرونگا اسکی دوگنی اور نہ چوگنی"۔

چنانچہ یوسف نے اُس سے کہیں زیادہ رقم اُس سے وصول کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس کروڑ لئے"۔

ابن عیاش راوی ہیں کہ ہشام نے خالد کے معزول کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ خالد نے عراق میں بڑی جائداد پیدا کر لی تھی نہریں کھدوائی تھیں جنکی آمدنی دو کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ صرف نہر خالد کی آمدنی پچاس لاکھ تھی اسیطرح باجوی۔ بارمانا۔ مبارک، جامع، کورہ ماپور اور رقبلیج کی نہریں تھیں مگر باوجود اسکے خالد اکثر کہا کرتا تھا بخدا میں مظلوم ہوں یہ جسقدر زمین ہے از روئے حق میری ہے اُسکا مطلب یہ ہوتا تھا کہ حضرت عمرؓ نے علاقہ سواد کا چوتھائی حصہ بنی بجیلہ کو دیدیا تھا"۔

عریان بن الہیثم کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں سے اکثر کہا کرتا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خالد اس بات سے بالکل خالی الذہن ہے کہ قریشی اسے اور اس جیسے کسی اور کو کبھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھینگے، یہ لوگ بڑے حاسد ہیں اور دیکھ لینا کہ اس سے کیا کیا باتیں پیدا ہونگی۔ میں نے ایک دن خالد سے کہا کہ یہاں بعض ایسے لوگ ہیں جن کی نظروں پر آپ چڑھ گئے ہیں یہ قریش ہیں آپ کے اور اُن کے درمیان کوئی ناتا۔ یا قرابت بھی نہیں ہے انھیں آپ کی پروا نہیں مگر آپ کو ان کا خیال ضرور رکھنا چاہئے۔ میں آپ کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ آپ کیوں نہیں ہشام کو اپنی جائداد و املاک کی مفصل اطلاع دیدیتے اور جو چیز اُن کے پسند آئے اُسے کیوں نذر نہیں کر دیتے کیونکہ اسطرح سے آپ کو پھر یہ موقع ملجاتا ہے

کہ اُس ہی جیسی آپ اور جائداد حاصل کرلیں کیونکہ وہ پھر آپ سے بگاڑ نہیں پیدا کرے گا جیسا ہے وہ اُسے دل سے چاہتا ہو۔میں قسمیہ کہتا ہوں کہ اگر کچھ چلا جائے اور کچھ باقی رہے تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ سب کا سب چلا جائے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ تمھارا کوئی مخالف یا حاسد ہشام کے پاس آئے گا اور وہ اُسکے بیان کو سچ سمجھ لیگا، تم اگر اپنی خوشی سے یہ دیدو تو یہ اس سے تو اچھا ہے کہ تم سے زبردستی چھین لیا جائے ؎

خالد نے سنکر کہا میں تم پہ بدنیتی کا الزام نہیں رکھتا مگر یہ کبھی نہیں ہوگا، اسپر میں نے کہا آپ میرے مشورہ پر عمل کیجئے مجھے اپنا وکیل بناکر ہشام کے پاس متعین کر دیجئے۔ اگر کوئی لڑی کھل جائے گی تو میں اُسی مضبوطی سے کس دونگا اور اگر کوئی گانٹھ پڑ گئی تو میں اُسے کھولدونگا خالد نے کہا میں ہرگز ایسی ذلت گوارا کرنیکے لئے تیار نہیں ہوں۔میں نے اُس سے کہا یہ تو آپ خوب جانتے ہیں کہ آپ کی ساری جائداد و املاک اُسکی سلطنت میں ہیں کیا اگر وہ انھیں لے لے تو آپ اُسے روک سکتے ہیں، خالد نے کہا میں نہیں روک سکتا، میں نے کہا ہاں تو پھر بہتر یہ ہے کہ خود آپ اس میں مسابقت کریں اور اُسے نذر کر دیں کیونکہ وہ اسے آپ ہی کی نگرانی میں دیدیگا اور اسوجہ سے آپ کا شکر گزار ہوگا۔اور اگرچہ آپ پر سوائے اسکے کہ جس سے وہ آپ ابتدا کرے اور کوئی احسان نہ رہے تب بھی آپ اس قابل ہوں گے کہ اپنی جائداد کو سنبھال لیں اور اُسپر قبضہ رکھیں خالد نے کہا کہ یہ بھی کبھی نہیں ہوسکتا ؎

تب میں نے اُس سے کہا اچھا اگر وہ تمھیں برطرف کردے اور تمھاری تمام جاگیر و جائداد کو ضبط کرلے تو تم کیا کروگے، بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس معاملہ میں ابتدا کرو، اور یہ سب کچھ اُسکے نذر کردو، اس لئے کہ اُسکے بھائی۔بیٹوں اور خاندان والوں نے پہلے ہی اس معاملہ میں تمھاری بہت کچھ شکایت کردی ہے اور پھر تمھیں یہ موقع ملیگا کہ تم اپنی چالوں سے اُنکی سازش کو انھیں پر الٹ دو اور پھر ہشام سے تم جسطرح چاہنا اپنی منھ مانگی مرادیں حاصل کرلینا ؎

خالد نے کہا جو کچھ تم نے کہا میں نے اُسے سمجھا مگر میں یہ بھی نہیں کرونگا ؎

عریان کہنے لگے گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خالد معزول کردیا گیا ہے، اُس کا مال ضبط کرلیا گیا ہے اُسپر الزام لگایا گیا ہے اور پھر کوئی تدبیر اُسکے حق میں مفید ثابت نہیں ہوتی، چنانچہ بعینہٖ ایسا ہی ہوا ؎

بلال بن ابی بردہ کو جو خالد کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا جب ہشام کی خالد پر خفگی کا علم ہوا تو اُس نے خالد کو لکھا کہ ایک ایسا معاملہ رونما ہوا ہے کہ مجھے آپ سے بالمشافہ گفتگو کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے اپنے پاس آنیکی اجازت مرحمت فرمایئے کیونکہ صرف ایک رات اور دن آپ تک آنے میں صرف ہونگے ایک دن میں آپ کے پاس رہونگا اور پھر اسی طرح ایک رات اور دن میں واپسی کا سفر طے کرکے اپنے مستقر پر آجاؤنگا، خالد نے لکھدیا کہ جب چاہو آجاؤ۔ بلال مع اپنے دو آزاد غلاموں کے تیز رفتار اُونٹوں پر سوار ہو کر روانہ ہوا ایک دن اور ایک رات چلکر مغرب کی نماز کوفہ میں آکر پڑھی۔ بصرہ سے کوفہ اسّی فرسخ تھا، خالد کو اُسکے آنیکی اطلاع پہنچ گئی خود خالد اُسکے پاس آیا مگر ذرا اُس سے برافروختہ ہو گیا تھا۔ خالد نے اُس سے پوچھا کہو ابو عمرو کیا تم نے خود کو تھکا دیا ہے۔ بلال نے کہا جی ہاں۔ خالد نے کہا بصرہ کب چھوڑا۔ بلال نے کہا کل۔ خالد نے کہا کیا تم کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ بلال نے کہا بخدا ایسا ہی ہے۔ خالد نے کہا اچھا کہیئے اتنی تکلیف کیوں گوارا کی، بلال نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ امیر المومنین آپ سے ناراض ہیں اور اُنھوں نے اُسکا اظہار بھی کیا ہے ان کے بیٹوں اور خاندان والوں نے آپ کی اُن سے شکایت کی ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو خود اُن کے پاس جایئے ہمارا کچھ روپیہ اُنھیں دینے کا وعدہ کیجیئے اُسکے عوض اپنے استقلال کا حکم حاصل کیجیئے تاکہ ہم لوگ اپنی جگہ مطمئن ہوں۔ پھر اپنا تمام مال ومتاع اُن کے سامنے پیش کردیجئے اُس میں سے جتنا وہ لینگے اُسکے عوض میں اُتنا ہی ہم آپ کو بعد میں دیدیں گے۔

خالد نے کہا میں تم پر الزام نہیں رکھتا مگر مجھے غور کرنے دو، بلال نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ ابھی سوچتے ہی رہینگے اور آپ کے خلاف جلد کارروائی ہو جائیگی خالد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلال نے کہا قریش کو آپ خوب جانتے ہیں اور وہ ضرور اس معاملہ میں آپکے خلاف فوری کارروائی کریں گے۔ خالد نے کہا بلال اپنی کوئی شئے جبراً تو کبھی بھی نہ دونگا۔ بلال نے کہا کیا جناب والا میں کچھ اور عرض کروں۔ خالد نے کہا ہاں کہو بلال نے کہا کہ آپ کے مقابلہ میں ہشام اس معاملہ میں زیادہ معقول وجہ رکھتا ہے وہ کہے گا میں نے تجھے والی بنایا اور تیرے پاس اُسوقت کچھ نہ تھا، مگر پھر بھی تو اپنی اس دولت میں جواب تیرے پاس جمع ہوگئی ہے میرا کوئی حق نہیں سمجھتا اور مجھے کچھ نذر نہیں دیتا ایک مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ حسان النبطی اُسے

ایسے سبز باغ دکھائیگا کہ آپ اُسکا اور اک بھی نہیں کر سکتے اس لئے اس جہالت کو غنیمت سمجھئے،
خالد نے کہا میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تم اب اپنے مستقر پر واپس چلے جاؤ، بلال واپس جانے لگا وہ کہتا جاتا تھا میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ گویا ایک دور کا شخص اُسپر مسلط کر کے بھیجا گیا ہے، جو تند خو بد طینت، بے دین اور بے شرم ہے اور جس نے خالد کو گرفتار کر کے اپنا سخت کینہ اور عداوت اس سے نکالی ہے، چنانچہ بالکل ایسا ہی ہوا،
اسی بلال نے کوفہ میں ایک مکان بنایا تھا۔ خالد سے اُسکے دیکھنے کی استدعاء کی تھی مگر خالد یوں تو گیا نہیں البتہ گرفتار کر کے اسی مکان میں رکھا گیا اُس کے بعد سے آج تک یہ مکان جیل خانہ ہی بنگیا ؛

خالد اپنی تقریر میں کہا کرتا تھا کہ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ میں نرخ گراں کر دیتا ہوں جو ایسا کرتا ہو اُسپر خدا کی لعنت ہو، اصل بات یہ تھی کہ ہشام نے خالد کو لکھدیا تھا جبتک ہماری تمام اجناس فروخت نہ ہو جائیں کسی اور کی نہ بکنے پائیں اس بنا پر قیمت اتنی چڑھی کہ ایک کیلجہ[1] غلہ ایک درہم کو ملنے لگا ؛

شوال ۱۰۵ھ میں خالد عراق کا والی مقرر ہوا اور جمادی الاول ۱۲۰ہجری میں اس عہدہ سے معزول کر دیا گیا ؛

اسی سنہ میں یوسف عراق کا والی ہو کر آیا اُس کے آنیکا واقعہ اور سبب پہلے بیان ہو چکا ہے۔ نیز اسی سنہ میں یوسف نے جعفر بن حنظلہ کو موقوف کر کے جدیع بن علی الکرمانی کو خراسان کا والی مقرر کیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ عراق آنے کے بعد یوسف نے سلم بن قتیبہ کو خراسان کا والی مقرر کرنا چاہا، ہشام کو اس بارہ میں لکھا اور اُس تقرر کی اجازت چاہی ہشام نے لکھا کہ سلم بن قتیبہ ایک ایسا شخص ہے کہ خراسان میں اسکا خاندان نہیں ہے کیونکہ اگر ہوتا تو اُسکا باپ قتل نہ کیا جاتا ؛

بیان کیا گیا ہے کہ یوسف نے ولایت خراسان کا پروانہ کرمانی کے نام بنی سلیم کے ایک شخص کے ہاتھ بھیجا۔ کرمانی اس وقت مرو میں تھا۔ کرمانی نے فرمان وصول کرتے ہی اہل مرو کے سامنے تقریر کی حمد و ثنا کے بعد اُس نے اسد اور اُسکے خراسان آنے اور جو جو تکالیف اور دشواریاں ہوئیں انہیں اور

[1] غلہ کا ایک پیمانہ جو ۲½ من کے برابر ہوتا ہے ؛ مترجم

جو فلاح وبہبودی کے کام اہلِ خراسان کے لئے اسد کے ہاتوں سرانجام پذیر ہوئے انھیں بیان کیا، پھر اُس نے اسد کے بھائی خالد کا اچھے الفاظ میں تذکرہ کیا، اور اُسکی تعریف کی پھر یوسف کے عراق کا والی مقرر ہونیکی خبر لوگوں کو بتائی، حکومت کی فرمان برداری اور یکجہتی و اتحاد کی تاکید کی اسد کے لئے دعاءِ مغفرت مانگی، معزول شدہ کے لئے خدا سے معافی کی درخواست کی اور نئے آنے والے (یوسف) کو مبارکبادی اور پھر منبر سے اُتر آیا۔

اسی سنہ میں کرمانی خراسان کی ولایت سے معزول کر دیا گیا اور اُسکی جگہ نصر بن سیار بن لیث بن مرافع، بن ربیعہ، بن مُحرّی بن عوف بن عامر بن جندع بن لیث بن بکیر بن عبد مناۃ بن کنانہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا۔ اُنکی ماں زینب بنت حسان التغلبی تھیں۔

نصر بن سیار کی ولایت خراسان

جب ہشام کو اسد کی موت کا علم ہوا تو اُس نے اپنے دوستوں سے مشورہ کیا کہ کون ایسا شخص ہے جو خراسان کی حکومت کو بوجہ احسن چلا سکے۔ اِن لوگوں نے کئی آدمیوں کے نام پیش کئے اور ہشام کے پاس اُنکے نام لکھکر پیش کر دیئے جن اصحاب کی اس عہدہ کے لئے سفارش کی گئی تھی اُن میں یہ لوگ تھے، عثمان بن عبداللہ بن الشخیر، یحیٰی بن حضین بن منذر الرقاشی۔ نصر بن سیار اللیثی، قطن بن قتیبہ بن مسلم، مجشر بن المزاحم السلمی (از قبیلہ بنی حرام)، عثمان بن عبداللہ بن الشخیر کے متعلق کہا گیا کہ یہ شراب پیتے ہیں، مجشر کے لئے کہا گیا کہ یہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، ابن حضین کے متعلق کہا گیا کہ ان میں اپنی بڑائی کا خیال اور نخوت ہے، قطن بن قتیبہ کے متعلق کہا گیا کہ چونکہ انکا باپ وہیں قتل کیا گیا ہے اِس لئے یہ انتقام جو ہیں۔ نصر بن سیار کے متعلق کہا گیا کہ اِن کا وہاں خاندان نہیں ہے کہ جسکی امداد انہیں حاصل ہو سکے۔ ہشام نے کہا میں خود نصر کا خاندان بنا جاتا ہوں، غرض کہ ہشام نے نصر ہی کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا، عبدالکریم بن سلیط بن عقبہ الہفانی (ہفان بن عدی بن حنیفہ) کو نصر کا فرمانِ تقرر دیکر روانہ کیا۔ عبدالکریم اِسے لیکر خراسان روانہ ہوا اُسکے ہمراہ اُسکا منشی ابو المہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا جب یہ سرخس پہنچا تو وہاں اُسے کوئی پہچانتا نہ تھا حفص بن عمر بن عباد التیمی تمیم بن عمر کا بھائی سرخس کا عامل تھا ابو المہند نے اُسے نصر کی ولایت کا حال بتا دیا، حفص نے یہ سنتے ہی اپنا ایک قاصد نصر کے پاس بھیجا جس نے یہ خبر نصر کو پہنچا دی۔ اب عبدالکریم بن سلیط بھی مرو آگیا

ابو المہند نے کرمانی کو بھی اسکی اطلاع دیدی کرمانی نے نصر بن حبیب بن بحر مالک بن عمر الکرمانی کو نصر بن سیار کے پاس بھیجا مگر اُس سے پہلے حفص کا قاصد نصر کے پاس پہنچ گیا، اور اُسی نے سب سے پہلے امیر کہکر نصر کو سلام کیا۔ نصر نے اُس سے کہا تو سکار شاعر معلوم ہوتا ہے، پیامبر نے حفص کا خط پیش کیا۔

اس سے پہلے جعفر بن حنظلہ نے کرمانی کو معزول کر کے عمرو بن مسلم کو مرو کا حاکم مقرر کر دیا تھا، منصور بن عمرو کو ابر شہر کا اور نصر بن سیار کو بخارا کا عامل مقرر کیا تھا۔

جعفر بن حنظلہ کہتے ہیں کہ کئی دن پہلے کہ نصر کا فرمان تقرر آئے میں نے نصر کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں بخارا کا عامل مقرر کرتا ہوں۔ نصر نے بختری بن مجاہد سے مشورہ کیا بختری نے کہا، یہ بھی بنی شیبان کے آزاد غلام ہیں، اُس سے کہا کہ تم اُسے قبول مت کرو، نصر نے وجہ پوچھی، بختری نے کہا چونکہ خراسان میں اسوقت تم ہی سارے بنی مضر کے شیخ ہو اسلئے مجھے یقین ہے کہ تم ہی سارے خراسان کے والی بنا دیے جاؤ گے چنانچہ جب واقعی نصر کا فرمان تقرر اُسے مل گیا تو اُسنے بختری کو بلا بھیجا۔ بختری نے اُسکے قاصد کے آتے ہی اپنے دوستوں سے کہا کہ نصر بن سیار خراسان کا والی مقرر ہو گیا، بختری نے آکر نصر کو امیر کہکر سلام کیا، نصر نے پوچھا آپکو یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی بختری نے کہا چونکہ آپ نے آج مجھے بلا بھیجا حالانکہ اس سے پہلے آپ خود میرے پاس آیا کرتے تھے میں سمجھ گیا کہ آپ خراسان کے والی مقرر ہو گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسد بن عبد اللہ کی موت کی خبر ہشام کو معلوم ہوئی تو اس نے عبد الکریم سے پوچھا کہ بتاؤ میں کسے خراسان کا والی مقرر کروں میں تم سے اس لئے مشورہ لیتا ہوں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خراسان اور وہاں کے امیروں سے اچھی طرح واقف ہو، عبد الکریم کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین سے کہا کہ باعتبار اپنی احتیاط، تدبیر اور شجاعت کے کرمانی اسکے اہل ہیں۔ امیر المومنین نے اپنا منھ پھیر لیا اور پوچھا کہ اُسکا کیا نام ہے میں نے کہا جدیع بن علی۔ اس نام سے انھوں نے بُرا شگون لیا اور کہا کہ میں اسے نہیں کرنا چاہتا کسی اور کا نام بتاؤ میں نے کہا۔ چرب زبان آزمودہ کار یحییٰ بن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی ابو المیلاء ہشام نے کہا یہ بنی ربیعہ میں سے ہیں اور بنی ربیعہ سے سرحدوں کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ عبد الکریم کہتے ہیں کہ یہ سنکر میں نے اپنے جی میں کہا کہ ربیعہ اور یمن دونوں کو اس نے ناپسند کیا ہے اب مضر میں سے کسی کا نام لیکر دیکھوں۔ میں نے کہا عقیل بن المعقل اللیثی بھی ہیں،

اگر آپ انکی ایک کمزوری کا خیال نہ فرمائیں۔ ہشام نے پوچھا وہ کیا ہے، میں نے کہا وہ عفیف نہیں ہیں ہشام نے کہا میں انھیں بھی نہیں کرنا چاہتا میں نے عرض کیا منصور بن ابی الخرقا السلمی اگر آپ انکی ایک فطری خرابی کا خیال نہ فرمائیں کیونکہ انکی صورت منحوس ہے ہشام نے کہا کسی اور کا نام بتاؤ، میں نے کہا مجشر بن مزاحم السلمی۔ عاقل و شجاع ہیں، مدبر ہیں مگر ذرا جھوٹ بولنے کی عادت ہے، ہشام نے کہا جھوٹ میں بھلائی نہیں میں نے کہا یحیی بن حضین ہشام نے کہا میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ بنی ربیعہ سے سرحد کی حفاظت نہیں ہو سکتی۔ غرض کہ اسی طرح جس کسی بنی یا ربیعہ کے سردار کا میں نام لیتا ہشام اسے ناپسند کرتا میں نے ارادتاً نصر بن سیار کو سب کے آخر میں رکھا حالانکہ وہی سب میں زیادہ شجاع، دانا اور تجربہ کار سیاست تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نصر بن سیار اللیثی، ہشام نے کہا ہاں یہ منظور ہے، میں نے کہا ان میں بھی ایک کمی ہے اگر آپ اسکا خیال نہ فرمائیں تو مناسب ہے، اگرچہ وہ عفیف، و تجربہ کار اور فرزانہ ہیں ہشام نے کہا آخر کہو وہ کیا کمی ہے میں نے کہا خراسان میں انکا خاندان وقبیلہ بہت کم ہے ہشام نے کہا کیا ڈر ہے، کیا وہ مجھ سے بڑھ کر کسی خاندان کا آرزومند ہے۔ میں اسکا خاندان اور حامی ہوں گا۔

دوسرے ارباب سیر کا بیان ہے کہ جب یوسف بن عمر عراق آیا تو اس نے اپنے دوستوں سے پوچھا کہ کسی ایسے شخص کو بتاؤ جسے میں خراسان کا والی مقرر کروں، لوگوں نے اسے مسلمہ بن سلیمان بن عبداللہ بن خازم، قدید بن منیع المنقری نصر بن سیار، عمرو بن مسلم مسلم بن عبدالرحمن بن سلم منصور بن ابی الخرقا۔ سلم بن قتیبہ یونس بن عبد ربہ اور زیاد بن عبدالرحمن القشیری کے نام بتائے، یوسف نے یہ سب نام ہشام کے پاس بھیجدیئے قیسی سرداروں کی بڑی تعریف کی اس نے سب کے آخر میں نصر بن سیار الکنانی کا نام لکھا تھا، ہشام نے خط پڑھ کر کہا کیا وجہ ہے کہ یوسف نے کنانی کا نام سب کے آخر میں لکھا ہے، یوسف نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ خراسان میں نصر کا قبیلہ اور خاندان بہت تھوڑا ہے، ہشام نے اسکے جواب میں یوسف کو لکھا، تمھارے خط کے مضمون سے میں آگاہ ہوا، تم نے قیسی سرداروں کی جو اتنی تعریف کی ہے اسے بھی میں سمجھا۔ تم نے نصر کے ذکر کے ساتھ اسکے خاندان کی قلت کا بھی ذکر کیا ہے وہ شخص کیسے بے یار و مددگار سمجھا جا سکتا ہے کہ جسکا میں خود حامی ہوں، تم نے میرے سامنے قیسیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیرے مقابلہ میں بنی خندف کا ساتھ

دونگا۔ نصر کو خراسان کا والی مقرر کردو، اُسکے حامی کم نہیں ہیں جسکے خود امیر المومنین حامی ہوں بلکہ بنی تمیم ہی کی تعداد خراسان میں سب سے زیادہ ہے۔

ہشام نے نصر کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ تم یوسف بن عمر کو اپنے مراسلات بھیجنا (یعنی یہ کہ تم یوسف کے ماتحت رہوگے) یوسف نے سلم کو بھی ہشام کے پاس بھیجا تھا اور اُسکی بہت کچھ سفارش بھی کی تھی مگر اُس نے اُسے والی نہیں بنایا۔ اسی طرح اُس نے شریک بن عبدربہ النمیری کو ہشام کے پاس بھیجا اور اُسکی بھی سفارش کی کہ اسے خراسان کا گورنر مقرر فرما دیجئے مگر ہشام نے اُسے بھی منظور کرنے سے انکار کردیا۔

نصر نے خراسان سے حکم بن یزید بن عمیر الاسدی کو بھیجا اور اُسکی سفارش کی، یوسف نے اُسے پٹوایا اور خراسان واپس جانے سے روک دیا۔ البتہ جب یزید بن عمرو بن ہبیرہ آیا تو اُس نے حکم بن یزید کو کرمان کا عامل مقرر کیا ہشام نے نصر کا فرمان تقرر عبدالکریم الحنفی کے ہاتھ روانہ کیا اُنکے ہمراہ اُنکا میر منشی ابوالمہند بنی حنیفہ کا آزاد غلام بھی تھا جب یہ سرخس آئے تو برف گرنے لگی یہ وہیں ٹھہر گئے حفص بن عمرو بن عباد التمیمی کے پاس مہمان رہے حفص بن عمر سے کہا کہ میں نصر کا فرمانِ تقرر لیکر آیا ہوں یہ اِن دنوں سرخس کا عامل تھا۔ حفص نے اپنے غلام کو ایک گھوڑے پر نصر کے پاس روانہ کیا، اُسے کچھ روپیہ بھی دیا اور کہا کہ بس اڑے ہوے چلے جاؤ چاہے گھوڑا مر ہی کیوں نہ جائے، جب یہ بیکار ہو جائے تو اور خرید لینا غرض کہ جس طرح بنے پوری سرعت کے ساتھ نصر کے پاس پہنچ جاؤ۔

غلام روانہ ہوا۔ بلخ میں نصر کے پاس آیا۔ نصر اُسوقت بازار میں تھا، غلام نے خط اُسکے حوالہ کیا، نصر نے پوچھا تمھیں معلوم ہے کہ اِس خط میں کیا ہے۔ غلام نے انکار کیا، نصر نے خط اپنی مٹھی میں دبالیا۔ گھر آیا، مگر ابھی سے یہ خبر عام ہوگئی کہ نصر کے پاس خراسان کی ولایت کا فرمان آگیا ہے نصر کے بعض خاص دوست آئے، اُنھوں نے اُس سے حقیقت دریافت کی۔ نصر نے کہا مجھے تو اب تک کوئی ایسا حکم نہیں ملا۔ اُس روز نصر ٹھہرا رہا۔ دوسرے دن ابو حفص بن علی الحنظلی نصر کا خسر نصر کے پاس آیا یہ بہت ہی جلد باز بے وقوف اور دولتمند تھا، اس نے نصر سے پوچھا کہ تمام لوگ تمھارے خراسان کا والی مقرر ہونے کے معاملہ میں چہ میگوئیاں کر رہے ہیں کیا واقعی تمھیں اِسکے متعلق کوئی حکم موصول ہوا ہے؟ نصر نے صاف

انکار کر دیا۔ یہ اٹھکر جانے لگا، نصر نے کہا ذرا ٹھہریئے اور پھر وہ خط پڑھ کر اُسے سنا یا۔ ابو حفص نے کہا حفص تمھیں کبھی جھوٹا نہیں لکھیگا، ابھی وہ اِس معاملہ پر گفتگو ہی کر رہے تھے کہ عبد الکریم نے ملاقات کی اجازت طلب کی، اور فرمانِ تقرر اُنکے حوالے کیا، نصر نے اُسے دس ہزار درہم دیئے پھر نصر نے مسلم بن عبد الرحمٰن بن مسلم کو بلخ کا عامل مقرر کیا، وشاح بن بکیر بن وشاح کو مروالروذ کا حارث بن عبد اللہ بن الحشرج کو ہرات کا زیاد بن عبد الرحمٰن القشیری کو ابرشہر کا ابو حفص بن علی اپنے خسر کو خوارزم کا اور قطن بن قتیبہ کو سغد کا عامل مقرر کیا، ایک یمنی شام کے باشندے نے اس طرز عمل کو دیکھکر کہا کہ ایسا تعصب تو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ نصر نے کہا جی ہاں وہ تعصب جو اس سے پہلے تھا، غرض کہ نصر نے اُسکے بعد آیندہ چار سال تک مضری سردار کے علاوہ کسی کو اور کوئی ذمہ دار عہدہ نہیں دیا۔ خراسان کو ایسا آباد کر دیا کہ اسکے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا، مالگزاری میں بھی کمی کر دی، اُسکی حکومت اور مالگزاری کی وصولیابی نہایت کامیاب رہی سوار بن الاشعر نے اپنے دو شعروں میں نصر کے انتظام کی تعریف کی۔

رجب ۱۲۰ھ ہجری میں نصر کو فرمانِ تقرر ملا۔ بختری نے اُس سے کہا کہ آپ سب لوگوں کو اپنا فرمانِ تقرر پڑھکر سنا دیجئے اور کچھ تقریر بھی کیجئے چنانچہ نصر نے مجمع عام میں تقریر کی اور کہا کہ آپ اپنے طرز عمل سے میرے ساتھیوں کو اپنے خلاف کارروائی کرنے سے باز رکھئے کیونکہ ہم آپکی خوبی اور برائی سے واقف ہیں۔

محمد بن ہشام بن اسمٰعیل اس سال امیر حج تھے۔ بعض راوی کہتے ہیں کہ سلیمان بن ہشام کی امارت میں حج ہوا۔ بعضوں نے یزید بن ہشام کا نام لیا ہے۔ اِس سال محمد بن ہشام مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا، عراق اور مشرق کا ناظمِ اعلیٰ یوسف بن عمرو تھا نصر بن سیار خراسان کا والی تھا، بیان کیا گیا ہے کہ اس سنہ میں جعفر بن حنظلہ خراسان کا والی تھا۔ یوسف بن عمرو کی جانب سے کثیر بن عبد اللہ السلمی بصرہ کا عامل تھا۔ عامر بن عبیدۃ الباہلی بصرہ کے قاضی تھے، مروان بن محمد ارمینیا اور آذربیجان کا والی تھا۔ ابن شبرمہ کوفہ کے قاضی تھے۔

۱۲۱ھ کے اہم واقعات

اس سنہ میں مسلمہ بن ہشام بن عبد الملک نے روم کے علاقہ میں جہاد کیا، اور مطامیر فتح کیا، مروان بن محمد نے سونے کے تخت والے رئیس کے علاقہ میں جہاد کیا۔ اُس کے

قلعے سر کئے، علاقہ کو برباد کر ڈالا، اُسے جزیہ دینے پر مجبور کر دیا۔ ایک ہزار راس سالانہ جزیہ ٹھہرا باقاعدہ ادائی کی ضمانت کے لئے یرغمال لے لئے، اور مروان نے اُسے اسکے علاقہ کا رئیس بنا دیا۔

اسی سنہ میں عباس بن محمدؒ پیدا ہوا۔ اسی سنہ کے ماہِ صفر میں واقدی کے بیان کے مطابق زید بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب قتل کئے گئے۔ البتہ ہشام بن محمدؒ نے بیان کیا ہے کہ یہ واقعہ ماہِ صفر ۱۲۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

زید بن علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے خروج اور قتل کا واقعہ

اس واقعہ کے متعلق ایک روایت یہ ہے کہ زید بن علی۔ محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب اور داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس خالد بن عبداللہ کے پاس جو اُس وقت عراق کا والی تھا آئے خالد نے اُنکو بہت سا روپیہ ہدیۃً دیا۔ یہ لوگ مدینہ واپس آ گئے۔ جب یوسف بن عمر خالد کا جانشین ہوا تو اُس نے ہشام کو ان اصحاب کے نام اور وہ رقم لکھدی جو خالد نے اُنھیں دی تھی، نیز اپنے خط میں اسکا بھی تذکرہ کیا کہ خالد نے زید بن علی سے مدینہ میں ایک زمین دس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ مگر پھر اُنھیں واپس دیدی۔ ہشام نے اپنے عامل مدینہ کو حکم بھیجا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدو، جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے اُن سے دریافت کیا، ان لوگوں نے اُس روپیہ کا تو اقرار کیا جو بطور صلہ کے خالد نے اُنھیں دیا تھا، باقی اور تمام باتوں سے انکار کر دیا، ہشام نے زید سے زمین کے متعلق دریافت کیا۔ زید نے انکار کیا اور حلف اُٹھایا ہشام نے اُن کے بیان کو صحیح تسلیم کر لیا۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ زید بن علیؓ کا پہلا قصّہ یہ ہے کہ یزید بن خالد القسری نے دعویٰ کیا کہ ہمارا روپیہ زید بن علیؓ محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب، داؤد بن علیؓ بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب، ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری اور ایوب بن سلمہ بن عبداللہ بن الولید بن المغیرہ المخزومی کے پاس جمع ہے، یوسف بن عمرو نے ان لوگوں کے بارے میں ہشام کو لکھا، زید بن علیؓ اُس وقت رصافہ میں اپنے چچازاد بھائیوں بنی الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے رسول اللہ صلعم کے وقف کے متعلق مقدمہ

لڑ رہے تھے، محمد بن عمرو بن علیؓ اسوقت زید بن علی کے ہمراہ تھے، جب یوسف بن عمر کے کئی خط اس بارے میں ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے ان اصحاب کو اس معاملہ کی اطلاع دی کہ یوسف بن عمر نے مجھے لکھا ہے کہ یزید بن خالد مدعی ہے کہ اُن کا روپیہ آپ لوگوں پر واجب الادا ہے۔ اُنھوں نے اس مطالبہ سے انکار کیا، ہشام نے اُن سے کہا کہ میں آپ سب صاحبوں کو یوسف کے پاس بھیجتا ہوں تاکہ وہ آپ لوگوں کا آپ کے مدعیوں سے مقابلہ کرا دے۔

زید بن علی نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ ہمیں یوسف کے پاس نہ بھیجیں ہشام نے پوچھا یوسف سے آپ کیوں خائف ہیں، اُنھوں نے کہا مجھے ڈر ہے کہ وہ دست تعدی دراز کریگا، ہشام نے کہا وہ آپکے ساتھ ایسا نہیں کرسکتا۔ ہشام نے اپنے میر منشی کو بُلاکر حکم دیا کہ یوسف کو لکھو کہ جب فلاں فلاں اشخاص تمھارے پاس آئیں تو تم انکا یزید بن خالد القسری سے مقابلہ کرانا، اگر وہ دعویٰ کو تسلیم کرلیں تو انھیں میرے پاس بھیجدینا اگر وہ انکار کریں تو مدعی سے ثبوت طلب کرنا اگر وہ ثبوت نہ پیش نہ کرسکے تو بعد نماز عصر ان اصحاب سے حلف لینا کہ ہم خدائے واحد و یکتا کی قسم کھاکر کہتے ہیں کہ یزید بن خالد القسری نے نہ کوئی مال امانت ہمارے پاس رکھوایا اور نہ ہم پر اُسکا کوئی قرضہ واجب الادا ہے۔ قسم کھلانے کے بعد اُنھیں چھوڑ دینا۔

ہشام سے ان اصحاب نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ وہ آپ کے اس خط کے مضمون سے تجاوز کر جائیگا اور ہمیں عرصہ تک اس قضیہ میں اُلجھائے رکھے گا۔ ہشام نے کہا یہ کبھی نہیں ہوسکتا میں ایک اپنا سپاہی آپ لوگوں کے ساتھ کئے دیتا ہوں تاکہ وہ اس حکم کی تعمیل کرائے اور جلدی آپکو اس قضیہ سے فراغت ملجائے۔

سب نے انکا شکریہ ادا کیا دعا دی اور کہا کہ آپ نے بالکل انصاف سے کام کیا ہے۔

ہشام نے ان تمام اصحاب کو یوسف کے پاس بھیجدیا۔ مگر ایوب بن سلمہ کو اپنے پاس روک لیا کیونکہ ہشام بن عبدالملک کی والدہ ہشام بن اسماعیل بن ہشام بن ولید بن المغیرۃ المخزومی کی اولاد میں تھی اور یہ ہشام کے ماموؤں میں ہوتے تھے اس بنا پر اس دعویٰ میں اُن سے کوئی باز پرس نہیں کی گئی۔ یہ لوگ عراق پہنچے یوسف نے اُنھیں اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی اُس نے زید بن علی کو اپنے قریب بٹھایا اور بہت ہی

نرم و تواضع کے لہجہ میں اُن سے سوال کیا پھر سب سے روپیہ کے متعلق دریافت کیا سب نے انکار کیا اور کہا کہ اُس نے نہ کچھ ہمارے پاس امانت رکھوایا اور نہ ہم پر اُسکا کچھ واجب الادا ہے خود پوچھ لینے کے بعد اب یوسف نے یزید بن خالد کو اِن کے سامنے بلایا اور اُس سے کہا کہ یہ زید بن علی ہیں۔ یہ محمدؐ بن عمر بن علی ہیں اور یہ فلاں ہیں اور یہ فلاں ہیں جنکے خلاف تو نے اپنا دعویٰ پیش کیا ہے۔ یزید نے کہا "ان لوگوں پر نہ میرا کچھ زیادہ ہے اور نہ تھوڑا ہے" یوسف نے کہا کیا مجھ سے مذاق کرتا ہے یا امیر المومنین سے، چنانچہ اُس روز یوسف نے اُسے ایسی ایسی تکلیفیں دیں کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ اُسے ہلاک ہی کر دیا گیا مگر پھر عصر کی نماز کے بعد اُسے مسجد میں لایا گیا سب سے حلف لئے، سب نے قسمیں کھالیں زید بن علی کو چھوڑ کر اور سب پر سختیاں کی گئیں مگر ان میں سے کسی نے روپیہ کا اقرار نہیں کیا، یوسف نے ہشام کو اُسکی اطلاع دی ہشام نے اُسے لکھا کہ اُن سے حلف لیکر چھوڑ دو، یوسف نے انھیں چھوڑ دیا یہ لوگ کوفہ سے مدینہ چلے آئے مگر زید بن علی کوفہ ہی میں ٹھہر گئے۔

عطا بن مسلم الخفاف بیان کرتے ہیں کہ زید بن علی نے خواب دیکھا تھا کہ عراق میں انھوں نے آگ مشتعل کی ہے پھر اُسے بجھا دیا اور پھر وہ مر گئے۔ اس خواب نے انھیں خوف زدہ کر دیا۔ انھوں نے اپنے بیٹے یحییٰ سے بیان کیا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے خوف زدہ کر دیا ہے پھر وہ خواب بیان کیا اِسکے بعد ہشام کا خط اُنکی طلبی کیلئے آیا جب یہ ہشام کے پاس آئے تو ہشام نے انھیں حکم دیا کہ آپ اپنے حاکم یوسف کے پاس جائیے، انھوں نے ہشام سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دلاتا ہوں کہ آپ مجھے اُسکے پاس نہ بھیجیں کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے مجھے اُسکے پاس بھیجدیا تو میں اور آپ پھر کبھی زندہ اِس دنیا میں، ایک جا جمع نہ ہوں گے، مگر ہشام نے کہا جیسا آپکو حکم دیا جاتا ہے اُسکی تعمیل کیجئے، چنانچہ زید یوسف کے پاس آئے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہشام نے زید کو مدینہ سے یوسف کے خط کی بنا پر اپنے پاس بُلایا۔ اُسکی وجہ یہ ہوئی کہ جب یوسف بن عمر نے خالد بن عبداللہ پر سختی کی تو اُس نے دعویٰ پیش کیا کہ میں نے، زید بن علی، بن عبداللہ بن عباسؓ اور قریش کے دو اور شخصوں کے پاس جن میں سے ایک مخزومی اور دوسرا جمحی تھا ایک بڑی رقم بطور امانت رکھائی ہے، اِسکے متعلق یوسف نے ہشام کو لکھا اور ہشام نے اپنے

ماموں ابراہیم بن ہشام کو جو مدینہ کے عامل تھے لکھا اور حکم دیا کہ ان لوگوں کو میرے پاس بھیجدو،
ابراہیم بن ہشام نے زید اور داؤد سے بلاکر اس معاملہ میں دریافت کیا اور کہا کہ خالد نے
ایسا بیان کیا ہے، انھوں نے قسم کھا کر کہا کہ اُس نے کوئی رقم ہمارے پاس امانت نہیں
رکھوائی۔ ابراہیم نے کہا میں تو آپ کو بالکل سچا سمجھتا ہوں، مگر آپ کو معلوم ہے کہ
امیر المومنین کا حکم آیا ہے اور اُسکی تعمیل ضروری ہے۔

ابراہیم نے ان دونوں کو شام بھیجدیا وہاں جاکر انھوں نے نہایت سخت قسم کھاکر کہا
کہ خالد نے ہمارے پاس کوئی امانت نہیں رکھوائی، داؤد نے یہ بھی کہا کہ میں عراق میں
اُسکے پاس گیا تھا اور اُس نے ہدیۃً مجھے ایک لاکھ درہم دلائے تھے، ہشام نے کہا میں
ابن النصرانیہ کے مقابلہ میں آپ دونوں کو بالکل سچا سمجھتا ہوں آپ یوسف کے پاس
جائیے تاکہ وہ آپ کا اُس سے مواجہہ کرادے اور آپ اُس کے منہ پر اُسے جھٹلا دیں۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ زید اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ کے خلاف
دعویٰ کرنے کیلئے ہشام کے پاس آئے تھے جویریۃ بن اسماء کہتے ہیں کہ میں نے زید بن علیؓ
اور جعفر بن حسن بن حسنؓ کی وہ مقدمہ بازی جو حضرت علیؓ کے اوقاف کے متعلق تھی دیکھی ہے،
زید بنی الحسین کی جانب سے اور جعفر بنی الحسن کی طرف سے مقدمہ لڑتے تھے، جعفر اور
زید والی کے سامنے ایک دوسرے کے مقابلہ میں حد سے آگے بڑھ جاتے تھے اور پھر
اُٹھ جاتے تھے اور جو گفتگو اُن میں ہو چکی ہوتی تھی اُس کا ایک حرف واپس نہیں
لیتے تھے، جب جعفر کا انتقال ہو گیا تو عبداللہ کہنے لگے کہ اب کون جعفر کے بجائے ہماری
حمایت میں پیروی کرے گا حسن بن حسن بن حسنؓ نے کہا میں اُنکی جگہ کام کروں گا، عبداللہ
نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں تمہاری زبان اور تمھارے ہاتھ سے ڈرتا ہوں اور
اب میں ہی اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لونگا حسن نے کہا آپ کے دلائل آپکی حاجت روائی
نہیں کر سکینگے، عبداللہ نے کہا حجت کو تو میں تکمیل کو پہنچادونگا! اب دونوں فریقوں میں
والی کے سامنے مقدمہ بازی ہونے لگی، ابراہیم بن ہشام اسوقت عامل مدینہ تھا۔

عبداللہ نے زید سے کہا کہ تم ان اوقاف کو لینا چاہتے ہو حالانکہ تم ایک سندھی لونڈی
کے بطن سے ہو، زید نے کہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی لونڈی کے بطن سے تھے اسی بنا
پر انھیں زیادہ وراثتِ نبوت ملی، عبداللہ یہ جواب سنکر خاموش ہو گئے، غرض کہ اُس روز

ایک نے دوسرے کو بُرا کہنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی، دوسرے دن والی نے پھر اُنھیں بُلایا اور تمام قریش اور انصار کو بھی بُلایا۔ اب دونوں میں پھر جواب وسوال شروع ہوئے، ایک انصاری نے آگے بڑھ کر اُن کے درمیان میں مداخلت کی زید نے اُس سے کہا تمھیں ہمارے درمیان مداخلت کرنے کا کیا حق ہے؟ تم قحطانی ہو، اُس انصاری نے کہا بخدا میں اپنی ذاتی شرافت اور باپ و ماں کی وجہ سے تم سے اشرف ہوں، زید یہ جواب سُنکر چپ ہو گئے مگر ایک قریشی نے آگے بڑھ کر کہا بخدا تو جھوٹ بولا، زید باعتبار اپنی ذات باپ ماں کے اول و آخر دنیا اور آخرت میں تجھ سے افضل و اعلیٰ ہیں، والی نے کہا تمھیں اس معاملہ سے کیا غرض۔ اُس قریشی نے کنکریاں مُٹھی میں بھر کر زمین پر ماریں اور کہا مجھ سے اس معاملہ میں صبر نہیں ہو سکتا، اب عبداللہ اور زید دونوں سمجھ گئے کہ ہمیں لڑانے سے والی کا مقصد ہماری بے عزتی اور جگ ہنسائی ہے، عبداللہ کچھ کہنا چاہتے تھے کہ زید نے اُن سے التجا کی اور وہ چپ رہے پھر زید نے والی سے کہا بخدا تو نے ہمیں ایسی بات کے لئے اپنے سامنے بلایا ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی ہمیں کبھی نہ بُلاتے میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اب میں عبداللہ کے مقابلہ میں تیرے سامنے جب تک زندہ ہوں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ آؤنگا پھر زید نے عبداللہ کو خطاب کرکے کہا اے میرے چچیرے بھائی اب یہاں سے اُٹھ چلو، دونوں اُٹھ گئے اور لوگ بھی چلے گئے۔

بعضوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زید ہمیشہ جعفر بن حسن سے جھگڑتے رہتے تھے، جعفر کے بعد عبداللہ سے مقابلہ رہا جب ہشام نے، خالد بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم کو مدینہ کا والی مقرر کیا تو یہ دونوں اُن کے سامنے رجوع ہوئے عبداللہ نے زید کو سخت بُرا بھلا کہا اور ہندیہ کے بیٹے کہہ کر خطاب کیا، زید ہنسے اور کہا کہ اے ابو محمدؐ آپ نے اس سخت کلامی کی ابتدا کی، پھر زید نے بھی اُنکے ماں کے متعلق بعض نا ملایم الفاظ کہے۔

مدائنی کہتے ہیں کہ جب عبداللہ نے زید کے متعلق یہ لفظ کہا تو زید نے جواب دیا، جی ہاں یہ صحیح ہے مگر میری ماں نے اپنے شوہر کے انتقال کے بعد کسی اور سے شادی نہیں کی اور چپ بیٹھی رہیں برخلاف دوسروں کے کہ اُن سے صبر نہ ہو سکا مگر پھر زید کو

اپنے کہے پر ندامت ہوئی اور اس بنا پر وہ اپنی پھوپھی سے شرمانے لگے اور ایک زمانہ تک اُن کے سامنے نہیں گئے، مگر پھر خود انھوں نے زید سے کہلا بھیجا اے میرے بھتیجے میں اس بات کو جانتی ہوں کہ تم اپنی ماں کو ایسا ہی سمجھتے ہو جیسا کہ عبداللہ اپنی ماں کو سمجھتے ہیں۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فاطمہ نے زید سے کہلا بھیجا کہ اگر عبداللہ نے تمھاری ماں کو بُرا کہا ہے تو تم بھی اُنکی ماں کو بُرا کہو، اُنھوں نے عبداللہ سے پوچھا کہ کیا تم نے زید کی ماں کو بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے، عبداللہ نے کہا جی ہاں۔ فاطمہ نے کہا بخدا تم نے بہت برا کیا زید کی ماں غیر کفو سے آنے والی بیویوں میں بہترین بیوی تھیں۔

پھر خالد بن عبدالملک نے اُن دونوں سے کہا کل صبح ہی آپ تشریف لائیں اگر میں آپ کے درمیان تصفیہ نہ کرا دوں تو میں عبدالملک کا بیٹا نہیں۔ اس خبر سے مدینہ میں ایک کھلبلی مچ گئی جتنے منہ اُتنی باتیں، کوئی کہتا تھا زید نے ایسا کہا کوئی کہتا تھا عبداللہ نے ایسا کہا دوسرے دن خالد نے دربار منعقد کیا۔ تمام لوگ جمع ہوئے، اُن میں سے بعض خوش ہونے والے تھے اور بعض غمگین، خالد نے دونوں صاحبوں کو سامنے بُلایا۔ وہ چاہتا تھا کہ اسطرح ان کی جگ ہنسائی ہو عبداللہ گفتگو شروع کرنا چاہتے تھے کہ زید نے اُن سے کہا اے ابو محمدؒ آپ جلدی نہ کیجیے اگر زید اب کبھی خالد کے سامنے آپ سے مخاصمت کرے تو اُسکے تمام لونڈی غلام آزاد ہیں۔ پھر زید نے خالد کو مخاطب کرکے کہا تو نے رسول اللہ کی اولاد کو ایسی بات کے لئے اپنے سامنے بُلایا ہے جسکے لئے ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی انھیں اپنے پاس نہیں بُلاتے تھے، خالد نے لوگوں کو مخاطب کرکے کہا کیا کوئی شخص یہاں ایسا نہیں ہے جو اس بیوقوف کو جواب دے! انصار میں سے ایک شخص نے جو عمرو بن حزم کی اولاد میں سے تھا کہا اے ابی ترابؓ اور حسینؓ احمق کے بیٹے کیا تو والی کا اپنے اوپر کوئی حق نہیں سمجھتا اور کیا اُن کی اطاعت تیرے لئے ضروری نہیں ہے، زید نے کہا اے قحطانی تو خاموش رہ میں تجھ ایسے کو، جواب نہیں دینا چاہتا، اُس شخص نے کہا کیوں جناب آپ مجھ سے کیوں الگ ہٹتے ہیں بخدا میں تم سے اچھا ہوں۔ میرا باپ تمھارے باپ سے اور میری ماں تمھاری ماں سے بہتر ہے، زید ہنسے اور کہنے لگے اے گروہ قریش کیا دین تو جا ہی چکا کیا حسب بھی رخصت ہو گیا؟ یہ تو ہوا ہے کہ کسی قوم کا دین جا چکا ہے مگر اُن کے حسب چلے نہیں جاتے، عبداللہ بن واقد بن عبداللہ بن عمرؓ

بن الخطاب نے کہا اسے قحطانی تو جھوٹا ہے زید تجھ سے اپنی ذات اپنے والدین اور اصل ونسل کے اعتبار سے افضل ہیں، اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں انہوں نے کہیں. اُس قحطانی نے اُن سے کہا ابن واقد تم اس معاملہ سے الگ رہو، ابن واقد نے مٹھی بھر کنکریاں اُٹھا کر زمین پر دے ماریں اور پھر کہنے لگے، افسوس۔ بخدا ہم ایسی باتوں پر صبر نہیں کر سکتے پھر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔

زید ہشام بن عبدالملک کے پاس آئے، ہشام کسی طرح ملاقات کا موقع نہیں دیتا تھا، زید مختلف قصص کے پیرایہ میں اجازت طلب کرتے وہ ہر قصہ کے نیچے لکھدیتا کہ جو تمہارے حاکم ہیں اُن کے پاس جاؤ اس پر زید کہتے بخدا اب میں خالد کے سامنے تو کبھی نہیں جاؤنگا، میں کچھ مانگنے نہیں آیا بلکہ اپنے حق کے لئے مقدمہ پیش کرنے آیا ہوں، آخر کار بہت عرصہ کے انتظار کے بعد ہشام نے اُن کو باریابی کا موقع دیا۔

محمد بن عبدالعزیز الزہری بیان کرتے ہیں کہ جب زید بن علی ہشام سے ملنے آئے تو حاجب نے اُن کے آنے کی اطلاع دی ہشام ایک بلند نشین پر چڑھ گیا، پھر انھیں آنیکی اجازت دی، ایک خادم کو حکم دیا کہ تم اسطرح اُن کے پیچھے پیچھے رہو کہ یہ تمھیں نہ دیکھیں اور جو وہ کہیں سنتے جاؤ، یہ خادم بیان کرتا ہے کہ سیڑھیوں پر میں اُن کے پیچھے ہولیا۔ زید چونکہ بہت موٹے تھے اس لئے وہ ایک سیڑھی پر ٹھہر گئے اور کہنے لگے بخدا جس نے دنیا کو چاہا وہ ذلیل ہوا۔ جب وہ ہشام کے پاس پہنچے تو اپنی ضروریات منظور کرالیں اور کوفہ چلے گئے ہشام اس بات کو اپنے خادم سے پوچھنا ہی بھول گیا، اور اس واقعہ کو عرصہ گذر گیا اُس کے بعد اُس نے خادم سے پوچھا خادم نے جو سنا تھا بیان کر دیا۔ ہشام نے اُس کی طرف دیکھا ابرش نے کہا سب سے پہلی بات یہ ہوگی کہ وہ تمہاری خلافت سے علیحدگی اختیار کریں گے، چنانچہ ہشام کو سب سے پہلی اطلاع جو موصول ہوئی وہ زید کی بغاوت تھی جیسا ابرش نے کہا تھا وہی وقوع پذیر ہوا۔

نعود زید سے روایت ہے کہ میں نے ہشام کے روبرو کسی معاملہ پر قسم کھائی، ہشام نے کہا میں تمھیں سچا نہیں سمجھتا، میں نے کہا امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے کسی کا رتبہ اتنا نہیں بڑھایا کہ اُسے یہ جرارت ہو کہ وہ کوئی غلط بات اللہ کی نسبت سے بیان کرے اور نہ اُس نے کسی کے درجہ کو اس قدر

گھٹایا ہے کہ اگر وہ کوئی بات خدا کی نسبت سے بیان کرے تو اُسے سچ نہ ماننا چاہئے ہشام نے مجھ سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم خلافت کے متمنی ہو تم ایک لونڈی کے بطن سے ہو کر ایسی توقع کیونکر کر سکتے ہو، میں نے کہا امیرالمومنین آپ کی بات کا ایک جواب بھی ہے؛ ہشام نے کہا کہو، میں نے کہا نبی مبعوث سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کا مرتبہ رفیع و اعلیٰ نہیں، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ایک برگزیدہ نبی تھے اور اُنکے پوتے محمد رسول اللہ صلعم جو بہترین نبی ہیں، حالانکہ حضرت اسمٰعیل لونڈی کے بیٹے تھے اور اُن کے بھائی، بیوی کے بطن سے تھے مگر اللہ نے حضرت اسمٰعیل کو اُن کے بھائی پر ترجیح دی اور اُنکی اولاد میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو پیدا کیا جو خیر البشر ہیں، اور رسول اللہ صلعم کے دادا کے متعلق کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ پوچھے کہ اُن کی ماں کون تھیں۔ ہشام نے اُنھیں نکل جانے کا حکم دیا۔ زید نے کہا میں جاتا ہوں مگر یاد رکھو اب تم صرف ایسی ہی صورت میں مجھے دیکھو گے جو تمھیں ناگوار ہوگی، سالم نے اُن سے کہا اے ابوالحسین آپ کو یہ بات ہرگز ظاہر نہ کرنا چاہئے تھی ؛

(یہاں سے پھر ابی مخنف کی روایت کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔)

غرض کہ اب شیعہ زید بن علی کے پاس آتے جاتے رہے اُنھیں خروج کرنے کا مشورہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیں توقع ہے کہ آپ منصور و کامیاب ہونگے اور یہ ہی وہ زمانہ ثابت ہوگا کہ جسمیں بنوامیہ ہلاک ہو جائینگے، زید کوفہ میں مقیم رہے، یوسف بن عمر بھی اُن کی خبر معلوم کرتا رہتا تھا اور جب اُس سے کہا جاتا کہ وہ ابھی یہیں ہیں تو اُن کے پاس کسی کو بھیجکر چلے جانے کی درخواست کرتا۔ زید اُسوقت تو اقرار بھر لیتے مگر پھر درد کا بہانہ کر کے جب تک چاہتے اپنی روانگی کو ٹالتے رہتے، ایک مرتبہ یوسف نے پھر اُنھیں پوچھا، معلوم ہوا کہ ابھی کوفہ ہی میں ہیں گئے نہیں۔ یوسف نے پھر اُن سے چلے جانے کے لئے کہلوایا۔ زید نے اِس مرتبہ یہ حیلہ کیا کہ مجھے کچھ اشیا خرید نا ہیں اُنھیں خرید لوں تو جاؤں اور میں خود سفر کی تیاری کر رہا ہوں ؛

مگر جب زید نے دیکھا کہ یوسف کسی طرح انکا پیچھا نہیں چھوڑتا تو اُنھوں نے روانگی کا تہیہ کر لیا اور کوفہ سے چلکر قادسیہ آ گئے، بعضوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ یوسف نے اُن کے ہمراہ اپنا ایک قاصد بھی کر دیا تھا تاکہ یہ اُنھیں عذیب تک پہنچا آئے۔ شیعہ اُنکے پاس

پہنچے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جاتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کوفہ کے ایک لاکھ جوانمرد تلوار لئے موجود ہیں جو آپ کیلئے صبح جنگ میں اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ اور آپکے مقابل شامیوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے۔ بلکہ ہماری ان قبایل مدج۔ ہمدان تمیم یا بکر میں سے ایک بھی تنہا انکا مقابلہ کرے تو اللہ کے حکم سے وہ اُنکے لئے بالکل کافی ہے ہم آپکو اسلئے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کہ آپ واپس نہ جائیں

اسی طرح کی چرب زبانی سے آخر کار شیعہ اُنھیں کوفہ میں واپس لے آئے اس روایت کے علاوہ ایک دوسرا بیان اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ جب زید بن علی یوسف کے پاس آئے تو یوسف نے اُن سے کہا خالد اس بات کا مدعی ہے کہ اسنے کوئی رقم آپکے پاس امانت رکھوائی تھی، زید نے کہا بھلا وہ کیونکہ میرے پاس کوئی رقم امانت رکھواتا وہ تو برسر منبر میرے آباؤ اجداد کو گالیاں دیا کرتا تھا، یوسف نے خالد کو طلب کیا۔ خالد ایک ٹاٹ کا لبادہ پہنے حاضر کیا گیا، یوسف نے اُس سے کہا دیکھ یہ زید ہیں جنکے متعلق تو نے دعویٰ کیا تھا کہ تو نے اپنی کوئی رقم اُن کے پاس امانت رکھوائی تھی، یہ اس بات سے انکار کرتے ہیں، خالد نے دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھا اور یوسف کو خطاب کر کے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ تو نے میرے معاملہ میں جو گناہ اپنے سر لیا ہے اُسکے ساتھ اس بابۃ البحث واقعہ کا گناہ بھی جمع کرے میں اُنھیں اور اُنکے آباؤ اجداد کو برسر منبر سب و شتم کرتا رہا ہوں میں کیونکر کوئی رقم اُن کے پاس امانت رکھواتا؛

یوسف نے یہ جواب سنکر خالد کو گالیاں دیں اور حکم دیا کہ اسے واپس لیجاؤ۔

مگر ابو عبیدہ یہ کہتے ہیں کہ یوسف نے جو الزام زید پر لگایا اسکے متعلق زید کے بیان انکاری کو ہشام نے تو صحیح تسلیم کرلیا۔ پھر بھی سب لوگوں کو یوسف کے پاس بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ ان سبھوں نے میرے سامنے حلف اُٹھالیا ہے جسے میں نے صحیح تسلیم کرلیا ہے اور میں نے انھیں ادائی رقم سے بری کر دیا۔ مگر پھر بھی میں صرف اس غرض سے انھیں تمھارے پاس بھیجتا ہوں کہ تم خالد کا اُن سے مواجہہ کرا دو تاکہ یہ اُسے جھٹلا دیں۔ ہشام نے اُن صاحبوں کو کچھ رقم بھی عطا کی؛

جب یہ لوگ یوسف کے پاس آئے اُس نے انھیں اپنا مہمان رکھا اُن کی تعظیم و تکریم کی، اور خالد کو اپنے سامنے طلب کر کے اُس سے کہا کہ اُن سب صاحبوں نے حلف اُٹھالیا ہے

اور اس بارہ میں امیر المومنین کا یہ حکم اُنکی برائت کے متعلق شرف صدور لایا ہے۔ کیا اب تم اپنے دعوے پر کوئی دلیل پیش کر سکتے ہو، مگر خالد کے پاس کوئی دلیل نہ تھی جسے وہ پیش کرتا اُسپر تمام لوگوں نے دریافت کیا کہ بتاؤ تم نے کیوں، یہ جھوٹا دعویٰ کیا، خالد نے کہا چونکہ مجھپر شدید سختیاں کی جا رہی تھیں اس بنا پر میں نے ایسا دعویٰ، اس امید میں کیا کہ آپ لوگوں کے یہاں آنے سے پہلے شاید اللہ تعالیٰ میرے مصائب میں کچھ کمی کر دے۔

یوسف نے اُن سب صاحبوں کو بری الذمہ قرار دیکر جانے کی اجازت دیدی، دونو قرشی، جُمحی اور مخزومی تو مدینہ چلے گئے اور دونوں ہاشمی داؤد بن علی اور زید بن علی کوفہ ہی میں رہ گئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ زید کوفہ میں چار یا پانچ ماہ مقیم رہے۔ یوسف جو اُس وقت حیرہ میں تھا اپنے عامل کوفہ کو لکھتا رہتا کہ زید کو کوفہ سے خارج کردو۔ زید اُس سے کہتے کہ میں طلحہ بن عبید اللہ کے بعض وارثوں سے مدینہ کی ایک جائداد کے متعلق گفت و شنید کر رہا ہوں اُسکا تصفیہ ہو جائے تو جاؤں، عامل یہ بات یوسف کو لکھدیتا یوسف نے چند سے توقف کیا اور جب اُسے پھر معلوم ہوا کہ شیعہ زید کے پاس آتے جاتے ہیں تو اُس نے اپنے عامل کو لکھا کہ زید کو فوراً خارج البلد کردو، اگر وہ کسی تنازع کا ذکر کریں تو وہ بدستور چلتا رہے اور اُنکی طرف سے کوئی مختار وکالت کرے۔

اسی اثنا میں ایک جماعت نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی جسمیں سلمہ بن کہیل معیر بن خزیمۃ العبسی، معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثۃ الانصاری، حجیۃ بن اخلص الکندی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں اسکے علاوہ بیعت کرنے والوں میں اور بھی عمائد کوفہ تھے، جب داؤد بن علی نے یہ رنگ دیکھا تو زید سے کہا، بھائی آپ ان کے دھوکہ میں آکر اپنی جان کو خطرہ میں نہ ڈالئے آپ کے خاندان والوں کی سابقہ مصیبت اور اُن لوگوں کی عین موقع پر دھوکہ دہی آپ کے لئے درس عبرت ہے، مگر زید نے جواب دیا اے داؤد بنی امیہ سرکش ہو گئے ہیں اُن کے قلب سخت ہو گئے ہیں، داؤد ہمیشہ انھیں سمجھاتے رہے آخر کار انھوں نے روانگی کی ٹھان ہی لی اور یہ دونوں کوفہ سے چلکر قادسیہ پہنچے۔ مگر کوفہ والوں نے اُن کا پیچھا نہ چھوڑا، ثعلبہ تک ساتھ آئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اگر آپ کوفہ واپس چلیں تو ہم چالیس ہزار جان نثار آپ کے ہمراہ ہیں ہم میں سے ایک شخص بھی

آپکا ساتھ نہ چھوڑیگا، علاوہ بریں انھوں نے عہد و میثاق اُن سے کئے اور سخت قسمیں کھائیں، زید نے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ تم میرا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ جیسا کہ تم نے میرے باپ اور دادا کے ساتھ کیا ہے۔ داؤد بن علی نے اُن سے کہا بھائی یہ آپ کو دھوکہ دے کر آپکی جان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں کیا انھوں نے اُن حضرات کا ساتھ نہیں چھوڑا جو آپکے مقابلہ میں اُن کے نزدیک زیادہ معزز تھے، آپ کے دادا حضرت علیؓ کا واقعہ موجود ہے کہ وہ شہید کر ڈالے گئے اُن کے بعد حضرت امام حسنؓ ہیں جنکے ہاتھ پر ان لوگوں نے بیعت کی مگر پھر انھیں پر یہ چڑھ دوڑے، اُن کی ردا اُن کے دوش سے اُتار لی اُن کے خیمہ و خرگاہ کو لوٹ لیا۔ انھیں مجروح کر دیا، کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جنھوں نے آپکے دادا حضرت امام حسینؓ کو مدینہ سے بلوایا اور انکا ساتھ دینے اور حمایت کرنے کے لئے سخت سے سخت قسمیں کھائیں مگر پھر بھی انھوں نے انکا ساتھ چھوڑ کر انھیں دشمن کے حوالے کر دیا۔ اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انھیں شہید ہی کر کے چھوڑا۔ آپ ہرگز ہرگز انکی درخواست کو قبول نہ کریں اور انکے ہمراہ کوفہ واپس نہ جائیں۔

اس تقریر کے جواب میں کوفیوں نے کہا یہ رشک و حسد سے ایسا کہتے ہیں چاہتے ہیں کہ آپ غالب نہ ہوں کیونکہ داؤد سمجھتے ہیں کہ وہ اور اُن کا خاندان خلافت کے لئے آپ سے زیادہ مستحق ہے اسی بنا پر یہ مشورہ دے رہے ہیں۔

زید نے داؤد سے کہا کہ معاویہ حضرت علیؓ سے اپنے مکر و فریب اور اہل شام کے ذریعہ لڑتے تھے، اور یزید بن معاویہ حسینؓ سے لڑا۔ اب تو معاملہ ہی دوسرا ہے اس وقت تو خلافت خود ہمیں پیش کیجا رہی ہے۔ مگر اب بھی داؤد نے یہی کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر آپ انکے ہمراہ واپس چلے گئے تو اُن سے زیادہ آپ کے حق میں کوئی سخت دل و ظالم نہ ہوگا، اور آپ ہی اپنے معاملات کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ داؤد تو مدینہ چلے آئے اور زید کوفہ واپس گئے۔

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہشام نے یوسف کو حکم بھیجا کہ زید کو انکے شہر بھیجدو، کیونکہ جس کسی اور شہر میں یہ جائینگے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بیعت کے لئے دعوت دینگے وہ فوراً انکی دعوت کو قبول کریں گے چنانچہ یوسف نے زید کو کوفہ سے نکالدیا، جب یہ ثعلبیہ یا قادسیہ پہنچے تو بدبخت اہل کوفہ اُن کے پاس آئے انھیں واپس لے گئے

اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کی، سلمہ بن کہیل زید سے ملنے آیا جب ملاقات کی اجازت لیکر اندر آیا۔
تو زید کی رسول اللہ صلعم سے قرابت اور اُن کے حق کا ذکر نہایت خوبی سے کیا، زید نے
بھی اُس کے جواب میں عمدہ تقریر کی، سلمہ نے امان طلب کی، زید نے کہا بھلا آپ ایسا شخص
مجھ سے امان طلب کرے، (سلمہ کا اس سے یہ مقصد تھا کہ وہ اس بات کو اُن کے دوسرے
طرفداروں کو سنا دے)، زید نے انھیں امان دیدی، سلمہ نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر
آپ سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لوگوں نے آپکی بیعت کی ہے، زید نے کہا چالیس ہزار نے سلمہ
نے کہا آپ کے دادا کے ہاتھ پر کتنوں نے بیعت کی تھی؟ زید نے جواب دیا اسی ہزار نے۔
سلمہ نے پوچھا اور اُن میں سے کتنے اُن کے وفادار رہے، زید نے کہا تین سو۔ سلمہ
نے کہا میں خدا کا واسطہ دیکر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ بہتر ہیں یا آپ کے دادا۔ زید نے
کہا میرے دادا سلمہ نے کہا کیا یہ زمانہ جسمیں آپ نے خروج کیا ہے بہتر ہے یا وہ زمانہ جسمیں آپ کے دادا نے
خروج کیا تھا زید نے کہا میرے دادا نے جس زمانے میں خروج کیا تھا وہ بہتر تھا سلمہ نے کہا کیا آپکو یہ امید ہے کہ جن
لوگوں نے آپ کے دادا کے ساتھ بے وفائی کی وہ آپ کے وفا شعار ثابت ہونگے
زید نے کہا اُنھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور میرے اور اُنکے لئے اس پر کاربند
ہونا ضروری ہے، سلمہ نے کہا کیا آپ مجھے اس شہر سے چلے جانیکی اجازت مرحمت
فرمائینگے، زید نے اُس کی وجہ پوچھی۔ سلمہ نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ آپ کی اس کارروائی میں
کہیں کوئی تکلیف وہ بات پیدا ہو جائے اور اُسوقت میں بالکل بے بس ہوں، زید
نے اُسے اجازت دی، یہ یمامہ چلا آیا۔ زید نے خروج کیا، قتل کیے گئے اور
سولی پر لٹکا دیے گئے، ہشام نے اس بات پر یوسف کو ملامت کی کہ اُس نے کیوں سلمہ
بن کہیل کو جانے دیا اور لکھا کہ تمھارے ساتھ صرف اُنکی موجودگی ان اور ان رسالوں کے
دستوں سے زیادہ کار آمد ہوتی۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن الحسنؓ نے زید بن علیؑ کو لکھا تھا کہ "اے میرے
چچا کے بیٹے اہل کوفہ کی یہ حالت ہے کہ وہ ظاہری طور پر بڑی بڑی باتیں بناتے ہیں
مگر اندرونی طور پر نہایت بزدل واقع ہوئے ہیں حالت اطمینان میں اپنے آپے سے
باہر ہو جاتے ہیں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں مگر جنگ میں جزع و فزع کرنے لگتے ہیں، اُنکے دل اُنکی زبانوں
کی پیروی نہیں کرتے، حوادث کیلئے پہلے سے تیاری نہیں کرتے اور نہ دولتِ شہادت کے حصول کا

ارادہ رکھتے ہیں۔ میرے پاس اُن کے بہت سے دعوتی خطوط متواتر آئے مگر میں نے اُنکی ایک نہ سُنی، اُن کی یاد کو بھی اپنے دل سے نکال دیا۔ کیونکہ مجھے اُنکی جانب سے بالکل مایوسی ہے اور میں اُن سے کوئی تعلق قایم نہیں رکھنا چاہتا اُونکی مثال بعینہٖ وہی ہے جیسا کہ حضرت علیؓ نے عراقیوں کے متعلق فرمایا تھا "اگر تم یوں ہی چھوڑ دیئے جاؤ تو تم فتنہ و فساد میں مبتلا ہو جاتے ہو، اگر تمھیں لڑایا جائے تو بزدلی دکھاتے ہو اگر کسی امام کے ہاتھ پر تمام لوگ بیعت کرلیں تب بھی تم اُس کی مخالفت کرتے ہو اور اگر کوئی مشکل کام تم سے لیا جائے تو تم نکمے ثابت ہوتے ہو"

ہشام بن عبدالملک نے زید بن علیؓ کے متعلق حسب ذیل خط یوسف کو لکھا تھا "اہل کوفہ کو اہل بیت سے جو محبت ہے اُس سے تم واقف ہو وہ اُنھیں اُنکی اہلیت سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ اسی بنا پر اُنھوں نے اُنکی اطاعت کو اپنے اُوپر فرض کرلیا ہے اور اُنھیں کے مسلک پر چلنا واجب سمجھتے ہیں۔ اور اُنکی خاطر اُنھوں نے آیندہ کے واقعات کے متعلق پیشینگوئیاں بھی کیں یہانتک کہ جماعت کی تفریق کی بنا پر اُن کے دماغوں میں خروج کی سوجھی، زید بن علیؓ عمر بن الولید کے خلاف مدعی کی حیثیت سے میرے پاس آے تھے۔ میں نے ان دونوں کے درمیان تصفیہ کردیا۔ میں نے دیکھا کہ زید ایک جھگڑالو چرب زبان، تقریر میں رنگ آمیزی کرنے والے اپنے مطلب کے مطابق سلسلۂ کلام کو ڈھالنے والے ہیں۔ یہ اپنی حلاوت بیان اور دلائل و براہین کے کثرت سے پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کو جری بنانے کی اہلیت رکھتے ہیں، اسی طرح وہ مقدمات و نزاعات کی پیروی میں اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے اپنے حریف کے مقابلہ میں اپنی قوت تقریر اور شخصیت کے اثر سے کامیابی حاصل کرتے ہیں اس لئے تم اُنھیں فوراً حجاز بھیجدو اور اپنے پاس مت رہنے دو، کیونکہ اگر لوگوں نے اُن کی باتیں سننا شروع کردیں تو وہ اپنے الفاظ کی ملائمت، زبان کی شیرینی اور اُسکے ساتھ پھر رسول اللہ کے ساتھ اُنکی قرابت کا اظہار یہ تمام وہ باتیں ہیں جس سے وہ لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام لوگ اُن کی طرف جھک پڑینگے نہ اُن کے دل ٹھکانے رہینگے نہ عقلیں اور نہ اُنکے اخلاق اور اُنکا دین، زید کے معاملہ میں تمھارا تھوڑا سا تجاہل و تساہل اُن کے لئے باعث تکلیف ثابت ہوگا، اُنکا اخراج، اور اُن کو اس طرح چھوڑ دینا کہ

جس میں سب کی سلامتی ہو، خون نہ بہے انکا فرقہ محفوظ رہے اسے میں زیادہ اچھا سمجھتا ہوں بہ نسبت اسکے کہ انکا خون بہے انکا نام باقی نہ رہے اور اُنکی نسل منقطع ہو جائے جماعت اللہ کی مضبوط رسی ہے تم کوفہ کے اشراف کو جماعت میں رہنے کی دعوت دو اور ڈراؤ کہ ورنہ انھیں قتل کیا جائیگا اور اُنکا تمام مال و متاع ضبط کر لیا جائیگا جو لوگ ہماری اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھا چکے ہیں یا عہد کر چکے ہیں وہ اُنکا ساتھ نہ دینگے۔ صرف عام رعایا دیہاتی یا دوسرے حاجتمند جو فتنہ و فساد سے لذت حاصل کرتے ہیں وہی اُنکی حمایت میں کھڑے ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو ابلیس کو پوجتے ہیں اور وہ اُن کی پرستش کرتا ہے اسلئے پہلے اُنھیں محض دھمکاؤ، پھر کوڑے سے خبر لو اور آخر میں تلوار سے کام لینا۔ متوسط طبقہ کے لوگوں سے پہلے اشراف و اعیان کو ڈرانا۔ اور ادنیٰ و ذلیل لوگوں سے پہلے متوسط طبقہ کے لوگوں کو ڈرانا یہ سمجھ لو کہ تم جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو، امیر المومنین کی اطاعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہو اتحاد و جماعت کیلئے ترغیب و تحریض دے رہے ہو، اور دینِ الٰہی کے لئے مستعدی کا اظہار کر رہے ہو، ایسی صورت میں تم اُنکی کثرتِ تعداد سے پریشان نہ ہو جانا، خدا کی ذات پر بھروسہ اپنے دین کی حمایت کا جوش، شیرازۂ اتحاد جماعت کی صیانت کا خیال اور اُس شخص کے مقابلہ اور سختی سے ممانعت کو جو اس دروازہ کو جسمیں اللہ نے داخل ہونیکا حکم دیا ہے توڑنا چاہے اپنا مامن و ملجا سمجھنا۔ امیر المومنین نے ہر ایسے شخص کے لئے اپنا عذر بیان کر دیا ہے اور اُنھوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے، اس لئے اب کسی شخص کے لئے یہ موقع باقی نہیں رہا کہ وہ اپنے حق کا دعویٰ کرے جو خود اُسکے نفس نے اُس سے چھین لیا ہے نہ وہ خراج کے متعلق کسی رعایت کا مستحق ہو سکتا ہے اور نہ وہ کسی عزیز کے ساتھ صلہ رحمی کرینگے مگر وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنھوں نے امیر المومنین سے ڈر کر اس احمقانہ شورش میں کوئی حصہ نہیں لیا ہو جسکی وجہ سے یہ باغی نہایت ہی بدبخت اور گمراہ ہوں گے اور یہ فعل اُن کو سخت تلخ معلوم ہوگا، البتہ امیر المومنین کے لئے یہ شورش نہایت ہی اہم ہے اور دین کی مدافعت و صیانت کی وجہ سے اُسکو فرو کرنا آسان ہوگا، اس لئے کہ امیر المومنین یہ نہیں چاہتے کہ وہ اپنی قوم کی بُری حالت دیکھیں جو اُن کے لئے عذاب اور تباہ کن ہو اس لئے وہ ہمیشہ واقعات

کو غور سے دیکھتے رہتے ہیں۔ راہِ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خوفناک مقامات سے انھیں بچانے کے لئے آگاہ کرتے ہیں سیدھے راستوں پر لیجاتے ہیں اور خطرہ کے مقامات سے ہٹاتے رہتے ہیں، انکا یہ طرزِ عمل اُس شفیق والد جیسا ہے جو اپنی اولاد کو خطرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتا ہے، یا تجربہ کار و ہوشیار چرواہا اپنے گلہ کی نگہبانی کرتا ہے؛

جب تمھاری اُن سے مڈبھیڑ ہو جائے تو تم اُسی وقت اللہ کی مدد کے مستحق ہو سکو گے جب تم اُنکی خواہشات کو پورا کرو اُن کی آل و اولاد کو اُن کے سپرد کردو، اپنی فوج کو منع کردو کہ وہ اُن کے گھروں میں اور اُن کے زنان خانوں میں نہ گھسے، اس لئے اب تم فوراً کارروائی شروع کردو، چونکہ اللہ کے لئے یہ کارروائی کی جا رہی ہے اس لئے اسکی مرضی بھی اسی میں ہے اور یہ کوئی گناہ نہیں ہے، باغیوں کو سزا دینے میں جلدی کرو، کیونکہ شیطان نے انھیں دھوکہ میں ڈالا ہے، اور برا راستہ بتایا ہے۔ یہ زیادہ اچھا ہے کہ بغاوت ہونے ہی نہ پائے، امیر المومنین اِن باغیوں وغیرہ کے خلاف اللہ سے طالب امداد ہیں اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ اِن میں سے جنکی حالت بگڑ چکی ہے اُسے درست کردے اور اُنھیں کامیابی و نجات کی طرف جلد لے آئے بیشک خداوند عالم سننے والا اور قریب ہے (یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے)

زید کوفہ آکر چھپے رہے، جب اُنھوں نے کوفہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے اُنہیں خدا کا واسطہ دلاکر اپنے وطن واپس چلنے کے لئے کہا اور کہا کہ آپ ہرگز اپنے ان دعوت دینے والوں میں سے کسی کی بات کو منظور نہ کریں اس لئے کہ یہ ہرگز آپ کے وفا شعار نہ رہینگے، مگر زید نے ایک نہ سنی اور کوفہ چلے آئے؛

کوفہ آنے کے بعد شیعہ اُن کے پاس آنے جانے لگے اور بیعت کرنے لگے، اُنکے دیوان میں پندرہ ہزار بیعت کرنے والوں کے نام لکھے گئے، زید کوفہ میں چند ماہ مقیم رہے، البتہ اس میں سے دو ماہ اُنھوں نے بصرہ میں بسر کئے، اور پھر کوفہ آگئے، اور یہاں سے اُنھوں نے علاقہ سواد اور اہل موصل کے پاس اپنی بیعت کے لئے قاصدوں کو روانہ کیا؛

زید نے کوفہ آکر یعقوب بن عبداللہ السلمی الفرقدی کی پوتی اور عبداللہ بن

ابی العنس الازدی کی بیٹی سے نکاح بھی کیا۔ اس نکاح کی وجہ یہ ہوئی کہ اسکی ماں ام عمر بنت الصلت شیعہ تھی جب اُس کو زید کے کوفہ میں آنے کا علم ہوا یہ اُن کے سلام کے لئے حاضر ہوئی، یہ ایک حسین وجمیل وجیہہ و گداز بدن عورت تھی، اُس کی عمر اگرچہ زیادہ ہو چلی تھی مگر صورت سے زیادہ عمر کی معلوم نہ ہوتی تھی، جب اس نے زید کو آکر سلام کیا زید نے خیال کیا کہ یہ جوان ہے، جب اس نے بات چیت شروع کی تو معلوم ہوا کہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ نہایت خوش بیان بھی ہے، زید نے اُسکا نسب پوچھا اُس نے اپنا نسب اور خاندان بیان کیا، زید نے کہا تم مجھ سے نکاح کرو گی اُس نے کہا اگر اب میں نکاح کرسکتی تو میں شوق سے آپ سے کرلیتی، زید نے پوچھا کیا وجہ مانع ہے، اُس نے کہا میری عمر زیادہ ہو چکی ہے، زید نے کہا میں تمھارے انکار پر راضی ہوں مگر میں اسے نہیں مانتا کہ تم سن رسیدہ ہو، اُس نے کہا میں اپنا حال آپ سے زیادہ بہتر طور پر جانتی ہوں، اور مجھے معلوم ہے کہ زمانہ نے مجھ میں کیا انقلاب پیدا کردیا ہے اگر اب میں شادی کرتی تو آپ کے مقابلہ میں کسی اور کو ترجیح نہیں دیتی۔ مگر میری ایک بیٹی ہے جسکا باپ میرا چچیرا بھائی تھا وہ مجھ سے بہت زیادہ خوبصورت ہے اگر آپ پسند کریں تو میں اسے آپ کے نکاح میں دیدوں گی، زید نے کہا مجھے اس شرط پر منظور ہے کہ وہ تم ہی ایسی ہو، اُس نے کہا اُسکے پیدا کرنے والے مصور نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ اُسے مجھ ہی ایسا بناتا اُسے مجھ سے زیادہ گورا۔ زیادہ خوبصورت زیادہ گداز جسم اور نہایت عمدہ شکل و ناز و انداز والا پیدا کیا، زید ہنسے اور کہنے لگے کہ اللہ نے جیسی خوش بیانی اور طلاقت لسان تمھیں بخشی ہے ایسی اُسے کہاں نصیب ہو گی، اُس نے کہا ہاں یہ میں نہیں جانتی کیونکہ میری نشو و نما حجاز میں ہوئی ہے اور میری بیٹی نے کوفہ میں آنکھ کھولی۔ ممکن ہے کہ میری بیٹی کی زبان پر کوفہ کی زبان کا اثر ہو گیا ہو، زید نے کہا خیر یہ کوئی اہم بات نہیں جو میرے ارادہ میں مانع آسکے۔

زید نے اُس سے وعدہ لے لیا، وہ اُس وعدہ پر اُن کے پاس آئی، اپنی بیٹی کو اُن کے عقد میں دیدیا۔ یہ اُسے بیاہ کر اپنے گھر لے آئے، ایک لڑکی اُسکے بطن سے ہوئی جو بعد میں مرگئی، زید اُس پر عاشق تھے۔ زید کوفہ میں مختلف مکانات میں آکر رہتے تھے کبھی اپنی ازدی بیوی کے مکان میں ٹھہرتے، کبھی اپنے دوسرے سسرال والے سلمیوں کے

پاس قیام کرتے، کبھی بنی عبس میں نصر بن خزیمہ کے پاس رہتے، کبھی بنی نمیر میں قیام کرتے، پھر بنی نمیر سے معاویہ بن اسحاق بن زید بن حارثہ الانصاری کے پاس جبانہ سالم السلولی میں منتقل ہوگئے یہ بنی نہد اور بنی ثعلب میں کبھی بنی ہلال بن عامر کی مسجد کے پاس قیام پذیر ہوئے ہیں۔

اب زید اپنے طرفداروں سے بیعت لینے لگے جب بیعت لیتے تو کہتے کہ میں تمھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ظالموں سے جہاد، کمزوروں کی مدافعت، محرومین کو عطا، حق، سرکاری مالگزاری کی علی السویہ تقسیم، مظالم کا رد، گروہ گیری کی موقوفی، اہل بیت کی امداد کی طرف ان لوگوں کے خلاف جو ہمارے مخالف ہیں اور جنھوں نے ہمارے حقوق کو دیدہ و دانستہ بھلا دیا ہے دعوت دیتا ہوں، کیا تم ان شرائط پر بیعت کرتے ہو، اگر وہ اقرار کرلیتا تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور پھر کہتے اب تم پر اللہ کا عہد و میثاق، اور رسول اللہ کی ذمہ داری ہے کہ تم میری بیعت کو پورا کروگے، میرے دشمن سے لڑوگے، ظاہر و باطن میرے خیر خواہ رہوگے، اگر وہ ان باتوں کا بھی اقرار کرلیتا تو پھر اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے چھوا دیتے اور پھر کہتے اے خداوندا تو گواہ رہ۔

چند ماہ یہی ہوتا رہا۔ جب ان کے خروج کا زمانہ قریب آیا انھوں نے اپنے طرفداروں کو تیاری کا حکم دیا ان میں سے جو لوگ واقعی اپنے عہد کو پورا کرنا اور انکا ساتھ دینا چاہتے تھے انھوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی اس سے انکی بات تمام لوگوں میں پھوٹ پڑی۔

اس سنہ میں نصر بن سیار نے دو مرتبہ علاقہ ماوراء النہر میں جہاد کرنیکے بعد تیسری مرتبہ جہاد کیا اور کورصول مارا گیا۔

نصر بن سیار کی مہموں کا ذکر۔

نصر نے بلخ سے بڑھکر باور النھر یہ باب الحدید کے راستے سے جہاد کیا۔ پھر مرو واپس آیا۔ تقریر کی اور کہا بہرا مجوسیوں کا سردار تھا جو مجوسیوں کو اپنی عطا و جود سے بہرہ اندوز کرتا تھا انکی حفاظت و مدافعت کرتا تھا اور انکی ذمہ داریوں کو

مسلمانوں پر ڈالتا تھا، اشبداد بن جرجیجور عیسائیوں کا سردار تھا، عقیبتہ الیہودی یہود کا سردار تھا، میں مسلمانوں کا سردار ہوں، اون کو عطا یا دونگا، اُنکی حفاظت و مدافعت کرونگا، اُن کے بوجھوں کو مشرکین پر ڈالدونگا۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہہ بھی سمجھ لو کہ میں سوائے اسکے کہ پورا پورا اخراج جسطرح سرکاری کاغذات میں درج ہے وصول ہوکر بیت المال میں آجائے اور کسی بات کو قبول نہیں کرونگا میں نے منصور بن عمر بن ابی الخرقار کو تمھارا افسر مالگزاری مقرر کیا ہے، انھیں حکم دیا ہے کہ وہ تمھارے ساتھ انصاف کریں ہر ایسے مسلمان کو جس سے جزیہ لیا جاتا ہو یا تشخیص مالگزاری میں اُسپر سختی کی گئی ہو اور اُسکے مقابلہ میں مشرکین کے ساتھ جمعبندی میں رعایت کی گئی ہو یہ حق ہے کہ وہ ان کے پاس مرافعہ کرے، یہ اُس رقم کو مسلم کے ذمہ سے کاٹ کر مشرک پر ڈالدیں گے۔

دوسرا جمعہ بھی نہیں گزرا تھا کہ تیس ہزار مسلمان جو جزیہ دیتے تھے اور اسی ہزار مشرکین جن سے جزیہ لینا موقوف کردیا گیا تھا منصور بن عمر کے پاس آئے۔ منصور نے جزیہ کی رقم بجائے مسلمانوں کے مشرکین پر ڈالدی، پھر اُس نے مالگزاری کی مختلف قسمیں متعین کیں اور انھیں اُسی طرح واجب الادا قرار دیا جس طرح کہ ہونا چاہیے تھا اور وہی رقم، جسپر صلح ہوئی تھی عائد کی، چنانچہ بنی امیہ کے عہد میں مرو سے خراج کے علاوہ ایک لاکھ اور وصول کیے جاتے تھے۔

نصر نے دوسری مرتبہ وراغر اور سمرقند پر جہاد کیا، واپس آیا۔ تیسری مرتبہ پھر جہاد کیا، مرو سے شاش کی طرف بڑھا۔ کورصول نے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ نصر بن سیار کی دریائے شاش کو عبور کرنے میں مزاحمت کی، یہ فوج اجرت دیکر اکٹھا کرلی گئی تھی، ہر شخص کو ہر ماہ ایک شقہ حریر جسکی قیمت اُسوقت پچیس درہم تھی ماہانہ ملتا تھا، دونوں حریفوں میں تیراندازی ہوئی، مگر ترکوں نے نصر بن سیار کو دریا عبور کر کے شاش آنے سے روکدیا۔

حارث بن سریج اُسوقت ترکوں کے علاقہ میں تھا یہ بھی اس جنگ میں شرکت کے لئے کورصول کے ہمراہ آیا۔ یہ ایک موقع پر نصر کے مقابل کھڑا ہوا تھا اُس نے نصر کے جو دریا کے کنارے اپنے تخت پر متمکن تھا ایک چھوٹا تیر مارا۔ تیر نصر کے اُس خدمتگار

کے جو اُس سے وضو کرا رہا تھا جبڑے میں آکر لگا، نصر اپنے تخت سے ہٹ گیا، نیز حارث نے ایک شامی کے گھوڑے کے پیٹ کو اپنے تیر سے پھوڑ ڈالا کورصول نے چالیس آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا، فوج والوں پر شب خون مارا اہل بخارا کی جو ساقہ لشکر میں تھے کچھ بھیڑیں لوٹ لیں اور اندھیری رات میں تمام لشکر کا چکر لگا یا۔ اُس وقت نصر کے ہمراہ اہل بخارا، سمرقند، کس اور اشروسنہ بیس ہزار کی تعداد میں تھے نصر نے سب فوجی حصوں میں منادی کر دی کہ کوئی شخص اپنے قیام گاہ سے باہر نہ نکلے اور سب اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہیں۔

عاصم بن عمیر اہل سمرقند کے دستہ کا سردار اپنے مقام سے نکلا، کورصول کا رسالہ اُسوقت وہاں سے گزر چکا تھا، ترکوں نے خوشی کا ایک ایسا نعرہ بلند کیا تھا جس سے لشکریوں کو یہ خیال ہوا کہ ترکوں نے ان سب کو قتل کر ڈالا جب کورصول کا رسالہ پھر اس مقام سے گزرا تو اس جماعت نے ترکوں کے پچھلے حصہ پر حملہ کیا اور ایک شخص کو گرفتار کر لیا، معلوم ہوا کہ یہ چار ہزار خیمہ والا ترکوں کا کوئی بادشاہ ہے، لوگ اُسے نصر کے سامنے لائے، دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سن رسیدہ شخص ہے، اُسکی زرہ ایک ایک بالشت زمین پر گھسٹتی تھی۔ دیباج کے موزے پہنے تھا جنمیں حلقے تھے، فرند کی قبا تھی جسمیں دیباج کی گور لگی تھی۔

نصر نے اُس سے نام پوچھا، اُس نے کہا کورصول، نصر نے کہا اُس خدا کا شکر ہے جسنے تجھ دشمن خدا کو ہمارے قبضہ میں گرفتار کرا یا، کورصول نے کہا تم ایک معمر شخص کے قتل سے کیا فائدہ اُٹھاؤ گے میں تمھیں ایک ہزار ترکی اونٹ اور ایک ہزار ترکی گھوڑے دیتا ہوں تاکہ تم اپنی فوج کی طاقت درست کر لو اور مجھے رہا کر دو، نصر نے اپنے درباری اہل شام اور خراسان سے پوچھا کہ تم اسکے بارے میں کیا کہتے ہو، سب نے کہا اسے چھوڑ دیجئے نصر نے اُس سے اُسکی عمر دریافت کی، کورصول نے کہا میں نہیں جانتا۔ نصر نے پوچھا کتنی لڑائیوں میں تم نے شرکت کی۔ کورصول نے کہا بہتّر لڑائیوں میں لڑ چکا ہوں۔ نصر نے پوچھا کیا تم اُس جنگ میں شریک تھے جسمیں مسلمانوں کو شدت پیاس کی وجہ سے سخت تکلیف اُٹھانا پڑی تھی کورصول نے کہا ہاں۔ یہ سنتے ہی نصر نے کہا تمھارے ان مشاہدات کے بعد اگر تم سارا جہان بھی مجھے دیدو تو بھی اب تم میرے

ہاتھ سے نکلکر نہیں جا سکتے،
نصر نے عاصم بن عمیر العدی کو حکم دیا کہ اسکا سارا لباس وغیرہ اُتار کر، تم لیلو، جب کورصول کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا تو اُس نے پوچھا کہ بتاؤ مجھے گرفتار کس نے کیا تھا، نصر نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ یزید بن قران الحنظلی نے، اور ہاتھ سے اُسکی طرف اشارہ بھی کیا۔ کورصول نے کہا اسے تو چوتڑ دھونے کی بھی تمیز نہیں یہ مجھے گرفتار نہیں کر سکتا۔ سچ سچ بتائے کہ مجھے کس نے گرفتار کیا ہے کیونکہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ مجھے سات مرتبہ قتل کیا جائے، عاصم بن عمیر کا نام لیا گیا، کورصول نے کہا میں اس میں تو قتل کرنیکا مس بھی نہیں پاتا۔ کیونکہ جس شخص نے مجھے گرفتار کیا ہے وہ تو عربوں کا کوئی بڑا بہادر معلوم ہوتا تھا، نصر نے دریا کے کنارے اسے قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا،
یہہ عاصم بن عمیر وہی ہے جسکا لقب ہزار مرد تھا یہ قحطبہ کے زمانہ میں نہاوند میں مارا گیا۔
کورصول کے مارے جانے سے ترکوں کی ہمتیں پست ہو گئیں۔ اُن پر اضمحلال واداسی طاری ہو گئی۔ اُنھوں نے کورصول کے خیموں کو آگ کر جلا ڈالا۔ اپنے کان کاٹ لئے۔ اپنے چہرے ننگے کر لئے اور اُسکی موت پر آہ و بکا کرنے لگے، رات کو جب نصر نے اُس مقام سے کوچ کا ارادہ کیا تو نفط کا ایک شیشہ کورصول کی لاش پر ڈلوا کر آگ لگوا دی تاکہ ترک اسکی ہڈیوں کو بھی نہ لیجا سکیں۔ اس واقعہ کا ترکوں پر اُسکے قتل سے بھی زیادہ اثر ہوا۔ نصر یہاں سے فرغانہ چلا گیا اور وہاں سے اُسنے تیس ہزار لونڈی غلام مال غنیمت میں حاصل کئے۔
یوسف بن عمر نے نصر کو لکھا تھا کہ تم اُس شخص کے مقابلہ کے لئے جاؤ جس نے شاش کو اپنا مامن بنا رکھا ہے۔ یعنے حارث بن سریج کے مقابلہ کے لئے اگر اُسپر اور اہل شاش پر اللہ تعالیٰ تمھیں فتح عطا فرمائے تو تم اُن کے شہروں کو ویران کر دینا اُن کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنا لینا۔ مگر خبردار مسلمانوں کو خطرہ سے بچانا،
نصر نے سرداران فوج کو بُلا کر یہ خط سنایا اور پوچھا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے،
یحیٰے بن حضین نے کہا آپ امیر المومنین اور امیر یوسف کے حکم کی تعمیل کیجئے۔
نصر نے اُن سے کہا اے یحیٰے آپ نے ایک نیک شخص کی راتوں میں ایک جملہ کہا جسکی وجہ سے آپ خلیفہ تک پہنچے۔ اُن کے انعام و اکرام سے مستفید ہوئے،

آپ کے وظیفہ میں اضافہ کیا گیا اور آپ کے گھر والوں کے مناصب بھی مقرر ہو گئے اور آپ اس بلند درجہ تک پہنچے اس وقت آپ نے وہ بات کہی کہیں بھی وہی کہنے والا تھا، اس مہم پر چلئے میں نے آپ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار مقرر کیا، لوگوں نے اس مشورہ دینے پر یحیٰی کو آکر بُرا بھلا کہا؛

نصر نے ایک دن کہا کہ اس خطرہ سے زیادہ اور کیا بات خطرناک ہو سکتی ہے کہ ہم سفر میں ہوں اور ہمارے دشمن مقیم ہوں نصر شاش کی طرف بڑھا۔ حارث اُسکے مقابلہ کے لئے آیا اُس نے دو عرادے بنی تمیم کے مقابل نصب کئے، جب اُس سے کہا گیا کہ سامنے بنی تمیم ہیں تو اُس نے انھیں وہاں سے ہٹا کر بنی آزد کے مقابل یا کہا جاتا ہے کہ بکر بن وائل کے سامنے نصب کر دیا، اخرم ایک مشہور ترک بہادر نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ مسلمانوں نے اُسے قتل کر دیا اور اُسکے ہمراہیوں میں سے سات کو گرفتار کر لیا نصر نے حکم دیا کہ اخرم کا سر منجنیق کے ذریعہ دشمن کی صفوں میں پھینکدیا جائے، جب ترکوں نے اخرم کے سر کو دیکھا انھیں نہایت شدید صدمہ ہوا اور وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے پسپا ہو گئے؛

نصر واپس پلٹا اُس نے دریا عبور کرنے کا ارادہ کیا مگر اسمیں مزاحمت کی گئی۔

جس سنہ میں نصر کا مقابلہ حارث بن سریج سے ہوا۔ اُسی سال نصر سمرقند میں آکر ٹھہرا، یہاں نجار اخذاہ واپس ہوتے ہوئے نصر کے پاس آیا۔ بیرونی جنگی چوکی پر دشمن کی دیکھ بھال اُسکی جمعیت کے متعلق تھی، اُن کے ساتھ نجارا کے دو زمیندار بھی تھے جو نصر کے ہاتھ پر اسلام لا چکے تھے انھوں نے واصل بن عمرو القیسی کو جو نصر کی جانب سے نجارا کا عامل تھا اور نجارا خذاہ کو اچانک قتل کر دینے کا ارادہ کیا تھا، یہ دونوں نجارا خذاہ کے ظلم کے شاکی تھے۔ نجارا خذاہ کا نام طوق سیادہ تھا، اس نے نصر سے کہا مجھے معلوم ہے انھوں نے آپکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ہے مگر پھر اُسکی کیا وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی کمر میں خنجر لگا رکھے ہیں، نصر نے اُن سے کہا واقعی تمھارا یہ کیا طرز عمل ہے کہ باوجود اسلام لے آنے کے تم خنجر لگائے ہوئے ہو، انھوں نے کہا ہمارے اور نجارا خذاہ کے درمیان عداوت ہے

لہ لکڑی کا گھروندہ جسمیں بیٹھکر تیراندازی کیجاتی تھی۔

اِس وجہ سے ہمیں اپنی جانوں کا اندیشہ ہے، نصر نے ہارون بن سیاوش بنی سلیم کے آزاد غلام کو جو رابطۂ فوج پر رہتا تھا حکم دیا کہ یہ خنجر ان سے لیلو، ہارون نے دونوں خنجروں کو کھینچکر توڑ ڈالا، نجار اخذاہ اُٹھکر نصر کے ساتھ ساتھ اِن دونوں کے متعلق گفتگو کرتا ہوا چلنے لگا، اُنھوں نے اپنے دل میں کہا کہ کریموں کی موت مرنا بہتر ہے، ایک نے واصل بن عمرو پر حملہ کیا، اُس کے پیٹ میں چُھری بھونک دی، واصل نے اُسکے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ کاسۂ سر الگ جا پڑا اور وہ فوراً مر گیا، دوسرا نجار اخذاہ کی طرف لپکا، جماعتِ نماز کھڑی ہو چکی تھی اُسوقت نجار اخذاہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا، نصر یہ گڑبڑ دیکھتے ہی خیموں کی قناتوں میں جھپٹ کر جا چھپا نجار اخذاہ بھی بھاگا، مگر قناتوں کے دروازہ کے پاس لغزش کھاکر گر پڑا، اُس زمیندار نے اُسکے نیزہ مارا مگر جوزجان بن الجوزجان نے اُس پر حملہ کیا اور گرز کی ایک ضربت سے اُسے قتل کر دیا، نجار اخذاہ اٹھا کر نصر کے خیمہ میں لایا گیا، نصر نے اُسکے لئے تکیہ منگوایا نجار اخذاہ نے تکیہ پر ٹیکہ دیدیا۔ قرعۃ طبیب نے آکر علاج شروع کیا، نجار اخذاہ نے نصر کو وصیت کی اور اُسی گھڑی مر گیا، واصل خیموں ہی میں دفن کیا گیا نصر نے اُسکی نمازِ جنازہ پڑھی، البتہ طوق سیاوہ کا گوشت اُسکے جسم سے علٰحدہ کر کے اور اُسکی ہڈیاں نجار الے گئے۔

شاش جاتے ہوئے نصر اشروسنہ آیا۔ اشروسنہ کے رئیس ایار اخرہ نے اُسے روپیہ نذر دیا۔ نصر شاش چلا گیا محمدؐ بن خالد الازدی کو فرغانہ کا عامل مقرر کر کے دس آدمیوں کے ہمراہ اُسے فرغانہ روانہ کیا، اور فرغانہ سے جیش کے بھائی کو اور ختل کے دوسرے دہقانوں وغیرہ کو جو اُسکے ہمراہ تھے واپس بُلا لیا۔ یہہ بہت سی مورتیں بھی اپنے ساتھ لایا جنھیں اُس نے اشروسنہ میں نصب کر دیا۔

بعض ارباب سیر نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب نصر شاش آیا تو شاش کے بادشاہ قدر نے نصر کا استقبال کیا، خود صلح کی درخواست کی، تحائف پیش کئے اور یرغمال بھی دیئے۔ نصر نے اُس سے یہہ شرط بھی کی کہ وہ حارث کو اپنے علاقہ سے خارج کر دے۔ چنانچہ قدر نے حارث کو فاراب کی طرف نکالدیا۔ نصر نے نیزک بن صالح عمرو بن العاص کے آزاد غلام کو شاش پر اپنا قائم مقام مقرر کر دیا، یہاں سے روانہ ہو کر نصر نے فرغانہ کے علاقہ میں قبا میں آکر پڑاؤ کیا، باشندوں کو اُسکی پیشقدمی کا علم ہو چکا تھا، اُنھوں نے گھانس جلادی، اور

سامان خوراک کی بہم رسانی مسدود کردی۔

سنہ ۱۲۱ ہجری کی بقیہ مدت ہی میں نصر نے ایک فوج رئیس فرغانہ کے ولی عہد کے مقابلہ پر بھیجی، مسلمانوں نے ترکوں کو اُن کے ایک قلعہ میں محصور کرلیا۔ محاصرہ میں مسلمانوں سے کچھ غفلت ہوی۔ ترک مسلمانوں کے جانوروں پر ٹوٹ پڑے اُنھیں ہنکالے گئے، اور کچھ مسلمانوں کو بھی قید کرلے گئے۔ نصر نے اُن کے مقابلہ کے لئے بنی تمیم کے کچھ لوگوں کو بھیجا۔ اُن کے ہمراہ محمدؐ بن المثنیٰ مشہور بہادر بھی تھے مسلمانوں نے اُن سے ایک چال چلی۔ اپنے جانوروں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا اور خود کمیں گاہ میں بیٹھ گئے، ترک پھر قلعہ سے نکلے بعض جانوروں کو ہنکالے گئے۔ مسلمانوں نے کمیں گاہ سے نکلکر اون پر حملہ کیا، اُنھیں شکست دیکر بھگا دیا، اُن کے ایک بڑے زمیندار کو قتل کردیا۔ بعض قیدی بھی گرفتار کئے اِس مقتول زمیندار کے بیٹے نے محمدؐ بن المثنیٰ پر حملہ کیا، محمدؐ نے ہوشیاری سے گرفتار کرلیا۔ یہ ایک امرد لڑکا تھا محمدؐ اُسے نصر کے پاس لائے نصر کے حکم سے اُسے قتل کردیا گیا۔

نصر نے سلیمان بن صول کو صلح کے کرنے کے لئے بخط دیگر رئیس فرغانہ کے پاس بھیجا تھا۔ سلیمان کہتے ہیں کہ جب میں اُسکے پاس پہنچا تو اُس نے مجھ سے دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ میں شاگرد پیشہ ہوں۔ امیر کے میر منشی کا مددگار ہوں رئیس فرغانہ نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ اسے ہمارے خزانوں کی سیر کراؤ تاکہ انھیں معلوم ہو کہ ہمارے مالی ذرایع کیا ہیں، مجھے حکم دیا گیا کہ چلئے۔ میں نے کہا میں پیدل نہیں چل سکتا۔ رئیس نے حکم دیا کہ اُنکی سواری کے لئے گھوڑا لاؤ۔ میں اس کے خزانوں میں داخل ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اے سلیمان اسرئیل اور بشر بن عبید تمھاری اِس ناکامی پر بغلیں بجا ئینگے، یہ خزانہ مجھے اِس لئے دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ لوگ صلح کرنا نہیں چاہتے معلوم ہوتا ہے کہ مجھے ناکام واپس جانا پڑیگا۔

میں خزانہ دیکھکر رئیس کے پاس آیا اُس نے مجھ سے پوچھا کہو ہمارے اور تمھارے درمیان میں جو راستہ ہے وہ کیسا ہے۔ میں نے کہا بہت سہل ہے، پانی و چارہ کی افراط ہے، اِس جواب سے اُسے تکلیف ہوئی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کیا جانتے ہو میں نے کہا میں غرشستان، غور ختل اور طبرستان کی مہموں میں لڑ چکا ہوں مجھے کیسے علم نہ ہوگا، اِس نے کہا اچھا بتاؤ ہمارے مالی ذرائع اور رسانہ و سامان کو تم نے

کیسا پایا۔ میں نے کہا نہایت عمدہ۔ مگر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جو شخص قلعہ بند ہو جاتا ہے اُسے ان باتوں میں سے ایک بات ضرور پیش آتی ہے، اُس نے پوچھا وہ کیا ہیں میں نے کہا کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ بادشاہ کا قریب ترین عزیز، محبوب، اور سب سے بڑھکر معتمد علیہ اُسیر اِس لئے جھپٹ پڑتا ہے کہ اُسکا مرتبہ خود حاصل کر لے، اور اس طرح وہ فاتح کے پاس تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یا بادشاہ کو اپنا تمام اندوختہ خرچ کرنا پڑتا ہے تاکہ وہ اپنے اقتدار کو صحیح و سالم بچالے۔ یا وہ کسی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے جس سے وہ جانبر نہیں ہوتا۔

یہ سنکر بادشاہ کا چہرہ پژمردہ ہوگیا اور میرے بیان سے اُسے تکلیف پہنچی۔ مجھے حکم دیا کہ تم اپنے قیام گاہ کو واپس چلے جاؤ میں چلا آیا۔ دو روز ٹھہرا رہا اور مجھے یقین ہوگیا تھا کہ یہ صلح کی دعوت کو رد کردیگا، بادشاہ نے پھر مجھے بلایا۔ صلح کے دعوتی خط کو میں اپنے غلام کے ساتھ لیتا گیا، مگر میں نے اُسے حکم دیدیا کہ جب میرا قاصد خط مانگنے آئے تو تو اپنی قیام گاہ کو چلا آنا خط مت بتانا اور مجھ سے کہدینا کہ خط مکان میں چھوڑ آیا ہوں۔

میں بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بادشاہ نے مجھ سے خط مانگا۔ میں نے کہا کہ وہ خط میں اپنے قیام گاہ میں چھوڑ آیا ہوں، بادشاہ نے مجھسے کہا کہ کسی کو بھیجکر منگوالو، پھر اُس نے صلح کرلی، مجھے انعام و اکرام دیا۔ اپنی ماں کو جو حقیقت میں منصرم مہمات امور مملکت تھی میرے ساتھ بھیجا۔ میں نصر کے پاس آیا نصر نے مجھے دیکھکر کہا تمھارے ہی لئے یہ معترضی نے پہلے سے کہدیا ہے۔ فارسل حکیماً ولا توصہ

عقلمند آدمی کو بھیجدے اور اُسے نصیحت مت کرو۔

میں نے سارا واقعہ سُنایا۔ نصر نے میرے طرز عمل کی تعریف کی، بادشاہ کی ماں کو دربار میں بلایا۔ یہ اُسکے سامنے آئی نصر ترجمان کے ذریعہ اُس سے باتیں کرنے لگا اسی گفتگو کے دوران میں تمیم بن نصر دربار میں آیا۔ نصر نے ترجمان سے کہا ان سے پوچھو کہ کیا وہ انھیں پہچانتی ہیں۔ اُس نے جواب دیا نہیں۔ نصر نے کہا یہ تمیم بن نصر ہے اُس نے کہا بخدا اسمیں ہیں نہ چھوٹوں کی حلاوت پائی ہوں اور نہ بڑوں کا تجربہ و پختہ کاری۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ اس نے نصر سے کہا کہ جس بادشاہ کے پاس یہ چھ چیزیں نہوں وہ بادشاہ نہیں ہے، ایک وزیر جس سے وہ اپنے دلی راز کہہ سکے

اُس سے مشورہ لے، اور اُس کے مشورہ پر اعتماد کرے، دوسرے باورچی کہ اگر بادشاہ کو کھانے کی بھوک بھی نہو تب بھی وہ ایسا کھانا اُسکے لئے تیار کرے کہ اُسسے اُسکی اشتہا، پیدا ہو جائے۔ تیسری بیوی اگر کبھی وہ غمگین بھی اُسکے پاس آئے تو اُسکی صورت دیکھتے ہی رنج و غم دور ہو جائے۔ چوتھے قلعہ کہ ضرورت کے وقت وہ اُس میں اپنی حفاظت کر سکے۔ پانچویں گھوڑا اور تلوار کہ ہمسروں سے مقابلہ کے وقت اُسے اُن کی وفاداری پر پورا بھروسہ ہو، چھٹے ایسا ذخیرہ دولت کہ جہاں کہیں وہ اسے لیجائے اُسکی وجہ سے زندگی بسر کر سکے۔ پھر تمیم بن نصر بڑے شاندار کپڑے پہنے ہوئے، اکڑتا ہوا اپنے مصاحبین کی ایک جماعت کے ساتھ دربار میں آیا۔ اُس نے پوچھا یہ کون ہے، لوگوں نے کہا یہ نصر بن تمیم خراسان کا مشہور سردار ہے، اُس نے کہا کہ نہ اس میں بڑوں کی سی عقلمندی و تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے اور نہ چھوٹوں کی حلاوت، اسکے بعد حجاج بن قتیبہ آیا۔ اُس نے پوچھا یہ کون ہیں، کہا گیا کہ حجاج بن قتیبہ ہیں، یہ سنتے ہی اُس نے حجاج کو سلام کیا اُسکی مزاج پرسی کی اور کہنے لگی اے معشر عرب تم میں وفا نہیں اور نہ تم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہو، قتیبہ وہ شخص تھا کہ جس نے تمھیں تمھاری اس موجودہ حالت تک جسے میں دیکھ رہی ہوں پہنچایا، اور یہ اُسکا بیٹا تم سے نیچے بیٹھتا ہے، اے نصر تمھارا فرض تھا کہ تم اُسے اپنی جگہ بٹھاتے اور خود تم اُسکی جگہ بیٹھتے۔

اس سال محمد بن ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ یہی ہشام کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کے اس سال عامل تھے، سارے عراق پر یوسف بن عمر والی تھا، آرمینا اور آذربیجان کا والی مروان بن محمد تھا، نصر بن سیار خراسان کا والی تھا، عامر بن عبیدہ بصرے کے اور ابن شبرمہ کوفے کے قاضی تھے،

۱۲۲ھ کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سنہ میں زید بن علی مارے گئے۔ اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب اُنھوں نے خروج کا ارادہ کیا تو تیاری کا حکم دیا۔ جو لوگ ایفائے بیعت کرنا چاہتے تھے اُنھوں نے تیاری شروع کر دی۔ سلیمان بن سُراقۃ البارقی نے یوسف بن عمر سے آکر زید کی ساری کیفیت سُنائی اور یہ بھی کہا کہ زید اہل کوفہ کے عامر نام ایک شخص اور بنی تمیم کے ایک شخص

بارق کے بھانجے طیعہ نام کے پاس آیا کرتے ہیں اور اب وہ اُنھیں کے پاس مقیم ہیں، یوسف نے اِن لوگوں کے مکانات میں زید کو تلاش کرایا مگر وہ تو نہ ملے البتہ یہ دونوں شخص گرفتار کرکے یوسف کے سامنے پیش کیے گئے۔ یوسف کو اُن سے باتیں کرنے سے زید کی سیاری کیفیت اور اُنکے ارادہ کا حال معلوم ہوگیا، دوسری جانب جب زید کو اپنی گرفتاری کا اندیشہ ہوا تو اُنھوں نے اُسوقت مقررہ سے پہلے ہی جو خروج کے لئے اُن کے اور اہل کوفہ کے درمیان طے پایا تھا خروج کردیا۔

اُسوقت اہل کوفہ کا حکم بن الصلت سردار تھا اور عمرو بن عبدالرحمٰن کوفہ کا کوتوال تھا یہ شخص بنی القارہ سے تھا بنی ثقیف اِسکے ماموں تھے، یہ بنی ثقیف ہی میں رہتا تھا اُسکے ہمراہ عبیداللہ بن العباس الکندی بھی کچھ شامیوں کے ہمراہ اُسکے ساتھ تھا، یوسف بن عمر اُسوقت حیرہ میں مقیم تھا۔

جب زید کے اُن طرفداروں کو جنھوں نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی معلوم ہوا کہ زید کے ارادہ کا علم یوسف بن عمرو کو ہوگیا ہے، اُس نے زید کے پاس اپنے جاسوس لگا دئے ہیں اور وہ اُنکے حال کی تفتیش کرتا رہتا ہے تو اُنکے سربرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت زید کے پاس آئی۔ زید سے پوچھا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے، زید نے کہا اللہ اُن پر اپنا رحم کرے اور اُنھیں مغفرت دے، میں نے اپنے کسی خاندان والے کو اُن سے اپنی برائت کا اظہار کرتے نہیں سنا اور نہ کوئی شخص اُن کے متعلق کبھی بُرے الفاظ استعمال کرتا ہے، اِن لوگوں نے کہا آپ اہل بیت کے خون کا بدلہ لینے کے لئے، اسی لئے طالب ہوئے ہیں کہ یہ دونوں آپ کی حکومت کے درمیان کو دپڑے اور آپ کے ہاتھوں سے اُسے نکال لیا۔

زید نے کہا اِس معاملہ میں سخت سے سخت بات جو میں کہہ سکتا ہوں وہ صرف اتنی ہے کہ رسول اللہؐ کے بعد اُنکی خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہم تھے مگر قوم نے دوسروں کو ہم پر ترجیح دی اور ہمیں اُس سے ہٹا دیا۔ مگر اس بنا پر وہ ہمارے نزدیک کفر کے درجہ تک نہیں پہنچے۔ یہ دونوں حضرات امیرالمومنین ہوئے تو اُنھوں نے لوگوں میں انصاف کیا کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ پر کاربند رہے۔

اُن لوگوں نے کہا کہ جب اُن حضرات نے آپکے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا تو ان لوگوں نے بھی نہیں کیا، پھر آپ ہمیں کیوں ایسے لوگوں سے لڑنے کی دعوت دیتے ہیں جنھوں نے

آپ پر ظلم نہیں کیا ہے ۔

زید نے کہا۔ نہیں یہ بات نہیں ہے، یہ لوگ اُن جیسے نہیں ہیں، یہ ظالم ہیں نہ صرف میرے لئے بلکہ آپ لوگوں کے لئے اور خود اپنے لئے، میں آپ کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلاتا ہوں تاکہ احیاء سنت ہو اور بدعات مٹائی جائیں اگر آپ نے میری دعوت کو قبول کیا تو خود آپ کو اسکا فائدہ پہنچیگا اور اگر انکار کردیا تو میں آپ پر حاکم تو ہوں نہیں،

یہ سنکر یہ لوگ انھیں چھوڑ کر چلے آئے، اپنی بیعت توڑ دی اور کہنے لگے کہ یہ امام سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں یہ لوگ مدعی تھے کہ ابو جعفر محمد بن علی زید کے بھائی اصل میں امام تھے اور چونکہ اُس زمانہ میں اُن کا انتقال ہو چکا تھا اُن کے بیٹے جعفر بن محمد زندہ تھے اِن لوگوں نے کہا کہ جعفر اپنے باپ کے بعد ہمارے امام ہیں اور وہی امارت کے زیادہ مستحق ہیں، ہم زید بن علی کا ساتھ نہیں دینگے کیونکہ وہ امام نہیں ہیں۔ اسی بنا پر زید نے انکا نام رافضہ رکھا مگر اب یہ لوگ مدعی ہیں کہ جب ہم نے مغیرہ کا ساتھ چھوڑا تو اُس نے ہمارا یہ نام رکھا۔

اِن میں سے بعض لوگ، زید کے خروج کرنے سے پہلے جعفر بن محمد بن علی کے پاس آئے تھے اور اُن سے کہنے لگے کہ زید بن علی ہم میں آکر بیعت لے رہے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے ہم اُنکی بیعت کریں یا نہ کریں جعفر نے کہا ہاں ضرور کرو، کیونکہ بخدا وہی ہم میں سب سے افضل و بہترین شخص ہیں اور ہمارے سردار ہیں، اُسکے بعد یہ لوگ زید کے پاس آئے مگر انھوں نے اس بات کو ظاہر نہیں کیا کہ جعفر نے ہمیں ایسا حکم دیا تھا۔

اب زید بن علی کا خروج اِن وجوہات سے ضروری ہو گیا۔ انھوں نے اپنے طرفداروں سے بدھ کی رات جو صفر ۱۲۲ھ ہجری کی پہلی شب تھی خروج کے لئے مقرر کی یوسف بن عمر کو اِسکا علم ہوا اُس نے حکم بن الصلت کو حکم بھیجا کہ تمام اہل کوفہ کو جامع مسجد میں اکٹھا کر کے محصور کرلو۔ حکم نے تمام سرداروں، باقاعدہ فوج والوں، عہدہ داروں اور جنگی سپاہیوں کو بلا کر مسجد میں داخل ہونیکا حکم دیا اور اعلان کرادیا کہ امیر کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے گھر میں پایا جائیگا اُس کے تمام حقوق ساقط ہو جائینگے، آپ سب لوگ جامع مسجد میں رہیں۔ زید کے خروج سے ایک دن پہلے ہی منگل کے دن تمام لوگ مسجد اعظم میں آگئے۔

سرکاری عہدہ داروں نے معاویہ بن اسحٰق بن زید بن حارثۃ الانصاری کے مکان میں

زید کو تلاش کیا مگر زید نے رات ہی میں کہ وہی شب میعاد تھی اور اُس رات نہایت ہی شدید سردی تھی معاویہ کے مکان سے خروج کیا، ان لوگوں نے لکڑیوں کے مٹھے کو ایک لکڑی کے سرے پر باندھکر مشعلیں بنائیں، اُن میں آگ روشن کی اور پکارنے لگے "اے منصور ارادہ فرمائیے" جب ایک مشعل جلکر ختم ہو جاتی تھی تو دوسری میں آگ لگا دیتے تھے۔

اسی طرح رات بسر کی صبح کے وقت زید نے قاسم التغی الخضرمی اور اپنے طرف داروں میں سے ایک اور شخص کو بھیجا کہ وہ اپنا شعار لوگوں میں پکاریں جب یہ لوگ عبد القیس کے میدان میں پہنچے تو جعفر بن عباس الکندی سے اور اُن سے مڈبھیڑ ہو گئی، انھوں نے جعفر اور اُسکے ہمراہیوں پر حملہ کیا، قاسم کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ تو مارا گیا اور قاسم التغی زخمی میدان سے اُٹھا کر حکم کے سامنے لایا گیا، حکم نے اُس سے گفتگو کی مگر اُس نے کسی بات کا جواب نہیں دیا حکم نے اُسکے قتل کا حکم دیدیا، یہ شخص قصر کے دروازہ پر قتل کر دیا گیا، زید بن علی کے ساتھیوں میں سے سب سے پہلے یہی قاسم اور اُسکا ساتھی مقتول ہوئے۔

حکم بن الصلت نے راستوں پر پہرے بٹھا دئے، بازار کے راستے بند کر دئے گئے اور مسجد کے دروازے بھی بند کر دیے گئے تاکہ کوئی کوفہ والا نہ نکل سکے، کوفہ میں فوج کے چار دستے تھے اُن میں سے اہل مدینہ کے دستے پر ابراہیم بن عبد اللہ بن حریر البجلی سردار تھا بنی مذحج اور اسد کے دستہ پر عمرو بن ابی بدر التیدی کندہ اور ربیعہ پر منذر بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی اور تمیم و ہمدان کے دستہ پر محمد بن مالک الہمدانی الخیوانی سردار تھا۔

حکم نے یوسف کو تمام واقعہ کی اطلاع دی، یوسف نے اپنے نقیب سے کہا کہ منادی کر دو کہ شامیوں میں سے کون ایسا ہے کہ جو کوفہ جاکر تمام واقعات قریب سے دیکھکر مجھے آکر اسکی اطلاع دے، جعفر بن العباس الکندی نے کہا کہ میں جاتا ہوں، چنانچہ وہ پچاس سواروں کے ساتھ کوفہ آیا۔ جبانہ سالم السلولی تک آیا، زید کے ہمراہیوں کی حالت معلوم کی اور پھر یوسف کو جاکر اُنکی خبر دی صبح کو یوسف حیرہ کے قریب ایک ٹیلہ پر آکر ٹھہرا، قریش، اور دوسرے معزز لوگ اسکے ساتھ تھے، عباس بن سعید المزنی اُس زمانہ میں اُسکے محافظ دستہ کا سردار تھا، یوسف نے ریان بن مسلمۃ الاراشی کو دو ہزار فوج کے ساتھ کہ جسکے ہمراہ تین سو قیقانی تیراندازوں کا پیدل دستہ تھا آگے بڑھایا۔

دوسری جانب صبح کے وقت زید کے ہمراہ کل دو سو اٹھارہ آدمی تھے جو اُس رات میں

اُن کے پاس آئے تھے، زید نے پوچھا۔ خدا کی شان۔ اور لوگ کہاں ہیں؟ کہا گیا کہ وہ مسجد اعظم میں محصور ہیں، زید نے کہا جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اُن کے لئے یہ کوئی معقول عذر نہیں ہے؛

نصر بن خزیمہ ندا سنکر زید کی طرف چلا اگر اثنار راہ میں عمرو بن عبدالرحمن، حکم بن الصلت کی فوج خاصہ کا سردار اپنے جُہینی سواروں کے دستہ کے ساتھ۔ زبیر بن ابی حکیمہ کے مکان کے قریب اُس راستہ پر جو بنی عدی کی مسجد کی طرف نکلتا ہے مزاحم ہوا۔ نصر بن خزیمہ نے کہا "اے منصور قصد فرمائیے" مگر اسکا کوئی جواب اُسے نہ ملا۔ نصر اور اس کے ہمراہیوں نے سرکاری فوج پر حملہ کر دیا، عمرو بن عبدالرحمن مارا گیا اُسکے ساتھی پسپا ہو گئے!

زید بن علی۔ جبانۂ سالم سے جبانۂ صائدین تک آگے بڑھ آئے، یہاں پانسو شامی تھے، زید نے اپنے ساتھیوں کو لیکر اُن پر حملہ کر دیا اور انہیں شکست دی۔ اُس روز زید ایک سیاہ ٹٹو پر سوار تھے جسے اُنھوں نے بنی نہد بن کہمس بن مروان لبخاری۔ کے ایک شخص سے پچیس دینار میں خریدا تھا، زید کے قتل کے بعد اُس ٹٹو کو حکم بن الصلت نے لے لیا؛

زید ایک ازدی کے مکان کے دروازہ پر پہنچے اُس نے بھی اُن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اُسے بُلایا گیا، اگرچہ وہ گھر میں تھا مگر اُس نے جواب نہیں دیا انس بن عمرو اسکا نام تھا، پھر زید نے خود اُسے آواز دی اور کہا اے انس میرے پاس آؤ، اللہ تم پر اپنا رحم کریگا، اسلئے کہ حق آگیا ہے اور باطل مٹ گیا کیونکہ باطل مٹنے کیلئے ہے مگر پھر بھی یہ شخص باہر نہ نکلا۔ زید نے کہا تم لوگوں نے کس قدر خلاف وعدگی کی اللہ ہی تم سے حساب لینے والا ہے!

یہاں سے زید کناسہ کی طرف آئے۔ شامیوں کی ایک جماعت یہاں بھی متعین تھی زید نے اُسپر حملہ کیا اور شکست دی، پھر یہاں سے بڑھکر قبرستان پر نمودار ہوئے، یوسف بن عمر مع اپنے ہمراہیوں کے اُسوقت تک ٹیلہ پر کھڑا ہوا اُنھیں دیکھ رہا تھا اُس کے سامنے حزام بن مرۃ المزنی اور زمزم بن سلیم الثعلبی زرہ بند پیدل سپاہ کو اپنی قیادت میں لئے ہوئے ایستادہ تھے، کل دو سو آدمی اُسکے ہمراہ تھے اور بخدا اگر زید اُسکا رخ کرتے تو اُسے قتل کر ڈالتے، ریان بن سلمہ شامیوں کو لئے ہوئے کوفہ میں زید کے تعاقب میں لگا ہوا تھا۔ زید داہنی جانب خالد بن عبداللہ کے مصلے کی سمت مڑے اور کوفہ میں داخل ہو گئے؛

جس وقت زید نے کناسہ کا رخ کیا تو اُن کے ساتھیوں کا ایک گروہ مخنف بن سلیم کے قبرستان کی طرف پھٹ کر چلا گیا یہاں اُن میں سے کسی نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیوں کندہ کے قبرستان نہ چلیں۔ یہ الفاظ اُسکی زبان سے ہی نکلے ہوں گے کہ شامی آگئے، یہ جماعت اُنھیں دیکھتے ہی ایک تنگ گلی میں گھس گئی۔ ایک شخص اُن میں سے پیچھے رہ گیا وہ مسجد میں چلا آیا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر شامیوں کے مقابلہ کے لئے باہر آیا تھوڑی دیر تک مقابلہ رہا۔ شامیوں نے اُسے زمین پر گرا دیا اور تلواریں مارنے لگے اسپر اُن کے ایک شخص نے کہا کہ یہ فولادی خود پہنے ہوے ہے پہلے اسکے سر سے خود اُتار لو اور پھر فولادی گرز اسکے سر پر مارو، شامیوں نے یہی کیا یہ شخص کام آگیا۔ مگر پھر اسکے طرفداروں نے شامیوں پر حملہ کیا اور انھیں اُس سے ہٹا دیا مگر یہ اب کام آچکا تھا شامی پلٹ گئے۔ مگر اُنھوں نے کوفیوں کے ایک شخص کو اُسکی جماعت سے علٰحدہ کر دیا۔ اور باقی سب بچ کر نکل گئے یہ شخص عبداللہ بن عوف کے مکان میں جا گھسا شامی بھی اُس کے پیچھے اُس مکان میں داخل ہو گئے، اُسے گرفتار کر کے یوسف بن عمرو کے پاس لائے یوسف نے اُسے قتل کرا دیا۔

جب زید نے اہل کوفہ کی بے وفائی دیکھی تو نصر بن خزیمہ سے کہا کیا آپ کو یہ خوف ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ وہی سلوک کرینگے جو حسینؑ کے ساتھ کیا تھا! نصر نے کہا خدا مجھے آپ پر سے قربان کرے، میں تو آخر دم تک آپ کی حمایت میں لڑوں گا اس روز کوفہ ہی میں جنگ ہوئی۔ پھر نصر نے زید سے کہا کہ تمام لوگ مسجد اعظم میں محصور ہیں آپ ہمیں لیکر وہاں چلئے زید اپنے ساتھیوں کو لیکر مسجد کی طرف روانہ ہوئے خالد بن عرفطہ کے مکان سے۔ گزرے، دوسری طرف عبیداللہ بن العباس الکندی کو اُن کی پیش قدمی کا علم ہوا وہ بھی شامیوں کو لیکر مقابلہ کے لئے بڑھا عمر بن سعد بن ابی وقاص کے دروازہ پر دونوں کا مقابلہ ہوا، عبیداللہ کا علمبردار سلیمان اُسی کا آزاد غلام تھا یہ اس موقع پر رکا، جب عبیداللہ نے حملہ کا ارادہ کیا اور دیکھا کہ سلیمان رک گیا ہے اُس نے اُسے ڈانٹا کر اے خبیثہ کے لڑکے حملہ کر، اس نے بھی حملہ کیا آگے ہی بڑھتا گیا یہانتک کہ علم خون سے رنگین ہو گیا، عبیداللہ تنہا جنگ کے لئے سامنے آیا۔ واصل غلہ فروش اُسکے مقابلہ کے لئے نکلا دونوں تلواریں چلاتے رہے پھر واصل نے احول سے کہا تم اسکا مقابلہ کرو میں تو ایک نو عمر غلہ فروش ہوں عبیداللہ نے اُسپر کہا اللہ میرے ہاتھ قطع کر دے اگر میں تجھے زندہ چھوڑ دوں، عبیداللہ اپنے

پھر اُسپر تلوار کا وار کیا مگر بیکار گیا۔ عبیداللہ اور اُسکے ہمراہی عمرو بن حریث کے مکان تک پسپا ہو گئے
زید اور اُن کے ہمراہی باب الفیل تک بڑھ آئے یہاں زیدی دروازوں کے اُوپر سے
اپنے علم مسجد میں داخل کر کے لوگوں سے کہنے لگے اے مسجد والو ہمارے پاس آجاؤ۔
نصر بن خزیمہ نے بھی اُنھیں پکار کر کہا کہ اے کوفہ والو۔ ذلت سے نکلکر عزت میں آؤ۔
ہمیں یہاں دین و دنیا دونوں حاصل ہوں گے کیونکہ موجودہ حکومت میں دنیا کا تمھیں فایدہ
ہے اور نہ دین کا، یہ سنکر شامی بلندی پر چڑھ آئے اور مسجد پر سے زید کے طرفداروں پر
پتھر پھینکنے لگے ؎

اُس روز کوفہ کے باشندوں کی ایک بڑی جماعت کوفہ کے اطراف میں تھی۔ بیان
کیا گیا ہے کہ سالم کے قبرستان میں تھی۔ ریان بن سلمہ مغرب کے وقت حیرہ کی طرف
پلٹا۔ زید بن علی بھی مع اپنے طرفداروں اور کچھ اور کوفیوں کے ساتھ جو اُن سے آملے
تھے پلٹ کر سرکاری بھنڈار خانہ پر آجمے، ریان بن سلمہ نے یہاں آکر اِنکا مقابلہ کیا اور اِس مقام
پر نہایت شدید معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا بہت سے شامی مقتول و مجروح ہوے، زید کے
ہمراہیوں نے اُس مقام سے مسجد تک شامیوں کا تعاقب کیا، شامی بدھ کے دن شام
کو مایوسانہ خیالات لئے ہوئے واپس ہوے، دوسرے دن جمعرات کی صبح کو یوسف
بن عمر نے ریان بن سلمہ کو بُلوایا مگر معلوم ہوا کہ اِس وقت حاضر نہیں ہے ؎

بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ریان اُسکے پاس آیا چونکہ وہ ہتھیار باندھے ہوئے نہ تھا اِسلئے
یوسف نے اسے ملامت کی اور کہا کہ تم رسالدار ہو کر ایسی حالت میں آئے ہو بیٹھ جاؤ،
پھر یوسف نے عباس بن سعید المزنی اپنی فوج خاصہ کے سردار کو بلایا اور اُسے شامیوں کے ساتھ
زید کے مقابلہ پر بھیجا، اس نے بھنڈار خانہ پہنچکر زید کا مقابلہ کیا، وہاں ایک نجار کی بہت
سی لکڑیاں پڑی ہوئی تھیں کہ جن سے راستہ بہت تنگ ہو گیا تھا، زید اپنے ساتھیوں
کو لیکر مقابلہ کے لئے بڑے، اُنکے دونوں پہلوؤں پر نصر بن خزیمہ العبسی اور معاویہ بن اسحٰق
الانصاری تھے جب عباس نے اُنھیں دیکھا تو چونکہ اُسکے ہمراہ پیدل سپاہ نہ تھی اسلئے اسنے
اپنے دستۂ فوج کو پیادہ ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ اُسکے ساتھیوں میں سے اکثر
گھوڑوں سے اُتر پڑے اور نہایت خونریز معرکہ شروع ہوا ؎

اہل شام میں بنی عبس کا ایک شخص نائل بن فروہ نام تھا اِس نے یوسف بن عمر سے

کہا تھا کہ اگر میں نے نصر بن خزیمہ کو دیکھ پایا تو یا میں اُسے قتل کر دوں گا یا وہ مجھے قتل کر ڈالیگا، یوسف نے اُسے ایک تلوار دی، یہ تلوار جس چیز پر پڑتی اُسے قطع کر دیتی۔ جب حریفوں کا مقابلہ شروع ہوگیا تو نائل بن فروہ نے نصر بن خزیمہ کو دیکھا، یہ اسکی طرف بڑھا اور نصر پر تلوار کا ہاتھ رسید کیا، اسکی ران کٹ گئی مگر نصر نے بھی ایک ہی ضرب میں اسکا کام تمام کر دیا۔ مگر نصر بھی فوراً مر گیا؛

نہایت شدید جنگ ہوتی رہی آخر کار زید نے شامیوں کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اُن کے ستر آدمی قتل گئے، شامی جب پسپا ہوئے اُنکی بُری درگت بن چکی تھی اب عباس بن سعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ اُسکی اپنی فوج کو پیادہ کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ تنگ مقام میں رسالہ پیدل کا مقابلہ نہیں کر سکتا، سب لوگ سوار ہو کر چلے آئے سر شام میں یوسف بن عمر نے پھر اُنھیں تیار کر کے مقابلہ کے لئے بھیجا، جب دونوں حریف مقابل آگئے تو زید نے اپنی فوج کو لیکر حملہ کیا اُنھیں پسپا کر دیا، اُنکا تعاقب کیا، اور سبخہ کی طرف بھگا دیا مگر پھر سبخہ میں آکر اُن پر حملہ کیا اور یہاں سے بنی سلیم کی طرف اُنھیں نکالدیا۔ یہاں بھی زید نے اپنے رسالہ اور پیدل سپاہ کے ساتھ اُنکا تعاقب جاری رکھا، شامی مسناۃ کی راہ ہو لئے مگر زید بارق اور رواس کے درمیان اُن کے مقابل آئے اور یہاں پھر طرفین میں نہایت شدید جنگ شروع ہوئی؛

اُس روز زید کا علمبردار عبد الصمد بن ابی مالک بن مسروح (از بنی سعد بن زید حضرت عباسؓ بن عبد المطلب کے حلیف، تھا مسروح العدی کی شادی حضرت عباسؓ کی صاحبزادی صفیہ سے ہوئی تھی شامی رسالہ زید کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہرتا نہ تھا، عباسؓ نے اُس حالت کی اطلاع یوسف بن عمر کو دی اور کہلا بھیجا کہ تیر انداز بھیجد یئے جائیں۔ یوسف نے سلیمان بن کیسان الکلبی کو قیقانی اور بخاری قادراندازوں کے ساتھ عباس کی مدد کے لئے بھیجدیا۔ اُن لوگوں نے زید اور اُنکی فوج پر تیر اندازی شروع کی سبخہ پہنچکر زید نے چاہا تھا کہ زیادہ خطرہ میں اپنی جمعیت کو نہ ڈالیں اور پلٹ جائیں مگر خود اُن کے ساتھیوں نے اُنکی بات نہ مانی؛

معاویہ بن اسحٰق الانصاری نے زید کے سامنے نہایت جوانمردی و شجاعت کا اظہار کیا۔ خوب ہی داد مردانگی دی اور وہیں کام آیا زید بن علی اپنے ساتھیوں کے ساتھ برابر

میدان کارزار میں جمے رہے البتہ جب رات اچھی طرح تاریک ہوگئی ایک تیر اُنکی پیشانی پر بائیں جانب آکر پیوست ہوا اور دماغ تک اُتر گیا، زید واپس ہوئے اُنکی فوج بھی پلٹی مگر شامیوں کو یہی خیال رہا کہ زید اور اُنکے ساتھی محض رات ہو جانے کی وجہ سے واپس پلٹ گئے ہیں۔

سلمہ بن ثابت اللیثی جو خود اس معرکہ میں زید کے ہمراہ تھا اور اُس روز وہ اور معاویہ بن اسحٰق کا ایک غلام سب کے بعد میدان جنگ سے واپس ہوئے تھے بیان کرتا ہے کہ میں اور میرا ساتھی زید کے زخم کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے، ہمیں معلوم ہوا کہ وہ گھوڑے سے اُتار کر حرّان بن کریمہ کے (جو کسی عرب کا آزاد غلام تھا) مکان واقعہ داک کی سڑک پر ارحب اور شاکر کے مکانات میں سے کسی مکان میں لاکر اُتارے گئے ہیں، میں اُنکے پاس گیا اور میں نے کہا کہ خدا مجھے آپ پر سے قربان کر دے، اور لوگ جا کر ایک طبیب کو لے آئے اسکا نام شقیر تھا اور یہ بنی رواس کا آزاد غلام تھا، اور اس نے تیر اُنکی پیشانی سے کھینچ لیا۔ میں اُسوقت اُنھیں دیکھ رہا تھا، تیر کھینچتے ہی زید نے چلانا شروع کیا اور فوراً ہی اُنکا انتقال ہوگیا، اب مشورہ ہونے لگا کہ اُنھیں کہاں دفن کریں اور کہاں چھپائیں، بعضوں نے کہا کہ زرہ پہنا کر پانی میں ڈالدیں۔ دوسروں نے کہا کہ اُنکا سر کاٹ کر مقتولین میں رکھدیں، اُن کے بیٹے یحییٰ نے کہا میں اسے گوارا نہیں کرونگا کہ کُتے میرے باپ کا گوشت کھائیں، اور لوگوں کی یہ رائے ہوئی کہ اُنھیں عباسیہ لے چلیں اور وہاں دفن کریں۔

راوی کہتا ہے مگر میں نے مشورہ دیا کہ اُس گڑھے میں جہاں سے مٹی لیجاتی ہے۔ لیجا کر اُنھیں دفن کر دینا چاہیے، اس رائے کو سب نے پسند کیا ہم اُنھیں وہاں لائے اور دونوں گڑھوں کے درمیان ہم نے قبر کھودی، اس زمانہ میں گڑھے میں پانی بہت تھا جب بڑی مشکل سے ہم نے قبر کھودی تو اُنھیں سپرد خاک کر دیا اور قبر پر پانی بہا دیا ہمارے ہمراہ اُنکا ایک سندھی غلام بھی تھا۔ وہاں سے پلٹ کر ہم جبانۃ السبیع آئے، ہمارے ہمراہ زید کے صاحبزادے بھی تھے ہم یہاں ٹھہرے نہیں تمام لوگ ہم سے علیحدہ ہو کر چلے گئے اور میں صرف دس آدمیوں کی جماعت کے ساتھ رہگیا، میں نے اُن کے صاحبزادہ سے کہا کہ صبح اب ہوا چاہتی ہے آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اُن کے ہمراہ ابو الصبار العبدی بھی تھا۔

زید کے صاحبزادہ نے کہا نہرین جانا چاہتا ہوں نہرین سے میں یہ سمجھا کہ یہ فرات کے

کنارے کنارے جانا اور دشمنوں سے لڑنا چاہتے ہیں اس خیال سے میں نے اُن سے کہا تو پھر آپ اس جگہ سے نہ ہٹئے اور یہیں دشمن کا آخر دم تک مقابلہ کیجیے یا پھر جو اللہ کرے۔ اسکے جواب میں اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میں کربلا کے دریاؤں کو جانا چاہتا ہوں، یہ سنتے ہی میں نے کہا تو پھر صبح ہونے سے پہلے ہی یہاں سے نکل جائیے۔

یحییٰ فوراً ہی روانہ ہوگئے، میں بھی اُن کے ہمراہ تھا ابوالصّیار بھی تھا اور یہی مختصر سی جماعت تھی، جب ہم کوفہ سے نکل گئے تو اذان صبح کی آواز سُنی، نخیلہ میں نمازِ صبح پڑھی اور پھر ہم نے نینوئی کی سمت جلد جلد چلنا شروع کیا۔ یحییٰ نے مجھ سے کہا کہ میں بشر بن عبدالملک بن بشر کے آزاد غلام سابق کے پاس جانا چاہتا ہوں اُنھوں نے رفتار میں اور بھی تیزی کردی۔ اثنار راہ میں جب مجھے اور لوگ ملتے ہیں اُن سے یحییٰ کیلیے کھانا طلب کرتا وہ لوگ روٹیاں دیتے، میں اُنھیں کھلا دیتا وہ بھی کھا لیتے اور ہم بھی اُن کے ہمراہ کھاتے، نینوئی پہنچے اب اندھیرا ہو چکا تھا، سابق کے مکان پہنچے۔ میں نے دروازہ پر آواز دی۔ سابق نکل آیا میں نے یحییٰ سے کہا کہ لیجیے اب میں تو فیوم جاتا ہوں اور وہیں رہوں گا جب آپ مناسب سمجھیں بُلا بھیجیگا، چنانچہ میں اُنھیں سابق کے پاس چھوڑ کر اپنے راستے چلا گیا اور وہی میری اُن سے آخری ملاقات تھی۔

اُدھر یوسف نے شامیوں کو بھیجا کہ اہل کوفہ کے مکانات میں زخمیوں کی تلاش کریں، یہ لوگ عورتوں کو مکانات کے صحن میں نکال دیتے تھے اور زخمیوں کی تلاش میں سارے گھر کوچھان ڈالتے تھے، جمعہ کے دن زید کے سندھی غلام نے زید کا مدفن بتا دیا۔ حکم بن الصلت نے عباس ابن سعید المزنی، اور ابن الحکم بن الصلت کو لاش نکالنے کے لیے بھیجا۔ اُنھوں نے لاش نکالی مگر چونکہ عباس کو یہ بات ناگوار تھی کہ ابن الحکم بن الصلت لاش پر قبضہ کرے اُس لئے اُس نے اُسے وہیں چھوڑ دیا اور جمعہ ہی کے دن صبح کو یوسف بن عمر کے پاس ایک قاصد کو اس خوشخبری کے دینے کے لئے زید بن علی کا سر دیکر حجاج بن القاسم بن محمد بن الحکم بن ابی عقیل کے ہمراہ بھیجا۔ جب یوسف بن عمر کے پاس قاصد یہ پیام لیکر پہنچا اُس نے حکم دیا کہ زید بن علی، نصر بن خزیمہ، معاویہ بن اسحٰق بن حارثۃ الانصاری اور زیاد النہدی کی لاشوں کو کناسے میں سولی پر لٹکا دیا جائے یوسف نے یہ بھی منادی کردی تھی کہ جو کوئی ایک سر لیکر آئیگا اُسے پانسو درہم انعام دیا جائیگا، محمد بن عباد نصر بن خزیمہ کا سر لیکر آیا یوسف نے اُسے ایک ہزار درہم

دلوائے، احول اشعر یین کا آزاد غلام معاویہ بن اسحٰق کا سر لایا۔ یوسف نے اس سے پوچھا کیا تو نے ہی اُسے قتل کیا ہے، اُس نے کہا جناب والا میں نے خود قتل نہیں کیا لیکن میں نے اُسے دیکھا تھا اور پہچان لیا تھا، یوسف نے حکم دیا کہ اسے سات سو درہم دیئے جائیں۔ چونکہ خود وہ اُسکے قتل کا مدعی نہ تھا اس وجہ سے اُسے پورے ہزار نہیں دلوائے؛

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود یوسف کو اس بات کا علم نہ ہوا تھا کہ زید راستے سے واپس ہو کر کوفہ آگئے ہیں بلکہ ہشام بن عبدالملک نے اُسے اس بات کی اطلاع دی اور ایک اموی نے ہشام کو زید کی اطلاع دی تھی اس پر ہشام نے یوسف کو برا بھلا لکھا اُسے جاہل بنایا۔ اور لکھا کہ تم غافل ہو اور زید کوفہ میں موجود ہیں، لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں، جسطرح بنے اُنکی تلاش کرو، ملجائیں تو وعدۂ امان پیش کرو، قبول کرلیں تو فبہا اور نہ کریں تو قتل کر ڈالو یوسف نے حکم بن الصلت کو جو خاندان ابی عقیل سے تھا اور اُسکی جانب سے کوفہ کا حاکم تھا۔ زید کی تلاش و گرفتاری کا حکم بھیجا۔ حکم نے اُنھیں تلاش کرایا مگر اُسے اُنکی قیام گاہ کا پتہ نہ چلا؛

یوسف نے اپنے ایک خراسانی غلام کو جو گفتگو میں لکنت کرتا تھا پانچ ہزار درہم دیئے اور حکم دیا کہ تم کسی شیعہ سے جا کر دوستی پیدا کرو اور ظاہر کرو کہ میں خراسان سے اہل بیت کے لئے بہت سارو پیہ لیکر آیا ہوں تاکہ اُنھیں تقویت حاصل ہو، یہ غلام شیعوں سے برابر ملتا اور اُنھیں بتاتا رہا کہ میرے پاس روپیہ بھی ہے، آخر کار شیعہ اُسے زید کے پاس لے گئے یہ اُن سے ملکر چلا آیا اور اُس نے یوسف کو آکر اُنکی قیام گاہ بتادی، یوسف نے اُنکی گرفتاری کے لئے رسالہ بھیجا۔ اُسے دیکھتے ہی زید کے طرفداروں نے اپنا شعار پکارا مگر صرف تین سو یا اس سے بھی کم آدمی جمع ہوئے یہ دیکھکر زید کہنے لگے اے کوفے والو۔ معلوم ہوتا ہے کہ داؤد بن علی تم سے بہت اچھی طرح واقف تھے اُنھوں نے مجھے پہلے ہی آگاہ کردیا تھا کہ تم لوگ میرا ساتھ چھوڑ دو گے مگر میں نے اُنکی بات نہ سنی؛

بیان کیا گیا ہے کہ ایک دھوبی نے اُنکے مدفن کا پتہ دیا تھا۔ یہ نہر یعقوب میں دفن کئے گئے تھے، اُن کے ساتھیوں نے نہر کا پانی روک کر اُسکے بطن میں قبر کھودی اور اُنھیں کپڑوں میں جو وہ پہنے تھے دفن کردیا۔ اُس کے بعد نہر کا پانی اُسپر جاری کر دیا۔ ایک دھوبی یہ دیکھ رہا۔ سرکاری عہدیداروں نے اُسے زید کا مدفن بتانے کے لئے کچھ رقم دی اُس نے بتادیا۔ اُن لوگوں نے لاش برآمد کی۔ سر علیحدہ کر لیا اور بدن کو سولی پر لٹکا دیا۔

اور لاش کے پاس اس ڈر سے کہ کوئی اُتار نہ لے پہرہ مقرر کر دیا جو ایک عرصہ تک قائم رہا؛
بیان کیا گیا ہے کہ زہیر بن معاویہ ابو خیثمہ لاش کی حفاظت پر متعین تھا؛
زید کا سر ہشام کے پاس بھیجدیا گیا ہشام نے اُسے دمشق کے دروازہ پر نصب کرا دیا اور پھر اُس سر کو مدینہ بھجوا دیا۔ ہشام کی زندگی بھر زید کی لاش سولی پر لٹکی رہی اُسکے مرنیکے بعد ولید نے اُسے اُتروا کر جلوا دیا؛
بیان کیا گیا ہے کہ حکیم بن شریک نے یوسف سے جا کر زید کی چغلی کھائی تھی؛
یحییٰ بن زید کے متعلق ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ زید کے قتل کے بعد بنی اسد کا ایک شخص یحییٰ کے پاس آیا اور اُن سے کہا کہ آپ کے والد تو اب قتل ہو چکے۔ اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں بہتر یہ ہے کہ آپ خراسان چلے جائیں۔ یحییٰ نے کہا مگر میں ایسا کیونکر کر سکتا ہوں اُس نے کہا جب تک آپ کی تلاش ختم نہ ہو جائے آپ پوشیدہ رہیں اور پھر خراسان چلے جائیگا اُس اسدی نے ایک رات اُنھیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر پھر اُسے خوف پیدا ہوا اور وہ عبد الملک بن بشر بن مروان کے پاس آیا اور کہا کہ زید آپ کے قریبی رشتہ دار تھے آپ پر ان کا حق ہے، عبد الملک نے کہا ہاں۔ اور اگر انھیں معاف کر دیا جائے تو یہ بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہوگی اُس نے کہا وہ تو قتل ہو گئے مگر اُنکا یہ نوجوان بیٹا ہے اور وہ بے قصور ہے اگر یوسف بن عمر کو اُنکا پتہ چل گیا تو وہ انھیں بھی قتل کر دیگا، آپ اُنکی حفاظت کیجئے اور اپنے پاس چھپا لیجئے۔ عبد الملک نے کہا میں بڑی خوشی سے اُسکے لئے تیار ہوں اور اُسے اپنی سعادت سمجھتا ہوں؛
وہ شخص یحییٰ کو عبد الملک کے پاس لے آیا۔ عبد الملک نے اُنھیں اپنے پاس چھپائے رکھا مگر یوسف بن عمر کو بھی اسکی اطلاع ہو گئی اُس نے عبد الملک سے کہلا بھیجا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے یحییٰ کو چھپا یا ہے اور میں نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ اگر آپ اُسے میرے حوالے نہ کر دیں گے تو میں اس معاملہ میں امیر المومنین کو آپ کی شکایت لکھوں گا،
عبد الملک نے جواب میں کہا کہ جو اطلاع آپ کو ملی ہے وہ محض جھوٹ ہے بھلا میں ایسے شخص کو پناہ دونگا جو ہم سے ہماری حکومت چھین لینا چاہتا ہو اور اُن میں ہمارے حق سے زیادہ اپنے حق کا دعویدار ہو، علاوہ بریں مجھے کبھی یہ خیال نہ تھا کہ آپ میرے متعلق اس قسم کی باتوں کو سچ سمجھیں گے یا انھیں سنیں گے بھی؛

یوسف نے جواب سنکر کہا بے شک عبدالملک نے سچ کہا اُن سے یہ امید نہیں کہ وہ ایسے شخص کو اپنے یہاں چھپائیں۔

اب یوسف نے یحییٰ کی تلاش سے ہاتھ اٹھالیا اور جب اُن کی تلاش موقوف ہوگئی یحییٰ چند زیدیوں کے ساتھ خراسان چلے گئے، زید کے قتل کے بعد یوسف نے اہل کوفہ کو مخاطب کرکے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ یحییٰ ابن زید تمہاری عورتوں کے کمرۂ عروسی میں رہتا پھرتا ہے جسطرح سے اُسکا باپ کرتا تھا، بخدا اگر مجھے اُسکا چہرہ نظر آگیا تو میں اُسے بھی اُسکے باپ کی طرح قتل کردونگا،

بیان کیا گیا ہے کہ ۱۲۳ھ ہجری میں زید کا سر مدینہ لاکر سولی پر لٹکا یا گیا، ایک انصاری نے اُسکے سامنے آکر چند شعر پڑھے جنمیں زید کے طرز عمل کی مذمت کی تھی، اسپر لوگوں نے اُسے لعنت ملامت کی کہ تو نے اس قسم کے الفاظ زید کے متعلق کہے اُس نے کہا امیر مجھ سے ناراض تھا اُنکی خوشنودی حاصل کرنیکیلئے میں نے شعر کہدئے تھے، پھر زید کے طرفداروں میں سے کسی شاعر نے اُس کا جواب دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ خراش بن حوشب بن یزید الشیبانی یوسف بن عمر کی فوج خاصہ کا سردار تھا اور اسی نے زید کی لاش کو زمین سے نکالکر سولی پر لٹکایا تھا۔

جب یوسف نے زید کو قتل کردیا وہ کوفہ آیا منبر پر چڑھا اور تقریر کی، کہنے لگا، اے اس ناپاک شہر کے باشندو۔ یاد رکھو کہ مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ میں کسی بات کی پروا کرتا ہوں، اور نہ میں کسی بھیڑئے سے ڈرایا جاتا ہوں اللہ نے مجھے ایک قوی بازو دیا ہے، اے اہل کوفہ تمھیں تمہاری توہین و تذلیل کی میں خوشخبری دیتا ہوں۔ ہم تمھارے مناصب اور روزینے اب نہیں دینگے، میں نے تو یہ ارادہ کیا ہے کہ تمھارے شہروں اور مکانات کو برباد کردوں تمھارے مال و متاع کو لوٹ لوں۔ بخدا جب کبھی میں منبر پر چڑھا ہوں تمھیں ایسی ہی باتیں سناتا رہا ہوں جسے تم ناپسند کرتے ہو، مگر اسکے تم ہی ذمہ دار ہو، اس لئے کہ تم ہمیشہ بغاوت اور مخالفت پیدا کرتے رہتے ہو، سوائے حکیم بن شریک کے تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ اور اُسکے رسول سے نہ لڑا ہو، میں نے امیرالمؤمنین سے تمھارے بارے میں پوچھا ہے اگر مجھے اجازت مل گئی تو میں تمھارے تمام جنگجو مردوں کو قتل کرڈالونگا اور تمھاری بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالونگا۔

اس سنہ میں کلثوم بن عیاض القشیری جسے ہشام نے بربر کی بغاوت کے موقع پر شامی سواروں کے ساتھ افریقیہ بھیجا تھا قتل ہوا۔ پھر اسی سنہ میں عبداللہ البطال مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ رومیوں کے علاقہ میں ہلاک ہوا فضل بن صالح اور محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی پیدا ہوئے، یوسف بن عمر نے ابن شبرمہ کو سیستان کا حاکم مقرر کر کے بھیجا۔ ابن شبرمہ نے ابن ابی لیلےٰ کو قاضی مقرر کیا۔

اس سال محمد بن ہشام المخزومی کی امارت میں حج ہوا۔ مختلف ولایات کے وہی لوگ نظا اور عامل تھے جو سنہ ماسبق میں تھے البتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سال کوفہ کے قاضی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ تھے۔

سنہ ۱۲۳ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اہل سغد اور نصر بن سیار کی صلح

جب اسد کے دورِ حکومت میں خاقان قتل کر دیا گیا ترکوں میں طوائف الملوکی پھیل گئی۔ ترک آپس ہی میں ایک دوسرے پر غارت گری کرنے لگے، اس رنگ کو دیکھ کر اہل سغد کے دلوں میں بھی لالچ پیدا ہوئی اور انھوں نے بھی اسی غیر آئینی زندگی کی طرف پلٹنا چاہا، بلکہ ان میں سے کچھ لوگ شاش کی طرف چلے گئے۔ جب نصر خراسان کا والی مقرر ہوا اس نے قاصد کے ذریعہ انھیں اپنے شہروں میں واپس آ جانے کی دعوت دی اور انکی تمام خواہشیں منظور کر لیں۔

اہل سغد نے بعض ایسی شرائط پیش کی تھیں کہ جنھیں امراء خراسان پسند نہیں کرتے تھے، ان میں یہ شرطیں بھی تھیں کہ اگر کوئی مسلم مرتد ہو جائے تو اسے سزا نہ دیجائے، چاہے کسی کا قرضہ اسکے ذمہ ہو اسکے لئے ان پر ظلم نہ کیا جائے بیت المال میں ان سے ضمانت نہ طلب کیجائے جو مسلمان قیدی ان کے پاس ہوں وہ بغیر قاضی کے فیصلے اور صادق القول گواہوں کی شہادت لئے ان سے طلب نہ کئے جائیں۔

چونکہ ان شرائط کو نصر نے مان لیا لوگوں نے اسے اچھا نہ سمجھا، اور اس سے اسکی جا کر شکایت کی، نصر نے کہا آپ لوگوں کا خیال غلط ہے اگر آپ نے وہ نقصانات اور زحمتیں دیکھی ہوتیں جو مسلمانوں کو ان کے ہاتھ سے پہونچتی رہی ہیں اور جنھیں میں خود دیکھ چکا ہوں

تو آپ لوگ کبھی اِن شرائط کی مخالفت نہ کرتے، نصر نے اُس معاملہ کے متعلق ہشام کے پاس ایک خاص قاصد بھیجا جب یہ قاصد ہشام کے پاس آیا ہشام نے اُن شرائط کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا، اِس قاصد نے ہشام سے کہا امیر المومنین آپ ہماری جنگ اور ہماری صلح دونوں حالتوں کا تجربہ کر چکے ہیں اب آپکو اختیار ہے جو چاہیں پسند فرمالیں، ہشام یہ جواب سنکر طیش میں آگیا، مگر ابرش الکلبی نے ہشام سے درخواست کی کہ آپ اِن شرائط کو منظور فرمالیں کیونکہ اِنکے ہاتھوں مسلمانوں کو جو نقصان پہنچا ہے اُس سے آپ واقف ہیں، ہشام نے اُسکی درخواست منظور کرلی۔

اس سنہ میں یوسف بن عمر نے حکم بن الصلت کو ہشام کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ خراسان بھی اُس کے ماتحت کر دیا جائے اور نصر معزول کر دیا جائے جب نصر بن سیار کو خراسان کا والی ہوئے ایک طویل مدت منقضی ہو چکی اور تمام خراسان اُسکا مطیع و منقاد ہو گیا تو یوسف بن عمر نے حسد سے ہشام کو لکھا تمام خراسان ایک کعبت ہے اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اُسے عراق سے شامل کر دیں اور میں حکم بن الصلت کو اُسکا والی بنا کر بھیجدونگا، یہ جنید کے ہمراہ خراسان میں رہ چکے ہیں اہم عہدوں پر مامور رہے ہیں، اُنکی وجہ سے امیر المومنین کے تمام شہر آباد ہو جائیں گے، میں حکم کو آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں یہ ایک قابل عقلمند اور امیر المومنین کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ ہم لوگ امیر المومنین کے خیر خواہ اور اُن کے خاندان کے دوست ہیں۔

جب ہشام کو یہ خط موصول ہوا اُس نے سرکاری مہمان خانہ میں مہمانوں کو دیکھنے کے لئے نقیب بھیجا مقاتل بن علی العدی مہمان خانہ میں مقیم تھا، یہ امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا، امیر المومنین نے اُس سے پوچھا کیا تم خراسان کے رہنے والے ہو اس نے کہا جی ہاں اور میں ترکوں کے ہمراہ آیا ہوں (یہ شخص ایک سو پچاس ترکوں کے ساتھ ہشام کے پاس آیا تھا) ہشام نے پوچھا تم حکم بن الصلت کو جانتے ہو اُس نے کہا جی ہاں، ہشام نے پوچھا یہ خراسان میں کیسے مقامات کا حاکم رہا ہے، مقاتل نے کہا یہ فاریاب نام ایک موضع کا عامل تھا جسکی آمدنی صرف ستر ہزار ہے حارث بن سریج نے اسے گرفتار کر لیا تھا، ہشام نے کہا تو پھر یہ کسطرح اُسکے پنجہ سے نکلا، اُس نے کہا حارث نے اُسکی گوشمالی کی اور اُس کی گردن میں ہاتھ دیکر چھوڑ دیا، اس گفتگو کے بعد حکم ہشام کے سامنے عراق کا خراج لیکر آیا۔ ہشام نے اُسکی ظاہری وجاہت اور حسن بیان کو محسوس کیا اور یوسف کو لکھا کہ حکم میرے پاس آیا،

جیسے تم نے اُسکی تعریف کی تھی میں نے ویسا ہی اُسے پایا مگر خود تمھارے پاس اس سے کام لینے کے بہت مواقع ہیں، نصر کو اُسکی حالت پر چھوڑ دو۔

اس سنہ میں نصر نے فرغانہ پر دوسرا جہاد کیا، پھر اُس نے مغرار بن احمر کو عراق بھیجا اور اسی سفارت میں مغرار ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا۔

مغراء کی سفارت

جب فرغانہ پر دوسرا جہاد کر کے نصر واپس ہوا تو اُس نے مغراء احمر کو عراق بھیجا، عراق میں یوسف نے اس سے کہا اے ابن احمر نصر تم قیسوں کے سیاسی تفوق پر غلبہ حاصل کرلیگا مغرار نے کہا آپ صحیح فرماتے ہیں۔ یوسف نے کہا اس لئے جب تم امیر المومنین کے پاس جاؤ تو اسکی ساری کارروائیوں کا بھید کھول دو۔

یہ وفد ہشام کے پاس آیا۔ ہشام نے اُن سے خراسان کی حالت دریافت کی، مغراء نے گفتگو شروع کی، حمد وثنا کے بعد اُس نے یوسف بن عمر کا اچھے الفاظ میں ذکر کیا، ہشام نے کہا تمھیں کیا ہوگیا ہے مجھے خراسان کی حالت بتاؤ، مغراء نے کہا خراسان میں امیر المومنین کی جو فوج ہے اُس سے زیادہ تیز رو اور بہادر کوئی فوج نہ ہوگی اُس کی مثال ایسی ہے جیسی آسمان پر شاہین، سوار ہاتھیوں کی طرح ہیں، ساز و سامان بھی بہت اچھا ہے اور اُنکی تعداد بھی زبردست ہے، مگر قائد اچھا نہیں۔

ہشام نے کہا کیوں۔ نصر نے کیا کیا، مغراء نے کہا اُسکے بیٹے تکبر و نخوت کی وجہ سے پہچانے نہیں جاتے مگر ہشام نے اُسکی بات باور نہیں کی، مہمان خانے قاصد بھیجا شبیل بن عبد الرحمن المازنی پیش کیا گیا، ہشام نے اُس سے نصر کے متعلق دریافت کیا اُس نے جواب دیا کہ نہ وہ ایسا بوڑھا ہے کہ اُسکی بے عقلی کا اندیشہ ہو نہ ایسا جوان ہے کہ اُس کی کم عقلی کا خوف ہو، بڑا ہی تجربہ کار اور جہاندیدہ ہے اپنی ولایت سے پیشتر ہی وہ خراسان کی تمام سرحدوں پر رہ چکا ہے اور لڑ چکا ہے۔

یوسف کو یہ باتیں لکھدی گئیں، اُس نے اپنے خبر لکھنے والے نگہبان متعین کر رکھے تھے، جب وہ وفد موصل پہنچا تو اُس نے ڈاک کا راستہ ترک کردیا اس وجہ سے راستے میں انھیں بیہق پہونچنے تک تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ نصر کو بھی شبیل کے بیان کی اطلاع دیدیگئی۔

ابراہیم بن بسام بھی اس وفد میں تھا، یوسف نے اُسے دھوکہ دیا اور کہا کہ نصر کا انتقال ہوگیا اور میں نے حکم بن الصلت بن ابی عقیل کو خراسان کا گورنر مقرر کردیا ہے، ابراہیم نے قسم کھاکر کہا کہ تمام خراسان تمہارا ہے، مگر جب ابراہیم بن زیاد نصر کا قاصد اُسکے پاس پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یوسف نے اُسے دھوکہ دیا کہنے لگا یوسف نے مجھے تباہ کردیا۔

کہا گیا ہے کہ جب نصر نے مغراء کو ہشام کے پاس بھیجا تو اس نے ہمراہ حملة بن نعیم الکلبی کو بھی بھیجا تھا، اوس نے جب یہ یوسف کے پاس آئے تو مغراء کو لالچ دیا کہ تم ہشام کے سامنے نصر کی مذمت کرو اور میں تمہیں سندھ کا والی مقرر کرودنگا جب یہ دونوں ہشام کے پاس آئے تو مغراء نے نصر کی شجاعت، بسالت اور تدبیر کی بہت لمبی چوڑی تعریف کرنے کے بعد کہا کاش کہ خداوند عالم اُن کے علاوہ اور خوبیاں بھی اُسے دیتا کہ ہم اُن سے مستفید ہوسکتے۔

یہ سنکر ہشام سنبھل کر بیٹھ گیا اور پوچھا تمھارا اس بیان سے کیا مقصد ہے، اُس نے کہا کہ نصر صرف اپنی آواز سے پہچانا جاتا ہے، اور جب تک کوئی شخص بالکل اُس کے قریب نہ ہو اُسکے مفہوم کو سمجھ نہیں سکتا ضعف پیری کی وجہ سے اُسکی آواز سمجھ میں نہیں آتی یہ سنتے ہی حملة الکلبی کھڑا ہوا اور کہنے لگا، امیر المومنین بخدا اس نے بالکل جھوٹ کہا، نصر کے متعلق جو کچھ اس نے بیان کیا ہے وہ سراسر غلط ہے، وہ ہرگز ایسا نہیں ہے، پھر خود ہشام نے کہا کہ نصر ایسا نہیں ہے جیساکہ اس نے بیان کیا ہے اسکا یہ بیان یوسف بن عمر کے اشارے سے ہوا ہے جس نے از راہ حسد نصر کے خلاف یہ کارروائی کی ہے، یوسف نے ہشام کو ایک خط لکھا تھا۔ اور اُس میں نصر کی پیرانہ سالی اور ضعف کا ذکر کیا تھا اور پھر مسلم بن قتیبہ کا ذکر بھی کیا تھا۔ مگر ہشام نے جواب دیا کہ تم نصر کے متعلق آئندہ کچھ مت لکھنا۔

جب مغراء یوسف کے پاس پلٹ کر آیا تو اُس نے کہا آپ اُن احسانات سے واقف ہیں جو نصر نے میرے ساتھ کئے اور جو میں نے اُسکے ساتھ کیا ہے وہ بھی آپکو معلوم ہے اب میرے لئے اُسکے ساتھ رہنے میں بھلائی نہیں اور نہ میں خراسان ہی میں رہ سکتا ہوں مجھے آپ یہیں ٹھہر جانے کا حکم دیدیجئے۔ یوسف نے نصر کو لکھدیا کہ میں نے مغراء کا تبادلہ کردیا ہے اس لئے آپ اُس کے اہل و عیال کو میرے پاس بھیجدیجئے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب یوسف نے معزا کو نصر کے متعلق عیب گوئی کا حکم دیا تو اس نے کہا کہ نصر نے میرے اور میری قوم کے ساتھ بہت احسان کئے ہیں میں کیونکر اُسکے خلاف کوئی بات کہوں ۔ مگر یوسف ہمیشہ اُس سے کہتا رہا، معزا رنے کہا آخر مجھے بتائیے کہ میں اُس کے خلاف کیا بات کہوں اُسکا تجربہ اُسکی وفاشعاری سعادت بخت یا سیاست کس چیز کی بُرائی کروں، یوسف نے کہا اُسکی پیرانہ سالی کی ؛

جب معزا ہشام کے سامنے باریاب ہوتو اُس نے نہایت اچھے الفاظ میں نصر کا ذکر کیا مگر آخر میں کہا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی" ہشام یہ سنتے ہی سنبھل کر بیٹھ گیا اور اُسنے پوچھا کیا کیا بات نہ ہوتی" اُسنے کہا اگر امتداد زمانہ نے اُسپر اپنا تسلط نہ کرلیا ہوتا ۔ ہشام نے پوچھا اُسکا کیا مطلب ہے، اُس نے کہا نصر بالکل قریب ہے اور وہ بھی اپنی آواز کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے، پیرانہ سالی کی وجہ سے جہاد میں شریک نہیں ہوسکتا اور نہ گھوڑے پر سوار ہوسکتا ہے، ہشام کو یہ باتیں شاق گذریں، اُس کے بعد حملۃ بن نعیم نے اصل کیفیت بیان کردی ؛

جب نصر کو معلوم ہوا کہ معزا نے امیر المومنین سے میرے متعلق یہ بیان کیا ہے اُس نے ہارون بن سیاوش کو حکم بن نمیلہ کے پاس بھیجا یہ اسوقت زین سازوں میں فوج کا معائنہ کر رہا تھا، ہارون بن سیاوش نے اُسکی ٹانگ پکڑ کر اُسے اُس کی چٹائی سے گھسیٹ لیا اُسکے جھنڈے کو سر پر مار کر توڑ ڈالا ۔ اُسکی چٹائی بھی اُسکے منہ پر ماری اور کہا دغابازوں کے ساتھ اللہ ایسا ہی کرتا ہے، خراسان کا گورنر ہونے کے بعد نصر نے معزا بن احمر بن مالک بن ساریۃ النمیری، حکم بن نمیلہ بن مالک ۔ اور حجاج بن ہارون بن مالک کو اپنے خاص مصاحبین میں مقرر کیا تھا، معزا بن احمر النمیری اہل قنسرین کا سردار تھا نصر نے اُسے اپنا خاص مشیر بنایا، اُسکو ترقی دی ۔ اُسکی ضروریات پوری کیں اُسکے چچیرے بھائی حکم بن نمیلہ کو جوزجان کا عامل بنادیا ۔ پھر حکم کو اہل العالیہ کا سردار بھی مقرر کردیا ۔ اُسکا باپ بصرہ میں اہل العالیہ کا سردار تھا اُسکے بعد عکابہ بن نمیلہ اُنکا سردار مقرر ہوا ۔

نصر نے خراسان اور شام کے بعض عمائدین کا ایک وفد معزا کی سرکردگی میں ہشام کے پاس بھیجا اسمیں حملۃ بن نعیم الکلبی بھی تھا ۔ معزا کی اس حرکت سے قیس کے ساتھ نصر کا

رو یہ بدل گیا اور وہ پریشان ہو گیا۔

ابو نمیلہ صالح لعبّار بنی عبس کا آزاد غلام یحییٰ ابن زید بن علی بن حسینؑ کے ساتھ اپنے وطن سے روانہ ہوا تھا اور جوزجان میں اُن کے قتل ہونے تک اُن کے ساتھ رہا۔ اسی بنا پر نصر اُن سے ناراض تھا۔ مگر عبید اللہ بن بسام نے جو نصر کا عزیز دوست تھا نصر کی تعریف میں آکر قصیدہ پڑھا اور پھر ابو نمیلہ کو اُس کے سامنے پیش کیا ابو نمیلہ نے کہا میں ضعیف العمر ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ شعر عرض کروں، اُسے اجازت دی گئی اُس نے اپنے اشعار میں معزا کے طرز عمل کی برائی کی اور معذرت چاہی، اُسکے پڑھنے کے بعد نصر نے کہا تم نے جو کچھ کہا سچ کہا تم نے قیس کی وکالت کی اور معذرت چاہی،

معزا کی اس حرکت کے بعد نصر نے بنی قیس کی اہانت کی اور انھیں اپنے سے دور کر دیا ایک قیسی شاعر نے اس حالت کو اپنے دو شعروں میں بیان کیا۔

اس سال یزید بن ہشام بن عبد الملک کی امارت میں حج ہوا مختلف ولایات پر وہی لوگ ناظم و عامل مامور تھے جو سنہ گذشتہ میں تھے، اور جنکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

سنہ ۱۲۴ ہجری کے اہم واقعات کا تذکرہ

اس سال شیعیان بنی العباس کی ایک جماعت مکہ کے ارادہ سے کوفہ آئی، اور اسی سال بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق بکیر بن ماہان نے ابو مسلم بنی العباس کی تحریک کے سرگروہ کو عیسیٰ بن معقل العجلی سے خریدا، اس واقعہ کے متعلق ارباب سیر کا اختلاف ہے، ایک بیان یہ ہے کہ بکیر بن ماہان جو سندھ میں کسی عامل کا میر منشی تھا، عراق آیا یہ سب شیعہ کوفہ میں ایک مکان میں جمع ہوئے انکی اطلاع حکومت کو دی گئی یہ سب گرفتار ہوئے، بکیر بن ماہان قید کر دیا گیا باقی دوسرے چھوڑ دیئے گئے جیل خانہ میں یونس ابو عاصم اور عیسیٰ بن معقل العجلی بھی تھے، عیسیٰ کے ساتھ ابو مسلم بھی تھا جو اُنکی خدمت کرتا تھا، بکیر نے ان لوگوں کو اپنی تحریک میں شامل ہونیکی دعوت دی، یہ لوگ اُن کے ہم خیال ہو گئے بکیر نے عیسیٰ سے ابو مسلم کو پوچھا کہ

یہ کون ہے، عیسٰی بن معقل نے کہا یہ میرا غلام ہے، بکیر نے کہا آپ اسے بیچنا چاہتے ہیں عیسٰی نے کہا یہ آپ کے نذر ہے۔ بکیر نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کی قیمت لے لیں، عیسٰی نے کہا جو آپ چاہیں اسکی قیمت دیدیں۔ بکیر نے چار سو درہم اُسے دیدیئے، جب یہ لوگ قید سے آزاد کیئے گئے، تو بکیر نے اُسے ابراہیم کے پاس بھیجدیا، ابراہیم نے اُسے موسیٰ السّراج کے حوالے کر دیا۔ موسیٰ سے اُس نے حدیث سُنی اور حافظ ہو گیا، پھر وہاں سے رفتہ رفتہ خراسان پہنچا۔

ایک دوسرا بیان یہ ہے کہ سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، لاہز بن قریظ، اور قحطبہ بن شبیب مکہ جانے کے ارادہ سے خراسان سے ۱۲۴ھ میں کوفہ آئے، اور عاصم بن یونس العجلی سے ملے جو بنی العباس کی حمایت کی تحریک کے الزام میں قید میں تھا، عاصم بن یونس کے ساتھ عیسٰی اور ادریس معقل کے بیٹے بھی قید تھے یوسف بن عمر نے خالد کے اور عمال کو قید کیا تھا انھیں کے ساتھ ان دونوں کو بھی قید کر دیا تھا۔ اُن کے ہمراہ ابو مسلم تھا، جو انکی خدمت گذاری کرتا تھا۔ اِن لوگوں نے اُس میں بعض خاص علامات دیکھیں اور پوچھا کہ یہ کون ہے، دونوں بھائیوں نے کہا یہ زین سازوں میں کا ایک غلام ہے، اور ہمارے ساتھ ہے، خود ابو مسلم کی یہ حالت تھی کہ جب عیسٰی اور ادریس کو اس معاملہ میں گفتگو کرتے سنا کرتا رو دیتا۔ جب اِن لوگوں کو اُسکی یہ بات معلوم ہوئی اُنھوں نے اُسے بھی اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جسے اُس نے خوشی سے قبول کر لیا۔

اس سنہ میں سلیمان بن ہشام نے موسم گرما میں رومیوں کے علاقہ میں جہاد کیا۔ الیون ملک الروم سے اُسکا مقابلہ ہوا۔ سلیمان صحیح و سالم مال غنیمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

اِس سال واقدی کے قول کے مطابق محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس نے انتقال کیا، محمد بن ہشام بن اسمعیل اس سال امیر حج تھا نیز عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک نے بھی اس سال اپنی بیوی اُم سلمہ بنت ہشام بن عبدالملک کے ہمراہ فریضۂ حج ادا کیا، محمد بن ہشام امیر المومنین کی صاحبزادی کے دروازے پر آیا اپنا سلام عرض کرایا بہت سے فواکہات بطور تحفہ نذر دینے لایا، اور معذرت کرنے لگا، انھوں نے لینے سے

انکار کر دیا، محمد بن ہشام کو مایوسی ہوگئی کہ وہ قبول نہیں کریں گی مگر پھر انھوں نے اسکے لے لینے کا حکم دیدیا۔

اس سال مختلف ولایات میں وہی لوگ والی تھے جو ۱۲۲ھ و ۱۲۳ھ میں تھے اور جنکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔

۱۲۵ھ کے اہم واقعات

نعمان بن یزید بن عبد الملک نے موسم گرما میں جہاد کیا، اسی سال ہشام بن عبد الملک بن مروان نے انتقال کیا، ابو معشر کی روایت کے مطابق ربیع الآخر کی چھ راتیں گزری تھیں کہ ہشام نے انتقال کیا، دوسرے ارباب سیر نے بھی یہی بیان کیا ہے البتہ اور لوگوں نے بیان کیا کہ چہارشنبہ کے دن ہشام نے انتقال کیا، تمام ارباب سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ ہشام کی مدت خلافت انیس سال سات ماہ اکیس یوم ہوئی بلاذائنی اور ابن الکلبی، ابو معشر نے انیس سال ساڑھے آٹھ ماہ، اور واقدی نے انیس سال سات ماہ ۱۰-یوم، بیان کی ہے، ہشام کی عمر میں اختلاف ہے، ابن الکلبی نے پچپن سال، دوسروں نے باون سال، اور محمد بن عمر نے چونتن سال بتائی ہے، رصافہ میں ہشام نے انتقال کیا، وہیں اس کی قبر ہے، ابو الولید اسکی کنیت تھی!

ہشام کے مرض الموت کا بیان

ابو العلاء کہتے ہیں کہ ایک روز ہشام سواری کے لئے باہر نکلا، اسکے چہرے سے اضمحلال کے آثار ہویدا تھے، کپڑے بھی ڈھیلے ڈھالے ہی ہو رہے تھے گھوڑے کی باگ بھی اس نے چھوڑ دی تھی تھوڑی دیر اسی طرح چلنے کے بعد اسے خیال آیا، اس نے اپنے کپڑے ٹھیک کئے۔ گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لی، ربیع کو حکم دیا کہ ابرش کو بلاؤ ابرش حاضر ہوا، ہشام میرے اور ابرش کے درمیان، چلتا رہا۔ ابرش نے عرض کی امیر المومنین میں نے جناب والا کی ایسی حالت دیکھی جس سے مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے پوچھا کیا بات ہے، ابرش نے کہا آپ سواری کے لئے اسطرح باہر تشریف لائے جسے دیکھکر مجھے رنج ہوا۔ ہشام نے کہا۔ ہاں ابرش ٹھیک ہے

میں کیونکر غمگین نہ ہوں۔ علماء طب نے کہدیا ہے کہ میں تینتیس روز میں مر جاؤنگا،
سالم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے مکان واپس آکر کاغذ پر یاد داشت لکھ لی کہ فلاں دن
امیر المومنین نے کہا ہے کہ وہ تینتیس روز میں اس دنیا سے سفر آخرت کریں گے،
جب وہ شب آئی جس میں کہ تینتیس ۳۳ دن پورے ہو جاتے تھے یکایک ایک خادم نے
دروازہ پر دستک دی کہ امیر المومنین فوراً یاد فرماتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ زہر باد کی دوا اپنے
ساتھ لیتے آؤ۔ یہ مرض پہلے بھی ایک مرتبہ انھیں ہو چکا تھا مگر علاج سے افاقہ ہو گیا
تھا، میں دوا لیکر حاضر خدمت ہوا انھوں نے اُس دوا سے غرارہ کیا، اس سے درد میں
اور شدت ہو گئی مگر پھر سکون ہو گیا، مجھ سے کہا کہ اب درد میں سکون ہے تم اپنے گھر
جاؤ، اور دوا میرے پاس چھوڑ دو میں واپس چلا آیا تھوڑی ہی دیر مجھے گھر آئے ہوئی ہوگی
کہ امیر المومنین کی موت پر آہ و بکا شروع ہوا اور معلوم ہوا کہ انھوں نے انتقال کیا!
مرنے کے بعد مہتمم توشہ خانہ نے محل کے تمام دروازے بند کر دیے، اون کے
غسل کے لئے پانی گرم کرنے کے لئے برتن تلاش کیا مگر کوئی نہ ملا ایک ہمسایہ سے
عاریتہً لیا گیا اس پر بعض حاضرین نے کہا کہ یہ عقلمندوں کے لئے عبرت کا مقام ہے،
زہر باد کی وجہ سے انکا انتقال ہوا۔ مسلمہ بن ہشام نے اُسکی نماز جنازہ ادا کی!

ہشام کے شمائل وخصائل

عقال بن شبہ کہتا ہے کہ میں ہشام کی خدمت میں باریاب ہوا۔ وہ ایک
سبز رنگ کی اُود بلاؤ کی پوستین کی قبا پہنے تھا، مجھے اُس نے خراسان جانے کا حکم دیا،
اور کچھ ہدایتیں کرنے لگا، میں ایتک اُسکی قبا ہی دیکھتا رہا۔ ہشام تاڑ گیا اور اُس نے
پوچھا کیا ہے، میں نے کہا کہ خلیفہ ہونے سے پہلے بھی میں نے آپ کو ایک سبز پوستین
کی قبا پہنے دیکھا تھا اب میں یہی غور کر رہا ہوں کہ آیا وہ یہی ہے
کہ یا کوئی دوسری ہے۔ ہشام نے کہا اس ذات کی قسم جسکے سوا کوئی اور معبود نہیں
میرے پاس سوائے اس قبا کے کوئی دوسری قبا نہیں، یہ جو کچھ تم دیکھتے ہو کہ میں روپیہ
جمع کرتا ہوں اور اسکی حفاظت کرتا ہوں یہ سب تمہاری خاطر ہے!
یہ عقال ہشام کے امراء میں تھے اُن کے باپ شبہ ابو عقال عبد الملک کے ساتھ تھے

کفایت شعار

یہ کہا کرتے تھے کہ جب میں ہشام کے پاس جاتا تو مجھے معلوم ہوتا تھا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا ہوں جسے اللہ نے زیور عقل سے، آراستہ و پیراستہ کیا ہے، مروان بن شجاع مروان بن الحکم کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ میں محمد بن ہشام کے پاس تھا، ایک روز اُس نے مجھے بلایا۔ جب میں اُسکے پاس گیا تو اُسے سخت برہم اور طیش میں پایا۔ میں نے پوچھا کیا ہے، اُس نے کہا ایک نصرانی نے میرے غلام کا سر پھاڑ ڈالا (عدل) یہ کہکر اُس نے اُس نصرانی کو گالیاں دینا شروع کیں، میں نے کہا آپ خاموش ہو جائیے، اُس نے کہا تو پھر میں کیا کروں۔ میں نے کہا قاضی کے پاس چارہ جوئی کیجیے، اُس نے کہا اُس کے علاوہ کچھ اور بھی ہو سکتا ہے میں نے کہا نہیں، اُس کے ایک خواجہ سرا نے کہا میں اسے سمجھ لونگا، یہ گیا اور اُس نے اُس نصرانی کو مارا، ہشام کو اُسکی اطلاع ہوئی اُس نے خواجہ سرا کو طلب کیا مگر اُس نے محمد کی پناہ لی، محمد بن ہشام نے کہا میں نے تجھے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اُس نے کہا نہیں آپ نے ضرور مجھے حکم دیا تھا، ہشام نے اُسے خوب پٹوایا اور اپنے بیٹے کو زجر و توبیخ کی؛

مسلمہ بن عبدالملک کے سوا کسی اور کو ہشام کے عہد میں سواری میں اردلی ساتھ رکھنے کی اجازت نہ تھی ہشام نے ایک دن سالم کو مرکب کے ساتھ دیکھا، ہشام نے اسے جھڑکا اور کہا، بتاؤ کب سے تم، اردلی کے ساتھ سواری کرتے ہو حالت یہ تھی کہ اگر کوئی مسافر آگے بڑھکر ہشام کے ساتھ ساتھ چلنے لگتا تو سالم ٹھہر جاتا اور اُس سے اُسکی ضرورت دریافت کرتا۔ اور ہشام کے ساتھ چلنے سے روکدیتا۔ سالم کے اقتدار کی یہ حالت تھی کہ گویا اسی نے ہشام کو امیر المومنین بنایا ہے؛

بنی مروان میں سے کوئی وظیفہ یاب ایسا نہ تھا جسکے ساتھ جہاد کی شرط نہ ہو۔ بعض تو خود جہاد میں شریک ہوتے تھے، اور بعض اپنے عوض کسی اور کو بھیجدیتے تھے؛

ہشام کا آزاد غلام یعقوب دو سو دینار ہشام کی تنخواہ بیت المال سے وصول کرتا اور اُسکے ہر دینار کے عوض میں ایک دینار علٰحدہ وصول کر کے خود لے لیتا اور اُسکے عوض جہاد میں شریک ہوتا۔ لوگ کوشش کر کے اپنا نام دفتر کے مددگاروں میں یا کسی اور ایسی ہی خدمت پر لکھا لیتے جسکی وجہ سے اُنھیں ایک جگہ رہنا پڑے اور جہاد پر نہ جائیں چنانچہ داؤد اور عیسٰی علی بن عبداللہ بن عباسؓ کے بیٹے (یہ دونوں

ایک ہی ماں سے تھے، عراق میں خالد بن عبداللہ کے پاس ممالک شرقیہ کے دفتر اعلیٰ کے مددگاروں کی حیثیت سے تھے، یہ دونوں خالد بن عبداللہ کے پاس مقیم رہے اُس نے اُن کے ساتھ سلوک کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ انھیں اپنے پاس ٹھہرا نہ سکتا اسی خیال سے اُس نے اُن صاحبوں کو دفتر کے مددگاروں میں مقرر کردیا پھر یہ دونوں خالد بن عبداللہ سے رات کے وقت افسانہ گوئی کرتے اور دوسرے مختلف باتیں کیا کرتے تھے۔

ہشام نے اپنی کسی زمین کا اپنے ایک آزاد غلام کو منتظم مقرر کیا، اُس نے اسے آباد کیا بویا جوتا اور خوب پیداوار ہوئی۔ اُس نے پھر دوبارہ اُسے آباد کیا، اُس مرتبہ پیداوار کی مقدار گذشتہ سے دوچند ہوگئی، منتظم نے اپنے بیٹے کے ساتھ تمام پیداوار ہشام کی خدمت میں بھیجدی، اُس نے ہشام سے اُس علاقہ کی پوری کیفیت بیان کی، ہشام نے اُسکا خوب صلہ دیا، جب اُس نے دیکھا کہ ہشام اس وقت بہت خوش ہے، اُس نے عرض کی کہ امیرالمومنین میں کچھ اور کہنا چاہتا ہوں، ہشام نے کہا کیا اُس نے کہا کہ میری تنخواہ میں دس دیناروں کا اضافہ کردیا جائے، ہشام نے کہا تم سب یہ ہی سمجھے ہو گے کہ تنخواہ میں دس دینار کی زیادتی ایک معمولی بات ہے، مجھے اپنی عمر کی قسم ہے میں کبھی ایسا نہیں کرونگا۔

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے بنی مروان کے تمام دفتر کو جمع کیا باعتبار اپنی صحت اور خوبی اور رعایا اور حکومت دونوں کے لئے مفید ہونے کے میں نے ہشام کے دفتر سے بہتر کسی کا دفتر نہیں پایا۔

غسان بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ تمام بنی مروان میں ہشام سے زیادہ کسی کو اپنے عہدہ داروں کے شمار اور دفاتر کی تنظیم کا خیال نہ تھا اور نہ اُس سے زیادہ کسی اور کو اپنے ماتحت عہدہ داروں کے حالات معلوم کرنے کا شوق تھا۔

ہشام نے غیلان سے کہا تمھارے متعلق اکثر لوگوں نے مجھ سے شکایت کی ہے، بہتر یہ ہے کہ تمھارے مسلک کے متعلق ہماری تمھاری بحث ہوجائے اگر تم حق پر ثابت ہوگے تو ہم تمھاری اتباع کرینگے، اور اگر تمھارا مسلک غلط ہوگا تو تم اُسے چھوڑ دینا، غیلان نے اُس پر اپنی رضامندی کا اقرار کیا۔ ہشام نے میمون بن مہران کو اس سے بحث کرنیکے لئے طلب کیا میمون نے اُس سے کہا جو

بلکہ سب سے بڑی بات تم پوچھ سکتے ہو پوچھو غیلان نے کہا اللہ کی یہ مشیت ہوئی کہ اسکی نافرمانی کیجائے میمون نے کہا کیا خداوند عالم اپنی نافرمانی کئے جانے پر مجبور تھا، غیلان چپ ہوگیا، ہشام نے اُس سے کہا جواب دو مگر اُس نے کوئی جواب نہیں دیا ہشام نے کہا اللہ مجھے معاف نہ کرے اگر میں تجھے معاف کردوں ہشام نے پھر اسکے دونوں ہاتھ اور پاؤں قطع کرنیکا حکم دیدیا۔

بشر ہشام کا آزاد غلام بیان کرتا ہے، کہ ایک مرتبہ ہشام کے پاس ایک شخص پیش کیا گیا جسکے ساتھ گانے والی لڑکیاں، شراب اور بربط تھا، ہشام نے حکم دیا کہ طنبورہ اسکے سر پر توڑ دو، اور اُسے مارا، بڈھا رونے لگا، میں نے اُسے صبر کی تلقین کی اُس نے کہا کیا تم سمجھتے ہو کہ میں مارے جانے کی وجہ سے روتا ہوں، میں اس لئے نہیں روتا بلکہ مجھے اسکا صدمہ ہے کہ امیر المومنین نے بربط کو طنبورہ کہکر بربط کی حقارت کی ہے۔

حلم، ایک شخص نے ہشام سے سخت کلامی کی۔ ہشام نے اُس سے کہا تجھے یہ زیبا نہیں کہ تو اپنے امام کے ساتھ سخت کلامی کرے، ایک جمعہ میں ہشام نے دیکھا کہ اُسکا ایک لڑکا نماز میں نہیں آیا۔ ہشام نے اُس سے اسکی وجہ پوچھی اُس نے کہا میرا گھوڑا مر گیا، ہشام نے کہا کیا پیدل چلکر نہیں آسکتے تھے؟ اور اسلئے نماز جمعہ ترک کردی، پھر اُسے سواری کرنے کی ایک سال تک کیلئے ممانعت کردی، سلیمان بن ہشام نے ایک مرتبہ اپنے باپ کو لکھا میرے خچر اب میری سواری کے کام کے نہیں رہے۔ مناسب سمجھیں تو امیر المومنین مجھے ایک گھوڑا عطا فرمائیں ہشام نے جواب دیا۔ امیر المومنین تمہارے خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے، تم نے اپنی سواری کے جانور کے ضعف کا ذکر کیا ہے، امیر المومنین کا خیال ہے کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ تم اسکے چارہ کا انتظام نہیں کرتے، اور اُسکا چارہ ضائع ہوتا ہے۔ تمہیں حکم دیا جاتا ہے کہ اب تم خود اپنی ذات سے اُسکے چارہ کی نگرانی کرو، تمہیں دوسری سواری دینے کے متعلق امیر المومنین غور کریں گے۔

ہشام کے کسی عامل نے اُسے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کو آڑو کا پٹارا بھیجا تھا۔ امیر المومنین مجھے اسکی رسید سے مطلع فرمائیں، ہشام نے جواب دیا جو آڑو تم نے بھیجے تھے وہ مجھے وصول ہوئے، بہت پسند آئے اور بھیجو اُنکی اچھی طرح حفاظت کرکے بھیجنا۔ ہشام نے اپنے کسی اور عامل کو لکھا تم نے جو کھنبیاں امیر المومنین کو بھیجی تھیں وہ

وصول ہوئے، یہ چالیس ہیں، ان میں سے بعض بگڑ گئے ہیں انہیں وہی آئے جنھیں گھانس میں رکھا گیا تھا، اگر آئندہ ان میں سے کچھ تم امیر المومنین کو بھیجو تو انھیں کسی ظرف میں اچھی طرح ریت بچھا کر گھانس جما دینا تاکہ وہ ہلیں نہیں اور ایک دوسرے سے ٹکرانے نہ پائیں۔

ہشام کا ایک آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ اُسکے ایک آزاد غلام نے جو اُسکی کسی زمین کا منتظم تھا میرے ساتھ دو تین خوبصورت اور شاندار پرند ہشام کو بھیجے، میں حاضر خدمت ہوا، ہشام اُس وقت صحن قصر میں تخت پر بیٹھا تھا۔ مجھسے کہا کہ انھیں صحن میں چھوڑ دو، میں نے انھیں چھوڑ دیا، ہشام انھیں دیکھنے لگا، میں نے عرض کیا امیر المومنین میرا انعام دیجئے امیر المومنین نے پوچھا ان دو پرندوں کا کیا معاوضہ ہوگا میں نے کہا جو کچھ ہو، مجھسے کہا کہ ان میں سے ایک لے لو میں تمام محل میں اُنکے پیچھے دوڑا دوڑا پھرتا رہا۔ ہشام نے پوچھا کیا کرتے ہو، میں نے کہا جو انمیں اچھا ہے اُسے لونگا، ہشام نے کہا واہ۔ اچھا خود لے لوگے اور برا میرے لئے چھوڑنا چاہتے ہو، اُن کا پیچھا چھوڑو، ہم تمھیں چالیس یا پچاس درہم دیئے دیتے ہیں۔

ولی عہدی کے زمانہ میں دورین نام علاقہ ہشام کی جاگیر میں دیا گیا، ہشام نے کسی کو اُسپر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ بالکل ویران اور بنجر ہے۔ ہشام نے ذوید کاتب سے جو شام میں متعین تھا کہا کہ اُسکا کیا کیا جائے، ذوید نے کہا کتنے میں میرے نام اُسکا پٹہ دیتے ہو، ہشام نے کہا چار سو دینار میں، ہشام نے دورین اور اُسکے مواضعات اُسکے نام لکھدیے اور سرکاری کاغذات میں بھی اُسکے مطابق داخل خارج کرا دیا ذوید نے اُس جائداد سے بہت کچھ کمایا۔ ہشام کے خلیفہ ہونے کے بعد ذوید اُس کے پاس آیا۔ ہشام نے اُس سے کہا دورین اور اُسکے تمام متعلقہ مواضعات میرے حوالے کرو، بخدا اب میں تمھیں اپنا کارکن نہیں بناتا۔ ہشام نے ذوید کو شام سے نکالدیا۔

ولید بن خلید کہتے ہیں کہ ایک دن ہشام نے مجھے طخاری ٹٹو پر سوار دیکھا اور پوچھا یہ ٹٹو کہاں سے ملا۔ میں نے کہا جنید نے مجھے یہ دیا تھا، ہشام کو مجھ سے حسد پیدا ہوا اور اُس نے کہا اب طخاری ٹٹو بہت ہو گئے ہیں، عبدالملک جب مرے تو اُسکے تمام گھوڑوں میں صرف ایک طخاری گھوڑا تھا اور عبدالملک کا ہر بیٹا اُسکا دعویدار تھا اور اُمسے یہ خیال تھا کہ اگر یہ گھوڑا نہ ملا تو گویا اُسے عبدالملک کے ورثہ میں سے کچھ بھی نہیں ملا۔

ایک مروانی نے ہشام سے کہا تم باوجود بخیل و بزدل ہونے کے کسطرح خلافت کے

متمنی ہو، ہشام نے کہا اس لئے کہ میں حلیم و عفیف ہوں ۔

ایک دن ہشام نے ابرش سے پوچھا کیا تمہاری بھیڑوں نے بچے دیئے، ابرش نے کہا جی ہاں، ہشام نے کہا مگر ہماری بھیڑیں تو اب تک نہیں جنیں، تم ہمیں اپنی بھیڑوں کے پاس لیچلو تاکہ اُنکا دودھ پئیں، ابرش نے کہا ضرور اگر حکم ہو تو کچھ لوگ آگے بھیجدیئے جائیں، ہشام نے کہا اسکی ضرورت نہیں، ابرش نے کہا خیمہ تو بھیجدوں تاکہ ہمارے لئے پہلے سے نصب کردیا جائے، ہشام نے اُسکی اجازت دیدی، ابرش نے دو آدمی بھیجدیئے جنھوں نے خیمہ نصب کردیا۔ دوسرے دن صبح کو ہشام۔ ابرش اور دوسرے درباری وہاں آئے، ہشام اور ابرش دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دونوں کے سامنے ایک ایک بھیڑ لائی گئی اور خود ہشام اپنے ہاتھ سے اُسے دوہنے لگا، اور ابرش سے کہا کہ میں نے اس بھیڑ کو دودھ دینے کے لئے چمکارا بھی نہیں، پھر حکم دیا کہ راکھ کو آٹے کی طرح گوندا جائے، راکھ گوندی گئی، ہشام نے اپنے ہاتھ سے آگ جلائی، پھر اُسے کرید کر اُس میں وہ راکھ کا پنڈا ڈالدیا اور چمٹے سے اُسے الٹ پلٹ کرنے لگا، ابرش سے کہتا جاتا تھا ابرش کہو تم میری الٹ پھیر کو کیسا پاتے ہو جب راکھ خشک ہوگئی، اُسے آگ سے نکال لیا اُسے چمٹے سے مارنے لگا اور کہنے لگا جبنیک جبنیک (اپنی پیشانی بچا اپنی پیشانی بچا)، ابرش جواب میں کہتا تھا لبیک لبیک (ہاں ہاں)، یہ وہ الفاظ ہیں جو بچے ایسے وقت میں کہا کرتے ہیں پھر سب نے دوپہر کا کھانا کھایا اور کھانے کے بعد واپس چلے آئے ۔

علیا بن منظور اللیثی نے ہشام کی تعریف میں چند شعر پڑھے اور آخر میں یہ شعر پڑھا۔

انا اُناسٌ میتٌ دیواننا   ومتی یعبہ ندی الخلیفۃ ینشر

(ترجمہ) ہم وہ لوگ ہیں جنکے دفاتر مردہ ہوچکے ہیں (یعنے ہماری تنخواہیں موقوف ہوگئی ہیں اور دفتر میں ہمارا نام نہیں رہا۔) جب خلیفہ کی سخاوت اُسے چھو جائیگی وہ دوبارہ زندہ ہو جائینگے ۔)

ہشام نے یہ شعر سنکر کہا آپ یہ چاہتے ہیں!! آپ نے سوال تو بڑی خوبی سے کیا ہے، اُسے پانسو درہم دلائے اور اُسکی تنخواہ میں اتنا اضافہ کردیا جس سے وہ اپنے اہل و عیال کی پرورش کرسکے ۔

محمد بن زید بن عبداللہؓ بن عمرؓ ابن الخطاب ہشام کے پاس آیا، ہشام نے کہا آپکو میں کچھ نہ دونگا، اور اُس خیال کو دور کرنے کے لئے کہ مبادا لوگ آپ سے کہیں کہ شاید

امیر المومنین نے تمھیں پہچانا نہیں میں کہے دیتا ہوں کہ میں آپ کو خوب جانتا ہوں کہ آپ محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر ہیں، آپ یہاں قیام کر کے اپنا سرمایہ ختم نہ کریں کیونکہ میں آپ کی تواضع بالکل نہیں کروں گا۔ اپنے گھر چلے جائیے۔

ایک دن ہشام ایک احاطہ کے قریب جس میں اُس کے زیتون کے درخت تھے کھڑا ہوا تھا۔ عثمان بن حیان المری اُس کے ہمراہ تھا، عثمان کھڑا ہوا امیر المومنین سے باتیں کر رہا تھا اور قریب تھا کہ اس کا سر ہشام کے سر کے موازی ہو جائے کہ اتنے میں زیتون کے جھڑنے کی آواز آئی، ہشام نے ایک شخص سے کہا کہ زیتون سے جا کر کہدو کہ وہ رفتہ رفتہ ٹپکیں جھڑنے نہ پائیں ورنہ انکی آنکھیں پھوٹ جائینگی اور اُن کی شاخیں ٹوٹ جائینگی۔

ہشام حج کرنے گیا، ابرش نے دو ہیجڑوں کو جنکے پاس بربط تھے گرفتار کر لیا، ہشام نے حکم دیا کہ انھیں قید کر دیا جائے اور اُن کے مال کو جسکی نوعیت سے میں بالکل ناواقف ہوں فروخت کر کے اُسکی قیمت بیت المال میں جمع کرا دی جائے، جب یہ اپنی حالت درست کر لیں یہ قیمت انھیں واپس دیدی جائے۔

ہشام رصافہ میں آکر قیام کرتا تھا، یہ مقام قنسرین کے علاقہ میں واقع ہے، یہاں آکر ٹھہرنے کی وجہ لوگوں نے یہ بیان کی ہے کہ خلفاء اور اُن کی اولاد مرض طاعون سے ڈر کر لوگوں سے بالکل الگ جنگل میں جا کر قیام کرتے تھے، جب ہشام نے بھی مرض طاعون کی اشاعت کے موقع پر رصافہ جانا چاہا تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ آپ شہر چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ خلفاء کو طاعون نہیں ہوتا۔ کسی خلیفہ کو آجتک طاعون نہیں ہوا، ہشام نے کہا کیا تم لوگ مجھی پر تجربہ کرنا چاہتے ہو ہشام رصافہ آکر قیام پذیر ہوا۔ یہ مقام بالکل بیابان تھا، ہشام نے اُس میں دو محل بنوائے، یہ اصل میں رومن شہر تھا اور رومیوں نے ہی اُسے بنایا تھا۔

ہشام احول تھا۔ خالد بن عبداللہ نے ایک حُدی خوان کو ہشام کے پاس بھیجا۔ اُس نے ایک شعر پڑھا جس میں افق پر آفتاب کی تشبیہ احول کی آنکھ سے دی گئی تھی۔ ہشام شعر سنکر برہم ہوا اور اُس حُدی خوان کو نکلوا دیا۔

ابو عاصم الضبی ناقل ہے کہ معاویہ بن ہشام ابو ترنیک کے رحبہ میں میرے پاس سے گذرا یہ ابو ترنیک ایک عجمی شخص تھا اور یہ ایک خاص احاطہ جو زیر کاشت تھا اُسکی طرف منسوب ہے، میں اُسکی طرف دیکھنے لگا اور اُسوقت میں روٹی پکا رہا تھا معاویہ میرے پاس آکر ٹھہر گیا، میں نے کہا کھانا حاضر ہے،

معاویہ گھوڑے سے اُترا یا، میں نے روٹی آگ سے نکال کر دودھ میں بھگودی، اُس نے کھالی۔ بعد میں اور لوگ آ گئے میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہے انھوں نے بتایا کہ یہ معاویہ بن ہشام ہیں معاویہ نے مجھے صلہ دلوایا۔ اور پھر سوار ہو گیا، اُسکے سامنے ہی سے ایک لومڑی اُٹھی، اس نے اُسکے پیچھے اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی۔ ابھی تک کو بھی اسکا تعاقب نہ کیا ہو گا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی اور معاویہ گرتے ہی مرگیا لاش کو اُٹھا کر لیگئے، ہشام نے دیکھکر کہا بخدا میرا تو یہ ارادہ تھا کہ اِسے خلافت کے لیے تعلیم و تربیت دوں مگر یہ لومڑیوں کے پیچھے پھرنے لگا تھا

معاویہ بن ہشام کے نکاح میں اسمٰعیل بن جریر کی بیٹی اور ایک دوسری عورت تھی، ہشام نے معاویہ کے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ لیکر نصف نصف دونوں کو دیدیا۔ جسکی مقدار چالیس ہزار ہوئی تھی۔

مخذوم کاتب کہتا ہے کہ یوسف بن عمر نے میرے ہاتھ اتنا بڑا ایک سرخ یاقوت کہ جسکے کنارے میری ہتیلی سے باہر نکلے جاتے تھے اور ایک موتی کا دانہ جو عام موتیوں سے بہت بڑا تھا ہشام کی نذر کے لئے بھیجے، میں حاضر دربار ہوا ہشام کے قریب پہنچا مگر تخت کے طول اور فرش کی کثرت کی وجہ سے میں نے اُن کا چہرہ نہیں دیکھا، بہرحال یاقوت اور موتی کا دانہ دونوں ہشام نے لے لئے اور مجھ سے پوچھا اُنکا وزن لکھکر تمھیں دیا گیا ہے، میں نے کہا امیرالمومنین یہ دونوں ایسے ہیں کہ جنکے وزن کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اُن جیسے کہاں دستیاب ہو سکتے ہیں، ہشام نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو۔

یہ یاقوت خالد بن عبداللہ کی جاریہ رائقہ کا تھا جو اُس نے تہتّر ہزار دینار میں خریدا تھا

عمرو بن علی کہتے ہیں کہ ایک دن میں محمدؐ بن علی کے ساتھ ساتھ اُن کے مکان کی طرف جو حام کے قریب واقع ہے جا رہا تھا، میں نے اُنسے کہا کہ ہشام کا عہد حکومت تو بہت طویل ہو گیا، بیس سال کے قریب ہو گئے، لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جو یہ دعا اپنے رب سے مانگی تھی کہ مجھے وہ حکومت حاصل ہو جو میرے بعد کسی کو نہ ملے اُسکے یہ معنے ہیں کہ بیس سال تک حکمراں رہوں، محمدؐ بن علی نے کہا میں اُون کی باتوں کو تو جانتا نہیں البتہ مجھے اپنے باپ دادا سے حضرت علیؑ کے ذریعہ یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہرگز کسی بادشاہ کو جو اُس نبیؐ کی امت میں ہو

جو مجھ سے پہلے گذر چکے اتنے دن زندہ نہ رکھے گا جتنی عمر کہ اُس نبی کی ہو چکی ہے ؟
ہشام بن محمد الکلبی کے بیان کے مطابق ہشام کے انتقال کے بعد ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان یوم شنبہ ۱ ماہ ربیع الآخر ۱۲۵ھ ہجری میں خلیفہ ہوا، مگر محمد بن عمر لکھتے ہیں کہ بروز چہار شنبہ ۶ ربیع الآخر ۱۲۵ھ ہجری کو ولید بن یزید خلیفہ ہوا، علی بن محمد نے محمد بن عمر کے بیان کی تائید کی ہے ؟

خلافت ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان

اس بات کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کہ یزید بن عبدالملک اسکے باپ نے اپنے بھائی ہشام بن عبدالملک کے بعد ولید کو ولی عہد خلافت مقرر کیا تھا، جس روز ولید کی ولی عہدی کے لئے بیعت لی گئی اُسکی عمر گیارہ برس کی تھی، یزید اور زندہ رہا اور ولید پندرہ برس کا ہو گیا۔ اب یزید کو اپنے بعد اپنے بھائی ہشام کو جانشین خلافت مقرر کرنے پر افسوس ہوا اور اپنے بیٹے کو دیکھکر کہتا اللہ میرے اور اُس شخص کے درمیان فیصلہ کریگا جس نے ہشام کو میرے اور تیرے درمیان کر دیا یزید کا انتقال ہو گیا، اُس وقت اُسکے بیٹے ولید کی عمر پندرہ سال کی تھی، ہشام خلیفہ ہوا وہ ولید کی بڑی عزت و تکریم کرتا تھا، عرصہ تک دونوں کے تعلقات اسی قسم پر رہے، پھر ولید نے شراب خواری شروع کی اور واہی تباہی باتیں کرنے لگا، اِن چیزوں کی عادت اُسکے آتالیق عبدالصمد بن عبدالاعلی الشیبانی نے جو عبداللہ بن عبدالاعلی کا بھائی تھا ڈالی، ولید نے اپنے ندما جمع کر لئے ہشام نے اِن لوگوں کو اُس سے علیحدہ کرنے کی خاطر ولید کو ۱۱۶ھ میں امیرالحج مقرر کر کے بھیجا، یہ اپنے ہمراہ صندوقوں میں کتے بھی لے گیا، ایک صندوق جس میں کتا تھا اُلٹ پھیر سے گر پڑا۔ ولید کے خادموں نے اُونٹ والے کو کوڑوں سے سخت مار ماری، ولید اپنے ہمراہ کعبہ کے برابر ایک شامیانہ بنوا کر بھی لے گیا تھا، شراب بھی اُسکے ساتھ تھی اور ارادہ یہ تھا کہ کعبہ پر شامیانہ نصب کر کے اُسمیں مجلس گرم ہو، مگر اُس ارادہ سے اُسکے ہمراہیوں نے ڈرا کر اُسے باز رکھا اور کہا کہ اگر ایسا کیا گیا تو ہمیں لوگوں کی جانب سے اپنی اور آپ کی جان کا خطرہ ہے اِس وجہ سے ولید نے شامیانہ کو ہاتھ نہیں لگایا ؟

جب یہ بات عام ہو گئی کہ ولید مذہب کی توہین اور اُسکا مذاق اُڑاتا ہے

اور ہشام کو بھی اس شہرت کی اطلاع ہوئی اُس نے ارادہ کیا کہ اسے ولی عہدی سے ہٹا دے اور اُسکے بجائے اپنے بیٹے مسلمہ بن ہشام کے لیے بیعت لے لے ہشام نے خود ولید سے اپنی یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ خود اپنے حق سے دست بردار ہو جائے اور مسلمہ کے لئے بیعت کرلے ولید نے ایسا کرنے سے انکار کردیا، ہشام نے کہا کہ اچھا اپنے بعد مسلمہ کو اپنا ولی عہد مقرر کردو ولید نے اس سے بھی انکار کردیا، اسکے بعد ہی ہشام کا جو رویہ ابتک اُسکے ساتھ تھا بدل گیا ولید کو تکلیف پہنچانے لگا، اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے کے لئے بیعت لینے کے لئے کارروائی شروع کردی بعض لوگوں نے اس بات کو منظور بھی کرلیا ان لوگوں میں اُسکے ماموں محمدؐ اور ابراہیم ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے بیٹے، بنو القعقاع بن خلید العبسی وغیرہ اُسکے دربار کے خاص امرا شریک تھے؛

ولید کی ابتک وہی حالت رہی، شراب و نشاط میں مست رہتا تھا، ہشام نے اس حالت کو دیکھکر ایک دن ولید سے کہا میں نہیں جانتا کہ آیا تم مذہب اسلام پر بھی ہو یا نہیں۔ کوئی برائی ایسی نہیں جسے تم نہایت ڈھٹائی سے علانیہ نہ کرتے ہو، ولید نے اُسکے جواب میں یہ دو شعر لکھ بھیجے؛

یا ایها السائل عن دیننا	نحن علے دین ابی شاکر
نشربها صرفا وممزوجة	بالسخن احیانا وبالفاتر

(ترجمہ) جو شخص ہمارے مذہب کو پوچھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ابو شاکر کے مذہب پر ہیں، ہم نری شراب پیتے ہیں اور کبھی کبھی اُس میں گرم یا نیمگرم پانی ملاکر پیتے ہیں؛

ابو شاکر مسلمہ بن ہشام کی کنیت تھی، ہشام اپنے بیٹے مسلمہ پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تیری وجہ سے ولید نے مجھ پر یہ طعنہ کیا حالانکہ میں تجھے خلافت کے لئے تیار کر رہا ہوں اپنی عادات درست کرو، ہمیشہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھو، ہشام نے ۱۱۹ھ میں مسلمہ کو امیر الحج مقرر کیا، اس نے مناسک حج پوری طرح ادا کئے۔ اپنے اپنے موقع پر بردباری اور ملائمت مزاج کا اظہار کیا۔ مکہ و مدینہ میں بہت سا روپیہ مستحقین میں تقسیم کیا۔ اس پر خوش ہو کر اہل مدینہ کے ایک آزاد غلام نے یہ شعر کہے؛

یا ایها السائل عن دیننا	نحن علے دین ابی شاکر
الواهب الجرد بارسانها	لیس بزندیق ولا کافر

(ترجمہ) "جو شخص ہمارے مذہب کو دریافت کرتا ہے اُسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہم ابوشاکر کے مذہب پر ہیں، جو اعلیٰ درجہ کے گھوڑے مع اُن کی باگوں کے عطا کرتا ہے، وہ نہ زندیق ہے اور نہ کافر ہے"

ان شعروں میں ولید پر طنز کیا گیا تھا، مسلمہ بن ہشام کی ماں ام حکیم بنت یحییٰ بن الحکم بن العاص تھی، اسی پر کُمیت نے یہ شعر کہا:

ان الخلافۃ کائن او تادھا بعد الولید الی ابن امّ حکیم

(ترجمہ) "خلافت ولید کے بعد ام حکیم کے بیٹے کو ملیگی"

ایک مرتبہ خالد بن عبداللہ القسری نے کہا تھا کہ میرا اُس خلیفہ سے کوئی تعلق نہیں جسکی کنیت ابوشاکر ہو، یہ سنکر مسلمہ بہت غصہ ہوا تھا جب خالد کے بھائی اسد نے انتقال کیا تو ابوشاکر نے، خالد کو وہ شعر لکھکر بھیجا جو نوفل نے اسد کی موت پر خالد اور اسد کی ہجو میں لکھا تھا، اپنے ایک خاص قاصد کو لفافہ دیکر ڈاک کے ذریعہ خالد کے پاس بھیجا خالد نے یہ خیال کیا کہ اسد کی موت کی تعزیت لکھی ہوگی، جب مُہر کھولی تو خط میں سوائے ہجو کے اور کچھ نہ تھا، خالد نے کہا میں نے کبھی آج تک ایسی تعزیت نہیں دیکھی؛

ہشام ولید کی بُرائی اور اسکی تنقیص کرتا رہتا تھا اور اب بہت زیادہ اُس کی اور اُسکے دوستوں کی اہانت کرنے لگا، اور اُسکے منصب میں بھی کمی کردی، جب ولید نے یہ رنگ دیکھا وہ اپنے خاص لوگوں اور موالیوں کے ساتھ دار الخلافہ کو چھوڑکر مقام ازرق میں بلقین اور فزارہ کے درمیان اغدف نام چشمہ پر مقیم ہوگیا، اپنے کاتب عیاض بن مسلم عبدالملک بن مروان کے آزاد غلام کو رصافہ میں چھوڑ آیا تاکہ جونئی بات پیش آئے اُس سے ولید کو اطلاع دیتا رہے، ولید کے ہمراہ عبدالصمد بن عبدالاعلی بھی تھا، ایک دن سب نے شراب پی اور جب شراب کے نشہ کا انپر پورا اثر ہوگیا تو ولید نے عبدالصمد سے کہا، اے ابو وہب کچھ شعر سناؤ عبدالصمد نے کچھ اشعار سنائے جنمیں ولید کی خلافت کی تمنا تھی ان اشعار کی اطلاع ہشام کو ہوئی اُس نے ولید کا منصب موقوف کردیا اور اسے لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے عبدالصمد کو اپنا مصاحب خاص، دوست و ندیم بنایا ہے، تمہارے متعلق جو اطلاع مجھے ملی ہے اُسکی میں تحقیق کرچکا ہوں اور خود تم بھی اُسکے ذمہ دار ہو تم فوراً عبدالصمد کو ذلت و خواری کے ساتھ

نکالدو، ولید نے عبدالصمد کو نکلوادیا اور ہشام کو اُسکی اطلاع دی، اپنی رندانہ صحبتوں کی معذرت بھی چاہی، اور درخواست کی کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنیکی اجازت دیجائے۔

ابن سہیل ایک یمنی سردار تھا، ایک سے زیادہ مرتبہ دمشق کا حاکم رہچکا تھا، اور ولید کے خاص دوستوں میں تھا، ہشام نے اُسے خوب پٹوایا اور نکلوادیا عیاض بن مسلم ولید کے کاتب کو گرفتار کرلیا۔ ہشام کو یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ ولید کو تمام خبریں لکھتا رہتا ہے، ہشام نے اُسے بہت بُری طرح پٹوایا، اور کمبل کا لباس پہنایا۔ ولید کو ان واقعات کا علم ہوا تو کہنے لگا کہ اب کون ہوگا جو لوگوں پر اعتماد کریگا یا کسی کے ساتھ احسان کریگا، یہ بدبخت احول وہ ہے جسے میرے باپ نے اپنے تمام کنبہ پر ترجیح دی اور اپنا ولی عہد بنایا اور میرے ساتھ اُس نے یہ سلوک کیا جو آپ لوگ دیکھتے ہیں، جس کسی کے متعلق اُسے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکے میرے ساتھ تعلقات ہیں اُسکی توہین وتذلیل کرتا ہے، مجھے اُس نے لکھا تھا کہ عبدالصمد کو نکالدو میں نے نکالدیا جب میں نے اسے لکھا کہ ابن سہیل کو میرے پاس آنے کی اجازت دیجیے، اُس کے جواب میں اُس نے اسے پٹوایا اور خارج البلد کردیا، حالانکہ اُسے میرے اور اسکے تعلقات کا علم تھا، اسی طرح اُسے معلوم تھا کہ عیاض بن مسلم میرا خاص آدمی ہے، میں اُسکی خاص طور پر وقعت وعظمت کرتا ہوں وہ میرا کاتب ہے پھر بھی اُس نے اُسے پٹوایا اور قید کردیا، ان تمام کارروائیوں سے اُسکا مقصد یہ ہے کہ مجھے تکلیف پہنچے اے اللہ تو مجھے اُسکی زیادتیوں کا اجر دے۔ ولید نے ہشام کو لکھا امیر المومنین نے میرے منصب کو جو بند کردیا ہے، اور میرے دوستوں اور متعلقین کو جو برباد کیا ہے اسکی اطلاع مجھے موصول ہوگئی ہے۔ مجھے کبھی اس کا ڈر تھا کہ آپ میرے ساتھ یہ سلوک کریں گے اور نہ مجھے اس کی کچھ پروا ہے اگر ابن سہیل حقیقت میں ویسا ہی ہے جیسا کہ اُسے سمجھا گیا ہے تو اُسکے یہ معنی ہونگے کہ گدھا بھیڑیا ہو جائے، میرے جو تعلقات ابن سہیل سے ہیں یا جو خط اُس کے بارے میں میں نے آپ کو لکھا وہ تو میرے منصب کی موقوفی کی وجہ قرار نہیں دیا جا سکتا، البتہ اگر اور کوئی بات امیر المومنین کے دل میں میرے خلاف جاگزیں ہو چکی ہے تو ہو۔ اللہ نے مجھے ولی عہد خلافت کیا ہے میرے لئے ایک عمر مقرر کردی ہے اور روزی مقسوم کردی ہے جسے سوائے اُسکے نہ کوئی بند کرسکتا ہے اور نہ بدل سکتا ہے، خدا خوب جانتا ہے

جو مقدر کر دیا ہے وہ پورا ہو کر رہیگا چاہے لوگ اُسے پسند کریں یا نہ کریں، اگر کوئی چیز جلد وقوع پذیر ہونے والی ہے تو کوئی اُسے ملتوی نہیں کر سکتا اور نہ جو بات کسی خاص وقت کے ساتھ مقدر کر دی گئی ہے اُسے کوئی جلد وقوع پذیر کر سکتا ہے، دنیا والوں کا یہ قاعدہ ہے کہ ان حالات میں وہ یا تو اللہ کا گناہ اپنے نفوس کے لئے کماتے ہیں یا ایسے کام کرتے ہیں جس سے وہ خدا کے نزدیک مستحق اجر ہوں اس لئے امیر المومنین کو ان باتوں کا زیادہ خیال ہونا چاہیے اور ان امور کی بخوبی تعمیل میں اللہ تعالیٰ امیر المومنین کو توفیق دینے والا ہے۔

ہشام نے ابوالزبیر سے کہا اے نسطاس اگر مجھ پر کوئی حادثہ ہو جائے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ لوگ ولید کو پسند کرینگے، ابوزبیر نے کہا اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی عمر میں اضافہ فرمائے، ہشام نے کہا نہیں یہ کیا کہتے ہو موت سے تو چارہ ہی نہیں ہے یہ بتاؤ کیا لوگ ولید کی خلافت کو تسلیم کرینگے؟، ابوزبیر نے کہا تمام لوگوں سے اُسکی ولی عہدی کے لئے بیعت لی گئی ہے، تسلیم کرنا ہی پڑیگا، اُسپر ہشام نے کہا کہ اگر لوگوں نے ولید کی خلافت کو تسلیم کرلیا تو میں سمجھونگا کہ یہ حدیث کہ جو تین دن بھی منصب خلافت پر رہا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ بالکل غلط ہے۔

ہشام نے ولید کو لکھا۔ اپنے منصب کے بند کئے جانے وغیرہ کے متعلق جو کچھ تم نے مجھے لکھا تھا میں اُس سے آگاہ ہو گیا، میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوں کہ اس منصب کو پھر تم پر جاری کروں، کیونکہ اُسکے اجرا سے میں گناہوں کے کسب سے ڈرتا ہوں منصب کی ضبطی اور تمھارے دوستوں کی علیحدگی دو وجہوں سے عمل میں لائے گئی ہے، پہلی بات کی وجہ یہ ہوئی کہ چونکہ تم اپنے منصب کو صحیح مصرف میں صرف نہیں کرتے تھے اس وجہ سے میں نے اُسے بند کر دیا، دوسری بات کی وجہ یہ ہوئی کہ تمھارے دوستوں کو وہ تکالیف و مصائب برداشت کرنا نہیں پڑتے جو دوسرے مسلمانوں کو ہر سال فوجوں کی جبری بھرتی کے وقت اٹھانے پڑتے ہیں بلکہ وہ مزے سے تمھارے ساتھ لہو و لعب میں اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں، بلکہ جو کوتاہی اس معاملہ میں اب تک مجھ سے ہو چکی ہے مجھے اُسیکا خیال دامنگیر ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب اللہ نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی کہ تمھارے منصب کو بند کر دوں تاکہ اسوقت تک اُسکے اجرا سے جو کوتاہی مجھ سے ہوئی ہے اسکا یہ فعل کفارہ ہو سکے، ابن سہیل کی جو قدر و منزلت تمھارے نزدیک

تھی اور تم اُسکے رنج وخوشی میں شریک ہوئے یہ بھی نامناسب تھا کیونکہ اس میں سوائے اُسکے اور کیا خوبی تھی کہ وہ ایک ڈوم ہیجڑا تھا جو اپنی خفیف الحرکاتی میں حد سے متجاوز تھا، پھر بھی یہ شخص تمہارے ساتھیوں میں سب سے برا نہ تھا بلکہ تمہارے مصاحب اس سے بھی بدتر تھے جو ایسے افعال میں جنکے ذکر تک کو میں اپنی شان کے منافی سمجھتا ہوں تمہارے ہم پیالہ وہم نوالہ تھے اور جنکی وجہ سے تم زجر و توبیخ کے سزاوار تھے، اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ میں تمہارے بگاڑ کے درپے ہوں، تو تمہارے پاس کوئی ایسی سند بھی نہیں ہے، جو مجھے اس خیال سے باز رکھ سکے، تم نے اُس بات کا جو ذکر کیا ہے جسے اللہ نے تمہارے لئے مقدر کر دیا ہے تو اس معاملہ میں بھی اللہ نے مجھے تقدیم دی ہے اور مجھے اُس منصب پر مقرر فرمایا ہے اور اللہ اپنی مشیت کو پورا کرنے والا ہے، اور مجھے اپنے رب سے اس بات کا بھی یقین کامل ہے کہ جو عزت اُس نے مجھے عنایت فرمائی ہے اُسکی کمی بیشی کا خود مجھے بھی کوئی اختیار نہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک دن یہ جانے والی ہے اور اُس وقت اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے اس بات سے کہ وہ اُنکی حکومت اُن میں سے کسی ایسے کے سپرد کرے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو، اور مجھے اپنے رب سے اس بات کی بہترین توقع ہے کہ اُس نے حکومت صرف اسی کے لئے مقدر کی ہوگی جسے وہ اُسکا اہل سمجھتا ہو جسے وہ بھی پسند کرے اور اُس کی مخلوق بھی اُس سے خوش ہو اللہ کے احسانات مجھپر اتنے ہیں کہ میں ان کے ذکر اور اُس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں، اور اگر میری موت جلد لکھدی گئی ہے تو اُسکی عنایت سے انشاءاللہ مجھے اُسکا خوف نہیں وہ آئے، تم نے جو خط مجھے لکھا اور اُس میں جو کچھ لکھا وہ تمہاری سفاہت اور حماقت کو دیکھتے ہوئے کچھ عجوبہ بات نہ تھی تم آئندہ سے اپنی ان حد سے زیادہ گریہ پائیوں سے احتراز کرو اور خاموش بیٹھو اور اللہ کے قہر سے ڈرو۔ کیونکہ وہ گرفت بھی کرتا ہے اور دیکھتا بھی رہتا ہے اور جسے چاہتا ہے اُسے گرفت کر لیتا ہے اور جسکے لئے جو چاہتا ہے کرگزرتا ہے میں اللہ سے ایسے امور کے لئے جسے وہ پسند کرے حفاظت اور توفیق کا خواستگار رہوں۔

ولید نے ہشام کو یہ اشعار اُسکے جواب میں لکھ بھیجے۔

رأیتک تبنی جاھداً فی قطیعتی	فلو کنت ذا ارب لھدمت ماتبنی

(ترجمہ) میں دیکھتا ہوں کہ تو میرے خلاف بڑی مستعدی سے ایک عمارت بنا رہا ہے اگر تو صاحبِ عقل و دانش ہوتا تو خود ہی اس خود ساختہ عمارت کو منہدم کر دیتا!

فویل لھم ان مت من شر ما جنی تثیر علی الباقین مجنی ضغینۃ

(ترجمہ) جو لوگ باقی رہینگے تو انھیں اپنی ان حرکات سے مورد نفرت و عداوت بنا رہا ہے اگر تو مرجائے تو تیرے اس طرز عمل کے برے خمیازے سے وہ کسطرح بچ سکیں گے؟

الا لیتنا و اللیت اذ ذاک لا یغنی کانی بھم و اللیت افضل قولھم

(ترجمہ) مجھے یقین ہے کہ ایک دن وہ آئے گا جب کہ سب سے بڑھکر وہ یہی کہینگے "کاش ایسا ہوتا" اکاش وہ وقت ہم دیکھیں جب کہ یہ لفظ بے معنے ہو جائے!

جزاک بہا الرحمان ذو الفضل و المن کفرت یدا من منعم لو شکرتھا

ترجمہ) تو نے اپنے ایک محسن کے احسان کی ناشکری کی اگر تو اُسے مانتا تو اللہ جو بزرگی اور احسان والا ہے وہ تجھے اُسکی جزائے خیر دیتا۔

ولید اسی جنگل میں مقیم تھا کہ ہشام نے داعی اجل کو لبیک کہا، جس صبح کو اُسے خلیفہ ہونیکی خوشخبری ملی تھی اُس نے ابوالزبیر المنذر بن ابی عمرو کو بُلا بھیجا تھا اور اُس سے کہا تھا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اتنی طویل کوئی رات مجھ پر نہیں گزری جیسی کہ یہ شب گذشتہ تھی، غم واندوہ کا ہجوم تھا میرے دل میں بہت سی باتیں ہشام کے طرز عمل کے بارے میں آئیں جس نے میرے ساتھ بدسلوکی کی۔ چلئے ذرا ہواخوری کر آئیں!

دونوں سوار ہوکر سیر کے لئے چلے۔ دو میل چلکر ولید ایک ریت کے ٹیلہ پر جاکر کھڑا ہوا اور ہشام کی شکایت کرنے لگا اتنے میں ایک غبار پر نظر پڑی، ولید نے کہا کہ یہ ہشام کے قاصد آتے ہوں گے، خدا خیر کرے، دو شخص ڈاک کے گھوڑوں پر سوار سامنے آئے، انھیں سے ایک ابو محمد السفیانی کا آزاد غلام اور دوسرا جرویہ تھا، جب ولید کے قریب پہنچے تو گھوڑوں سے اُتر پڑے اور دوڑتے ہوئے ولید کو آکر خلیفہ کہکر سلام کہا، ولید نے آنکھیں نیچے کرلیں اور خاموش کھڑا رہا۔ جرویہ نے دوبارہ خلیفہ کہکر اُسے سلام کیا، ولید نے کہا یہ بتاؤ کیا ہشام مرگیا؟ جرویہ نے کہا جی ہاں، ولید نے کہا خط کس نے لکھا ہے، جرویہ نے کہا آپ کے آزاد غلام سالم بن عبدالرحمن میر منشی دفتر مراسلات نے ولید نے خط پڑھا اور وہ پلٹ آئے۔ ولید نے پھر ابو محمد السفیانی کے آزاد غلام کو بُلا کر اپنے

معتمد عیاض بن مسلم کی خیریت دریافت کی، اُس نے کہا عیاض جیل میں تھا جب ہشام بیمار ہوا اور ایسی حالت ہو گئی کہ زندگی سے یاس ہو گئی تو عیاض نے خزانہ داروں سے کہلا بھیجا کہ جو کچھ تمھارے تفویض ہے اُسپر اپنا قبضہ رکھو اور خبردار ہشام کا کوئی آدمی ایک چیز نہ لینے پائے اسکے بعد ہشام کو ذرا افاقہ ہوا اُسنے خزانہ سے کچھ منگوایا، خزانہ داروں نے اُسکے دینے سے انکار کر دیا۔ ہشام نے کہا اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان تمام مال و متاع کو ہم نے ولید کے لئے جمع کیا تھا، یہ کہتے ہی اُسکی روح جسد عنصری سے پرواز کر گئی، عیاض جیل خانہ سے نکل آیا، تمام خزانوں اور توشہ خانوں کے دروازے مقفل کر کے مہر کر دیئے اور حکم دیا کہ ہشام کو اُس کے بستر سے نیچے اُتار دیا جائے، اُس کے لئے ایک برتن تک دستیاب نہ ہو سکا جس میں کہ غسل کے لئے پانی گرم کیا جاتا کسی سے مستعار لیا گیا، سرکاری توشہ خانہ سے کفن بھی اُسے نہیں دیا گیا بلکہ ہشام کے آزاد غلام غالب نے اُسے کفن دیا۔

ولید نے عباس بن الولید بن عبد الملک بن مروان کو حکم بھیجا کہ تم رصافہ جا کر وہاں ہشام کا جس قدر مال و متاع ہو اُسے اپنے قبضہ میں لے لو اور اُس کی اولاد عہدیداران اور ملازمین کو گرفتار کر لو، البتہ مسلم بن ہشام سے کوئی تعارض نہ کرنا اور نہ اُسکی محل سرا میں گھسنا اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ اکثر اپنے باپ ہشام سے ولید کی سفارش کرتا تھا اور اُسکے ساتھ نرمی و ملائمت کا برتاؤ کرنے کے لئے مصر رہتا تھا۔

عباس نے رصافہ آکر ولید کے حکم کی تعمیل کی اور جب اُسکی اطلاع ولید کو پہنچی تو ولید نے یہ شعر پڑھا۔

لیت ہشاما کان حیا یری محلبه الاوفر قد اترعا

(ترجمہ، کاش ہشام اسوقت زندہ ہوتا تاکہ دیکھتا کہ اُس کی بڑی ڈہاؤنی بھر کر چھلک گئی ہے)

ولید نے اپنے عہدہ دار مقرر کر لئے اطراف و اکناف سے اُسکے خلیفہ تسلیم کرنے کی بیعت کی خبریں موصول ہوئیں۔ صوبہ داروں نے بھی اطاعت کے خطوط لکھے وفد بھی آئے مروان بن محمد نے لکھا اللہ نے اپنے بندوں کی حکومت اور اپنے ممالک کی وراثت جو آپکے تفویض فرمائی ہے میں اسپر مبارک بادپیش کرتا ہوں، یہ حکومت کے نشہ کی بدمستی تھی جسکی وجہ سے ہشام نے امیر المومنین کے اُس حق کی جسے اللہ نے عظیم کر دیا تھا توہین کرنے کا قصد کیا اور ایسے مشکل کام کا ارادہ کیا جسکی تائید اگرچہ منافقوں اور خود غرضوں نے کی مگر تقدیر نے

اُن کے منصوبوں کو بری طرح پامال کر دیا۔ اللہ نے تو امیر المومنین کو ایک خاص مرتبہ عطا کر دیا تھا یہانتک کہ خلافت ایسے معزز منصب پر سرفراز کیا، اور ایسا عہدہ دیا جسکا امیر المومنین کو اہل سمجھا اور اسپر مستقل طور پر سرفراز کر دیا۔ کیونکہ آپ کی خلافت تو لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی اور اللہ نے اُسے اپنے بندوں کے لئے جنگی حالت سے وہ ہر وقت باخبر ہے ایک خاص وقت کے لئے مخصوص کر دیا تھا، اس لئے اُس نے خلافت کی باگ اور اپنے بندوں کی خبرگیری وانتظام کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر دی، اُس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو خلافت کیلئے اختیار کیا اور اپنے دین کی حبل المتین آپ کے سپرد کی، اور ظالموں نے جو مکر و فریب کیا تھا اُسے باطل کر دیا، انھیں ذلیل اور آپکو سرفراز کیا پس جو شخص اب بھی اس ذلیل خیال پر قایم ہے اُس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور اپنے رب کو ناراض کیا، البتہ جنھیں توبہ باطل سے ہٹا کر حق کی طرف لے آئے تو وہ اللہ کو توبہ کا بڑا قبول کرنے والا اور رحیم پائینگے۔

میں امیر المومنین کو اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ جب مجھے آپ کی خلافت کی خوش خبری ملی میں فوراً منبر پر چڑھا۔ دو تلواریں میرے دوش پر تھیں تاکہ اگر کسی کے دل میں کھوٹ ہو تو اُنسے خبر لوں، پھر میں نے جو اللہ نے امیر المومنین کی خلافت سے لوگوں پر احسان کیا ہے اُن کی اُنھیں اطلاع دی وہ اسے سنکر خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ امیر المومنین کے سوائے ایسے کسی اور خلیفہ کی ولایت کی اطلاع نہیں ملی جسکی ذات سے ہماری توقعات زیادہ وابستہ ہوں جتنی اُنکی ذات سے ہیں یا جسکی خلافت سے ہمیں زیادہ خوشی ہوئی ہو، پھر میں نے بیعت لینے کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔ اور اُن سے مکرر سہ کرر سخت عہد واثق اور غلیظ قسمیں دیکر حلف اطاعت لیا، اُنھوں نے خوشی اور پوری اطاعت کے ساتھ اُسے قبول کیا اور بیعت کی آپ اسکے عوض میں اس مال سے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے انھیں صلہ عطا کیجیے، اس لئے کہ آپ سب سے بڑھکر سخی اور کشادہ دست ہیں کیونکہ وہ آپکے فضل و کرم کے منتظر ہیں جو مناصب آپ سے پہلے اُنھیں ملے ہوئے ہیں اُنیں بھی اضافہ کر دیجیے تاکہ اس سے اپنی رعیت پر آپ کی شفقت و سخاوت ظاہر ہو۔

اگر مجھے اسوقت سرحد کی صیانت کی مہم درپیش نہوتی جسکا میں قصد کر چکا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں کسی شخص کو اس مہم کے علاوہ دوسرے انتظامات ملک سپرد کر دیتا اور شوق ملاقات مجھے امیر المومنین تک کھینچ لیجاتا اور میں خود امیر المومنین کے

دیدار سے جسکی کوئی نعمت چاہے وہ کتنی ہی بڑی کیوں نہو بدل نہیں ہوسکتی اگر بہرہ اندوز مسرت دشادمانی ہوتا۔ اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو مجھے خدمت میں حاضر ہونے کی ضرور اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ میں بعض ایسے معاملات جنکا لکھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا زبانی عرض کرسکوں

ولید نے خلیفہ ہوتے ہی شامیوں میں جس قدر اپاہج اور نابینا تھے اُن کے وظائف مقرر کردئے، اور انھیں لباس بھی دیا اور ہر معذور کے لئے ایک خادم مقرر کردیا۔ لوگوں کے خاندانوں کے لئے سرکاری توشہ خانہ سے تحائف اور لباس نکلوا کر اُس سے زیادہ دئے جتنے کہ ہشام دیتا تھا، اُنکی تنخواہوں میں دس دس کا اضافہ کردیا اور اہل شام کی تنخواہوں میں اس اضافہ کے علاوہ دس کا اور اضافہ کیا، اُسکے خاندان والوں میں سے جو لوگ اُسکے پاس آئے اُنکے مناصب میں دوچند اضافہ کردیا۔

ولید جب ولی عہد تھا تب بھی اُسکا یہ دستور تھا کہ موسم گرما کے مجاہد جب واپسی میں اُسکے پاس آتے تو اُنکی دعوت کرتا، اسی طرح حجاج جب حج سے واپس آتے تو ایک مکان میں جسکا نام زیزاء تھا، تین روز تک اُنکی دعوت کرتا اور اُن کی سواریوں کو بھی کھلاتا۔ اور جو چیز اُس سے مانگی گئی اُس نے کبھی اُسکے دینے سے انکار نہیں کیا، ولید سے کسی نے کہا کہ آپ کے اس کہنے میں بھی کہ میں غور کر رہا ہوں ایسا وعدہ ہے کہ جسکی بنا پر خواستگار قیام کرتا ہے ولید نے کہا میں اپنی زبان کو ایسی بات کہنے کا خوگر ہی نہیں کرتا کہ جسکا میں نے پہلے ہی وعدہ نہ کرلیا ہو۔

ولید کا اپنے دو بیٹوں حکم و عثمان کو ولی عہد خلافت مقرر کرنا۔

اسی سنہ میں ولید نے اپنے بیٹوں حکم اور عثمان کو ولی عہد خلافت ایک کو دوسرے کے بعد مقرر کیا، حکم کو پہلے رکھا اور عثمان کو اُسکے بعد اُسکے لئے اعیان واکابر سے حلفِ اطاعت لیا، اور دوسرے صوبوں کو بھی اُسکی اطلاع بھیجدی، جن لوگوں کو اُسنے اس معاملہ میں لکھا تھا انمیں یوسف بن عمر ولید کا صوبہ دار عراق بھی تھا یوسف نے نصر بن سیار کو اس معاملہ میں لکھا۔ یوسف کا خط جو اُسنے نصر کو لکھا تھا حسب ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط یوسف بن عمر کی جانب سے نصر بن سیار کے نام ہے۔ حمد وثنا کے بعد، میں تمھیں امیر المومنین کا وہ خط عقال بن شتر التمیمی اور عبد الملک القینی کے ہاتھ بھیجتا ہوں جو انھوں نے میرے عمال کے نام بھیجا ہے اور جس میں حکم بن امیر المومنین

اور عثمان بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے، میں نے ان دونوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں گفتگو کریں لہٰذا جب یہ تمہارے پاس پہنچیں تو تم سب لوگوں کو امیر المومنین کا خط سنانے کے لئے جمع کرنا، جب مجلس جمع ہو جائے پہلے کھڑے ہو کر امیر المومنین کا پیام سنانا اس سے فارغ ہونے کے بعد اصل خط سنا دینا۔ اگر کوئی شخص کچھ کہنا چاہے تو اسے تقریر کی اجازت دینا۔ پھر امیر المومنین کے دونوں صاحبزادوں کے لئے اللہ کا نام لیکر اور اسکی برکت طلب کر کے لوگوں سے اُسی تحریر کے مطابق جو میں نے خط کے آخر میں لکھدی ہے عہد و پیمان لینا یہ امیر المومنین کے خط کا مضمون ہے، اُسے سمجھ لو اور اسی پر لوگوں سے بیعت لو ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین اور اُنکی رعیت کے لئے اس معاملہ میں برکت دے جو اُس نے اپنے بندوں کے لئے اُن کی زبان سے کہلوایا ہے۔ اور وہ حکم اور عثمان کو نیک توفیق دے اور انھیں ہمارے لئے مبارک کرے، والسلام علیک نصر نے یوم جمعرات نصف شعبان ۱۲۵ھ ہجری کو لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ہم عبداللہ الولید امیر المومنین اور حکم ابن امیر المومنین (اگر وہ اُن کے بعد زندہ رہے) اور عثمان ابن امیر المومنین (اگر وہ حکم کے بعد ہوں) کی اطاعت و فرمان برداری کے لئے بیعت کرتے ہیں، اگر ان دونوں میں سے کسی کو کوئی سانحہ پیش آ جائے تو امیر المومنین اپنی اولاد اور رعیت کے بارے میں مختار ہیں جسے چاہیں مقدم کریں جسے چاہیں مؤخر کر دیں، ہم اللہ کے سامنے اس بیعت کا عہد و وعدہ کرتے ہیں۔"

عقال بن شیبہ اور عبدالملک بن نعیم ولید کا حسب ذیل خط لیکر نصر کے پاس آئے:

"امابعد اللہ نے جسکے تمام نام مبارک، جسکی تعریف اور ذکر بزرگ و برتر ہے۔ اسلام کو اپنا دین بنایا۔ اور اُسکو اپنی مخلوق کے لئے سب سے بہتر سمجھا، پھر ملائکہ اور انسانوں میں سے اپنے پیامبر مقرر کئے، اس دین کا حامل بنا کر انھیں بھیجا اُسکی تلقین کا انھیں حکم دیا یہ پیغمبر مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں مبعوث ہوتے رہے جو طریقہ سب سے بہتر تھا اُسکی طرف بُلاتے رہے اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتے رہے، یہانتک کہ اللہ کی نعمت نبوت حضور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر منتہی ہوئی۔ ایسے وقت میں جب کہ علم پامال تھا، لوگ اندھے تھے، خواہشات نفسانی

کی وجہ سے اُن میں تفریق تھی۔ اور اُن کے مختلف اور متفرق دستور اور آئین زندگی تھے، حق کی نشانیاں مٹ چکی تھیں، مگر اللہ نے حضور کی ذات سے ہدایت کو عیاں کردیا، عمیان کو دور کردیا۔ گمراہی اور ہلاکت سے بندوں کو نکال لیا، اُن سے اپنے دین کی رونق کو تازگی بخشی۔ انھیں تمام کائنات کے لئے رحمتِ مجسم بنایا، اُن پر وحی کو ختم کردیا اور آپ سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام گذرے تھے اُن سب کی عظمت و بزرگی آپکی ذات واحد کو عطا فرمائی آپ کو اُن سب کے آخر میں اسلئے مبعوث فرمایا تھا کہ آپ اُنکی تعلیم کی تصدیق فرمائیں اُسکی توثیق کردیں، اُسکی دعوت دیں اور اُسی کی تعلیم چنانچہ آپ کی اُمت کے جن لوگوں نے اس دین الہی کو اختیار کیا وہ انبیاء سلف علیہم السلام پر بھی ایمان لائے حالانکہ اُن کے ہم قوم انھیں جھٹلاتے رہے مگر جس چیز سے وہ انھیں روکتے تھے یہ اسی کی اُنھیں تعلیم دیتے تھے انبیاء علیہم السلام کی عزتوں کے وہی لوگ محافظ بنگئے جو اُسکی ہتک کرنے والے تھے اور اُسکی تعظیم کرنے لگے جسکی توہین کرتے تھے، حضور محمد الرسول اللہ کی امت میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جسکے متعلق سُنا جائے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی تکذیب کرتا ہو یا اُس میں حجت نکالتا ہو، یا اُنھیں بے وقوف سمجھکر انھیں اذیت پہنچائے یا اُنکی تردید کرتا ہو حالانکہ خود اُن کے ہم عصروں نے اُنکو نبی مبعوث من اللہ جاننے سے انکار کیا، اُن کی وجہ سے کوئی کافر ایسا نہ بچا کہ جسکا خون اس وجہ سے حلال نہ ہوگیا ہو، اُن کے آپس کی رشتہ داریاں منقطع ہوگئیں، چاہے وہ اُن کے باپ ہوں یا اولاد یا خاندان والے، وحی کے ختم ہونے اور حضور کے وصال کے بعد اللہ نے اُسی طریقۂ نبوت پر آپ کے خلفاء مقرر کئے، تاکہ اسکے حکم کی تعمیل کرائیں اُسکی شریعت کو نافذ کریں سنن پر عمل کرائیں منہیات سے روکیں زکوٰۃ وصدقہ وصول کریں۔ حقوق دلائیں اُنکی وجہ سے اسلام کی اعانت ہو، اُسکے دین کی مضبوطی اور استحکام ہو، اُسکے حریم کی حفاظت ہو، اُسکے بندوں میں عدل وانصاف کیا جائے اور اُسکے شہروں کی اصلاح ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضلٍ علی العالمین"

(ترجمہ، اگر اللہ بعض لوگوں کو بعض کے ہاتھوں نہ ہٹائے تو زمین میں فساد پھیل جائے
مگر اللہ اپنی مخلوق پر مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر یکے بعد دیگرے اللہ کے خلفاء اس کے انبیاء کی جانشینی کا فرض انجام دینے کے لئے

ہوئے، جس نے اُنکے حق میں تعرض کیا اللہ نے اُسے ہلاک کر دیا۔ جو اُنکی جماعت سے علیحدہ ہوا اللہ نے اُسے تباہ کر دیا۔ جس کسی نے اُن کے اقتدار کو ہلکا سمجھا یا اللہ نے جس منصب پر انھیں سرفراز کیا ہے اُس میں اُن پر اتہام رکھا اللہ نے انھیں اپنے خلفاء کے قبضہ و تسلط میں دیدیا اور رائے سے ایسی سخت سزا دی جو دوسروں کے لئے موجب عبرت ہو، یہ بھی سلوک اللہ نے اُس شخص کے ساتھ ہی کیا جو خلفاء کی اطاعت سے جس پر مضبوطی سے قائم رہنے اور رائے سے اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور وہ جسکی وجہ سے افلاک اور زمین قائم ہیں علیحدہ ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ثم استویٰ الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعاً او کرھاً قالتا اتینا طائعین"

(ترجمہ) پھر وہ آسمان پر جا برا جا اور وہ دھواں ہے، پھر اُس نے آسمان اور زمین سے کہا تم آؤ چاہے اپنی خوشی سے اور چاہے مجبوراً، اُن دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے"

پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے: واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون۔

(ترجمہ) اور جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں، اُنھوں نے کہا کیا تو ایسے کو نائب بناتا ہے جو اسمیں فساد برپا کریگا اور خون بہائیگا حالانکہ ہم تیری تعریف اور تقدیس کرتے رہتے ہیں اللہ نے فرمایا تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

اللہ نے دنیا میں اپنے بندوں کی بقا خلافت کے ذریعہ قائم رکھی ہے اور اسکی اطاعت کا حکم دیا ہے اور خلیفہ کی اطاعت سے وہ شخص جس نے اُسے تسلیم کیا اور اسکی تائید کی سعادت مند ہوا۔ کیونکہ یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ کسی شے کا قیام یا کسی کی اصلاح اُس شخص کی اطاعت کئے بغیر ہو نہیں سکتی جسے اُس نے اپنے حق کا محافظ اپنے احکام کا نافذ کرانے والا معاصی و منہیات سے روکنے والا اور مقامات کی نگرانی کرنے والا بنایا ہے۔ جس نے اطاعت کی وہ اللہ کا دوست ہوا اُسکے حکم کا مطیع اُن کی ہدایت سے حصہ پانیوالا

اور دین و دنیا کی بھلائیوں کا مستحق خاص بنا اور جس نے اطاعت سے روگردانی کی اور اس معاملہ میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی، وہ محروم ہوا، اپنے رب کا نافرمان بنا اور دین و دنیا میں محروم رہا۔ وہ ان لوگوں میں سے بنا جن پر بدبختی نے قبضہ جما لیا ہو، اور ایسی گمراہ کن باتوں نے اُن پر غلبہ کر لیا ہو، جو انہیں نہایت تکلیف دہ گھاٹوں پر اُتارتی ہیں اور سخت مہلک مقامات کی طرف لیجاتی ہیں اللہ دنیا میں بھی انھیں سخت ذلت و رسوائی اور مصیبت میں ڈالدیتا ہے اور عقبیٰ میں انھیں عذاب الٰہی اور حسرت و افسوس سے سابقہ پڑے گا طاعت بھی اس معاملہ میں اعلیٰ ترین اور بلند ترین شے ہے، اُسکی چوٹی ہے اُسکا کوہان ہے اُسکی نکیل ہے اُسکا قبضہ ہے اُسکا بچاؤ اور سہارا ہے، اُس کا بہ خلوص (بیعت) کے بعد جسکی وجہ سے اللہ نے اپنے بندوں میں امتیاز فرمایا ہے اور اطاعت کی وجہ سے خوش نصیب دنیا میں اعلیٰ مدارج پر پہنچتے ہیں اور آخرت میں ثواب کے مستحق ہو جاتے ہیں اور جو لوگ نافرمانی کرتے ہیں یعنے بیعت نہیں کرتے، اُنھیں اللہ ذلیل و خوار کرتا ہے، مصیبتوں میں ڈالدیتا ہے وہ اُسکے غضب اور عذاب کے مستوجب ہوتے ہیں اور یہ ہی حال اُن لوگوں کا ہوتا ہے جو طاعت کو چھوڑ دیتے ہیں، اُس سے نکل جاتے ہیں یا اُسے بدل دیتے ہیں اللہ ہلاک کرے اُس شخص کو جو گمراہ ہوا، سرکش بنا۔ اندھا ہوا، باغی ہو گیا یا جس نے نیکی اور تقویٰ کے طریقوں کو چھوڑ دیا اس لئے اگر کوئی واقعہ تمھیں پیش آئے یا کوئی مصیبت پڑے تو اُس میں اللہ کی طاعت کو مضبوط پکڑے رہنا، اُس کے ساتھ وفادار رہنا، اُس پر اجتماع کرنا، اُسکی طرف دوڑ کر آنا اور اُسے پاک و صاف رکھنا اور اللہ سے قربت کا اُسے وسیلہ بنانا۔ کیونکہ تم دیکھ چکے ہو کہ خلفاء اللہ کے فیصلہ کے مطابق مقرر ہوئے ہیں اسی نے اُنکو اس درجہ پر سرفراز کیا اور اُنکے حق کو کامیاب کیا ہے اور جس نے اُن سے جھگڑا کیا اُن کا معاند بنا یا ہمسر بننا چاہا۔ یا اُس نے اللہ کی اُس تجلی کو بجھانا چاہا جسکا اُن پر سایہ ہے اللہ نے اُسکے جھوٹ کو باطل کر دیا۔ اور تم اُس سزا سے بھی واقف ہو جو اُن کے باغیوں کو یا اُن لوگوں کو جو اُن کے حق میں کوتاہی کرتے ہیں ملتی ہے کہ وہ تباہ و برباد اور ذلیل و ہلاک کر دیے جاتے ہیں اس سے دانشمندوں کے لئے تنبیہ و عبرت ہے کہ اسکے عیاں ہونے سے وہ فائدہ حاصل کریں اسکو اپنا مسلک بنائیں اور اس بات کو جان لیں کہ خلفاء کو اللہ نے اختیار فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے جسکے لئے تمام تعریف زیبا ہے،

جو احسان و مہربانی کرنے والا ہے اُمّت کو بہترین شے امن و عافیت کی ہدایت فرمائی ہے
تاکہ اُن کی جانیں محفوظ رہیں اُنمیں یگانگت رہے، اُن کی ایک آواز ہو، اُنکا ستون مستقیم ہو،
اسکی فوج کی اصلاح ہو، اور دنیا میں وہ اُسکی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے، یہ تمام باتیں اُس
خلافت کی وجہ سے ہیں جسے اللہ نے اُن کا ناظم اور اُنکی حکومت کا مقوم بنایا ہے اور یہی
وہ عہد ہے جسکے استوار کرنے کا اللہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کے
اہم امور کے ذمہ دار ہو سکیں۔ اور اسطرح جب انھیں کوئی پریشانی لاحق ہو تو وہ اپنے
خلفاء پر پورا اعتماد کر سکیں، مصیبت کے وقت اُنکی پناہ لے سکیں، اختلاف و افتراق کے
وقت خلیفہ کی ذات اُنکے اتحاد و اتفاق کا باعث ہو سکے، اسلام کے تمام اطراف اپنی جگہ قائم
رہیں۔ اور وہ اُن شیطانی وسوسوں کو دفع کریں جنھیں شیطان کے پیرو اختیار کرنے کیلئے
مستعد رہتے ہیں اور وہ اُن لوگوں کو جنھوں نے دین کو ضائع کر دیا ہے اُنمیں مبتلا کر دیتا
ہے، اُن کے اتحاد میں رخنہ ڈالدیتا ہے اور جس مذہب پر اللہ نے انھیں جمع کیا ہے
اُس میں اختلاف ڈالدیتا ہے مگر اُسکا نتیجہ ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو اُن کو بُرا لگتا ہے اُن کی
اُمیدیں باطل ثابت ہوتی ہیں اور وہ دیکھ لیتے ہیں کہ اللہ نے جن لوگوں کو اُنکا حاکم مقرر فرمایا
ہے اُسکے لئے پہلے ہی تصفیہ فرما چکا ہے اور اللہ اُن لوگوں کو جو اُن کی حکومت میں کسی قسم
کا دخل چاہتے ہیں اُن سے دور کر دیتا ہے اور بجائے کمزوری کے اللہ اُسے اور
استوار کر دیتا ہے اور جو حکومت اُن کے حوالہ کی ہے اُس میں اُن پر بھروسہ کرتا ہے اور پہلے
پورا بھروسہ کیا ہے، اُن لوگوں کا حسن طاعت، جنھیں اللہ نے اُن کے سپرد کیا ہے اُسکا
گروہ ہے، اُنکی اطاعت اُن چیزوں میں بہترین ہے جسکی انھیں تعلیم دی ہے
اُن کے لئے اُسکے اعزاز، اکرام بزرگی و تمکین کو مقرر کر دیا ہے اس لئے اِس عہد پر بیعت کرنے
سے اسلام کی تکمیل ہے، اور اُن احسانات عظیم کی وجہ سے جو اللہ نے اپنے بندوں پر کئے ہیں
اسکا اختیار کرنا واجب ہے، کیونکہ اُس نے اپنی حکومت کے لئے اُن کو سربراہ کار
بنایا ہے جنکے ہاتھوں وہ اُسکی اجرائی کرتا ہے اور اُن کی زبان سے احکام نافذ کراتا ہے
جن لوگوں کو اُس نے اُس حکومت کا والی بنایا ہے اُس نے اُن کے لئے اپنے
پاس اجر کا بہترین ذخیرہ جمع کر رکھا ہے اور مسلمانوں میں اُن کا عمدہ اثر اس کے پیش نظر
ہے کیونکہ وہ اُن کے ذریعہ، اُنھیں نفع پہنچاتا ہے اور امن عام عطا کرتا ہے

اور وہ اُسکے غلبہ کا سہارا لیتے ہیں اور اُس ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں جسکی وجہ سے اللہ نے اُسے اُن کے لئے جائے پناہ مقرر کیا ہے، جسکے ذریعہ سے وہ ہر ہلاکت آفریں مصیبت کے وقت انھیں بچاتا ہے اُن میں اختلاف کے بدلے اتحاد پیدا کرتا ہے، منافقوں کو پوری سزا دیتا ہے اور ہر قسم کے اختلاف و افتراق سے اُنھیں محفوظ رکھتا ہے۔

اسلئے تم اپنے اُس مہربان رب کی تعریف کرو جس نے تمھارا حکمراں ایسے شخص کو بنا کر تم پر احسان کیا ہے جس نے یہ عہد و وفاداری تمھارے لئے تیار کیا، یہ وہ شخص ہے جسے اللہ نے تمھارے لئے جائے بازگشت و سکون بنایا ہے، جس سے تم اطمینان حاصل کر سکتے ہو جسکی وسیع شاخوں میں تم سایہ سے متمتع ہو سکتے ہو اور اُسے وہ حیثیت عطا فرمائی ہے کہ دینی و دنیاوی امور میں تمھاری گردنیں اُسکی طرف مڑتی ہیں تمھارے چہروں اور پیشانی کا وہی روبرو ہو، اور یہ بہت بڑا احسان اور اُسکی بڑی نعمت ہے کہ اوس نے امن عامہ عطا فرمایا ہے جسکے فوائد سے عقلمند اور دوراندیش، اور عارفان طرق رشد خوب واقف ہیں اس لئے تمھیں چاہیئے کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس طرح اُس نے تمھارے دین کی حفاظت کی اور تمھاری جماعت کا انتظام کیا، اس لئے تم پر ضروری ہے کہ تم اُس کا حق پہچانو اور جو اُس نے تمھارے لئے کہا ہے اُس کی وجہ سے اُسکی تعریف کرو، اور انشاء اللہ ولا قوۃ الا باللہ جیسا تمھیں اس کے احسان و اکرام کی فضیلت اور منفعت کا احساس ہے ایسا ہی تمھیں اُسکا شکر کرنا چاہیئے اور احسان ماننا چاہیئے!

امیرالمومنین کو جب سے وہ خلیفہ ہوئے ہیں سب سے زیادہ فکر اور اہتمام اسی عہد کا کرنا پڑا کیونکہ وہ اس بات سے واقف تھے کہ مسلمانوں کی حکومت سے اُسے کس قدر اہم تعلق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُنھیں بتا دیا ہے کہ اس سے اُنھیں وہ فوائد حاصل ہونگے جنکی انھیں خواہش ہے اور جو کچھ امیرالمومنین اُن کے لئے تصفیہ کریں گے اس سے اُنکی عزت افزائی ہوگی اور وہ اپنے اور اُن کے لئے پوری کوشش اور مستعدی کرتے ہیں اور اس معاملہ میں جو کچھ کرتا ہے وہ ہم سب کا پروردگار کرتا ہے جو ہم سب کا ولی ہے۔ جسکے ہاتھ میں حکومت ہے۔ جسے علم غیب حاصل ہے اور وہ جو ہر شے پر قادر ہے، اور وہ اپنے رب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس ذمہ داری کی خدمت کے بجا لانے میں اُنکی مدد کرے جو اُس نے اُنھیں خاص طور پر اور اُن کے ذریعہ مسلمانوں کو عام طور پر

عطا کی ہے، اس لئے امیر المومنین نے مناسب سمجھا کہ اس عہد کے بعد ایک اور عہد آپ لوگوں کے لئے نافذ کریں تاکہ آپ لوگ بھی اپنے پیشرووں کی طرح اطمینان سے ہو جائیں، توقعات کو اپنے پھیلاؤ کی زحمت نہ رہے یکجہتی واتفاق میں خلل نہ واقع ہو، اور معلوم ہو جائے کہ خلافت کا جسے اللہ نے بندوں کے لئے حفاظت، بچاؤ بھلائی کا اور زندگی بنایا ہے، اور اپنے منافق فاسق کے لئے جو اس دین میں خرابی اور حاملان دین کی بربادی چاہتا ہے تباہی نقصان اور ہلاکت بتایا ہے ولی عہد کون ہوگا، اس لئے امیر المومنین نے حکم اپنے بیٹے اور ان کے بعد عثمان اپنے بیٹے کو ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے اور ان کے متعلق امیر المومنین کو امید ہے کہ اللہ نے انھیں اسی منصب کے لئے پیدا کیا ہے، اور انھیں وہ تمام صفات پختگی رائے حجت دین۔ انتہائی مروت اور مفید کاموں کی معرفت عطا کی ہے جو خلیفہ میں ہونی چاہئیں، اور اس کی کوشش اور انتخاب میں امیر المومنین نے اپنی ذات یا تم سے کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ پورے غور و فکر کے بعد یہ اختیار کیا ہے، پس تم اللہ کا نام اور اسکی برکت طلب کرتے ہوئے میرے بیٹے حکم کے لئے اور اسکے بعد اسکے بھائی کے لئے وفادار اور جاں نثار رہنے کے لئے خلوص دل کے ساتھ بیعت کرو، اور گمان نیک رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں دکھائے اور بتائیگا اور جتا دیگا، کہ امیر المومنین کی اولاد میں بھی تمھیں وہی منافع کثیر عام فارغ البالی خوش حالی اور ترفہ حاصل ہوگا جو تم کو اب امیر المومنین کے عہد میمنت میں بہ سبب امن عام، عافیت، انتظام حفاظت جان و مال اور عنایت و سخا کے حاصل ہے یہ وہ کارروائی ہے جسکی دیر میں وقوع پذیر ہونے سے تم شاکی تھے اور تم نے اسے عمل در آمد کرانے میں جلدی کی اس لئے مجھے یقین کامل ہے کہ تم اسکی اجرائی اور تصفیہ پر اللہ کی حمد کروگے اور اسکا شکر بجا لاؤگے اور اسے اپنی خوش نصیبی سمجھوگے جسے بخوشی قبول کرنے کے لئے تم آگے بڑھوگے، اور اس معاملہ میں تم پر جو فرض اللہ کی جانب سے عائد ہوگا اسے ادا کرنے میں پوری تن دہی کے ساتھ تم کوشاں رہوگے، کیونکہ تم خود واقف ہو کہ اس کے ادا کرنے میں اللہ کی کیا کیا نعمتیں اور اعزاز واکرام تم کو ملے ہیں تمھیں سزاوار ہے کہ جب اللہ نے اس معاملہ میں تم پر اپنا بڑا فضل و احسان کیا ہے ویسے ہی تم بخوشی اسے قبول کرو اور اسپر قائم رہو۔

اگر ان ولی عہدوں میں سے کوئی کسی حادثۂ ناگہانی کا شکار ہو جائے تو امیر المومنین کو

یہ اختیار ہے کہ وہ اُسکی جگہ جس کسی کو چاہیں اپنے خویش یا اپنے بیٹوں میں سے مقرر کردیں اور کسی ایک کو دوسرے پر مقدم کردیں یا اُسے موخر کردیں، اس بات کو اچھی طرح جان لو اور سمجھ لو، ہم اُس اللہ سے جسکے سوا اور کوئی معبود نہیں جو حاضر و غائب کا جاننے والا رحمٰن و رحیم ہے درخواست کرتے ہیں کہ وہ امیر المومنین کو اور تمھیں یہ کاروائی مبارک کرے جو اللہ نے اُنکی زبان اور اُن کے ہاتھوں وقوع پذیر کرائی اور یہ کہ اُسکا انجام بھی اچھا باعثِ فرحت و رشک ہو اور یہ بات صرف اُسکے قبضہ میں ہے کہ وہی کرسکتا ہے اور کوئی نہیں، والسلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

بروز شنبہ ۱۲۵ہجری کے ماہ رجب کے ختم ہونے میں آٹھ دن باقی تھے کہ اس منشور کو سمّال نے تحریر کیا اسی سنہ میں ولید نے نصر کو تمام خراسان کا صوبہ دار مقرر کردیا اور اُسے عراق کے صوبہ دار کی ماتحتی سے علیحدہ کردیا۔ نیز اسی سال یوسف بن عمر ولید کے دربار میں حاضر ہوا اور روپیہ دیکر نصر اور اُس کے تمام ماتحت عہدیداروں کو پھر اپنے ماتحت کرالیا۔ اور ولید نے خراسان کی حکومت بھی اُسیکے تفویض کردی نیز اسی سال یوسف بن عمر نے نصر کو اپنے پاس بلا بھیجا اور حکم دیا کہ جس قدر روپیہ اور تحائف وہ لاسکے لائے، اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے۔

علی اپنے بزرگوں کے حوالے سے بیان کرتے ہیں یوسف نے نصر کو حکم بھیجا کہ تم اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ میرے پاس آؤ، جب نصر کو یہ خط موصول ہوا اُس نے تحائف کی سربراہی کا انتظام اپنے ماتحت عہدیداروں پر تقسیم کردیا خراسان میں کوئی لونڈی غلام اور عمدہ قسم کا تیز پا یو نہ بچا جسے اُس نے مہیا نہ کرلیا ہو، ایک ہزار غلام خریدے اُنھیں ہتھیاروں سے مسلح کیا اور گھوڑے اُن کی سواری میں دیئے، بعض راویوں کا بیان ہے کہ اُس نے ڈیڑھ سو خدمتگار زرق برق لباس سے آراستہ کئے، اور سونے چاندی کے آفتابے برن اور درندوں اور بارہ سنگھے کے سر اور دوسری چیزیں بنوائیں جب ان انتظامات کو وہ مکمل کرچکا تو ولید کا خط اسے ملا جس میں اُسے روانگی پر اُبھارا تھا، نصر نے ان تحائف کو روانہ کیا اور جب اس قافلہ کا اگلا حصّہ بیہق پہنچ گیا تب ولید نے اُسے لکھا کہ بربط اور طنبورے مجھے بھیجدو۔

علی کا بیان ہے کہ ہشام کے عہد میں ارزق بن قرۃ المسمعی ترمذ سے نصر کے پاس آیا۔

اور اُس نے کہا کہ میں نے ولید بن یزید ولی عہد کو خواب میں دیکھا ہے جیسے کہ وہ ہشام سے بھاگ رہا ہے، اور میں نے اُسے تخت پر متمکن دیکھا اُس نے شہد پیا اور مجھے بھی اُس میں سے کچھ دیا، نصر نے اُسے چار ہزار دینار اور کپڑے دیئے اور ولید کے پاس بھیجا اور اُسکے متعلق ولید کو لکھدیا، ازرق نے ولید کو جاکر وہ رقم اور لباس دیدیا۔ ولید اس بات سے بہت خوش ہوا ازرق کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا اور نصر کو دعا دی، ازرق اس سفارت سے واپس پلٹا، قبل اسکے کہ وہ نصر کے پاس پہنچے اُسے ہشام کی موت کی اطلاع ہوئی اسوقت تک نصر کو معلوم نہ تھا کہ ازرق نے کسطرح اس خدمت کو انجام دیا ہے، جب یہ اُسکے پاس آیا تو اُس نے ساری کیفیت سُنائی، ولید نے خلیفہ ہوتے ہی ازرق اور نصر دونوں کو خط لکھے اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ پہلے ازرق کو جاکر اُسکا خط دینا۔ قاصد شب میں ازرق کے پاس پہنچا اور وہ دونوں خط جو اُسکے اور نصر کے نام تھے اُسے دیدئے ازرق نے اپنا خط بھی نہیں پڑھا بلکہ اُن دونوں خطوں کو لیکر نصر کے پاس آیا، ولید نے جو خط نصر کو لکھا تھا اُسمیں اُسے حکم دیا تھا کہ میرے لئے بربط، طنبورے، اور سونے چاندی کے ظروف بنواؤ، اور خراسان میں جس قدر چنگ بجانے والے مل سکیں انھیں میرے لئے جمع کرو، اسی طرح باز اور تیز رفتار یابو جمع کرکے خراسان کے تمام عمائدین کے ساتھ خود حاضر دربار خلافت ہو،

ایک باہلی راوی ہے کہ بعض منجم نصر سے کہتے تھے کہ کوئی فتنہ رونما ہونے والا ہے چنانچہ ان احکام کے موصول ہونے کے بعد نصر نے اپنے منجم صدقہ بن وثاب کو جو اس وقت بلخ میں تھا بلا بھیجا۔ ادھر یوسف نے اُس پر اصرار شروع کیا کہ میرے پاس آؤ مگر نصر جان کر دیر لگاتا رہا اُسپر یوسف نے اپنا ایک خاص آدمی نصر کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیدیا کہ تم ہر وقت اُسکے ساتھ رہنا اور اُسے آنے کے لئے اصرار کرتے رہنا یا اگر وہ نہ آنا پسند کرے تو مجمع عام میں اپنی مجھ سے بے تعلقی کا اعلان کردے، یہ شخص نصر کے پاس آیا اُس نے اُسکی خوب آؤ بھگت کی اور اُسے منالیا، پھر نصر اُس محل میں جو اُن دنوں دارالامارہ میں تھا چلا گیا اس قصر میں آئے ہوئے کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ شام میں فتنہ برپا ہوگیا اور نصر اپنے قصر واقع ماجان میں منتقل ہوگیا۔

اُس نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو خراسان پر اپنا نائب مقرر کیا، مہلب بن ایاس العدوی کو امیر خراج مقرر کیا۔ موسیٰ بن ورق الناجی کو شاش کا حاکم بنایا۔ حسان کو جو صغانیان کے اسدیوں میں سے تھا، سمرقند کا اور مقاتل بن علی العدوی کو آمل کا حاکم مقرر کیا، ان انتظامات کے بعد نصر نے اپنے ان عہدیداروں کو حکم دیا کہ جب تمہیں مرو سے میری روانگی کی خبر ملے تم ترکوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دینا اور ماوراء النھر پر غارت گری کرنا تاکہ اس بہانے سے میں مرو سے روانہ ہونے کے بعد پھر واپس پلٹ آؤں۔

ایک دن جب کہ نصر عراق کی طرف سفر کر رہا تھا بنی لیث کا آزاد غلام رات کے وقت نصر کے پاس آیا صبح کو نصر نے دربار مرتب کیا اور ولید کے قاصدوں کو بھی طلب کیا حمد و ثنا کے بعد اُس نے کہا آپ خود جانتے ہیں کہ میں عراق چل رہا ہوں اور یہ تحائف بھی لیجا رہا ہوں مگر شب میں فلاں شخص میرے پاس آیا ہے اور اُس نے بیان کیا ہے کہ ولید قتل کر ڈالا گیا اور شام میں فتنہ برپا ہو گیا منصور بن جمہور عراق آگیا ہے اور یوسف بن عمر عراق سے بھاگ گیا ہے ہم ایسے علاقہ میں ہیں جسکی حالت اور ہمارے دشمنوں کی کثرت سے آپ بخوبی واقف ہیں۔

نصر نے آنے والے کو بلایا اور اُسکے بیان کی صداقت پر حلف لیا اس نے قسم کھائی اسپر سلم بن احوز نے نصر سے کہا اگر میں قسم کھالوں تو میں سچ ہی کہونگا۔ اس میں قریش کی کوئی چال معلوم ہوتی ہے وہ چاہتے ہیں کہ تمھاری وفاداری میں خرابی پیدا کریں مناسب یہ ہے کہ آپ چلے چلئے اور ہمیں برباد نہ کیجیے، نصر نے کہا سلم بے شک تم جنگی چالوں کا خوب تجربہ رکھتے ہو اور اُسکے ساتھ بنی امیہ کے بھی تم سچے بہی خواہ ہو مگر یہ ایسا معاملہ ہے کہ اس میں تمھاری رائے کوئی وقعت نہیں رکھتی، اسکے بعد نصر نے یہ بھی کہا، ابن خازم کے بعد کوئی پریشان کن معاملہ میرے سامنے ایسا پیش نہیں آیا جس پر میری رائے سب سے سبقت نہ لیگئی ہو لوگوں نے کہا ہم اس سے واقف ہیں اس لئے آپ اپنی رائے کے مطابق عمل کیجئے۔

اس سنہ میں ولید بن یزید نے اپنے ماموں یوسف بن محمد ابن یوسف الثقفی کو مدینے کے اور طائف کا والی مقرر کر کے بھیجا) اور ابراہیم اور محمد ہشام بن اسمٰعیل المخزومی کے دونوں بیٹوں کو دو اونی عبائیں جکڑ بند کر کے اُسکے حوالے کیا، یوسف ان دونوں

ساتھ بروز شنبہ ۱۲۵ھ کے ماہ شعبان کے ختم ہونے میں ابھی بارہ راتیں باقی تھیں کہ پہنچے
آیا۔ اور اہل مدینہ کے سامنے ان کی تشہیر کی، پھر ولید نے اسے لکھا کہ اِن دونوں کو یوسف
بن عمر کے پاس (جو اُسوقت عراق کا ولید کی جانب سے عامل تھا) بھیجدو، جب یہ دونوں یوسف
کے پاس پہنچے تو اس نے انھیں طرح طرح سے تکلیف دینا شروع کی اور اسی طرح آخر کار
انھیں مار ڈالا، اُن کے خلاف ولید سے یہ شکایت کی گئی تھی کہ انھوں نے بہت سا
سرکاری روپیہ غبن کرلیا ہے۔

اس سنہ میں یوسف بن محمد نے سعد بن ابراہیم کو مدینے کی قضائت سے برطرف کردیا
اور انکی جگہ یحییٰ بن سعید الانصاری کو قاضی مقرر کیا۔

نیز اسی سال ولید نے اپنے بھائی عمر بن یزید بن عبد الملک کو جہاد پر روانہ کیا،
اور اسود بن بلال المحاربی کو امیر البحر مقرر کرکے قبرس جانے کا حکم دیا اور یہ ہدایت کی کہ
وہاں کے باشندوں کو اختیار دے کہ وہ اگر چاہیں تو شام آجائیں اور چاہیں تو روم
چلے جائیں، ایک گروہ نے مسلمانوں کی ہمسائیگی پسند کی انھیں اسود نے شام پہنچادیا۔
دوسروں نے رومی علاقے میں جانا پسند کیا اور وہ وہاں چلے گئے۔

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر، مالک بن الہیثم، لاہنر بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب نے
مکے آکر بعض راویوں کے بیان کے مطابق محمد بن علی سے ملاقات کی اور اُن سے ابو مسلم
کا قصہ اور انکے جو چیدہ چیدہ حالات تھے بیان کئے، محمد بن علی نے اُن سے پوچھا کہ وہ آزاد
ہے یا غلام۔ انھوں نے کہا کہ عیسیٰ کہتا ہے کہ وہ غلام ہے، مگر خود وہ اپنے تئیں آزاد
ہونے کا مدعی ہے، محمد بن علی نے کہا کہ تم لوگ اُسے خرید کر آزاد کردو، اِن لوگوں نے
محمد بن علی کو دو لاکھ درہم نقد اور تیس ہزار درہم کے کپڑے دیئے، محمد بن علی نے
اُن سے کہا مجھے یہ خوف ہے کہ اس سال کے بعد تم مجھے نہ پاؤ گے، اگر مجھے کوئی سانحہ
پیش آجائے تو پھر تمہارے امام ابراہیم بن محمد ہیں، مجھے اُن پر پورا اعتماد ہے اور
میں تم لوگوں کو اُن کے ساتھ اخلاص سے پیش آنے کی ہدایت کرتا ہوں اور میں نے
انھیں بھی تمہارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کردی ہے، یہ لوگ اُن سے ملکر چلے آئے
محمد بن علی نے ذی قعدہ کی چاندرات تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی، اُن کی اور اُنکے
باپ علی کی وفات میں سات سال کا فرق رہا۔ اس سال یوسف بن محمد بن یوسف الثقفی امیر حج تھا

جیساکہ ابوالمعشر کے بیان سے ثابت ہے، اس سال یحییٰ ابن زید بن علی خراسان میں قتل کیئے گئے۔

یحییٰ بن زید کا قتل

ہم پہلے بیان کرچکے ہیں کہ یہ کس طرح اور کیوں خراسان گئے، اب ہم اُنکے قتل کے واقعہ کو جو اسی سنہ میں پیش آیا بیان کرتے ہیں۔

ابومخنف کہتے ہیں کہ ہشام کی وفات تک یحییٰ حریش بن عمرو بن داؤد کے پاس بلخ میں مقیم رہے جب ولید بن یزید بن عبدالملک خلیفہ ہوا، تو یوسف بن عمر نے نصر بن سیار کو یحییٰ کے خراسان جانے اور اُس مقام کی جہاں وہ قیام کرتے تھے، اطلاع دی شدہ شدہ اُسے یہ بھی اطلاع دی کہ وہ حریش کے پاس مقیم ہیں اور یہ بھی حکم دیا کہ تم حریش کو کسی کو بھیجکر گرفتار کرالو اور قید سخت میں ڈالدو نصر نے عقیل بن معقل العجلی کو حکم دیا کہ حریش کو گرفتار کرلے اور کسی وقت اُسکا پیچھا نہ چھوڑے یہاں تک کہ یا اُسکی جان نکل جائے یا وہ یحییٰ بن زید بن علی کو حاضر کردے۔

عقیل نے اُسے اپنے پاس بُلا بھیجا اور یحییٰ بن زید کے متعلق اُس سے دریافت کیا، حریش نے کہا میں کچھ نہیں جانتا ہوں عقیل نے اسے چھ سو درے لگوائے، حریش کہنے لگا بخدا اگر وہ میرے قدموں تلے بھی ہوتے تو میں کبھی انھیں تیری خاطر ان پر سے نہ اُٹھاتا، جب قریش بن حریش نے اپنے باپ کا یہ استقلال دیکھا تو اُس نے حریش سے آکر کہا تم میرے باپ کو نہ مارو میں تمھیں یحییٰ بن زید تک پہنچا دیتا ہوں، عقیل نے کسی جاسوس کو اُسکے ساتھ بھیجدیا۔ اس نے لیجاکر اُسے اُن تک پہنچا دیا۔ یحییٰ اسی مکان میں مقیم تھے جو ایک دوسرے مکان کے اندر واقع تھا، عقیل نے اُسے گرفتار کرلیا، اُسکے ہمراہ یزید بن عمر اور فضل عبدالقیس کا آزاد غلام بھی تھا یہ اُن کے ہمراہ کوفہ سے آیا تھا عقیل انھیں نصر بن سیار کے پاس لایا۔ نصر نے انھیں نظر بند کردیا اور یوسف بن عمر کو اسکی اطلاع کی، یوسف نے ولید بن یزید کو اُسکی اطلاع بھیجی۔ ولید نے نصر کو حکم لکھا کہ تم انھیں امن دو، اور انھیں اور اسکے ساتھیوں کو چھوڑدو، نصر نے انھیں بلاکر اللہ سے ڈرنے اور فتنہ فساد سے بچنے کی نصیحت کی اور کہا کہ آپ ولید کے

پاس چلے جائیے دو ہزار درہم اُسے دیئے اور دو خچر سواری کے لئے دیئے، یہ مع اپنے طرفداروں کے وہاں سے روانہ ہو کر سرخس پہنچے اور وہاں ٹھہر گئے۔ عبداللہ بن قیس بن عباد سرخس کا عامل تھا۔ نصر نے اُسے لکھا کہ یحییٰ کو سرخس سے نکالدو، نیز اُس نے حسن بن زید التمیمی کو جو تمام بنی تمیم کا سردار اور طوس کا حاکم تھا لکھا کہ جب یحییٰ تمہارے پاس آئیں تو انھیں طوس میں ٹھہرنے مت دینا بلکہ اپنے علاقہ سے بھی آگے چلتا کر دینا اور ان دونوں کو نصر نے یہ بھی حکم دیا کہ جبتک تم یحییٰ کو ابرشہر میں عمر بن زرارہ کے حوالے نہ کر دو اُن کا ساتھ نہ چھوڑنا، چنانچہ پھر سرخس سے عبداللہ بن قیس نے انھیں نکال دیا اور جب یہ حسن بن زید کے پاس آئے تو اُس نے اُنھیں چلے جانے کا حکم دیا اور سرجان بن فروخ بن مجاہد بن بلعا العنبری ابو الفضل کے جو سرحدی ناکہ کا محافظ تھا حوالے کر دیا۔

ابو فضل کہتا ہے کہ میں یحییٰ کے پاس گیا اُنھوں نے نصر کا تذکرہ کیا اور کہا کہ مجھے اس قدر رقم اُس نے دی ہے مگر اُسکے طرزِ کلام سے معلوم ہوتا تھا کہ نصر کی اُنکی نگاہ میں کوئی وقعت نہیں ہے پھر اُنھوں نے امیر المومنین ولید بن یزید کا ذکر شروع کیا اُن کی تعریف کی، بعد ازاں اُنھوں نے اپنے مع اپنے طرفداروں کے خراسان آنے کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ اس ڈر سے یہاں آئے تھے کہ مبادا کوئی اُنھیں زہر دیدے یا اچانک جالے، یوسف پر تعریض کی اور کہا کہ وہ اسی سے ڈرتے تھے پھر وہ چاہتے تھے کہ اس معاملہ پر اور گفتگو کریں مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گئے میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے آپ اس معاملہ میں جو چاہیں کہہ سکتے ہیں، میں آپ کے لئے جاسوس نہیں ہوں آپ کسی قسم کا خوف اپنے دل میں نہ کریں، آپ مجھے اس معاملہ میں اپنی ذاتی رائے بیان کر سکتے ہیں یحییٰ نے کہا کہ تعجب اُس پر آتا ہے جس نے نگہبانوں کو لگا رکھا ہے یا خود اُن نگہبانوں پر پھر اُنھوں نے پرزور لہجہ میں کہا کہ میں جب چاہتا اُنھیں بھیج کر گرفتار کرا لیتا میں نے کہا آپ کے لئے ایسا کرنا زیبا نہ تھا بلکہ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ سرکاری خزانہ بھی جا رہا ہے، پھر میں نے اپنے اُن کے ساتھ ہم سفر ہونے کی معذرت کی اور میں بھی ایک فرسخ کے فاصلہ سے اُن کا ہم سفر ہو گیا، جب ہم عمر بن زرارہ کے پاس پہنچے تو اُس نے ایک ہزار درہم یحییٰ کو دلائے اور اپنے علاقہ سے چلتا کر دیا۔ جب یحییٰ بیہق پہنچے تو انھیں یوسف کا خوف پیدا ہوا کہ کہیں وہ دھوکہ سے اُنھیں اچانک گرفتار نہ کر لے اس لئے وہ بیہق سے جو خراسان کی آخری سرحد اور

قومس سے خراسان کے شہروں میں سب سے زیادہ نزدیک واقع ہے ستر ہمراہیوں کے ساتھ عمر بن زرارہ کی طرف پلٹے، راستے میں تاجر ملے اُنھوں نے اُنکی سواریوں پر قبضہ کرلیا اور اُنکی قیمتیں اپنے ذمہ لے لیں، عمر بن زرارہ نے نصر بن سیار کو اُس کی اطلاع دی، نصر نے عبداللہ بن قیس اور حسن بن زید کو عمر بن زرارہ کے پاس جانے کا حکم دیا اور یہ بھی لکھا کہ عمر بن زرارہ تمام فوج کے افسر اعلیٰ مقرر کئے جاتے ہیں، سب ملکر یحییٰ ابن زید کا مقابلہ کریں اور انھیں قتل کر ڈالیں۔

غرض کہ یہ سردار عمر بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے، اُن کی فوج کی تعداد دس ہزار تھی، یحییٰ ابن زید نے جنکے ہمراہ صرف ستر شخص تھے اس جماعت کا مقابلہ کیا۔ اُنھیں شکست دی، عمر بن زرارہ کو قتل کر ڈالا اُس جماعت کے بہت سے سواری کے جانور اُن کے ہاتھ آئے یحییٰ وہاں سے چل کھڑے ہوئے اور ہرات پہنچے مخلس بن زیاد العامری ہرات کا حاکم تھا مگر چونکہ اُن دونوں میں سے کسی نے اپنے مقابل سے کوئی تعارض نہیں کیا اس لئے یحییٰ ہرات کے علاقہ سے چلتے بنے۔

نصر بن سیار نے سلم بن احوز کو یحییٰ کی تلاش میں روانہ کیا یہ ہرات اُس وقت پہنچا کہ جب کہ یحییٰ وہاں سے جا چکے تھے مگر اس نے اُنکا تعاقب جاری رکھا اور جوزجان کے ایک قریہ میں جسکا عامل حماد بن عمر السغدی تھا اُنھیں جالیا۔

یحییٰ ابن زید کے ساتھ بنی حنیفہ کا ایک شخص ابوالعجلان نامی بھی شریک ہوگیا تھا یہ اُسی روز مارا گیا اور حسحاس الازدی بھی اُن کے ساتھ ہوگیا تھا نصر نے اُس کے بعد اُسکے ہاتھ اور پاؤں قطع کرادیے تھے۔

سلم بن احوز نے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی کو اپنے میمنہ پر اور حماد بن عمر العدی کو اپنے میسرہ پر متعین کیا اور اب دونوں میں نہایت شدید جنگ ہوئی، یہاں ارباب سیر کا بیان ہے کہ اسی عنزہ کے ایک شخص عیسیٰ نامی نے جو عیسیٰ بن سلیمان العنزی کا آزاد غلام تھا یحییٰ کے ایک تیر مارا جو اُنکی پیشانی میں لگا، محمد بھی اس واقعہ میں موجود تھا سلم نے اُسے فوج کی ترتیب کا حکم دیا مگر اُس نے بیماری کا بہانہ کیا اس لئے سورہ بن محمد بن عزیز الکندی نے فوج کی ترتیب قائم کی اور جنگ شروع ہوگئی یحییٰ کے تمام ساتھی اس معرکہ میں کام آگئے، سورہ یحییٰ کے قریب پہنچا اس نے اُنکا سر کاٹ لیا اُن کا لباس اور اسلحہ عنزی نے لے لئے

اور سورہ نے شہر پر قبضہ کر لیا۔
ولید کو جب یحییٰ کے قتل کی اطلاع ہوئی تو ایک بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے یوسف کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہیں ملے تم فوراً عراق کے بچھڑے کو گرفتار کر کے جلا دینا اور پھر اُسکی راکھ دریا میں بہا دینا، چنانچہ یوسف نے خراش بن حوشب کو پہلے سولی پر لٹکایا، پھر آگ میں جلایا پھر اُسکی راکھ ایک ٹوکرے میں بھر کر کشتی میں رکھی اور پھر اُسکی ایک ایک چٹکی کر کے فرات کے نذر کر دی۔
اس سنہ میں مختلف علاقوں کے وہی لوگ حاکم تھے جو سنہ ماسبق میں تھے اور اُنکا بیان ہم اُوپر کر چکے ہیں۔

سنہ ۱۲۶ھ کے اہم واقعات

اس سال یزید بن الولید الناقص نے ولید بن یزید کو قتل کیا اس داستان کی تفصیل یہ ہے۔
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید نے اپنے خلیفہ ہونے سے پیشتر خلیفہ سے سرکشی کی، اُسکی توہین کی اور پھر اپنے مذہب اسلام کی بھی توہین اور استخفاف کرتا رہتا تھا، جب خلیفہ ہوا تو اُسکے لہو و لعب، سیر و شکار، میخواری اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت میں اور اضافہ ہی ہو گیا، (اُسکی اس زندگی کے جو واقعات ہم تک پہنچے ہیں ہم نے اُس کے بیان کو کتاب کی طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے) اُسکی اس روش زندگی سے اُسکی حکومت رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گئی اور وہ اُسکی حکومت سے بیزار ہو گئے، سب سے بڑی غلطی جو اُس نے اپنے مفاد کے خلاف کی اور جو اصل میں اُس کے قتل کی وجہ ہوئی وہ یہ تھی کہ اُس نے اپنے چچیرے بھائیوں ہشام بن عبدالملک اور ولید بن عبدالملک کی اولاد سے بگاڑلی اور اسکے ساتھ اُس نے یمنی عربوں کو جو شام کی فوج میں غالب تعداد میں تھے اپنے خلاف کر لیا۔

ولید نے کیونکر اپنے چچیرے بھائیوں ہشام اور ولید کو اپنا مخالف بنا لیا

منہال بن عبدالملک راوی ہے کہ ولید ہمیشہ سیر و شکار اور عیش و آرام میں زندگی

بسر کرتا تھا جب وہ خلیفہ ہوا تو وہ آبادی سے گھبراتا تھا، یہاں تک کہ وہ قتل کیا گیا، وہ ہمیشہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا اور شکار کھیلتا رہتا تھا، آخر کار وہ رعایا اور فوج پر دوبھر ہو گیا، اُس نے ہشام کی اولاد پر سختی شروع کی سلیمان بن ہشام کے سو درے لگوائے اُسکا سر اور ڈاڑھی منڈوا ڈالی جلاوطن کر کے عمان بھیجدیا اور وہاں اُسے قید کر دیا۔ یہ ولید کے قتل تک عمان ہی میں قید رہا۔

خلیفہ ولید نے ایک لونڈی پر جو ولید کے بیٹوں کی تھی قبضہ کر لیا، عمر بن ولید نے اِس معاملہ میں اُس سے گفتگو کی مگر ولید نے اسکے واپس دینے سے انکار کر دیا، اُس پر عمر نے کہا تو اب تم بے شمار شہسواروں کے گھوڑوں کی آواز اپنے قیام گاہ کے گرد سنو گے۔

ولید نے افقم یزید بن ہشام کو قید کر دیا۔ اُس نے اپنے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کے لئے بیعت لینا چاہی اور اس معاملہ میں سعید بن بیہس بن صہیب سے مشورہ لیا، اُس نے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ یہ دونوں ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے بلکہ عتیق بن عبدالعزیز بن الولید بن عبدالملک کے لئے بیعت لو، ولید یہ سُنکر بہت ناراض ہوا اور سعید کو قید کر دیا اور اس نے اسی قید میں انتقال کیا، اُس نے خالد بن عبداللہ سے اپنے دونوں بیٹوں کے لئے بیعت لینا چاہی، اُس نے انکار کر دیا اُس کے بعض قرابت داروں نے اس انکار پر اعتراض کیا اُس نے کہا کہ میں ایسے کے ہاتھ پر کیسے بیعت کر سکتا ہوں جسکے پیچھے نہ نماز جائز ہے اور نہ اُسکی شہادت مقبول ہے، انھوں نے کہا کہ باوجود فسق و فجور اور واہیات خرافات بکنے کے ولید کی شہادت بھی تو قبول کیجاتی ہے اُس نے کہا کہ ولید کا معاملہ مجھ سے پوشیدہ ہے میں اُسے صحیح طور پر نہیں جانتا یہ محض لوگوں کا بیان ہے، ولید خالد پر بھی ناراض ہوا۔

عمرو بن سعید الثقفی راوی ہے کہ مجھے یوسف بن عمر نے ولید کی خدمت میں اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا جب میں یوسف کے پاس واپس آیا تو اُس نے مجھسے دریافت کیا کہ تم نے فاسق کو کس حال میں پایا فاسق سے اُس کی مُراد ولید تھی، پھر اُس نے مجھ سے کہا کہ خبردار اس بات کو تم کسی اور سے نہ کہنا میں نے کہا کہ میرے بیوی حبیبہ بنت عبدالرحمٰن بن جبیر مطلقہ ہو اگر آپ کی زندگی میں کوئی اور اس بات کو مجھ سے سُنے، اُس پر یوسف ہنس پڑا۔

غرض کہ ولید کی حکومت روز بروز تمام لوگوں پر شاق ہوتی چلی گئی، ہشام اور ولید کی اولاد نے اُس پر کفر کا حکم لگایا اور یہ بھی الزام عائد کیا کہ یہ اپنے باپ کے امہات ولد سے مقاربت کرتا ہے اور یہ بھی کہتے تھے کہ اس نے سو بیڑیاں تیار کی ہیں اور ہر ایک پر بنی امیہ کے ایک شخص کا نام لکھا ہے تاکہ وہ پہنا کر اُسے قتل کرے، اور یہ بھی کہا کہ ولید زندیق ہو گیا ہے اُسے سب سے زیادہ مطعون کرنے والا یزید بن الولید بن عبدالملک تھا اور تمام لوگ اُسکے بیان کی طرف اس لئے زیادہ مائل تھے کہ وہ ایک منکسر المزاج اور عابد و زاہد آدمی تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہم ولید کو کسی طرح پسند نہیں کر سکتے، اس تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اُسکے قتل پر آمادہ ہو گئے۔

عمرو بن شراحیل راوی ہے کہ ہمیں ہشام بن عبدالملک نے دھلک میں نظر بند کر دیا تھا ہم اُسی میں قید تھے کہ ہشام نے وفات پائی، ولید اُسکا جانشین ہوا، ہمارے معاملہ میں اُس سے سفارش کی گئی مگر اُس نے ہماری رہائی سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے نزدیک ہشام نے اس سے بڑھکر جسکی وجہ سے وہ مغفور بھی ہو جائیگا کوئی کام نہیں کیا کہ اُس نے قدریہ فرقہ کے لوگوں کو قتل کرا دیا اور ان لوگوں کو دھلک بھیجدیا۔ حجاج بن بشر بن فیروز الدیلمی ہمارا محافظ تھا یہ کہا کرتا تھا کہ ولید صرف اٹھارہ ماہ زندہ رہے گا، پھر قتل کر دیا جائے گا اور اُسکا قتل اُس کے تمام خاندان کی تباہی کا باعث ہو گا۔

بنی قضاعہ اور یمنی جو خاص دمشق میں سکونت پذیر تھے اُن کی ایک جماعت اُس کے قتل کے لئے آمادہ ہوئی اور حریث، شبیب بن ابی مالک الغسانی، منصور بن جمہور۔ یعقوب بن عبدالرحمن، حبال بن عمرو منصور کا چچیرا بھائی حمید بن نصر اللخمی، اصبغ بن ذوالۃ، طفیل بن حارثہ، اور سری بن زیاد بن علاقہ خالد بن عبداللہ کے پاس آئے اور انہیں اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی، خالد نے اُسے قبول نہیں کیا، اُن لوگوں نے اُس سے درخواست کی کہ آپ ہمارے راز کو پوشیدہ رکھیں، اُس نے کہا کہ میں تم میں سے کسی شخص کا نام نہیں لونگا، اسی اثنا میں ولید نے حج کا ارادہ کیا۔ خالد کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا وہ راستے میں اسے قتل کر ڈالیں اس لئے اُس نے ولید سے کہا کہ آپ اس سال حج کرنے نہ جائیں، ولید نے اُسکی وجہ دریافت کی، اُس نے کوئی بات بیان نہیں کی، ولید نے اُسے قید کر دیا اور حکم دیا کہ عراق کے سرکاری روپیہ

کا جو مطالبہ اُن پر واجب الادا ہے وہ وصول کیا جائے ؎

ولید نے یوسف کے علیحدہ کردینے کا ارادہ کیا اور اُسکی جگہ عبد الملک بن محمد بن الحجاج کو مقرر کرنا چاہا، اس بنا پر ولید نے یوسف کو لکھا تم نے امیر المومنین کو لکھا تھا کہ ابن النصرانیہ نے تمام علاقونکو برباد کر دیا ہے اور باوجود اسکے تم ہشام کو بھیجتے رہے جو تم بھیجتے رہے، حالانکہ تمھیں چاہیئے تھا کہ تم ملک کو آباد کرتے اور اُسے گذشتہ حالت پر لے آتے اب تم میرے پاس آؤ۔ اور جس قدر روپیہ ہو سکے وہ لاؤ تاکہ اُس سے معلوم ہو کہ تم نے واقعی ملک کو آباد کر دیا ہے اور ہمارے اس خیال کی تصدیق بھی ہو جائے اور مجھے دوسروں پر تمھاری فضیلت کا علم ہو کیونکہ میرے اور تمھارے درمیان اللہ نے رشتہ قرابت جوڑا ہے اور تم میرے ماموں ہو اور سب سے زیادہ اس بات کے سزاوار ہو کہ اوروں سے زیادہ میرے لئے لاؤ کیونکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں نے اہل شام اور اپنا عزہ وغیرہ کے عطایا میں اضافہ کر دیا ہے کیونکہ ہشام نے عرصہ سے سب کو تنگ کر رکھا تھا، اور اب اس عام اضافہ سے سرکاری خزانوں پر اثر پڑتا ہے ؎

یوسف عراق سے روانہ ہوا، اُس نے یوسف بن محمد اپنے چچیرے بھائی کو اپنا جانشین مقرر کیا اور اس قدر روپیہ سامان اور ظروف اپنے ساتھ لے چلا کہ اس سے پہلے عراق سے کوئی شخص اتنا نہیں لے گیا تھا، یوسف شام آیا، خالد بن عبد اللہ اُس وقت قید تھا، حسان النبطی ایک رات اُس سے آکر ملا اور اُسے اطلاع دی کہ ولید عبد الملک بن محمد بن الحجاج کو تمھاری جگہ مقرر کرنا چاہتا ہے اور اس لئے تمھارے لئے اس کے سوا چارۂ کار نہیں ہے کہ تم اُسکے وزرا کو ملاؤ، یوسف نے کہا کہ میرے پاس تو اب ایک درہم بھی باقی نہیں ہے، حسان نے کہا کہ میرے پاس پانچ لاکھ درہم ہیں اگر چاہو تو یہ لے لو اور جب تم آسانی سے انھیں ادا کرسکو واپس کر دینا، یوسف نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ واقف ہیں کہ کون کون لوگ ولید کے یہاں بارسوخ ہیں اور اُنکے کیا مراتب ہیں اس لئے آپ اس رقم کو اُن کے حسب مراتب اُنھیں دیدیجئے

حسان نے یہ کارروائی کر دی، اب یوسف آیا، تمام اکابر سلطنت اُسکے ساتھ تعظیم سے پیش آئے۔ حسان نے اُس سے کہا کہ تم ولید سے ملنے صبح کے وقت نہ جانا

بلکہ کسی شام کو جانا اور میں تمہارے نام ولید کی جانب سے ایک خط لکھے دیتا ہوں اور اُس میں لکھونگا وہ میں نے تمہیں لکھ تو دیا ہے مگر میں صرف اپنے قصر کا مالک ہوں"، اس خط کو سر بمہر لیکر غمگین صورت بنائے تم ولید کے سامنے جانا پھر اُس خط کو پڑھکر اُسے سنانا اسکے علاوہ ابان بن عبدالرحمن النمیری کو حکم دو کہ وہ خالد کو چار کروڑ درہم کے عوض میں اُس سے خرید لے۔ یوسف نے حسان کی ہدایات پر عمل کیا اور ولید نے اُس سے کہا کہ تم اپنے عہدہ پر چلے جاؤ، ابان نے ولید سے کہا آپ خالد کو میرے حوالے کر دیجیے میں اُسکے عوض چار کرور درہم دیتا ہوں، ولید نے کہا تمہارا کون ضامن ہے، اُس نے کہا یوسف، ولید نے یوسف سے پوچھا کیا تم اسکی ضمانت کرتے ہو، یوسف نے کہا آپ اسے میرے حوالے کر دیجیے میں اس سے پانچ کروڑ درہم وصول کرونگا، چنانچہ ولید نے خالد کو یوسف کے حوالے کر دیا، یوسف اُسے بغیر گدّے کے ایک محمل پر بٹھا کر اپنے ساتھ عراق لے آیا۔

محمد بن محمد بن القاسم کہتا ہے کہ مجھے اُس پر ترس آیا اور اُس نے اُس کے لئے خشک مالیدہ جو ہمارے ساتھ تھا بطور توشہ ایک رومال میں باندھا۔ میں ایک نہایت تیز رفتار اونٹنی پر سوار تھا۔ میں نے یوسف کو اُس سے بے خبر پایا اور شتاب روی سے خالد کے قریب پہنچ گیا اور وہ رومال اُسکی محمل میں پھینکدیا، خالد نے کہا یہ عمان کی کمائی کا معلوم ہوتا ہے اُسکا اشارہ میرے بھائی فیض کی طرف تھا جو عمان کا حاکم تھا اور جس نے مجھے بہت سا مال بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اس شخص کی یہ درگت ہوگئی ہے مگر پھر بھی اس قسم کی طنزیہ باتوں سے باز نہیں رہتا۔ اب یوسف نے مجھے تاڑ لیا اور پوچھا کہ ابن النصرانیہ سے تم نے کیا کہا۔ میں نے کہا کہ میں نے اپنی ایک حاجت اُن کے سامنے پیش کی تھی، یوسف نے کہا واہ تم نے بھی خوب کیا حالانکہ وہ تو قیدی ہے، اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں نے کیا شئے اُسکی طرف پھینکی تھی تو ضرور مجھے اُسکے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑتی۔ یوسف کوفہ پہنچا اور اُس نے خالد کو عذاب دیدے کر قتل کرا دیا۔

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق ولید بن یزید نے کچھ شعر کہے جس میں اہل یمن کو خالد کی ترک نصرت کرنے پر لعنت ملامت کی تھی مگر احمد بن زہیر کا بیان ہے کہ مجھے محمد بن سعید العامری عامر کلب کی ایک روایت پہنچی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ اِن شعروں کو کسی یمن کے شاعر نے نظم کرکے ولید کی جانب منسوب کیا اور اُس سے اُسکا مقصد یہ تھا کہ یمنی عربوں کو ولید کے خلاف مشتعل کیا جائے ؎
اُس کا جواب عمران بن ہلبا الکلبی نے دیا ۔ چنانچہ جب اِن اشعار کی لوگوں میں شہرت ہوئی تو تمام لوگ ولید کے اور زیادہ دشمن ہوگئے اور ابن بیض نے اُسکے خلاف دو شعر لکھکر اپنے دل کا بخار نکالا ؎
ہشام نے ولید بن القعقاع کو قنسرین کا اور عبدالملک بن القعقاع کو حمص کا حاکم مقرر کیا تھا اور ولید بن القعقاع نے ابن ہبیرہ کے سَو کوڑے مارے تھے، ولید کے خلیفہ ہوتے ہی قعقاع کے بیٹے اُس سے ڈر کر بھاگ گئے اور انھوں نے یزید بن عبدالملک کے مقبرہ میں جاکر پناہ لی، ولید نے انھیں گرفتار کرالیا اور اُن سب کو یزید بن عمر بن ہبیرہ کے جواب قنسرین کا حاکم تھا حوالے کر دیا، اُس نے اُن لوگوں کو سخت تکلیفیں دینا شروع کیں، ولید بن القعقاع، عبدالملک بن القعقاع اور قعقاع کے خاندان کے دو اور شخص قید کے اِس عذاب سے مر گئے۔ اِن تمام باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید، ہشام اور قعقاع کی اولاد اور نیز اہل یمن اُس بدسلوکی کی وجہ سے جو ولید بن یزید نے خالد بن عبداللہ کے ساتھ کی اُسکے دشمن ہوگئے، یمنی یزید بن الولید کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں، اُسنے عمرو بن یزید الحکمی سے مشورہ کیا، اُس نے کہا کہ اِس طرح تمام لوگ تمہارے ہاتھ پر بیعت نہیں کرینگے پہلے تم اپنے بھائی عباس بن الولید سے جو بنی مروان کے صدر ہیں مشورہ کرو اگر وہ تمہارے ہاتھ پر بیعت کرلیں تو پھر اور کوئی تمہاری مخالفت نہیں کریگا، اور اگر انھوں نے انکار کر دیا تو عام لوگ زیادہ تر اُنکا ساتھ دینگے، اگر تم میرے اِس مشورہ پر عمل نہیں کرنا چاہتے اور اپنی تجویز پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہو تو پھر یہ ترکیب کرو کہ لوگوں پر یہ ظاہر کرو کہ عباس نے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرلی ہے ؎
ان دنوں شام میں وبا پھیلی ہوئی تھی، سب لوگ شہر سے باہر دیہات میں چلے گئے تھے یزید بن الولید صحرا میں قیام پذیر تھا، عباس قسطل میں مقیم تھا اور اُن دونوں کے درمیان چند میل کا فاصلہ تھا ؎
غرض کہ یزید اپنے بھائی عباس کے پاس آیا، تمام واقعہ کی اُسے اطلاع دی

مشورہ لیا اور ولید کی برائی کی عباس نے اُس سے کہا ذرا دم لو، غور کرو، ہم نے اُس کے بیعت کی ہے اور اُسکی ذمہ داری اللہ کے سامنے ہم پر عائد ہے، اگر ہم اُس عہد کو توڑ دیں تو اس سے ہمارا دین اور ہماری دنیا خراب ہو جائیگی!

یزید یہ جواب سنکر اپنی قیام گاہ واپس آگیا اور خفیہ طور پر لوگوں سے ملاقات کی اور اُنھوں نے پوشیدہ طور پر اسکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ اُس نے احنف الکلبی، یزید بن عنبسہ السکسکی اور اعیان و عائدین میں سے جو اُسکے خاص معتمد اصحاب تھے اُن سب کو اپنی تحریک میں ملالیا اور اُن لوگوں نے چپکے چپکے لوگوں کو اُسکی بیعت کے لئے دعوت دینا شروع کی، اسکے بعد یزید اپنے بھائی عباس کے پاس دوبارہ گیا، اس وقت اُسکے ہمراہ اُن کے خاندان کا مولی قطن بھی ساتھ تھا، یزید نے اُس سے مشورہ لیا اور بتایا کہ کچھ لوگ میرے ہاتھ پر بیعت کرنے کے ارادہ سے آئے تھے، عباس نے اُسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ اگر پھر تم نے مجھسے اِس قسم کی گفتگو کی تو میں تمھیں بیڑیوں میں جکڑ کر امیرالمومنین کے پاس لیجاؤں گا!

یزید اور قطن اس کے پاس سے اُٹھکر چلے آئے، عباس نے قطن کو بلوایا اور اُس سے کہا کیا واقعی یزید ایسا کرنا چاہتا ہے، قطن نے کہا میں آپ پر سے نثار ہوجاؤں میرا خیال اسکے خلاف ہے بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ ولید نے ہشام اور ولید کی اولاد سے جیسا بُرا برتاؤ کیا اور لوگوں کی اُن باتوں سے جو اُس نے ولید کی اپنے مذہب کی توہین و استخفاف کے متعلق سُنیں اُسکے قلب پر گہرا اثر پڑا ہے جسے وہ برداشت نہیں کرسکا، عباس نے کہا ہاں یہی بات معلوم ہوتی ہے اور بخدا میں خود اُسے بنی مروان کا نہایت ہی نامبارک آدمی سمجھتا ہوں۔ اگرچہ وہ ہمارے ساتھ حلم و مروت سے پیش آتا ہے مگر اُسکے فوری جوش کا اگر مجھے خطرہ نہ ہوتا تو میں یزید کو بیڑیاں پہنا کر اُسکے سامنے پیش کردیتا چونکہ وہ تمھاری بات مانتا ہے اس لئے تم اُسے اس ارادے سے باز رکھو!

یزید نے قطن سے دریافت کیا کہ عباس نے تم سے کیا باتیں کیں۔ قطن نے ساری سرگذشت بیان کی، یزید نے کہا بخدا اب میں اس ارادے سے باز نہیں رہوں گا!

معاویہ بن عمرو بن عتبہ کو لوگوں کی سرگوشیوں کا علم ہوا اور اُس نے ولید سے

اگر کہا کہ اگرچہ امیر المومنین نے اپنی موانست کی بنا پر مجھے عرض کرنیکی اجازت دے رکھی ہے مگر میں خود آپ کے رعب کی وجہ سے خاموش ہوں، میں وہ سن رہا ہوں جسکی آپ کو خبر نہیں اور مجھے آپ کے متعلق اسی بات کا خوف ہے جسکی طرف سے میں آپ کو بالکل بےخطر پاتا ہوں، اگر حکم ہو تو خیر خواہی کے اقتضا سے عرض کروں اور نہیں تو امتثال طاعت میں خاموش رہوں، ولید نے کہا تمھیں دونوں باتوں کا اختیار ہے بخدا مجھے معلوم ہے کہ ہم کدھر جارہے ہیں اور بنی مروان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس آگ کو وہ گرم تیرہ دن تک روشن کر رہے ہیں اسے وہ اپنے بطوں میں دیکھیں گے، خداوندا ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اور تیرے احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔

مروان بن محمدؒ کو آرمینا میں اس بات کی اطلاع ملی کہ یزید ولید سے بغاوت کرنیکے لئے لوگوں میں سازش کر رہا ہے اُسنے سعید بن عبد الملک بن مروان کو لکھا۔ کہ تم لوگوں کو منع کرو اور اس سے باز رکھو اور چونکہ سعید بہت ہی خدا پرست تھا اس لئے مروان نے اسے یہ بھی لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر خاندان میں بعض ایسے ارکان پیدا کئے ہیں جن پر بھروسہ کیا جاتا ہے اور خطرات میں اُنکی پناہ لیجاتی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے خاندان کے ایک ایسے زبردست رکن ہیں، مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ کے خاندان کے بعض بے وقوفوں نے ایسا شاخسانہ پیدا کیا ہے کہ اگر وہ اپنے خلیفہ سے نقض بیعت کے معاملہ میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ہمارے لئے مصائب کا ایسا دروازہ کھولدینگے جسے اللہ، اُس وقت تک بند نہیں کریگا جب تک کہ تم میں سے بہت سوں کے خون نہ بہ جائیں۔ میں اسوقت مسلمانوں کی سب سے وسیع سرحد کے انتظامات میں مشغول ہوں اس لیئے خود نہیں آسکتا اگر میں اور وہ ایک جا ہوتے تو خود میں ہی اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے اُنھیں اس غلط راستے سے روکدیتا مگر اللہ کے ڈر سے میں نے اس معاملہ کو ترک نہیں کیا کیونکہ، میں اس فتنہ کے بُرے نتائج سے واقف ہوں کہ اس سے دین و دنیا خراب ہو جاتی ہے اور اللہ نے کبھی بھی کسی قوم سے اُسوقت تک حکومت نہیں چھینی جب تک کہ اُن کی بات نہ بگڑ گئی اور جب کسی کی بات بگڑ جائے تو اُسکے دشمن اسپر حملہ کرنے کا اچھا موقع پاتے ہیں، آپ اُن لوگوں سے میری نسبت زیادہ قریب ہیں اس لئے آپ اپنی اُن کے ساتھ شرکت کا وعدہ کرکے

اصل راز دریافت کر لیجئے، اور جب آپ کو پورا علم ہو جائے آپ اُنھیں دھمکائیں کہ میں افشاءِ راز کردونگا، پھر آپ اُنھیں خوب لعنت ملامت اور برا بھلا کہیں، اُسکے نتائج سے اُنھیں آگاہ کریں شاید اس ترکیب سے اللہ اُن کے دین اور عقل سلب شدہ کو دوبارہ اُنھیں دیدے کیونکہ جس بات کے وہ ساعی ہیں اُسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ تمام نعمتیں اور دولت ہمارے ہاتھ سے چلی جائیگی، آپ فوراً اس کارروائی کو کیجئے اور پھر خدا نے چاہا تو یہ اجتماع و اتحاد کی رسی مضبوط رہیگی، سب لوگ سکون اور عیش میں رہینگے اور سرحدیں محفوظ رہینگی کیونکہ جماعت ہی افتراق سے بچاتی ہے، اور رفارغ البالی فقر کو دور رکھتی ہے، اور تعداد بھی گھٹتی ہے، زمانہ کا اُلٹ پھیر اہل دنیا پر طاری ہے اور اس ردو بدل میں کبھی زیادتی اور کبھی نقصان ہوتا ہے، چونکہ ہمارا خاندان اتنے زمانہ سے اللہ کی تمام نعمتوں کا مورد رہا ہے محض اس وجہ سے تمام قومیں، اور حاسد ہم سے دشمنی رکھتے ہیں، ابلیس کے حسد کی وجہ سے حضرت آدم جنت سے نکالے گئے تھے، ان لوگوں نے اس فتنہ سے جو توقعات وابستہ کی ہیں کاش کہ خداوند عالم اُنکی توقعات کے پورا ہونے سے پہلے اُنھیں ہلاک کردے، ہر خاندان میں کچھ بدنصیب ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے اللہ اُنکی خوشحالی کو بدل دیتا ہے، خداوند عالم آپکو اس سے بچائے، آپ مجھے اُنکی پوری حالت سے مطلع فرمائیے خدا آپ کے دین کو سلامت رکھے، اور اس بات سے نکالے جس میں اُس نے آپ کو ڈالا ہے اور آپ کے نفس کو ہدایت کے راستے پر ڈالدے ۔

اس خط کا سعید پر بہت اثر ہوا، اُس نے اُس خط کو عباس کے پاس بھیجدیا، عباس نے یزید کو بلا بھیجا، اور اُس سے کہا کہ آج سے مجھے تمھارے ساتھ کوئی تعلق نہیں، پھر اُسے ڈرایا دھمکایا، یزید اُس سے ڈر گیا اور اُس نے کہا بھائی صاحب مجھے اندیشہ ہے کہ ہمارے دشمنوں میں سے کسی حاسد نے ہمارے درمیان عداوت ڈلوانے کی نیت سے یہ بات بنائی ہے، اور پھر قسم کھائی کہ میں نے ایسا نہیں کیا، عباس نے اُسکی قسم پر اعتبار کرلیا ۔

ابن بشر بن الولید بن عبد الملک راوی ہے کہ میرے باپ بشر بن الولید بن عبد الملک میرے چچا عباس کے پاس آئے اور اُن سے ولید کی علیحدگی

اور یزید کی خلافت کے لئے گفتگو شروع کی، عباس انھیں اس سے منع کرتے تھے اور میرے باپ اسی پر مصر تھے میں بہت خوش ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب تو میرے باپ کو بھی یہ جرارت ہوگئی ہے کہ وہ میرے چچا سے دوبدو گفتگو کر رہے ہیں اور انکی بات کو رد ہی کر دیتے ہیں، اُس وقت تو میرا یہ خیال تھا کہ جو کچھ میرے باپ کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہے مگر اب معلوم ہوا کہ میرے چچا کا قول بالکل صحیح تھا، عباس نے یہ بھی کہا کہ اے بنی مروان مجھے یہ خوف ہے کہ اللہ نے تمھاری ہلاکت کی اجازت دیدی ہے اور یہ اشعار اس حالت کی مثال میں پڑھے:

انی اعیذکم باللہ من فتن مثل الجبال تسامی ثم تندفع

(ترجمہ) میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیکر اُن فتنوں سے ڈراتا ہوں جو پہاڑوں کی طرح اٹھ کھڑے ہوں گے اور پھر ٹکرا جائینگے۔

ان البریۃ قد ملت سیاستکم فاستمسکوا بعمود الدین وارتدعوا

(ترجمہ) خلق اللہ تمھاری طرز جہاں بانی سے برداشتہ خاطر ہوگئی ہے اس لئے اب تم دین کے ستونوں کو مضبوط پکڑے رہو اور علیحدہ رہو۔

لا تلحمن ذئاب الناس انفسکم ان الذئاب اذا ما الحمت رتعوا

(ترجمہ) اپنے تئیں ان گرگ صفت لوگوں کا لقمہ گوشت نہ بناؤ کیونکہ بھیڑیوں کو جب گوشت کھلا دیا جاتا ہے تو وہ خوب سیر ہو کر کھاتے ہیں۔

لا تبقرن بایدیکم بطونکم فثم لا حسرۃ تغنی ولا جزع

(ترجمہ) اپنے ہاتھوں اپنے پیٹ مت پھاڑو ورنہ پھر نہ افسوس کام دیگا اور نہ آہ و بکا۔

جب تمام لوگوں نے یزید کو خلیفہ بنانے کے لئے جو اُس وقت صحرا میں مقیم تھا سمجھوتہ کر لیا تو اب وہ دمشق روانہ ہوا اُس کے اور دمشق کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی اُس نے اپنی ہیئت بدل لی تھی، سات آدمی اُسکے ہمراہ تھے اور وہ ایک گدھے پر سوار تھا، یہ ساری جماعت مقام جبرود پر جو دمشق سے ایک منزل کی مسافت پر واقع ہے اکر ٹھہری یزید لیٹ گیا اور سو گیا

اُسکے ساتھیوں نے عباد بن زیاد کے آزاد غلام سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس کھانا ہو تو ہم خرید لیں، اُس نے کہا بیچنے کے لئے تو نہیں البتہ آپ لوگ میرے پاس

بطور مہمان کھانا بھی کھاسکتے ہیں اور ٹھہر بھی سکتے ہیں، یہ شخص اُن کے لئے مرغ مرغی کے چوزے، شہد، گھی اور پنیر لے آیا، اِن لوگوں نے کھالیا۔

یزید اس مقام سے روانہ ہو کر رات کے وقت دمشق پہنچا اس سے پہلے بھی اہل دمشق میں سے اکثر خفیہ طور پر اُس کے لئے بیعت کر چکے تھے اسی طرح اہل مزّہ نے بھی سوائے معاویہ بن مصاد الکلبی کے جو اُن کا سردار تھا اُسکے لئے بیعت کرلی تھی یزید اُسی شب اپنے چند طرفداروں کے ساتھ معاویہ بن مصاد سے ملنے کے لئے پیدل گیا۔ مزّۃ اور دمشق میں ایک میل یا اُس سے کچھ زیادہ فاصلہ تھا۔ اثنائے راہ میں اِن لوگوں کو بارش نے آلیا جب یہ اُسکے مکان پر پہنچے دروازہ کھٹ کھٹایا، وہ کھلا، یہ مکان میں گئے معاویہ نے یزید سے کہا فرش پر تشریف لائے اُسنے کہاکہ میرے پاؤں میں مٹی بھری ہے میں نہیں چاہتا کہ تمھارا فرش خراب کروں، معاویہ نے کہاکہ جو ہم سے آپ چاہتے ہیں وہ اس سے زیادہ خراب ہے، یزید نے اُس سے اس معاملہ میں گفتگو کی، معاویہ نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (کہا جاتا ہے کہ ہشام بن مصاد نے بیعت کی)، یزید دمشق کی طرف واپس ہوا، اُس نے قناۃ کی شاہراہ پر چلنا شروع کیا وہ ایک سیاہ گدھے پر سوار تھا۔ اور ثابت بن سلیمان بن سعد الخشنی کے مکان میں آکر اترا۔

اب ولید بن روح نے بھی خروج کیا اور قسم کھائی کہ میں ہتھیار لگائے دمشق میں داخل ہونگا، چنانچہ ہتھیار سجانے کے بعد اُس نے ایک اور عبا پہن لی جس نے سب کو ڈھانک لیا، اور ایک ابلق گھوڑے پر سوار یثرب کے راستے سے یزید کے پاس پہنچ گیا۔

عبد الملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف اِن دنوں دمشق کا حاکم تھا مگر وبا کے ڈر سے خود دمشق چھوڑ کر قطنا میں مقیم تھا اور اپنے بیٹے کو اُس نے دمشق پر اپنا جانشین مقرر کردیا تھا، اور ابو الحاج کثیر بن عبد اللہ السلمی کو توال تھا جب یزید نے علم بغاوت بلند کرنے کا ارادہ کرلیا تو حاکم دمشق کو اُسکی اطلاع ہوئی مگر اُس نے باور نہیں کیا۔

یزید نے شب جمعہ ۱۲۶ھ ہجری کو مغرب اور عشا کے درمیان اپنے طرفداروں کو اپنے پاس جمع کیا یہ باب الفرادیس کے قریب چھپ کر بیٹھ گئے جب عشا کی اذان دی گئی تو یہ مسجد میں آئے، نماز پڑھی، مسجد میں سرکار کی طرف سے نگہبان مقرر تھے

جنکو حکم تھا کہ وہ رات میں سب لوگوں کو مسجد سے نکالدیں نماز سے فارغ ہونے کے بعد نگہبانوں نے بلند آواز سے سب لوگوں کو چلے جانے کے لئے کہا، یزید کے طرفدار دیر لگاتے رہے اور ترکیب یہ کی کہ باب مقصورہ سے نکلتے اور پھر دوسرے دروازے سے مسجد میں آجاتے یہاں تک کہ اب مسجد میں یا محافظ رہگئے یا یزید کے طرفدار، انہوں نے اُنھیں گرفتار کرلیا یزید بن عنبسہ نے یزید بن الولید کو اُسکی جاکر اطلاع دی اور ہاتھ پکڑ کر کہا امیرالمومنین آپ کھڑے ہوں اللہ کی مدد اور اعانت کی آپ کو خوش خبری ہو، یزید نے کھڑے ہوکر کہا اے خداوندا اگر یہ بات مجھے پسند ہے تو میری اُسکے مقابلہ میں اعانت کر اور مجھے تقویت دے، اگر تیری مرضی کے خلاف ہو تو بہتر ہے کہ تو مجھے موت دیدے تاکہ میں اُس کے نتائج بد سے بے خبر ہی رہوں ؎

یزید بارہ ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا جب گدھوں کی منڈی کے پاس پہنچا تو چالیس آدمی اور اُسکے ساتھ آملے، جب غلہ کی منڈی میں پہنچا تو اُس کے طرفداروں کی تقریباً دوسو کی جماعت اُسکے پاس آگئی، یہ سب لوگ مسجد میں آئے قصد کیے باب المقصورہ کی طرف چلے اُسے جاکر کھٹ کھٹانا شروع کیا اور کہا کہ ہم ولید کے پیامبر ہیں کسی خادم نے دروازہ کھولدیا، اُنھوں نے اُسے گرفتار کرلیا اور ابو العاج کو بھی جو نشہ میں بدمست تھا گرفتار کرلیا اسی طرح اُنھوں نے بیت المال کے تمام خازنوں اور افسر ڈاک کو گرفتار کرلیا، یزید نے ہر ایسے شخص کو جسکا اُسے خطرہ تھا اپنے آدمی بھیجکر گرفتار کرالیا، اُسی رات یزید نے اپنے آدمیوں کو بھیجکر محمد بن عُبیدہ سعید بن العاص کے آزاد غلام کو جو بعلبک کا عامل تھا گرفتار کرالیا نیز اُسی رات عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو گرفتار کرایا۔ اُسکے اپنے جو طرفدار گھاٹی میں تھے اُنھیں بلوا بھیجا اور شہر کے دروازوں کے محافظوں کو حکم دیا کہ سوائے اُن لوگوں کے جو ہمارا شعار تمھیں بتادیں اور کسی کو اندر نہ آنے دینا اُنھوں نے شہر کے پھاٹکوں کو زنجیروں سے خوب مضبوط کس دیا ؎

ان ہتھیاروں کی ایک بڑی تعداد مسجد میں رکھی ہوئی تھی جنھیں سلیمان بن ہشام جزیرہ سے لایا تھا اور ابھی تک خازنوں نے اُنھیں اسلحہ خانہ میں نہیں رکھا تھا

اِس طرح یزید کو بہت سے ہتھیار مل گئے، صبح کو اہل مزہ اور ابن عصام آیا ابھی نصف دن نہیں گزرا تھا کہ تمام لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یزید اُسوقت یہ شعر پڑھتا جاتا تھا:

اذا استنزلوا عنھن للطعن ادقلوا　　الی الموت ارقال الجمال المصاعب

(ترجمہ) جب اُنھیں نیزہ بازی کے لئے مخدرات کی حفاظت و صیانت کے لئے میدان جنگ میں بلایا جاتا ہے تو وہ موت کی طرف اِس طرح دوڑتے ہوئے جاتے ہیں جسطرح کہ مست نر اونٹ دوڑتا ہے۔

یہ سنکر یزید کے ساتھی تعجب کرنے لگے کہ ذرا اِس شخص کو دیکھو صبح سے کچھ ہی پہلے تو وہ دعائیں مانگ رہا تھا اور اب مزے میں شعر پڑھ رہا ہے۔

ازین بن ماجد راوی ہے کہ ہم علی الصباح عبدالرحمٰن بن مصاد کے ہمراہ دمشق کی طرف چلے، ہماری تعداد تقریباً پندرہ سو تھی جب ہم باب الجابیہ پہنچے تو ہم نے اُسے بند پایا اور ولید کا ایک قاصد وہاں ہمیں ملا، اُس نے کہا اِس سازوسامان و تیاری کے کیا معنے، بخدا میں امیرالمومنین کو جاکر اُسکی اطلاع دونگا۔ اہل مزہ کے ایک شخص نے اُسے قتل کرڈالا، ہم باب الجابیہ سے شہر میں داخل ہوئے اور کلبیین کے بازار سے چلنے لگے، تمام راستہ ہم سے بھر گیا اس لئے ہم میں سے بعض لوگوں نے غلے کی منڈی کا راستہ اختیار کرلیا۔ پھر ہم سب کے سب مسجد کے دروازہ پر جمع ہوگئے، یزید کے پاس آئے۔ ہمارا ابھی آخری آدمی اُسکے سلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ تقریباً تین سو سکاسک آپہنچے یہ لوگ باب الشرقی سے شہر میں داخل ہوئے، مسجد آئے اور باب الدرج سے مسجد میں داخل ہوئے، پھر یعقوب بن عُمیر بن ہانی العبسی اہل داریا کو لیکر چھوٹے دمشق کے دروازہ سے آیا۔ عیسیٰ بن شبیب التغلبی اہل دومتہ اور حرستا کے ساتھ باب توما سے شہر میں آیا، حمید بن حبیب اللخمی اہل دیر المران، ارزہ اور سطرا کے ساتھ، باب الفرادیس سے آیا۔ نصر بن عمرو الجرشی، اہل جرش، اہل الحدیثہ اور دیر زکا کے ساتھ باب الشرقی سے آیا۔ ربعی بن ہاشم الحارثی بنی عذرہ اور سلامان کی ایک جماعت کے ساتھ باب توما سے شہر میں داخل ہوا، اور بنی جہنیہ اور اُنکے متعلقین طلحہ بن سعید کے ہمراہ آئے۔

قسیم بن یعقوب اور ازین بن ماجد وغیرہ کا بیان ہے کہ یزید بن الولید نے تقریباً

دو سو سواروں کو عبدالرحمان بن مصاد کی زیر قیادت قطن بھیجا تاکہ یہ عبدالملک بن محمد بن الحجاج بن یوسف کو پکڑ لائیں، یہ اپنے قصر میں قلعہ بند ہو گیا تھا، عبدالرحمٰن نے اُسے اماں دی، وہ عبدالرحمٰن کے پاس چلا آیا، اب ہم قصر میں داخل ہوئے اُس میں ہمیں دو بورے ملے ہر بورے میں تیس ہزار دینار تھے۔ رزین بن ماجد کہتا ہے کہ جب ہم مزہ آئے تو میں نے عبدالرحمٰن بن مصاد سے کہا کہ اِن میں سے ایک یا دونوں بورے اپنے گھر پہنچا دو کیونکہ یزید سے کبھی بھی تمکو اتنا نہیں ملیگا، عبدالرحمٰن نے کہا اگر میں ایسا کروں تو اِسکے یہ معنے ہوں گے کہ میں نے ہی خیانت میں جلدی کی۔ بخدا میں ایسا نہیں کرونگا تاکہ عرب بعد میں یہ نہ کہیں کہ میں ہی اس معاملہ میں سب سے پہلے خائن ثابت ہوا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے وہ تمام روپیہ یزید کو پہنچا دیا۔

یزید نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو کہلا بھیجا کہ تم باب الجابیہ پر ٹھہرے رہو، اور حکم دیا جس شخص کی پہلے سے معاش مقرر ہے وہ اپنی معاش آکر لے لے اور جس کی مقرر نہیں ہے تو اُسے بطور مدد معاش ایک ہزار درہم دیا جائے گا۔

عبدالملک کے بیٹوں میں سے تیرہ یزید کے ہمراہ تھے اُن سے اس نے کہا کہ آپ لوگ تمام رعایا میں جاکر گشت لگائے تاکہ وہ آپ کو دیکھ لیں اور انھیں میری بیعت کے لئے آمادہ کیجئے، ولید بن روح بن الولید سے کہا کہ تم راھب جاکر قیام کرو، ولید بن روح نے اس حکم کی تعمیل کی۔

دکین بن شماخ الکلبی اور ابو علاقہ بن صالح السلامانی بیان کرتے ہیں کہ یزید بن الولید نے منادی کرادی کہ جو شخص فاسق یعنے ولید کے مقابلہ کے لئے جائے اُسے ہزار درہم دیئے جائینگے، اس اعلان سے ایک ہزار سے کچھ کم آدمی اُسکے پاس جمع ہو گئے یزید نے پھر نقیب کو حکم دیا کہ منادی کردے کہ جو شخص فاسق کے مقابلہ کے لئے جانا چاہتا ہے اُسے پندرہ سو درہم دیئے جائینگے اس طرح کل پندرہ سو آدمی جمع ہوئے، یزید نے منصور بن جمہور کو ایک جماعت کا یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سُلیم الکلبی کو دوسری کا۔ ہرم بن عبداللہ بن دحیہ کو تیسری کا اور حمید بن حبیب اللخمی کو چوتھی جماعت کا سردار مقرر کیا اور ان سب کا سپہ سالار عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو مقرر کیا، عبدالعزیز نے حیرہ میں آکر چھاؤنی ڈالی۔

یعقوب بن ابراہیم بن الولید بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن ولید نے خروج کیا ولید کا ایک آزاد غلام اپنے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ہی دن میں اُسی روز ولید کے پاس آیا، جب یہ وہاں پہنچا اُسکا گھوڑا مر گیا، اس نے ولید کو تمام واقعہ سُنایا، ولید نے اُس کے سنّو درے لگوائے اور قید کر دیا، پھر اُس نے ابو محمد بن عبداللہ بن یزید بن معاویہ کو بلایا، اُسے انعام واکرام دیا اور دمشق بھیجا۔ ابو محمد وہاں سے روانہ ہوا اور جب ذنبہ پہنچا ٹھہر گیا، یزید بن الولید نے عبدالرحمن بن مصاد کو اُسکے پاس بھیجا۔ ابو محمد نے اُس سے سمجھوتہ کر لیا اور یزید کے لئے بیعت کر لی، یزید کو اسکی اطلاع ملی، وہ اسوقت ہندف میں مقیم تھا جو عمان کے مضافات میں ہے ؛

ہیس بن زمیل الکلابی نے یا جیسا کہ کہا جاتا ہے یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ نے اُس سے کہا کہ آپ حمص چلکر قیام پذیر ہوں کیونکہ وہ ایک مستحکم مقام ہے اور پھر وہاں سے یزید کے مقابلہ کے لئے فوجیں روانہ کیجئے تاکہ وہ یزید کو قتل کر دیں یا قید کر لیں اسپر عبداللہ بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے کہا کہ خلیفہ کے لئے لڑنے اور اپنا حق ادا کرنے سے پہلے یہ سزاوار نہیں کہ وہ اپنی چھاؤنی اور عورتوں کو چھوڑ دے، اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور امیر المومنین کی تائید اور نصرت کریگا۔ یزید بن خالد نے کہا کہ حرم کا امیر المومنین کو کیا خوف ہو سکتا ہے کیونکہ اُسکے مقابلہ کے لئے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک آیا ہے اور وہ ان کا اپنا چچیرا بھائی ہے، یہ جواب سُنکر ولید نے ابن عنبسہ کی رائے اختیار کی اسپر ابرش سعید بن ولید الکلبی نے کہا کہ امیر المومنین تدمر تشریف لیچلیں کیونکہ وہ زیادہ مستحکم مقام ہے اور وہاں میرے ہم قوم ہیں جو آپ کی حفاظت کرینگے، ولید نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا کہ تدمر چلوں کیونکہ وہاں بنو عامر رہتے ہیں اور انھیں نے مجھپر خروج کیا ہے، تم کوئی بہت مستحکم مقام بتاؤ، اُس نے کہا میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ آپ قریہ میں سکونت پذیر ہوں، ولید نے کہا میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، اُس نے کہا تو یہ مقام ہزیم ہے، ولید نے کہا اسکا نام بھی مجھے برا معلوم ہوتا ہے، اُس نے کہا تو یہ بخرا نعمان بن بشیر کا قصر موجود ہے اُس میں چلئے ولید نے کہا تمھاری وادیوں کے نام کسقدر برے ہیں !!

اب وہ سماوہ کے راستے ہو لیا اور ریف کو چھوڑ دیا۔ کل دو سو آدمی اُس کے

ہمراہ تھے، ضحاک بن قیس النہری کے مقام شبکہ آیا یہاں اُسکے بیٹے اور پوتے چالیس کی تعداد میں موجود تھے، یہ سب اُسکے ساتھ ہوئے، اُنھوں نے کہا چونکہ ہم نہتے ہیں اسلئے آپ ہمیں ہتھیار دیجئے، مگر ولید نے نہ انھیں تلوار دی اور نہ نیزہ دیا۔

اب اُس سے پھر بیہس نے کہا کہ اگرچہ آپ نے حمص اور تدمر چلنے سے انکار کر دیا تو یہ قلعہ بخراء سامنے ہے اسے عجمیوں نے بنایا ہے اور بہت مستحکم ہے یہاں آپ ٹھہر جائیں، ولید نے کہا مجھے طاعون سے ڈر لگتا ہے، اُس نے کہا آپ کے ساتھ جس چیز کے کئے جانے کا ارادہ کیا گیا ہے وہ طاعون سے زیادہ سخت ہے، آخر کار ولید قلعہ بخراء میں آ تر پڑا۔

دوسری جانب یزید نے لوگوں میں منادی کی کہ وہ عبدالعزیز کے ہمراہ ولید کے مقابلہ کیلئے جائیں نقیب نے اُسکی طرف سے اعلان کیا کہ جو عبدالعزیز کے ہمراہ جائیگا اُسے دو ہزار درہم دیئے جائینگے ایک ہزار تیار ہوئے، یزید نے انھیں دو دو ہزار درہم دیدیئے۔ اور کہا کہ سب ثنیہ جاکر جمع ہوں چنانچہ اس مقام پر بارہ سو آدمی اکٹھے ہو گئے، پھر اُن سے کہا کہ صحرا میں عبدالعزیز بن ولید کی اولاد کی جو گرجی ہے اب وہاں سب جمع ہوں یہاں کل آٹھ سو آدمی پہنچے اِن سب کو لیکر عبدالعزیز بن الحجاج آگے بڑھا یہاں انھیں ولید کا اسباب جو سامان جا رہا تھا اُسپر اُنھوں نے قبضہ کر لیا اور اب ولید کے بالکل قریب جاکر ٹھہر گئے۔

عباس بن الولید کا قاصد ولید کے پاس پیام لایا کہ میں آپ کے پاس آتا ہوں، ولید نے تخت باہر نکلوایا۔ اُسپر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کیا یہ لوگ مجھ پر حملہ آور ہونگے حالانکہ میں شیر پر جھپٹتا ہوں ناگ سانپوں کو چٹکی سے پکڑ لیتا ہوں۔

ابھی یہ لوگ عباس کے آنے کے منتظر تھے کہ عبدالعزیز نے اُن سے جنگ شروع کر دی، عمرو بن حوی السکسکی اُسکے میمنہ کا افسر تھا، مقدمۃ الجیش پر منصور بن جمہور تھا پیدل دستہ پر عمارہ بن ابی کلثم الازدی تھا، عبدالعزیز نے اپنا سیاہ خچر منگوایا اُسپر سوار ہو گیا، زیاد بن حصین الکلبی کو اُس نے ولید کی جماعت کی طرف بھیجا تاکہ وہ اُنھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی دعوت دے ولید کے آزاد غلام قطری نے اُسے قتل کر ڈالا اور یزید کے طرفدار پسپا ہوئے عبدالعزیز پیدل ہو گیا اُسکی جماعت نے جوابی حملہ کیا، اب تک اُسکے کچھ لوگ کام آ چکے تھے اُسکے سرداروں نے ولید کے طرف یلغار کیا جو قلعہ بخراء کے دروازہ پر موجود تھا اور اس مقت اُس نے مروان بن الحکم کا وہ علم جواُس نے جابیہ پر بلند کیا تھا نکلوا رکھا تھا ولید بن یزید کے طرفداروں میں سے عثمان الخشبی مارا گیا اُسے جناح بن نعیم الکلبی نے قتل کیا پر اُن

حبشیوں کی اولاد میں تھا جو مختار کے ہمراہ تھے ؛

عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ عباس بن الولید آرہا ہے اُس نے منصور بن جمہور کو رسالہ کے ساتھ اُسے روکنے لیئے روانہ کیا اور کہا کہ تم گھاٹی میں اُسے جا لو گے، اُسکے ساتھ اُس کے بیٹے اور پوتے ہیں اُنھیں گرفتار کر لینا، منصور رسالہ لیکر اُس سمت چلا جب گھاٹی میں پہونچا تو وہاں اُنھیں عباس مع اپنے تیس بیٹوں پوتوں کے ملا، منصور نے اُس سے کہا کہ آپ عبدالعزیز کے پاس چلیئے، عباس نے اُسے گالیاں دیں۔منصور نے کہا بخدا اگر اب آگے قدم بڑھایا تو میں اپنا نیزہ تمھاری زرہ کے پار کر دونگا،

نوح بن عمرو بن حُوَیّ السکسکی راوی ہے کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم الکلبی عباس بن الولید کے مقابلہ کے لیے گیا تھا اور وہ اُسے عبدالعزیز کے پاس لانا چاہتا تھا مگر اُس نے آنے سے اِنکار کیا اسپر اُس نے کہا اے قسطنطین کے بیٹے اگر تو عبدالعزیز کی طرف نہ چلیگا تو میں تیرا منھ توڑ دونگا، عباس نے ہرم بن عبداللہ بن حیہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے۔اُس نے کہا کہ یہ یعقوب بن عبدالرحمٰن بن سلیم ہے عباس نے کہا اللہ اکبر اُسکی یہ جراءت میرے ساتھ اسکی یہ گستاخی اسکے باپ کو کبھی گوارا نہ ہوتی۔پھر وہ عباس کو اپنے ساتھ عبدالعزیز کی طرف لے چلا چونکہ اُسکے ہمراہ اُسکی جمعیت نہ تھی جو اُس نے اپنے بیٹوں کے ساتھ آگے بھیجدی تھی، اس لیے اُس نے انا للہ کہا، یہ لوگ اُسے عبدالعزیز کے پاس لے آئے، عبدالعزیز نے اُس سے کہا کہ آپ اپنے بھائی یزید بن الولید کے لیے بیعت کیجیے، اُس نے بیعت کرلی اور وہیں کھڑا ہو گیا یزید کے طرفداروں نے ایک علم نصب کیا اور کہا کہ یہ علم عباس بن الولید کا ہے جسنے امیرالمومنین یزید بن الولید کے لیے بیعت کرلی ہے، اسپر عباس نے کہا انا للہ یہ بھی شیطان کے فریبوں میں سے ایک فریب ہے بنی مروان کی ہلاکت اب یقینی ہے، چنانچہ اب سب لوگوں نے ولید کا ساتھ چھوڑ دیا۔اور وہ عباس اور عبدالعزیز کے پاس چلے آئے ؛

ولید دُہری زرہیں پہنے سامنے آیا۔اُسکے دونوں گھوڑے سندی اور زائد اسکے پاس لائے گئے اُس نے حریف سے لڑنا شروع کیا خوب ہی داد شجاعت و بسالت دیتا رہا۔عبدالعزیز کی فوج والوں نے ایک دوسرے کو للکارا

وہ دشمن خدا کو اس طرح قتل کر ڈالو جس طرح قوم لوطؑ ہلاک کی گئی اسے سنگسار کردو،"
یہ سنتے ہی ولید قصر میں گھس گیا اور دروازہ بند کر لیا، عبدالعزیز اور اس کی فوج نے قصر کا محاصرہ کر لیا، ولید نے دروازہ کے قریب آکر کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف، صاحب حسب اور حیا نہیں ہے جس سے میں گفتگو کروں۔ یزید بن عنبسۃ السکسکی نے کہا مجھ سے کہو کیا کہنا چاہتے ہو، ولید نے پوچھا تم کون ہو، اس نے کہا میں یزید بن عنبسہ ہوں ولید نے کہا اے سکسکی، کیا میں نے تمھاری معاشوں میں اضافہ نہیں کیا، کیا میں نے تمھاری تکلیف دور نہیں کی، کیا میں نے تمھارے محتاجوں کے وظائف نہیں مقرر کیے، کیا میں نے تمھارے اپاہجوں کے لیے خادم مقرر نہیں کیے؟ یزید بن عنبسہ نے کہا ہم کسی اپنی تکلیف کے لئے تمھارے دشمن نہیں بنے ہیں بلکہ تم نے جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اسکی پروا نہیں کی شراب نوشی کی اپنے باپ کی، امہات ولد سے مقاربت کی، اور اللہ کے احکام کی ہنسی اڑائی یہ وجوہات ہیں جنھوں نے ہمیں تمھارا مخالف بنایا ہے۔
ولید نے کہا اے سکسکی بس کر، میری جان کی قسم تو محرمات کا زیادہ مرتکب ہوا، تو نے حد سے زیادہ غمخواری کی، اور جبقدر عورتیں میرے لیے حلال کی گئی ہیں اُن کی وجہ سے مجھے کیا ایسی ضرورت پڑی تھی کہ میں وہ کرتا جسکا تو نے ذکر کیا ہے۔
ولید یہ کہکر قصر کے اندر واپس چلا گیا، کلام پاک ہاتھ میں لے لیا اور کہنے لگا کہ آج کا دن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہوا تھا، پھر کلام پاک کھول کر اسکی تلاوت کرنے لگا، لوگ دیواروں پر چڑھ گئے، سب سے پہلا شخص جو دیوار پر چڑھا یزید بن عنبسۃ السکسکی تھا، یہ اتر کر اسکے پاس پہنچا۔ ولید کی تلوار اسکے پہلو میں رکھی ہوئی تھی، یزید بن عنبسہ نے اس سے کہا کہ اپنی تلوار سنبھالو، ولید نے کہا اگر میں تلوار ہاتھ میں لینا چاہتا تو میری اور تمھاری اسوقت یہ حالت نہ ہوتی یزید بن عنبسہ نے ولید کا ہاتھ پکڑ لیا تاکہ اسے گرفتار کر لے اور امیر المومنین سے انکے متعلق رجوع کرے کہ اتنے میں دیوار سے دس اور اتر آئے جنمیں منصور بن جمہور، حبال بن عمرو الکلبی، عبدالرحمن بن عجلان (یزید بن عبدالملک کا آزاد غلام)، حمید بن نصر اللخمی، سری بن زیاد بن ابی کبشہ، اور عبدالسلام اللخمی تھے، عبدالسلام

نے اُسکے سر پر تلوار ماری اور بسری نے اُسکے منہ پر تلوار ماری اور اُسکی انگلیاں پکڑ کر کھینچا تاکہ اُسے مکان سے باہر لیجائیں مگر ایک عورت جو اُسکے ہمراہ اُس مکان میں تھی چلائی اور فریاد کرنے لگی اُس پر اُن لوگوں نے اُسے چھوڑ دیا اور باہر نہیں نکالا، ابوعلاقۃ القضاعی نے اُسکا سر کاٹ لیا، اُسکی گدّی پر تلوار ماری اور یہ ضرب اُس ضرب سے مل گئی جو اُسکے چہرہ پر لگی تھی، روح بن مقبل ولید کا سر لیکر یزید بن الولید کے پاس آیا اور کہا کہ میں امیر المومنین کو فاسق ولید کے قتل اور اُسکے ہمراہیوں کی گرفتاری کی بشارت دیتا ہوں اُس وقت عباس اور یزید صبح کا کھانا کھا رہے تھے، یزید اور اُسکے تمام ہمراہیوں نے اسپر سجدۂ شکر ادا کیا یزید بن عنبسۃ السکسکی نے یزید کا ہاتھ لیا اور کہا امیر المومنین کھڑے ہوں اور اللہ کی مدد کی آپ کو بشارت ہو، یزید نے اپنا ہاتھ اُسکی ہتیلی سے کھینچ لیا اور کہا اے خداوندا اگر میری یہ کارروائی تجھے پسند ہو تو اُسے میرے لیے راست کر دے۔

یزید نے یزید بن عنبسہ سے پوچھا کیا ولید نے تم سے کچھ کہا تھا اُس نے کہا ہاں دروازے کے پیچھے سے اُس نے مجھسے کہا کیا تم میں کوئی ایسا شریف ہے جس سے میں گفتگو کر سکوں، میں نے اُس سے بات چیت کی اور اُسے لعنت ملامت کی اُس پر اُس نے کہا بس کرو میری عمر کی قسم تو نے بہت مئخواری کی ہے اور منہیات کا اکثر ارتکاب کیا ہے، بخدا اب تمھارا یہ اختلاف کبھی دور نہ ہوگا نہ تم میں کبھی یکجہتی ہوگی اور نہ تمھاری ایک بات ہوگی۔

نوح بن عمرو بن حوی السکسکی کہتا ہے کہ ہم ایسی راتوں میں ولید سے لڑنے نکلے جن میں چاندنی نہ تھی اور اسقدر تاریکی تھی کہ اگر میں کسی سنگریزے کو اُٹھا کر دیکھتا تو یہ تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ سیاہ ہے یا سفید۔

ولید بن یزید کے میسرہ پر ولید بن خالد ابرش الکلبی کا بھتیجا بنی عامر کے دستہ کے ساتھ متعین تھا اُن کے مقابلہ میں عبدالعزیز کے میمنہ پر بنی عامر تھے اسیوجہ سے ولید کا میسرہ عبدالعزیز کے میمنہ سے نہیں لڑا اور وہ سب کے سب عبدالعزیز بن الحجاج کے ساتھ آملے۔ راوی کہتا ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے اُسکے

خدام اور چوبداروں کو دیکھا کہ وہ خود لوگوں کے ہاتھ پکڑ پکڑ کے اُسے دکھانے لیجاتے تھے،
مثنیٰ بن معاویہ راوی ہے کہ ولید لُولُوَۃ میں آکر مقیم ہوا اپنے بیٹے حکم اور موءمل بن العباس کو حکم دیا کہ جو تمہارے پاس آئے اُسے بطور معاش ساٹھ دینار دینا۔ چنانچہ میں اور میرا چچیرا بھائی سلیمان بن محمد بن عبداللہ یزید کے عسکر میں آئے، موءمل نے مجھے اپنے بالکل پاس بلالیا اور کہا کہ میں تمھیں امیرالمومنین کے سامنے پیش کرتا ہوں اور سفارش کروں گا کہ تمھیں سَو دینار دیں۔

ولید لولوۃ سے چلکر ملیکہ آیا یہاں عمرو بن قیس کا پیام بر اسکی خدمت میں حمص سے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ عمر نے پانسو شہسوار عبدالرحمٰن بن ابی جنوب البہرانی کی قیادت میں آپ کی مدد کے لیے روانہ کیے ہیں، ولید نے ضحاک بن ایمن العوفی الکلبی کو حکم دیا کہ تم عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ (وہ اُس وقت مقام غویر میں تھا)" اور اُسے جلدی آنے کی تاکید کرو اور تم میرے پاس پہنچ جاؤ صبح کو اُس نے کوچ کا حکم دیا اور خود ایک کمیت گھوڑے پر سوار ہوا، ریشم کی قبا زیب بدن اور ریشم کا عمامہ سر پر تحاطے کردہ باریک ململ کے پٹکہ سے گات باندھ رکھی تھی، دونوں شانوں پر تلوار کے اُوپر زرد پٹکہ تھا، اب سلیم بن کیسان کے سولہ شہسوار اُسکے پاس آگئے، پھر بنو نعمان بن بشیر کے کچھ شہسوار اُسکے پاس آئے پھر ولید ابرش کا بھتیجا بنی عامر (از بنی کلب) کی ایک جماعت کے ساتھ اُسکی خدمت میں حاضر ہوا، ولید نے اسے گھوڑا اور جوڑا دیا، پہلے تو ولید راستے راستے چلنے لگا پھر وہ مشبہ نام ایک پہاڑی چشمہ کی طرف ہولیا یہاں ابن ابی الجنوب اہل حمص کے ساتھ اُس سے آکر ملگیا، پھر وہ بخرا آیا، فوج والے تنگ آئے اور کہا کہ ہمارے جانوروں کے لیے ہمارے ساتھ چارہ نہیں ہے، ولید نے منادی کرادی کہ امیرالمومنین نے اُس گانوں کی تمام فصل کو خرید لیا ہے۔ فوج نے کہا ہم سبز چارہ کو لیکر کیا کرینگے اس سے ہمارے جانور موٹے اور بھدّے ہو جائینگے، اصل میں وہ نقد روپیہ چاہتے تھے،

مثنیٰ کہتا ہے کہ میں خیمہ کے پچھلے حصّے سے ولید کی خدمت میں حاضر ہوا، اُس نے کھانا منگایا اور جب کھانا اُسکے سامنے رکھدیا گیا تو اُم کلثوم بنت عبداللہ

بن یزید بن عبد الملک کا قاصد عمر بن مُرہ نام اُسکے پاس آیا اور اطلاع دی کہ عبد العزیز بن الحجاج لولوة پہنچ چکا ہے۔ مگر ولید نے اِس خبر کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، پھر خالد بن عثمان المخراش اسکے صاحب شرط نے بنی حارثہ بن خباب کے ایک شخص کو اُسکے سامنے پیش کیا جس نے بیان کیا کہ میں دمشق میں عبد العزیز کے ہمراہ تھا اور اب آپکو اطلاع دینے آیا ہوں اور یہ پندرہ سو درہم ہیں جو میں نے لیے ہیں، پھر اُس نے ہمیانی اپنی کمر سے کھول کر اسے بتائی، اب وہ لولوة میں مقیم ہے اور کل صبح ہی آپ پر حملہ آور ہوگا، مگر ولید نے اُسکا بھی کوئی جواب نہیں دیا بلکہ ایک اور شخص کی طرف جو اُسکے پہلو میں بیٹھا تھا متوجہ ہوا اور اُس سے کچھ باتیں کیں جسے میں نے نہیں سُنا، میں نے اُس شخص سے جو میرے اور ولید کے درمیان تھا پوچھا کہ امیر المومنین نے کیا کہا اُس نے کہا کہ اُس نہر کے متعلق جو اُس نے اردن میں کھدوائی ہے پوچھا تھا کہ اب وہ کتنی باقی ہے عبد العزیز لولوة سے ملیکہ آیا اُسپر قبضہ کرلیا، منصور بن جمہور کو بھیجا اور اُس نے شرقی القری پر قبضہ کرلیا، یہ ایک بلند ٹیلہ ہے جو علاقۂ ملساء میں اس راستہ پر جو نھیا سے بخراء جاتا ہے واقع ہے۔

عباس بن الولید نے اپنے موالی اور اولاد کی تقریباً ڈیڑھ سو۱۵۰ کی جماعت تیار کی اور اُس نے بنی ناجیہ کے جیش نام ایک شخص کو ولید کے پاس بھیجا اور کہلا یا کہ آپ کو اختیار ہے کہئے تو میں آپ کے پاس آؤں اور ورنہ یزید بن الولید کے پاس چلا جاؤں ولید عباس پر خفا ہوا اور حکم بھیجا کہ تم میرے پاس آؤ اور میرے ساتھ رہو۔

یہ پیامبر منصور بن جمہور کو مل گیا، اُس نے پوچھا کیا بات ہے اُس نے ساری حقیقت سُنا دی منصور نے کہا عباس سے جا کر کہدے اگر تم نے طلوع فجر سے پہلے اپنی جگہ سے جنبش کی تو بخدا میں تمھیں اور تمھارے سب ساتھیوں کو قتل کرڈالونگا، البتہ صبح ہونے کے بعد جہاں تمھارا جی چاہے چلے جانا۔

عباس تیاری کرنے لگا، اور جب صبح ہوئی تو ہم نے عبد العزیز کی فوج کی تکبیر سُنی کہ وہ بخراء کی طرف پیش قدمی کرتے آرہے ہیں۔ یہ سنتے ہی خالد بن عثمان المخراش نے اپنی فوج کی ترتیب و تیاری شروع کی مگر جب تک آفتاب طلوع نہیں ہوگیا

حریفوں میں جنگ شروع نہیں ہوئی۔
یزید بن الولید کے طرفداروں کے ساتھ ایک تحریر تھی جو ایک نیزہ پر معلق تھی۔ اسمیں مرقوم تھا کہ ہم تمھیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کی طرف بلاتے ہیں تاکہ حکومت باہمی مشورہ سے قائم کیجائے، اب جنگ شروع ہوئی۔ عثمان الخشبی مارا گیا، ولید کے طرفداروں میں سے تقریباً ساٹھ آدمی مارے گئے، منصور بن جمہور تھیا کے راستے ہولیا اور پھر ولید کے پڑاؤ پر اسکے عقب سے آدھمکا، اب وہ سیدھا ولید کی طرف بڑھا جو اپنے خیمہ میں تھا۔ اور اُس کے اور منصور کے درمیان کوئی شخص حائل نہ تھا، یہ دیکھکر میں اور عاصم بن ہبیرہ المعافری مخراش کا نائب دونوں مقابلہ کے لیے نکلے اتنے میں عبدالعزیز کی فوج پسپا ہوئی اور اُسکی وجہ سے منصور کا دستہ بھی پسپا ہوگیا، سمی بن المغیرہ قتل کردیا گیا، اور منصور عبدالعزیز کی جانب ہٹ گیا، ابرش اُس وقت اپنے ادیم نامی گھوڑے پر سوار تھا اُس نے دو کانوں والا ٹوپ پہن رکھا تھا اور اُسے اپنی ڈاڑھی کے نیچے باندھ رکھا تھا اُس نے اپنے بھتیجے کو پکارنا اور ڈانٹنا شروع کیا کہ اے فاحشہ کے جنے اپنا علم آگے بڑھا اُس نے کہا مجھے آگے بڑھنے کا یارا نہیں کیونکہ ہمارے مقابل بنی عامر ہیں، عباس بن الولید آگے بڑھا تو اُسے عبدالعزیز کی فوج والوں نے روکدیا۔ سلیمان بن عبداللہ بن دحیہ کے آزاد غلام ترکی نام نے حارث بن العباس بن الولید پر نیزے سے ایسا وار کیا کہ اُسے گھوڑے سے اچھال دیا اُسکے بعد ہی عباس عبدالعزیز کی جانب چلا گیا اور حارث ولید کی فوج میں گھوڑے سے گرادیا گیا، اور اُس سے حریف سہم گیا، ولید بن یزید نے ولید بن خالد کو عبدالعزیز بن الحجاج کے پاس بھیجا اور کہا کہ میں پچاس ہزار دینار نقد تمھیں دونگا اور تم کو تمہاری عمر بھر کے لیے حمص کا دائمی مقرر کردونگا اور ہر حادثہ میں تم بے خطر رہوگے، بشرطیکہ تم واپس چلے جاؤ اور اپنے ارادے سے باز رہو، عبدالعزیز نے اس دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اُسے کوئی جواب نہیں دیا، اب پھر ولید نے ولید بن خالد کو دوبارہ عبدالعزیز کے پاس جانے کا حکم دیا یہ پھر آیا مگر اس مرتبہ بھی اُس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ولید بن خالد واپس جانے لگا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پھر

اُس نے اپنا گھوڑا موڑا اور عبدالعزیز کے قریب آیا اور اُس سے کہا کیا آپ اِس بات کے لیے تیار ہیں کہ مجھے پانچ ہزار دینار دیں اور ابرش کو بھی اتنے ہی دیں اور باعتبار مرتبہ کے میں اپنی قوم میں سب سے مخصوص آدمی بنا دیا جاؤں، تو میں آپ کی طرف آیا جاتا ہوں اور پھر اِس جنگ میں بھی آپ کے ساتھ شرکت کروں گا، عبدالعزیز نے کہا مجھے یہ منظور ہے بشرطیکہ تم فوراً ہی ولید کی جماعت پر حملہ کر دو، ولید بن خالد نے ایسا ہی کیا ؛

ولید کے میمنہ پر معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن خالد سردار تھا اور اُس نے عبدالعزیز سے کہا اگر آپ بیس ہزار دینار اور اردن کی ولایت مجھے دیں اور اپنے میں شریک کر لیں تو میں آپ کے ساتھ ہوا جاتا ہوں عبدالعزیز نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ تم فوراً ولید کی فوج پر حملہ کر دو، چنانچہ اُس نے حملہ کیا، ولید کی فوج نے شکست کھائی، ولید کھڑا ہوا اور قلعۂ بخرا میں چلا گیا، عبدالعزیز آگے بڑھکر قلعہ کے دروازہ پر آکر ٹھہر گیا دروازے پر زنجیریں پڑی ہوئی تھیں یکے بعد دیگرے ایک ایک شخص زنجیر کے نیچے سے قلعہ میں داخل ہونے لگا، عبدالسلام بن بکیر بن شماخ اللخمی نے عبدالعزیز سے آکر کہا کہ ولید کہتا ہے کہ میں خود باہر آنا چاہتا ہوں پھر جو آپ تصفیہ کریں، عبدالعزیز نے کہا اچھی بات ہے، نکل آئے، جب عبدالسلام واپس جانے لگا تو لوگوں نے عبدالعزیز سے کہا اگر وہ نکل ہی آیا تو آپ کیا کریں گے آپ خاموش رہیے اور جو لوگ اُس کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں اُنھیں کرنے دیجیے، عبدالعزیز نے عبدالسلام کو آواز دی اور کہا کہ میں اُس درخواست منظور کرنے کی جو میرے سامنے پیش کی گئی ہے کوئی ضرورت نہیں دیکھتا ؛

میں نے ایک دراز قد نوجوان کو گھوڑے پر سوار آتے دیکھا جو قصر کی دیوار کے قریب پہنچا، اور اُس پر چڑھکر قصر کے اندر اتر گیا میں بھی قصر کے اندر گیا، دیکھا کہ ولید مصری ململ کا کرتہ خلم کار کا پاجامہ پہنے کھڑا ہے، تلوار بھی ہے مگر نیام میں لوگ اُسے بُرا بھلا کہہ رہے ہیں اتنے میں بشر بن شیبان کنانہ بن عمیر کا آزاد غلام اور یہ وہی تھا جو دیوار پھاند کر قصر میں آیا تھا اُسکی جانب بڑھا

یزید قصر کے دروازے کی سمت چلا۔ میرا یہ خیال ہے کہ وہ عبدالعزیز کے پاس جانا چاہتا تھا۔ عبدالسلام اُسکے داہنے اور عمرو بن قیس کا آزاد غلام اُس کی بائیں جانب تھا، بشر بن شیبان نے اُس کے سر پر تلوار کا وار کیا پھر اور سب لوگوں نے تلواروں سے اُس پر حملہ کیا، ولید مارا گیا، عبدالسلام اُسکا سر کاٹنے کے لیے اُسپر گر پڑا۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ یزید بن الولید نے ولید کے سر کے لیے ایک لاکھ انعام مقرر کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام ابوالاسد نے آکر اُسکی جلد کا ایک بالشت ٹکڑا کاٹ لیا اور اُسے خالد بن عبداللہ کے پاس جو ولید کے عسکر میں مقید تھا لے گیا، لوگوں نے اُسکے عسکر اور خزانوں کو لوٹ لیا۔ یزید الثعلبی ابوالبطریق بن یزید جسکی بیٹی حکم بن الولید کی بیوی تھی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے اُس مال و متاع کی جو میری بیٹی کا ہے آپ حفاظت کیجئے چنانچہ کسی شخص کی دسترس اُن اشیا تک نہ ہو سکی جن کے لیۓ اُس نے کہدیا تھا کہ یہ اسکی ہیں۔

عمرو بن مروان الکلبی کہتا ہے کہ یزید کے قتل ہوتے ہی میں نے اُسکی بائیں ہتیلی کاٹ لی اور اُسے یزید کے پاس بھیجدیا گیا، اسطرح اُسکے سر سے پہلے میں نے یہ کف اُسکے پاس شب جمعہ کو پہنچا دی اُسکا سر دوسرے دن صبح کو یزید کے پاس پہنچا، نماز جمعہ کے بعد یزید نے اُس سر کو تشہیر کے لئے لٹکا دیا۔

اہل دمشق نے عبدالعزیز کے متعلق بڑی بڑی خبریں مشہور کی تھیں مگر جب ولید کا سر دیکھا تو چپ ہو گئے اور غلط خبروں کی اشاعت سے رُک گئے۔

جب یزید نے سر کے نصب کرنے کا حکم دیا تو یزید بن فروہ بنی مروان کے آزاد غلام نے اُس سے کہا کہ سر تو خارجیوں کے نصب کئے جاتے ہیں یہ تو تمھارا چچیرا بھائی اور خلیفہ ہے، مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ نے اُسکے سر کو نصب کرادیا تو دلوں میں اس کی ہمدردی پیدا ہو گی، اور اُسکے خاندان والوں کو اُسکا بدلہ لینے کے لئے جوش آجائے گا یزید نے کہا بخدا میں ضرور نصب کروں گا، چنانچہ اسے ایک نیزے پر نصب کردیا پھر اُس سے کہا کہ اسے لیجاؤ اور تمام دمشق میں گشت کراؤ اور پھر اُسکے باپ کے مکان میں لیجانا۔ اُس نے اس حکم کی تعمیل کی اُسے دیکھکر عام لوگ اور ولید کے گھر والے شور و واویلا کرنے لگے، وہ پھر اُسے یزید کے پاس لے آیا۔ یزید نے اُسے حکم دیا کہ تم اُسے اپنے مکان لیجاؤ، تقریباً ایک ماہ وہ سر اُس کے پاس رہا پھر

اُس سے یزید نے کہا کہ اسے اُسکے بھائی سلیمان کو لیجا کر دیدو، یہ سلیمان ولید کا بھائی بھی اُن لوگوں میں تھا، جو اُسکے مخالف تھے، ابن فروہ نے سر کو غسل دیا اُسے ایک ٹوکرے میں رکھکر سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے اُسے دیکھکر کہا، اُسے دُور کرو، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ مینخوار دیوانہ اور فاسق تھا اور اس فاسق نے میری جان لینے کا ارادہ کیا تھا، ابن فروہ اُسکے مکان سے نکلا تھا کہ ولید کی ایک آزاد لونڈی اُسے ملی اُس نے اُس سے کہا دیکھو سلیمان نے کسقدر سخت الفاظ اُسکے متعلق کہے اور یہ بھی کہا کہ وہ میری زندگی کے درپے تھا اُس آزاد لونڈی نے کہا بخدا اس خبیث نے بالکل جھوٹ کہا اگر وہ اُسکی زندگی کے درپے ہوتا تو اُسے کر گزرتا اُسے اس ارادہ سے کون روک سکتا تھا؟

عبدالرحمٰن بن مصاد راوی ہے کہ یزید بن الولید نے مجھے ابو محمدؐ السفیانی کے مقابلہ کے لئے بھیجا جسے ولید نے یزید کے خروج کی خبر سنکر دمشق کا حاکم بنا کر بھیجا تھا جب یہ ذنبہ آیا تو یزید کو اُسکے آنے کی اطلاع ہوئی اُس نے مجھے بھیجا۔ میں اُس سے جا کر ملا اُس سے مصالحت کرلی اور یزید کے لئے بیعت لے لی، ہم ابھی ذنبہ ہی میں تھے کہ صحرا کی جانب سے ایک شخص آتا ہوا ہمیں نظر پڑا میں نے ایک شخص کو اُسکی طرف دوڑایا وہ اُسے میرے پاس لے آیا، سامنے آنے پر معلوم ہوا کہ وہ غزیل ابو الکامل مشہور گویا تھا، یہ ولید کی خچری مریم نام پر سوار تھا اُس نے ہمیں بتایا کہ ولید قتل کر دیا گیا میں یزید کے پاس فوراً پلٹ آیا مگر یہاں آکر معلوم ہوا کہ میرے آنے سے پہلے ہی اُسکی اطلاع اُسے پہنچ چکی ہے؛ دکین بن شماخ الکلبی ثم العامری راوی ہے کہ جس روز ولید قتل کیا گیا میں نے بشر بن طباء العامری کو دیکھا کہ وہ تلوار سے قصر نجرا کے دروازہ کو مار رہا تھا اور یہ شعر پڑھتا جاتا تھا؛

سنبکی خالداً بمهندات ولا تذهب صنائعه ضلالا

(ترجمہ) ہم عنقریب (خالد بن عبداللہ القسری) کو فولادی تلواروں سے روئینگے اور اُس کے احسانات یوں ہی ضائع نہ جائینگے؛

ابو عاصم الزیادی راوی ہے کہ ولید کے قتل کا دس شخصوں نے دعویٰ کیا، میں نے ولید کے سر کی جلد کو وجہ الفلس کے ہاتھ میں دیکھا اُس نے کہا کہ میں نے

ولید کو قتل کیا تھا اور یہ کھال کا ٹکڑا بطور علامت لے لیا اسکے بعد ایک اور شخص نے آکر اُسکا سر کاٹ لیا اور یہ کھال کا ٹکڑا میرے ہاتھ میں رہ گیا، وجہ الفلس کا نام عبدالرحمٰن تھا حکم بن نعمان ولید بن عبدالملک کا آزاد غلام راوی ہے کہ منصور بن جمہور دس آدمیوں کے ساتھ ولید کا سر لیکر یزید کے پاس آیا تھا، اِن دس میں روح بن مقبل بھی تھا، روح نے کہا امیرالمومنین کو فاسق کے قتل اور عباس کی گرفتاری کی بشارت ہو، جو لوگ اس سر کو لائے تھے ان میں عبدالرحمٰن وجہ الفلس اور بشر کنانۃ الکلبی کا آزاد غلام بھی تھا، یزید نے ہر ایک کو دس دس ہزار روپیئے دیئے۔

جس روز ولید مارا گیا اُس نے جب کہ وہ دشمن سے لڑ رہا تھا اعلان کردیا کہ جو شخص دشمنوں میں سے کسی کا ایک سر لائیگا اُسے پانسو روپئے دیئے جائینگے، چنانچہ کچھ لوگ چند سر لائے ولید نے حکم دیا کہ اُن کے نام لکھ لئے جائیں اُسپر اُسکے موالیوں میں سے ایک اُس شخص نے جو سر لانے والوں میں تھا کہا امیرالمومنین آج کا دن ایسا نہیں ہے کہ اس میں انعام قرض رکھا جائے۔

ولید کے ہمراہ مالک بن ابی السمح گویّا، اور عمرو الوادی بھی تھے، جب ولید کے ساتھی اُسکا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور اسے محصور کر لیا گیا تو مالک نے عمرو سے کہا تم مجھے نکال لے چلو، عمرو نے کہا یہ وفاداری کے خلاف ہے اور ہم سے کوئی کیا تعارض کریگا کیونکہ ہم تو جنگجو لوگوں میں نہیں ہیں، مالک نے کہا تم پاگل ہو اگر انھوں نے ہم پر قابو پا لیا تو سب سے پہلے وہ مجھے اور تمھیں ہی قتل کرینگے، پھر اُسکا سر ہمارے دونوں کے سروں کے بیچ میں رکھا جائیگا، اور عوام کو بتایا جائے گا کہ اُس وقت بھی یہ لوگ اُس کے ساتھ تھے، اور اُسپر سب سے سخت الزام ہماری صحبت کا لگایا جائے گا، اُس کے بعد یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

اکثر ارباب سیر کا اسپر اتفاق ہے کہ ولید بروز پنجشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں کہ قتل کیا گیا۔ البتہ اُسکی مدتِ خلافت میں اختلاف ہے ابو المعشر کہتے ہیں کہ ولید ایک سال تین ماہ خلیفہ رہا ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ اُسکی مدتِ خلافت ایک سال دو ماہ اور بائیس روز تھی، اسی طرح اُس کی عمر میں بھی اختلاف ہے ہشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ جب وہ قتل کیا گیا اُسکی عمر

اڑتیس سال تھی محمدؐ بن عمرو نے چھتیس سال بتائی ہے ؛
بعضوں نے بیالیس سال کہی ہے ، دوسروں نے اکتالیس اور دوں نے پینتالیس اور کسی نے چھیالیس سال بیان کی ہے ، ابوالعباس ولید کی کنیت تھی ، اُسکی ماں اُم الحجاج بنت محمدؐ بن یوسف الثقفی تھی ، نہایت غصّہ ور آدمی تھا ، پیروں کی اُنگلیاں دراز تھیں اس قدر قوی تھا کہ لوہے کی ایک سلاخ زمین میں گاڑ دی جاتی - اُسمیں ڈوری باندھتے اور وہ ڈوری اُسکے پاؤں میں باندھ دی جاتی پھر وہ اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو جاتا اور وہ سلاخ زمین سے اُکھڑ جاتی ، بغیر ہاتھ لگائے گھوڑے پر سوار ہو جاتا تھا اچھا شاعر تھا اور بڑا شرابی تھا ؛
ابوالزناد راوی ہے کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ہشام کی خدمت میں حاضر تھا اور امام زہری بھی اُسکے پاس تھے یہ دونوں ولید کا تذکرہ اُسکی مذمت کرتے رہے اور اسپر شدید عیوب کا الزام عائد کرتے رہے ، مگر میں نے اس گفتگو میں مطلقاً حصّہ نہیں لیا - اتنے میں ولید نے حاضر ہونے کی اجازت چاہی جب وہ اجازت لیکر دربار میں آیا تو میں نے اُسکے چہرے پر غصّہ کے آثار نمایاں دیکھے ؛ ولید تھوڑی دیر بیٹھکر چلا گیا ، ہشام کے انتقال کے بعد اُس نے میرے متعلق اپنے کسی عہدیدار کو لکھا میں اُسکے پاس بھیجدیا گیا ، اُس نے تپاک سے میرا خیر مقدم کیا ، اور پوچھا ابن ذکوان تم کیسے ہو ، پھر بڑی مہربانی سے میری حالت پوچھتا رہا پھر کہنے لگا - تمھیں وہ دن یاد ہے جب احول ہشام ، اور فاسق زہری بیٹھے ہوئے میری بُرائی کر رہے تھے میں نے کہا جی ہاں مجھے اُس روز کا واقعہ یاد ہے مگر اُن دونوں کی گفتگو میں میں نے کوئی حصّہ نہیں لیا تھا ، ولید نے کہا تم سچ کہتے ہو ، کیا تم نے اس غلام کو دیکھا تھا جو ہشام کے سرہانے کھڑا تھا میں نے کہا جی ہاں ، ولید نے کہا اسی نے مجھے اُس روز کی ساری گفتگو بیان کی بخدا اگر فاسق زہری زندہ رہتا تو میں اُسے قتل کرڈالتا میں نے کہا جب آپ آئے تھے اُسی وقت میں نے آپ کے غصّہ کو آپ کے چہرہ سے تاڑ لیا تھا ، پھر اُس نے کہا اے ابن ذکوان ہشام میری عمر لے گیا میں نے کہا امیرالمومنین اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دیگا اور اپنی اُمت کو آپ کی زندگی سے بہرہ مند کریگا ،

پھر اُس نے شام کا خاصہ طلب کیا ہم دونوں نے کھانا کھایا مغرب کا وقت آگیا دونوں نے نماز پڑھی، پھر عشا کے وقت تک باتیں کرتے رہے پھر دونوں نے نماز پڑھی ولید بیٹھ گیا اور اُس نے شراب مانگی، خدام ایک ڈھکا ہوا جام لائے، تین لونڈیاں آئیں اُسکے سامنے میرے اور اُسکے درمیان آکر تالیاں بجانے لگیں، ولید نے جام شراب پی لیا، وہ چلی گئیں اور ہم پھر باتیں کرتے رہے، پھر اُس نے شراب طلب کی اور اُن باندیوں نے آکر پھر اُسی طرح کیا جیساکہ وہ پہلے کر چکی تھیں غرض کہ صبح ہونے تک وہ اسی طرح باتیں کرتا جاتا تھا، اور شراب پیتا تھا اور باندیاں آکر اُسکے سامنے تالیاں بجاتی تھیں۔ میں نے شمار کیا کہ اُسنے رات بھر میں ستر قدح شراب پی۔

اس سنہ میں خالدبن عبداللہ القسری قتل کیا گیا۔

خالدبن عبداللہ القسری کے قتل کا بیان

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ ہشام نے خالد کو خراسان اور عراق کی صوبہ داری سے علٰحدہ کر دیا تھا اور اُنکی جگہ یوسف بن عمرو کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تھا، اس طرح وہ کچھ مہینے کم پندرہ سال عراق کا صوبہ دار رہا کیونکہ ۱۰۵ھ ہجری میں وہ ہشام کی جانب سے عراق کا صوبہ دار ہوا، اور ماہ جمادی الاول ۱۲۰ھ ہجری میں اپنی خدمت سے علٰحدہ کیا گیا، جب ہشام نے اُسے معزول کر دیا اور واسط میں یوسف اُسکے پاس پہنچا تو یوسف نے اُسے گرفتار کر کے واسط ہی میں مقید کر دیا۔ جب یوسف حیرہ آیا تو خالد مع اپنے بھائی اسمٰعیل بن عبداللہ، اپنے بیٹے یزید بن خالد اور بھتیجے مُنذر بن اسد بن عبداللہ کے کامل اٹھارہ ماہ حیرہ میں قید رہا، یوسف نے ہشام سے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں جسطرح چاہوں خالد سے سلوک کروں اور اُسے عذاب دوں مگر ہشام نے اُس درخواست کو منظور نہیں کیا، یوسف نے بار بار اس معاملہ میں ہشام کو لکھا اور اُسکے خلاف یہ حیلہ پیش کیا کہ اس نے مالگذاری کو برباد کر دیا اور بہت سا سرکاری روپیہ غبن کیا ہے ہشام نے صرف ایک مرتبہ اُسپر سختی کرنے کی اُسے اجازت دی اور اپنا خاص محافظ سپاہی اس غرض سے بھیجا کہ جو کچھ اُسکے ساتھ کیا جائے وہ اُسکے سامنے ہو، علاوہ بریں اس نے یوسف کو جتادیا کہ میں

قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمھاری قید کے اثنا میں اگر وہ اپنی موت بھی مرا تو میں تمھیں قتل کرڈالوں گا۔

یوسف نے خالد کو اپنے پاس طلب کیا، خود حیرہ میں ایک دوکان پر بیٹھ گیا، تمام لوگ جمع ہو گئے، یوسف نے اُس سے سوالات شروع کئے مگر خالد نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا اسپر یوسف نے اُسے گالیاں دیں اور ابن الکاہن کہا (اس سے مراد شق بن صعب الکاہن تھا، خالد نے کہا تو احمق ہے یہ نام لیکر تو نے میرے شرف کا اظہار کیا، تو ابن السبا ہے کیونکہ تیرا باپ مے فروش تھا، اُسکے بعد یوسف نے اُسے پھر قید میں ڈال دیا سنہ ۱۲۱ ہجری کے ماہ شوال میں ہشام نے یوسف کو خالد کی رہائی کا حکم بھیجا۔ رہا ہو کر خالد نے بمقام دوران کوفہ کے پل کے عقب میں اسمعیل بن عبداللہ کے قصر میں سکونت اختیار کی اور اُسکا بیٹا یزید بن خالد تنہا بنی طے کے علاقہ میں سے ہوتا ہوا دمشق پہنچا، اب خود خالد مع اسمٰعیل اور ولید کے روانہ ہوا عبدالرحمان بن عنبسہ بن سعید بن العاص نے اُنکے لئے رخت سفر مہیا کیا، اور اُس نے تمام مال و متاع بنی مقاتل کے قصر بھیجدیا تھا، یوسف نے رسالہ بھیجا اور اس نے خالد کا تمام زاد راہ، سامان، اونٹ اور موالی جو اس قصر میں تھے گرفتار کر لئے، یوسف نے انھیں زدوکوب کیا، اُنھیں فروخت کیا اور بعض آزاد غلاموں کو پھر غلامی میں ڈالدیا۔ جب خالد اس قصر میں آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُسکا سب کچھ جاچکا ہے اس لئے وہ سیدھا ہیت آیا پھر وہاں سے وہ اس گاؤں میں آکر ٹھہرا جو رصافہ کے دروازہ کے مقابل واقع ہے، یہاں ماہ شوال کے بقیہ دن۔ ذی قعدہ۔ ذی الحجہ اور محرم و صفر گذارے کیونکہ ہشام اُسے اپنے پاس آنے کی اجازت ہی نہیں دیتا تھا، ابرش خالد سے مراسلت کرتا رہتا تھا، اب زید بن علی نے خروج کیا۔ اور وہ قتل کئے گئے۔

ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ یوسف نے ہشام کو یہ بھی لکھا تھا کہ بنی ہاشم کے خاندان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ بھوکے مر رہے تھے اُن میں ہر شخص کی تمام کوشش اپنے اہل و عیال کے قوت مہیا کرنے پر مبذول تھی مگر خالد نے اپنے دور حکمرانی میں اُن کو خوب روپیہ دیا جس سے وہ ایسے قوی ہو گئے کہ خلافت کے خواہشمند بنگئے،

زید نے خالد کی رائے سے خروج کیا ہے اور اسکی دلیل یہہ ہے کہ خالد عراق کی سڑک پر ایک گاؤں میں مقیم تھا اور اُسے وہاں کی ساری خبریں معلوم ہوتی رہتی تھیں۔

خط کے پورا پڑھنے تک ہشام خاموش رہا پھر اُس نے حکم بن حزن القینی سے جو یوسف کے مرسلہ وفد کا سردار تھا اور جسے یوسف نے اپنے خط کے مضمون کی تصدیق کا حکم دیا تھا اس معاملہ کو دریافت کیا۔ حکم نے اُسکی تصدیق کی، ہشام نے کہا تو اور تیرا بھیجنے والا دونوں جھوٹے ہیں، ہم خالد پر جو چاہے جس بات کا الزام لگائیں مگر اُسکی طاعت، اور وفاداری پر تہمت نہیں لگائی جا سکتی، پھر ہشام نے حکم کو اسکی گردن پکڑوا کر دربار سے نکالدیا، اس واقعہ کی اطلاع خالد کو پہنچی وہ اُس مقام سے چلکر دمشق آکر قیام پذیر ہو گیا، جب موسم گرما کے جہاد کا زمانہ آیا تو یزید اور ہشام موسم گرما کی مہم جہاد کے ساتھ چلا کلثوم بن عیاض القسری اُندنوں دمشق کا حاکم تھا اور یہ خالد کے ساتھ تحمل سے پیش آتا تھا۔

جب یہ لوگ رومی علاقہ میں پہنچ گئے تو دمشق کے مکانات میں آگ لگ گئی۔ ایک عراقی، ابوالعمیس نام اور اُسکے ساتھی ہر شب خالد سے ملنے آتے تھے اُسکے چلے جانے کے بعد جب آگ لگی تو اِن لوگوں نے چوریاں شروع کیں اُسوقت اسمٰعیل بن عبداللہ، منذر بن اسد بن عبداللہ اور سعید اور محمد خالد کے بیٹے رومیوں سے ایک جھگڑا پیش آنے کی وجہ سے ساحل بحر پر تھے، کلثوم نے ہشام کو آگ لگنے کی اطلاع دی اور یہ بھی لکھا کہ ایسی آگ کبھی پہلے نہیں لگی یہ خالد کے موالیوں کی حرکت معلوم ہوتی ہے تاکہ اس موقع پر وہ بیت المال کو لوٹ لیں۔

ہشام نے اُسے حکم دیا کہ خالد کے تمام چھوٹے بڑے بچے، موالی اور عورتیں گرفتار کر لی جائیں چنانچہ اسمٰعیل، منذر، محمد اور سعید ساحل سے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا کر لائے گئے، جو موالی اُن کے ہمراہ تھے اُنھیں بھی گرفتار کر لیا گیا اُم جریر خالد کی بیٹی رائقہ، اور تمام عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے، کلثوم نے ابوالعمیس پر چھاپہ مارا اُسے اور اُسکے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ ولید بن عبدالرحمن دمشق کے افسر مال نے ہشام کو ابوالعمیس اور اُسکے جتھے کی گرفتاری کی اطلاع دی

ہر شخص کا نام اور اُسکی سکونت اور اُسکا قبیلہ لکھدیا مگر ایک شخص کے متعلق بھی یہ
نہیں لکھا کہ یہ خالد کے موالیوں میں ہے، اُسپر ہشام نے کلثوم کو جو حکم بھیجا
اُس میں اُسے بہت ڈانٹا زجر و توبیخ کی اور حکم دیا کہ خالد کے تمام اہل و عیال کو فوراً
رہا کردے، کلثوم نے سب کو تو چھوڑ دیا مگر اُسکے موالیوں کو اس غرض سے
قید رکھا کہ خود خالد آکر اُس سے اُن کی رہائی کی درخواست کرے۔

جب خالد اور تمام مجاہد رومی علاقہ سے جہاد کرکے اپنے علاقہ میں پہنچے تو
اُسے اپنے اہل و عیال کی گرفتاری اور قید کا علم ہوا مگر اُسے اُن کی رہائی کی خبر
نہیں ملی، یزید بن خالد ایک کثیر جماعت کے ساتھ حمص پہنچا۔ اور خالد دمشق آکر
اپنے مکان میں فروکش ہوا، صبح کے وقت لوگ ملنے آئے اُس نے اپنی دو بیٹیوں
زینب اور عائکہ کو بُلایا اور کہا کہ چونکہ میں بہت بڈھا ہوگیا ہوں تم دونوں ہر وقت میری
خدمت کے لئے موجود رہو، اس بات سے وہ خوش ہوئیں، اب اسمٰعیل اُس کا
بھائی اور یزید اور سعید اُس کے دونوں بیٹے اُس سے ملنے آئے، خالد نے
اُنھیں اپنے پاس بلایا۔ اُسکی دونوں بیٹیاں ایک طرف ہو جانے کے لئے اُسکے
پاس سے اُٹھ کھڑی ہوئیں اُس نے کہا یہ کیوں ہٹتی ہیں۔ ہشام تو اُنھیں روزانہ
جیل خانہ گھسیٹ کر لیجاتا تھا، جب اور لوگ اندر آئے تو اسمٰعیل اور اُسکے دونوں
بیٹے اُس کی دونوں بیٹیوں کے سامنے اوٹ کے لئے کھڑے ہوگئے، خالد
نے کہا میں تو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے خلیفہ کے حکم کی فرماں برداری اور
اطاعت میں گیا اور میرے پیچھے میری مخالفت کی گئی میری اور میرے خاندان کی مستورات
گرفتار کرکے مجرمین کے ساتھ مشرکین کی طرح قید کردی گئیں، اور تم میں سے کسی کو یہ
توفیق نہیں ہوئی کہ وہ دریافت کرتا کہ اس فرماں بردار عقیدت کیش کی حرم کیوں قید
کیجا رہی ہیں تم نے قتل کئے جانے کا خوف کیا مگر میں اللہ سے تمھیں ڈراتا ہوں اب میری
اور ہشام کی صرف ایسی صورت میں نبھ سکتی ہے کہ وہ مجھے آزار پہنچانے سے
باز آئے ورنہ میں اُس شخص کے لئے تحریک شروع کروں گا جو عراقی مزاج، شام
کا ساکن، اور جسکا حجاز وطن ہے، یعنے محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کے لئے،
اور میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم ہشام کو اُسکی اطلاع کردو، جب ہشام کو

یہ بات معلوم ہوئی تو کہنے لگا کہ ابو الہیثم سٹھیا گیا ہے!

ابو الخطاب راوی ہے کہ خالد نے کہا تھا کہ اگر اس رصافہ والے یعنے ہشام نے بدسلوکی کی تو ہم اپنا سردار اُسے بنائینگے جو شامی۔ حجازی اور عراقی ہے چاہے اس میں ایسا شور و غوغا پیدا ہو جسکی گونج تمام اطراف میں ٹکرائے، جب ہشام کو اسکی خبر ہوئی تو ہشام نے خالد کو لکھا تو ایک بے ہیودہ لغو گو، کمینہ ذلیل البجیلی ہے تو اور مجھے دھمکی دے، کسی شخص نے سوائے ایک عبسی کے ہاتھ یا زبان سے خالد کا ساتھ نہیں دیا۔ البتہ ایک عبسی نے دو شعر اُسکی تعریف میں کہہ دیئے!

خالد۔ یزید اور اُسکے اور خاندان والے دمشق ہی میں مقیم رہے، اس اثناء میں یوسف برابر ہشام سے اصرار کرتا رہا کہ یزید کو میرے حوالے کر دیجئے۔ ہشام نے کلثوم کو لکھا کہ یزید کو گرفتار کر کے یوسف کے پاس بھیجدے، کلثوم نے رسالہ کا ایک دستہ یزید کی گرفتاری کے لئے بھیجا یزید اُس وقت اپنے مکان ہی میں تھا، یزید نے اس رسالہ پر ایسا حملہ کیا کہ وہ منتشر ہو گئے اور یہ اپنے گھوڑے پر اُنکی گرفت سے نکل گیا، رسالہ نے جاکر کلثوم کو اس واقعہ کی اطلاع دی کلثوم نے دوسرے ہی دن صبح کو خالد کی گرفتاری کے لئے سپاہی بھیجے، خالد نے اپنے کپڑے منگا کر پہنے، عورتیں رونے چلانے لگیں، اُن سپاہیوں میں ایک نے کہا اگر آپ انھیں منع کر دیں تو یہ خاموش ہو جائینگی خالد نے کہا اور وہ کیوں میرے حکم سے خاموش نہ ہو جائیں، بخدا اگر عہد و اطاعت کا مجھے پاس نہ ہوتا تو بنی قسر کے غلام کو معلوم ہو جاتا کہ وہ میرے ساتھ یہ سلوک نہیں کر سکتا، تم میری یہ بات اُس سے جاکر کہدو۔ اگر وہ عرب ہے جیسا کہ وہ دعوی کرتا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی اصل و نسل مجھسے پوچھے!

خالد اُن لوگوں کے ہمراہ چلا گیا، اُسے دمشق کے جیل خانہ میں قید کر دیا گیا،

اسمٰعیل اُسی دن ہشام کے دربار میں رصافہ پہنچا اور ابو الزبیر ہشام کے حاجب کو خالد کی گرفتاری کی اطلاع دی۔ ابو الزبیر نے ہشام سے جاکر کہا۔ ہشام نے کلثوم کو سخت لہجہ میں ایک خط لکھا جسمیں اُسے ڈانٹا اور لکھا کہ جسکی قید کا میں نے حکم دیا اُسے تو تو نے چھوڑ دیا اور جسکے متعلق میں نے حکم نہیں دیا اُسے تو نے قید کر دیا ہے

تو فوراً خالد کو رہا کر دے، کلثوم نے اُسے رہا کر دیا۔

ہشام جب کوئی کام کرنا چاہتا تھا تو ابرش کو حکم دیتا چنانچہ ابرش نے ہشام کے حکم سے یہ خط خالد کو لکھا، امیر المومنین کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ثویب الضنّی (ضنۃ سعد جو عُذرہ بن سعد کے بھائی تھے) نے تمہیں مخاطب کر کے کہا ہے کہ اے خالد میں تمھیں دس خصلتوں کی وجہ سے دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور تم بھی کریم ہو، اللہ سخی ہے تم بھی سخی ہو، اللہ رحیم ہے تم بھی رحیم ہو اللہ حلیم ہے تم بھی حلیم ہو اُسی طرح اُسنے دس صفتیں بیان کیں۔ امیر المومنین نے اللہ کی قسم کھا کر کہا ہے کہ اگر اس اطلاع کی مجھے تحقیق ہو گئی تو میں تمھارا خون حلال کر دونگا اس لئے تم مجھے اس واقعہ کی اصلیت لکھو تاکہ میں امیر المومنین کو اُسکے مطابق اطلاع دوں۔

خالد نے لکھا جس صحبت کا یہ واقعہ ہے اُس میں اتنے لوگ شریک تھے کہ کسی ایک مفسد فاجر کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ واقعات کو مسخ کر کے بیان کر سکے، اصل واقعہ یہ ہے کہ عبد الرحمٰن بن ثویب میرے پاس آیا، اور کہنے لگا کہ میں دس خصلتوں کی وجہ سے تمھیں دوست رکھتا ہوں، اللہ کریم ہے اور چونکہ وہ ہر کریم کو دوست رکھتا ہے اسلیئے وہ تمھیں دوست رکھتا ہے اور چونکہ اللہ تعالےٰ تمھیں دوست رکھتا ہے اسوجہ سے میں تمھیں دوست رکھتا ہوں اسیطرح اُسنے دس صفات گنائیں، مگر ان سب سے بڑھکر تو یہ بات ہے کہ ابن شقی الحمیری کے بیٹے نے امیر المومنین سے جاکر پوچھا، امیر المومنین کیا جس شخص کو اپنی رعایا پر آپ اپنا خلیفہ مقرر کریں وہ آپ کے نزدیک زیادہ معزز ہے یا آپ کا رسول، امیر المومنین نے جواب دیا کہ میرا خلیفہ، ابن شقی نے کہا تو آپ اللہ کے خلیفہ ہیں اور محمدؐ اُسکے رسول تھے، بخدا بنی بجیلہ کا ایک شخص اگر گمراہ ہو جائے تو عام و خاص کو اُس سے اتنا ضرر نہیں ہوگا جتنا کہ امیر المومنین کی ضلالت سے ہے۔

ابرش نے خالد کا خط پڑھکر ہشام کو سنایا۔ ہشام نے کہا ابو الہیثم سٹھیا گیا ہے۔

ہشام کی زندگی تک خالد دمشق ہی میں مقیم رہا اُسکے انتقال کے بعد جب ولید خلیفہ ہوا تو فوجی جمعیتوں کے تمام سردار ولید کے پاس آئے انہیں خالد بھی تھا، ولید نے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی، خالد نے اُسکی شکایت کی اور اجازت

طلب کی ولید نے اُسے اپنے دربار میں آنے کی اجازت دیدی یہ مجرا بجالا کر دمشق واپس آیا، اور کئی ماہ اُسکے وہاں قیام کو گذر گئے، پھر ولید نے خالد کو لکھا کیا تم نہیں جانتے کہ امیر المومنین کو پچاس لاکھ کا علم ہے، تم میرے اس قاصد کے ہمراہ مجھسے ملنے آؤ البتہ میں نے اُسے حکم دیدیا ہے کہ وہ تمہاری تیاری سفر میں تعجیل کرے

خالد نے اپنے معتمد علیہ دوستوں کو جنمیں عمارہ بن ابی کلثوم الازدی بھی تھا اپنے پاس بلایا ولید کا خط سنایا، اور مشورہ لیا انھوں نے کہا ولید آپ کے لئے مامون نہیں ہے اس لئے آپ دمشق میں گھسکر تمام سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجئے اور پھر جسے آپ چاہیں اپنی طرف کر لیں کیونکہ دمشق میں بیشتر آپ کے ہم قوم ہیں دو شخص بھی ایسے نہ نکلیں گے جو آپ کی مخالفت کریں۔ خالد نے پوچھا اسکے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے، اُنھوں نے کہا تو صرف یہ کیجئے کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لیجئے، اور وہیں رہکر اپنی جان کی حفاظت کا حتمی وعدہ لے لیجئے، خالد نے پھر پوچھا اور کیا ہو سکتا ہے اُنھوں نے کہا یا پھر آپ روپوش ہو جائیں۔ خالد نے کہا آپ لوگوں کی اس بات کو کہ میں اپنے لئے جسے میں چاہوں دعوت دوں اس لئے پسند نہیں کرتا کہ میں اسے بُرا سمجھتا ہوں کہ میرے ہاتھوں قوم میں فرقہ بندی اور اختلاف رونما ہو، حفاظتِ جان کے وعدہ کے متعلق تمہارا مشورہ اس لئے بیکار ہے کہ تم خود جانتے ہو کہ وہ میرے لئے بے خطر نہیں ہے حالانکہ میرا کوئی گناہ نہیں ایسی صورت میں تم کیونکر یہ توقع کر سکتے ہو کہ سرکاری خزانوں پر قبضہ کر لینے کے بعد وہ اپنے اس قسم کے کسی عہد کا ایفا کرے گا، روپوشی بخدا آج تک میں نے کسی کے خوف سے اپنا سر نہیں چھپایا اور اب جب کہ میری اتنی عمر ہو چکی ہے کیا منہ چھپاؤں! میں جاتا ہوں، اور اللہ سے استعانت کرتا ہوں؎

خالد ولید کے پاس آیا نہ اُس نے اُسے بلایا اور نہ بات چیت کی، وہ اپنے ہی مکان میں اپنے موالیوں اور خادموں کے ساتھ مقیم رہا جب یحییٰ بن زید کا سر خراسان سے ولید کے پاس آیا تو تمام لوگ ایک شامیانے میں جمع ہوئے، ولید نے دربار کیا، حاجب آکر اپنی جگہ کھڑا ہوا، خالد نے اُس سے کہا میرا جو حال ہے اُسے آپ دیکھ رہے ہیں میں چلنے سے معذور ہوں کرسی میں سوار ہوتا ہوں حاجب نے

کہا کوئی شخص سوار ہو کر ولید کے پاس نہیں جا سکتا، اب تین آدمیوں کو ولید نے اپنے پاس بلایا، حاجب نے خالد سے کہا اُٹھو، خالد نے کہا میں معذور ہوں چل نہیں سکتا، پھر ایک یا دو آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور اس مرتبہ حاجب نے پھر خالد سے کھڑے ہونے کے لئے کہا خالد نے پھر اپنی معذوری کا اظہار کیا، پھر دس آدمیوں کو اجازت ملی، حاجب نے کہا خالد اُٹھو، اب سب لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دی گئی اور ولید نے خالد کو بھی اندر بلایا، خالد کرسی پر سوار ہو کر ولید کے سامنے آیا، ولید اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا، دستر خوان بچھے ہوئے تھے اور سب لوگ اسکے سامنے دو صفوں میں بیٹھے تھے، شبّہ بن عقّال یا عقال بن شبّہ تقریر کر رہا تھا، اور یحییٰ بن زید کا سر لٹکا ہوا تھا، خالد کو بھی ایک صف میں بٹھا دیا گیا، جب خطیب نے اپنی تقریر ختم کی ولید دربار سے اوٹھ گیا اور تمام درباری چلے گئے، خالد بھی اپنے گھر آگیا، اُس نے درباری لباس اتارا ہی تھا کہ ولید کا قاصد اُسے پھر بلالے گیا یہ سراپردۂ سلطانی کے پاس ٹھہر گیا، ولید کے قاصد نے اُس سے آکر کہا کہ امیر المومنین پوچھتے ہیں کہ یزید بن خالد کہاں ہے اُس نے کہا جب ہشام نے اُس پر قابو پالیا تو اُسے گرفتار کرنا چاہا اس لئے وہ بھاگ گیا، ہمارا خیال تھا کہ وہ امیر المومنین ولید کے پاس ہوگا مگر جب اونکی خلافت کے بعد بھی وہ ظاہر نہیں ہوا تو ہمارا گمان ہے کہ وہ اپنے ہم قوم خوارج کے علاقوں میں چلا گیا ہوگا اور مجھے اسکا پورا یقین ہے، قاصد نے پھر آکر اُس سے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں تم جھوٹ بولتے ہو تم اُسے فتنہ برپا کرنے کے لئے اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو، خالد نے کہا امیر المومنین کو معلوم ہے کہ میں میرا خاندان ہمیشہ مطیع و فرماں بردار رہا ہے، میں میرا باپ اور دادا سب بنی امیہ کے جاں نثار و وفادار رہے ہیں۔

خالد کہتا ہے کہ قاصد کے جلد جلد واپس آنے سے مجھے معلوم تھا کہ ولید اتنے قریب ہے کہ وہ میری گفتگو سن رہا ہے، قاصد نے پھر آکر کہا امیر المومنین فرماتے ہیں یا تو تم یزید کو حاضر کرو ورنہ تمہاری جان لونگا، خالد نے بلند آواز سے قاصد سے کہا کہ جاکر کہدے کہ یہی ٹھانی ہے اور اسی کا تصفیہ کرلیا ہے تو اگر میرے قدموں تلے بھی ہو تو میں اُنھیں تمہاری خاطر اُس پر سے نہ اُٹھاؤں جو تمہارے جی میں آئے کرو۔

ولید نے اپنی فوج خاصہ کے افسر غیلان کو حکم دیا کہ اسے خوب پیٹو اور ایسا سخت عذاب دو، کہ میں اسکے چیخنے کی آواز سنوں غیلان اُسے اپنی فرودگاہ میں لے آیا۔ زنجیروں سے اُسے مارنا شروع کیا مگر خالد نے ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہیں نکالا غیلان نے ولید سے آکر کہا سوائے اس شخص کے اور کوئی آدمی میں نے ایسا نہ دیکھا جسے میں نے پیٹا ہو اور وہ کراہا یا چلایا نہ ہو، ولید نے کہا اب اُسے مت پیٹو بلکہ اپنے پاس قید رکھو، خالد قید کردیا گیا۔

جب یوسف بن عمر عراق سے بہت سا روپیہ لیکر آیا تو خالد کے معاملہ پر دربار یوں میں گفتگو ہوئی۔ ولید نے دربار منعقد کیا، یوسف بھی اس کے پاس موجود تھا آبان بن عبدالرحمٰن النمیری نے خالد کے معاملہ میں گفتگو کی، یوسف نے کہا میں پانچ کروڑ درہم میں اسے خرید تا ہوں، ولید نے خالد کو کہلا بھیجا کہ یوسف تمھیں پانچ کروڑ میں خرید رہا ہے یا تو تم اس رقم کی ضمانت پیش کرو ورنہ میں تمھیں اُسکے حوالے کئے دیتا ہوں۔ خالد نے سنکر کہا بخدا عرب کبھی بھی بکنے کے عادی نہیں ہوئے، اور زمین سے ایک لکڑی اٹھاکر کہا اگر وہ اُسکو بھی ضمانت میں مجھ سے طلب کرے، تو میں ہرگز نہ دوں، جو اُسکے جی میں آئے کرے۔

ولید نے اُسے یوسف کے حوالے کردیا یوسف نے اُسکے کپڑے اتار کر ایک جُبہ اُسے پہنایا اور ایک اور اُسکے اُوپر سے لپیٹ دیا بغیر کسی گدے یا بستر کے اُسے کجاوہ پر سوار کیا، اور اُسکے ساتھ اُسی کجاوہ میں ابو قحافہ المرّی ولید بن تلید کا بھتیجا جو ہشام کی جانب سے موصل کا عامل تھا سوار ہوا، یوسف خالد کو اسطرح لیکر چلا، محدثیہ آکر جو ولید کے عسکر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا منزل کی، خالد کو سامنے بُلاکر اُسکی ماں کا بُری طرح ذکر کرنے لگا، خالد نے کہا اللہ تجھپر لعنت کرے ماؤں کے ذکر سے کیا فائدہ، میں اب ایک لفظ بھی تجھ سے کبھی نہ بولونگا، یوسف نے اُسے خوب مارا اور سخت تکلیف و ایذا دی مگر اُس نے ایک لفظ اپنی زبان سے نہیں کہا، اب پھر اُسے لیکر کوچ کیا، اثنائے سفر میں زید بن تمیم القینی نے دانۂ انار کے ستو کا شربت اپنے آزاد غلام سالم النصاط نام کے ہاتھ اُسے بھیجا، یوسف کو اُسکی خبر پہنچ گئی اُس نے زید کے پانسو اور سالم کے ایک ہزار کوڑے لگوائے،

حیرہ آکر یوسف نے ابراہیم اور محمد ہشام کے دونوں بیٹوں کو بلایا، اور ان کے سامنے خالد کو مارنا شروع کیا، ابراہیم تو چپ چاپ دیکھتا رہا مگر محمد بن ہشام کا دل بیٹھ گیا، خالد پر تمام دن اسی عذاب میں کٹا رات کو ایک بڑا بھاری ناہموار پتھر اسکے سینے پر رکھدیا گیا جس سے وہ اسی شب مرگیا، حیرہ کے اطراف اسی جوئے میں جو وہ پہنے تھا اُسے زمین کے سپرد کردیا گیا؛

ہیثم بن عدی کے بیان کے مطابق اسکی موت محرم ۱۲۶ھ ہجری میں واقع ہوئی؛ عامر بن سہلۃ الاشعری نے اسکی قبر پر آکر اپنا گھوڑا ذبح کیا اس جرم میں یوسف نے سات سو کوڑے اسکے لگوائے؛

ایک شخص کہتا ہے کہ جب خالد کو یوسف نے اپنے سامنے بلایا میں اسوقت موجود تھا، یوسف نے ایک لکڑی منگوائی وہ اسکے دونوں پاؤں پر رکھی گئی اور اتنے آدمی اُسپر کھڑے ہوئے کہ اسکے دونوں پاؤں ٹوٹ گئے مگر بخدا نہ اُس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ منھ بنایا، پھر لکڑی اسکی پنڈلیوں پر رکھی گئی اور وہ بھی اسی طرح توڑ دی گئیں پھر اسکی دونوں رانوں پر رکھی گئی پھر اسکے دونوں کولوں پر پھر اسکے سینے پر یہاں تک کہ اسیطرح وہ مرگیا مگر نہ ایک لفظ اُسنے زبان سے نکالا اور نہ اسکی ابرو پر بل آیا؛

اسی سنہ میں یزید بن الولید بن عبدالملک کے لئے جسے یزید الناقص کہتے ہیں بیعت لی گئی، ناقص اس لئے کہا جاتا ہے کہ ولید بن یزید نے لوگوں کی معاشوں میں جو دس دس کا اضافہ کیا تھا اس نے اُسے گھٹا دیا۔ ولید کے قتل کے بعد اس نے باقی کو کم کرکے معاشوں کی شرح پھر وہی کردی جو ہشام بن عبدالملک کے عہد میں تھی، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا یہ نام سب سے پہلے مروان بن محمد نے رکھا تھا، علی بن محمد کہتا ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن الولید کو سب و شتم کیا اور کہا کہ یہ ناقص بن الولید ہے اُسکا نام ہی ناقص رکھدیا اور اسی وجہ سے اور لوگ بھی اُسے اسی نام سے یاد کرنے لگے اسی سنہ میں بنی مروان کی یکجہتی متزلزل ہوگئی اور فتنہ برپا ہوگیا؛

اس سنہ کے مختلف فتنوں کا بیان؛

ولید بن یزید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام بن عبدالملک نے عمان میں علم بغاوت بلند کیا، علی بن محمد کہتے ہیں کہ ولید کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام جو

عمان میں قید تھا جیل سے نکل آیا، عمان میں جس قدر سرکاری روپیہ وغیرہ تھا سب پر اُس نے قبضہ کر لیا اور دمشق کی طرف روانہ ہوا، ولید پر لعنت بھیجتا تھا اور اُسپر کفر کا الزام لگاتا تھا؛

اسی سنہ میں اہل حمص نے عباس بن ولید کے اسباب کو لوٹ لیا اُسکا مکان ڈھا دیا، اور ولید کے خون کا بدلہ لینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس کی تفصیل یہ ہے؛

علی راوی ہے کہ مروان بن عبداللہ بن عبدالملک ولید کی جانب سے حمص کا عامل تھا، یہ باعتبار اپنی شرافت، بزرگی، فراست اور وجاہت کے بنی مروان کے عمائد میں سے تھا، ولید کے قتل کی اطلاع جب اہل حمص کو ہوئی تو انھوں نے شہر کے دروازے بند کر لئے اور ولید کا ماتم برپا کیا، اُس کے قتل کی تفصیل پوچھنے لگے، ان میں سے بعض لوگوں نے جو اُسکے قتل کے واقعہ میں شریک تھے بیان کیا کہ ہم دشمن سے برابر کا مقابلہ کر رہے تھے بلکہ ہمارا ہی پلہ جنگ میں جھکا ہوا تھا کہ اتنے میں عباس بن الولید عبدالعزیز بن الحجاج سے جا ملا، یہ سنتے ہی اہل حمص کو جوش آگیا، انھوں نے عباس کے مکان کو ڈھا دیا، اُسے لوٹ لیا، اُسکی حرم کو بھی لوٹا، اُسکی اولاد کو گرفتار کر کے قید کر دیا، اور خود اُس کی تلاش کرنے لگے، مگر وہ یزید بن الولید کے پاس جا چکا تھا، اُنھوں نے تمام چھاونیوں سے مراسلت شروع کی، اور اُنھیں ولید کے خون کا بدلہ لینے کی دعوت دی، سب نے اس بات کو منظور کر لیا، نیز اہل حمص نے اپنے درمیان ایک تحریری عہد کیا کہ وہ کبھی یزید کی بیعت نہیں کریں گے بلکہ اگر ولید کے دونوں ولی عہد زندہ ہوں گے تو اُن کے لئے بیعت کرینگے اور اگر وہ زندہ نہ رہے ہوں گے تو اُس شخص کو اختیار کریں گے جو اُن کی معاش گذشتہ محرم سے اس محرم تک دیگا، اور اُن کی اولاد کے لئے بھی معاش مقرر کریگا، نیز ان لوگوں نے معاویہ بن یزید بن حصین کو اپنا امیر بنا لیا اور مروان بن عبداللہ بن عبدالملک کو جو حمص کے دارالامارۃ میں تھا اُسکی اطلاع لکھ بھیجی، مروان نے جب یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ گویا اللہ کی جانب سے یہ خط آیا، یہ بھی اُن لوگوں کے ساتھ ہو گیا، جب یزید بن ولید کو ان کے

طرزعمل کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے قاصد اُن کے پاس بھیجے ان میں یعقوب بن ہانی بھی تھا، اور اُس نے انھیں یہ لکھا کہ میں اپنے لئے دعوت نہیں دے رہا بلکہ میں تمھیں دعوت دیتا ہوں کہ باہمی مشورہ سے خلیفہ کا انتخاب کیا جائے عمرو بن قیس السکونی نے کہا کہ ہم اپنے ولی عہد یعنے ولید بن یزید کے بیٹے کے لئے راضی ہیں، یعقوب بن عمیر نے اُسکی ڈاڑھی پکڑ کر کہا تو لالچی، پاگل ہو گیا ہے تیری، عقل جاتی رہی ہے جس سے تیری مراد ہے اگر وہ یتیم ہو کر تیری صیانت میں رہے تو کبھی خود اُسکا مال اُسے نہ دیگا چہ جائیکہ تمام قوم کی عنان حکومت اُسکے سپرد کرے؛

حمص والے یزید بن الولید کے پیامبروں پر جھپٹے اور انھیں نکال باہر کیا، اب حمص کی حکومت معاویہ بن یزید بن حصین کے متعلق تھی اور مروان بن عبداللہ کو اُن کے معاملہ سے کوئی سروکار نہ رہا تھا، اہل حمص کے ساتھ سمط بن ثابت بھی تھا اور اُسکے تعلقات معاویہ بن یزید سے کشیدہ تھے، ابو محمد السفیانی بھی اُن کے ہمراہ تھا اس نے کہا اگر میں دمشق جا کر وہاں لوگوں سے ملوں جلوں تو کوئی میری مخالفت نہ کریگا؛

اب یزید بن ولید نے مسرور بن ولید، اور ولید بن روح کو ایک زبردست جماعت کے ساتھ اُن کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا یہ حوارین آکر ٹھہرے، اُن کے ہمراہ اکثر بنی عامر الکلبی تھے، سلیمان بن ہشام بھی یزید کے پاس آگیا، یزید نے اُسکی عزت و توقیر کی اور اُسکی بہن اُم ہشام بنت ہشام بن عبدالملک سے نکاح کر لیا، اور اُسکا وہ تمام مال و جائداد جو ولید نے ضبط کر لی تھی اُسے بحال کر دی اُسے مسرور بن ولید اور ولید بن روح کے پاس بھیجا اور اُن دونوں کو حکم دیا کہ وہ اُسکے احکام کی پوری طرح تعمیل کریں؛

اُن کے مقابلہ کے لئے اہل حمص بھی آگے بڑھکر خالد بن یزید بن معاویہ کے ایک گاؤں میں مورچہ بند ہوئے۔ اور مروان بن عبداللہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی تم لوگ اپنے دشمن سے لڑنے اور اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کیلئے نکلے ہو یہ ایسا مقصد ہے کہ مجھے توقع ہے کہ اللہ اسکا تمھیں بڑا اجر و ثواب دیگا ان میں سے ایسے دو شخص تمھارے مقابلہ پر آئے ہیں جو بمنزلہ سینگ اور گردن کے ہیں اگر تم نے انھیں قطع کر دیا تو جو اُن کے پیچھے آرہا ہے اُسکا خود ہیں

پیچھا کروں گا۔ اُسکے مقابلہ پر تمھارا پلہ بھاری ہوگا، اور اُن کا مقابلہ تمھارے لئے آسان ہو جائیگا، میں ایسے مناسب نہیں سمجھتا کہ اس فوج کو اپنے پیچھے چھوڑ کر سیدھے دمشق سے چلے چلیں، سمط نے کہا بخدا یہ ہمارا دشمن ہے اسکا گھر بھی قریب ہے یہ چاہتا ہے کہ ہماری جماعت کو نقصان پہنچے، یہ قدریہ کے عقائد کی جانب میلان رکھتا ہے، یہ سنتے ہی لوگوں نے مروان بن عبداللہ پر حملہ کیا اُسے اور اُسکے بیٹوں کو قتل کر ڈالا، اور اُن کے سر سب کو دکھانے کے لئے بلند کئے حالانکہ سمط کی اس تقریر کا منشا معاویہ بن یزید کی مخالفت تھی!

مروان بن عبداللہ کے قتل کے بعد انھوں نے ابو محمد السفیانی کو اپنا امیر بنایا اور سلیمان بن ہشام کو اطلاع کی کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو ہم خود تمھارے مقابلہ کے لئے آتے ہیں مگر انھوں نے یہ کیا کہ سلیمان کے عسکر کو اپنے بائیں چھوڑ کر سیدھا دمشق کا رخ کیا، جب سلیمان کو اُسکی خبر ہوئی وہ بڑی سرعت سے اُن کے مقابلہ کے لئے بڑھا، اور سلیمانیہ میں جو سلیمان بن عبدالملک کا ایک مزرعہ عذرا کے پیچھے دمشق سے چودہ میل کے فاصلہ پر تھا اُنھیں آلیا۔

جب یزید کو اہل حمص کی پیش قدمی کی اطلاع ہوئی اُسنے عبدالعزیز بن الحجاج کو تین ہزار فوج کے ساتھ اُنکے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ عقاب کی گھاٹی پر ٹھہرے نیز اُسنے ہشام بن مصاد کو پندرہ سو فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور حکم دیا کہ سلامتہ گھاٹی پر ٹھہرے اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں

یزید بن مصاد جو سلیمان کی فوج میں تھا راوی ہے کہ اہل حمص کو جب کہ وہ سلیمانیہ میں فروکش تھے ہم نے جا لیا انھوں نے زیتون کے جنگل کو اپنی داہنی جانب اور کوہستان کو اپنی بائیں جانب کیا تھا، جبال اُس کے پیچھے تھا۔ اور اسطرح صرف ایک ہی سمت سے اُن پر حملہ کیا جا سکتا تھا، علاوہ بریں چونکہ وہ اول شب ہی منزل پذیر ہو چکے تھے انھوں نے اپنے گھوڑوں کو آرام دیکر تازہ دم کر لیا تھا، برخلاف اسکے ہم ساری رات سفر کرکے اُن تک پہنچے تھے، جب دن چڑھ گیا، گرمی شدید ہوئی، ہمارے گھوڑے بالکل بے دم ہو چکے تھے اور فولاد کے زرہ بکتر ہم پر بوجھل ہو گئے تھے میں نے مسرور بن الولید سے اُسکے پاس جا کر کہا اے ابو سعید میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیکر

کہتا ہوں کہ ایلے اس حالت میں اسوقت فوج کو آگے نہ بڑھائیں سلیمان میری بات سن رہا تھا اُس نے میرے سامنے آکر کہا، اے نوجوان صبر کر تا وقتیکہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ کا ہمارے اُن کے درمیان جو تصفیہ کرنے والا ہو تصفیہ نہ کر دے میں گھوڑے سے نہیں اترونگا، آگے بڑھو اُس کے میمنہ پر طفیل بن حارثۃ الکلبی اور میسرہ پر طفیل بن زرارۃ الجشی تھا، اب اہل حمص نے ہم پر حملہ کیا اور ہمارا میمنہ و میسرہ دو سو گز سے زیادہ پسپا ہوا خود سلیمان قلب میں تھا وہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹا، اب سلیمان کی فوج نے دشمن پر حملہ کیا اور انھیں اُسی جگہ تک پیچھے ڈھکیل دیا جہاں وہ پہلے تھے کئی مرتبہ اسی طرح ہوا کہ انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہم نے اُن پر۔ اُن کے دو سو کے قریب مارے گئے جن میں حرب بن عبد اللہ بن یزید بن معاویہ بھی تھا، اور سلیمان کی فوج کے تقریباً پچاس آدمی کام آئے۔

ابو العلیاء البہرانی اہل حمص کا مشہور بہادر سامنے آیا اور مبارزت طلب کی اُسکے مقابلہ پر حیۃ بن سلامۃ الکلبی نکلا اور نیزہ کا اُسپر ایک ایسا وار کیا کہ اُسے گھوڑے سے گرا دیا۔ حریش کے آزاد غلام ابو جعدہ نے جو اہل دمشق کی طرف تھا اُسپر حملہ کر کے قتل کر ڈالا، اب ثبیت بن یزید البہرانی نے مبارزت طلب کی اُسکے مقابلہ کے لئے ایراک السغدی جو سغد کے شہزادوں میں سے تھا اور سلیمان بن ہشام کے ساتھ رہا کرتا تھا نکلا، شبیب پستہ قد تھا ایراک گرانڈیل تھا، جب شبیب نے اُسے اپنے مقابل آتے دیکھا تو اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ مگر ایراک معرکہ میں ٹھہرا رہا۔ شبیب نے اُسکے تیر مارا جس نے اُسکے عضلۂ ساق کو اُسکے گھوڑے کے نمدہ سے پیوست کر دیا۔ اسی طرح جنگ ہو رہی تھی کہ عبد العزیز عقاب گھاٹی سے بڑھکر اہل حمص پر حملہ آور ہوا اُن کے عسکر میں در آیا، بہت سوں کو قتل کیا اور ہم میں آملا۔

سلیمان بن زیاد الغسانی راوی ہے، میں عبد العزیز بن الحجاج کے ہمراہ تھا، اہل حمص کے عسکر کو دیکھکر اُس نے اپنی فوج سے کہا تمھیں اُس ٹیلے پر پہنچنا ہے، جو اُن کے عسکر کے وسط میں واقع ہے، اگر تم میں سے کوئی پیچھے رہ گیا تو بخدا میں اُسکی گردن مار دونگا، اور اپنے علم بردار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر اُس نے

حملہ کیا اور ہم نے بھی اُسکے ہمراہ حملہ کیا۔ جس نے ہمارا مقابلہ کیا مارا گیا، ہم اُسی ٹیلہ پر جا پہنچے، اُن کے عسکر میں شگاف پڑ گیا، اور انھیں شکست ہوئی، یزید بن خالد بن عبداللہ القسری چلایا کہ خدا سے ڈرو اپنی قوم کو قتل کر رہے ہو، یہ سنکر لوگ رُک گئے، اور رائس نے سلیمان اور عبدالعزیز کی کارروائی کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا اسوجہ سے فوانیہ اور سلیمان اور بنی عامر میں جو قبیلۂ کلب سے تھے تلوار چلتے چلتے رکگئی مگر پھر اس شرط پر کہ اہل حمص یزید بن الولید کے لئے بیعت کرلیں فاتح اپنی جگہ رک گئے۔

سلیمان بن ہشام نے عبدالعزیز کو بھیجکر ابو محمد السفیانی اور یزید بن خالد بن یزید بن معاویہ کو گرفتار کرا لیا یہ انھیں لیکر طفیل بن حارثہ کے پاس سے گزرا، اُن دونوں نے اُن سے چلا کر کہا اے ماموں ہم تمھیں اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ یاد دلاتے ہیں عبدالعزیز انھیں سلیمان کے پاس لایا۔ سلیمان نے انھیں قید کردیا بنو عامر کو اُن کے قتل کئے جانے کا خوف ہوا اس لئے انکی ایک جماعت آئی اور اُن کے ساتھ ہی خیمہ میں رہی، پھر سلیمان نے انھیں یزید بن الولید کے پاس بھیجدیا یزید نے انھیں قصر خضراء میں ولید کے دونوں بیٹوں کے ہمراہ قید کردیا، نیز اُن کے ساتھ اُس نے یزید بن عثمان بن محمد بن ابی سفیان عثمان بن الولید کے ماموں کو بھی قید کردیا۔

سلیمان اور عبدالعزیز دمشق روانہ ہوئے اور دونوں مقام عذراء میں فروکش ہوئے اب تمام اہل دمشق نے ایک بات پر اتفاق کرلیا اور سب نے یزید بن ولید کے لئے بیعت کرلی، کچھ دمشق آ گئے اور کچھ حمص چلے گئے یزید نے اُن کی معاشیں انھیں دیں، اُنکے اشراف کو جنمیں معاویہ بن یزید بن الحصین، ا سمط بن ثابت عمرو بن قیس، ابن حوئی اور صقر بن صفوان تھے انعام واکرام دیا نیز اُس نے اہل حمص میں سے معاویہ بن الحصین کو کسی جگہ کا عامل بھی مقرر کیا، باقی اور لوگ دمشق ہی میں مقیم رہے پھر یہ سب اہل اردن اور فلسطین کے مقابلہ پر گئے اس معرکہ میں اہل حمص کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔

اسی سنہ میں اہل فلسطین اور اردن نے سرکشی کی، اپنے عامل کو اچانک حملہ کرکے قتل کردیا۔ اس واقعہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

"اہل اردن وفلسطین کا ہنگامہ"

سعید بن عبدالملک ولید کی جانب سے فلسطین کا عامل تھا یہ ایک نیک اور اچھا آدمی تھا، یزید بن سلیمان اپنے باپ کے بیٹوں کا، سردار تھا، اور سلیمان بن عبدالملک کے بیٹے فلسطین آکر رہا کرتے تھے اس لئے وہاں کے باشندے اُن کے ہمسایہ ہونے کی وجہ سے اُن سے محبت کرتے تھے، اُنھیں ولید کے قتل کی اطلاع ہوئی اُس وقت تمام اہل فلسطین کا سردار سعید بن روح بن زنباع تھا اس نے یزید بن سلیمان کو لکھا کہ خلیفہ قتل کیا جا چکا ہے، اب آپ یہاں آئے تاکہ ہم آپ کو اپنا حکمراں بنالیں اس بات کے لئے سعید نے اپنی تمام قوم کو تیار کرلیا۔ نیز اُس نے سعید بن عبدالملک کو جو اُس وقت سبع میں فروکش تھا لکھا کہ آپ یہاں سے چلے جائے کیونکہ اب حکومت میں گڑبڑ مچ گئی ہے اور اب ہم نے ایسے شخص کو اپنا حکمراں بنالیا ہے جسکی حکومت سے ہم راضی ہیں چنانچہ سعید بن عبدالملک یزید بن الولید کے پاس چلا گیا، یزید بن سلیمان نے اہل فلسطین کو یزید بن الولید سے لڑنے کے لئے دعوت دی۔

جب اہل اردن کو اِن کی حالت کا علم ہوا تو اُنھوں نے محمدؐ بن عبدالملک کو اپنا حاکم بنالیا اور اب فلسطین کی حکومت اصل میں سعید بن روح اور ضبعان بن روح کے ہاتھ میں تھی، یزید کو انکی شورش کا علم ہوا اُس نے سلیمان بن ہشام کو اہل دمشق اور اُن اہل حمص کے ہمراہ جو سفیانی اسکے ساتھ تھے انکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

محمدؐ بن راشد راوی ہے کہ اہل دمشق چوراسی ہزار تھے، سلیمان اُن کے پاس آگیا یہ مجھے نامہ وپیام کے لئے ضبعان اور سعید روح کے بیٹے، اور حکم اور راشد جرو بلقینی کے بیٹوں کے پاس بھیجتا رہا، میں اُنھیں یزید کی بیعت کرنے کے لئے سبز باغ دکھاتا اور اُمیدیں دلاتا تھا آخر کار وہ اُسکے لئے آمادہ ہوگئے۔

عثمان بن داؤد الخولانی بیان کرتا ہے کہ یزید نے مجھے محمدؐ بن عبدالملک اور یزید بن سلیمان کے پاس اس لئے بھیجا کہ اُنھیں اُسکی طاعت کی دعوت دوں، حسن سلوک کے وعدے کروں اور توقعات دلاؤں، میرے ہمراہ حذیفہ بن سعید بھی تھا، ہم نے سب سے پہلے اہل اردن اور محمدؐ بن عبدالملک سے یہ کارروائی

شروع کی، اردن کے کچھ لوگ اُسکے پاس آ گئے میں نے اُس سے گفتگو شروع کی، انھوں نے کہا اللہ امیر کو نیک ہدایت دے یہ شخص اقامت نماز کے وقت آیا ہے، اب میں اور وہ اکیلے رہ گئے میں نے تخلیہ میں اُس سے کہا کہ میں یزید کا قاصد ہوں اور خاص تمھارے پاس آیا ہوں واقعات یہ ہیں کہ جتنے سپہ سالار مقرر کئے گئے وہ سب تمھاری قوم کے تھے اسی طرح بیت المال سے اگر ایک درہم بھی کسی کو دیا گیا ہے تو وہ اُنھیں کے ہاتھوں میں گیا ہے، اور یزید یہ اور یہ آپ کے ساتھ کرنے کے لئے تیار ہے، محمد نے کہا کیا تم اُسکی ضمانت کرتے ہو، میں نے کہا جی ہاں اُسکے پاس سے ہو کر میں ضبعان بن روح کے پاس آیا اور اُس سے بھی میں نے وہی کہا جو محمد سے کہہ آیا تھا اور میں نے یہ بھی کہا کہ وہ اپنی زندگی کے لئے تمھیں فلسطین کا عامل مقرر کردیگا، اُس نے میری دعوت پر لبیک کہا، میں واپس چلا آیا صبح اٹھکر میں نے دیکھا کہ اہل فلسطین مقابلہ سے واپس چلے گئے تھے۔

محمد بن سعید بن حسان الاردنی بیان کرتا تھا کہ میں اردن میں یزید بن ولید کا مخبر تھا جب سب لوگوں نے اُسکی بیعت کرلی تو اُس نے مجھے اردن کا افسر مالی مقرر کردیا۔ جب لوگ اُسکے مخالف ہو گئے تو میں سلیمان بن ہشام کے پاس آیا اور اُس سے درخواست کی کہ مجھے رسالہ دو تاکہ میں طبریہ پر غارت گری کروں، اُس نے اس سے صاف انکار کردیا، میں نے یزید بن الولید کو سارا واقعہ جا سنایا اُس نے اپنے قلم سے سلیمان کو لکھا کہ جس قدر رسالہ کی مجھے ضرورت ہے وہ میرے ساتھ بھیج دے، میں نے اُس حکم کو سلیمان کے حوالہ کردیا سلیمان نے مسلم بن ذکوان کو پانچ ہزار سوار دلیا کے ہمراہ میرے ساتھ جانے کا حکم دیا، میں رات ہی رات اس جماعت کے ساتھ روانہ ہوا طبریہ پہنچ کر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا وہ آس پاس کے مواضع میں پھیل گئے میں ایک دستہ کے ساتھ طبریہ کی طرف بڑھا اور وہ بھی ٹکڑی ٹکڑی کرکے اپنی چھاؤنی میں چلے آئے اہل طبریہ نے کہا ہم کس لئے یہاں ٹھہرے رہیں کہ جب کہ اہل جند ہمارے گھروں کی تلاشی لیتے ہیں اور ہمارے اہل و عیال پر تحکم کرتے ہیں۔ پھر لوگ یزید بن سلیمان اور محمد بن عبدالملک کے احاطوں میں گئے انھیں لوٹ لیا اُن کے تمام جانور اور ہتھیاروں پر قبضہ کرلیا اپنے دیہات اور مکانات میں چلے گئے

جب اہل فلسطین اور اردن منتشر ہو گئے تو سلیمان صنبرہ آیا۔ اہل اردن اُس کے پاس آئے اور اُنھوں نے یزید کے لئے بیعت کر لی۔ جمعہ کے دن سلیمان نے اُنھیں طبریہ بھیجا اور خود جھیل میں ایک جہاز پر سوار ہو کر اُن کے ساتھ ساتھ چلا طبریہ آیا یہاں سب لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی اور اُن لوگوں سے جو نماز میں موجود تھے یزید کے لئے بیعت لیکر پھر اپنے پڑاؤ واپس آگیا۔

سلیمان بن داؤد راوی ہے صنبرہ پر فروکش ہو کر سلیمان نے مجھے یزید بن الولید کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم جاکر امیر المومنین سے اہل فلسطین کی زیادتی جسکا خود تمھیں علم ہے بیان کرو، اور یہ بھی کہدینا کہ اللہ نے اُن کے معاملہ سے فراغت دیدی ہے۔ اور اب میرا مستقل ارادہ ہے کہ ابن سراقہ کو فلسطین اور اسود بن بلال المحاربی کو اردن کا حاکم مقرر کروں، میں نے یزید سے وہ باتیں بیان کردیں جنکا سلیمان نے مجھے حکم دیا تھا، پھر یزید نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے ضبعان بن روح سے کیا کہا میں نے ساری کیفیت سُنائی، یزید نے پوچھا پھر اُس نے کیا کیا میں نے کہا کہ وہ اہل فلسطین کو لیکر اور ابن جمرہ اہل اردن کو لیکر صبح ہونے سے پہلے واپس چلے گئے یزید نے کہا تو ایسی حالت میں سلیمان کی تجویز پر عمل کرنا آئین وفا کے سراسر منافی ہے، تم ابھی جاؤ اور سلیمان کو میری جانب سے حکم دو کہ وہ تاوقتیکہ ملہ جاکر اُسکے باشندوں سے میرے لئے بیعت نہ لے واپس نہ آئے، اور میں ابراہیم بن الولید کو اردن کا ضبعان بن روح کو فلسطین کا مسرور بن الولید کو قنسرین کا اور ابن الحصین کو حمص کا عامل مقرر کر رہا ہوں۔

ولید کے قتل کے بعد یزید بن الولید نے تقریر کی، خدا کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد اُس نے کہا اے لوگو میں نے کسی بدنیتی نخوت دنیا کی حرص یا حکومت کے لئے خروج نہیں کیا نہ میں نفس پرور ہوں اللہ مجھ پر اپنا رحم کرے میں تو اپنے نفس پر سختی کرتا ہوں بلکہ میں نے اللہ اُسکے رسول اور اُس کے دین کی حمایت وحمیت میں خروج کیا ہے۔ اور اس لئے کہ میں اللہ، اُسکی کتاب، اور اُسکے رسول کی سنت کی طرف دعوت دوں کیونکہ ہدایت کے بلند مینار ڈھا دیے گئے تھے۔ اہل تقویٰ کی نورانی قندیل گل کر دی گئی تھی، ایسے سرکش متمرد کا دور دورہ ہو گیا تھا جس نے ہر حرام کو حلال کر لیا۔ ہر بدعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ نہ کلام اللہ کو

سچا سمجھتا تھا اور نہ آخرت پر ایمان رکھتا تھا اگرچہ قرابت کے اعتبار سے وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور نہ آفت نسب میں میرا مماثل تھا مگر جب میں نے اسکی یہ روش دیکھی اللہ سے اسکے معاملہ میں استخارہ کیا اور یہ بھی درخواست کی کہ خداوندا تو مجھے میرے نفس کے حوالے نہ کر دینا، پھر میں نے اس کارروائی میں شرکت کے لئے صرف اپنے ماتحتین و متعلقین میں اُن لوگوں کو دعوت دی جنھوں نے اُسپر لبیک کہا اور اس معاملہ میں پوری کوشش کی آخر کار اللہ نے اپنی مدد اور طاقت سے (میری مدد و طاقت سے نہیں) اپنے ملک اور بندوں کو اُسکی جانب سے راحت دلا دی حضرات میں آپ کی جانب سے اپنے اوپر یہ فرض سمجھتا ہوں کہ نہ کوئی قصر تعمیر کرونگا اور نہ کوئی مکان بناؤں گا نہ نہر کھدواؤں گا نہ روپیہ جمع کروں گا نہ اپنی بیوی یا کسی بیٹے کو کچھ دوں گا، نہ روپیہ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کروں گا تاوقتیکہ میں اس شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست نہ کروں اور اُسکے خاص لوگوں کو اتنا نہ دے لوں جس سے انھیں تقویت حاصل ہو، اگر اس سے کچھ بچ جائیگا تو اُس روپیہ کو یہاں سے جو قریب ترین شہر ہوگا اور اُسے سب سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہوگی وہاں صرف کرنے کے لئے منتقل کروں گا، تمھاری سرحدوں پر میں جنگی وصول نہیں کرونگا، جس سے تمھیں یا تمھارے اہل و عیال کو تکلیف اُٹھانا پڑے نہ میں اپنے دروازے کو تمھارے لئے کبھی بند کروں گا تاکہ تمھارا قوی تم میں جو کمزور ہو اُسے ستا نہ سکے، نہ میں تمھارے اہل جزیہ پر کوئی ایسا لگان عائد کروں گا جسکی وجہ سے وہ اپنے وطنوں کو چھوڑ کر چلے جائیں اور اُنکی نسل منقطع ہو جائے میں تمھیں سالانہ معاش دوں گا اور ماہوار ماہانہ تاکہ دولت عام مسلمانوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جائے کہ تم میں سے جو مجھ سے سب سے زیادہ دور ہے اسکی حیثیت اُس جیسی ہو جو تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ قریب ہو، اگر میں اپنے ان وعدوں کا ایفا کروں تو آپ پر فرض ہے کہ آپ میری فرماں برداری و اطاعت کریں اور اس ذمہ داری میں خلوص اور عمدگی کے ساتھ میری شرکت کریں اور اگر میں ان باتوں کو پورا نہ کر دوں تو آپ کو اختیار ہے کہ میری بیعت سے انحراف کریں مگر ایسی صورت میں کہ میری کسی فروگذاشت کا آپ سبب دریافت کریں اور اگر میں توبہ کروں تو

آپ اُسے قبول فرمائیں، اور اگر آپ کسی اور کو ایسا دیکھیں کہ وہ اس اہم خدمت کے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور وہ آپ کے ساتھ یہ مراعات بھی کرنے کے لئے تیار ہے جو میں آپ کے ساتھ کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ اور آپ اس کے لئے بیعت کرنا چاہیں تو سب سے پہلے میں اس کی بیعت کرنے اور اس کی طاعت میں شامل ہونیکے لئے مستعد ہوں۔ حضرات، اگر کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اسکی اطاعت کرنا کسی طرح جائز نہیں اور نہ اُس کے ساتھ وفا کرنا جائز ہے جو خود کسی عہد کو توڑ دے اطاعت تو اصل میں اللہ کی اطاعت ہے، اس لئے جبتک کوئی شخص اللہ کی اطاعت کرتا رہے تم اس کی اطاعت کرو اگر وہ معصیت کی جانب بلائے تو وہ اس بات کا سزاوار ہے کہ اس کے حکم کی نافرمانی کیجائے اور اُسے قتل کردیا جائے، میں اپنی اس تقریر کو ختم کرتے ہوئے اپنے اور آپ کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

اسکے بعد یزید نے لوگوں کو تجدید بیعت کے لئے بُلایا سب سے پہلے افقم یزید بن ہشام نے آکر بیعت کی، قیس بن ہانی العبسی نے بھی بیعت کی اور کہا امیر المومنین اللہ سے ڈرتے رہیئے اور جو وعدے آپ نے کئے ہیں اُن پر جمے رہیئے کیونکہ آپ کے خاندان کے جتنے لوگ اس منصب پر فائز ہوئے چاہیے انہیں لوگ عمر بن عبدالعزیز کا نام بھی کیوں نہ لیں کسی نے اپنے وعدوں کا پورے طور پر ایفا نہیں کیا، مگر آپ نے اس منصب کو اچھے ذریعہ سے حاصل کیا ہے اور عمر نے بُرے طریقہ سے حاصل کیا تھا جب مروان بن محمد نے اُسکی اس بات کو سُنا تو کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کردے اس نے ہم سب کی مذمت کی اور عمر کی مذمت کی۔

جب مروان خلیفہ ہوا تو اُس نے ایک شخص کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ دمشق کی مسجد میں جاکر قیس بن ہانی کو نظر میں رکھنا، کیونکہ وہی بہت دیر تک نماز پڑھتا رہتا ہے، اور اُسے قتل کردینا، اُس شخص نے حسب الحکم دمشق کی مسجد میں آکر قیس کو نماز پڑھتے دیکھا اور اُسے قتل کردیا۔

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے یوسف بن عمر کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کردیا اور اسکی جگہ منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا۔

یوسف کی ولایت عراق سے برطرفی اور منصور بن جمہور کا تقرر

جب تمام شام نے یزید بن ولید کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا تو ولید نے جیسا کہ بیان

کیا گیا ہے، عبدالعزیز بن ہارون بن عبداللہ بن وحیہ بن خلیفۃ الکلبی کو عراق کا صوبہ دار بنانے کے لئے گفتگو کے لئے اپنے پاس بلایا عبدالعزیز نے کہا اگر میرے پاس فوج ہوتی تو میں اس عہدہ کو قبول کرلیتا، یزید نے اُسے چھوڑ دیا اور منصور بن جمہور کو عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ولید بن یزید بن عبدالملک بروز چہارشنبہ ماہ جمادی الآخر ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں ابھی دو راتیں باقی تھیں قتل کیا گیا اور تمام لوگوں نے دمشق میں یزید بن ولید بن عبدالملک کے لئے بیعت کرلی، جس روز ولید قتل کیا گیا اسی دن منصور بن جمہور بجرا سے عراق روانہ ہوگیا، اُس سمیت کل سات آدمی اسکے ہمراہ تھے، یوسف بن عمر کو اُسکے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنے مستقر سے بھاگ گیا منصور بن جمہور ابتدائے ماہ رجب میں حیرہ پہنچا۔ سرکاری خزانوں پر قابض ہوگیا، اہل معاش کو اُنکی معاشیں اور تنخواہیں دیدیں، حریث بن ابی جہم کو اُس نے واسط کا عامل مقرر کیا۔ اُس سے پہلے محمد بن نباتہ واسط کا عامل تھا منصور بن جمہور نے ایک شب اُسپر چھاپہ مارا اور قید کر کے بیڑیاں ڈالدیں، جریر بن یزید بن جریر کو بصرہ کا عامل مقرر کیا اور خود کوفہ میں رہا۔ اُس نے اور بھی اپنے عامل مقرر کر دیئے، اور یزید بن ولید کے لئے عراق اور تمام اضلاع میں بیعت لے لی، رجب کا بقیہ حصہ، شعبان اور رمضان وہاں مقیم رہا اور رمضان کے اواخر میں شام واپس چلا آیا۔

ابو مخنف کے علاوہ اوروں کا بیان ہے کہ منصور بن جمہور ایک بے رحم ظالم غیلانی اعرابی تھا، یہ کوئی دیندار آدمی نہ تھا مگر چونکہ یزید غیلانیوں کی تحریک کا حامی تھا نیز منصور کو خالد کے قتل کا رنج تھا محض ان وجوہات کی وجہ سے وہ ولید کے قتل میں شریک ہوا، جب یزید نے اُسے عراق کا صوبہ دار مقرر کیا تو اُس سے کہا میں نے تمھیں عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے، تم عراق جاؤ، اور اللہ سے ڈر کر حکومت کرنا، یہ جان لو کہ میں نے ولید کو اُسکے فسق و فجور اور ظلم کی وجہ سے قتل کیا ہے تمھارے لئے یہ نازیبا ہے کہ تم بھی وہی روش بد اختیار کرو جسکی وجہ سے ہم نے ولید کو قتل کیا، یزید بن حجرۃ الغسانی جو ایک نہایت دیندار فاضل شخص تھا، اور جسکی اہل شام بڑی قدر و منزلت کرتے تھے اور جو محض اپنی دینداری کی وجہ سے

ولید کے خلاف لڑا تھا، یزید بن ولید کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے منصور کو عراق کا صوبہ دار مقرر فرمایا ہے، یزید نے کہا ہاں اُسکی عمدہ کارگذاری اور اعانت کے صلہ میں اُس نے کہا امیر المومنین یہ باتیں تو اُسکے وحشی پنے اور بد دینی کی وجہ سے اُس میں نہیں ہو سکتیں یزید نے کہا اگر میں منصور کو اُسکی حسن اعانت کی وجہ سے یہ عہدہ نہ دوں تو اور کسے دُوں، اُس نے کہا ایسے دیندار نیک آدمی کو دیجیئے جو مشتبہ حالات و سوانح میں استقلال سے کام کرے، اور جو احکام وحدود دین سے واقف ہو، اور یہ کیا بات ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ قیس کا کوئی شخص نہ آپ کے دربار میں ہے اور نہ محافظوں میں، یزید بن ولید نے کہا اگر خون بہانا میری شان کے منافی نہ ہوتا تو سب سے پہلے میں قیس ہی پر ہاتھ صاف کرتا بخدا اُنکی وجہ سے اسلام کو بجائے عزت کے ذلت نصیب ہوئی ؎

جب یوسف کو ولید کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو اُس نے اُن یمنی سرداروں سے جو اُسکے پاس تھے آمد و رفت شروع کی اور قید میں اُن سے اگر ملنے لگا پھر اُس نے مضری سرداروں سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کی اور پوچھا اگر اس کڑی میں جسکی وجہ سے ہم سب ایک سلسلہ میں منسلک ہیں کوئی گڑبڑ پڑ جائے یا کوئی فتنہ پیدا ہو جائے تو تم کیا کروگے وہ کہتا چونکہ میں شام کا باشندہ ہوں جسکی وہ بیعت کریں گے میں بھی کرونگا اور جو وہ کریں گے میں بھی وہی کروں گا ؎

یوسف کو معلوم ہو گیا کہ اِن مضریوں سے اس کا کام نہیں چل سکتا، اس لیے اُس نے جتنے یمنی قید تھے سب رہا کردیئے اور حجاج بن عبداللہ البصری اور منصور بن نصیر کو جو اُسے شامیوں کی خبریں پہنچایا کرتے حکم بھیجا کہ مجھے تمام خبریں لکھتے رہو، نیز اُس نے شام کی سڑک پر پہرے بٹھا دیئے اور خود ڈرتا ہوا حیرہ میں قیام پذیر رہا ؎

اب منصور شام سے عراق آیا۔ جب حیرہ پہنچگیا تو اُس نے یہ خط سلیمان بن سلیم بن کیسان کو لکھا، اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں اور جب وہ کسی قوم کو سزا دینا چاہتا ہے تو کوئی اُسے روک نہیں سکتا، ولید بن یزید نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلدیا بہت سے خون بہائے اللہ نے اُسکا خون بہایا اور جلدی سے اُسے دوزخ میں پہنچا دیا۔ اب خلافت کا

والی وہ شخص ہوا ہے جو اُس سے بہتر اور نیک روش یزید بن الولید ہے جسکے لئے سب نے بیعت کرلی ہے اُس نے حارث بن العباس بن ولید کو عراق کا صوبہ دار مقرر کیا ہے، اور عباس نے مجھے عراق بھیجا ہے تاکہ میں یوسف اور اُسکے عاملوں کو گرفتار کرلوں، وہ خود مجھسے دو منزل پیچھے مقام ابیض پر مقیم ہے، لہٰذا تم یوسف اور اُسکے عمال کو گرفتار کرلو، اُن میں سے کوئی بچ کر بھاگ نہ جائے، اور اُنھیں اپنے پاس قید رکھو، یاد رکھو کہ اگر تم نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارے اور تمہارے خاندان کے ساتھ وہ کیا جائیگا جسکی تم نے نظیر نہیں دیکھی اب چاہے تم اُسے اختیار کرو اور چاہے ترک کردو!

بیان کیا گیا ہے کہ منصور جب عین التمر پہنچا تو اُس نے اُن شامی فوجی سرداروں کو جو حیرہ میں تھے متعدد خطوط لکھے جنمیں ولید کے قتل کی اطلاع دی اور حکم دیا کہ یوسف اور اُسکے تمام ماتحت عہدیداروں کو گرفتار کرلو، یہ تمام خط اُس نے سلیمان بن سلیم بن کیسان کو بھیجدیے اور حکم دیا کہ اِن خطوط کو تمام سرداروں کو پہنچادے، مگر سلیمان نے وہ خط اپنے ہی پاس رکھے اور یوسف کو آکر منصور کا وہ خط جو اُس نے سلیمان کو لکھا تھا سُنایا۔ اُسکے سنتے ہی یوسف کے ہوش وحواس باختہ ہوگئے!

حریث بن ابی الجہم راوی ہے کہ میں واسط میں ٹھہرا ہوا تھا مجھے کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ یکایک منصور بن جمہور کا خط میرے پاس آیا جس میں مجھے یوسف کے عاملوں کو گرفتار کرلینے کا حکم دیا تھا، میں واسط میں یوسف کا منیب تھا، میں نے اپنے موالی اور دوستوں کو جمع کیا اور ہم تقریباً تیس آدمی پورے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر گھوڑوں پر سوار ہوئے اور شہر آئے، دروازے کے پہرہ داروں نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا حریث بن ابی جہم، اُنھوں نے کہا بخدا ضرور کوئی اہم معاملہ ہے جسکی وجہ سے حریث آیا ہے، پھر اُنھوں نے دروازے کھولدیے ہم نے شہر میں داخل ہوکر عامل کو گرفتار کرلیا اُس نے اپنے تئیں ہمارے حوالے کردیا اور صبح کو ہم نے یزید کے لئے تمام لوگوں سے بیعت لے لی!

عمرو بن محمد بن القاسم سندھ کا والی تھا، اُس نے محمد بن غزان یا عزان الکلبی کو گرفتار کرکے مارا اور یوسف بن عمر کے پاس بھیجدیا یوسف نے بھی بٹھایا ایک

بڑی رقم اُسکے ذمہ واجب الادا ٹھہرائی - ہر جمعہ کو اُسکی ایک قسط وصول کیجاتی تھی اور عدم ادائی کی صورت میں پندرہ کوڑے لگوائے جاتے تھے، اُسکا ایک ہاتھ اور کچھ انگلیاں، ضرب سے سوکھ کر بیکار ہوگئیں، جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار ہوا تو اُس نے اُسی کو سندھ اور سجستان کا والی مقرر کیا، سجستان آکر اس نے یزید کے لئے بیعت لی پھر سندھ آیا، عمرو بن محمدؒ کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور اُسپر پہرہ بٹھا دیا۔ وہ نماز پڑھنے کھڑا ہوا عمرو بن محمدؒ نے پہرہ والے کی تلوار چھین کر اُسے نیام سے باہر کیا، اُسکی نوک پر اپنا سارا بوجھ ڈالدیا تلوار پیٹھ میں اُتر گئی - لوگوں نے شور مچایا - ابن غزان نے باہر آکر اُس سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کیا، عمرو بن محمدؒ نے کہا میں عذاب سے ڈرا اُس نے کہا میری نیت یہ نہ تھی کہ تمھارے ساتھ ایسا سلوک کروں جو خود تم نے اپنے ساتھ کیا، عمرو بن محمدؒ تین دن زندہ رہکر مرگیا، ابن غزان نے یزید کے لئے بیعت لے لی ؟

جب سلیمان بن سلیم بن کیسان الکلبی نے منصور بن جمہور کا خط یوسف کو پڑھکر سنایا تو یوسف نے اُس سے پوچھا اب تمھاری کیا رائے ہے سلیمان نے کہا اب کوئی تمھارے سامنے ایسا امام نہیں ہے جسکے ساتھ ہوکر تم جنگ کرو، اور نہ شامی فوجیں حارث بن عباس کے خلاف تمھارے ساتھ لڑینگی، اور منصور بن جمہور تمھارے پاس آیا تو اُس سے تمھیں نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے، اس مشورہ میں کیا ہرج ہے کہ تم خود اپنے ملک شام چلے جاؤ - یوسف نے کہا میں بھی یہی چاہتا ہوں مگر تدبیر کیا کیجائے، سلیمان نے کہا ایسی بات کا اظہار کرو کہ تم نے یزید کو خلیفہ تسلیم کرلیا ہے اپنی تقریروں میں اُسکے لئے بیعت کی دعوت دو، جب منصور قریب پہنچ جائیگا اُسوقت میں اپنے کسی بھروسہ کے آدمی کو تمھارے ساتھ کردونگا، چنانچہ جب منصور اس قدر قریب آگیا کہ وہ علے الصباح شہر میں داخل ہو جائے گا، یوسف سلیمان کے مکان چلا آیا - تین دن یہاں قیام کیا پھر سلیمان نے ایک شخص کو اُس کے ساتھ کردیا وہ اُسے سماوے کے راستے لے چلا یہاں تک کہ یوسف بلقا پہنچ گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے یوسف کو مشورہ دیا کہ تم چھپ رہو اور عراق کو منصور کے لئے چھوڑدو جو وہ چاہے یہاں کرے یوسف نے کہا کس کے پاس پناہ لوں سلیمان نے کہا میرے پاس اور میں تمھیں اپنے معتبر لوگوں میں پوشیدہ رکھوں گا چنانچہ

سلیمان نے عمرو بن محمد بن سعید بن العاص کے پاس آکر سارا واقعہ سُنایا اور درخواست کی چونکہ آپ قریش ہیں اور آپ کے ماموں بکر بن وائل ہیں اس لئے آپ یوسف کو اپنے پاس پناہ دیجیئے، عمرو نے اُسے اپنے پاس پناہ دیدی!

عمرو کہتا ہے کہ اس جیسا میں نے کوئی اور شخص نہیں دیکھا کہ باوجود اس قدر نخوت و غرور کے وہ اس قدر مرعوب و خوف زدہ ہو گیا تھا کہ میں نے ایک حسین و شائستہ لونڈی اُسکے پاس بھیجی اور اس سے کہا کہ اس سے اپنی بغل گرم کرو اور اُسے خوش کرو مگر وہ نہ اُسکے قریب گیا اور نہ نظر اُٹھا کر اُسے دیکھا پھر ایک دن اُس نے مجھے بُلایا میں اُسکے پاس گیا، یوسف نے کہا تم نے میرے ساتھ بہت ہی عمدہ سلوک کیا ہے میری ایک تمنا باقی ہے، میں نے کہا بیان کرو، اُس نے کہا تم مجھے کوفہ سے شام پہنچا دو، میں نے کہا اچھا، صبح کو منصور بن جمہور کوفہ آ گیا، اُس نے پہلے ولید کا ذکر کیا اور اسکی مذمت کی پھر یزید کا نام لیا اور اُسکی تعریف و توصیف کی پھر یوسف اور اُسکے جور و تعدی کا ذکر کیا، بہت سے خطیبوں نے شہر میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور ولید و یوسف کی اطاعت سے لوگوں کو منحرف کر دیا، میں نے یوسف سے آکر سارا قصہ بیان کیا اور جس جس کے متعلق میں نے کہا کہ اُسنے تمہاری برائی کی ہے اس نے کہا بخدا اب مجھ پر فرض ہو گیا کہ میں سَو دو سَو اور تین سَو کوڑے لگواؤں گا۔ مجھے یہ سنکر اُس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ اب بھی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے اور اس طرح لوگوں کو دھمکاتا ہے سلیمان بن سُلیم نے اُسکی حفاظت کے عہد سے اپنی برات کر لی اور پھر اُسے شام بھیجدیا شام میں چھپا رہا پھر بلقاء چلا گیا

علی بن محمد بیان کرتے ہیں کہ یوسف بن عمر نے بنی کلاب کے ایک شخص کو پانسو فوج کے ساتھ روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر یزید بن الولید بھی تمہارے سامنے آئے تو اُسے ہرگز آگے نہ بڑھنے دینا مگر جب منصور بن جمہور صرف تیس شہسواروں کے ساتھ سامنے آیا تو اس فوج نے اُسکی کوئی مزاحمت نہ کی منصور نے اُن کے ہتھیار اوتار لئے اور اپنے ساتھ اُنھیں بھی کوفہ لے آیا!

جب یوسف کوفہ سے روانہ ہوا اُس کے ہمراہ صرف سفیان بن سلامۃ بن سُلیم بن کیسان اور غسان بن قعاس العذری تھے اور خود اُسکے صلب سے سات بیٹے اور بیٹیاں اسکے ہمراہ تھیں!

ماہ رجب کے ابتدا میں منصور بن جمہور کوفہ آیا سرکاری خزانوں پر قابض ہوا لوگوں کو اُن کی معاش اور راہوار دیدیں اور اُن تمام عہدیدار اور مالگزاری کے اہلکاروں کو رہا کر دیا جنھیں یوسف نے قید کر لیا تھا، جسوقت یوسف بلقا پہنچا اُسی وقت اُسکی اطلاع یزید بن الولید کو ہوگئی محمد بن سعید الکلبی جو یزید کے خاص فوجی سپہ سالاروں میں تھا بیان کرتا ہے کہ جب یزید بن الولید کو معلوم ہوا کہ یوسف اپنے اہل وعیال کے ہمراہ بلقاء میں ہے تو اُس نے مجھے اُسکی گرفتاری کے لئے روانہ کیا، میں نے پچاس یا اس سے زیادہ شہسواروں کے ساتھ بلقاء آ کر اُسکے مکان کو گھیر لیا۔ اب ہم اُسے تلاش کرنے لگے مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ بات یہ تھی کہ یوسف زنانہ لباس پہنے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کا ہم جلیس تھا جب اُن کی بھی تلاشی لی گئی تو اُنکے پاس اُسکا پتہ چلا اور گرفتار کر لیا گیا، بیڑیاں پہنا کر یزید کے پاس لایا گیا، یزید نے اُسے بھی ولید کے دونوں کم عمر بیٹوں کے ساتھ قید کر دیا، یہ یزید کے کامل عہد اور دو ماہ دس دن ابراہیم کے عہد خلافت میں قید رہا۔ جب مروان شام آیا اور دمشق کے قریب پہنچا تو ابراہیم نے یزید بن خالد کو اُن کے قتل کرا دینے کا حکم دیا۔ یزید بن خالد نے خالد کے آزاد غلام کو جسکی کنیت ابوالاسد تھی اپنے چند سپاہیوں کے ساتھ اس کام کے لئے بھیجا اُس نے جیل خانہ میں آ کر گرز سے اُن دونوں نوعمر لڑکوں کا کام تمام کیا اور یوسف بن عمر کو باہر نکال کر اُسکی گردن ماردی!

یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب یزید کو یوسف کے بلقا آنے کی اطلاع ملی تو اُس نے پچاس شہسوار اُسکی گرفتاری کے لئے بھیجے، بنی نمیر کے ایک شخص نے یوسف سے آ کر کہا اے میرے چچیرے بھائی اب تم ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے اگر میری بات مانتے ہو تو میں تمھاری حفاظت اپنے ذمہ لیتا ہوں مجھے اجازت دو کہ میں اُنکے پنجہ سے تمھیں نکال لوں، یوسف نے کہا میں اسکے لئے تیار نہیں، اُس نے کہا تو پھر مجھے اجازت دو کہ خود میں تمھیں قتل کر ڈالوں تاکہ یمنی تمھیں قتل نہ کرنے پائیں ورنہ ہمیں سخت جوش آئیگا، یوسف نے کہا تم نے جو باتیں میرے سامنے پیش کی ہیں اُنہیں سے ایک بھی میں اختیار نہیں کر سکتا، اُس نے کہا تو خیر آپ بہتر جانتے ہیں۔ یزید کے فرستادے اُسے پکڑ کر یزید کے پاس لائے۔ یزید نے اُس سے پوچھا تم کیوں آئے، یوسف نے کہا جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر عراق آیا تو میں نے مناسب سمجھا کہ میں اُسے اور اُسکے ماتحت علاقہ کو چھوڑ دوں تاکہ کسی قسم کا فتنہ نہ برپا ہو۔

یزید نے کہا یہ بات نہیں بلکہ تو نے اُسے بُرا سمجھا کہ میری ماتحتی کرے، پھر یزید نے اُسے قید کرنے کا حکم دیدیا۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یزید نے مسلم بن ذکوان اور محمد بن سعید بن متطرف الکلبی سے بلا کر کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسق یوسف بن عمر بلقاء آگیا ہے تم دونوں جاؤ اور اُسے میرے سامنے حاضر کرو، اِن دونوں نے اُسکو تلاش کیا مگر نہ پایا جب اُسکے ایک بیٹے کو ڈرایا تو اُس نے کہا میں بتائے دیتا ہوں وہ اپنے مزرعہ کو جو یہاں سے تیس میل کے فاصلہ پر ہے، چلا گیا ہے، وہ دونوں بلقاء کی چھاؤنی سے پچاس سپاہی اپنے ساتھ لیے کر وہاں آئے انھیں اس کا پتا چل گیا، وہ بیٹھا تھا اُن کی خبر پاتے ہی جوتے چھوڑ کر بھاگ گیا، ان دونوں نے اُس کو تلاش کیا اور عورتوں میں جا پایا، عورتوں نے اُسپر ابریشم کے کوئے ڈالکر اُسے چھپا دیا تھا، اور خود ننگے سر اُس ڈھیر کے آس پاس ہو بیٹھیں تھیں اِن لوگوں نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ نکالا اُس نے محمد بن سعید کی خوشامد شروع کی اور کہا کہ مجھے چھوڑ دو بنی کلب تم سے خوش ہوجائینگے میں دس ہزار دینار بھی دیتا ہوں اور کلثوم بن عُمیر اور ہانی بن بشر کا خون بہا بھی دینے کے لئے آمادہ ہوں یہ لوگ اُسے یزید کے پاس لے چلے اتنا ئے راہ میں سلیمان کا عامل جو پولیس کی کسی دوڑ کو لیکر جارہا تھا اُسے ملا اُس نے اُسکی ڈاڑھی پکڑ کر اُسے کھینچا اور کچھ بال بھی نوچ لئے، یوسف کی ڈاڑھی سب سے بڑی اور قد سب سے چھوٹا تھا، جب یہ اُسے یزید کے پاس لائے تو یزید اُسکی ڈاڑھی پکڑ کر جھول گیا اُس وقت اُس کی ڈاڑھی ناف سے بھی نیچی تھی، یوسف کہنے لگا بخدا امیر المومنین آپ نے میری ساری ڈاڑھی نوچ ڈالی اب اُس میں ایک بال بھی باقی نہیں رہا۔ پھر یزید نے اُسے قصر خضرا میں قید کر دیا۔ محمد بن راشد اُس کے پاس آیا اور اُس نے کہا کیا تم اس سے نہیں ڈرتے کہ کوئی ایسا شخص جسکے کسی عزیز کا تم نے خون کیا ہو وہ کسی بلند جگہ پر چڑھکر کوئی بڑا پتھر تم پر پھینکدے، یوسف نے کہا بخدا مجھے اسکا خیال بھی نہیں آیا۔ میں تمھیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین کو یہ رائے مت دینا کہ وہ مجھے اس جگہ سے کہیں اور بدل دیں اگرچہ یہ جگہ دوسری جگہ سے زیادہ تنگ ہی کیوں نہیں ہے محمد بن راشد نے یزید سے جاکر یہ بات کہی اُس نے کہا تو بھی اُسی جیسا احمق ہے میں نے تو اُسے قید ہی اس لئے کیا ہے کہ عراق بھیجدوں تاکہ وہاں سب کے

سامنے اسکی تشہیر کیجائے اور جو مظالم اُس نے کئے ہیں اُسکی پاداش میں اُسکا مال اور اسکی جان لیجائے۔

ولید کے قتل کے بعد یزید نے منصور بن جمہور کو عراق بھیجا اور ولید کی طرح اس نے بھی ایک خط اہل عراق کو لکھا جو حسب ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا دین بنایا اُسے پسند کیا اور پاک کیا۔ اُس میں اوامر و نواہی مقرر کئے تاکہ اپنی اطاعت اور معصیت میں اپنے بندوں کا امتحان کرے، جس قدر عمدہ باتیں تھیں وہ اکمل صورت میں اپنے دین میں مقرر کیں، پھر وہ خود ہی اس کا ولی نگہبان ہوا اور جو لوگ اُسکے حدود کے قائم کرنے والے ہیں اُنکا وہ دوست بنا جنکی وہ اسلام کی بزرگی کی وجہ سے حفاظت کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے جس کسی کو اللہ منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے اور وہ اُسکی حکومت کو اپنے سر لیتا ہے اُسے یہ کسی طرح حق نہیں کہ وہ سوائے اُن امتیازات کے جنھیں خود اللہ نے اُسے دیے ہیں کوئی اور عہد کرائے یا کسی شے کو حلال کردے۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اُسکی یہ بے ایمانی نہایت ہی کمزور اور ناپائدار ہوتی ہے، اور جو اُسکے احکام کے مطابق حکمرانی کرتا ہے اُسکے لئے اللہ اپنے عطیہ کو پورا کرتا ہے۔ اور اُسکا اجر و ثواب اُسکے لئے جمع رکھتا ہے، اور جو اُسکے خلاف کرتا ہے اللہ اُسکی تمام امیدوں کو ملیا میٹ کر کے اُسے محروم کردیتا ہے، چنانچہ خلفا یکے بعد دیگرے ہوتے رہے جو اللہ کے دین کے نگہبان اور اُسکے حکم کے مطابق کام اور اُسکی کتاب کی اتباع کرتے رہے اُن کی اس نگہبانی اور نصرت کا صلہ اُنھیں یہ ملا کہ اللہ نے انھیں اس وجہ سے تمام نعمتیں دنیا میں عطا فرمائیں کیونکہ اُن کے طرز عمل کو اُس نے پسند فرمایا۔ ہشام کی وفات تک سب کا یہی طرز عمل رہا اُسکے بعد اللہ کی حکومت دشمن خدا ولید کے ہاتھ میں آئی جس نے ایسی حرام کاریاں کیں جسے نہ کسی مسلمان نے کیا اور نہ کسی کافر کو اُسکے ارتکاب کی جرات ہوئی جب اُس نے علی الاعلان یہ باتیں کیں، اور اس سے لوگوں کو سخت مصائب پیش آئے خون بہے اور بغیر حق کے لوگوں کے مال ضبط کئے گئے، اور ایسی بُری بُری باتیں کی گئیں کہ جنکے مرتکب کو اللہ تھوڑی ہی مہلت دیتا ہے تو اس انتظار کے بعد کہ یہ خود اِن باتوں کو ترک کردیگا، اللہ اور مسلمانوں کے سامنے اپنی برات کرے گا

اپنے اعمال اور معاصی کو بُرا سمجھکر ترک کردیگا میں خود اُسکی جانب چلا اور اللہ سے درخواست کی کہ میں نے ارکانِ دین کی اصلاح اور بندگانِ خدا کی فلاح و بہبود کا جو بیڑا اٹھایا ہے اُسے تو ساحلِ مُراد پر پہنچا میں فوج سے ملا اُنکے سینے اسی دشمن خدا کے اعمال شنیعہ کی وجہ سے پہلے ہی غصے سے جوشان تھے کیونکہ اُسکا یہ حال تھا کہ جو شرائع اسلام اُسکے سامنے آئے اُس نے انھیں بدل دیا اور اللہ کے حکم کے خلاف عمل کیا، اور اِن باتوں کو وہ ڈھٹائی سے کھلم کھلا بغیر کسی پردہ کے کرتا رہا جس کے متعلق کسی کو بھی شک نہیں ہے میں نے فوج سے اپنی ناراضی کی وجہ بیان کی اور کہا کہ اِس سے ہمارا دین اور دنیا دونوں برباد ہو رہی ہیں، انھیں میں اپنے دین کی پابجائی اور اس کی حمایت پر ابھارا کیونکہ وہ خود اس معاملہ میں متردد تھے کہ اگر اِن حالات میں اُن کا طرزِ عمل یہی رہا تو انھیں اپنی ہلاکت کا خوف تھا جب میں نے اِس حالت کو بدلنے کے لئے انھیں دعوت دی انھوں نے فوراً اُسے لبیک کہا، میں نے عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو انکا سردار بنا کر اُسکے مقابلہ کیلئے بھیجا۔ انھوں نے نجرا نام ایک گاؤں میں سب سے پہلے دشمن خدا کو لیا اور اسے دعوت دی کہ خلافت کو مشورہ سے طے کیا جائے جسے سب مسلمان پسند کریں اُس شخص کو اس اہم منصب پر فائز کیا جائے، اُس نے اُسکا کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی گمراہی میں مداومت کو پسند کیا، پھر اُس نے اللہ کے کاموں سے ناواقفیت کی بنا پر خود ہی اُن پر حملہ کی ابتدا کی مگر اُسے معلوم ہوگیا کہ اللہ بڑا توانا اور دانا ہے اور اُسکی گرفت شدید ہے، اللہ نے اُسکی بداعمالیوں کی وجہ سے اُسے قتل کر ڈالا نیز اُس کے اُن بداعمال مصاحبوں میں سے جو اُسکی اندرونی خباثت و فسق میں اُس کے شریک کار تھے دس قتل کئے گئے اُسکے اور ساتھیوں نے حق کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اللہ نے اُسکی آگ بجھادی اور اپنے بندوں کو اُسکی جانب سے بے خوف کر دیا۔ اللہ اُسے اور اُسکے شر کا طرق کو ہلاک کرے۔

میں نے مناسب سمجھا کہ تمھیں اِس واقعے کی فوراً اطلاع کر دوں تاکہ تم خدا کی حمد اور اُسکا شکر بجالاؤ کیونکہ اب تمھاری حالت قابلِ مثال و رشک ہوگئی اِس لئے کہ تمھارے حکمراں، تمھارے پسندیدہ لوگ ہیں۔ انصاف کا دروازہ تمھارے لئے کشادہ ہے کوئی شخص عدل وانصاف کے بغیر تم پر حکومت نہیں کریگا، اِس لئے تم اپنے رب کا مزید شکر ادا کرو

میں نے منصور بن جمہور کو تمہارا والی انتخاب کیا ہے تم اُسکی اطاعت و فرماں برداری کرو کیونکہ تم اللہ کے سامنے اس کا عہد کر چکے ہو، اللہ کی مخلوقات کے لئے جس قدر عہد و وعدے لئے جاتے ہیں ان سب سے بڑھکر قابل احترام یہ بات ہے کہ تم میری اور میرے بعد جسے میں اپنا جانشین بناؤں اُسکی اطاعت و فرماں برداری کرو کیونکہ اُسپر تمام امت نے اتفاق و اجتماع کرلیا ہے۔

جسطرح تم پر یہ عہد ہے اسی طرح میں تمہارے سامنے عہد کرتا ہوں کہ میں اللہ کے حکم، رسول اللہ صلعم کی سُنت اور تمہارے برگزیدہ اسلاف کے طرز عمل کے مطابق تم پر حکومت کرونگا اور اسکے لئے میں اپنے رب اور ولی سے توفیق و نیک تکمیل کا خواستگار ہوں گے۔

اسی سنہ میں نصر بن سیار نے خراسان میں منصور بن جمہور کی حکومت کو جسے یزید نے عراق کے ساتھ خراسان کا بھی ناظم اعلےٰ مقرر کیا تھا تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نصر کو یوسف بن عمر نے ولید کیلئے تحائف لیکر عراق آنے کا حکم دیا تھا اور نصر روانہ بھی ہوگیا تھا، مگر اُس نے راستے میں دیر لگائی، یہاں تک کہ اُسے ولید کے قتل کی اطلاع پہنچی۔

بشر بن نافع سالم اللیثی کا آزاد غلام جو عراق کی سڑکوں کا محافظ تھا بیان کرتا ہے کہ جب منصور بن جمہور عراق کا صوبہ دار مقرر ہو کر آیا اور یوسف بن عمر بھاگ گیا تو منصور نے اپنے بھائی منظور کو رے کا عامل مقرر کرکے رے روانہ کیا میں بھی اُسکے ہمراہ رے آیا اب میں نے اپنے دل سے کہا کہ نصر کو چلکر اِس واقعہ کی اطلاع دینا چاہیئے۔ جب نیشاپور پہنچا تو نصر کے مولیٰ حُمید نے مجھے روک لیا اور کہا جب تک تم اپنا مقصد مجھ سے بیان نہ کرو میں تمھیں آگے نہ جانے دونگا، میں نے اُسے سارا واقعہ سنا دیا اور عہد لے لیا کہ جب تک میں نصر کے پاس نہ پہنچ جاؤں تم کسی کو اُسکی اطلاع مت دینا۔ اب ہم سب نصر کے پاس آئے وہ اُس وقت قصر ماجان میں تھا ہم نے ملنے کی اجازت طلب کی اُسکے خواجہ سرا نے کہا وہ ابھی سو رہا ہے ہم نے اصرار کیا اُس نے جاکر نصر کو ہمارے آنے کی اطلاع دی۔ نصر باہر آگیا اور میرا ہاتھ پکڑکر اندر لے گیا اور جب تک ہم محل کے اندر نہ آگئے اُس نے مجھ سے

ایک بات نہیں کی اندر جا کر اُس نے مجھ سے واقعہ پوچھا میں نے ساری کیفیت سُنائی، نصر نے اپنے آزاد غلام حمید کو حکم دیا کہ وہ میرے لئے خلعت وانعام لے آئے، پھر یونس بن عبدربہ اور عبید اللہ بن بسام مجھسے ملنے آئے میں نے اُن دونوں سے سارا واقعہ بیان کر دیا سلم بن احوز میرے پاس آیا میں نے اُسے بھی سارا واقعہ بتا دیا، ولید بن یوسف اُس وقت نصر کے پاس تھا جب اُسے معلوم ہوا تو اُس نے نصر سے اس خبر کی تصدیق چاہی۔ نصر نے مجھے بُلایا میں نے سارا واقعہ سُنایا ولید بن یوسف اور اسکے ہمراہیوں نے مجھے جھٹلایا میں نے کہا آپ ان لوگوں سے ضمانت لے لیجئے جب تین دن گذر گئے اور کوئی مزید اطلاع موصول نہیں ہوئی تو نصر نے اسّی پولیس والے میری نگرانی کے لئے متعین کر دیئے۔ میرے اندازے کے خلاف خبر پہنچنے میں دیر ہوئی جب نویں شب آئی اور وہ شب نوروز تھی تو سب لوگوں کو باقاعدہ طور پر سارا واقعہ معلوم ہو گیا جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا نصر نے نوروز کے تحائف میں سے اکثر مجھے بھیجدیئے زین اور لگام کیساتھ ایک گھوڑا مجھے دیا ایک چینی زین اور دی اور مجھسے کہا کھڑے ہو جاؤ میں تمھیں پورا ایک لاکھ دوں گا۔

جب نصر کو ولید کے قتل کا یقین آگیا تو اُس نے اُن تحائف کو جو ولید کے لئے مہیا کئے گئے تھے واپس طلب کر لیا۔ غلاموں کو آزاد کر دیا۔ اور نفیس لونڈیاں اپنے بیٹوں اور خاص احباب میں تقسیم کر دیں۔ برتن عوام الناس کو دیدیئے۔ اپنے عمّال روانہ کر دیئے اور انھیں عمدہ شریفانہ طرز عمل کی ہدایت کی۔

ازدیوں نے یہ جھوٹی خبر مشہور کر دی کہ منظور بن جمہور خراسان آرہا ہے۔ نصر نے سب کے سامنے تقریر کی اور کہا اگر وہ شخص جسکے متعلق گمان کیا جاتا ہے ہمارا امیر ہو کر آیا تو ہم اُسکے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ ڈالیں گے اسکے بعد اُس نے اُسکا نام لیا اور کہنے لگا "عبداللہ بے یار و بُریدہ" مگر نصر نے بنی ربیعہ اور یمن کے سرداروں کو عامل مقرر کیا چنانچہ اُس نے یعقوب بن یحییٰ بن حضین کو طخارستان علیا کا حاکم مقرر کیا معدۃ بن عبداللہ الیشکری کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا پھر اُسکے پیچھے ابان بن الحکم الزہرانی کو بھیجا اور مغیرہ بن شعبۃ الجہضمی کو قہستان کا حاکم مقرر کیا اور

ان عہدیداروں کو رعایا کے عمدہ سلوک کرنے کی ہدایت کی، پھر سب لوگوں کو بیعت کی دعوت دی اور سب نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کی ۔

نصر نے عبدالملک بن عبداللہ السلمی کو خوارزم کا حاکم مقرر کیا تھا یہ جب وہاں کے لوگوں میں تقریر کرتا تو اپنی تقریر میں کہا کرتا ہیں نہ بدتمیز گنوار ہوں اور نہ فزاری کی طرح کمزور ہوں ۔ مجھے معاملات کے تجربہ اور حسن کارگزاری نے عزت دی اور میں نے انھیں اپنے وجود سے معزز کر دیا ۔ بخدا میں تلوار کو تلوار کی جگہ اور کوڑے کو کوڑے کی جگہ استعمال کرونگا اور جیل خانہ سے بھی کام لونگا، اور تم مجھے ایسا بے باک پاؤ گے کہ میں جنگ میں کود پڑونگا ۔ اور پھر تم اسطرح سیدھے راستے چلنے لگو گے جسطرح جوان اونٹنی ایک سالہ عمر کے بچوں میں ناچتی پھرتی ہے ورنہ میں تمھیں اسطرح جھاڑونگا جسطرح تم جھڑبیری کو ایک ایک پہلو سے جھاڑتے ہیں ۔

بلقین کا ایک شخص جسے منصور بن جمہور نے بھیجا تھا خراسان آیا نصر کے آزاد غلام حمید نے جو نیشاپور میں راہگذار تھا اُسے پکڑ لیا اور اتنا مارا کہ اُسکی ناک ٹوٹ گئی ۔ اُس نے نصر سے آکر اُسکی شکایت کی نصر نے بیس ہزار اسے دلائے اور کہا کہ تمھاری ناک جس نے توڑی ہے وہ آزاد غلام ہے اور اسلئے تمھارے مائل ہیں کہ اس سے میں تمھارا قصاص لوں، اس معاملہ کو جانے ہی دو ۔

عصمۃ بن عبداللہ الاسدی نے اُس سے کہا اے ہمارے بلقینی بھائی کہو کیا خبر لائے ہو، ہم نے بھی قیس کو بنی ربیعہ کے مقابلہ کے لئے بنی تمیم کو بنی آزد کے مقابلہ کے لئے تیار کر رکھا ہے بنی کنانہ باقی ہیں اس لئے کہ کوئی انکا مقابل ہی نہیں، اسپر نصر نے کہا جب کسی بات کی میں اصلاح کرتا ہوں تم لوگ اُسے خراب کر دیتے ہو ۔

قدامۃ بن مصعب العبدی اور بنی کندہ کا ایک شخص منصور بن جمہور کی جانب سے نصر کے پاس آئے ۔ نصر نے اُن سے پوچھا کیا امیر المومنین کا انتقال ہو گیا انھوں نے کہا ہاں ۔ پھر اُس نے پوچھا کیا منصور بن جمہور والی مقرر ہوا ہے اور یوسف بن عمر تخت عراق کو چھوڑ کر بھاگ گیا ہے، انھوں نے کہا ہاں نصر نے کہا تو ہم تمھارے جمہور کو نہیں تسلیم کرتے، اُس نے اُن دونوں کو قید کر دیا اور اُن پر دست درازی شروع کی، ایک شخص کو عراق بھیجا اُس نے آکر دیکھا کہ منصور کوفہ میں خطبہ دے رہا ہے،

نصر نے اُن دونوں کو جیل خانہ سے نکال لیا اور قدامہ سے پوچھا کیا بنی کلب کے کسی شخص کو تمہارا والی مقرر کیا ہے اُس نے کہا جی ہاں ہم تو قیس اور یمنی دونوں کے بیچ میں ہیں، نصر نے کہا تم میں سے کیوں کسی کو عراق کا والی نہیں مقرر کیا اُس نے کہا ہماری مثال اُس شعر جیسی ہے:-

اذا ما خشینا من امیر ظلامۃ　　دعونا ابا غسّان یوماً فعسکرا

(ترجمہ) جب کسی امیر کے ظلم کا ہمیں خوف ہوتا ہے ہم ابو غسان کو کسی دن پکارتے ہیں اور وہ جنگ کی تیاری کر دیتا ہے:

نصر یہ سنکر ہنسا اور اُسے گلے سے لگا لیا:

منصور نے عراق پہنچ کر عبید اللہ بن العباس کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا یا جب اُسکے آنے سے پہلے ہی وہ کوفہ کا حاکم تھا منصور نے اُسے اُسکی جگہ پر بحال رکھا، پہلے ثمامۃ بن حوشب کو کوتوال مقرر کیا پھر اُسے معزول کر کے حجاج بن ارطاۃ النخعی کو کوتوال مقرر کیا اسی سنہ میں مروان بن محمدؐ نے عمر بن یزید ولید بن یزید مقتول کے بھائی کو خط لکھا اور اُس میں اُسے ولید کے خون کا بدلہ لینے کی ترغیب دی، وہ خط یہ ہے:

خلافت اللہ کی جانب سے اپنے خاص بندوں کو اسی طرح ملتی رہتی ہے جسطرح نبوت، تاکہ احکام دین نافذ ہوتے رہیں، خلافت ہی کی وجہ سے اللہ اپنے خلفاء کی عزت افزائی کرتا ہے، جو لوگ خلافت کی عزت کرتے ہیں اللہ انھیں غالب کرتا ہے جو اُسکا مقابلہ کرتا ہے اُسے ہلاک کرتا ہے، اس لئے تم اُنکا راستہ اختیار نہ کرنا، خلفاء کے بعد دیگرے اللہ کی خلافت کو اچھی طرح انجام دیتے رہے اور مسلمان اُن کی مدد کرتے رہے خصوصاً اہل شام سب سے زیادہ خلافت کے اطاعت شعار، اُسکے محافظ، وفادار اور حق سے پھر جانے والے مخالفین کے لئے شدید و سخت گیر رہے ہیں اسی وجہ سے اللہ کی یہ نعمت بار بار اُن کو ملتی رہی جس سے اسلام کی سر سبزی اور شرک اور مشرکین کی بربادی واقع ہوتی رہی، مگر اب اُنھوں نے اپنا طریقہ بدل دیا اور اپنے عہدوں کو پس پشت ڈالدیا، اور ایک شخص نے اُسکی آگ روشن کی، اگرچہ لوگوں کے قلوب اُس سے

متنافر تھے اور بنی اُمیہ کی دوستی کی وجہ سے وہ اپنے دلمیں اپنے خلیفہ کے خون کا بدلہ لینے کے خواستگار تھے، گو اس وقت یہ معاملہ رفع دفع ہو گیا ہے اور ظاہر طور پر تمام معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا ہے مگر اُسکا خون رائگان نہ جائیگا، جس بات کا اللہ نے ارادہ کرلیا ہے اُسے کوئی ٹال نہیں سکتا تمنے اس معاملہ کے متعلق اپنی رائے لکھی میں تو خود چاہتا ہوں کہ انقلاب ہو اور میں انتقام کے لئے اُٹھ کھڑا ہوں اور اللہ کے دین کی جو بیحرمتی اور اُسکے فرائض کی جانب سے جو بے اعتنائی برتی گئی ہے اُسکا بدلہ لوں میرے ساتھ ایک ایسی جماعت ہے جو صدق دل سے میری اطاعت کرنے کے لئے تیار ہے اگر کسی بات کا تم نے تہیّہ کیا تو وہ سب سے آگے ہونگے انکے سینے جوشش انتقام سے اسی طرح لبریز ہیں کہ وہ صرف موقع کے منتظر ہیں اور انتقام میں اللہ کی جانب سے انقلاب ضرور ہو جاتا ہے اور ایک مقررہ وقت ہوتا ہے میں محمدؐ اور مروان کے مشابہ نہیں ہونگا اگر میں کسی حمیت کو دیکھکر بھی قدریہ کی سرکوبی کے لئے مستعد نہ ہو جاؤں اور تلوار اور نیزے سے اچھی طرح انکا بل نہ نکالدوں اب یہ بات محض خدا کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ ہمیں کامیاب کر دے اور انھیں اُن کے اعمال کی سزا دے میں صرف اس لئے منتظر ہوں کہ تمہارے ارادے کا مجھے علم ہو جائے اب تم اپنے بھائی کے بدلہ لینے میں کمزوری مت دکھاؤ کیونکہ اللہ تمہارا محافظ و معین ہے اور جسکا نگہبان اور مددگار خدا ہوا اُسے اور کسی کی حاجت نہیں رہتی۔

مسلم بن ذکوان بیان کرتا ہے کہ یزید نے عباس سے طفیل بن حارثۃ الکلبی کے معاملہ میں مشورہ لیا اور کہا کہ وہ بڑی رقم بطور نذرانہ کے ہمارے لئے وصول کرنا چاہتا ہے اگر مناسب سمجھو تو مروان بن محمدؐ کو لکھو کہ وہ اسکے متعلق حکم دیدے اور نیز اُسے اجازت دو کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاندان سے مشورہ کرلے کیونکہ مروان نے متصدیوں کو ممانعت کردی تھی کہ معاشیں دیتے وقت اُن میں کسی سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کریں، عباس نے اُسکی رائے منظور کرلی اور ڈاک کے ذریعہ اُسے بھیجدیا۔ عباس جو لکھتا اُسکا نفاذ تمام سلطنت میں ہو جاتا تھا، نیز اسکے متعلق یزید نے مروان کو لکھا کہ میں نے عبیدۃ بن الولید سے اٹھارہ ہزار دینار میں

ایک جائداد خریدی ہے اُسکے لئے مجھے چار ہزار دینار کی ضرورت ہے۔
یزید نے مجھے بلاکر طفیل کے ہمراہ خطوط کے لیجانے کا حکم دیا اور کہا کہ تم اُس سے اِس معاملہ میں گفتگو کرنا۔ ہم روانہ ہوگئے مگر میری روانگی کا عباس کو علم نہ ہوا، جب ہم خلاط آئے تو عمر بن حارثۃ الکلبی ہم سے ملا اور اُس نے ہمارا حال دریافت کیا۔ ہم نے واقعہ بیان کردیا اُس نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ تم مروان سے تعلق رکھتے ہو، ہم نے کہا وہ کیا عمر نے کہا جب میں نے روانگی کا ارادہ کیا تو مروان نے تنہائی میں مجھسے پوچھا کیا اہل مزہ کی تعداد ایک ہزار ہوگی، میں نے کہا اِس سے زیادہ ہوگی، پھر اُس نے پوچھا مزہ اور دمشق میں کتنا فاصلہ ہے میں نے کہا دمشق سے وہاں آواز پہنچ جاتی ہے، پھر اُس نے پوچھا قبیلۂ کلب کے بنی عامر کتنے ہیں میں نے کہا بیس ہزار مرد ہونگے اُسپر مروان نے اپنی انگلیاں جھٹک دیں اور منہ پھیر لیا۔
اِس واقعے کے سننے سے میرے دل میں مروان سے فائدہ اُٹھانے کا لالچ پیدا ہوا، میں نے یزید کی جانب سے اُسکے نام اِس مضمون کا ایک خط لکھ لیا" میں نے ابن ذکوان اپنے مولی کو تمھارے پاس بھیجا ہے یہ میرا پیام تمھیں پہنچا دیگا، تمھیں جو کچھ کہنا ہو اُس سے کہدینا کیونکہ یہ میرا خاص آدمی ہے جسپر مجھے پورا اعتماد ہے اور یہ نہایت راز دار آدمی ہے۔
اب ہم مروان کے پاس پہنچے۔ طفیل نے عباس کا خط حاجب کے حوالے کیا اور یہ بھی کہا کہ میرے پاس یزید بن ولید کا مرسلہ خط بھی ہے مروان نے اُس خط کو پڑھ لیا۔ حاجب نے باہر آکر پوچھا کیا تمھارے پاس کوئی اور خط ہے یا کوئی اور زبانی پیام بھیجا ہے طفیل نے اِس سے انکار کیا اور کہا ہاں میرے ہمراہ مُسلم بن ذکوان ہے، حاجب نے جاکر مروان کو اُسکی اطلاع دی حاجب نے باہر آکر مجھے شام کے وقت آنے کا حکم دیا چنانچہ میں مغرب کے وقت مسجد کے مقام مقصورہ آیا۔ جب اُس نے اُسنماز ختم کردی تو چونکہ میں نے اسکا شمار نہیں کیا تھا کہ اُس نے کتنی رکعتیں پڑھ لی ہیں اُسوقت میں نماز پڑھنے لگا، جب مروان جانے کے لئے اُٹھ کھڑا ہوا تو ایک خواجہ سرا نے میرے پاس آکر مجھے دیکھا اور چلا گیا

میں نے نماز کو مختصر کر دیا اور خواجہ سرا سے جا ملا اُس نے مجھے مروان کے حضور میں پیش کیا جو اُسوقت ایک زنانے مکان میں تھا، میں سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مروان نے مجھ سے پوچھا میں نے کہا مسلم بن ذکوان یزید کا مولیٰ اُس نے کہا آزاد کردہ غلام یا اُنکا ساتھی۔ میں نے کہا آزاد کردہ غلام۔ مروان نے کہا ہاں یہ اُس سے زیادہ اچھا ہے اور دونوں نسبتیں اچھی ہیں اچھا کہو کیوں آئے ہو میں نے کہا، جو میں کہوں آپ مجھے معاف کر دیں چاہے وہ آپ کے موافق ہو یا مخالف اُس نے مجھے وعدۂ معافی دیدیا میں نے حمد و ثنا کے بعد اُس عزت و اکرام کو بیان کیا جو اللہ نے بنی مروان کو خلافت سے عطا فرمایا کہ تمام لوگ اُن سے خوش رہے، البتہ ولید نے اس سلسلہ کو توڑ دیا۔ تمام لوگوں کو اپنا مخالف بنا لیا اور اپنی عام ذمہ داری کا لحاظ نہیں رکھا پھر میں نے اُسکا سارا حال بیان کر دیا۔ اب مروان نے گفتگو شروع کی نہ حمد کی اور نہ ثنا کہنے لگا جو تم نے کہا میں نے سُنا تم نے اپنے مافی الضمیر کو خیر و خوبی سے بیان کر دیا۔ یزید نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا، میں نے اُسکی بیعت کر لی ہے اور اسکے لئے میں اپنی جان و مال کی قربانی بھی دینے کے لئے تیار ہوں تاکہ میرا طرز عمل اللہ کو پسند آئے۔ میں ولید کی تعریف نہیں کرتا مگر اُس نے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ مراعات دین اپنی حکومت میں دوسروں کو شریک کیا مگر میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ اُسے قیامت کے دن اپنے تمام اعمال کا حساب دینا پڑیگا، پھر اُس نے مجھسے یزید کی حالت دریافت کی میں نے اُسکی خوب تعریف کی۔ مروان نے کہا اچھا تم جس لئے آئے ہو اُسے کسی پر ظاہر مت کرنا، تمھارا ساتھی جس غرض سے آیا ہے میں نے اُسے پورا کر دیا ہے، اور رقم کے مطالبہ کو منظور کر لیا ہے اور اُسے ایک ہزار درہم بھی دلوا دئیے ہیں۔ میں چند روز تک وہیں مقیم رہا۔ ایک دن دوپہر کے وقت اُس نے مجھے بلا کر کہا تم اپنے سردار کے پاس چلے جاؤ اور کہدو اللہ تمھارے معاملات راست لائے حکم خدا کے مطابق کام کرو کیونکہ خدا ہر وقت تمھیں دیکھ رہا ہے! نیز اُس نے میرے خط کا جواب بھی لکھدیا اور کہا اگر تم طیّ منازل یا اڑ کر جا سکتے ہو تو اڑ کر جاؤ، کیونکہ جزیرہ میں خارجیوں کا ایک گروہ چھ سات روز میں خروج

کرنے والا ہے اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ یہ مدت بھی شاید زیادہ ہو گئی ہو اگر انھوں نے خروج کر دیا تو تم اُن سے بچکر نہ جاسکو گے، میں نے پوچھا آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی تو مروان نے مسکرا کر کہا اپنی خواہشات کا کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جسے میں نے خوش نہ رکھا ہو ایسے ہر شخص نے خود اپنے دل کے بھید مجھسے کہدیے، میں نے اپنے دل میں کہا میں بھی انھیں میں سے ہوں۔ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اس بات کو خالد بن یزید بن معاویہ سے کہدوں کہ خود مجھے اس بات کا علم ہوا ہے مروان نے کہا جس نے جو خواہش کی میں نے اُسے پورا کر دیا اور خود بھی اُس کے ساتھ ہو گیا اس بنا پر انھوں نے اپنے تمام راز مجھسے بیان کر دیئے اور اپنے تئیں میرے حوالے کر دیا میں اُس سے رخصت ہو کر چلا آیا۔

جب میں آیا پہنچا تو مجھے پے در پے ہرکارے ملے جو ولید کے قتل کی خبر پہنچا رہے تھے۔ اُتنے میں عبدالملک بن مروان نے ولید کے عامل جزیرہ پر اچانک حملہ کر کے اُسے نکالدیا اور راستے کی ناکہ بندی کر دی میں نے ڈاک کے گھوڑے چھوڑ دیئے ایک گھوڑا اور رہبر کرایہ پر لیا اور یزید کے پاس آیا۔

اسی سنہ میں یزید نے منصور بن جمہور کو عراق کی صوبہ داری سے برطرف کر دیا اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان کو عراق کا صوبہ دار بنایا۔

عراق سے منصور کی برطرفی اور عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان کا تقرر

یزید نے عبداللہ سے کہا چونکہ اہل عراق تمہارے باپ کی جانب میلان رکھتے ہیں اس لئے میں نے تمھیں عراق کا صوبہ دار مقرر کر دیا تم عراق جاؤ۔

عبداللہ ایک خدا ترس زاہد تھا، عراق کی روانگی کے ساتھ اُس نے خطوط پیام بر ان شامی سرداروں کے پاس جو عراق میں تھے اپنے آگے بھیجے اور اُسے یہ خوف دامنگیر ہوا کہ منصور اُسکے تقرر کو تسلیم نہیں کریگا، مگر سب سرداروں نے اُسے اپنا حاکم تسلیم کر لیا منصور بھی عنان حکومت اُس کے سپرد کر کے شام واپس چلا آیا۔

عبداللہ نے اپنے عہدیدار تمام ضلعوں پر مقرر کر دیئے، لوگونکو اُنکی معاشیں اور ماہوارے دیدیں، شامی سرداروں سے اس امر میں اُس نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمارا

حاصل کردہ مال آپ ہمارے دشمنوں کو دے رہے ہیں، عبداللہ نے اہل عراق سے کہا چونکہ میں تمھیں مستحق سمجھتا ہوں اس لئے میں چاہتا تھا کہ تمھارا مال تمھیں دیدوں مگر یہ شامی اس معاملہ میں میرے مخالف ہوگئے ہیں اہل کوفہ کوفے کے احاطہ میں جمع ہوگئے سرداران شام نے پیامبروں کے ذریعہ اُن سے معذرت کی اور اس الزام سے انکار کیا اور قسم کھائی کہ ہم نے ہرگز یہ بات نہیں کہی جو تمھیں معلوم ہوئی، دونوں فریقوں میں ایک شور وغوغا برپا ہوا جھوٹا تصادم بھی آپس میں ہوا، کچھ غیر معروف مارے بھی گئے، عبداللہ بن عمر اس وقت حیرہ میں تھا اور عُبیداللہ بن العباس کوفہ میں تھا جسے منصور نے کوفہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا تھا، اہل کوفہ نے عُبیداللہ کو قصر امارت سے نکال دینے کا ارادہ کیا اُس نے عمر بن الغضبان ابن القبعثری کو اپنے پاس بُلا بھیجا اب لوگ اُس سے علیحدہ ہوگئے اور عمر بن الغضبان نے اُن کے جوش غضب کو ٹھنڈا کر دیا اور ڈانٹا وہ لوگ درگذر کر گئے اور ایک نے دوسرے کو امان دی، جب عبداللہ بن عمر کو اسکی اطلاع ہوئی اُس نے ابن الغضبان کو اپنے پاس بُلایا اُسے خلعت وگھوڑا دیا اُسکے منصب میں اضافہ کر دیا اُسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا سواد کا افسر مالگزاری اور محاسب مقرر کیا نیز اُسے یہ بھی اختیار دیا کہ وہ اپنے ہم قوموں کے لئے جتنی چاہے معاش مقرر کردے، اُس نے ساٹھ اور ستر پانے والوں میں اُن کے نام درج کر لئے۔

اسی سنہ میں خراسان میں یمنی ونزاری عربوں میں مناقشہ رونما ہوا، کرمانی نے نصر بن سیار کے خلاف بغاوت برپا کی اور اب دونوں کے ساتھ اُسکی حمایت میں ایک ایک جماعت آمادہ پیکار ہوگئی۔

"نصر وکرمانی کی خراسان میں مخالفت کے اسباب"

جب عبداللہ بن عمر یزید کی جانب سے عراق کا صوبہ دار مقرر ہوکر عراق آیا تو اُس نے نصر کو خراسان کی ولایت پر بحال رکھا اور اسکے لئے اپنا حکم بھیجدیا یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی نصر کی قید سے نکل چکا تھا اُس وقت نصر کا حکم تقرر اُسے موصول ہوا۔ اور نجومیوں نے اُس سے کہا کہ خراسان میں فتنہ برپا ہونیوالا ہے

نصر نے تمام سرکاری روپیہ کو اپنے پاس منگالیا اور بعض لوگوں کو انکی معاشوں میں سونے چاندی کے وہ برتن جو اُس نے ولید کے لئے تیار کرائے تھے دیدئے، سب سے پہلے ایک کندی نے جو بڑا کشادہ دہن اور دراز قامت تھا اس معاملہ پر احتجاج کیا اور کہا معاش! معاش! دوسرے جمعہ کو نصر نے فوج خاصہ کے سپاہیوں کو پوری طرح مسلح کر کے مسجد میں اس خوف سے کہ شاید اب کی مرتبہ بھی کوئی آواز بلند کرے ادھر اُدھر متعین کر دیا۔ کندی نے پھر کہا معاش معاش بنی آزد کے ایک آزاد غلام ابوالشیاطین نام نے بھی کھڑے ہو کر یہی کہا۔ حماد السائع ابوالسلیل البکری بھی کھڑا ہو گیا اور ان دونوں نے بھی معاش المعاش کا! مطالبہ کیا، نصر نے کہا اگر تم نے جماعت یا اطاعت سے انحراف کیا تو میں تمہاری خبر لونگا، اللہ سے ڈرو، اور نصیحت کو گوش ہوش سے سُنو، سلم بن احوز نصر کیطرف جو منبر پر تھا بڑھا اور کہا کہ آپ کی محض باتیں ہمارے کار آمد نہیں، دو کاندار اپنی دوکانوں کی طرف دوڑے نصر کو بہت غصہ آیا اور کہنے لگا اب آئندہ میں تمہیں کوئی معاش نہیں دونگا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میں سے ایک شخص اُٹھیگا جو اپنے بھائی اور چچیرے بھائی کے چہرہ پر تھپڑ رسید کریگا اُن اُونٹوں کے ساتھ جو اُس نے اُسے بھیجے ہیں اور اس لباس میں جو اُس نے پہنایا ہے حالانکہ وہ کہتا ہے کہ یہ میرا آقا اور ولی نعمت ہے، خود اُنکے قدموں کے نیچے فتنہ برپا ہوگا جسکی وہ تاب نہ لا سکینگے اور تم ذبح کردہ بھیڑوں کی طرح بازاروں میں پڑے ہو گے جو شخص ذرا عرصہ دراز تک حاکم رہا تم اس کی حکومت سے بیزار ہو گئے، اے خراسان والو تم دشمنوں کے نرغے میں گھری ہوئی چھاؤنی ہو۔ اپنے میں دو تلواروں کی مصادمت سے بھی احتراز کرو۔

عبداللہ بن المبارک راوی ہے نصر نے اپنی تقریر میں کہا میں ڈھانکنے والا اور چھپا دینے والا بھی ہوں، ممکن ہے کہ یہ بات میرے لئے بہتر ثابت ہو، مگر تم تو فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو، اللہ تم پر رحم نہ کرے، میں نے تمہارا خوب تجربہ کر لیا ہے اس لئے اب میں تمہاری کچھ پروا نہیں کرتا میری اور تمہاری نسبت اس شعر کی مصداق ہے جو تمہارے اگلوں نے کہا ہے:

استمسکوا اصحابنا نحد وابکم فقد عرفنا خیرکم وشرکم

(ترجمہ) ہمارے ساتھیوں کے ساتھ رہو تو ہم ہانکتے رہینگے کیونکہ ہم تمھارے اچھے برو کا تجربہ رکھتے ہیں؛

اللہ سے ڈرو اگر دو شخصوں میں مخالفت ہوئی تو سمجھ لو کہ اپنے مال اور اولاد سب سے ہاتھ دھونا پڑے گا اور پھر اُسے دیکھنا نصیب نہ ہوگا اے خراسان والو! تم نے جماعت کی حقارت کی اور فرقہ بندی کی جانب جھک گئے، کیا نامعلوم سلطان کی نیت اور اُسکا انتظار ہے ؟ اے معشر عرب اس میں تمھاری ہلاکت ہے پھر اس نے نابغہ کا یہ شعر اس موقع پر پڑھا؛

فان یغلب شقاؤکم علیکم فانی فی صلاحکم سعیت

(ترجمہ) اگر تمھاری بدنصیبی تم پر سوار ہو جائے تو میں کیا کروں میں نے تو تمھاری فلاح کے لئے اپنی پوری کوشش ختم کردی ؛

جب عبداللہ بن عمر کی جانب سے نصر کا حکم تقرر اُسے موصول ہوا تو کرمانی نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ اسوقت سب لوگ اس فتنہ میں منہمک ہیں اب موقع ہے کہ تم اپنے معاملات کا کسی کو سربراہ کار مقرر کر لو، کرمانی کا اصلی نام جُدیع بن علی بن شبیب بن براری بن صُنیم المعنی تھا اور چونکہ یہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لئے اُسے کرمانی کہتے تھے ؛

اُس کے سب ساتھیوں نے کہا بس آپ ہمارے رہبر ہیں۔ مضری عربوں نے نصر سے آکر کہا کرمانی آپ کا مخالف ہوگیا ہے اُسے بُلا کر قتل کرا دیجیے نصر نے اس سے انکار کیا اور یہ صورت پیش کی کہ میرے بیٹے اور بیٹیاں ہیں میں اپنے بیٹوں کی اُسکی بیٹیوں کے ساتھ اور اُسکے بیٹوں کی اپنے بیٹیوں کے ساتھ شادی کیے دیتا ہوں، اس تجویز کو انھوں نے پسند نہیں کیا۔ نصر نے کہا تو اچھا میں اُسے ایک لاکھ درہم بھیجتا ہوں چونکہ وہ بخیل ہے اپنے ساتھیوں کو اسمیں سے کچھ نہ دیگا اور انھیں اس رقم کا علم ہو ہی جائیگا اس لئے وہ اُسے چھوڑ کر علحدہ ہو جائینگے مگر انھوں نے اُسکی بھی مخالفت کی اور کہا کہ اس سے تو اُسے اور تقویت ہوگی، نصر نے کہا تو اچھا اُسے اُسکی حالت پر چھوڑ دو وہ ہم سے ڈرتا رہیگا

اور ہم اُس سے بچتے رہینگے، اُنھوں نے کہا تو اُسے بُلا کر قید کر دیجئے ؎
نصر کو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کرمانی کہتا ہے کہ میں نے تو بنی مروان کی اطاعت صرف اس لئے منظور کی تھی کہ جب کچھ جماعت میرے تحت ہو جائے تو اُسکی مدد سے مہلب کی اولاد کا بدلہ لوں علاوہ بریں باوجود اسد کے عہد کے احسانات کے ہم سے جو اُسنے بُرا برتاؤ کیا، ظلم و زیادتی کی اور اتنے عرصہ تک محروم رکھا اسکا بدلہ لوں ؎
عصمۃ بن عبد اللہ الاسدی نے نصر سے کہا ابھی فتنہ کی ابتداء ہے۔ کسی جرم کا الزام یا یہ ظاہر کر کے کہ وہ سلطنت کا مخالف ہے اُسے قتل کر دیجئے اور اُسکے ساتھ سباع بن نعمان الازدی اور فرافصہ بن ظہر البکری کو بھی قتل کر دیجئے کیونکہ یہ شخص اللہ سے بھی اس لئے جلتا ہے کہ کیوں اُس نے خراسان میں مضر اور ربیعہ کو اپنے افضال کا مورد بنا رکھا ہے۔ جمیل بن النعمان نے کہا چونکہ آپ ہی نے اُسے یہ عزت و توقیر عطا فرمائی اس وجہ سے اگر آپ خود اُسکے قتل کو ناپسند کرتے ہوں تو میرے حوالے کر دیجئے میں اُسکا کام تمام کر دونگا ؎
بیان کیا گیا ہے کہ نصر کو کرمانی پر اسوجہ سے غصہ آیا کہ بکر بن فراس البہرانی عامل جرجان نے اُسے لکھا تھا کہ منصور بن جمہور عراق کا والی مقرر ہو کر آیا ہے اور اس نے اسد بن عبد اللہ کے آزاد غلام ابو الزعفران کے ہاتھ کرمانی کے لئے حکم تقرر بھیجدیا ہے۔ نصر نے اُس شخص کو تلاش کرایا مگر نہ پاسکا ؎
منصور بن جمہور کے عراق آنے اور ولید کے قتل کی خبر کرمانی کو صالح الاثرم الحرار نے بھیجی تھی ؎
بیان کیا گیا ہے کچھ لوگوں نے نصر سے آکر کہا کرمانی فتنہ کی دعوت دے رہا ہے اُسپر المحرم بن قبیصۃ نے نصر سے کہا یہ ایسا شخص ہے کہ اگر ملک و سلطنت بغیر نصرانی یا یہودی ہونے کے حاصل ہی نہ ہوسکے تو یہ فوراً نصرانی یا یہودی بن جائیگا۔
نصر اور کرمانی آپس میں مخلص دوست تھے، اسد بن عبد اللہ کے عہد میں کرمانی نے نصر کیساتھ احسان بھی کیا تھا مگر جب نصر والی ہوا اُس نے کرمانی کو اپنے قبیلہ کی سرداری سے برطرف کر کے اُسکی جگہ حرب بن عامر بن اثیم الواشجی کو مقرر کیا، جب اُس سے کام نہ چلا تو پھر کرمانی کو مقرر کیا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں اُسے علیحدہ

کر کے اسکی جگہ جمیل بن النعمان کو مقرر کر دیا۔ اس وجہ سے ان دونوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے نصر نے اسے تھبند زمین جسکا حاکم مقاتل بن علی المرائی یا مری تھا قید کر دیا۔

جب نصر نے اسکے قید کرنے کا ارادہ کر لیا تو اپنی فوج خاصہ کے افسر عبید اللہ بن بسام کو اسکی حاضری کا حکم دیا نصر نے کرمانی سے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ عمر بن یوسف نے تمہارے قتل کر دینے کا حکم بھیجا تھا مگر میں نے اسکی تعمیل نہیں کی اور جواب میں لکھدیا کہ کرمانی خراسان کا رئیس اعظم اور مشہور سپہ سالار ہے اور اسطرح میں نے تمہاری جان بچائی، کرمانی نے کہا ہاں صحیح ہے، نصر نے کہا تم پر جو جرمانہ کیا گیا تھا کیا میں نے اسے اپنے ذمے نہیں لے لیا اور لوگوں کی معاشوں سے اُسے وصول کر کے تمہاری گلو خلاصی کرائی، کرمانی نے کہا صحیح ہے نصر نے کہا کیا میں نے باوجود تیری قوم کی ناراضی کے خوں بہا دے کر تیرے بیٹے علی کی جان نہیں بچائی۔ کرمانی نے کہا صحیح ہے نصر نے کہا تو اسکا بدلہ مجھے یہ دے رہے ہو کہ فتنہ برپا کرنے کے لئے اجتماع کر رہے ہو، کرمانی نے کہا جناب والا نے اپنے جن احسانات کو بیان کیا ہے آپ کے احسانات مجھپر اس سے بہت زیادہ ہیں اور میں آپکا شکر گذار ہوں اگر آپ نے میری جان بچائی تو میں نے بھی اسد کے عہد میں آپ کے ساتھ جو کیا وہ آپ کو معلوم ہے آپ اس معاملہ میں آہستگی سے کام لیجیے اور ٹھنڈے دل سے غور فرمائیے۔ میں خود فتنے کو ناپسند کرتا ہوں، عصمۃ بن عبید اللہ نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اور اس لئے ہنگامہ آرائی کرنا چاہتا ہے کہ وہ رتبہ تجھے حاصل ہو جو تجھے کبھی حاصل نہ ہوگا۔ مسلم بن احوز نے کہا، آپ اسے مروا ڈالئے، مقدام اور قدامۃ، عبد الرحمن بن نعیم الغامدی کے بیٹوں نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم سے تو فرعون کے ہم جلسہ بھی اچھے تھے کیونکہ انھوں نے تو یہی کہا تھا، اُسے (موسیٰ علیہ السلام) اور اسکے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو مہلت دو، بخدا محض ابن احوز کے کہنے اسے کرمانی قتل نہیں کئے جا سکتے نصر نے سلم کو اسکے قید کر دینے کا حکم دیا اور رمضان ۱۲۶ھ کے ختم ہونے میں تین راتیں باقی تھیں کہ کرمانی قید کر دیا گیا، ازدیوں نے اس کی سفارش کی مگر نصر نے کہا میں نے اسکے قید کر دینے کی قسم کھائی ہے مگر میں اسکے ساتھ کسی قسم کی برائی نہیں کرونگا، اگر تم اس بات سے خائف ہو تو کسی شخص کو اسکے

ساتھ متعین کردو، چنانچہ ازدیوں نے اُسکی معیت کے لئے یزید النحوی کو اختیار کیا۔ یہ اُسکے ہمراہ قہندز میں رہا۔ نصر نے بنی ناجیہ کو جو عثمان اور جہم مسعود کے بیٹوں کی جمعیت سے تھے اُسکا پہرہ بان مقرر کردیا؛

ازدیوں نے اپنی طرف سے کرمانی کے معاملہ میں گفتگو کرنے کے لیے مغیرہ بن شعبۃ الجہضمی، اور خالد بن شعیب بن ابی الصالح الحدانی کو نصر کے پاس بھیجا تھا، کرمانی انتیس ۲۹ دن قید میں رہا؛

علی بن وائل الربعیی بیان کرتا ہے کہ میں نصر کے پاس گیا تو اُسوقت کرمانی ایک طرف بیٹھا ہوا کہہ رہا تھا، اگر ابو الزعفران آیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ بخدا نہ میں نے اُسے چھپایا ہے اور نہ میں اُسکے مقام سے واقف ہوں اُسکی گرفتاری کے دن ازدیوں نے زبردستی اُسے چھڑا لینے کا ارادہ کیا تھا مگر خود اس نے انھیں اس سے باز رکھا اور سلم بن احوز کے آدمیوں کے ساتھ ہنستا ہوا چلا گیا، اُسکی گرفتاری کے بعد عبد الملک بن حرملۃ الیحمدی، مغیرہ بن شعبہ، عبد الجبار بن شعیب بن عباد اور بعض ازدیوں نے آپس میں سازباز کی اور نوش آکر فروکش ہوئے کہنے لگے کہ ہم اُسے کبھی گوارا نہیں کر سکتے کہ بے وجہ۔ اور بے قصور کرمانی قید کر دیا جائے مگر اُن کے کچھ بڑے بوڑھوں نے سمجھایا کہ تم کوئی کارروائی خود مت کرو اور دیکھو کہ تمھارا امیر خود ہی اس معاملہ میں کیا کرتا ہے مگر اُنھوں نے کہا ہم کبھی نہیں مانیں گے یا تو آپ نصر کو اس سے باز رکھئے ورنہ ہم آپ ہی سے شروع کر دیتے ہیں؛

عبد العزیز بن عباد بن جابر بن ہمام بن حنظلہ الیحمدی تنو ۱۰۰ آدمیوں کے ہمراہ اُن کے پاس آیا۔ محمد بن المثنیٰ اور رواؤد بن شعیب بھی آگئے اُن سب نے شب نوش میں عبد الملک بن حرملۃ اور اُن کے ساتھیوں کے ساتھ بسر کی صبح ہوتے ہی حوزان آئے یہاں عزہ نصر کی اُم ولد کے مکان کو جلا ڈالا۔ تین دن مقیم رہے اور یہ کہنے لگے کہ ہم کسی طرح اس بات کو گوارا نہیں کریں گے اور اسی موقع پر اُنھوں نے اپنے امین کرمانی کی حفاظت جان کے لیے مقرر کئے اور یزید النحوی وغیرہ کو اس خدمت کا عامل بنایا۔ اہل نسف کے ایک شخص نے آکر کرمانی کے غلام جعفر سے کہا

اگر میں کرمانی کو نکال لاؤں تو مجھے کیا دو گے، سب نے کہا جو تم مانگو گے اُس نے پانی کی اُس نالی کو جو قہندز آتی تھی آکر چوڑا کر دیا پھر کرمانی کے بیٹوں سے آکر کہا تم اپنے باپ کو لکھ بھیجو کہ وہ آج رات نکلنے کے لئے تیار رہے، خط کھانے میں رکھکر بھیجدیا گیا۔ کرمانی نے یزید النحوی اور حصین بن حکیم کو رات کا کھانا کھانے کے لئے اپنے پاس بُلایا جب یہ دونوں چلے گئے وہ اُس نالے میں داخل ہوا لوگوں نے اُسکا بازو پکڑ لیا ایک سانپ اُسکے پیٹ سے لپٹ گیا مگر اُسے گزند نہ پہنچایا ازدی کہنے لگے سانپ ازدی تھا اسی لئے اُس نے نہیں کاٹا۔ جب ایک تنگ مقام پر آیا تو لوگوں نے اُسے کھینچا جس سے اُسکا شانہ اور پیٹھ چھل گیا۔ باہر نکل کر اپنی خچری دوامتہ یا جیسا دوسروں نے بیان کیا ہے اپنے گھوڑے بشیر پر سوار ہوا۔ بیڑی اُسکے پاؤں ہی میں تھی۔ یہ لوگ اُسے غلطان نام ایک گاؤں میں لے آئے جہاں عبدالملک بن حرملہ خیمہ زن تھا اُس نے اُس کی بیڑی کاٹ دی۔

دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کرمانی کا غلام بسام قید میں اُسکے ہمراہ تھا اُس نے قلعہ میں ایک شگاف دیکھا یہ اُسے چوڑا کرتا رہا یہاں تک کہ کرمانی اُسی سے باہر نکل آیا۔ اُس نے محمد بن المثنیٰ اور عبدالملک بن حرملہ سے کہلا بھیجا کہ میں آج شب میں باہر نکل آؤنگا، یہ سب لوگ اکٹھا ہو گئے۔ کرمانی نکلا، اُسکے غلام فرقد نے آکر اُنکو اطلاع دی یہ لوگ حرب بن عامر کے گاؤں اُس سے جا کر ملے۔ اُس نے لحاف اوڑھ رکھا تھا، اور تلوار حمائل کر رکھی تھی، اُسکے ہمراہ عبدالجبار بن شعیب اور اُسکے دونوں بیٹے علی اور عثمان اور جعفر اُسکا غلام تھے۔ کرمانی نے عمرو بن بکر کو حکم دیا کہ تم غلطان اندغ اور اُشترج مغا جاؤ اور سب کو زیان بن سنان الیحمدی کے اُس دروازے پر جو نوش میں گھاٹی پر واقع ہے جمع کر کے لے آؤ یہی، نوش کی عیدگاہ تھی عمرو بن بکر نے سب کو آکر اُسکی اطلاع دی۔ تمام لوگ اپنے اپنے مواضعات سے ہتھیار لیکر نکل آئے۔ کرمانی نے انھیں صبح کی نماز پڑھائی۔ اُن کی تعداد ایک ہزار کے قریب تھی، جب آفتاب بلند ہو گیا تو اُن کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔ اہل سقادم بھی اُن سے آملے۔ کرمانی مرج تیران کے راستے سے حوزان آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جس رات کرمانی نکلا ازدیوں نے عبدالملک بن حرملہ کے ہاتھ پر کتاب اللہ پر عمل کرنے کے عہد کے ساتھ بیعت کرلی تھی جب نوش کی گھاٹی میں سب جمع ہو گئے تو جماعت نماز کھڑی ہوئی۔ اب عبدالملک اور کرمانی میں تھوڑی دیر اختلاف ہوا پھر خود عبدالملک ہی نے کرمانی کو آگے بڑھا دیا جسکے معنے یہ تھے کہ اب وہی ان سب کا امیر بنگیا اور پھر اسی نے نماز پڑھائی، کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے باب مروالروذ پر اروانہ کے سمت فوج کی چھاؤنی چھائی اور ایک یا دو دن وہ یہاں پڑا رہا بیان کیا گیا ہے کرمانی کے بھاگنے کے بعد نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو اپنا نائب مقرر کیا اور باب مروالروذ کے پانچ پلوں پر آیا اور سب لوگوں کے سامنے تقریر کی، کرمانی کی برائی کرنے لگا اور کہا چونکہ وہ کرمان میں پیدا ہوا تھا اس لئے کرمانی ہو گیا پھر ہرات میں ڈالدیا گیا اس لئے ہروی بنگیا۔ ایسا شخص جو دو عورتوں کے درمیان پلا ہو اُسکی نہ اصل ٹھیک ہوتی ہے اور نہ نسل، پھر ازدیوں کے متعلق کہنے لگا کہ انھیں اگر ڈنڈوں سے ہنکایا جاتا ہے تو نہایت ذلیل ثابت ہوتے ہیں اور اگر وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں تو انکی حالت اخطل کے اس شعر کی مصداق ہوتی ہے:۔

ضفادعُ من ظلماء لیلٍ تجاوبت فدلّ علیها صوتُها حیةَ البحر

(ترجمہ) اُنکی مثال اُن مینڈکوں کی ایسی ہے جو رات کی تاریکی میں ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں اور انھیں کی آواز پنیا سانپ کو انکا پتہ دیدیتی ہے:

مگر پھر نصر اپنے کیئے پر پشیمان ہوا اور کہنے لگا اللہ کو یاد کرو کیونکہ اللہ کا ذکر شفا ہے وہ خیر محض ہے جسمیں کوئی برائی نہیں اللہ کی یاد گناہوں کو دفع کردیتی ہے اور نفاق سے بچاتی ہے:

نصر کے پاس ایک بڑی جماعت اکٹھا ہو گئی۔ اُس نے سلم بن احوز کو پیدل سپاہ کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ پر روانہ کیا اب لوگ آپس میں ملاپ کرانے کے لئے دونوں کے پاس آئے گئے، کرمانی کے دوستوں نے نصر سے درخواست کی کہ آپ اُسے معاف کردیجئے اور قید نہ کیجئے۔ اور اُسکی قوم والے اس بات کے لئے کرمانی کے ضامن بنگئے کہ وہ نصر کی مخالفت

نہ کریگا، کرمانی نے نصر سے مصافحہ کیا نصر نے اُسے حکم دیا کہ اپنے گھر ہی رہے کہیں باہر نہ جائے، مگر جب کرمانی کو معلوم ہوا کہ نصر اُس سے بری طرح پیش آنے والا ہے وہ اپنے گاؤں میں، چلا گیا۔ نصر بھی مرو سے نکلکر پلوں کے پاس خیمہ زن ہوا مگر قاسم بن نجیب نے نصر سے آکر اُسکی سفارش کی اور نصر نے اُسے معاف کردیا۔

قاسم نے یہ بھی کہا اگر آپ پسند کریں تو وہ خراسان سے چلا جائے یا اپنے ہی گھر میں رہے۔ نصر اُسے خارج البلد کرنا چاہتا تھا مگر سلم نے کہا اگر آپ نے اُس کا اخراج کردیا تو سب جگہ اُسکی شہرت ہوجائیگی، اوروں نے کہا آپ ضرور اُسکا اخراج کردیجے کیونکہ اخراج سے وہ بہت ڈرتا ہے نصر نے کہا میرے نزدیک اُسکا یہاں رہنا اُسکے چلے جانے کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص اپنے شہر سے جلاوطن کردیا جائے تو اُسکا اثر زائل ہوجاتا ہے، مگر اوروں نے اُس کی مخالفت کی اور نصر اپنے ارادہ سے باز رہا اُسنے اپنے ساتھیوں کو دس دس دیے، کرمانی نصر کے پاس اُسکے خیمہ میں آیا نصر نے اُسے معافی دی۔

عبدالعزیز بن عبدربہ حارث بن سریج سے جاملا۔ شوال ۱۲۶ھ ہجری میں نصر کو منصور کی برطرفی اور عبداللہ بن عمر کے عراق کا والی مقرر ہونے کی اطلاع ملی۔ نصر نے اپنی تقریر میں منصور بن جمہور کا ذکر کیا اور کہا مجھے معلوم تھا کہ وہ عراق کا والی نہیں رہ سکتا۔ اللہ نے اُسے برطرف کردیا اور اب ایسا شخص عراق کا صوبہ دار مقرر کیا گیا ہے، جو خود بھی اچھا ہے اور اچھے کا بیٹا ہے۔

کرمانی کو منصور بن جمہور کی حمایت میں جوش آگیا اور اب اُس نے پھر لوگوں کو جمع کرنا اور ہتھیاروں کی بہم رسانی شروع کردی۔ نماز جمعہ میں پندرہ سو سے کم و بیش طرفداروں کے ساتھ شریک ہوتا۔ مقام مقصورہ سے باہر نماز پڑھتا پھر نصر کو آکر صرف سلام کرجاتا مگر، بیٹھتا نہیں۔ رفتہ رفتہ نصر کے پاس آنا بھی ترک کیا اور کھلی ہوئی مخالفت شروع کردی۔ نصر نے سلم کی معرفت اُس سے کہلا بھیجا۔ کہ میں نے تمھیں کسی بُرائی کی نیت سے قید نہیں کیا تھا بلکہ محض اس لئے کہ لوگوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل نہ ہوجائے تم میرے پاس آؤ۔

کرمانی نے سلم سے کہا اگر تو میرے مکان میں نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا اور اگر مجھے تیری حماقت کا علم نہ ہوتا تو تجھے ادب سکھاتا۔ ابن الاقطع (نصر) کے پاس واپس جا اور جو تیرے جی میں آئے کہہ دے۔ سلم نے نصر سے آکر سارا ماجرا بیان کر دیا۔ نصر نے کہا پھر جاؤ اس نے دوبارہ جانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اُس سے بالکل نہیں ڈرتا ہوں مگر اسے کبھی اچھا نہیں سمجھتا کہ آپ کی شان میں مجھے اسکی زبان سے وہ سننا پڑے جسے میں برا سمجھتا ہوں۔ نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو کرمانی کے پاس بھیجا عصمۃ نے کہا اے ابو علی تم نے جس بات کی ابتدا کی ہے اُس کا انجام تمھارے لئے دین و دنیا دونوں میں برا ہوگا حالانکہ ہم تمھارے سامنے شرائط پیش کر رہے ہیں۔ تم امیر کے پاس چلو وہ خود اُن شرائط کو تمھارے سامنے ظاہر کریں گے۔ اس پیام کا مقصد یہ ہے کہ تمھیں پہلے سے جتا دیا جائے۔

کرمانی نے اس کے جواب میں کہا مجھے معلوم ہے کہ نصر نے یہ باتیں تجھ سے نہیں کہی ہیں بلکہ تو خود انھیں اپنی طرف سے اس لئے پیش کر رہا ہے تاکہ جب نصر کو اس کا علم ہو تو تیرا رسوخ اُس کے پاس بڑھ جائے۔ اور اس جملے کے ختم ہونے کے بعد میں تجھ سے جب تک تو اپنے گھر واپس نہ جائیگا اب کبھی ایک بات بھی نہ کروں گا۔ تم چلے جاؤ اور جس کسی اور کو چاہو بھیج دو، عصمۃ واپس آگیا اور اُس نے کہا میں نے کسی دلیسی کو اس قماش کا نہیں دیکھا جیسا کہ یہ کرمانی ہے۔ خیر مجھے اس پر تو کوئی تعجب نہیں مگر یحییٰ بن حضین پر سخت تعجب آتا ہے کہ یہ اُس کے طرفداروں میں (اللہ اُن پر لعنت کرے) اُس کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

سلم نے کہا اگر یہ حالت رہی تو سرحد پر جنگ شروع ہو جائے گی اور یہاں آپس میں خانہ جنگی۔ آپ قدید کو اُس کے پاس سمجھانے کے لئے بھیج دیجئے۔ نصر نے قدید بن منیع کو جانے کا حکم دیا قدید نے کرمانی سے آکر کہا تم بہت ہی ضدی ہو مجھے یہ ڈر ہے کہ تمھارا یہ رویہ فساد کا باعث ہوگا۔ ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اور یہ عجمی ہماری حالت پر تعلیاں بجائیں گے، اُس نے کہا قدید میں تم پر اتہام نہیں رکھتا مگر اب صورت ایسی نازک آپڑی ہے کہ اس میں میں نصر پر اعتماد نہیں کر سکتا کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ بکر ہی تمھارا بھائی ہے مگر تم اُسکا اعتبار مت کرو۔ قدید نے کہا اگر تم یہ سمجھتے ہو تو اپنی شک جلنی کیلئے یرغمال

دے دو۔ کرمانی نے کہا کسے دوں۔ قدید نے کہا اپنے بیٹوں علی اور عثمان کو۔ کرمانی نے کہا اور مجھے کون دیگا۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ قدید نے کہا ابو علی میں تمھیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ ایسا کام مت کرو جو تمہارے ہاتھوں یہ شہر تباہ ہو جائے۔

قدید نصر کے پاس واپس آگیا۔ نصر نے عقیل بن معقل اللیثی سے کہا مجھے صرف یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک پر کوئی آفت نازل ہونے والی ہے تم اپنے چچیرے بھائی سے جا کر اس معاملے میں گفتگو کرو۔ عقیل نے نصر سے کہا میں امیر سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ کوئی ایسی کارروائی نہ کریں جس کی وجہ سے آپ کے خاندان پر نام دھرا جائے، اور لوگ کہیں کہ شام میں تو خارجی مروان سے نبرد آزما تھے اور خراسان میں اُن ازدی کم عقل بیوقوفوں میں جو آپ کے ہمسائے ہیں اور دوسرے لوگوں میں خانہ جنگی برپا ہو گئی۔ نصر نے کہا تو پھر کیا کروں۔ اگر لوگوں کی بہتری کے لئے تم کوئی تجویز جانتے ہو تو اختیار کرو کیونکہ وہ تو اس بات پر اڑا ہوا ہے کہ مجھ پر اعتماد نہ کرے گا۔

عقیل نے کرمانی سے آکر کہا آپ نے وہ رویہ اختیار کیا ہے کہ بعد کے امرا کے لئے نظیر ہو جائیگا اور مجھے خوف ہے کہ اس میں سب لوگوں کی عقلیں جاتی رہی ہیں۔ کرمانی نے کہا نصر چاہتا ہے کہ میں اس کے پاس جاؤں۔ گر مجھے اُس پر اعتماد نہیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ وہ استعفا دے دے اور ہم بھی علیحدہ رہیں پھر بکر بن وائل میں سے کسی ایسے شخص کو جسے ہم سب پسند کریں اپنا سب کا اس وقت تک امیر بنا لیں جب تک کہ اس کے متعلق خلیفہ کا حکم نہ آجائے، گر اس سے وہ گریز کرتا ہے عقیل نے کہا ابو علی مجھے یہ ڈر ہے کہ اس سرحدی ملک کے باشندے تباہ ہو جائیں گے تم خود امیر کے پاس چلو اور جو کہنا چاہتے ہو کہہ دو وہ اُسے منظور کر لیگا، تمھاری قوم کے کم عقلوں نے جو سازش کر رکھی ہے اُس میں تم کسی لالچ سے شرکت نہ کرو۔ کرمانی نے کہا میں تمھارے اس مشورے اور دوراندیشی پر معترض نہیں ہوں گر مجھے نصر پر بھروسا نہیں وہ یہ کر سکتا ہے کہ خراسان سے جس قدر روپیہ لینا چاہے ہے لیکر چلا جائے۔ عقیل نے کہا اچھا میں یہ صورت پیش کرتا ہوں کہ تم اور وہ اپنی اولاد کی آپس میں شادیاں کر دو تاکہ تم دونوں میں ملاپ ہو جائے۔ کرمانی نے کہا میں کسی

صورت میں اُس پر بھروسا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں عقیل نے کہا تو اب اس کے بعد خیریت نہیں ہے مجھے ڈر ہے کہ تم کل مفت میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ کرانی نے کہا لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ عقیل نے کہا کیا میں پھر تمہارے پاس آؤں۔ کرانی نے کہا اب آنے کی ضرورت نہیں مگر میری جانب سے یہ کہہ دو کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ اور لوگ تمہارے منشا کے خلاف ایسا کام کرنے پر تمھیں ہموار کرلیں گے جس کے بعد فریقین عداوت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھیں گے، اگر تم چاہتے ہو تو میں یہاں سے خود چلا جاتا ہوں، تم سے ڈر کر نہیں بلکہ اس لئے کہ میں اسے پسند نہیں کرتا کہ اس شہر کے باشندوں کو مصیبت میں مبتلا کردوں اور خون ریزی کروں۔ چنانچہ اب کرانی نے جرجان سے چلے جانے کی تیاری شروع کردی۔

اسی سنہ میں یزید بن الولید نے حارث بن سریج کو معافی دی۔ اور اُسکے لئے تحریر لکھ بھیجی نیز عبداللہ بن عمر کو حکم بھیج دیا کہ حارث کی جتنی جائداد ضبط کی گئی ہے واپس کردے اور اُس کی اولاد میں سے جو لوگ قید میں ہیں انھیں چھوڑ دے۔

حارث بن سریج کی معافی

جب خراسان میں نصر اور کرانی کے درمیان مخالفت ہوئی تو نصر کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا حارث بن سریج اپنے ساتھیوں اور ترکوں کو لے کر خراسان پر چڑھائی کردے تو بڑی مصیبت کا سامنا ہوگا اور یہ موجودہ کرانی وغیرہ کی مخالفت اُس کے مقابلے میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اس بات کو سوچ کر اُس نے حارث کو راہ راست پر لانے کی نیت سے مقاتل بن حیان النبطی۔ ثعلبہ بن صفوان البناتی۔ انس بن بجالۃ الاعرجی۔ ہدبۃ الشعراوی اور ربیعۃ القرشی کو حارث کے پاس بھیجا تاکہ یہ اُسے ترکوں کے ملک سے واپس منا لائیں۔

خالد بن زیاد البتدی الترمذی۔ اور خالد بن عمر بن عامر کا آزاد غلام حارث بن سریج کے لئے امان طلب کرنے کی غرض سے یزید بن الولید کے پاس روانہ ہوئے۔ کوفے آئے۔ سعید خدینہ سے ملے۔ سعید نے خالد بن زیاد سے کہا تم جانتے ہو کہ لوگوں نے میرا نام خدینہ کیوں رکھا ہے۔ اُس نے عدم واقفیت ظاہر کی سعید نے کہا کہ

وہ مجھ سے اہل یمن کو قتل کرانا چاہتے تھے مگر اس سے میں نے انکار کیا۔ ان دونوں نے ابو حنیفہ سے درخواست کی کہ آپ اجلح کو جو یزید کے خاص مصاحبوں میں تھا ہمارے تعارف میں ایک خط لکھ دیجئے۔ ابو حنیفہ نے اُسے خط لکھ دیا اجلح نے دونوں کو یزید کے سامنے باریاب کرادیا۔ خالد بن زیاد نے امیر المومنین سے کہا آپ نے اپنے چچازاد بھائی کو اس بنا پر قتل کیا تاکہ کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کرائی جائے مگر آپ کے عہدیدار برابر ظلم وزیادتی کئے جاتے ہیں۔ یزید نے کہا اگرچہ میں خود انھیں ناپسند کرتا ہوں مگر بہر حال انھیں سے کام لینا ہے اور کوئی میرا مددگار نہیں۔ خالد بن زیاد نے کہا آپ خاندان اشراف میں سے ذمہ دار عہدیدار مقرر فرمائیں اور اُن کے ساتھ نیک وسمجھدار لوگوں کو متعین کردیں تاکہ وہ اپنے عہد کے مطابق انتظام حکومت کریں۔ یزید نے کہا میں اس مشورے پر عمل کروں گا۔ پھر ان دونوں نے حارث بن سریج کے لئے امان طلب کی۔ یزید نے حسب ذیل معافی نامہ لکھ دیا۔

"حمد وثنا کے بعد ہم اس بنا پر کھڑے ہوئے تھے کہ خدا کے احکام پس پشت ڈال دئے گئے تھے، اُس کے بندوں پر ہر طرح کا ظلم کیا جارہا تھا بے وجہ خون بہایا جارہا تھا اور بغیر حق کے مال ضبط کیا جارہا تھا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ کلام اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق امت میں حکومت کی جائے۔ ہم نے اس بات کو اپنی جانب سے تمھارے سامنے صاف صاف پیش کردیا ہے۔ تمھیں امان دیجاتی ہے اس لئے اب تم مع اپنے ساتھیوں کے سرحد اسلام میں آجاؤ کیونکہ تم ہمارے بھائی اور دوست وبازو ہو، نیز میں نے عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھدیا ہے کہ جو کچھ تمھارا لیا گیا تھا وہ واپس کردیا جائے۔"

اب یہ دونوں کوفے آکر عبداللہ بن عمر سے ملے۔ خالد نے عبداللہ سے کہا کیا جناب والا اپنے ماتحت عہدیداروں کو یہ حکم نہ دیں گے کہ وہ آپ کے باپ کی سیرت کے مطابق حکومت کریں۔ عبداللہ نے کہا کیا عمر کی سیرت پر کھلم کھلا عمل نہیں ہورہا ہے۔ خالد نے کہا عام رعایا کو اس سے کیا فائدہ ہورہا ہے۔ کوئی ابھی اس پر عمل نہیں کرتا۔

یہ دونوں مرو آئے یزید کا خط نصر کو دیا۔ نصر نے حارث اور اُس کے ساتھیوں کے اُس مال و متاع کو جو ضبط کر لیا گیا تھا حتی المقدور واپس کر دیا۔ یہ حارث کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور اثنائے راہ میں مقاتل بن حیان اور اُس کے ہمراہیوں سے جنھیں نصر نے حارث کے پاس بھیجا تھا ملے۔

اس سے قبل عبداللہ بن عمر نے نصر کو لکھا تھا تم نے میری اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر حارث کو معافی دیدی ہے۔ لہٰذا اب تم اُس کے ہو رہو۔ نصر نے اس حکم کے موصول ہونے پر یزید بن الاحمر کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب تم اور حارث کشتی میں سوار ہو تو اُسے قتل کر ڈالنا۔ جب وہ دونوں مقاتل اسے آمل میں ملے تو مقاتل خود اُس کی جانب ہو گیا اور اس وجہ سے یزید اپنے ارادے سے باز رہا۔

حارث مرو کی طرف روانہ ہوا۔ وہ بارہ سال مشرکین کے علاقے میں مقیم رہا۔ اُس کے ہمراہ قاسم الشیبانی، مضرس بن عمران اُس کا قاضی اور عبداللہ بن سنان بھی تھے۔ حارث سمرقند آیا۔ منصور بن عمر سمرقند کا حاکم تھا یہ اُس سے ملنے نہیں گیا اور اُس نے کہا اُس نے کونسی ایسی خدمت انجام دی ہے جس کی وجہ سے میں اُس سے ملنے جاؤں۔ منصور نے نصر سے حارث کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی اور لکھا ہم میں سے جو اپنے حریف کو قتل کر دیگا وہ اُسے یا جنت میں داخل کر دیگا یا دوزخ میں۔ نیز یہ بھی لکھا اگر حارث آپ کے پاس پہنچ گیا تو چونکہ اُس نے بنی امیہ کے اقتدار کو نقصان پہنچایا ہے اور متعدد خون اُس کے ذمے ہیں حالانکہ اب وہ ترک دُنیا کر چکا ہے۔ مگر پہلے اُن کی حکومت میں شریک، نہایت ہی مہماں نواز۔ بہادر اور ترکوں پر سخت غارت گری کرنے والا تھا تو بنی تمیم آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔

سردر خداہ بیاسان کے قتل کے جرم میں منصور بن عمر کے پاس قید تھا۔ اُس کے بیٹے نے منصور کے لئے اپنی فوج تیار کی اس وجہ سے منصور نے اُسے قید کر دیا تھا۔ حارث نے منصور سے اُس کی سفارش کی۔ منصور نے اُسے رہا کر دیا۔ یہ پھر حارث ہی کے ساتھ رہنے لگا اور آخر دم تک اُس کا ساتھ نہ چھوڑا۔

بعض ارباب سیر کے بیان کے مطابق اسی سال امام ابراہیم بن محمد نے

ابوہاشم بکیر بن ماہان کو خراسان بھیجا اور اُس کے ساتھ دستور العمل اور احکام بھی ارسال کئے۔ مرو آکر اُنھوں نے تمام نقیب اور داعیوں کو جو وہاں تھے اپنے پاس جمع کیا۔ امام محمد بن علی کی وفات کی خبر سنائی اور ابراہیم کے لئے دعوت دی اور اُن کا خط بھی اُن کے سامنے پیش کر دیا۔ اُنھوں نے اُن کے پیام کو قبول کر لیا اور اُنھوں نے جو روپیہ شیعوں سے جمع کیا تھا اُسے اُن کے حوالے کر دیا۔ یہ اُسے ابراہیم بن محمد کے پاس لے آئے۔

اسی سنہ میں یزید نے اپنے بھائی ابراہیم بن الولید کے لئے بیعت لے کر اُسے اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اُس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لئے ولی عہدی کی بھی بیعت لے لی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ یزید ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری میں بیمار ہو گیا۔ لوگوں نے اُسے مشورہ دیا کہ آپ اپنے بھائی ابراہیم اور اُسکے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے عہد خلافت لے لیجئے، قدری فرقے کے لوگ اُسے اس بات پر برابر آمادہ کرتے رہے اور کہنے لگے کہ آپ کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ اس قومی مرحلے کو آپ یوں ہی چھوڑ جائیں۔ پہلے ابراہیم اپنے بھائی کے لئے بیعت لیجئے۔ چنانچہ اُس کے لئے بیعت لے لی گئی اور اُس کے بعد عبدالعزیز بن الحجاج کے لئے بیعت لی گئی۔

اسی سنہ میں یزید نے یوسف بن محمد بن یوسف کو مدینے کی ولایت سے برطرف کر کے اُس کی جگہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو مقرر کیا۔ ایک دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید بن الولید نے اُسے والی مقرر ہی نہیں کیا تھا مگر اُس نے یزید کی طرف سے اپنے تقرر کا جعلی فرمان لکھ لیا تھا اس وجہ سے یزید نے اُسے برطرف کر دیا اور عبدالعزیز بن عمر کو اُس کی جگہ مقرر کیا۔ ذی قعدہ کی دو راتیں باقی تھیں کہ عبدالعزیز مدینے آگیا۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے یزید سے بغاوت کی۔ آرمینا سے جزیرہ واپس آیا اور بتایا کہ میں ولید کا بدلہ لینا چاہتا ہوں مگر حرّان پہنچکر اُس نے بھی یزید کے لئے بیعت کر لی۔

مروان بن محمد کی پہلی بغاوت اور پھر اطاعت

اپنے موسم گرما کی جہاد کی مہم سے واپس آکر عبدالملک بن مروان بن محمد بن مروان حرّان میں

عمر بن یزید کے ہمراہ مقیم تھا کہ یہاں اُسے ولید کے قتل کی اطلاع ملی۔ عبدہ بن ریاح الغسانی ولید کی جانب سے جزیرے کا عامل تھا۔ جب اُسے ولید کے قتل کی خبر معلوم ہوئی تو یہ جزیرے سے شام کی طرف روانہ ہوا۔ اور اب عبدالملک بن مروان بن محمد نے حرّان اور جزیرے کے دوسرے شہروں پر دھاوا کر کے قبضہ کر لیا اور سلیمان بن عبداللہ بن عُلاثۃ کو جزیرے کا عامل مقرر کر دیا۔ نیز اُس نے اپنے باپ مروان بن محمد کو جو آرمینا میں تھا اس کارروائی کی اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ آپ خود فوراً تشریف لائیے۔ مروان نے روانگی کی تیاری شروع کی اور ظاہر کیا کہ میں ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ مگر اس کے ساتھ اُس نے اسے یہی اچھا نہیں سمجھا کہ جب تک اُس کا معاملہ راستی پر نہ آ جائے سرحد کو غیر محفوظ حالت میں چھوڑ دے۔ اس خیال سے اُسنے اسحٰق بن مسلم العُقیلی۔ سردار قیس اور ثابت بن نُعیم الجذامی الفلسطینی سردار عربائے یمن کو اہل باب کی طرف بھیجا۔ ثابت اس وجہ سے مروان کے ہمراہ تھا کہ اُسی نے اُسے رصافہ میں ہشام کی قید سے خلاصی دلائی تھی۔

مروان دو سال میں ایک مرتبہ ہشام سے آکر ملتا اور سرحد کی حالت اور وہاں کی فوجی چھاؤنیاں اور اُس کی فوج اور عام حالت کو بیان کر دیتا تھا اور نیز اُن تجاویز کی جو وہ دشمن کے مقابلے میں برتنا چاہتا تھا منظوری حاصل کر لیتا۔

ثابت کے قید کرنے کی وجہ کو ہم پہلے حنظلہ بن صفوان کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں کہ ہشام نے جس فوج کو حنظلہ کے ہمراہ اُن بربر اور افریقیہ والوں کی سرکوبی کے لئے جنھوں نے اُس کے عامل کلثوم بن عیاض القشیری کو قتل کر ڈالا تھا بھیجا اُس نے اُنھیں بغاوت پر آمادہ کیا اور اُن کی وفاداری کو متزلزل کر دیا۔ حنظلہ نے اپنے ایک خط میں ہشام سے اُس کی شکایت کی ہشام نے اُسے حکم بھیجا کہ ثابت کو بیڑیاں ڈال کر میرے پاس بھیج دو، حنظلہ نے اُس حکم کی تعمیل کی ہشام نے ثابت کو قید کر دیا۔ جب مروان بن ہشام حسب دستور ایک مرتبہ ہشام سے ملنے آیا (کلثوم بن عیاض نے افریقیہ میں کیا کارروائی کی اس کا کچھ ذکر ہم اپنی اس کتاب میں اُس کے محل پر کر آئے ہیں) تو وہ تمام یمنی سردار جو ہشام کی بارگاہ کے عمائد تھے مروان سے آکر ملے اور انھوں نے ثابت کے معاملے میں اُس سے گفتگو کی۔ جن لوگوں نے

اس بارے میں گفتگو کی تھی اُن میں کعب بن حامد العبسی ہشام کا کوتوال۔ عبد الرحمٰن بن الفخم اور سلیمان بن حبیب ہشام کے قاضی بھی تھے، مروان نے ثابت کو ہشام سے مانگ لیا۔ ہشام نے اُسے مروان کے حوالے کر دیا یہ بھی آرمینیا چلا گیا، مروان نے کسی مقام کا والی مقرر کر دیا اور انعام واکرام بھی دیا۔

جب مروان نے ثابت کو اسحٰق کی معیت میں اہل باب کے پاس بھیجا تو اُن کے نام ایک خط بھی اُن کے ہاتھ بھیجا جس میں انھیں اُن کی سرحد کا حال بتایا اور لکھا کہ اگر وہ اپنے اپنے مورچوں اور چوکیوں میں بدستور ٹھہرے رہیں گے تو اس کا انھیں اجر ملیگا اور نیز وہ اس طرح مسلمانوں کے اہل وعیال کو دشمن کے آزار سے محفوظ ومصئون رکھیں گے۔

نیز مروان بن محمد نے اُن کی معاشیں بھی اُن لوگوں کے ہاتھ بھیج دیں اور فلسطین کے ایک شخص حُمید بن عبد اللہ اللخمی نام کو جو اُن میں بہت مقبول تھا اُسکا سپہ سالار مقرر کر دیا۔ یہ شخص اس سے پہلے بھی اُن کا سردار رہ چکا تھا اور وہ لوگ اُس کی تعریف کر چکے تھے اور اُس سے خوش تھے۔ دونوں صاحبوں نے اسی کو اُن کا امیر مقرر کر دیا۔ اور مروان کا خط پڑھ کر انھیں سنایا۔ اس پر تمام لوگ اپنی سرحدوں اور چوکیوں پر قائم رہنے کے لئے تیار ہو گئے۔

بعد میں مروان کو معلوم ہوا کہ ثابت اُن کے فوجی سرداروں کو سرحد کی حفاظت چھوڑ کر اپنی چھاؤنیوں میں واپس آجانے کی ترغیب دے رہا ہے جب یہ دونوں مروان کے پاس واپس چلے آئے تو اب اُس نے روانگی کی تیاری شروع کی۔ اپنی فوج کا معائنہ کیا۔ ثابت بن نعیم نے مروان کے ہمراہ جو شامی تھے اُنھیں مروان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو جانے کے لئے بہکانا شروع کیا اور دعوت دی کہ تم میرے ساتھ ہو کر اپنی چھاؤنیوں کو چلو۔ چنانچہ عام فوجی پڑاؤ سے یہ لوگ مع اُن لوگوں کے جو رات کو بھاگ آئے تھے علیحدہ ہو گئے اور اُنھوں نے الگ اپنا پڑاؤ کیا۔ مروان کو اُن کی اس شرارت کا علم ہوا اس نے ساری رات اپنے ساتھیوں سمیت مسلح ہو کر بیداری میں بسر کی۔ صبح ہوتے ہی ثابت کے مقابلے پر بڑھا۔ ثابت کے طرفداروں کی تعداد مروان کے طرفداروں سے بہت زیادہ تھی۔

اب دونوں حریف جنگ کے لئے صف بستہ ہو گئے مروان نے دو نقیبوں کو حکم دیا کہ میمنہ یسرہ اور قلب سے جاکر حریف سے کہیں اور دریافت کریں کہ انھوں نے کیوں مجھ سے علٰحدگی اختیار کی اور میری کس بات سے وہ میرے دشمن بن گئے کیا میں نے ایسے شخص کو اُن کا والی مقرر نہیں کیا جسے وہ چاہتے ہیں اور جس نے نہایت خیر و خوبی سے اُن پر حکومت کی ہے، اور آخر وہ کیوں اپنا خون بہانے کے در پے ہوئے ہیں؟۔

اُنھوں نے جواب دیا ہم اپنے خلیفہ کی اطاعت کی وجہ سے آپ کے بھی فرماں بردار تھے، خلیفہ قتل کر دیا گیا، اہل شام نے یزید بن الولید کے لئے بیعت کرلی۔ ہم نے ثابت کو اپنا والی اور سرگروہ بنالیا ہے تاکہ وہ ہمیں اسی تقسیم و ترتیب کے ساتھ ہماری چھاؤنیوں تک ہماری قیادت کرے۔ مروان نے اپنے نقیب کو حکم دیا کہ کہدے، جو تم نے کہا وہ جھوٹ ہے تم کچھ اور کرنا چاہتے ہو، تم چاہتے ہو کہ اپنے عہدیداروں کے احکام سے سرتابی کرو اور جہاں سے گزرو وہاں کے ذمیوں کے مال و متاع غلہ اور چارے پر قبضہ کرلو۔ اب میرے اور تمھارے درمیان صرف تلوار فیصلہ کریگی یہاں تک کہ تم مطیع و منقاد ہو جاؤ اور میں تمھیں لیکر فرات کے کنارے پہنچادوں وہاں پہنچ کر میں ہر سردار اور اُس کی فوج کو آزادی دیدونگا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں چلے جائیں۔

جب ان لوگوں نے دیکھا کہ مروان اپنے ارادے پر پوری طرح جما ہوا ہے سب اُس کی اطاعت میں آگئے اور ثابت بن نعیم اور اُس کے چار بیٹوں رفاعہ۔ نعیم۔ بکر اور عمران کو مروان کے حوالے کردیا۔ مروان کے حکم سے یہ لوگ اپنے گھوڑوں سے اتار دئے گئے۔ اُن کے ہتھیار لے لئے گئے اُن کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر پہرہ بٹھا دیا گیا، مروان نے ان سب کو اپنے پڑاؤ میں شامل کرلیا اور اثنائے سفر میں اُن پر ایسی سخت نگرانی اور انتظام رکھا کہ کسی کو دیہاتیوں پر ظلم و زیادتی اور غارت گری کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ جو چیز لیتے اُس کی قیمت ادا کرتے اسی طرح مروان اُنھیں لے کر حران آیا اور حکم دیا کہ اپنی اپنی اصل چھاؤنیوں میں چلے جائیں مگر ثابت کو اپنے پاس قید رکھا، مروان نے اہل جزیرہ کو بلاکر

اُن پر مزید لگان عائد کیا اور تیس ہزار مویشی اُن سے وصول کئے۔ اور یزید کے پاس جانے کی تیاری کرنے لگا۔

یزید نے اُسے لکھا کہ تم میری بیعت کر لو میں تمہیں اُس سارے علاقے جزیرہ۔ آرمینیا۔ موصل اور آذربیجان کا ناظم اعلیٰ مقرر کردوں گا جیسا کہ تمہارے باپ محمد بن مروان کو عبدالملک بن مروان نے مقرر کیا تھا، اس وعدے پر مروان نے یزید کی بیعت کر لی اور محمد بن عبداللہ بن علاقہ نیز جزیرے کے بعض اور عمائد کو اُس کی خدمت میں بھیجا۔ اسی سنہ میں یزید بن ولید نے ماہ ذی الحجہ کے آخر میں انتقال کیا۔ اکثر ارباب سیر کے قول کے مطابق یزید چھ ماہ خلیفہ رہا۔

بیان کیا گیا ہے کہ اُسکا عہد خلافت پانچ ماہ اور دو شب تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ چھ ماہ کچھ دن خلیفہ رہا دوسری روایت یہ ہے کہ یزید پانچ ماہ بارہ روز خلیفہ رہا۔ ذی الحجہ ۱۲۶ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی دس راتیں باقی تھیں کہ چھیالیس سال کی عمر میں چھ ماہ اور دو شب خلافت کرنے کے بعد یزید نے دمشق میں وفات پائی۔ اُس کی عمر میں اختلاف ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ یزید نے تیس سال کی عمر پائی۔ اوروں کا بیان ہے کہ اُس کی عمر سینتیس سال ہوئی۔ ابو خالد کنیت تھی۔ اُس کی ماں ام ولد (لونڈی) تھی جس کا نام شاہ آفرید بنت فیروز بن یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ تھا۔ یہ شعر یزید ہی نے کہا ہے،

انا ابن کسرای وابی مروان وقیصر جدی وجدی خاقان

(ترجمہ) میں کسریٰ اور مروان کی اولاد میں ہوں۔ قیصر اور خاقان بھی میرے اجداد ہیں۔

(عقیدہ) بیان کیا گیا ہے کہ یہ قدریہ عقائد کا ماننے والا تھا۔

حلیہ۔ سانولا رنگ۔ دراز قامت۔ چھوٹا سر۔ چہرے پر خال خوبصورت پاؤں۔ اور کشادہ دہن (مگر اتنا کشادہ نہیں جو برا معلوم ہو) تھا

واقدی کے بیان کے مطابق یزید الناقص اس لئے کہا جاتا تھا کہ ولید نے فوج کی معاشوں میں جو دس کا اضافہ کیا تھا اُس نے اُسے گھٹا دیا۔ مگر علی بن محمد کا بیان ہے کہ مروان نے اس لفظ کو بطور گالی اُس کے نام کے ساتھ استعمال کیا اور اور اس بنا پر تمام لوگ اُسے ناقص ابن الولید کہنے لگے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں

حج ہوا۔ بعض اور ارباب سیر کا بیان ہے کہ اس سال عمر بن عبداللہ بن عبدالملک جسے یزید بن الولید نے اسی غرض سے بھیجا تھا امیر حج تھا مگر اس کے ہمراہ عبدالعزیز بھی جو مکہ۔ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج کرنے گیا تھا۔

عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز اس سال یزید کی جانب سے عراق کا صوبہ دار تھا، ابن ابی لیلیٰ کوفہ کے قاضی تھے۔ بصرہ کا خبر رساں مسور بن عمر بن عباد تھا اور عامر بن عبیدہ بصرہ کے قاضی تھے۔ نصر بن سیار الکنانی خراسان کا صوبہ دار تھا۔

"خلافت ابی اسحٰق ابراہیم بن الولید"

یزید کے بعد ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا مگر اسکی خلافت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہی، ایک جمعے میں لوگوں نے اسے خلیفہ کہکر سلام کیا دوسرے جمعے میں محض امیر کے لقب سے آئندہ جمعے میں نہ خلیفہ کہا اور نہ امیر ہی خلفشار قائم تھا کہ مروان بن محمد نے آکر اسے خلافت سے علیحدہ کر دیا اور عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کو قتل کر دیا۔

دوسری روایت ہے کہ یزید نے ابراہیم کو اپنا جانشین خلافت مقرر کر دیا تھا۔ یہ چار ماہ خلیفہ رہا۔ ربیع الآخر ۱۲۷ھ ہجری میں علیحدہ کیا گیا مگر یہ زندہ رہا اور ۱۳۲ ہجری میں مارا گیا۔ اس کی ماں بھی ام ولد تھی۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم کل ستر ۷۰ دن خلیفہ رہا۔

۱۲۷ھ ہجری کے اہم واقعات

اسی سنہ میں مروان بن محمد نے شام کی جانب پیش قدمی کی اور عین الجر کے مقام پر اس کے اور سلیمان بن ہشام کے درمیان جنگ ہوئی جسکے اسباب و واقعات حسب ذیل ہیں:

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ولید بن یزید کے قتل کے بعد مروان آرمینیا سے جزیرہ آکر اس پر قابض ہو گیا تھا، اور عصرام میں اس بات کی شہرت دی تھی کہ وہ ولید کا

بدلہ لینا چاہتا ہے، اور اُس کے قتل کو بُری نظر سے دیکھتا ہے، مگر جب یزید بن الولید نے اُسے اُس کے باپ محمد بن مروان کے عہدے پر فائز کر دیا اور اتنا ہی علاقہ اُس کے ماتحت کر دیا جو اُس کے باپ کے تحت تھا تو اُس نے یزید ہی کے لئے بیعت کر لی، اس کا عام اعلان کر دیا۔ اور اپنے حرّان ہی کے دوران قیام میں اُس نے محمد بن عُلاثہ، اور جزیرے کے دوسرے عمائدین کو یزید کی خدمت میں اپنی طرف سے سفارت کے لئے بھیج دیا۔

جب مروان کو معلوم ہوا کہ یزید کا انتقال ہو گیا اُس نے فوراً ابن عُلاثہ اور اُس کے ساتھیوں کو منبج سے واپس بلا لیا اور اب خود ابراہیم بن الولید کی جانب روانہ ہوا۔ صرف جزیرے کا لشکر اُس کے ساتھ تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے عبد الملک کو آرمینیا پر چالیس ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ رقہ میں اپنا جانشین چھوڑا۔

مروان قنسرین آیا۔ یزید بن الولید کا بھائی بشر جسے یزید نے اس مقام کا حاکم مقرر کیا تھا اُس کے مقابلے کے لئے شہر سے باہر صف بستہ ہوا۔ اُس (مروان) نے اپنے حریف کی فوج میں وعدۂ امان کی منادی کی اور مروان نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی لوگوں کو دعوت دی، یزید بن عمر بن ہبیرہ تمام قیسی عربوں کے ساتھ اُس سے آملا۔ انھوں نے بشر اور اُس کے حقیقی بھائی مسرور بن الولید کو دشمن کے سپرد کر دیا۔ مروان نے اُن دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین کو لے کر اہل حمص کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ انھوں نے یزید کے مرنے کے بعد ابراہیم اور عبد العزیز بن الحجاج کے لئے بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اسی بنا پر مقدم الذکر نے موخر الذکر اور دمشق کی فوج کو اُن کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تھا جس نے انھیں اُنھیں کے شہر میں آکر محصور کر لیا، مروان نے اپنی پیش قدمی میں مزید سرعت سے کام لیا اور جب یہ حمص پہنچا تو عبد العزیز خود حمص کا محاصرہ چھوڑ کر چلتا بنا، اہل حمص نے شہر سے نکل کر مروان کے ہاتھ پر بیعت کی اور پھر سب کے سب خود ہی اُس کے ساتھ ہو لئے۔

اُس کے مقابلے کے لئے ابراہیم بن الولید نے سلیمان بن ہشام کی زیر قیادت فوج روانہ کی، یہ اُس کے ہمراہ مقام عین الجر پر فروکش ہوا اب مروان بھی سامنے

آگیا، سلیمان کے ساتھ ایک لاکھ بیس ہزار سوار تھے۔ مروان کے پاس اسّی ہزار تھے، جب ایک دوسرے کے مقابل آئے تو مروان نے کہا کہ میری یہ درخواست ہے کہ لڑائی نہ ہو بشرطیکہ تم لوگ ولید کے دونوں بیٹوں حکم اور عثمان کو جو دمشق کی جیل میں قید ہیں رہا کردو اور میں اُن دونوں کی جانب سے اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ وہ اپنے باپ کے قتل کا تم سے مواخذہ نہیں کریں گے اور نہ کسی ایسے شخص کو جو انکے باپ کے قتل میں شریک رہا ہو کوئی مطالبہ کریں گے، مگر سلیمان کے ہمراہیوں نے اُس کی درخواست رد کردی اور اب جنگ پوری مستعدی سے شروع ہوگئی آفتاب بلند ہونے کے وقت سے عصر تک گھمسان لڑائی ہوئی جس میں فریقین کے بہت سے مقتول و مجروح ہوئے۔ چونکہ مروان ایک تجربہ کار گرگ باراں دیدہ تھا اُس نے اپنے تین سپہ سالاروں کو جن میں سے ایک اسحٰق بن مسلم کا بھائی عیسیٰ نام تھا بلایا اور حکم دیا کہ تم اپنے رسالے کو (جس کی تعداد تین ہزار تھی) میری صف کے پیچھے لے جاؤ نیز اُن کے ہمراہ لکڑہارے بھی بھیج دئے۔

اُس گھاٹی میں جسے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا جس قدر گنجائش تھی وہ دونوں حریفوں کی فوج سے پُر تھی، اور دونوں پڑاووں کے درمیاں ایک تیز رو رود رواں تھی، مروان نے انھیں حکم دیا کہ پہاڑ پر جاکر درختوں کو کاٹو اور عارضی پل باندھ کر اُسکے ذریعے سلیمان کے پڑاؤ پر چھاپہ مارو۔

یہ تمام کارروائی اپنی جگہ ہوتی رہی مگر سلیمان کا رسالہ چونکہ ہمہ تن جدال و قتال میں منہمک تھا اس لئے اُسے اس کی کچھ خبر نہ ہوئی، کہ اچانک اُنھیں اپنے پیچھے اپنے پڑاؤ سے گھوڑوں کی ہنہناہٹ، تلواروں کی چمک اور تکبیر کی آواز سنائی دی، اسکے دیکھتے ہی اُس فوج کے پاؤں اُکھڑ گئے اور وہ بالکل شکست کھاکر بھاگی، اہل حمص نے چونکہ سلیمان کی فوج نے اُن کی خوب گت بنائی تھی بیدردی سے اُنھیں قتل کرنا شروع کیا اور سترہ ہزار کو تہ تیغ کردیا۔ مگر اہل جزیرہ اور اہل قنسرین نے اُن میں سے کسی کو قتل نہیں کیا۔ مقتولین سے زیادہ قیدی مروان کے ہاتھ آئے، نیز اُن کے پڑاؤ کو بالکل لوٹ لیا گیا، مروان نے حکم و عثمان دونوں کم سنوں کے لئے اُن سے بیعت لے کر سب کو رہا کردیا، بلکہ ایک ایک دینار زادِ راہ بھی انھیں دیا اور اُنھیں اُن کے

اہل وعیال میں جانے کی اجازت دے دی، اور کسی کو سوائے یزید بن العقار الکلبی اور ولید بن مصاد الکلبی کے جو ولید سے لڑنے گئے تھے اور اُس کے قتل میں شریک تھے اُس نے قتل نہیں کیا۔

یزید بن خالد بن عبد اللہ القسری بھی اس جنگ میں شریک تھا مگر شکست کے بعد وہ بھی سلیمان بن ہشام کے ساتھ دمشق بھاگ آیا۔ یہ دونوں کلبی سردار جنھیں مروان نے قتل کردیا یزید کے خاص عہدیدار تھے اُن میں سے ایک کوتوال اور دوسرا محافظ اعلیٰ تھا۔ مروان نے انھیں اسی مقام پر کوڑوں سے خوب پٹوایا پھر اُس کے حکم سے وہ قید کردئے گئے اور اسی میں ہلاک ہوگئے۔

دوسری صبح کو سلیمان اور اُس کی شکست خوردہ فوج دمشق پہنچی، اُسکے پاس ابراہیم اور عبد العزیز بن الحجاج کے پاس اُس کی فوج کے سردار یزید بن خالد القسری ابو علاقة السکسکی۔ اصبغ بن دولة الکلبی اور اُن ہی جیسے اور سردار آئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اگر یہ دونوں لڑکے زندہ رہے تو مروان دمشق آکر انھیں قید سے نکال کر برسر حکومت بٹھادیگا یہ اپنے باپ ولید کے قاتلوں میں کسی پر بھی رحم نہیں کریں گے بہتر یہ ہے کہ انھیں ہم قتل کردیں، چنانچہ سب نے یزید بن خالد کو اس کام پر متعین کیا، ان دونوں کے ہمراہ قید میں ابو محمد السفیانی اور یوسف بن عمر بھی تھے۔ یزید نے خالد کے آزاد غلام ابو الاسد کو اپنے کچھ آدمیوں کے ہمراہ اس کام کے لئے روانہ کیا، اُس نے جیل خانے میں جاکر گرزوں سے اُن دونوں لڑکوں کا کام تمام کردیا۔ اور یوسف بن عمر کو بھی قتل کردیا۔ وہ تو ابو محمد السفیانی کو بھی مار دینا چاہتے تھے مگر یہ جیل خانے کی ایک کوٹھری میں گھس گیا اور اندر سے دروازہ بند کرلیا اور اپنی پشت پر فرش وتکیوں کا انبار لگاکر دروازہ پر ٹیکہ دیدیا جس سے وہ اُسے کھول نہ سکے، تب انھوں نے ارادہ کیا کہ آگ لگادیں مگر ابھی آگ آئی نہ تھی کہ شور مچا کہ مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہوگیا ہے۔

ابراہیم بن الولید بھاگ کر روپوش ہوگیا، سلیمان نے بیت المال کو لوٹ کر اُسے اپنی فوج میں تقسیم کردیا اور شہر سے نکل بھاگا۔

اسی سنہ میں عبد اللہ بن معاویة بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب نے

کوفہ میں اپنے لئے دعوت دی اور کوفہ ہی میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز بن مروان سے اُس کی لڑائی ہوئی جس میں اُس نے اُسے شکست دے کر بھگا دیا۔ عبداللہ بن معاویہ طاقۂ جبال چلا گیا اور اُس پر قابض ہو گیا۔

"عبداللہ کے خروج اور اپنے لئے دعوت کے اسباب و واقعات"

ابومخنف کہتے ہیں کہ عبداللہ بن معاویہ نے محرم ۱۲۷ہجری میں عبداللہ بن عمر سے بغاوت کی اور اُس سے لڑا۔ عبداللہ بن معاویہ کچھ عنایتیں مانگنے کے لئے کوفے میں عبداللہ بن عمر سے ملنے آیا۔ اُس کا ارادہ خروج کا نہ تھا۔ یہاں اُس نے حاتم بن الشرقی بن عبدالمومن بن شبیث بن ربعی کی لڑکی سے شادی کرلی۔ جب یمنی اور مضری عربوں کے آپس میں تعصب و عداوت رونما ہوئی تو کوفے والوں نے اُس سے درخواست کی کہ تم اپنے لئے دعوت دو کیونکہ بنو ہاشم بنو مروان سے زیادہ حکومت کے اہل ہیں اُس نے خفیہ طور پر کوفہ میں دعوت شروع کردی۔ ابن عمر اُس وقت حیرہ میں تھا۔ ابن حمزۃ الخزاعی نے ابن معاویہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی مگر ابن عمر نے اپنی تدبیروں سے اُسے پھر ملا لیا اور اُس نے وعدہ کیا کہ جنگ میں وہ اپنی فوج کو لے کر بغیر مقاتلہ کئے پسپا ہو جائیگا۔ ابن معاویہ کو بھی اس قرارداد کا علم ہو گیا چنانچہ جب حریف مقابل آئے تو ابن معاویہ نے بیان کیا کہ ابن حمزہ نے مجھے دھوکا دیا ہے اُس نے ابن عمر سے اپنی فوج کے ساتھ پسپا ہو جانے کا وعدہ کرلیا ہے جب وہ ایسا کرے تو تم اُس سے خوف زدہ نہ ہونا کیونکہ جو کچھ وہ کرے گا اُس سازباز کے مطابق کرے گا جو پہلے سے پختت و پز ہو چکی ہے۔ مگر جب مقابلہ شروع ہوا اور ابن حمزہ پسپا ہوا تو اُس کو دیکھتے ہی ابن معاویہ کے تمام طرفدار میدان سے فرار ہو گئے اور کوئی اُس کا ساتھ دینے والا نہ رہا۔ اس کے بعد ابن معاویہ کوفے واپس آگیا۔ یہ معرکہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان وقوع پذیر ہوا تھا، پھر یہ وہاں سے مدائن چلا گیا۔ اہل مدائن نے اُس کی بیعت کرلی یہاں کچھ کوفی بھی اُس سے آملے اُن کے ساتھ اُس نے حلوان جاکر اس پر اور علاقۂ جبال پر قبضہ کر لیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن معاویہ نے کوفہ آتے ہی ایک جماعت جمع کرلی تھی اور ابن عمر کو اُس کی سازش کا علم ہی نہیں ہوا کہ انھوں نے جبانہ میں جنگ کے لئے اپنا اجتماع کیا اور مقابلہ شروع ہوگیا۔ خالد بن قطن الحارثی اہل یمن کا سردار تھا اُس پر اصبغ بن ذولۃ الکلبی نے شامیوں کے ساتھ حملہ کیا اور خالد اور اہل کوفہ پسپا ہوگئے، مگر بنی برار اور بنی نزار میں جنگ نہ ہوئی اور یہ ابشیر الٹے پھرے واپس چلے گئے۔ زیدی فرقے کے پچاس آدمی ابن محرز القرشی کے مکان کی جانب لڑائی کے خیال سے آئے اور سب مارے گئے۔ ان کے علاوہ اُس روز اہل کوفہ میں اور کوئی نہیں مارا گیا، ابن معاویہ عبداللہ بن العباس التمیمی کے ہمراہ کوفے سے مدائن آیا وہاں سے روانہ ہوکر ماہین۔ ہمدان، قومس۔ اصبہان اور رے پر قابض ہوگیا، اہل کوفہ کے غلام بھی اُس سے آملے۔

ابوعبیدہ اس خلفشار کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ، حسن اور یزید بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر عبداللہ بن عمر سے ملنے آئے اور النخع میں ولید بن سعید اپنے آزاد غلام کے یہاں آکر فروکش ہوئے، ابن عمر نے اُن کی خوب آؤبھگت کی، بہت کچھ انھیں دیا۔ اور تین سو درہم روزانہ اُن کے لئے مقرر کر دئے۔ کچھ عرصے تک اسی طرح یہ لوگ زندگی بسر کرتے رہے، اب یزید بن الولید نے انتقال کیا، اور لوگوں نے اُس کے بھائی ابراہیم بن الولید کے لئے اور اُسکے بعد عبدالعزیز بن الحجاج بن عبدالملک کے لئے بیعت کرلی۔ ان دونوں کی بیعت کا حکم عبداللہ بن عمر کے پاس کوفے میں آیا۔ ابن عمر نے لوگوں سے ان دونوں کے لئے بیعت لے لی اور اُن کی معاش میں سو سو کا اضافہ کردیا، نیز اُس نے اس کے لئے مفصلات میں احکام نافذ کر دئے اور سب جگہ سے اُن کے لئے بیعت لئے جانے کی اطلاع آگئی، ابھی وہ انھیں معاملات کی رد براہی میں تھا کہ اُسے معلوم ہوا کہ مروان بن محمد نے ابراہیم بن الولید کی بیعت نہیں کی ہے اور وہ اہل جزیرہ کو لے کر اُس کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا ہے، اُس نے عبداللہ بن معاویہ کو اپنے پاس روک لیا مگر اُن کے یومیے میں اضافہ کردیا۔ اور اُسے اس بات کے لئے آمادہ کرلیا کہ اگر مروان کو ابراہیم کے مقابلے میں فتح ہو تو وہ

اُس کے لئے بیعت کرے گا اور بحیثیت امین اسے اپنے ساتھ لیکر مروان کا مقابلہ کریگا۔ اب مروان کی ابراہیم سے جنگ شروع ہوگئی۔ جمہور اس سیاسی خلفشار کی وجہ سے پریشان خیال ہو گئے۔ مروان شام کے قریب پہنچ گیا۔ ابراہیم اُس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ دونوں میں جنگ ہوئی مروان نے اُسے شکست دی اور فتح پائی، ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی مگر عبدالعزیز بن الحجاج ثابت قدمی سے لڑتا رہا اور مارا گیا،

اسماعیل بن عبداللہ۔ خالد بن عبداللہ القسری کا بھائی جو ابراہیم کی فوج میں تھا بھاگ کر کوفہ آیا اُس نے ابراہیم کی جانب سے اپنے لئے کوفے کی ولایت کا جعلی فرمان بنالیا اور یمنی عربوں سے مل کر پوشیدہ طور پر اس بات سے انھیں آگاہ کیا کہ مجھے ابراہیم بن الولید نے عراق کا گورنر مقرر کیا ہے۔ یمنیوں نے اُس کے دعوے کو قبول کرلیا۔ اس کی اطلاع ابن عمر کو ہوئی۔ اُس نے علی الصباح اُسے آلیا۔ ابن عمر کے ہمراہ عمر بن الغضبان بھی تھا۔ جب اسمٰعیل نے یہ رنگ دیکھا اور سونچا کہ نہ اُس کے پاس اصلی فرمان ہے بلکہ جس کی جانب سے اُس نے فرمان بنایا تھا وہ بھی شکست کھاکر بھاگ گیا ہے وہ اپنے ارادے سے رسوائی اور مارے جانے کے خوف سے باز آیا۔ اُس نے اپنے طرفداروں سے کہا کہ میں خون بہانا پسند نہیں کرتا اور مجھے پہلے یہ اندیشہ نہ تھا کہ یہ معاملہ یہاں تک طول کھینچے گا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ چپ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ سب منتشر ہو گئے مگر اُس نے اپنے گھر والوں سے یہ بات بیان کردی کہ ابراہیم نے راہ فرار اختیار کی اور مروان دمشق میں داخل ہوگیا ہے، اُس کے خاندان سے اس خبر نے پھوٹ کر شہرت حاصل کی، اور اب پھر فتنہ وفساد اور خانہ جنگی کا خطرہ پیدا ہوا۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ابن عمر مضر اور ربیعہ کو تو بڑی بڑی معاشیں دیتا تھا مگر اُسنے جعفر بن نافع بن القعقاع بن شور الذہلی اور عثمان بن الخیبری ابن تیم اللات بن ثعلبہ کے سردار کو کچھ نہ دیا اور نہ اُن کے مناصب کو اُن کے ہم رتبہ سرداروں کے برابر کیا، یہ دونوں اُس کے پاس آئے اور درشت کلامی کی، ابن عمر کو غصہ آیا اُسنے ان دونوں کے دربار سے نکلوا دینے کا حکم دیا عبدالملک الطائی اُسکے صاحب شرطہ نے جو ہر وقت اُس کے سرہانے ایستادہ رہتا تھا جاکر انھیں دھکے دئے اُنھوں نے بھی

او سے دھکا دیا اور بہت غصے میں وہاں سے چلے آئے۔

ثمامہ بن حوشب بن رویم الشیبانی حاضر دربار تھا وہ بھی اپنے دوستوں کی اس توہین پر ناراض ہو کر دربار سے اُٹھ آیا اور یہ سب کوفہ چلے آئے۔ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ ابن عمر حیرہ میں تھا۔ کوفہ آتے ہی ان لوگوں نے بنی ربیعہ کو دعوت دی، تمام بنی ربیعہ مرنے مارنے کے لئے نہایت طیش و غضب میں اُن کے پاس جمع ہو گئے، ابن عمر کو اس کی اطلاع ہوئی اُس نے اپنے بھائی عاصم کو اُن کے پاس بھیجا۔ جب عاصم اُن سے آکر ملا تو اُس وقت سب کے سب دیر ہند میں مستعد و مجتمع تھے، عاصم نے اپنے تئیں اُن کے سامنے کر دیا اور کہا کہ میں حاضر ہوں جو چاہو میرے ساتھ کرو، اُس کے اس ایثار سے اُنھیں غیرت آئی۔ اُنھوں نے عاصم کی تعریف و تعظیم کی اور اُس کا شکریہ ادا کیا اور پھر اپنے دونوں سرداروں کے پاس آئے وہ بھی خاموش ہو رہے۔ اُسی شب کو ابن عمر نے عمر بن الغضبان کو ایک لاکھ درہم بھیجے جسے اُس نے اپنی قوم بنو ہمام بن مُرہ بن ذہل بن شیبان میں تقسیم کر دیا۔ ثمامۃ بن حوشب بن رویم کو بھی ایک لاکھ بھیج دیئے اُس نے اُنھیں اپنی قوم میں تقسیم کر دیا۔ اسی طرح اُسنے جعفر بن نافع بن القعقاع اور عثمان بن الخیبری کو دس دس ہزار بھیج دئے۔

ابو جعفر کہتے ہیں کہ جب شیعوں نے اُس کی کمزوری محسوس کی تو اُس سے آنکھ چرا گئے، اُس پر دلیر ہو گئے اور اُنھوں نے خیال کیا کہ اُس پر غلبہ پانا بالکل سہل ہے، اس لئے اب اُنھوں نے عبداللہ بن معاویۃ بن جعفر کے لئے لوگوں کو دعوت دی۔ عبداللہ نے اس کام کے لئے ہلال بن ابی الورد بنی عجل کے آزاد غلام کو مقرر کیا تھا، شیعوں نے ایک ہڑبونگ مچادی، اور سب مسجد میں آکر جمع ہوئے، ہلال اس تمام کارروائی کا منصرم تھا، شیعوں نے اُس کے ہاتھ پر عبداللہ بن معاویہ کے لئے بیعت کی اور پھر فوراً سب عبداللہ کے پاس آئے، اُسے ولید بن سعید کے گھر سے نکال کر قصر امارت میں لے آئے، اور عاصم بن عمر کو قصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ عاصم اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کے پاس، حیرہ چلا گیا، کوفیوں نے ابن معاویہ سے آکر بیعت کی ان میں عمر بن غضبان بن القبعثری

منصور بن جمہور، اسماعیل بن عبداللہ القسری اور وہ شامی بھی تھے جنھیں کوفے سے وطنی تعلق تھا، ابن معاویہ چند روز تک کوفے میں مقیم رہا اور لوگ اُس کی بیعت کرتے رہے۔ مدائن اور قم النیل کے باشندوں نے بھی اُس کے لئے بیعت کر لی، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو اُس نے عبداللہ بن عمر سے حیرہ جاکر مقابلہ کرنے کے ارادے سے خروج کیا۔ عبداللہ بن عمر اپنے شامی ہمراہیوں کے ساتھ اُس کے مقابل آیا۔ ایک شامی نے مبارزت طلب کی قاسم بن عبدالغفار العجلی اُس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ شامی نے اُس سے کہا جس وقت میں نے مقابلے کے لئے دعوت دی تھی مجھے یہ خیال نہ تھا کہ بکر بن وائل کا کوئی شخص میرے مقابل آئیگا۔ بخدا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ جو بات ہمیں پہنچی ہے چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کر دوں۔ تمہارے ساتھ جتنے یمنی سردار ہیں اور منصور اور اسماعیل وغیرہ وغیرہ سب نے عبداللہ بن عمر سے ساز باز کر لی ہے۔ بنی مضر کے خطوط اُس کے پاس آچکے ہیں مگر تم بنی ربیعہ کا کوئی پیام سلام ابتک اُسکے پاس نہیں آیا۔ مگر اب بھی موقع ہے کیونکہ آج تم سے جنگ نہ ہوگی البتہ کل صبح جنگ ہوگی اگر تم اپنی تباہی سے بچنا چاہتے ہو تو فوراً میرے مشورے پر عمل کرو اور عبداللہ بن عمر کی اطاعت کا عہد اُس تک پہنچادو، میں بھی ایک قیسی ہوں کل تمہارے مقابل آوں گا اگر چاہو تو میں اپنے سردار کو تمہارا خط دیدوں گا اور اگر تم اُس شخص کے وفادار رہنا چاہتے ہو جس کے ساتھ تم نے خروج کیا ہے تو اس کے نتائج کو سوچ لو۔ میں نے تمہارے سرداروں کا حال سب تمھیں سنادیا ہے۔

قاسم نے اپنے ہمقوم اشخاص سے یہ باتیں کہدیں۔

ابن عمر کے میمنے میں ربیعہ اور مضر تھے اور اُس کے مقابلے پر ابن معاویہ کا میسرہ تھا اور اُس میں بنی ربیعہ تھے، اس پر عبداللہ بن معاویہ نے کہا یہ ایک ایسی علامت ہے جس کا نتیجہ ہم کو اُس وقت معلوم ہوگا جب ہم صبح کو حملہ آور ہوں گے، اگر عمر بن الغضبان چاہتا ہے تو آج ہی رات وہ مجھ سے آکر ملے اور اگر وہ اس سازش کی وجہ سے جو اُس نے کی ہے مجھ سے ملنے نہیں آیا تو سمجھ لو کہ اس میں دھوکا ہے اور یہ بھی اُس سے جاکر کہدو کہ قیسی جھوٹے ہیں۔ قاصد نے عمر سے آکر یہ پیام پہنچادیا

عمر نے جواب میں لکھ بھیجا کہ ہاں ابن عمر کا قاصد میرے پاس آیا ہے، نیز اُس نے یہ بھی خواہش کی کہ ابن معاویہ اور منصور اور اسماعیل سے عہد واثق لے لے اس ترکیب سے اُس کی غرض یہ تھی کہ ان دونوں کو بھی اس کارروائی کا علم ہو جائے۔ مگر ابن معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ صبح ہوتے ہی لوگوں نے جنگ کی تیاری کی۔ ابن معاویہ نے یمنی عربوں کو اپنے میمنے پر اور مضر اور ربیعہ کو اپنے میسرے پر مقرر کیا اور نقیب نے اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر یا ایک قیدی گرفتار کر کے لائیگا اُسکو اتنی رقم انعام دی جائیگی۔ ربیعہ عمر بن الغضبان کے پاس تھا۔

اب جنگ شروع ہو گئی عمر بن الغضبان نے ابن عمر کے میمنے پر حملہ کیا اور میمنہ پسپا ہو گیا منصور اور اسماعیل نے فوراً حیرہ کا رخ کیا عام لوگوں نے کوفی یمنیوں پر حملہ کر کے اُن میں سے تیس سے زیادہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور عباس بن عبد اللہ الہاشمی بنت ملاۃ کا خاوند مارا گیا۔ عاتکہ بنت الملاۃ جس نے کئی خاوند کئے تھے اور اُن میں سے ایک عبّاس بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن الحارث بن نوفل بھی تھا۔ بیان کرتی ہے کہ عبّاس عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز کے ہمراہ عراق کی خانہ جنگی میں مارا گیا۔

مُبکر بن الحواری بن زیاد بھی اور لوگوں کے ساتھ مارا گیا، پھر یہ لوگ پسپا ہوئے۔ پسپا ہونے والوں میں عبد اللہ بن معاویہ بھی تھا یہ قصر کوفہ میں چلا آیا مگر اُس کا میسرہ جس میں بنی مضر اور ربیعہ تھے اور اُن کے مقابل شامی ابھی تک میدان میں جمے رہے، اہل شام کے قلب نے زیدیوں پر حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا اور یہ بھی کوفہ آ گئے اب صرف میسرے کے تقریباً پانسو شہسوار مقابلے پر رہ گئے، عامر بن خبازہ، نباتہ بن حنظلۃ بن قبیصۃ، عُتبہ بن عبد الرحمن الثعلبی اور نصر بن سعید بن عمر الحرشی بنی ربیعہ کے پاس آئے اور عمر بن الغضبان سے کہا کہ ہمیں خوف ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی کریں گے جو انھوں نے اہل یمن کے ساتھ کیا ہے بہتر یہ ہے کہ آپ لوگ واپس چلے جائیں۔ عمر نے کہا جب تک مجھے حکم نہ ملے گا میں اپنی جگہ سے نہ ٹلوں گا انھوں نے کہا آپ کا یہ عزم آپ کے اور آپ کے ہمراہیوں کے لئے کچھ بھی کارآمد نہ ہو گا۔ پھر وہ خود اُس کے

گھوڑے کی باگ پکڑ کر اُسے کوفے میں لے آئے۔

عبداللہ ابن عمر کا کاتب راوی ہے کہ ایک دن میں حیرہ میں عبداللہ ابن عمر کے پاس تھا کہ کسی نے آکر کہا کہ عبداللہ بن معاویہ ایک انبوہ کثیر کے ساتھ مقابلے کے لئے سامنے آگیا ہے۔ عبداللہ بن عمر کچھ عرصے تک سر نیچا کئے سوچتا رہا، اتنے میں مہتمم باورچی خانہ اس طرح اُس کے سامنے آکر کھڑا ہوا گویا وہ کھانا لانے کیلئے حکم کا منتظر تھا، ابن عمر نے اشارے سے کھانا لانے کا حکم دیا وہ کھانا لے آیا مگر خوف کے مارے ہماری سب کی یہ حالت تھی کہ دل نکلے پڑتے تھے اور ڈر رہے تھے کہ بس اب ابن معاویہ نے ہمیں آلیا۔ میں غور سے اُسکے چہرے کو دیکھنے لگا کہ دیکھوں کہ آیا چہرے پر کسی قسم کے تغیر کے آثار تو نمایاں نہیں مگر بخدا اُس کا چہرہ جوں کا توں تھا، جب کھانا آیا تو ہم میں سے ہر دو شخصوں کے سامنے ایک خوان رکھ دیا گیا، چنانچہ میرے اور فلاں شخص کے درمیان ایک خوان اور اُس کے اور اُس کے درمیان ایک ایک خوان رکھ دیا گیا اور جتنے حاضرین مجلس تھے اُن کا شمار بھی کیا گیا۔ صبح کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ابن عمر نے وضو کیا اور حکم دیا کہ زر نقد و اسباب باہر نکالا جائے چنانچہ سونے چاندی کے ظروف اور کپڑے تک سامنے لائے گئے اُس نے اس میں سے بیشتر حصہ اپنے سپہ سالاروں کو دیدیا۔ پھر اپنے آزاد غلام یا غلام کو جسے وہ مبارک سمجھتا تھا اور اُس کے نام سے فال نیک لیا کرتا تھا جس کا نام میمون، فتح یا کوئی اور ایسا ہی مبارک نام تھا بلا کر حکم دیا کہ میرا یہ جھنڈا لے کر فلاں ٹیلے پر جاؤ اور اسے گاڑ دو، اپنے ساتھیوں کو وہاں جمع کرو اور تم میرے آنے تک وہیں ٹھہرے رہو، غلام نے حکم کی تعمیل کی۔ اب عبداللہ مقابلے کے لئے چلا۔ ہم بھی اُس کے ساتھ چلے۔ اُسی ٹیلے پر آئے۔ دیکھا کہ ابن معاویہ کے ساتھیوں کے سے زمین سفید ہو رہی ہے۔ ابن عمر نے نقیب سے اعلان کرا دیا کہ جو شخص ایک سر لائیگا اُسے پانسو دئے جائیں گے۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک سر اُس کے سامنے لا کر ڈالا گیا اُسنے فوراً لانے والے کو پانسو دلا دئے، اُس کے اس ایفائے عہد کا اُس کی فوج پر یہ اثر ہوا کہ تھوڑی دیر میں پانسو سر اُس کے سامنے آگئے۔ ابن معاویہ اور اُسکی

فوج شکست کھا کر کوفے میں داخل ہوئی۔ اُس کے ساتھیوں میں سے بھاگ کر سب سے پہلے جو شخص کوفہ پہنچا وہ ابوالبلاد بنی عبس کا آزاد غلام تھا۔ اُس کا بیٹا سلیمان اُس کے ساتھ تھا۔ یہ شخص ایک سرگروہ تھا، اہل کوفہ روزانہ اُن پر اُس کے اس بھاگ آنے کی وجہ سے آوازے کستے تھے اُس کے جواب میں یہ اپنے بیٹے کو پکارتا کہ تو اپنا کام کر اور انھیں بکنے دے، عبداللہ بن معاویہ کوفے کے باہر ہی باہر سے علاقۂ جبل چلا گیا مگر اس کے متعلق ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ابن معاویہ اور اُس کے بھائی کوفے کے قصر میں چلے آئے، شام کو انھوں نے عمر بن الغضبان اور اُس کے دوستوں سے کہا اے معشر ربیعہ آپ نے دیکھا کہ لوگوں نے ہمارے ساتھ کیسا دھوکا کیا اب ہماری جانیں تمہارے ساتھ وابستہ ہیں اگر تم ہمارے ساتھ ہو کر لڑتے ہو تو ہم لڑتے ہیں اور اگر تم سمجھتے ہو کہ لوگ ہمارا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دینگے تو اپنے اور ہمارے لئے امان لے لو جو شرائط تم اپنے لئے کرو گے انھیں پر ہم بھی راضی ہیں۔ عمر بن الغضبان نے کہا آپ اطمینان رکھیں ہم ان دونوں باتوں میں سے ایک ضرور کریں گے۔ یہ لوگ قصر میں رہے۔ زیدی شہر کے ناکوں پر تھے اہل شام صبح و شام کئی دن تک اُن سے آ کر لڑتے رہتے مگر بنی ربیعہ نے اپنے، زیدیوں اور عبداللہ بن معاویہ کے لئے اس شرط پر امان حاصل کر لی کہ انھیں کوئی نہیں روکیگا وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ عبداللہ بن عمر نے عمر بن الغضبان کو حکم بھیجا کہ تم قصر پر جا کر قبضہ کر لو اور ابن معاویہ کو وہاں سے نکال دو، عمر بن الغضبان نے اُسے اُس کے ہمراہی شیعوں اور اہل مدائن، اہل سواد اور اہل کوفہ میں جو اُن کے تابع ہو گئے تھے اُن سب کو نکلوا دیا، عمر کے آدمی اُن کو پل کے باہر کر آئے اور اب خود عمر نے قصر میں اقامت اختیار کی۔

اسی سنہ میں حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے اُس معاہدۂ امان کی بنا پر جو اُسے یزید بن الولید نے لکھ بھیجا تھا واپس آیا پہلے تو وہ نصر بن سیار کا مطیع رہا پھر آہستہ نصر سے بغاوت کی اور اسکے لئے ایک بڑی جماعت نے اسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حارث بن سریج کا مرو آنا اور نصر سے اُس کی بغاوت

سنہ ۱۲۷ ہجری کے ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں ابھی تین راتیں باقی تھیں

کہ اتوار کے دن حارث بن سریج ترکوں کے علاقے سے مرو آیا۔ مسلم بن احوز اور دوسرے لوگ مقام کشماہش میں اُس سے ملے، محمد بن الفضیل بن عطیۃ العبسی نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے آپ کے قدوم سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی کیں اور وہ آپ کو پھر اسلام کے گروہ اور جماعت میں واپس لے آیا۔ حارث نے کہا برخوردار کیا تمھیں معلوم نہیں کہ جماعت کثیرہ اگر وہ خدا کی معصیت پر قائم ہو تو تھوڑی رہجاتی ہے اور اسی طرح ایک چھوٹی جماعت اگر وہ اللہ کی اطاعت پر قائم ہو تو کثیر ہوتی ہے۔ آج تک میری آنکھ ٹھنڈی نہیں رہی اور جب تک اللہ کی اطاعت نہ ہو میری آنکھ ٹھنڈی ہی نہ ہوگی۔

حارث جب مرو آیا تو اُس نے کہا اے اللہ میرے اور اُن کے جو تعلقات ہیں اس بارے میں میری نیت سوائے وفا کے کچھ نہیں اگر وہ لوگ غدر کا ارادہ رکھتے ہوں تو مجھے اُن کے خلاف مدد دینا۔

نصر نے اُس سے ملاقات کی اُسے بخار اخذاہ کے قصر میں مہمان رکھا اور پچاس درہم یومیہ ضیافت کے اُسکے مقرر کر دئے مگر یہ صرف ایک ہی قسم کا کھانا کھاتا تھا۔ نصر نے اُس کے متعلقین کو جو اُس کے پاس مقید تھے رہا کر دیا جس میں محمد بن الحارث، اور الوف بنت الحارث بکر کی ماں بھی تھی، جب حارث کے پاس اُس کا بیٹا محمد آیا تو اُس نے کہا اے اللہ تو اسے نیک و متقی بنا۔

وضاح بن حبیب بن بُدیل عبداللہ بن عمر کی جانب سے نصر کے پاس آیا اثنائے راہ میں اُسے پالا لگ گیا تھا۔ نصر نے اُسے کپڑے پہنائے اُسے اپنا مہمان بنایا اور دو لونڈیاں خدمت کے لئے مقرر کر دیں۔

نصر حارث سے ملنے گیا۔ اُس وقت حارث کے پاس کئی شخص تھے جو اُس کے سراہنے ایستادہ تھے، نصر نے اُس سے کہا جب ہم عراق میں تھے تو ہم نے آپ کے گرز کی بڑائی اور وزن کی شہرت سنی تھی میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ حارث نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ گرز بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ان لوگوں کے پاس ہے مگر ہاں دیکھنے کے قابل وہ اُس وقت ہوتا ہے جب اُس سے میں ضرب لگاتا ہوں۔ اُس کے گرزوں کی شاخیں اٹھارہ رطل وزنی تھیں

ایک مرتبہ حارث نصر سے ملنے آیا۔ اُس وقت حارث اُس زرہ کو پہنے تھا جو اُسے خاقان سے ملی تھی، خاقان نے اُس سے کہا تھا کہ یا آپ یہ زرہ لیجئے یا اس کے عوض ایک لاکھ دینار ونبکانی لے لیجئے مگر حارث نے زرہ لی۔ مرزبانہ بنت قدید نصر کی بیوی نے اُسے دیکھا اور ایک پرانا پوستین اپنی ایک لونڈی کے ہاتھ اُسے بھیجا اور کہا کہ میری طرف سے جاکر بھائی حارث کو سلام کہو اور کہو کہ آج سردی زیادہ ہے آپ اس پوستین سے اپنے تئیں گرم کیجئے، حارث نے لونڈی سے کہا کہ میری جانب سے بہن کو سلام کہنا، اور پوچھو کہ یہ عاریت ہے یا تحفہ، اُس نے کہا بطور تحفہ آپ کی نذر ہے۔ حارث نے اُسے چار ہزار دینار میں فروخت کر کے اُس کی رقم اپنے دوستوں میں تقسیم کر دی۔

نصر نے بھی اُسے بہت سے بستر، اور ایک گھوڑا بھیجا اُس نے اُسے بھی بیچ کر اُس کی تمام قیمت اپنے ساتھیوں کو برابر برابر دے دی، حارث ایک نمدے پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھا کرتا تھا۔ نصر نے اُسے کسی مقام کی ولایت اور ایک لاکھ دینار دینا چاہے مگر اُس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ مجھے نہ دنیا کی خواہش ہے نہ اُس کی لذتوں کی اور نہ میں عرب کی شریف زادیوں سے شادی کا متمنی ہوں میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا جائے۔ اہل خیر افضل، عامل بنائے جائیں اگر آپ اس پر عمل کرنا چاہیں تو میں آپ کے دشمن کے مقابلے میں آپ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہوں۔

نیز حارث نے کرانی کو لکھا کہ اگر نصر نے مجھ سے کتاب اللہ پر عمل پیرا ہونے اور اہل خیر و فضل کو عامل بنانے کا عہد کر لیا تو میں اُسکی امداد کروں گا اور اللہ کی حکومت قائم کرونگا اور اگر اُس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو میں اللہ سے اُس کے خلاف اعانت طلب کروں گا اور تمھاری امداد کروں گا بشرطیکہ تم بھی مجھ سے عہد کر لو کہ تم سنت پر عمل کرو گے اور عدل قائم کرو گے۔

جب بنو تمیم اُس سے ملنے آتے وہ انھیں اپنے لئے دعوت دیتا چنانچہ محمد بن الحمران، محمد بن حرب بن جرفاس المنقریان، خلیل بن غزوان الحدوی، عبداللہ

بن مجاعۃ اور ہبیرہ بن شراحیل العدیان، عبد العزیز بن عبد ربہ اللیثی، بشر بن جرموز الضبی نہار بن عبد اللہ بن الحتات المجاشعی اور عبد اللہ النباتی نے اُس کی بیعت کرلی۔ حارث نے نصر سے کہا تیرہ سال ہوئے کہ جب اسی جور و تعدی سے ناراض ہو کر میں نے اس شہر کو خیرباد کہا تھا اور اب تم پھر مجھے اسی پر آمادہ کرتے ہو۔

حارث کے پاس تین ہزار آدمی جمع ہوگئے۔

اسی سنہ میں مروان بن محمد کو دمشق میں خلیفہ بنایا گیا۔

مروان بن محمد کی خلافت کے وجوہ

جب مروان کا رسالہ دمشق میں داخل ہوگیا تو ابراہیم بن الولید نے راہ فرار اختیار کی، اور روپوش ہوگیا، سلیمان نے بیت المال پر قبضہ کرکے اُسے اپنی فوج میں تقسیم کردیا۔ اور شہر چھوڑ کر چلا گیا، ولید بن یزید کے جو موالی شہر میں تھے انھوں نے عبد العزیز بن الحجاج کو اُس کے گھر جاکر قتل کردیا۔ یزید بن الولید کی لاش قبر سے نکال کر باب الجابیہ پر سولی پر لٹکادی، مروان دمشق میں داخل ہوا اور عالیہ میں فروکش ہوا یہاں وہ دونوں مقتول لڑکے اور یوسف بن عمر اُس کے سامنے لائے گئے، مروان کے حکم سے انہیں دفن کردیا گیا، ابو محمد السفیانی کو جو بھاری بیڑیوں میں مقید تھا لوگ اٹھاکر مروان کے پاس لائے، اُس نے مروان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا۔ اب تک امیر کہہ کر اُسے سلام کیا جاتا تھا۔ خلیفہ کا لفظ سن کر مروان نے اُس سے کہا چپ رہو، مگر اُس نے کہا ان دونوں لڑکوں کے بعد تو خلافت آپ کی ہوگئی، پھر وہ شعر سنائے جو حکم نے جیل خانے میں کہے تھے، یہ دونوں لڑکے بالغ ہوچکے تھے بلکہ ان میں سے حکم کے تو اولاد بھی ہوچکی تھی اور دوسرا بھی قتل سے دو سال پہلے سن بلوغ کو پہنچ چکا تھا۔ جو شعر حکم بن الولید نے کہے تھے اُن میں کا آخری شعر حسب ذیل تھا۔

فان اھلک انا وولی عھدی فمروان امیر المومنینا

(ترجمہ) اگر میں اور میرا ولیعہد دونوں ہلاک ہوجائیں تو مروان ہی امیر المومنین ہے

شعر سنانے کے بعد ابو محمد نے مروان سے کہا اپنا ہاتھ لائیے ہم بیعت کریں

ان الفاظ کو مروان کے ہمراہ جو شامی تھے انھوں نے سنا سب سے پہلے معاویہ بن یزید بن حصین بن نمیر اور اہل حمص کے سرداروں نے اُس کی بیعت کی مروان نے حکم دیا کہ اپنے اپنے سر عسکروں کو اختیار کر لیا جائے چنانچہ اہل دمشق نے زامل بن عمرو الجبرانی، اہل حمص نے عبداللہ بن شجرۃ الکندی کو، اہل اردن نے ولید بن معاویہ بن مروان کو اہل فلسطین نے ثابت بن نعیم الجذامی کو (جسے مروان نے ہشام کی قید سے رہائی دلائی تھی اور جس نے پھر اُسی کے ساتھ آرمینیا میں بیوفائی کی تھی) اختیار کر لیا۔ مروان نے ان سے نہایت غلیظ قسمیں دیدیکر ایفائے عہد کا عہد لے لیا اور پھر اپنے حران والے مکان میں چلا گیا۔

جب شام میں سب لوگوں نے مروان کی بیعت کر لی اور یہ اپنے مکان واقع حرّان میں قیام پذیر ہو گیا تو ابراہیم بن الولید اور سلیمان بن ہشام نے اُس سے امان طلب کی، مروان نے اُن دونوں کو امان دیدی۔ سلیمان اُس کے پاس آگیا یہ اُس زمانے میں اپنے بھائیوں، اہلبیت، اور اپنے ذکوانی موالیوں کے ہمراہ تدمر میں مقیم تھا اُس نے مروان سے آکر اُس کی بیعت کی۔

نیز اسی سنہ میں اہل حمص اور شامیوں نے مروان کی مخالفت شروع کر دی اور مروان نے اُن سے جنگ کی۔

مروان کے خلاف بغاوت

خلیفہ ہونے کے بعد مروان نے حرّان میں اقامت اختیار کی ابھی اس واقعے کو تین ہی ماہ گذرے تھے کہ اہل شام نے اُس کی مخالفت شروع کر دی اور بیعت سے انحراف کیا، ثابت بن نعیم اس سازش کا بانی تھا، اُس نے پیام سلام کے ذریعے سے تمام کارروائی کر لی، جب مروان کو اُس کی اطلاع ہوئی وہ خود اُن کے مقابلے پر آیا۔ اہل حمص نے تدمر میں جو کلبی تھے انھیں بلا بھیجا۔ اصبغ بن ذوالۃ الکلبی مع اپنے تینوں بیٹوں، حمزہ۔ ذوالۃ اور فرافصہ کے، معاویۃ السکسکی جو اہل شام کا مشہور بہادر تھا عصمۃ بن المقشعر۔ ہشام بن مُصاد اور طفیل بن حارثہ تقریباً ایکہزار شہسواروں کے ساتھ اُن کی مدد کے لئے روانہ ہوئے اور ۱۲۷ھ سنہ ہجری کی شب فطر کو

حمص میں آ گئے۔ اُس وقت مروان حماۃ میں تھا جہاں سے حمص صرف تیس میل کے فاصلے پر تھا۔ عید کی صبح کو اُسے اس کی اطلاع ہوئی اور اب یہ تیزی سے اُس سمت بڑھا۔ ابراہیم بن الولید المخلوع (جو خلافت سے علٰحدہ کر دیا گیا تھا) اور سلیمان بن ہشام بھی اُس کے ساتھ تھے ان دونوں نے مراسلت کر کے مروان سے امان لے لی تھی اور اب دونوں اُس کے پڑاؤ میں موجود تھے، مروان اُنکی تعظیم و تکریم کرتا تھا اپنے سے قریب رکھتا اور یہ دونوں وقت اوسی کے ساتھ کھانا بھی کھاتے تھے اور اسی کی سواری میں اس کے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔

عید کے دو دن بعد مروان حمص پہنچا۔ کلبیوں نے شہر کے اندر سے دروازوں کو تیغہ کر دیا تھا، مگر وہ بھی اُن کے لئے تیار تھا اُس کے ہمراہ اُس کی سرحدی فوج تھی۔ اُس کے رسالے نے شہر کو چاروں طرف سے حلقے میں لے لیا اور خود حمص کے ایک دروازے کے مقابل ٹھہر گیا، کچھ لوگ دیوار پر اُس کے سامنے آئے اُس کے نقیب نے اُن سے دریافت کیا کہ کیوں اُنھوں نے اپنی بیعت سے انحراف کیا، اُنھوں نے کہا نہیں ہم نے انحراف نہیں کیا۔ ہم اب بھی آپ کے تابع فرمان ہیں۔ مروان نے کہا اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو دروازہ کھول دو۔ اُنھوں نے دروازہ کھول دیا۔ عمرو بن الوضاح تقریباً تین ہزار وضاحیوں کو لے کر ایک دم دروازے میں گھس پڑا اور شہر کے اندر ہی اُنھیں مارنا شروع کیا۔ جب مروان کا رسالہ کثیر تعداد میں اُن پر آ پڑا تو وہ لوگ باب تدمر کی طرف چلے اور اور اُس سے نکل جانا چاہا مگر اس دروازے پر بھی مروان کی فوج متعین تھی اُنھوں نے فوراً اُنھیں قتل کرنا شروع کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں سے بیشتر مارے گئے۔ اضبغ بن ذوالۃ اور سکسکی بھاگے اضبغ کے بیٹے ذوالۃ اور فرافصہ تیس سے زیادہ آدمیوں کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ جب مروان کے سامنے پیش کئے گئے اُس نے اُنھیں قتل کر دیا۔ وہ ابھی ٹھہرا ہوا تھا کہ اُس نے حکم دیا کہ تمام مقتولین جمع کئے جائیں چنانچہ تقریباً پانسو یا چھ سو مقتول اکٹھا کئے گئے اور اُنھیں شہر کے گرد سولیوں پر لٹکا دیا گیا۔ نیز اُس نے نسناؤ کر شہر کی فصیل منہدم کرا دی۔

اسی اثنا میں اہل غوطہ دمشق پر چڑھ دوڑے اور انھوں نے اس کے حاکم زائل بن عمر کو گھیر لیا اور یزید بن خالد القسری کو اپنا امیر بنا لیا مگر اہل شہر اور ایک سردار ابوہیار القرشی نام تقریباً چار سو آدمیوں کے ساتھ پامردی سے زائل کا ساتھ دیتے رہے، مروان نے اُس کی مدد کے لئے حمص سے ابوالورد بن الکوثر بن زفر بن الحارث جس کا نام مجزاۃ تھا اور عمر بن الوضاح کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا، دمشق پہنچتے ہی انھوں نے محاصرین پر حملہ کر دیا۔ ابوہیار اور اُس کا رسالہ بھی شہر سے نکل کر اُن پر حملہ آور ہوا اور اُس نے محاصرین کو شکست دے کر بھگا دیا اُن کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اور یمینوں کے دیہات میں سے مزہ کو جلا دیا۔ یزید بن خالد اور ابو علاقہ اہل مزہ میں سے ایک لخمی شخص کے پاس پناہ گزیں ہوئے۔ زائل کو اُن کا پتا بتا دیا گیا اُس نے اُن کی گرفتاری کے لئے لوگوں کو بھیج دیا اور قبل اس کے کہ وہ دونوں اُس تک پہنچیں قتل کر ڈالے گئے۔ زائل نے اُن کے سروں کو حمص میں مروان کے پاس بھیج دیا۔

ثابت بن نعیم فلسطینی نے خروج کیا اور شہر طبریہ کو جا گھیرا۔ ولید بن معاویہ بن مروان بن عبد الملک بن مروان کا بھتیجا اُس مقام کا حاکم تھا اُس نے چند روز تک اُس کا مقابلہ کیا پھر مروان نے ابوالورد کو اس کی امداد کا حکم دیا، ابوالورد چند روز کے بعد دمشق سے طبریہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا۔ جب اہل شہر کو معلوم ہوا کہ وہ قریب آ گیا ہے تو انھوں نے شہر سے نکل کر ثابت اور اُس کی فوج پر سخت حملہ کیا، اُس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا، ثابت شکست کھا کر فلسطین واپس ہوا اور اب اُس نے اپنی قوم اور فوج کو پھر جمع کیا مگر ابوالورد اب اُس کے مقابلے پر پہنچ گیا اور اُس نے ثابت کو دوسری مرتبہ شکست فاحش دی۔ اس کے تمام ساتھی تتر بتر ہو گئے اُس کے تین بیٹے نعیم، بکر اور عمران گرفتار ہوئے ابوالورد نے انھیں مروان کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ اُس کے پاس لائے گئے وہ دیر ایوب میں مقیم تھا۔ یہ زخمی تھے مروان نے اُن کے علاج کا حکم دیا مگر ثابت بن نعیم روپوش ہو گیا۔ اور اس وجہ سے وہ رماحس بن عبد العزیز الکنانی فلسطین کا والی مقرر کیا گیا۔ ثابت کے ساتھ اُس کا بیٹا رفاعہ بن ثابت جو اُس کے بیٹوں میں

بدترین نعمان بچ کر نکل گیا اور منصور بن جمہور سے جا ملا، منصور نے اس کی خوب آؤ بھگت کی اُسے کسی مقام کا والی مقرر کیا اور اپنے بھائی منظور بن جمہور کیساتھ اُسے اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔ اس ظالم نے موقع پاتے ہی منظور کو قتل کر دیا منصور اُس وقت ملتان جا رہا تھا اور اُس کا بھائی منصورہ میں تھا اس حرکت کی خبر پاتے ہی منصور واپس پلٹا۔ اُس نے رفاعہ کو پکڑ لیا، اور ایک جوف دار اینٹوں کا ستون بنوایا اس میں اُسے داخل کر کے میخوں سے اُسے اُس ستون میں نصب کر کے اُسے تیغہ کر دیا، مروان نے رماحس کو حکم بھیجا کہ تم ثابت کی تلاش کرو اور اُس کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنا۔ اُسی کے ایک ہمقوم نے اس کا پتا دے دیا۔ چنانچہ ثابت مع چند اور ساتھیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔ اس واقعے کے دو ماہ بعد ثابت کو بیڑیوں میں جکڑا ہوا مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان کے حکم سے اُس کے اور اُس کے اُن بیٹوں کے جو اُس کے پاس اسیر تھے ہاتھ پاؤں قطع کر دئے گئے۔ اور یہ سواریوں پر لاد کر دمشق لائے گئے۔ اور جامع مسجد دمشق کے دروازے پر تشہیر کے لئے کھڑے کر دئے گئے۔ اس تشہیر کی وجہ یہ تھی کہ مروان کو معلوم ہوا تھا کہ اہل شہر ثابت کے متعلق جھوٹی جھوٹی افواہیں اڑا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے مصر پر جا کر قبضہ کر لیا ہے اور مروان کے عامل کو قتل کر دیا ہے۔

مروان نے دیر ایوب سے آ کر اپنے دونوں بیٹوں عبید اللہ اور عبد اللہ کی ولیعہدی کی بیعت لی اور ہشام بن عبد الملک کی بیٹیوں ام ہشام اور عائشہ سے اُن کی شادی کر دی۔ اس تقریب میں اُس نے اپنے تمام خاندان والوں کو جمع کیا جن میں عبد الملک کے بیٹوں میں سے محمد، سعید اور بکار تھے، اسی طرح ولید، سلیمان، یزید اور ہشام وغیرہ کے بیٹے۔ دوسرے قریش اور عرب سردار جمع تھے۔

مروان نے شام میں سے ایک مہاتی فوج بھرتی کی اُن کو معاشیں دیں اور ہر دستہ فوج پر اُنھیں میں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور اس فوج کو یزید بن عمر بن ہبیرہ سے جا ملنے کا حکم دیا۔ مروان نے اپنے شام آنے سے پہلے اس سردار کو بیس ہزار فوج کے ہمراہ جس میں اہل قنسرین اور اہل جزیرہ تھے دورین جا کر اپنے

آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا تھا اور اُسے بطور مقدمۃ الجیش کے بھیجا تھا۔

مروان دیرایوب سے دمشق واپس آیا۔ اس وقت تک تدمر کے علاوہ تمام شام میں مروان کی خلافت مسلم ہو چکی تھی۔ اُس نے ثابت بن نعیم اُس کے لڑکوں وغیرہ کو جن کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے گئے تھے قتل کر کے انھیں سولی پر لٹکا دیا۔ باغیوں میں سے صرف عمرو بن الحارث الکلبی کو مروان نے زندہ چھوڑ دیا کیونکہ اس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا کہ اُسے ثابت کی اُس دولت کا پتا معلوم ہے جو اُس نے کچھ لوگوں کے پاس امانت رکھ دی تھی۔

مروان اپنی فوج کے ہمراہ پھر باغیوں کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ قسطل علاقۂ حمص میں جو تدمر سے متصل اور وہاں سے تین دن کے فاصلے پر ہے آکر فروکش ہوا۔ اُسے معلوم ہوا کہ باغیوں نے اُس تمام علاقے کے کنوؤں کو جو اُس کے اور تدمر کے درمیان واقع تھے اندھا کر دیا ہے اور اُن میں بڑے بڑے پتھر ڈال کر انھیں بند کر دیا ہے، اس وجہ سے اب اُس نے اپنے اور اپنی فوج کے لئے سامان خوراک، پانی، چارے اور اونٹوں کا انتظام کر کے اپنے ساتھ لیا۔ ابرش بن الولید اور سلیمان بن ہشام وغیرہ نے اُس سے درخواست کی کہ آپ اہل تدمر کو عذر خواہی کا موقع دیجئے اور پہلے گفتگو کر لی جائے تاکہ بعد میں انھیں کوئی حیلہ باقی نہ رہے، مروان نے اس تجویز کو منظور کر لیا۔ ابرش نے اپنے بھائی عمرو بن الولید کو اہل تدمر کے پاس بھیجا اور انھیں ایک خط لکھا جس میں انھیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ اس طرح سے میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا اور میری قوم بھی تباہ و برباد ہو جائیگی۔ مگر انھوں نے عمرو بن الولید کو دھتکار دیا اور اُس کی بات نہ سنی، اس مرتبہ خود ابرش نے مروان سے تدمر جانے کی اجازت چاہی اور یہ بھی درخواست کی کہ چند روز آپ توقف فرمائیں۔ مروان نے اسے بھی منظور کر لیا۔ ابرش نے آکر ان سے گفتگو کی۔ انھیں ڈرایا دھمکایا اور بتایا کہ یہ تمہاری حماقت ہے کہ تم اُسکے مقابل آئے ہو تم میں یہ طاقت نہیں کہ تم مروان اور اُس کی فوج کا مقابلہ کر سکو۔ اکثر لوگوں نے اُس کی بات مان لی اور جن لوگوں نے اُس کے مواعید پر اعتماد نہیں کیا وہ بنی کلب کے صحرا اور اُن کی چوٹیوں کی طرف بھاگ گئے۔ ان میں سکسکی،

عمر بن المقشعر طفیل بن حارثہ - معاویہ بن ابی سفیان بن یزید بن معاویہ خود ابرش کا داماد بھی تھا۔

ابرش نے مروان کو اس تمام واقعے کی اطلاع دی - مروان نے اُسے لکھا کہ تم شہر کی فصیل منہدم کرا کے اُن لوگوں کو لیکر جنھوں نے تم سے بیعت کرلی ہے میرے پاس چلے آؤ، چنانچہ ابرش اُن لوگوں کو لے کر جن میں اُن کے سردار اصبغ بن ذوالۃ اُس کا بیٹا حمزہ اور دوسرے بہت سے سربرآوردہ لوگ تھے مروان کے پاس آگیا، مروان انھیں لے کر صحرا کے راستے سے سوریہ اور دیر اللبق کے راستے رصافہ آیا۔ اُس کے ہمراہ سلیمان بن ہشام، اُس کا چچا سعید بن عبد الملک، اُس کے تمام بھائی۔ ابراہیم المخلوع، اور ولید۔ سلیمان اور یزید کی اولاد میں سے اکثر افراد تھے، یہ چند روز یہاں ٹھہر کر رقہ آیا۔ یہاں سلیمان نے اُس سے درخواست کی کہ آپ چند روز کے لئے مجھے یہاں ٹھہرنے کی اجازت دیجئے تاکہ اس اثنا میں اپنے موالیوں کو آراستہ کر کے تیار کر دوں جس سے آپ کی پشت محفوظ رہے اور پھر خود آپ کے پیچھے آتا ہوں، مروان نے اُسے ٹھہر جانے کی اجازت دیدی اور خود وہاں سے چل کر فرات کے کنارے واسط کے قریب اُس پڑاؤ میں آکر ٹھہرا جہاں وہ پہلے بھی ٹھہرتا تھا۔ یہاں اُس نے تین دن قیام کیا پھر قرقیسیا کی طرف چلا تاکہ ابن ہبیرہ کو جو وہاں پہلے سے موجود تھا اپنے آگے ضحاک بن قیس الشیبانی الحروری سے مقابلے کے لئے روانہ کرے۔ اب ابن ہبیرہ تقریبًا اُن دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ جنھیں مروان نے دیر ایوب میں رصافہ آنے سے پہلے اُن کے اپنے سرداروں کے ساتھ عراق میں لڑنے کے لئے بھرتی کیا تھا بڑھا۔ اس موقع پر سلیمان نے مروان کو خلافت سے علٰحدہ کر دینے اور اُس سے جنگ کرنے کی تحریک شروع کی۔

اسی سنہ میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفے میں داخل ہوا۔

ضحاک بن قیس الشیبانی خارجی کا کوفے میں داخل ہونا

اس کی شورش کے اسباب کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے

ایک بیان یہ ہے کہ جب ولید مارا گیا سعید بن بہدل الشیبانی الخارجی نے ملک جزیرہ میں دو سو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا ان میں ضحاک بھی تھا، اس نے ولید کے قتل کے ہنگامے اور شام میں مروان کی مشغولیت کو غنیمت سمجھ کر علاقۂ کفر توثا میں خروج کیا مگر اُس کے مقابلے میں بسطام البہینی نے بھی جو اُس سے اختلاف رائے رکھتا تھا اُتنے ہی بنی ربیعہ کے ساتھ خروج کیا اور اب دونوں ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے جب دونوں فوجیں آمنے سامنے آئیں تو سعید بن بہدل نے خیبری کو جو اُس کے سرداروں میں تھا اور جس نے صرف ایک سو پچاس جانبازوں کے ساتھ مروان کو شکست دی تھی اپنے مقابل کے پڑاؤ پر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ جب یہ اُن کے پڑاؤ تک پہنچا تو وہ لوگ ادھر اُدھر بھیر رہے تھے اُن میں سے ہر ایک کو حکم تھا کہ وہ ایک سفید کپڑے سے اپنے سر کو لپیٹے رہیں تاکہ اس طرح ایک دوسرے کو شناخت کر سکیں۔ خیبری نے انھیں تڑکے ہی اُن کے پڑاؤ میں بے خبری کے عالم میں آلیا اور قتل کرنا شروع کیا بسطام اور اُس کے تمام ساتھی قتل کر ڈالے صرف چودہ آدمی اس جماعت سے بچ کر مروان سے جا ملے اُس نے انھیں اپنی باقاعدہ فوج میں شامل کر لیا اور انھیں میں سے ایک شخص مقاتل نام کو جس کی کنیت ابوالنعشل تھی اُن کا افسر مقرر کر دیا۔ اس کے بعد سعید بن بہدل کو معلوم ہوا کہ عراق میں انتشار و خلفشار پیدا ہو گیا ہے اور اہل شام باہمی اختلاف میں مشغول ہیں اُن میں سے کوئی عبداللہ بن عمر کی معیت میں اور کوئی نصر بن سعید الحرشی کی معیت میں ایک دوسرے سے دست و گریبان ہے، وہ عراق روانہ ہوا۔

جو شامی یمنی تھے وہ حیرہ میں عبداللہ بن عمر کے ساتھ تھے اور مضری کوفے میں ابن الحرشی کے ساتھ تھے اور یہ آپس میں صبح و شام لڑتے رہتے تھے، سعید بن بہدل نے سفر میں طاعون سے انتقال کیا۔ اُس نے ضحاک بن قیس کو اپنے بعد خارجیوں کا سردار مقرر کیا۔ اُس کی ایک بیوی تھی جس کا نام حوما تھا۔

ضحاک کے پاس تقریباً ایک ہزار کی جماعت تیار ہو گئی، یہ کوفے چلا، علاقۂ موصل سے گزرا، موصل اور اہل جزیرہ میں سے تقریباً تین ہزار آدمی اور اس کے پاس جمع ہو گئے، اُس وقت نصر بن سعید الحرشی مضریوں کے ساتھ کوفے پر قابض تھا اور

عبداللہ بن عمر یمنی عربوں کے ساتھ حیرہ میں تھا، یہ دونوں گروہ ایکدوسرے سے سخت تعصب برتتے تھے اور حیرہ اور کوفہ کے درمیان لڑتے رہتے تھے۔

جب ضحاک اپنی فوج لئے ہوئے کوفے کے قریب پہنچ گیا تو ابن عمر اور حرشی نے آپس میں مصالحت کرلی اور اب یہ دونوں متحد ہو کر ضحاک کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے، انھوں نے کوفے کے گرد خندق کھودلی اُس وقت اُن کے پاس تیس ہزار شامی پورے سامان حرب وضرب سے آراستہ وپیراستہ موجود تھے نیز اہل قنسرین کا ایک سردار عبّاد بن الغزیل نام تقریباً ایک ہزار بہادروں کے ساتھ موجود تھا، جسے مروان نے ابن الحرشی کی مدد کیلئے بھیجا تھا۔ غرضکہ اب یہ خارجیوں کے مقابل آئے اور جنگ شروع ہوئی۔ اُس روز عاصم بن عمر بن عبدالعزیز اور جعفر بن عباس الکندی مارے گئے اور خارجیوں نے انھیں بُری طرح شکست دی۔ عبداللہ بن عمر یمنیوں کے ہمراہ واسط چلا گیا۔ اور نضر بن الحرشی مضریوں اور اسماعیل بن عبداللہ القسری کے ساتھ مروان کے پاس جانیکے لئے روانہ ہوا ضحاک اور اس کی جماعت نے کوفے اور اس کے سارے علاقے پر قبضہ کرلیا اور سواد میں لگان وصول کیا۔

ضحاک نے اپنے ایک شخص ملحان نام کو دو سو شہسواروں کے ساتھ کوفے پر اپنا جانشین چھوڑا اور خود بڑی جماعت کے ہمراہ عبداللہ بن عمر کے مقابلے کے لئے واسط کی طرف بڑھا۔ اور واسط ہی میں اُس کا محاصرہ کرلیا۔ عبداللہ بن عمر کے سرداروں میں اہل قنسرین کا ایک سردار عطیۃ التغلبی تھا جو خارجیوں کا شدید دشمن تھا جب اُسے محاصرے کا خوف پیدا ہوا وہ فوراً اپنی قوم کے ستر یا اسّی ۸۰ جواں مردوں کے ساتھ مروان کے پاس جانے کے لئے روانہ ہو گیا، یہ قادسیہ پر سے گزر رہا تھا کہ ملحان کو اُس کی آمد کی اطلاع ہو گئی، وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُس کو روکنے کے لئے لپکا اور شلیحین کے پُل پر اُسے آلیا مگر ملحان اتنی عجلت سے اس مقام پر پہنچا تھا کہ اُس کے ہمراہ صرف تیس آدمی آسکے تھے مگر پھر بھی یہ اُس سے لڑ پڑا۔ عطیہ نے اُسے اور اُس کے ساتھیوں میں سے بہت سوں کو قتل کردیا جو بچے وہ بھاگ کر کوفے آ گئے عطیہ اور اُس کے ہمراہی مروان سے

جا ملے۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ سعید بن بہدل المری کے مرنے کے بعد خارجیوں نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یہ شہر زور میں ٹھہرا رہا۔ ہر طرف سے خارجی اُس کی طرف دوڑ پڑے یہاں تک کہ اُس کے پاس چار ہزار کا مجمع ہو گیا یہ اتنی بڑی تعداد تھی جو اس سے پہلے کسی خارجی سردار کو نصیب نہ ہوئی تھی، اب یزید بن الولید نے انتقال کیا عبداللہ بن عمر عراق پر اُس کا عامل تھا، مروان نے آرمینیا سے جزیرہ اُتر کر نضر بن سعید کو جو ابن عمر کے سرداروں میں منسلک تھا عراق کا عامل مقرر کیا، یہ کوفہ آیا ابن عمر حیرہ میں مقیم تھا، مضری نضر کے طرفدار تھے اور یمنی ابن عمر کے، چار ماہ ان دونوں میں جنگ ہوئی پھر مروان نے ابن الغزیل کو نضر کی امداد کے لئے بھیجا۔ اب ضحاک سنہ ۱۲۷ھ ہجری میں کوفے کی سمت بڑھا ابن عمر نے نضر سے کہلا کر بھیجا کہ اُس کا مطمح نظر میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اُس کے مقابلے کے لئے متحد ہو جائیں۔ وہ دونوں اُس کے مقابلے کے لئے متحدہ طور پر آمادہ ہو گئے، ابن عمر تل الفتح پر آکر ٹھہرا ضحاک سامنے آیا اور اُس نے فرات کو عبور کرنا چاہا۔ ابن عمر نے حمزۃ بن الاصبغ بن ذوالۃ الکلبی کو روانہ کیا تاکہ وہ ضحاک کو فرات نہ عبور کرنے دے مگر عُبید اللہ بن العباس الکندی نے ابن عمر سے کہا کہ اُسے عبور کر آنے دیجئے کیونکہ اس وقت اُس کے روکنے سے عبور کر آنے کی صورت میں ہمارے لئے اُن کا مقابلہ زیادہ آسان ہے، ابن عمر نے حمزہ کو حکم بھیجا کہ وہ اُسے نہ روکے، اب ابن عمر کوفہ آگیا اور یہ مسجد امیر میں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا۔ نضر بن سعید بھی کوفے کی ایک سمت میں مقیم ہوا اور یہ وہیں اپنے طرفداروں کو نماز پڑھاتا تھا، مگر یہ دونوں ایک جگہ جمع نہ ہوتے تھے اور نہ نضر ابن عمر کے ہمراہ نماز پڑھتا البتہ یہ ایک دوسرے سے نبرد آزما بھی نہ تھے بلکہ ضحاک کے مقابلے کے لئے متحدہ طور پر تیار تھے۔

حمزہ کے واپس جانے کے بعد ضحاک نے فرات کو عبور کیا بروز چہار شنبہ ماہ رجب سنہ ۱۲۷ھ ہجری یہ نخیلہ آکر قیام پذیر ہوا مگر قبل اس کے کہ یہ پوری طرح اپنے مورچے قائم کرے ابن عمر اور نضر کے شامی طرفداروں نے بڑی چابک دستی سے

اُن پر حملہ کر کے اُن کے چودہ آدمی اور تیرہ عورتیں قید کرلیں، اب ضحاک نے باقاعدہ پڑاؤ کیا، اپنی فوج کی ترتیب قائم کی۔ آرام کیا اور دوسرے دن جمعرات کی صبح کو مقابلے کے میدان میں آیا۔ فریقین میں شدید جنگ ہوئی۔ ابن عمر اور اُسکی فوج نے شکست کھائی۔ خارجیوں نے اُس کے بھائی عاصم کو قتل کردیا بزدون بن مرزوق الشیبانی نے اُسے قتل کیا۔ بنو الاشعث بن قیس نے اپنے مکانوں میں اُسے دفن کردیا۔ نیز خارجیوں نے جعفر بن العباس الکندی عبد اللہ کے بھائی کو بھی جو ابن عمر کا صاحب شرطہ تھا قتل کردیا۔ عبد الملک بن علقمہ بن عبد القیس نے اُسے قتل کیا تھا جب عبد الملک نے اُسے پیچھے سے آلیا تو اُس نے اپنے ایک چچیرے بھائی شاشلہ نام کو اپنی مدد کے لئے پکارا اُس نے عبد الملک پر حملہ کیا مگر ایک اور خارجی نے اُس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس کے سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

ابو سعید جو ابن عمر کی فوج میں تھا کہتا ہے کہ میں نے شاشلہ کو دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ گویا اُس کے دو چہرے ہیں، عبد الملک نے جعفر کے سینے پر سوار ہو کر اُسے بالکل ذبح کر ڈالا۔

ابن عمر کی فوج نے شکست کھائی خارجی ہماری خندقوں تک بڑھ آئے اور رات تک وہاں ٹھہرے رہے پھر واپس چلے گئے۔ پھر دوسرے دن جمعہ کی صبح کو وہ ہمارے مقابل آئے مگر ابھی پوری طرح مقابلہ بھی نہیں ہوا تھا کہ ہم شکست کھا کر اپنی خندقوں میں چلے آئے، سنیچر کے دن صبح کو پھر اُنھوں نے ہم پر حملہ کیا اس حملے کے ساتھ ہی لوگ کھسکنے اور واسط کی طرف بھاگنے لگے اور اُنھوں نے اپنے مقابل ایسے شدید دشمن کو پایا جس سے کبھی پہلے سابقہ نہ پڑا تھا وہ ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیر ہیں جو اپنے بچوں کی مدافعت میں برسر پیکار ہیں۔ ابن عمر نے اپنے ساتھیوں کو دیکھنے گیا، معلوم ہوا کہ وہ رات ہی کو فرار ہو چکے ہیں اور اُن میں سے بڑی جماعت واسط چلی گئی ہے، جو لوگ واسط چلے گئے اُن میں نضر بن سعید، اسماعیل بن عبد اللہ، منصور بن جمہور، اضبیغ بن ذوالۃ اُس کے دونوں بیٹے حمزہ اور ذوالۃ، ولید بن حسان الغسانی اور تمام دوسرے سردار تھے، مگر صرف

ابن عمر اپنے بقیہ ساتھیوں کے ساتھ وہیں جما رہا۔ اور اُس نے اپنی جگہ نہ چھوڑی۔
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عبد اللہ نے عراق کا والی مقرر ہونے کے بعد عبید اللہ بن العباس الکندی کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور عمرو بن الغضبان بن القبعثری کو اپنا کوتوال بنایا۔ یہ دونوں اپنی خدمات پر تھے کہ یزید بن الولید نے انتقال کیا اور ابراہیم بن الولید خلیفہ ہوا، اُس نے ابن عمر کو عراق کی ولایت پر برقرار رکھا اور اب اُس نے اپنے بھائی عاصم کو کوفے کا حاکم مقرر کیا مگر ابن الغضبان کو کوتوال ہی رہنے دیا۔ یہ لوگ اپنی خدمات پر مامور تھے کہ عبد اللہ بن معاویہ نے خروج کیا اور اس شورش میں ابن الغضبان کی وفاداری متزلزل ہو گئی، اس کے قضیے سے فراغت کے بعد ابن عمر نے عمر بن عبد الحمید بن عبد الرحمن بن زید بن الخطاب کو کوفے کا حاکم مقرر کیا اور حکم بن عتبۃ الاسدی الشامی کو کوتوال مقرر کیا۔ پھر ابن عمر نے عمر بن عبد الحمید کو کوفے کی حکومت سے علیحدہ کر کے اُس کی جگہ ابن الغضبان کو مقرر کیا مگر حکم بن عتبہ اب تک کوتوال تھا۔ پھر اُس نے عمر بن الغضبان کو کوفے[1] کی حکومت سے علیحدہ کر کے پہلے ولید بن حسان الغسانی کو پھر اسماعیل بن عبد اللہ القسری کو اور کوتوالی پر ابان بن الولید کو مقرر کیا، پھر اسماعیل کو علیحدہ کر کے عبد الصمد بن ابان بن النعمان بن بشیر الانصاری کو مقرر کیا پھر اُسے بھی ہٹا کر عاصم بن عمر کو مقرر کیا اور اسی کے دور میں ضحاک بن قیس الشیبانی کوفہ آیا۔
یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب ضحاک کوفہ آیا اُس وقت اسماعیل بن عبد اللہ القسری قصر کوفہ میں تھا اور عبد اللہ بن عمر حیرہ میں تھا اور ابن الحرشی دیر ہند میں تھا ضحاک نے کوفے پر قبضہ کر کے ملحان بن معروف الشیبانی کو اُس کا حاکم مقرر کیا اور صفر الحنظلی خارجی اس وقت کوفے کا کوتوال تھا ابن الحرشی شام جانے لگا ملحان نے اُسے روکا۔ ابن الحرشی نے ملحان کو قتل کر دیا اور اب ضحاک نے حسان کو کوفے کا حاکم

[1] یہاں اصل عربی میں شرطہ کا لفظ ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ البتہ اڈیٹر نے حاشیے میں کوفے کا لفظ اختلاف نسخ کے سلسلے میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے جسے اس خاکسار نے ترجمے میں اختیار کیا ہے۔

مقرر کیا اور اُس نے اپنے بیٹے حارث کو کوتوال بنایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر کہا کرتا تھا کہ مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ عین بن عین بن عین میم بن میم بن میم بن میم کو قتل کریگا اور خود اُسے یہ خیال تھا کہ وہی اس میم کو قتل کریگا حالانکہ اُسی کو عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

جب ابن عمر کے اور ساتھی شکست کھا کر حیرہ بھاگ گئے تو اُس کے اپنے ساتھیوں نے اُس سے کہا کہ ساری فوج بھاگ چکی ہے اب آپ کیوں یہاں ٹھہرتے ہیں، اُس نے کہا میں غور و خوض کر رہا ہوں۔ دو روز وہ اور ٹھہرا رہا مگر جس پر اُس کی نظر پڑی اُسے بھگوڑا ہی پایا کیونکہ اُن کے دلوں پر خارجیوں کا رعب بیٹھ گیا تھا اس صورت حال کو دیکھ کر اُس نے بھی واسط کی طرف کوچ کا حکم دے دیا۔ خالد بن الغزیل اپنی فوج کو جمع کر کے مروان کے پاس جو جزیرے میں مقیم تھا چلا گیا۔ عبید اللہ بن العباس الکندی نے جب اپنی فوج کی یہ درگت دیکھی اُسے خود اپنی جان کی پڑی اور اُس نے ضحاک کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اُسی کی لشکر گاہ میں جا رہا اس پر ابو العطاء السندی نے تعریضاً کچھ شعر کہے۔

ابن عمر واسط میں یمنی عربوں کے درمیان حجاج بن یوسف کے مکان میں آکر فروکش ہوا اور نضر اور اُس کا بھائی سلیمان (جو دونوں سعید کے بیٹے تھے) حنظلۃ بن نباتۃ مع اپنے دونوں بیٹوں محمد اور نباتۃ کے مضری عربوں میں آکر اُن کی داہنی جانب (اگر تم بصرے سے جاؤ) قیام پذیر ہوئے، اُنھوں نے کوفے اور حیرہ کو خارجیوں کے لئے خالی کر دیا اور یہ دونوں شہر اُن کے قبضے میں چلے گئے، اور اب پھر ابن عمر اور نضر بن سعید الحرشی میں وہی جنگ جو ضحاک کے آنے سے پہلے ہو رہی تھی شروع ہوئی۔

نضر کا یہ مطالبہ تھا کہ ابن عمر مروان کے حکم کے مطابق عراق کی صوبہ داری اُس کے حوالے کر دے، ابن عمر اس بات کو تسلیم نہیں کرتا تھا یمنی اُس کے ساتھ تھے اور مضری نضر کے ساتھ، اس جتھابندی کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ ولید نے خالد بن عبد اللہ القسری کو یوسف بن عمر کے حوالے کر دیا تھا جسے اُس نے قتل کر دیا اسلئے

یہ یمنی ولید کی مخالفت میں یزید الناقص کے طرفدار ہو گئے اور بنی قیس اس لئے مروان کا ساتھ دیتے رہے تھے کہ یہ ولید کے خون کا بدلہ لینا چاہتا تھا ولید کے ننھیالی رشتہ دار قیس اور ثقیف سے تھے اُس کی ماں زینب بنت محمد بن یوسف حجاج کی بھتیجی تھی۔

اس جنگ کے دوبارہ آغاز ہوتے ہی ضحاک کوفے میں آ رہا۔ اُس نے ملحان الشیبانی کو شعبان ۱۲۷ھ ہجری میں کوفے کا حاکم مقرر کیا اور اب خود خارجیوں کی پہلی سے کم تعداد کے ہمراہ ابن عمر اور نضر کے تعاقب میں روانہ ہوا اور باب المضمار کے سامنے ڈیرے ڈالے۔ اس کے آتے ہی اب پھر حسب سابق کوفے کی طرح ان دونوں نے آپس میں جنگ موقوف کر کے متحدہ طور پر اُس کے مقابلے کی ٹھانی، اب یہ صورت تھی کہ نضر اُس کے سردار اور اُس کے ساتھی ابن عمر کی معیت میں پُل کو عبور کر کے ضحاک سے لڑتے پھر اپنے اپنے مقام پر واپس آجاتے مگر ایک جگہ قیام نہیں کرتے۔ ماہ شعبان۔ رمضان اور شوال اسطرح گزرے، ایک روز جو جنگ شروع ہوئی تو اُس نے شدید صورت اختیار کر لی۔ منصور بن جمہور نے ضحاک کے ایک سردار عکرمہ بن شیبان پر جس کی خارجیوں میں بڑی قدر و منزلت تھی باب القورج پر ایسا وار کیا کہ اُس کے دو کر دئے ضحاک نے اپنے ایک دوسرے سردار شوال الشیبانی کو بلا کر حکم دیا کہ باب الزاب کو جا کر آگ لگا دو کیونکہ محاصرے کی طوالت اب ہم پر گراں ہو رہی ہے۔ شوال اور خیبری (یہ بھی شیبانی تھا) اپنے رسالے کو لے کر اس کام کے لئے چلے عبدالملک بن علقمہ انھیں ملا اور اُس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ شوال نے کہا باب الزاب جا رہا ہوں کیونکہ امیر المومنین نے ایسا حکم دیا ہے۔ عبدالملک نے کہا میں بھی تمھارے ساتھ چلتا ہوں، چنانچہ یہ بھی اُس کے ساتھ ہو لیا اگرچہ اُس نے معمولی لباس پہن رکھا تھا اور اُس پر زرہ نہ تھی، یہ بھی ضحاک کے سرداروں میں تھا اور بڑا ہی بہادر اور کڑوا تھا۔

غرضکہ انھوں نے اُس دروازے پر پہنچ کر اسے آگ لگا دی۔ ابن عمر نے منصور بن جمہور کو چھ سو کلبی سواروں کے ساتھ اُن کے مقابلے پر بھیجا اور اب

ان کا اُن کا مقابلہ شروع ہوا۔ نہایت شدید معرکۂ کارزار گرم ہوا عبدالملک بن علقمہ بغیر زرہ پہنے اُن پر برابر حملہ کرتا جاتا تھا اور اُس نے کئی کلبیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا منصور بن جمہور کی اُس پر نظر پڑی تو فرطِ غیظ سے وہ آپے سے باہر ہو گیا اور اُس نے جھپٹ کر اُس کے شانے پر ایک ہی ایسا وار کیا کہ تلوار کمر کے نیچے تک اُتر گئی اور وہ مردہ زمین پر گر پڑا۔ ایک خارجی عورت دوڑتی ہوئی منصور کے سامنے آئی اور اُس کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہنے لگی اے فاسق تو امیر المومنین کے پاس چل اور اُن کی دعوت پر لبیک کہہ، اُس نے اُس کے ہاتھ پر تلوار ماری یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے اُس کے گھوڑے کی لگام جو اُس کے ہاتھ میں تھی تلوار سے کاٹ دی اور خود بھاگ گیا۔ خیبری اُس کی تلاش میں شہر میں گھس گیا مگر منصور کے ایک کلبی برادر عم نے اُسے روکا خیبری نے تلوار سے اُس کا بھی کام تمام کر دیا۔ یہ شخص شاہان فارس کی اولاد میں ہونے کا مدعی تھا۔

منصور نے ابن عمر سے کہا جیسے بہادر یہ خارجی ہیں میں نے کسی اور کو ایسا نہیں پایا آپ ان سے لڑ کر انھیں مروان سے کیوں روک رہے ہیں آپ ان سے کیوں مصالحت نہیں کر لیتے کہ یہ ہمارا پیچھا چھوڑ کر مروان کی طرف جائیں تاکہ اُن کی شجاعت و شدت کا خمیازہ اُسے بھگتنا پڑے آپ یہیں کچھ روز اقامت و آرام کریں اور اُنکے اُس سے مقابلے کا نتیجہ دیکھیں اگر انھوں نے اس پر فتح پائی تو آپ کا مقصد حاصل ہے اور پھر آپ کو ان سے بھی کوئی خطرہ نہ رہیگا اور اگر مروان کو ان پر فتح ہوئی اور پھر آپ نے اُس کی مخالفت اور اُس سے لڑنا چاہا تو آپ اپنی پوری طاقت اور آرام و اطمینان کے ساتھ اُس کا مقابلہ کر سکیں گے علاوہ ازیں ان کا مروان سے مقابلے کا معاملہ طول کھینچیگا بلکہ یہ اُسے اور اُلجھنوں میں بھی پھنسا دیں گے۔

ابن عمر نے کہا اس معاملے میں جلدی نہ کرو ذرا ہمیں سوچ سمجھ لینے دو، منصور نے کہا اس کارروائی میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ آپ اُن کی موجودگی میں کچھ کر سکیں اور نہ آپ اپنی جگہ قائم رہ سکتے ہیں اگر ہم نے اُن کا میدان میں مقابلہ کیا تو ہم اُن کے سامنے ٹھہر نہیں سکتے، اس لئے اب ہمیں انتظار کی کیا ضرورت ہے مروان اس وقت مزے سے زندگی بسر کر رہا ہے کیونکہ

ہم نے اُن کی طاقت کو اپنے سے الجھا کر انھیں اُس کے مقابلے سے روک رکھا ہے، میں تو اُن سے جا کر ملا جاتا ہوں۔

چنانچہ منصور اُن کی صفوں کے محاذی آکر کھڑا ہوا اور آواز دی کہ میں تمھارے پاس آنا چاہتا ہوں تاکہ اسلام لاؤں اور کلام اللہ کو سنوں۔ یہی شرائط تھے جو خارجی اپنے مخالفین کے سامنے پیش کرتے تھے۔ منصور اُن کے پاس گیا۔ اُن سے بیعت کی اور کہا کہ میں مسلمان ہو گیا، خارجیوں نے اُس کے لئے کھانا منگوایا اُس نے کھانا کھایا پھر منصور نے پوچھا وہ کون شہسوار تھا جس نے جنگ زاب یعنی جنگ ابن علقمہ میں میرے گھوڑے کی باگ پکڑی تھی خارجیوں نے اُم العنبر کو آواز دے کر بلایا۔ وہ سامنے آئی یہ حسین ترین عورت تھی، اُسنے اُس سے کہا کیا تو ہی منصور ہے، منصور نے کہا ہاں۔ اُس نے کہا اللہ تیری تلوار کا بُرا کرے جو اُس کے متعلق بیان کیا جاتا تھا اُس کا تو کوئی اثر دیکھا نہ گیا کیونکہ بخدا اُس نے کوئی اثر نہ کیا، اس سے اُس کی مراد یہ تھی کہ جب اُس نے اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی تو اُسے خیال تھا کہ وہ قتل کر دی جائیگی اور سیدھی جنت الفردوس چلی جائیگی، منصور کو اُس وقت یہ بات معلوم نہ تھی کہ یہ عورت ہے۔ اس نے امیر المومنین سے درخواست کی کہ آپ اس کی میرے ساتھ شادی کر دیجئے اُس نے کہا اس کا شوہر موجود ہے یہ عبداللہ بن سوار الثعلبی کی بیوی تھی۔

آخر کار آخر شوال میں عبداللہ بن عمر نے بھی خارجیوں سے جا کر بیعت کر لی۔

اسی سال سلیمان بن ہشام بن عبدالملک بن مروان نے مروان بن محمد کی بیعت سے انحراف کیا اور اُس کا مقابلہ کیا اس کے واقعات حسب ذیل ہیں:۔

سلیمان بن ہشام کی مروان سے مخالفت اور جنگ

جب مروان رصافہ سے رقہ آیا تاکہ ابن ہبیرہ کو ضحاک بن قیس الشیبانی سے جنگ کے لئے عراق بھیجے تو سلیمان بن ہشام نے اپنے حالات و معاملات درست کرنے کے لئے چند روز ٹھہرنے کی اُس سے اجازت طلب کی جسے

اُس نے منظور کرلیا، اور خود مروان اُس دس ہزار مہاتی فوج کے ساتھ جسے اُس نے دیرایوب میں عراق میں لڑنے کے لئے انھیں کے سرداروں کی زیر قیادت تیار کیا تھا اپنے سفر پر روانہ ہوگیا، جب یہ لوگ رصافہ پہنچے تو انھوں نے سلیمان کو بھڑکایا کہ تم مروان کی بیعت سے انحراف کرو اور اُس سے لڑو اور کہا کہ شامی تمھیں زیادہ پسند کرتے ہیں اور زیادہ خلافت کا اہل سمجھتے ہیں، سلیمان کو بھی شیطان نے ڈگمگا دیا اور اُس نے اُن کی دعوت کو قبول کرلیا اور اب اپنے بھائیوں بیٹوں اور موالیوں کے ہمراہ نکل کر علٰحدہ چھاؤنی ڈالی اور پھر سب کو لے کر قنسرین چلا۔ اور جہاں جہاں شامی تھے انھیں اپنے لئے دعوت دی چنانچہ ہر سمت اور ہر چھاؤنی سے شامی اُس کے پاس بھاگ کر چلے آئے۔

مروان قرقیسیا کے سامنے پہنچ چکا تھا مگر سلیمان کی طرف واپس پلٹا۔ البتہ اُس نے ابن ہبیرہ کو حکم بھیج دیا کہ وہ اُس وقت تک دورین میں ٹھہرا رہے جب تک کہ یہ خود واسطہ نہ پہنچ جائے۔ مقام ہنی میں سلیمان کے موالی اور ہشام کے جو بیٹے تھے وہ سب جمع ہو کر مع اپنے بیوی بچوں کے قلعۂ کامل میں قلعہ بند ہوگئے۔ مروان نے اُن سے پچھوایا کہ تم نے باوجود اس قدر عہد و پیمان کے میری بیعت سے انحراف کیوں کیا، اُنھوں نے کہا چونکہ سلیمان نے تمھاری بیعت سے علٰحدگی اختیار کی ہے اس لئے ہم نے بھی ایسا کیا ہے، مروان نے انھیں ڈرایا دھمکایا کہ وہ ہرگز ہرگز اُس کی فوج والوں میں سے کسی سے کوئی تعارض نہ کریں ورنہ انھیں اُس کے ہاتھوں گزند پہنچے گا، اُن کا خون مباح ہو جائیگا اور پھر کوئی امان انھیں نہ دی جائیگی۔ اُنھوں نے جواب میں کہلا بھیجا کہ ہم کسی سے کوئی تعارض نہ کریں گے۔

مروان تو چلا گیا اور اس جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ قلعے سے نکل کر مروان کے ساتھیوں میں سے جو پیچھے رہ گیا ہوتا یا اُس کی فوج کا اِکّا دُکّا سپاہی جو انھیں ملتا اُس پر حملہ کرتے اُن کے گھوڑے ہتھیار چھین لیتے جب مروان کو اس کا علم ہوا وہ غصے سے اُن پر دانت پیسنے لگا۔

سلیمان کے پاس تقریباً ستر ہزار شامی اور ذکوانی وغیرہ جمع ہو گئے اُس نے بنی زفیر کے ایک گاؤں خساف نام واقع علاقۂ قنسرین میں چھاؤنی ڈالی۔ جب

مروان اُس کے قریب آیا تو اُس نے سکسکی کو سات ہزار فوج کے ساتھ آگے بڑھایا مروان نے بھی عیسیٰ بن مسلم کو اتنی ہی فوج کے ساتھ اُس کے مقابلے پر روانہ کیا دونوں حریفوں کے پڑاؤ کے درمیان ان فوجوں میں شدید معرکۂ جدال وقتال برپا ہوا یہاں تک کہ اب سکسکی اور عیسیٰ بن مسلم کا ایک دوسرے سے مقابلہ ہوا یہ دونوں کے دونوں بڑے بہادر تلوریئے تھے نیزہ بازی شروع ہوئی دونوں کے نیزے ٹوٹ گئے اور ان دونوں نے تلواروں سے ایک دوسرے پر وار کرنا شروع کیا سکسکی نے عیسیٰ کے گھوڑے کی پیشانی پر تلوار ماری جس سے اُس کی لگام اُس کے سینے پر آگری اور گھوڑا سوار کو لے کر چکر کھا گیا سکسکی نے آگے بڑھ کر گرز کے ایک ہاتھ سے اُسے زمین پر گرا دیا اور اُتر کر اُسے قید کر لیا۔ اب ایک انطاکیہ کا دلاور سلساق نام جو صقالیہ کا سردار تھا سکسکی کے مقابلے پر آیا اُسنے اُسے بھی پکڑ لیا مروان کے مقدمۃ الجیش نے شکست کھائی۔ وہ بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اُسے اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی اُس نے اس کی کوئی پروانہ کی اور اُسی ترتیب سے بڑھتے بڑھتے سلیمان تک پہنچا۔ یہ بھی اُس کے مقابلے کے لئے تیار ہی تھا اور بغیر کسی انتظار کے جنگ شروع ہو گئی سلیمان اور اُس کی فوج نے شکست کھائی مروان کے رسالے نے اُن کا تعاقب کر کے انہیں قتل و اسیر کرنا شروع کیا اور اسی طرح وہ اُن کے پڑاؤ تک پہنچے اور اُسے لوٹ لیا۔ مگر مروان اپنی جگہ ٹھہرا رہا نیز اُس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بھی اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنے کا حکم دیا اسی طرح کوثر اُس کا کوتوال بھی وہیں ٹھہرا رہا۔ پھر مروان نے حکم دیا کہ سوائے غلام کے جو قیدی ہاتھ آئے اُسے قتل کر دیا جائے چنانچہ اُس روز سلیمان کی فوج کے تیس ہزار آدمی قتل کر دیئے گئے۔

ابراہیم بن سلیمان اُس کا بڑا بیٹا بھی اس معرکے میں کام آیا۔ ہشام بن عبدالملک کا ماموں خالد بن ہشام المخزومی جو ایک بہت ہی فربہ آدمی تھا مروان کے پاس لایا گیا یہ سانس کے پھول جانے سے ہانپ رہا تھا۔ مروان نے اُس سے پوچھا اے فاسق کیا مدینے کی شراب اور لونڈیاں تیرے لئے کافی نہ ہوئیں جو تو اس ستور کیساتھ مجھ سے لڑنے آیا، اُس نے کہا امیر المومنین وہ زبردستی مجھے اپنے ساتھ لے آیا تھا

میں آپ کو اللہ اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں۔ مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے اُس نے تجھ پر جبر کیسے کیا؟ تو کنیزوں، مشک کے باجے اور بربط کے ساتھ اسکے پڑاؤ میں موجود تھا۔

مروان نے اُسے قتل کر دیا۔

قیدیوں میں سے اکثر نے اپنے آپ کو غلام بتایا۔ مروان نے انھیں قتل نہیں کیا بلکہ جو اور لونڈی غلام سلیمان کے پڑاؤ سے اُسے ملے تھے اُنکے ساتھ اُنھیں بھی ہراج کر دیا۔

سلیمان شکست کھا کر حمص آیا اُس کے اور شکست خوردہ ساتھی بھی اُس سے آملے، اُس نے انھیں پھر باقاعدہ ترتیب دیا اور حمص کی جن فصیلوں کو مروان کے حکم سے منہدم کرا دیا گیا تھا اُس نے انھیں پھر بنایا۔

مروان نے سلیمان کی شکست ہی کے دن اپنے سرداروں اور رسالدار فوج کو صرف رسالے کے ساتھ قلعۂ کامل کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ قبل اسکے کہ کوئی خبر قلعے والوں کو معلوم ہو تم اُس سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ اور جاتے ہی اُسکا محاصرہ کر لو اور خود میں بھی آتا ہوں، مروان اس قلعے کے پناہ گزینوں پر خار کھائے ہوا تھا چنانچہ اس فوج نے جا کر اُس کا محاصرہ کر لیا اب خود مروان بھی اُدھر چلا اپنی واسط کی چھاؤنی میں آکر پڑاؤ کیا قلعے والوں سے کہلا کر بھیجا کہ بلا شرط میرے سامنے ہتھیار ڈال دو، اُنھوں نے کہا تاوقتیکہ تم ہم سب کو امان نہ دو ہم ایسا نہیں کر سکتے، یہ تیزی سے اُن تک پہنچا اور اُن پر منجنیقیں نصب کر دیں، جب پتھروں کی اُن پر بوچھار ہوئی تو بغیر کسی شرط کے اُنھوں نے اپنے آپ کو مروان کے سپرد کر دیا۔ اُس نے اُن کے ہاتھ پاؤں قطع کرا دئے، اہل رقہ نے انھیں سوار کرا لیا اُنھیں پناہ دی اُن کا علاج کرایا اُن میں سے کچھ تو مر گئے اور اکثر بچ گئے جو کل تین سو تھے۔

اب مروان سلیمان کی اور اُسکے طرفداروں کی طرف چلا جب اُن کے قریب پہنچا تو وہ سب ایک جا جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے مروان کے مقابلے میں ہمیں کامیابی تو ہو نہیں سکتی تو آؤ اس بات پر عہد کریں کہ جبتک سکے سب

مرنہ جائیں گے اُس کے سامنے سے نہیں ہٹیں گے، اُن کے تقریباً نو سو شہسواروں نے آخر دم تک مقابلے کی ٹھان لی سلیمان نے اس دستہ فوج پر معاویۃ السکسکی کو سردار مقرر کیا اور دوسرے دستے پر ثبیت البہرانی کو سردار بنایا۔ یہ سب کے سب اس نیت سے مروان کی طرف بڑھے کہ اگر موقع پائیں تو شبخون ماریں مگر مروان کو اُن کی یورش کی اطلاع ہو چکی تھی اور نیز یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لوگ جان سے ہاتھ دھو کر لڑنے آئے ہیں وہ اس وقت مقابلے سے کنائی کاٹ گیا اور پورے احتیاط و انتظام کے ساتھ خندقوں میں انھیں روکنے بڑھا۔ انھوں نے اُس پر شبخون مارنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوئے، اس لئے اب انھوں نے دوسرے طریقے پر اُس سے مقابلے کی سوچی اور پشت کوہ پر زیتون کے گھنے جنگل میں کوہستان سماق کے موضع تل مَنّس میں جو اُس کے راستے پر واقع تھا چھپ کر بیٹھ رہا، مروان پورے انتظام اور ترتیب کے ساتھ جا رہا تھا کہ انھوں نے اچانک کمیں گاہ سے نکل کر انھیں قتل کرنا شروع کیا، مروان بھی سنبھل کر اُن سے لڑنے لگا اور اُس نے اپنے رسالے کو اپنے پاس بلالیا۔ مقدمۃ الجیش، میمنہ، میسرہ اور ساقۂ لشکر اُس کے پاس آ پہنچے اور اب لڑائی شروع ہوئی۔ دن نکلنے سے عصر کے بعد تک لڑائی ہوتی رہی، بنی سلیم کا ایک بہادر شہسوار اور سکسکی کا مقابلہ ہوا تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے پر وار کرتے رہے آخر کار سلیمی نے اُسے گھوڑے سے گرادیا اور خود بھی گھوڑے سے اُتر کر اُس پر جھپٹا ایک تمیمی نے بھی اُس کی مدد کی اور اب یہ دونوں اُسے قید کر کے مروان کے پاس لائے مروان کھڑا ہوا تھا اُسے دیکھ کر کہنے لگا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے تجھے میرے قبضے میں دے دیا۔ کیونکہ ایک عرصے سے تو ہمیں تکلیف پہنچا رہا تھا سکسکی کہنے لگا آپ مجھے زندہ رکھیں کیونکہ میں تمام عرب کا شہسوار ہوں، مروان نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے جو شخص تجھے قید کر کے لایا ہے وہ تجھ سے زیادہ دلاور ہے، پھر مروان کے حکم سے اُس کی مشکیں کس دی گئیں اور یہ بھی اپنے دوسرے چھ ہزار ساتھیوں کے ساتھ حالت مجبوری میں قتل کر دیا گیا ثبیت اور اُس کی منہزم فوج نے راہ فرار اختیار کی۔ جب یہ بھاگ کر سلیمان کے پاس آئے تو اُس نے اپنے بھائی سعید بن ہشام کو حمص میں اپنا قائم مقام

مقرر کیا اور چونکہ اُسے احساس ہو چکا تھا کہ اُس میں مروان کے مقابلے کی تاب نہیں ہے اس لئے وہ تدمر چلا گیا۔

مروان نے حمص کا محاصرہ کر لیا۔ دس ماہ تک محاصرہ کئے رہا۔ اسّی سے زیادہ منجنیقیں شہر پر نصب کر دیں، یہ دن رات اُن پر پتھروں کی بوچھار کرتا رہتا تھا مگر باوجود اس کے اہلِ حمص روزانہ شہر سے نکل کر اُس سے لڑا کرتے بلکہ بسا اوقات اُنھوں نے اُس کے پڑاؤ کے اطراف کامیابی سے شبخون بھی مارا اور ایک ایسے مقام پر حملہ کیا جہاں اُنھیں خیال تھا کہ مروان کو بے خبری میں آلیں گے۔ مگر جب پے در پے اُنھیں شکست کی ذلت اور مصائب سے دو چار ہونا پڑا تو اُنھوں نے مروان سے درخواست کی کہ آپ ہمیں اماں دیں اور ہم سعید بن ہشام، اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان کو، اور ایک شخص سکسکی نام کو جو اُس کی فوج پر غارت گری کرتا تھا اور اُس حبشی کو جو مروان کے خلاف جھوٹے بہتان بیان کرتا تھا آپ کے حوالے کر دیں گے۔

مروان نے اُن کی درخواست منظور کر لی۔ اس حبشی کا واقعہ یہ ہے کہ یہ فصیل شہر پر آتا، مروان کا تذکرہ کرتا اپنے عضو تناسل میں گدھے کا عضو تناسل لگا دیتا اور بنی سلیم کو مخاطب کر کے کہتا کہ دیکھو یہ تمہارا جھنڈا ہے۔ فحش حرکتیں کرتا اور مروان کو گالیاں دیا کرتا۔ جب مروان کو اُن پر فتح حاصل ہوئی تو اُس نے اس حبشی کو بنی سلیم کے حوالے کر دیا۔ اُنھوں نے اُس کا عضو تناسل، ناک اور ہاتھ پاؤں قطع کر دیئے۔ مروان نے سکسکی کے قتل کا حکم دیدیا۔ سعید اور اسکے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا۔ اور اب خود ضحاک کی طرف بڑھا۔

جنگ خساف کی ہزیمت کے بعد سلیمان بن ہشام کے واقعے کے متعلق اس مذکورۂ بالا بیان کے علاوہ ایک روایت یہ ہے کہ یہ خساف پر ہزیمت اُٹھانے کے بعد عبداللہ ابن عمر کے پاس چلا گیا اور اُس کے ساتھ ضحاک سے جا کر بیعت کر لی نیز اُس نے ضحاک سے مروان کے خلاف اُس کے فسق و ظلم کی شکایت کی اُسے ان کے خلاف اُبھارا اور کہا کہ میں بھی اپنے موالی اور دوسرے طرفداروں کے ساتھ آپ کے ہمراہ اُس کے مقابلے پر چلوں گا، چنانچہ جب ضحاک مروان سے

لڑنے کے لئے گیا تو یہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔

اب ابن عمر اور ضحاک نضر بن سعید کے مقابلے میں ایک ہو گئے تو اُسے محسوس ہوا کہ وہ اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ وہ فوراً مروان کے پاس جانے کے لئے شام روانہ ہو گیا۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں ذی قعدہ ۱۲۷ھ ہجری کے شروع ہوتے ہی تمام ملک شام میں مروان کی حکومت قائم ہو چکی تھی اُس کے مخالفین ملک سے نکال دئے گئے تھے اُس نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو عراق کا عامل بنا کر بھیجا۔ جزیرے کی فوجیں اسکے ساتھ کر دیں۔ جب یہ سعید بن عبد الملک کی نہر پر آکر فروکش ہوا۔ تو ابن عمر نے اُس کے آنے کی ضحاک کو اطلاع دی۔ ضحاک نے میسان کا علاقہ اُسکے حوالے کر دیا اور کہا کہ اس مقابلہ کے نتیجہ برآمد ہونے تک یہ علاقہ اسکے لئے کافی ہو گا۔ ابن عمر نے اپنے معلی حلم بن النعمان کو اُس کا حاکم مقرر کیا۔

مگر ابو مخنف کہتے ہیں کہ ابن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہوئی تھی کہ کوفہ اور اسکے سواد پر ضحاک کا قبضہ رہے گا، جن پر اُس نے فتح پا کر قبضہ کر لیا تھا، اور کسکر، میسان، دستمیسان، ضلع دجلہ، اہواز اور فارس حجاب تک ابن عمر کے قبضہ میں تھے وہ اُسکے تحت رہینگے، ضحاک مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا اور کوثا علاقہ جزیرہ میں ان دونوں کا مقابلہ ہوا۔

ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ ضحاک مروان کے مقابلہ پر جانے کے لئے تیار ہو گیا، اور نصر شام کے ارادے سے قادسیہ آیا، ملحان الشیبانی ضحاک کے کوفے کے عامل کو اُسکے قادسیہ پہنچنے کی اطلاع ہوئی یہ اُسکے مقابلہ کے لئے چلا مگر باوجود قلت تعداد کے اُس سے لڑ پڑا۔ اور ثابت قدمی سے لڑا، نصر نے اُسے قتل کر دیا، جب ضحاک کو اُسکے مارے جانے کا علم ہوا اُس نے مثنیٰ بن عمران العائذی کو کوفہ پر اپنا عامل مقرر کیا اور خود ماہ ذی قعدہ میں مروان کی طرف روانہ ہوا اور اس نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

دوسری جانب ابن ہبیرہ نہر سعید کے راستے سے عین التمر کے مقام غرہ آ گیا، اسکے بڑھ آنے کی اطلاع مثنیٰ بن عمران العائذی کو ہوئی یہ اپنے ہمراہی خوارج کے ساتھ اُس کے مقابلہ کے لئے بڑھا اسکے ہمراہ منصور بن جمہور بھی تھا کیونکہ اس نے بھی مروان کی

مخالفت میں ضحاک سے آکر بیعت کرلی تھی۔ غرض کہ غزہ میں فریقین کا مقابلہ ہوا اور نہایت شدید جنگ کئی روز متواتر ہوتی رہی تھی۔ عزیز اور عمرو جو ضحاک کے سرداروں میں تھے اس معرکہ میں مارے گئے۔ منصور بن جمہور بھاگ گیا۔ خارجیوں کو شکست ہوئی، اس جنگ میں جو یوم العین کے نام سے موسوم ہے جب یہ لوگ مارے گئے تو منصور بن جمہور بھاگ کر سیدھا کوفہ پہنچا۔ وہاں جو یمنی اور خارجی تھے اس نے انھیں اور ان لوگوں کو جو ملحان کے قتل کی جنگ سے منتشر ہو گئے تھے، جو ضحاک کا ساتھ چھوڑکر واپس آگئے تھے جمع کیا اور انھیں لیکر روحا آیا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوجوں کے ساتھ اس مقام پر آیا اور اب پھر ان دونوں میں مقابلہ شروع ہوا۔ کئی روز تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار ابن ہبیرہ نے منصور کو شکست دی اور یہ بھاگ گیا برذون بن مرزوق الشیبانی اس جنگ میں مارا گیا۔ ابن ہبیرہ نے کوفہ پر قبضہ کرلیا اور خارجیوں کو شہر سے نکالدیا۔

جب ضحاک کو معلوم ہوا کہ اس کے سرداروں کو اس طرح شکست پہ شکست اٹھانا پڑی اس نے عبیدہ بن سوار التغلبی کو ان کی طرف بھیجا۔ ابن ہبیرہ ابن عمر کے مقابلہ کے لئے واسط روانہ ہوچکا تھا اور اس نے کوفہ پر عبدالرحمن بن بشیر العجلی کو حاکم مقرر کردیا تھا۔ عبید اللہ بن سوار اپنے رسالہ کے ساتھ بڑی عجلت سے منزلیں طے کرتا ہوا صراۃ پہنچا۔ یہاں منصور بھی اس سے آملا۔ ابن ہبیرہ کو بھی ان کے اجتماع کا علم ہوا وہ خود اس کے مقابلہ پر آیا اور اسی ۱۲۷ھ ہجری میں مقام صراۃ میں ان میں جنگ شروع ہوئی؛

اسی سنہ میں سلیمان بن کثیر۔ لاہز بن قریظ اور قحطبہ بن شبیب مکہ آئے امام ابراہیم بن محمد سے ملے، انھیں بتایا کہ ہم آپ کے لئے بیس ہزار دینار۔ دو لاکھ درہم۔ بہت سا سامان لیکر آئے ہیں انھوں نے حکم دیا کہ یہ سب چیزیں محمد بن علی کے آزاد غلام بن عروہ کو دیدی جائیں اس سال یہ لوگ ابو مسلم کو بھی ساتھ لائے تھے ابن کثیر نے ابراہیم بن محمد سے کہا کہ یہ آپ کا مولیٰ ہے؛

اسی سنہ میں بکیر بن ماہان نے ابراہیم بن محمد کو لکھا کہ آج میرے لئے آخرت کا پہلا اور دنیا کا آخری دن ہے، میں نے حفص بن سلیمان کو اپنا جانشین بنادیا ہے

یہ ہماری تحریک کے لئے موزوں آدمی ہیں ؛

ابراہیم نے ابو سلمہ کو حکم دیا کہ وہ اپنے لوگوں کی امارت کا کام کریں نیز اُنھوں نے اہلِ خراسان کو لکھ بھیجا کہ میں نے ابو سلمہ کو تمھارا امیر مقرر کر دیا ہے ابو سلمہ خراسان آیا۔ اہلِ خراسان نے اُسے تسلیم کر لیا اور جو کچھ اُنھوں نے شیعوں کی آمدنی سے پانچواں حصّہ اور دوسرے چندے جمع کئے تھے وہ اُسے دیدیئے ؛

اسی سنہ میں عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز کی امارت میں جو مروان کی جانب سے مکہ مدینہ اور طائف کا عامل تھا حج ہوا نصر بن العرشی عراق پر مروان کا عامل تھا عبداللہ بن عمر اور ضحاک خارجی سے اُس کے جو جو معرکے ہوئے اُنھیں ہم بیان کر آئے ہیں۔ نصر خراسان میں تھا اور کرمانی اور حارث بن سریج اُسکی مخالفت کر رہے تھے ؛

سنہ ۱۲۸ ہجری میں حارث بن سریج کا قتل

اس بات کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ یزید بن ولید نے حارث کو اماں دی تھی اور اسکی بنا پر وہ ترکوں کے علاقہ سے خراسان آگیا تھا اور نصر کے ساتھ شامل ہو گیا تھا۔ نصر نے اُس کی تواضع کی مگر پھر حارث نے اپنے لئے دعوت دی اور کچھ لوگ اس کے ساتھ ہو گئے بات یہ تھی کہ جب ابن ہبیرہ عراق کا گورنر ہوا تو اُس نے نصر کو خراسان پر بحال رکھا۔ نصر نے مروان کے لئے بیعت لے لی۔ حارث نے کہا مجھے یزید نے امان دی تھی مگر اب مروان یزید کی امان کو تسلیم نہیں کریگا اس لئے مجھے اُسکی طرف سے اندیشہ ہے۔ چنانچہ جب نصر نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو ابو سلیل نے مروان کو گالیاں دیں ؛

اب خود حارث نے اپنے لئے بیعت کی دعوت دی سلم بن احوز۔ خالد بن ہُریم۔ قطن بن محمد۔ عباد بن الابرد بن قرہ۔ حماد بن عامر اُس کے پاس آئے اور کہا بھلا نصر اپنی حکومت و اقتدار آپ کے قبیلہ کے کیوں سپرد کر دے وہ تھیں ترکوں کے علاقہ اور خاقان کی حکومت سے نکال کر لایا تاکہ تمھارے دشمن تم پر دست درازی نہ کریں مگر باوجود اس احسان کے تم نے اُسکی مخالفت کی اور خود اپنے خاندان والوں کی بات بگاڑ دی جس سے اُن کے دشمن اُن کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے

عیال پکارنے لگے ، ہم اللہ کا واسطہ دیکر کہتے ہیں کہ تم ہماری جماعت میں تفریق نہ پیدا کرو حارث نے کہا حقیقت حال یہ ہے کہ اصل میں تو کرمانی حکومت کر رہا ہے اور نصر برائے نام امیر ہے، حارث نے اُن کے مشورہ پر عمل نہیں کیا بلکہ نجارا خداہ کے محل کے سامنے حمزہ بن ابی صالح کی دیوار کے پاس آکر علم بغاوت نصب کیا اور نصر سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قایم کرو، نصر نے اس تجویز کو رد کر دیا۔ اب حارث نے خروج کیا۔ یعقوب بن داؤد کے مکانات کے پاس آیا اور جہم بن صفوان بنی راسب کے آزاد کردہ غلام کو اپنا اعلان پڑھنے کا حکم دیا۔ جہم نے وہ اعلان پڑھا جس میں حارث کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کی گئی تھیں اور پھر یہ لوگ تکبیر کہتے ہوئے واپس آ گئے، حارث نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ مسلم بن احوز کو کوتوالی سے علٰحدہ کردو اور اسکی جگہ بشر بن بسطام البرجمی کو مقرر کرو۔ اسپر نصر اور مغلس بن زیاد کے درمیان تیز کلامی ہوئی قیس اور تمیم اسکا ساتھ دینے کے لئے آمادہ رہے نصر نے مسلم کو برطرف کر دیا اور ابراہیم بن عبدالرحمن کو مقرر کیا جمہور نے چند باعمل لوگوں کے نام پیش کئے کہ انھیں ہمارا عامل مقرر کیا جائے۔ نصر نے مقاتل بن سلیمان اور مقاتل بن حیان کو اختیار کیا اور حارث نے مغیرہ بن شعبۃ الجہضمی اور معاذ بن جبلہ کو اختیار کیا۔

نصر نے اپنے کاتب کو حکم دیا کہ وہ ہدایات ان عمال کو لکھدو جسے وہ اختیار کریں اور ان اختیارات کی تشریح کردو جو انھیں اپنے ماتحتین پر حاصل ہوں گے اور انھیں سمرقند اور طخارستان کی سرحدوں پر متعین کر دیا جائے، اسی طرح ان عہدیداروں کو بھی جو ان سرحدوں پر متعین ہیں ہدایات جاری کر دو تاکہ وہ اُن پر کاربند رہیں۔

سلم بن احوز نے نصر سے حارث کو اچانک قتل کر دینے کی اجازت طلب کی مگر اُسنے انکار کر دیا۔ نصر نے ابراہیم الصائغ کو اپنا کوتوال مقرر کر دیا اور اپنے بیٹے اسحٰق کو فیروزے لیکر مرو بھیجا کرتا تھا۔ حارث اس بات کو ظاہر کیا کرتا تھا کہ وہ آل علیؑ کے حامیوں میں ہے۔ نصر نے اُس سے کہلا بھیجا کہ اگر تمھارے اس ادعا میں صداقت ہے، تو اسکے معنے یہ ہیں کہ تم دمشق کو تباہ اور بنی امیہ کی سلطنت کو برباد کرنا چاہتے ہو مجھسے پانسو جانور، دوسو اونٹ اور جس قدر مال اور سامان جنگ لیجا سکتے ہو لیکر جدھر چاہو چلے جاؤ۔ ایسی صورت میں تو میں بالکل تمھارا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہوں، اور اگر حقیقت اسکے

خلاف ہے تو خوب سمجھ لو کہ اسی طرح تم اپنے خاندان کو تباہ و برباد کر دو گے۔ حارث نے جواب دیا کہ واقعہ تو یہی ہے جسکی طرف تم نے اشارہ کیا ہے مگر میں اس بات کو اس لئے ظاہر نہیں کرتا کہ میرے موجودہ طرفدار اسے تسلیم نہ کرینگے۔ نصر نے کہا تو اس سے معلوم ہو گیا کہ تمھارے طرفدار تم سے متحد الخیال نہیں ہیں اور نہ انکا وہ مطمح نظر ہے جو تمھارا ہے یہ لوگ فاسق عوام کالانعام ہیں میں تمھیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اس سے باز آؤ کیونکہ تمھارے اس فعل سے بیس ہزار ربیعہ اور یمنی عرب مفت میں تباہ ہو جائینگے نصر نے حارث کے سامنے ماوراء النہر کی ولایت اور تین لاکھ درہم پیش کئے مگر اُسنے نہ مانا۔ اسپر نصر نے اُس سے کہا کہ اچھا پہلے تم کرمانی سے شروع کرو اگر تم اسپر غالب آ گئے تو میں تمھاری اطاعت قبول کرونگا اگر اسے بھی نہ مانو تو پہلے مجھے اُس سے نبٹ لینے دو اگر مجھے اُس پر فتح حاصل ہوئی تو پھر تمھیں اپنی رائے کا اختیار حاصل ہے اور اگر چاہو تو میری فوج کو لیجاؤ اور جب تم رے سے گذر جاؤ گے تو میں تمھاری اطاعت کرلوں گا۔

پھر حارث اور نصر میں مناظرہ ہوا اور دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ مقاتل بن حیان اور جہم بن صفوان اُن کے آپس میں تصفیہ کرادیں۔ اِن دونوں نے نصر کی معزولی اور حکومت کو شورا سے قایم کرنے کا تصفیہ کیا مگر نصر نے اس تصفیہ کو تسلیم نہیں کیا۔

جہم حارث کے لشکر گاہ میں اپنے گھر کے اندر بیٹھکر قضیے بیان کیا کرتا تھا۔

حارث نے نصر کی اب مخالفت شروع کر دی نصر نے اپنی قوم بنی سلمہ اور دوسرے لوگوں کو فوج میں بھرتی کر لیا سلم کو شہر میں ابن سوار کے مکان میں متعین کر دیا۔ اور باقاعدہ فوج کو اُس کے پاس متعین کر دیا نیز اُسنے ہدبہ بن عامر الشعراوی کے پاس رسالہ بھیجدیا اور اُسے بھی شہر پر متعین کر دیا۔ عبد السلام بن یزید بن حیان السلمی کو شہر کا افسر مقرر کیا تمام اسلحہ اور سرکاری دفاتر قہندز میں منتقل کر دئے۔

نصر نے اپنے بعض عہدیداروں کو مورد الزام ٹھرایا کہ اُنھوں نے حارث سے سازش کرلی ہے۔ دربار میں اُس نے انھیں اپنی بائیں جانب بٹھایا یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے اُسکی کوئی خدمت نہیں کی تھی اور جن لوگوں کو اُس نے عہدے

دیئے اور اُنپر احسان کئے تھے انھیں اپنے داہنے بٹھایا۔ دربار منعقد ہونیکے بعد اُس نے گفتگو شروع کی بنی مروان کا ذکر کیا اور پھر اُن لوگوں کا ذکر کیا جنھوں نے اُن کے خلاف خروج کیا اور اللہ نے ہر مرتبہ بنی مروان کو اُن پر فتح دی پھر کہا میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اور اُن لوگوں کی جو میرے بائیں جانب بیٹھے ہیں مذمت کرتا ہوں۔ جب میں خراسان کا والی مقرر ہوا تو اٰئے یوسف بن عبدربہ تو مرو کی سرکاری رقم کو غبن کرنے کی وجہ سے فرار ہونا چاہتا تھا حالانکہ تو اور تیرا خاندان وہ ہے کہ اسد بن عبداللہ اُن کی گردنوں پر داغ لگانا چاہتا تھا اور پیدل سپاہ میں تنزل کردینا چاہتا تھا مگر میں نے تمھیں ذمہ دار خدمتیں دیں اور جب میں ولید کے پاس جانے لگا تو میں نے تمھیں اجازت دی کہ جتنا سرکاری روپیہ تمہارے پاس ہو وہ لے لو چنانچہ تم میں سے بعض لوگوں کو دس دس لاکھ ملے بعضوں کو اس سے بھی زیادہ اور بعض کو کم ملے، مگر باوجود اس حسن سلوک کے تم حارث کو میرے مخالف بنا کر لائے ہو، تم ان شرفا کو نہیں دیکھتے کہ باوجود اسکے کہ میں نے اُن پر کوئی احسان نہیں کیا یہ ہر وقت میرے ساتھ ہیں نصر نے اس جملہ کو کہتے ہوئے اُن اصحاب کی طرف اشارہ کیا جو اسکے داہنے بیٹھے تھے، اسپر مشتبہ لوگوں نے معذرت چاہی اور نصر نے اُن کی معذرت کو قبول کرلیا۔

جب اس فتنہ کی اطلاع خراسان میں ہوئی تو وہاں سے ایک جماعت جن میں عاصم بن عمیر الصریمی، ابو الذیال الناجی عمرو، قاوسان السغدی البخاری اور حسان بن خالد الاسدی طخارستان سے کچھ سواروں کے ہمراہ، عقیل بن معقل اللیثی مسلم بن عبدالرحمان بن مسلم اور سعید الصغیر کچھ سواروں کے ہمراہ تھے نصر کے پاس آگئی۔

حارث بن سریج نے اپنا طریقہ حکومت یا شعار ایک اعلان کی صورت میں لکھدیا جو مرو کی سڑکوں اور مسجدوں میں پڑھا گیا بہت لوگ اُسکے حامی بنگئے۔ ایک شخص نے یہ جرات کی کہ ماجان میں نصر کے قصر کے دروازے پر اس اعلان کو پڑھا۔ نصر کے غلاموں نے اُس شخص کو مارا اس پر اب حارث نے علانیہ طور پر نصر کی اطاعت سے انحراف کرکے بغاوت کا اعلان کردیا۔ ہبیرہ بن شراحیل اور یزید ابو خالد نے اس بات سے اُسے آکر اطلاع دی۔ نصر نے حسن بن سعد قریش کے آزاد غلام کو حکم دیا کہ وہ اُسکے متعلق منادی عام کردے۔ اس نے منادی کردی کہ حارث بن سریج دشمن خدا ہے اُس نے بغاوت کی ہے۔ آمادہ پیکار ہے اللہ سے طالب امداد

رہو کیونکہ وہی بڑی طاقت اور قدرت والا ہے، نیز نصر نے اُسی شب عاصم بن عمر کو حارث کے مقابلہ کے لئے روانہ کر دیا۔ نصر نے خالد بن عبدالرحمن سے پوچھا ہم اس موقع پر اپنا شعار جنگ کیا مقرر کریں، مقاتل بن سلیمان نے کہا اللہ نے اپنے نبیؐ کو مبعوث کیا اور جب وہ دشمن سے برسرپیکار ہوئے تو اُن کا شعار فہم لاینصرون تھا چنانچہ یہی انکا شعار قرار پایا۔ علامت کے لئے اُنھوں نے اپنے نیزوں پر پشمینہ باندھ لیا تھا، مسلم بن احوز، عاصم بن عمیر، قطن، عقیل بن معقل، مسلم بن عبدالرحمن، سعید الصغیر اور عامر بن مالک مع اپنی جماعت کے محلہ طخاریہ کے ایک کنارے مقیم تھے، یحییٰ ابن حضین، اور بنی ربیعہ سنجاریوں کے محلہ میں تھے؛

شہر مرو کے ایک باشندے نے فصیل شہر کے ایک فرجے کا حارث کو پتہ دیا۔ حارث اسی کو اور وسیع کر کے باب بالین کی سمت سے پچاس آدمیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا۔ اور ان سب نے حارث کے شعار یا منصور کا نعرہ لگایا۔ اور راب یہ باب میں آئے۔ یہاں جہم بن مسعود الناجی نے اسکا مقابلہ کیا ایک شخص نے جہم کے منہ میں نیزہ بھونک کر اُسے قتل کر دیا۔ اب یہ باب نیق سے نکلکر سلم بن احوز کے قبے آئے، یہاں عصمہ بن عبداللہ الاسدی خضر بن خالد، ابرو بن داؤد نے جو ابرو بن قرہ کی اولاد میں تھا اسکا مقابلہ کیا، باب بالین پر حازم بن حاتم متعین تھا۔ حملہ آوروں نے تمام مدافعین کو قتل کر دیا۔ ابن احوز اور قدید بن منیع کے گھروں کو لوٹ لیا اگرچہ حارث نے ممانعت کر دی تھی کہ سوائے سواری کے جانوروں اور اسلحہ کے اور کوئی چیز ابن احوز، قدید بن منیع، ابراہیم اور عیسیٰ عبداللہ السلمی کے بیٹوں کے گھروں سے نہ لوٹی جائے۔ یہ واقعہ شب دوشنبہ ماہ جمادی الآخر کے ختم ہونے میں دو راتیں باقی تھیں کہ پیش آیا؛

سلم کے قاصد نے آکر نصر کو حارث کے قریب آجانے کی اطلاع دی، نصر نے حکم دیا کہ صبح تک تاخیر کرو، مگر پھر اُس نے محمد بن قطن بن عمران الاسدی کو نصر کے پاس بھیجا اور کہا کہ حارث کی تمام فوج میرے اُوپر چڑھ آئی ہے نصر نے حکم دیا کہ تم جنگ کی ابتدا نہ کرنا۔ مگر جنگ شروع ہو گئی اسکی وجہ یہ ہوئی کہ نصر بن محمد الفقیہ کا ایک غلام عطیہ نام سلم کی طرف جا ملا۔ حارث کے ساتھیوں نے اسکی واپسی کا مطالبہ کیا جسے فریق مخالف نے رد کر دیا اور جنگ شروع ہو گئی۔ عاصم کے ایک غلام کی آنکھ میں تیر آکر لگا جس سے وہ ہلاک ہو گیا یہ حملہ آوروں سے لڑا، عقیل بن معقل بھی اُسکے ہمراہ تھا اس لئے انھیں پیچھے ڈھکیل دیا، وہ لوگ حارث کے

پاس پہنچے جو اسوقت بنی تمیم کے آزاد غلام ابوبکرہ کی مسجد میں نماز صبح پڑھ رہا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر یہ اُن کے قریب گیا اور پھر یہ لوگ لڑنے کے لئے طخاریۃ کی طرف واپس پلٹے دو شخص اُسکے قریب گئے، عاصم نے اُنھیں للکارا کہ اُسکے گھوڑے کی ٹانگیں اُٹھا کر روک لو حارث نے اُن میں سے ایک کو، اپنے گرز سے قتل کر دیا اور سغد کی سڑک کی طرف پلٹ گیا، حیان نے آزاد غلام اعین کو دیکھا اُسے لڑنے سے منع کیا مگر اُس نے نہ مانا اور وہ مارا گیا۔ اب حارث ابی عصمہ کی سڑک پر مڑ گیا، حاد بن عامر الحمانی اور محمد بن زرعہ نے اسکا تعاقب کیا اُس نے اُن کے نیزے توڑ دیئے اور سلم کے آزاد غلام مرزوق پر حملہ آور ہوا، جب حارث اُسکے قریب پہنچا تو اُسکے گھوڑے نے اُسے زمین پر پھینک دیا اس نے ایک موکان میں گھسکر پناہ لی، حارث نے اُسکے گھوڑے کے پچھلے حصۂ جسم پر ایک ضرب لگائی جس سے وہ بیکار ہو گیا۔

صبح کو مسلم باب نیق آیا اور حکم دیا کہ خندق کھودلی جائے۔ سب لوگ خندقوں میں ہو بیٹھے، نقیب نے اعلان کیا کہ جو ایک سر لائے گا اُسے تین سو درہم دیئے جائینگے۔ آفتاب ابھی طلوع نہیں ہوا تھا کہ حارث نے شکست کھائی۔ تمام رات وہ دشمن سے لڑتا رہا۔ صبح کو نصر کی فوج زریق کے راستے ہولی اُس نے عبداللہ بن مجاعۃ کو جا لیا اور اُسے قتل کر دیا۔ سلم حارث کے لشکرگاہ تک پہنچ کر نصر کے پاس واپس آیا۔ نصر نے اسے تعاقب کرنے سے منع کیا مگر اُس نے نہ مانا اور کہا کہ میں جب تک اس دبوسی کے ساتھ ساتھ شہر میں داخل نہ ہو لونگا نہیں رُکونگا۔ اُس کے ہمراہ محمد بن قطن اور عبیداللہ بن بسام بھی درستکان یعنے قہندز کے دروازے کے پاس آئے دروازے کو بند پایا عبداللہ بن مزید الاسدی دیوار پر چڑھ گیا اسکے ہمراہ تین اور آدمی تھے اُنھوں نے اندر سے دروازہ کھولدیا اور ابن احوز اُس میں داخل ہو گیا ابو مطہر حرب بن سلیمان کو پھاٹک پر متعین کر دیا۔ سلم نے اسی روز حارث بن سریج کے کاتب یزید بن داؤد کو قتل کرا دیا اُس نے عبد ربہ بن سیسن کو ان کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے قتل کر دیا۔ مسلم باب نیق آیا اُسے کھولدیا۔ اُس نے شہر کے قصابوں میں سے اُسے جس نے حارث کو فصیل کے شگاف کا پتہ دیا تھا قتل کر دیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب کرمانی اور حارث کے تعلقات بگڑ گئے تو نصر کرمانی کو اپنے

پاس بلا بھیجا۔ کرمانی حفاظت جان کا عہد لیکر نصر کے پاس آیا اس صحبت میں محمد بن ثابت القاضی۔ مقدام بن نعیم۔ عبدالرحمن بن نعیم الغامدی کا بھائی اور سلیم بن احوز بھی موجود تھے نصر نے اُسے جماعت میں رہنے کی دعوت دی اور رائس سے کہا کہ آپ اِس کے لئے نہایت ہی مبارک اہل ہیں اسپر مسلم بن احوز اور مقدام میں سخت کلامی ہوئی، سلم نے اُسے سخت سست کہا اسپر اُن کے بھائی نے سلم کے مقابلہ میں اُسکی امداد کی۔ سغدی بن عبدالرحمن الحزمی اُن دونوں پر برہم ہوا۔ سلم نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں تلوار سے تیری ناک کاٹ لوں۔ سغدی نے کہا اگر تم نے تلوار کو ہاتھ بھی لگایا تو سمجھ لو کہ میں تمہارا ہاتھ فوراً کاٹ ڈالونگا مجلس کے اس رنگ کو دیکھکر کرمانی کے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ نصر مجھ سے دھوکہ کرنا چاہتا ہے اور وہ اٹھ کھڑا ہوا اسپر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانا اور رباب المقصورہ کی طرف پلٹ آیا یہیں اسکا گھوڑا لایا گیا اور وہ مسجد ہی میں سوار ہو گیا اور کہنے لگا کہ نصر مجھ سے بے وفائی کرنا چاہتا تھا۔

حارث نے نصر سے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امامت سے خوش نہیں ہوں۔ نصر نے جواب دیا بھلا تیرے پاس عقل کیسے ہو سکتی ہے تو نے اپنی ساری عمر مشرکین کے ملک میں بسر کی اور اُنکی حمایت میں مسلمانوں سے لڑتا رہا کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرا اس سے زیادہ محتاج ہوں جتنا کہ تو ہے، اُس روز کے واقعۂ جنگ میں جہم بن صفوان جہمیہ گروہ کا قائد بھی گرفتار کر لیا گیا۔ اوس نے مسلم سے کہا تمہارا بیٹا حارث میرا دوست ہے اور وہ میری سفارش کریگا، سلم نے کہا پہلے تو اُسے خود ایسا کرنا چاہیئے اور اگر اُسنے سفارش بھی کی تو بھی میں تمھیں امان نہ دونگا چاہے میرا یہ خیمہ ستاروں سے بڑھجائے اور خود حضرت عیسٰی بھی تشریف لے آئیں تو بھی تو اپنی جان نہیں بچا سکتا لہذا اگر تو میرے پیٹ میں ہوتا تو میں اُسے بھی شق کر کے تجھے قتل کر دیتا اور جس قدر یمنی عربوں کے ساتھ تو نے ہمارے خلاف کارروائیاں کی ہیں اتنی اور کسی نے نہیں کیں۔ پھر سلم نے عبدربہ بن سیسن کو اُسکے قتل کا حکم دیا اور راس نے اُسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے ابو محرز قتل کر دیا گیا۔ یہ اُسکی کنیت تھی۔ نیز اُس روز ہبیرہ بن شراحیل اور عبداللہ بن مجاعۃ بھی گرفتار کئے گئے۔ سلم نے کہا اللہ اُسے ہلاک کرے جو تمھیں زندہ چھوڑے اگرچہ تم دونوں تمیمی ہو۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہبیرہ کو قدید بن منیع کے مکان کے پاس نصر کے رسالے نے

جالیا اور یہ وہیں قتل کیا گیا۔

جب نصر نے حارث کو شکست دی تو اس نے اپنے بیٹے حاتم کو کرمانی کے پاس بھیجا۔ مگر محمد بن المثنیٰ نے کرمانی سے کہا کہ نصر اور حارث دونوں تمھارے دشمن ہیں تم کسی کا ساتھ نہ دو بلکہ ان دونوں کو آپس میں بھگت لینے دو۔

کرمانی نے سغدی بن عبدالرحمن الحرمی کو اسکے ساتھ روانہ کیا۔ سغدی باب میخان سے شہر میں آیا۔ اب خود حارث کرمانی کے پاس آیا، اسکے شامیانے میں داخل ہوا۔ داؤد بن شعیب الحدانی۔ اور محمد بن المثنیٰ اسوقت کرمانی کے پاس تھے۔ نماز کی تکبیر اقامت کہی گئی۔ کرمانی نے نماز پڑھائی۔ پھر حارث سوار ہو گیا اسکے ہمراہ جماعۃ بن محمد بن عزیز ابو خلف بھی گیا۔ دوسرے دن کرمانی بھی باب میدان یزید کے طرف آیا اور اب نصر کی فوج سے جنگ شروع ہوئی سعد بن سلم المراغی مارا گیا، نصر کی فوج والوں نے عثمان بن الکرمانی کے جھنڈے پر قبضہ کر لیا سب سے پہلے حارث کی شکست کی خبر کرمانی کو جو اس وقت باب کاسرجان پر شہر سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر چھاؤنی ڈالے تھا نصر بن غلاق السغدی اور عبدالواحد بن المنخل نے آکر سنائی اسکے بعد سوادہ بن سریج بھی آیا۔ اور سب سے پہلے یحییٰ ابن نعیم بن ہبیرۃ الشیبانی نے کرمانی کے ہاتھ پر بیعت کی کرمانی نے سورہ بن محمد الکندی۔ سغدی بن عبدالرحمن ابو طعمہ، صعب، صیب، اور صباح کو حارث بن سریج کے پاس بھیجا یہ لوگ باب میخان سے شہر میں داخل ہو کر باب ریگ آئے، خود کرمانی باب حرب بن عامر کی طرف آیا اور اس نے اپنی فوج کو بدھ کے دن نصر کے مقابلہ پر بھیجا۔ فریقین صرف تیراندازی کر کے واپس پلٹ گئے۔ اور جمعرات کے دن ان میں جنگ نہیں ہوئی۔

جمعہ کے دن دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ بنی ازد شکست کھا کر کرمانی کے پاس آئے، کرمانی نے خود جھنڈا لے لیا اور لڑتا رہا۔ خضر بن تمیم نے جو زرہ پہنے تھا حملہ کیا نصر کی فوج نے اسپر تیر برسائے، پھر نصر کے آزاد کردہ غلام حبیش نے ان پر حملہ کر کے اسکے حلق میں نیزہ کا وار کیا خضر نے اپنے بائیں ہاتھ سے نیزہ کی انی اپنے حلق سے نکال دی۔ اسکا گھوڑا اسے لیکر اچھلا اب اس نے حبیش پر حملہ کر کے نیزہ کا ایسا وار کیا کہ اسے گھوڑے کی پشت سے گرا دیا۔ کرمانی کے پیدلوں نے ڈنڈوں سے اس کا

کام تمام کر دیا۔ نصر کی فوج شکست کھا کر بھاگی اسکے اسّی گھوڑے چھین لئے گئے تمیم بن نصر میدان جنگ میں گرادیا گیا اُسکے دو گھوڑے پکڑ لئے گئے ایک کو سغدی بن عبدالرحمن نے اور دوسرے کو خضر نے لے لیا۔ پھر یہ سلم بن احوز تک پہنچا اور اُسنے پیچھے سے گرز لیکر مسلم کے ایسے ضرب لگائی کہ وہ زمین پر گر پڑا۔ بنی تمیم کے دو شخصوں نے خضر پر حملہ کیا اور وہ بھاگ گیا مسلم خود پل کے نیچے کود پڑا اُس کے خود پر چودہ پندرہ ضربیں لگی تھیں جس سے وہ بالکل چکنا چور ہو گیا تھا۔ مگر پھر محمد بن الحداد سلم کو نصر کے لشکر گاہ میں اٹھالایا اور کرمانی کی فوج واپس چلی گئی ؎

اسی اثناء میں ایک رات نصر مرو سے نکل گیا۔ عصمۃ بن عبداللہ الاسدی جو نصر کی فوج کو پسپا ہوتے ہوئے بچانا چاہتا تھا اس جنگ میں کام آیا۔ اسے صالح بن القعقاع الازدی نے آلیا۔ عصمۃ نے اُس سے کہا اے باشیتے آگے آ۔ صالح نے کہا اے نامرد ٹھہر (عصمۃ پیدائشی نامرد تھا) عصمۃ کا گھوڑا اُڑا اور چراغ پا ہو گیا جس سے وہ گر پڑا۔ صالح نے نیزے سے اُسکا کام تمام کر دیا۔ ابن الدیلمی نے رجز پڑھتے ہوئے مقابلہ کیا اور عصمۃ کے پہلو میں مارا گیا۔ عبید اللہ بن حوثمۃ السلمی کو مروان البھرانی نے اپنے گرز سے ہلاک کر دیا جب کرمانی کے پاس اُسکا سر لایا گیا تو اُس نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ یہ اُسکا دوست تھا، ایک یمنی نے مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی مگر اس سے چونکہ اسکی شناسائی تھی اُس نے اُسے چھوڑ دیا تین دن تک فریقین لڑتے رہے، آخر دن مضریوں نے یمنیوں کو شکست دی خلیل بن غزوان نے اُنھیں للکارا اے ربیعہ اور یمن حارث بازار میں داخل ہو گیا ہے ابن الاقطع بھی مارا گیا اس خبر سے مضری عربوں کے حوصلے پست ہو گئے، سب سے پہلے ابراہیم بن بسام اللیثی نے شکست کھائی، تمیم بن نصر پا پیادہ ہو گیا اُسکے گھوڑے پر عبدالرحمن بن جامع الکندی نے قبضہ کر لیا، ہیاج الکلبی اور لقیط بن اخضر کو یمنیوں نے قتل کر دیا آخر الذکر کو ہانی البزاز کے غلام نے قتل کیا ؎

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جب سب لوگ آمادۂ پیکار ہوئے اور اُنھوں نے میدان کارزار میں گنجایش کے لئے دیواروں کو گرا دیا تو نصر نے محمد بن قطن کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ ابن دبوسی کی طرح نہیں ہیں اس لئے آپ خدا کے

خوف سے اس فتنہ میں حصہ نہ لیں ۔

تمیم بن نصر نے اپنے خادموں کو جو جنوب بنت القعقاع کے مکان میں متعین تھے لڑائی کے لئے بھیجا ۔ کرمانی کے ساتھیوں نے چھتوں سے ان پر تیر اندازی کی اور انھیں ڈرا کر پسپا کر دیا ۔ عقیل بن معقل نے محمد بن المثنیٰ سے کہا ہم کیوں خود کو نصر اور کرمانی کی خاطر ہلاک کریں اور اپنے شہر واقع طخارستان واپس چلیں ، مگر محمد نے کہا نصر نے ہمارے ساتھ وفا نہیں کی اس لئے ہم اس سے لڑے بغیر نہ مانینگے ۔

حارث اور کرمانی کے طرفداروں نے نصر اور اس کی فوج پر ایک منجنیق سے سنگباری کی جو نصر کے خیمہ میں آکر لگے ، جس میں خود نصر موجود تھا ۔ مگر اس نے اپنا مقام تبدیل نہیں کیا ، اس نے سلم بن احوز کو مقابلہ کے لئے بھیجا یہ ان سے لڑا اور پہلی فتح نصر کو حاصل ہوئی ، کرمانی نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا ، اپنے جھنڈے کو محمد بن محمد بن عمیرہ کے ہاتھ سے لے لیا اور اسی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ ٹوٹ گیا ، محمد بن المثنیٰ ، زاغ اور حطان کارالکل کے راستے ہو کر رزیق پر نکل آئے ، تمیم بن نصر دریا کے پل پر متعین تھا ، محمد بن المثنیٰ نے اس سے کہا اے لڑکے الگ ہٹ جا ۔ محمد اور زاغ نے جسکے ساتھ زرد جھنڈا تھا حملہ کیا ۔ نصر کے آزاد غلام کو گرا کر قتل کر دیا یہ نصر کا معتمد تھا ۔ نیز انھوں نے تمیم کے بعض خادموں کو بھی قتل کر دیا ۔ خضر بن تمیم نے مسلم بن احوز پر نیزہ سے حملہ کیا نیزے کی انی مڑ گئی تو اس نے گرز سے اسکے سینے پر ایک ضرب لگائی ۔ پھر شانے پر اور پھر سر پر ضرب لگائی جس سے وہ گر پڑا ۔ نصر نے آٹھ آدمیوں کے ساتھ اپنی فوج کو بچایا اور دشمن کو بازار میں داخل ہونے سے روک دیا ۔

جب یمنیوں نے مضریوں کو شکست دی تو حارث نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ میرے یمنی عرب تمہارے شکست پر مجھے طعنے دے رہے ہیں میں اب تم سے نہیں لڑوں گا تم اپنے بہادروں کو صرف کرمانی کے مقابل رکھو ، نصر نے یزید النحوی اور خالد کو اسکے پاس اس لئے بھیجا کہ یہ اس سے اس وعدہ کی ایفا کی ضمانت لے لیں ۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث نصر کے مقابلہ سے اس لئے باز رہا کہ عمران بن الفضل الازدی ، اسکے خاندان والے ، عبدالجبار العدوی خالد بن ہبیداللہ بن حیۃ العدوی اور اسکے تمام ساتھی کرمانی سے اس بنا پر سخت کینہ اور جوش انتقام

رکھتے تھے کہ اس نے باشندگان تبوشکان پر سخت بے رحمی کی تھی، اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب اسد نے اُسے اُن کے مقابل بھیجا تو اُنھوں نے اس شرط پر کہ اسد کو ہماری قسمتوں کا اختیار ہے خود کو اُسکے حوالے کردیا تھا اس نے پچاس آدمیوں کے پیٹ چاک کرکے اُنھیں دریائے بلخ میں ڈالدیا تین سو کے ہاتھ پاؤں قطع کرادیئے، تین کو سولی پر لٹکادیا اور اُن کے اہل وعیال کو ہراج کردیا۔ اس بنا پر حارث کے طرفدار اُسکے کرمانی کی امداد کرنے اور نصر سے لڑنے کے مخالف تھے۔

جب نصر اور حارث کے تعلقات بدل گئے تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا کہ جبتک حارث کرمانی کے ساتھ ہے تمام مضری عرب میری حمایت پر آمادہ نہ ہونگے۔ اور خود یہ دونوں بھی کبھی متحد الامر نہ ہونگے اس لئے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کو آپس میں لڑنے دو۔

اس فیصلہ کے بعد نصر جلفر کی طرف روانہ ہوگیا وہاں عبدالجبار الاحول الاسدی اور عمر بن ابی الہیثم الصعدی سے ملاقات ہوئی۔ نصر نے ان سے پوچھا کیا تم دونوں کرمانی کا مقابلہ کرسکوگے۔ عبدالجبار نے کہا اور آپ کہاں سے آتے ہیں یہاں آپ کیوں آئے؟۔ جب نصر مرو واپس آیا تو اُسکے حکم سے عبدالجبار کے چار سو دُرّے لگوائے گئے، پھر نصر خرق چلا گیا وہاں چار دن رہا۔ اُسکے ہمراہ مسلم بن عبدالرحمن بن مسلم یسلم بن احوز اور سنان الاعرابی تھے، نصر نے اپنی عورتوں سے کہا کہ اب حارث میرا جانشین ہوگا اور وہ تمھاری حفاظت وصیانت کریگا، جب یہ نیسابور کے قریب پہنچا تو اہل نیسابور نے کہلا بھیجا تم یہاں کیوں آئے ہو، تم نے باہمی رقابت کی وہ آگ جسے اللہ نے بجھا دیا تھا پھر مشتعل کردی ہے۔

ضرار بن عیسیٰ العامری نصر کی طرف سے نیسابور کا عامل تھا، نصر نے سنان الاعرابی مسلم بن عبدالرحمن اور مسلم بن احوز کو باشندوں کے پاس گفتگو کے لئے وکیل بناکر بھیجا۔ اُنھوں نے اُسے گفتگو کرکے اُنھیں ہموار کرلیا۔ وہ لوگ شہر سے باہر اُسکے استقبال کیلئے آئے، سواری کے جانور۔ لونڈی غلام اور تحائف اُسکے نذر کئے۔ اس پر خوش ہوکر مسلم نے کہا میں آپ پر سے فدا ہوجاؤں، یہ قبیلۂ قیس ہے۔ اور یہ محض ایک دوستانہ شکوہ تھا جسکی بنا پر اُنھوں نے پہلے ایسا کیا۔ نصر نے یہ شعر پڑھا۔

أنا ابن خندف تنميني قبائلها ... للصالحات وعمّي قيس غيلانا

(ترجمہ) امیر خندف کا پوتا ہوں اُسکے تمام قبائل و بطون جیسے نیکیوں کی نسبت کرتے ہیں میرا چچا قیس عیلان ہے

نصر کے مرو سے جانے کے بعد یونس بن عبدربہ محمد بن قطن اور خالد بن عبدالرحمن اور اُن جیسے اور عمائدین ساتھ شہر ہی میں رہے۔

عباد بن عمر الازدی۔ عبدالحکیم بن سعید العوذی۔ اور ابوجعفر عیسٰی بن جز رکہ سے نصر کے پاس ابر شہر میں آئے۔ نصر نے عبدالحکیم سے کہا دیکھو تمھارے ہم قوم بے وقوفوں نے کیا حرکت کی ہے اُس پر اُس نے کہا بلکہ آپ کے ہم قوم احمقوں نے، آپ کے دو ر ولایت کے عرصہ دراز میں، وہی لوگ والی رہے۔ ربیعہ اور یمن کو کوئی عہدہ نہیں ملا اسی بنا پر اُنھیں طیش آگیا، ہاں میں اُسے جانتا ہوں کہ ربیعہ اور یمن میں بے وقوف بھی ہیں اور عقلمند بھی مگر اس موقع پر جاہلوں نے سمجھدار لوگوں پر غلبہ پالیا عباد نے کہا بھلا امیر سے اس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ نصر نے کہا اس پر اعتراض نہ کرو اُس نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے، ابوجعفر عیسٰی جرز نے جو ایک گاؤں واقع کنارہ دریائے مرو کا باشندہ تھا نصر سے کہا کہ ان حالات میں آپ والی نہیں رہ سکتے یہ ایک عظیم الشان فتنہ اُبھر آیا ہے عنقریب ایک مجہول النسب شخص اس میں نمایاں ہوگا وہ علم سیاہ بلند کرے گا۔ ایک اور ہونے والی سلطنت کی طرف دعوت دے گا اور وہی حکومت پر غلبہ حاصل کرے گا اور تم لوگ اسی طرح اپنی الجھنوں کی وجہ سے دیکھتے کے دیکھتے رہجاؤگے نصر نے کہا، جس شخص کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو یہ بہت زیادہ بے وفائی۔ بے دردی، اور علٰحدگی میں تکلیف دہ ہونے کی وجہ سے حارث سے مشابہ ہے میں نے اسے ترکوں کے علاقہ سے بلایا۔ اُسے والی بنانا چاہا، بہت سا روپیہ دینا چاہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ ہمارے اتحاد کو پراگندہ کر دیا اور میرے خلاف چڑھ آیا، اُس پر ابوجعفر عیسٰی نے کہا کہ حارث تو مارا جائے گا اور سولی پر چڑھا دیا جائے گا اور کرمانی کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے، نصر نے خوش ہو کر اُسے انعام واکرام دیا۔

سلم بن احوز کہا کرتا تھا کہ قیس سے زیادہ میں نے کسی قوم کو جان دینے میں نڈر نہ پایا۔

نصر کے چلے جانے کے بعد کرمانی نے مرو پر قبضہ کر لیا اور حارث سے کہا کہ میں کتاب اللہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں، قحطبہ نے کہا اگر یہ اپنے بیان میں صادق ہیں تو میں ایک ہزار سواروں سے اُنکی امداد کروں گا مقاتل بن حیان نے کہا کیا مکانات کا منہدم کرنا اور لوٹ مار کی کتاب اللہ میں اجازت دی گئی ہے، کرمانی نے اُسے لشکر کے خیمہ گاہ میں قید کر دیا۔ مگر معمر بن مقاتل

بن حیان یا معمر بن حیان نے اُسکی سفارش کی اور کرمانی نے اُسے رہا کرا دیا۔

کرمانی مسجد میں آیا حارث ٹھہرا رہا۔ کرمانی نے تقریر کی، سب لوگوں کو سوائے محمد بن الزبیر اور ایک دوسرے شخص کے امان دی داؤد بن ابی داؤد بن یعقوب نے ابن الزبیر کیلئے امان طلب کی۔ اتنے میں میر منشی آیا اور کرمانی نے اُسے بھی امان دیدی۔ حارث باب دوران اور سرخس کی طرف چلا گیا اور خود کرمانی نے اسد کے مصلے میں مع اپنی قوم کے قیام کیا اس نے حارث کو بلا بھیجا۔ حارث آیا اس نے بھی کرمانی کے مکانات کو منہدم کرانے اور لوٹ مار کے فعل کو برا سمجھا اور اُسپر اعتراض کیا۔ پہلے تو کرمانی نے اُسے سزا دینے کا ارادہ کیا مگر پھر باز رہا کرمانی چند روز یہاں مقیم رہا۔

بشر بن جرموز الضبی نے خرقان میں علم بغاوت بلند کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف لوگوں کو دعوت دی، حارث سے کہا کہ میں نے تمہاری حمایت طلب عدل کے لئے کی تھی مگر اب چونکہ تم کرمانی کے ساتھ اس لئے ہو گئے ہو تاکہ تمھاری نصرت کا شہرہ ہو اور یہ لوگ تو محض ذاتی رقابتوں کی وجہ سے ایک دوسرے سے دست و گریباں ہیں اسلئے اب میں تمھارا ساتھ نہیں دیتا۔

بشر بن جرموز پانچ ہزار پانسو یا جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے چار ہزار کی جمعیت کے کے ساتھ حارث سے علیحدہ ہو گیا اور کہا کہ ہم جماعت عادل ہیں۔ حق کی طرف دعوت دیتے ہیں، ہم کسی سے نہیں لڑیں گے البتہ اُس سے لڑیں گے جو خود ہم سے لڑیگا۔

حارث عیاض کی مسجد میں آیا۔ کرمانی سے کہلا بھیجا کہ حکومت کو شوریٰ سے قائم کیا جائے کرمانی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا حارث نے اپنے بیٹے محمد کو جسے وہ تمیم بن نصر کے مکان سے اٹھا لایا تھا نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے اپنے خاندان اور مضری عربوں کو لکھا کہ تم خلوص دل سے حارث کا ساتھ دو۔ یہ سب لوگ حارث کے پاس آئے، اُس نے کہا آپ ہی لوگ اصلی عرب ہیں چونکہ آپ کو ابھی حال میں ہزیمت اٹھانا پڑی ہے اس لئے آپ اپنے تمام اہل و عیال کے ہمراہ میرے پاس آجایئے۔ انھوں نے کہا ہم بغیر اُس سے لڑے کسی بات سے خوش نہ ہوں گے۔

کرمانی کی فوج کا میر بخشی مقاتل بن سلیمان تھا ایک بخاری نے اُس سے اُس منجنیق کی جسے اُس نے نصب کیا تھا قیمت طلب کی اُس نے کہا تم گواہ پیش کرو کہ یہ منجنیق،

مسلمانوں کے نفع کی خاطر تم ہی نے نصب کی تھی شیبہ بن شیخ الازدی نے اُسکی شہادت دی مقاتل کے حکم سے خزانۂ عامرہ کے نام اُسے چک دیدیا گیا حارث کے دوستوں نے کرمانی کو لکھا ہم آپ کو اللہ سے ڈرنے۔ اُسکی اطاعت، ائمۂ ہدیٰ کے اختیار کرنے اور اپنے خون کو حرام سمجھنے کے لئے نصیحت کرتے ہیں۔ ہم نے حارث کا ساتھ اس لئے دیا تھا کہ اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو اور اُسکے بندوں کی خیرخواہی۔ اسی لئے ہم نے اپنی جان اور مال اُسکے لئے پیش کر دیا تھا اور یہ چیزیں اُس ثواب کے مقابلہ میں جسکے حصول کی ہمیں اللہ سے توقع تھی ہماری نظروں میں ہیچ تھیں، کیونکہ ہم اور تم آپس میں بھائی ہیں اور دشمن کے مقابلہ میں ایک دوسرے کے انصار و اعوان ہیں اس لئے تم اللہ سے ڈرو، حق کو پھر قائم کرو کیونکہ ہم بغیر کسی وجہ شرعی کے تمہارا خون بہانا نہیں چاہتے۔

یہ لوگ چند روز تک اپنی جگہ مقیم رہے، پھر حارث بن سریج فصیل کے پاس آیا اُس نے نوبان کی سمت ہشام بن ابی الہیثم کے مکان کے قریب فصیل میں شگاف پیدا کیا، دانشمند حارث کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف عہد کیا قاسم الشیبانی اور ربیع التیمی ایک جماعت کے ہمراہ ٹھہرے رہے۔ کرمانی باب سرخس سے شہر میں داخل ہو کر حارث کے مقابل آیا منحل بن عمرو الازدی آگے نکل گیا اُسے سمیدع العدوی نے قتل کر دیا اور اُس نے نعرۂ شادمانی بلند کیا کہ یہ میں نے لقیط کا بدلہ لیا۔

اب عام جنگ شروع ہو گئی، کرمانی نے اپنے میمنہ پر داود بن شعیب اُسکے بھائیوں خالد۔ مزید اور مہلب کو اپنے میسرہ پر سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی کو بنی کندہ اور ربیعہ کے ساتھ متعین کیا تھا، نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ حارث کی فوج نے شکست کھائی اور وہ شگاف فصیل اور حارث کی چھاؤنی کے درمیان بُری طرح قتل کیے گئے، حارث ایک خچر پر سوار تھا۔ اُس سے اتر پڑا اور گھوڑے پر سوار ہوا اُسکے چابک رسید کیا۔ وہ تیز ہو گیا، اُسکی فوج نے شکست کھائی مگر وہ خود اپنے خاص دوستوں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا رہا۔ اور ایک جھاڑی کے پاس مارا گیا۔ اُسکا بھائی سوادہ بھی مارا گیا نیز بشر بن جرموز اور قطن بن الخیرہ بن عمرو بھی مارے گئے۔ کرمانی نے جنگ روک دی، حارث کے متوسلین ہی مارے گئے اتنے ہی کرمانی کے مارے گئے۔ حارث کی نعش بے سر کو شہر مرو کے قریب سولی پر لٹکا دیا گیا۔ حارث نصر کے مرو سے چلے جانے کے تیس دن بعد

بروز یکشنبہ ماہ رجب ۱۲۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں ابھی چھ راتیں باقی تھیں کہ مارا گیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حارث زیتون کے ایک درخت یا جوار کے درخت کے پاس مارا گیا کرمانی کو حارث کی سونے کی اینٹیں ملیں جنہیں اُس نے قبضہ کرلیا۔ اُسکی ام ولد کو قید کر دیا پھر اُسے رہا کردیا یہ صاحب بن عمرو بن سلمہ بن سکن بن جون بن ذبیب کے پاس تھی نیز کرمانی نے اُن لوگوں کے املاک واسباب پر قبضہ کرلیا جو نصر کے ساتھ چلے گئے تھے، عاصم بن عمیر کے تمام مال و املاک خود اُس نے اپنے قبضہ میں کرلیں، اُسپر ابراہیم نے کہا بھلا اُس کا مال کسطرح آپ کے لئے حلال ہو سکتا ہے۔ صالح نے جو ضاح کی اولاد میں سے تھا کہا مجھے اُسکے خون سے سیراب ہونے دو مگر مقاتل بن سلیمان ان دونوں کے بیچ میں آگیا اور اُسے اُسکے مکان لے آیا۔

ایک دوسری روایت ہے کہ کرمانی بشر بن جرموز کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ شہر مرو سے باہر اُس نے پڑاؤ کیا۔ بشر کے پاس چار ہزار آدمی تھے حارث بھی کرمانی ہی کے ساتھ مقیم ہوا۔ چند روز تک کرمانی اپنی چھاؤنی میں بغیر مقابلہ کئے ٹھہرا رہا۔ اُسکے اور بشر کے پڑاؤ کے درمیان۔ صرف دو فرسنگ کا فاصلہ تھا، اب وہ بشر سے لڑنے کے ارادے سے آگے بڑھکر اُسکے پڑاؤ کے پاس آیا۔ حارث سے اُس نے آگے بڑھنے کے لئے کہا۔ اسوقت حارث کو کرمانی کا اتباع کرنے پر ندامت ہوئی اور اُس نے کہا آپ ابھی جلدی نہ کیجئے میں اُسکو آپ کے پاس لے آتا ہوں، حارث دس سواروں کے ساتھ بشر کے پاس آیا جو موضع درزیجان میں مقیم تھا، حارث انھیں کے ساتھ قیام پذیر ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں نہیں چاہتا تھا کہ یمنیوں کے ساتھ تم سے لڑوں۔ اب اور مضری عرب بھی کرمانی کی فوج سے نکل کر حارث کے پاس آنے لگے صرف سلمہ بن ابی عبد اللہ بنی سلیم کے آزاد غلام جس نے کہا تھا بخدا میں ہرگز حارث کی اتباع نہ کرونگا۔ کیونکہ یہ سخت دھوکے باز ہے اور مہلب بن ایاس کے اور کوئی مضری عرب کرمانی کے ساتھ نہ رہا۔ مہلب نے کہا کہ میں کبھی اُسکا ساتھ نہ دونگا کیونکہ میں نے اُسے ہمیشہ بھاگتے ہوئے سواروں میں دیکھا ہے۔

اب کرمانی کی اُن سے کئی مرتبہ لڑائی ہوئی۔ فریقین اپنی اپنی خندقوں میں واپس آجاتے تھے کبھی ایک فریق کا پلّہ بھاری رہتا اور کبھی دوسرے کا۔ ایک روز جنگ کیلئے

مرثد بن عبداللہ المجاشعی شراب پی کر اُسکے نشہ میں مدہوش حارث کے ٹٹو پر سوار ہوکر میدان میں آیا۔ اُسکے نیزہ لگا اور زمین پر گرا دیا گیا مگر بنی تمیم کے کچھ سواروں کی مدد سے یہ دشمن کے نرغہ سے بچ گیا البتہ اُسکا ٹٹو بغیر سوار کے رہگیا۔ جب یہ واپس اپنی فوج میں آیا تو حارث نے اُسے ملامت کی اور کہا کہ قریب تھا کہ تم مارے جاتے مرثد نے کہا۔ یہ آپ اپنے ٹٹو کے ضائع ہوجانے کی وجہ سے کہہ رہے ہیں۔ میری بیوی پر طلاق ہو اگر میں ایسا ہی چست و چالاک ٹٹو آپ کو نہ لا کر دوں۔ اُس نے پوچھا کہ دشمن کے کسی شخص کے پاس کوئی اعلےٰ درجہ کا ٹٹو ہے۔ معلوم ہوا عبداللہ بن دسیم العنبری کے پاس نیز لوگوں نے اشارے سے اُسکا مقام بھی بتایا۔ مرثد لڑتا بھڑتا اُس تک پہنچا جب یہ اُس پر حملہ آور ہوا تو ابن دسیم اپنے ٹٹو سے کود پڑا۔ مرثد نے اُسکی لگام اپنے نیزے میں اٹکالی اور اسی طرح اُس ٹٹو کو حارث کے پاس لے آیا اور کہا لیجئے یہ آپ کے ٹٹو کے معاوضہ میں ہے۔ مخلد بن الحسن مرثد سے ملا۔ اور مذاقاً اُس سے کہا کہ ابن دسیم کا ٹٹو تمہاری ران کی نیچے کیسا بھلا معلوم ہوتا ہے، یہ اُس پر سے اُتر آیا اور کہا نذر ہے، مخلد نے کہا میں نے تو محض تم کو چھیڑنے کے لئے تاکہ تم مجھ پر برہم ہو یہ بات کہی تھی۔ تم نے اُسے ہم سے جنگ میں حاصل کیا تھا اور اب میں صلح میں اُسے لینا چاہتا تھا۔

اسی طرح چند روز اور دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابل رہے، ایک روز حارث رات میں مرو کی فصیل کے پاس آیا ایک دروازے میں شگاف پیدا کر کے فصیل کے اندر آگیا کرمانی بھی اسی موقع پر آگیا، اُسکے آتے ہی حارث پلٹ گیا۔ مضر عربوں نے حارث سے کہا کہ تم نے اپنی خندقیں چھوڑ دی ہیں اب آج ہماری لڑائی کا موقع ہے آپ چونکہ بارہا میدان جنگ سے بھاگ چکے ہیں اس لئے پا پیادہ ہوجائے، حارث نے کہا میں تمہارے لئے پیدل سے سوار زیادہ سودمند ہوں۔ اُنھوں نے کہا ہم بغیر آپ کے پاپیادہ ہوئے نہ جائینگے، چنانچہ حارث پیدل ہوگیا۔ یہ اُسوقت فصیل شہر اور خود شہر کے بیچ میں تھا۔ حارث اور اُسکا بھائی، بشر بن جرموز بنی تمیم کے اور کئی بہادر مارے گئے، باقیوں نے راہ فرار اختیار کی، حارث کو سولی پر لٹکا دیا گیا۔ اور اب مرو صرف یمنی عربوں کے تصرف میں آگیا، اُنھوں نے تمام مضری عربوں کے مکانات منہدم کردیے۔

ابومسلم کا خراسان بھیجا جانا

اسی سنہ میں ابراہیم بن محمد نے ابومسلم کو خراسان بھیجا اور اپنے طرفداروں کو لکھا کہ میں نے اسے اپنے حکم سے امیر بنایا تھا اسلئے تم لوگ اسکے احکام کی تعمیل کرو اور رجوع کیے اُسے مانو۔ میں نے انھیں تمام خراسان اور جن جن علاقوں پر وہ اُسکے بعد غلبہ حاصل کرے اُنکا امیر مقرر کیا ہے۔ ابومسلم خراسان آیا۔ مگر کسی نے اُسکی بات نہ سنی۔ دوسرے سال یہ لوگ خراسان سے روانہ ہو کر مکہ میں ابراہیم کے پاس جمع ہوئے، ابومسلم نے ابراہیم سے کہا کہ اِن لوگوں نے آپکے ہدایات کی تعمیل نہیں کی اور نہ آپکے خط کو تسلیم کیا ابراہیم نے کہا میں نے خراسان کی امارت ایک سے زیادہ لوگوں کے سامنے پیش کی مگر سب نے انکار کر دیا۔

ابومسلم کے مقرر کرنے سے پہلے ابراہیم نے سلیمان بن کثیر کو اِس جگہ مقرر کرنا چاہا مگر اُس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ وہاں دو شخصوں پر بھی میں حکومت نہیں کر سکتا پھر ابراہیم نے خراسان کی امارت ابراہیم بن مسلمہ کو دینا چاہی اُس نے بھی انکار کر دیا۔ ابراہیم نے یہ ساری کیفیت خراسانیوں کو بتائی اور کہا کہ اِس لئے آخر کار میں نے ابومسلم کو اِس جگہ مقرر کیا۔ تم لوگ اُسکے احکام و ہدایات کی بدل و جان تعمیل کرو، پھر اُس نے عبدالرحمٰن سے کہا کہ تم میرے خاندان کے رکن ہو، تم میری ہدایت کو اچھی طرح یاد رکھو، یمنی قبائل کی عزت کرو۔ انھیں کے درمیان جا کر قیام کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اُنھیں کے ذریعہ ہماری اس تحریک کی تکمیل کرائے گا، قبیلۂ ربیعہ پر نظر رکھو اُن کے طرز عمل پر تنقید کرتے رہو، اور مضری عربوں کو ہمیشہ اپنا قریبی دشمن سمجھنا یہ مارآستین ہیں اِنکے طرز عمل میں اگر ذرا سا بھی شبہہ تمھیں ہو تو تم ہر مشتبہ شخص کو قتل کر دینا۔ اگر ہو سکے تو خراسان میں کسی عربی بولنے والے کو زندہ نہ چھوڑنا جو لڑکا پانچ بالشت کا ہو اُسے بھی کوئی نہ کوئی الزام رکھکر اُسے قتل کر دینا۔ اِس بزرگ یعنے سلیمان بن کثیر کی کبھی مخالفت نہ کرنا اور نہ اُن کے مشورہ کے کبھی خلاف کرنا۔ اگر تمھیں کوئی دشواری پیش آئے تو اُنھیں بجائے میرے سمجھ کر ہر بات اُن سے دریافت کر لینا۔

ضحاک بن قیس الخارجی کا قتل

جب ضحاک نے واسط میں عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کا محاصرہ کر لیا اور منصور

بن جمہور نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کرلی تو عبداللہ نے محسوس کیا کہ اب اُسمیں ضحاک کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اِس لئے اُس نے ضحاک سے کہلا بھیجا کہ میرے محاصرہ کرنے سے آپ کو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ مروان سامنے ہے آپ اُس کے مقابلہ پر جائیے اور جب آپ اُس سے لڑینگے تو میں آپ کے ساتھ ہوں چنانچہ جیسا کہ اُوپر ذکر آچکا ہے اِن دونوں میں مصالحت ہوگئی۔

ابن عمر کو چھوڑ کر ضحاک مروان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا مقام کفر توثا علاقۂ جزیرہ میں ایکا اُس سے مقابلہ ہوا۔ اور پہلے ہی دن کے مقابلہ میں ضحاک مارا گیا۔

دوسری روایت ہے کہ جب عطیتہ التغلبی نے ضحاک کے خاص سردار اور کوفہ کے عامل ملحان کو سیلحین کے پل پر قتل کردیا اور ضحاک کو اسکی اطلاع ملی یہ اُس وقت واسطہ میں، عبداللہ بن عمر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے اپنے ایک اور سردار مطاعن نام کو ملحان کی جگہ کوفہ کا والی مقرر کرکے روانہ کیا۔ عبداللہ بن عمر اور ضحاک میں اس شرط پر صلح ہوگئی کہ ابن عمر اسکی اطاعت کرے گا چنانچہ یہ اُسکا مطیع ہوگیا اور اُسکے پیچھے اُس نے نماز پڑھی۔ ضحاک تو کوفہ واپس آگیا اور ابن عمر اپنے ہمراہیوں سمیت واسط ہی میں مقیم رہا۔ جب ضحاک کوفہ آگیا تو اہل موصل نے اُسے موصل آنے کی دعوت لکھ بھیجی اور وعدہ کیا کہ جب آپ یہاں آئینگے ہم خود بخود آپ کے مطیع ہوجائینگے چنانچہ ضحاک اسکے بیس ماہ بعد اپنی فوجوں کے ہمراہ موصل روانہ ہوا۔ اسوقت مروان کی جانب سے قطران بن اکمہ الشیبانی جزیرہ کا رہنے والا موصل کا عامل تھا۔ اہل شہر نے ضحاک کے لئے شہر کے دروازے واکردیئے مگر قطران اپنے قبیلہ اور خاندان کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ خارجیوں سے لڑا اور وہ سب کے سب مارے گئے۔ ضحاک نے نہ صرف موصل بلکہ اُسکے تمام ضلع پر قبضہ کرلیا۔ مروان کو اِس واقعے کی اُس وقت اطلاع ہوئی جب وہ خود حمص کے محاصرہ میں مشغول تھا۔ اُس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو جو جزیرہ میں اُسکا قایم مقام تھا حکم بھیجا کہ تم فوراً اُس باقاعدہ فوج کے ساتھ جو تمہارے پاس ہے نصیبین جاکر ضحاک کو جزیرہ کے بیچ میں آنے سے روک دو، عبداللہ سات یا آٹھ ہزار باقاعدہ فوج کے ہمراہ روانہ ہوا اُس نے اپنے ایک سردار کو تقریباً ایک ہزار فوج کے ساتھ حرّان میں اپنے پیچھے چھوڑا۔ اب ادھر سے ضحاک عبداللہ کے مقابلہ کے لئے نصیبین روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر دونوں میں جنگ شروع

ہو گئی، مگر ضحاک کی فوج کی کثرت تعداد کی وجہ سے عبداللہ کو اُس سے مقابلہ کی طاقت نہ رہی، ضحاک کے ہمراہ ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی۔ اُن میں سے ہر سوار کو ایک سو بیس ۱۲۰ ماہانہ پیدل کو سو ۱۰۰ اور خچر والوں کو اسّی ۸۰ درہم معاش ملتی تھی، ضحاک نے نصیبین کا محاصرہ کر لیا اپنے دو سرداروں عبدالملک بن بشر التغلبی اور بدر الذکوانی سلیمان بن ہشام کے آزاد غلام کو چار یا پانچ ہزار فوج کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ اُنھوں نے رقہ پر آ کر حملہ کیا یہاں مروان کے تقریباً پانسو سوار تھے انھوں نے ان خارجیوں کا مقابلہ کیا مگر جب مروان کو خارجیوں کے رقہ پر حملہ آور ہونے کی اطلاع ملی تو اُس نے خود اپنے محافظ دستہ کے رسالہ کو اُن کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ جب یہ فوج اُن کے قریب پہنچی تو خارجی خود ہی پسپا ہو کر ضحاک کے پاس واپس جانے لگے مگر اس رسالہ نے اُسکا تعاقب کیا اور اُنکے ساقۂ لشکر کے تیس سے زیادہ آدمی گرفتار کر لئے۔ جب مروان رقہ آیا تو اُس نے اُن کے ٹکڑے ٹکڑے کرا دیئے، پھر چپ چاپ ضحاک کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا موضع غز علاقہ کفر توثا میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ شام کے قریب ضحاک پا پیادہ ہو کر لڑنے لگا اُسکے ساتھ اور بھی اُسکے شجاع اور ثابت قدم ہمراہی تقریباً چھ ہزار پا پیادہ ہو گئے، خود اُسکے مرکزی پڑاؤ والوں کو اس بات کا علم نہ ہوا۔ مروان کے رسالہ نے اس جماعت کو چاروں طرف سے گھیر کر نہایت بیدردی سے قتل کرنا شروع کیا۔ شام کے قریب یہ ساری جماعت میدانِ معرکہ میں کام آگئی، اس جماعت سے جو چند لوگ بچے وہ اپنے پڑاؤ واپس آئے۔ خود مروان یا ضحاک کے ساتھیوں کو بھی اُس کی خبر نہ تھی کہ ضحاک مارا گیا، مگر جب نصف شب میں اُس کے بیویوں نے اُسے نہ پایا تو پوچھ گچھ شروع کی، بعض ایسے لوگوں نے جنھوں نے اُسے میدان میں پیدل ہوتے دیکھا تھا آ کر اُسکے قتل کی خبر اور کیفیت سنائی، یہ سنتے ہی تمام خارجی اُسکی موت پر گریاں و نالاں ہوئے۔

عبدالملک بن بشر التغلبی ضحاک کا وہ سردار جسے اُسنے رقہ بھیجا تھا خود مروان کے پاس آیا اور اُسی نے مروان کو ضحاک کے قتل ہونے کی اطلاع دی مروان نے اپنے دو چوکیدار آگ اور شمعیں دیکر میدان کارزار میں بھیجدئے اُنھوں نے مقتولین کو اُلٹ پلٹ کر دیکھا اور آخر کار ضحاک کی لاش برآمد کر کے اُسے مروان کے پاس لے آئے اُسکے منہ پر بیس سے زیادہ زخم آئے تھے

اُسے دیکھتے ہی مروان کی فوج نے مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا اس سے ضحاک کی فوج والوں کو معلوم ہوا کہ دشمن کو اُسکا پتہ چل گیا۔ مروان نے اُسکے سر کو اُسی رات جزیرہ کے تمام شہروں میں گشت کرانے کے لئے بھیجدیا!

بیان کیا گیا ہے کہ ضحاک اور خیبری دونوں ۱۲۹ھ ہجری میں قتل کئے گئے، نیز اسی سنہ میں ابو مخنف کے بیان کے مطابق خیبری الخارجی بھی مارا گیا!

خیبری الخارجی کا قتل

ضحاک کے قتل کے بعد صبح کو اُسکی فوج نے خیبری کو اپنا امیر بنالیا۔ اس روز وہ اپنے پڑاؤ میں ٹھہرے رہے دوسرے دن علی الصباح مروان کے مقابلہ پر آئے۔ دونوں حریفوں نے صف بندی کی۔ سلیمان بن ہشام اُس روز اپنے موالی اور خاندان والوں کے ساتھ خیبری کے ہمراہ تھا یہ نصیبین میں ضحاک کے پاس اپنے تین ہزار سے زیادہ موالی اور خاندان والوں کے ساتھ آگیا تھا اور اس نے خارجیوں میں شیبان الحروری کی جسے خارجیوں نے خیبری کے قتل کے بعد اپنا امیر بنایا، بہن سے شادی کرلی تھی، خیبری نے تقریباً چار سو سر بکف بہادروں کے ساتھ مروان پر جو اپنی فوج کے قلب میں تھا حملہ کیا مروان شکست کھاکر بھاگا، اپنے پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر فرار ہوگیا، خیبری اپنے ہمراہیوں سمیت اُسکے پڑاؤ میں در آیا اور یہاں خارجیوں نے خوشی میں اپنا شعار یاخیبری۔ یاخیبری پکارنا شروع کیا، خارجی جسے پاتے قتل کردیتے یہاں تک کہ یہ خود مروان کے خیمہ میں پہنچے، اُسکی طنابیں قطع کردیں، اور خیبری مروان کی مسند پر جاکر بیٹھا۔ مگر مروان کا میمنہ جسکا افسر اُسکا بیٹا عبداللہ تھا اور میسرہ جسکی قیادت اسحٰق بن مسلم العقیلی کے تفویض تھی بدستور اپنی اپنی جگہ جمے ہوئے تھے۔ جب مروان کے لشکر والوں نے دیکھا کہ خیبری کے ہمراہ بہت تھوڑے آدمی ہیں تو سپاہیوں کے غلام خیموں کی چوبیں لیکر اُسپر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے خیبری کو مع اُسکے تمام ہمراہیوں کے مروان کے خیمہ اور اُسکے گرد قتل کردیا۔ مروان کو اُسکی اطلاع ہوئی وہ اُسی وقت اپنے پڑاؤ سے بھاگ کر پانچ چھ میل کی مسافت پر پہنچ چکا تھا یہ سنتے ہی واپس پلٹ آیا اور جو جو رسالے جنگی مواقع پر قایم تھے انھیں اصل مرکز پر واپس بلالیا۔ ساری رات اسیطرح

اپنے پڑاؤ میں بسر کی، دوسری جانب خیبری کی فوج پسپا ہوئی اور اُس نے شیبانی کو اپنا امیر مقرر کیا، اس کے بعد مروان نے ان خارجیوں سے تھوڑے تھوڑے فوجی دستوں سے بے قاعدہ جنگ شروع کی اور اسی دن سے باقاعدہ صف بندی کی جنگ موقوف کر دی۔

خیبری کی جنگ کے دن مروان نے محمد بن سعید کو جو اُسکے کاتبوں اور معتمد علیہ لوگوں میں تھا خیبری کے پاس بھیجا تھا مروان کو معلوم ہوا کہ وہ اُسی روز خوارج کے ساتھ جا ملا۔ یہ گرفتار کر کے مروان کے سامنے پیش کیا گیا۔ مروان نے اُسکے ہاتھ پاؤں اور زبان قطع کرا دی۔

اسی سنہ میں مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اُن خارجیوں سے جو عراق پر مسلط ہو گئے تھے لڑنے کے لیے عراق بھیجا۔

اس سال عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز کی امارت میں حج ہوا۔ نیز اس سال مروان نے حمص فتح کیا، اُسکی فصیل گرا دی نعیم بن ثابت الجذامی کو گرفتار کر کے شوال ۱۲۹ھ میں قتل کر دیا۔

اس سنہ میں جن جن لوگوں نے اُسکی مخالفت کی اُن کا ذکر ہم کر چکے ہیں، عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز۔ مکہ مدینہ اور طائف کا والی تھا عراق میں ضحاک اور عبد اللہ بن عمر کے عمال کام کر رہے تھے ثمامہ بن عبد اللہ بصرہ کے قاضی تھے، نصر بن سیار خراسان میں تھا اور خراسان میں فتنہ و فساد کی آگ لگی ہوئی تھی۔

اس سنہ میں ابو حمزۃ الخارجی نے عبد اللہ بن یحیٰی طالب الحق سے ملاقات کی اور اُسے اپنے مذہب کی دعوت دی۔

ابو حمزہ خارجی اور عبد اللہ بن یحیٰی طالب الحق کی ملاقات

ابو حمزہ نے جسکا نام مختار بن عوف الازدی السلیمی ہے سب سے پہلے بصرے سے اپنی تحریک شروع کی اسکا پہلا کام یہ تھا کہ یہ ہر سال مکہ جاتا اور وہاں لوگوں کو مروان بن محمد اور بنی مروان کی مخالفت پر اُبھارتا۔ ایک عرصہ تک یہی طریقہ رہا ۱۲۸ھ ہجری کے آخر میں عبد اللہ بن یحیٰی سے یہ ملا۔ اس نے اُس سے کہا کہ میں آپکی زبان سے بہت عمدہ باتیں سن رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ آپ حق کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلئے، میں اپنی قوم کا بڑا شخص ہوں، وہ سب میرا کہا مانتے ہیں یہ مکہ سے روانہ ہو کر حضر موت آیا

وہاں ابوحمزہ نے اُسے خلیفہ تسلیم کر کے اُسکے ہاتھ پر بیعت کی اور اب لوگوں کو مروان اور آلِ مروان کی مخالفت کے لئے دعوت دی۔

ایک اور روایت ہے کہ ابوحمزہ بنی سلیم کے معدن سے گذرا، کثیر بن عبداللہ اس معدن کا افسر تھا، اس نے اسکی بعض باتیں خلاف قانون سنیں اُسکے ستر درے لگوائے، ابوحمزہ مکہ چلا گیا، جب یہ مدینہ کو فتح کر کے وہاں آیا تو کثیر روپوش ہوگیا پھر اُن دونوں کا جو معاملہ ہوا وہ ہوا۔

۱۲۹ھ ہجری کے اہم واقعات

اس سنہ میں شیبان بن عبداللہ العزیز الیشکری ابوالالفا ہلاک ہوا، اس کا واقعہ یہ ہے کہ ضحاک اور خیبری کے بعد خارجیوں نے اسے اپنا امیر بنایا۔ اور مروان نے اس سے جنگ کی۔

خیبری کے قتل کے بعد سلیمان بن ہشام نے جو خارجیوں کے ہمراہ تھا اُنسے کہا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو یہ میری رائے نہیں ہے۔ یا تو تم میری رائے پر عمل کرو ورنہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ کر پلٹ جاؤں گا، خارجیوں نے پوچھا کیا رائے ہے اُس نے کہا اگر تم میں سے کسی ایک کو فتح بھی ہوی تو وہ پھر آخر دم تک لڑنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے اور مارا جاتا ہے۔ میں اب یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہوئے باقاعدہ طور پر پسپا ہوکر موصل چلیں اور وہاں خندقیں کھود کر اُسکی آڑ میں دشمن کا مقابلہ کریں، خارجیوں نے اس تجویز پر عمل کیا، مروان نے انکا تعاقب کیا۔ خارجی دجلہ کے مشرقی کنارے پر تھے اور مروان اُن کے مقابل تھا، نو ماہ تک اسیطرح جنگ ہوتی رہی یزید بن عمر بن ہبیرہ شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ہمراہ قرقیسیا میں مقیم تھا، مروان نے اُسے کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اسوقت مثنیٰ ابن عمران القرشی الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔

پہلے تو مروان بن محمد خارجیوں سے باقاعدہ صف بندی کر کے لڑتا تھا، مگر خیبری کے قتل کے بعد جب خارجیوں نے شیبان کو اپنا امیر مقرر کیا تو اسکے بعد سے مروان نے اُنسے چھوٹے چھوٹے دستوں سے لڑنا شروع کیا اور صف بندی ترک کردی ایسکے مقابلہ میں خارجیوں نے بھی یہی کیا کہ مروان کے ایک ایک دستہ سے اُن کا ایک ایک دستہ

مقابلہ کرتا، بہت سے ایسے لوگوں نے جو محض دنیا کی خاطر زر و مال کے لالچ میں اُن کے ساتھ ہو گئے تھے انکا ساتھ چھوڑ دیا اور اب وہ صرف چالیس ہزار رہ گئے۔ اس حقیقت کو محسوس کر کے سلیمان بن ہشام نے انھیں شہر موصل پر پسپا ہو جانے کا مشورہ دیا تاکہ وہ اُنکے لئے پشت پناہ او رجائے پناہ ہو اور وہاں سے ضروریات زندگی ہدست ہو سکیں، خارجیوں نے اُسکے مشورہ کو قبول کیا اور رات ہی رات مروان کے مقابلہ سے کوچ کر گئے، صبح ہوتے ہی مروان نے انکا تعاقب شروع کیا، جس جس مقام پر خارجی منزل کرتے یہ بھی وہیں منزل کرتا، یہاں تک کہ خاص شہر موصل پہنچے خارجیوں نے دجلہ کے کنارے پڑاؤ کیا اپنے چاروں طرف خندق کھود لی، اپنے پڑاؤ سے شہر تک کئی پل دجلہ پر باندھ لئے اسطرح تمام ضروریات زندگی و آسایش انھیں موصل سے ملتی رہیں، مروان نے بھی اُن کے مقابل خندق کھود کر پڑاؤ کیا اور چھ ماہ تک صبح و شام اُن سے لڑتا رہا۔

اثنائے جنگ میں سلیمان بن ہشام کا ایک بھتیجا امیہ بن معاویہ بن ہشام جو اپنے چچا کے ہمراہ موصل میں شیبان کے ساتھ تھا مروان کے ایک بہادر سے مبارز طلب ہوا، اُس نے اُسے گرفتار کر لیا، اور مروان کے سامنے پیش کیا امیہ نے مروان سے کہا چچا جان میں آپ کو خدا اور اپنی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں، مروان نے کہا آج میرے اور تیرے درمیان کوئی واسطۂ قرابت نہیں رہا۔ مروان نے اُس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اسکا چچا سلیمان بن ہشام اور اسکے بھائی اپنی آنکھوں سے اسکا حشر دیکھتے رہے، پہلے اُس کے دونوں ہاتھ قطع کرا دئے گئے اور پھر اُس کی گردن مار دی گئی۔

مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو لکھا کہ تم قرقیسیا سے اپنی تمام فوج کے ساتھ عبیدہ بن سوار دضحاک کے قائم مقام سے لڑنے عراق جاؤ۔ یہ عراق روانہ ہوا عین التمر میں عبیدہ کے رسالہ نے اُسکا مقابلہ کیا، یزید نے اُن سے جنگ کی اور شکست دی، مثنی بن عمران القرشی اور حسن بن یزید خارجیوں کے سردار تھے یہاں شکست کھا کر اب کوفہ کے قریب نخیلہ میں تمام خارجی یزید کے مقابلہ کے لئے جمع ہوئے، یزید نے یہاں بھی انھیں شکست دی۔ اب یہ سب کے سب صراۃ میں جمع ہوئے یہاں عبیدہ بھی تھا۔ یزید اُن سے لڑا، عبیدہ مارا گیا اُسکی تمام

فوج کو شکست ہوئی۔ یزید بن ہبیرہ نے اُن کے پڑاؤ کو لوٹ لیا اس جنگ کے بعد عراق خارجیوں سے صاف ہوگیا۔ یزید نے عراق پر پوری طرح قبضہ جمالیا۔

اب مروان بن محمد نے اپنی خندقوں سے ہی یزید کو لکھا کہ تم عامر بن حبارۃ المری کو میری امداد کے لئے بھیجدو، یزید نے عامر کو تقریباً چھ یا آٹھ ہزار فوج کے ساتھ مروان کی مدد کو بھیجا۔ شیبان کو اور اُسکے ہمراہی خارجیوں کو اُسکی آمد کی خبر ہوئی اُس نے اپنے دو سرداروں، ابن غوث اور رجون کو چار ہزار فوج کے ساتھ اس امدادی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا، موصل سے ورے مقام آسن پر ابن حبارہ کا اس فوج سے مقابلہ ہوا، نہایت شدید معرکۂ جدال وقتال گرم ہوا۔ آخر کار ابن حبارہ نے خارجیوں کو پوری طرح شکست دی، جب یہ شکست خوردہ فوج شیبان کے پاس واپس آئی تو اب سلیمان بن ہشام نے اُسے موصل سے کوچ کرجانے کا مشورہ دیا اور بتایا کہ جب کہ ابن حبارہ ہمارے پیچھے سے آگیا ہے اور سامنے مروان مورچے لگائے ہے اس صورت میں تمہارا یہاں ٹھہرنا کسی طرح مناسب نہیں، چنانچہ تمام خارجی کوچ کرکے حلوان کے راستے اہواز اور فارس آنے لگے، مروان نے اپنے تین سرداروں مصعب بن الصحصح الاسدی شقیق اور عُطیف کو تیس ہزار اپنی باقاعدہ محافظ فوج کے ہمراہ ابن حبارہ کے پاس بھیجا اور اُسے حکم دیا کہ وہ خارجیوں کا تعاقب کرے اور جب تک اُن کا بالکل قلع قمع نہ کردے ان کا پیچھا نہ چھوڑے ابن حبارہ برابر اُن کا تعاقب کرتا رہا یہانتک کہ خارجی فارس آئے اور یہاں سے بھی نکل کر چلے گئے خارجیوں کے پچھلے حصہ فوج سے جو شخص ابن ہبیرہ کے ہاتھ آجاتا، اُسے قتل کردیتا آخر کار وہ سب منتشر ہوگئے شیبان اپنی جماعت کو لیکر بحرین چلا گیا اور وہاں مارا گیا۔ سلیمان بن ہشام اپنے موالی اور خاندان والوں کو کشتیوں میں سوار کرکے سندھ آگیا۔ اس واقعہ کے بعد مروان اپنے حران کے قیام گاہ چلا آیا اور زاب کی جنگ میں جانے تک یہیں مقیم رہا۔

اس تمام واقعہ کے متعلق ابو مخنف کا بیان ہے کہ مروان بن محمد نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو جو اہل شام اور جزیرہ کی ایک زبردست فوج کے ساتھ قرقیسیا میں مقیم تھا کوفہ جانے کا حکم دیا۔ اس وقت مثنیٰ ابن عمران العائذی دعائذہ قریش، الخارجی کوفہ کا حاکم تھا۔ ابن ہبیرہ دریائے فرات کے راستے کوفے روانہ ہوا، عین التمر پہنچا

وہاں سے بھی آگے بڑھا، روحا میں مثنیٰ سے اس کا مقابلہ ہوا۔ یہ رمضان ۱۲۹ھ کا واقعہ ہے، خارجیوں کو شکست ہوئی، ابن ہبیرہ کوفے آیا۔ پھر حراۃ کی طرف چلا، شیبان نے عبیدہ بن سوّار کو رسالہ کی ایک زبردست جمعیت کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا تھا عبیدہ نے صراۃ کے مشرق میں اور ابن ہبیرہ نے اُسکے مغرب میں پڑاؤ کیا، جنگ ہوئی، عبیدہ اور اُسکے بہت سے ساتھی مارے گئے، منصور بن جمہور بھی اُن کے ہمراہ صراۃ کے مکانات میں موجود تھا یہ یہاں سے بچ کر ماہین اور جبل کے تمام علاقہ پر قابض ہوگیا، ابن ہبیرہ واسط آیا۔ یہاں اُس نے ابن عمر کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ نباتہ بن حنظلہ کو سلیمان بن حبیب کی سرکوبی کے لئے جو اہواز کے ضلع میں تھا روانہ کیا۔ سلیمان نے اُسکے مقابلہ پر داؤد بن حاتم کو بھیجا۔ مریان میں دریائے قارون کے کنارے جنگ ہوئی۔ داؤد بن حاتم کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود مارا گیا، سلیمان ابن معاویۃ الجعفری سے فارس میں جا ملا۔ ابن ہبیرہ نے ایک ماہ تک کوئی کارروائی نہیں کی پھر اُس نے عامر بن ضبارہ کو شاہی فوج کے ساتھ موصل بھیجا، یہ سِن پہنچا وہاں جون بن کلاب الخارجی نے اُسے روکا اور شکست دیکر شہر سِن میں داخل ہونے پر مجبور کر دیا۔ یہ اُس میں قلعہ بند ہو بیٹھا، اب مروان نے ابن ضبارہ کی امداد کے لئے فوج پر فوج بھیجنا شروع کی، یہ خشکی کے راستے دریائے دجلہ تک آتیں اور پھر دریا کو عبور کر کے ابن ضبارہ کے پاس آجاتیں اس طرح ابن ضبارہ کے پاس ایک بڑی فوج ہوگئی، اسی اثناء میں منصور بن جمہور علاقۂ جبل سے شیبان کو روپیہ سے امداد دیتا رہا۔ جب ابن ضبارہ کے پاس ایک فوج کثیر جمع ہوگئی اُس نے جون پر دھاوہ کر دیا، جون مارا گیا اور ابن ضبارہ اب سیدھا موصل کی طرف روانہ ہوا، جب جون کے قتل اور ابن ضبارہ کی پیش قدمی کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اُس نے دو دشمنوں کے درمیان ٹھہرنا خلاف مصلحت سمجھا اور اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر مقابلہ سے چلتا بنا۔ شاہی فوج کے بڑے بڑے بہادر سردار یمنی تھے، اب عامر بن ضبارہ اپنی تمام فوج کے ساتھ موصل میں مروان کے پاس آگیا، مروان نے اسے اور اپنی بہت سی فوج دی اور شیبان کا تعاقب کرنے کا حکم دیا۔ ہدایت کی کہ اگر وہ قیام کرے تم بھی قیام کرنا۔ اگر وہ کوچ کرے تم بھی کوچ کر جانا۔ خود اُس سے جنگ کی ابتداء نہ کرنا

اگر وہ لڑے تم بھی لڑنا اگر وہ خاموش رہے تم بھی اُس سے نہ چھیڑنا۔ اگر مقابلہ سے کوچ کر جائے تم اسکا تعاقب جاری رکھنا، غرض کہ اسی طرح یہ دونوں چلتے رہے۔ شیبان جبل ہوتا ہوا وادی اصطخر آیا یہاں عبداللہ بن معاویہ ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ موجود تھا مگر اِن دونوں میں قابلِ اطمینان سمجھوتہ نہ ہوسکا اس لئے یہ وہاں سے بھی روانہ ہوکر کرمان کے مقام جیرفت آیا۔

عامر بن ضبارہ بڑھتے ہوئے ابن معاویہ کے مقابل فروکش ہوا۔ کچھ روز تو بغیر لڑے دونوں مقابل رہے پھر خود عامر نے ابن معاویہ سے لڑائی چھیڑ دی۔ ابن معاویہ نے شکست کھائی اور یہ ہراۃ چلا گیا، اب پھر ابن ضبارہ اپنی فوج کے ساتھ شیبان کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ کرمان کے مقام جیرفت میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد خارجیوں کو ہزیمت ہوئی۔ اُن کا پڑاؤ لوٹ لیا گیا، شیبان بھاگ کر سیستان چلا گیا اور وہیں ۱۳۰ھ میں ہلاک ہوگیا۔

مگر ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ خیبری کے قتل کے بعد شیبان بن عبد العزیز الیشکری خارجیوں کا امیر ہوا، اور مروان سے لڑا اِن دونوں میں عرصہ تک جنگ ہوتی رہی اس اثناء میں ابن ہبیرہ عبیدہ بن سوار کو قتل اور خارجیوں کو عراق سے نکال کر واسط میں شام اور جزیرہ کے بڑے بڑے قومی سرداروں کے ساتھ مقیم تھا، یہاں سے اس نے عامر بن ضبارہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ مروان کی امداد کے لئے بھیجا، یہ سردار مدائن کے راستے ہولیا جب اُسکی آمد کی اطلاع شیبان کو ہوئی تو اُسے خوف پیدا ہوا کہ اب مروان ہم پر دھاوا کردے گا، شیبان نے جون بن کلاب الشیبانی کو عامر کو روکنے کے لئے روانہ کیا، مقام سن پران دونوں کا مقابلہ ہوا، جون نے چند روز تک عامر کو محاصرہ میں لے لیا۔

ایک خارجی بیان کرتا ہے کہ ہم نے انھیں شہر سے باہر نکل کر لڑنے پر مجبور کر دیا۔ عامر کی فوج ہم سے خوف زدہ ہوکر بغیر لڑے بھاگ جانا چاہتی تھی، مگر ہم نے اُنھیں نکل جانے کا کوئی راستہ نہ دیا۔ اِس وقت عامر نے اپنی فوج سے کہا کہ ایک دن مرنا ضرور ہے اس لئے شریفوں کی موت مرنا بہتر ہے، اُسکی فوج نے ہم پر ایسا شدید حملہ کیا کہ کوئی شے انھیں روک نہ سکی، اُنھوں نے ہمارے سردار جون کو قتل کردیا

ہم سب شکست کھاکر بھاگ کر شیبان کے پاس آگئے عامر بن ضبارہ ہمارے تعاقب میں تھا۔ اب وہ ہمارے بالکل قریب آکر فروکش ہوا، اس وقت ہمیں دو طرف لڑنا پڑتا تھا عراق کی سمت ہمارے پیچھے ابن ضبارہ تھا، اور شام کی طرف ہمارے سامنے مروان مورچے لگائے تھا ضروریات زندگی ہم پر بند کردی گئیں قیمتیں اتنی چڑھ گئیں کہ گیہوں کی ایک روٹی ایک درہم میں ملنے لگی آخر میں روٹیوں کا ذخیرہ بھی ختم ہوگیا کہ اب نہ کوئی شے گراں قیمت پر مل سکتی تھی اور نہ سستے داموں اس حالت کو محسوس کر کے حبیب بن جذرہ نے شیبان کو مشورہ دیا کہ آپ اس مقام کو اب چھوڑ کر کسی اور جگہ چلیں چنانچہ وہ علاقہ موصل سے شہر زور آگیا اسکے اس فعل کو اسکے ساتھیوں نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اس پر اعتراض کیا اور خود ان کے آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔

بعض لوگوں کا یہ بھی بیان ہے جب شیبان خارجیوں کا امیر ہوا تو وہ موصل آیا۔ مروان نے اسکا تعاقب کیا، جہاں وہ منزل کرتا یہ بھی کرتا۔ پھر شیبان یہاں سے روانہ ہو کر فارس چلا گیا، مروان نے عامر بن ضبارہ کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا، ابن ضبارہ نے جزیرہ ابن کاوان تک انکا تعاقب کیا وہاں سے شیبان اپنی فوج کو لیکر عمان چلا گیا یہاں اسے جلندی بن مسعود بن جیفر بن جلندی الازدی نے قتل کر دیا۔

ابو مسلم کی امارت

اس سنہ میں ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے ابو مسلم کو جو ان کے پاس خراسان سے آرہا تھا اور قومس پہنچ چکا تھا اپنے خراسان کے طرفداروں کے پاس واپس جاکر باقاعدہ اشاعت تحریک اور علم سیاہ ملبند کرنے کا حکم دیا۔

ابو مسلم اکثر خراسان جایا کرتا تھا جب خراسان میں عربوں کے آپسمیں خانہ جنگی شروع ہوئی اور انتظام حکومت ڈھیلا پڑ گیا۔ تو سلیمان بن کثیر نے ابو سلمۃ الخلال سے درخواست کی کہ تم ابراہیم کو لکھو کہ وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کو بھیجدیں۔ ابو سلمہ نے ابراہیم کو لکھا، ابراہیم نے ابو مسلم کو بھیجدیا۔ ۱۲۹ھ ہجری میں ابراہیم نے ابو مسلم کو وہاں کے لوگوں کی حالت معلوم کرنے کے لئے خراسان سے بلایا، یہ نصف جمادی الآخر ۱۲۹ھ میں ستر شناخت کے ساتھ ابراہیم کے پاس روانہ ہوا۔ جب یہ جماعت خراسان کی

سرحد سے نکل کر دندانقان آئی تو کامل یا ابو کامل نے انھیں روکا اور پوچھا کہاں جا رہے ہو، اُنھوں نے کہا حج کے لئے، پھر ابو مسلم تنہائی میں اس شخص سے ملا، اُسے اپنی تحریک میں شامل ہونے کی دعوت دی جسے اُس نے قبول کر لیا اور اُس سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔ یہاں سے ابو مسلم بورد آیا چند روز یہاں قیام کیا پھر نسا آیا۔ عاصم بن قیس السلمی نصر کی جانب سے اس مقام کا عامل تھا، جب ابو مسلم نسا کے قریب پہنچا تو اُسنے فضل بن سلیمان الطوسی کو اُسید بن عبداللہ الخزاعی کے پاس اپنے آنے کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا یہ نسا کے ایک گاؤں میں آیا ایک شیعہ سے اُسکی ملاقات ہوئی جسے وہ جانتا تھا فضل نے اُس سے اسید کو دریافت کیا اس نے فضل کو جھڑک دیا فضل نے اُس سے کہا میں نے تم سے ایک شخص کا پتہ دریافت کیا تھا تم اس قدر ترشروی سے پیش آئے، اُس نے جواب دیا کہ اس گاؤں میں ابھی ایک واقعہ ہو چکا ہے دو شخص آئے تھے کسی نے عامل سے اُنکی شکایت کی کہ یہ داعی ہیں، عامل نے انھیں، احجم بن عبداللہ، غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن سعید کو گرفتار کر لیا یہ سنکر فضل نے ابو مسلم کے پاس آکر ساری داستان سنائی اس نے اپنا راستہ بدل دیا اور دیہات سے بچ کر سفر کرنے لگا، ابو مسلم نے طرخان جمال کو اسید کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ جس جس شیعہ کو ہو سکے میرے لئے ہموار کرو کسی ایسے شخص سے جسے تم نہ جانتے ہو ہرگز کوئی بات نہ کہنا، طرخان اسید کے پاس آیا اُسے دعوت دی اور ابو مسلم کے پتہ سے آگاہ کیا اسید اُسکے پاس آیا، ابو مسلم نے خبریں دریافت کیں اُس نے بیان کیا کہ ازہر بن شعیب اور عبدالملک بن سعد تمھارے نام امام کے خط لیکر آئے تھے، وہ خط اُنھوں نے میرے پاس رہنے دیئے اور خود آگے روانہ ہو گئے، مگر وہ دونوں گرفتار کر لئے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں کہ کس نے اُنکی چغلخوری کی، عامل نے اُن دونوں کو عاصم بن قیس کے پاس بھیجدیا۔ اُس نے مہاجر بن عثمان اور بہت سے شیعوں کو پٹوایا۔ ابو مسلم نے پوچھا وہ خط کہاں ہیں؟ اسید نے کہا میرے پاس ہیں، ابو مسلم نے کہا وہ مجھے لا دو۔

اب ابو مسلم یہاں سے روانہ ہو کر قومس آیا بیہس بن بدیل العجلی قومس کا عامل تھا، اس نے، دریافت کیا کہاں جا رہے ہو، اُنھوں نے کہا حج کرنے، بیہس نے پوچھا کیا تمھارے پاس

کوئی فالتو ترکی گھوڑا ہے جسے تم بیچو، ابو مسلم نے کہا ہم بیچتے ہیں اور آپ یوں بھی ہمارے جس گھوڑے کو چاہیں لے سکتے ہیں عیسیٰ نے کہا میرے سامنے لاؤ، سب گھوڑے اسکے سامنے لائے گئے ایک سمند گھوڑا اُسے بہت پسند آیا، ابو مسلم نے کہا یہ آپکے نذر ہے اِسنے کہا میں بلا قیمت نہیں لونگا، ابو مسلم نے کہا خیر جو قیمت آپ دیں وہ ہمیں منظور ہے اُسنے سات سو درہم کہے ابو مسلم نے وہ گھوڑا اُسے دیدیا۔

تو مس ہی میں اُسکے اور سلیمان بن کثیر کے نام امام کے خط آگئے، ابو مسلم کے خط میں لکھا تھا میں تمھیں فتح کا جھنڈا بھیجتا ہوں جہاں تمھیں میرا خط ملے وہیں سے واپس ہو جانا۔ جو تمھارے ساتھ ہو اُسے قحطبہ کے ہمراہ میرے پاس بھیجدو تاکہ وہ حج میں مجھ سے آکر ملے۔ ابو مسلم خراسان واپس ہو گیا، اور اُس نے قحطبہ کو امام کے پاس بھیجدیا۔ جب یہ نسا پہنچا تو نسا کے ایک گاؤں کے تھانیدار نے اُنکی تحقیق کی اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ انھوں نے کہا ہم حج کے ارادہ سے نکلے تھے مگر راستے میں ہمیں خطرات معلوم ہوئے اُن سے ڈر کر واپس چلے آئے اُسنے انھیں عاصم بن قیس السلمی کے پاس پیش کیا اُس نے اِن سے دریافت حال کیا انھوں نے بتایا۔ عاصم نے اپنے کوتوال مفضل بن الشرقی السلمی سے کہا کہ ذرا اُن پر سختی کرو، ابو مسلم عاصم سے تنہائی میں ملا اور اُسے اپنی تحریک میں شرکت کی دعوت دی جس نے اُسے قبول کر لیا اور مشورہ دیا کہ ذرا دم لے کر جانا ابھی جلدی مت کرو، ابو مسلم چند روز اُن میں قیام کر کے پھر روانہ ہو گیا۔

ابو مسلم رمضان ۱۲۹ھ ہجری کی پہلے دن مرو آیا۔ اُس نے امام کا خط سلیمان بن کثیر کو دیا جسمیں لکھا تھا اب وقت آگیا ہے بغیر انتظار کئے تم اپنی تحریک کی علی الاعلان دعوت دو، انھوں نے ابو مسلم کو اپنا امیر مقرر کیا اور اسے اہل بیت سے بتایا۔ اور اب انھوں نے بنی العباس کے دعوت شروع کی اپنے دور دور تحریک کے طرفداروں کے پاس قاصد بھیجدیئے، ابو مسلم نے درخواست کی کہ اب آپ اپنی حکومت کا اعلان کر دیجئے اور اُسکے لئے دعوت دیجئے، ابو مسلم خزاعہ کے ایک گاؤں سفیدنج نام میں آکر قیام پذیر ہوا۔ اسوقت شیبان اور کرمانی نصر بن سیار سے لڑ رہے تھے۔ ابو مسلم نے اپنے داعیوں کو اُنکی فوجوں میں پھیلا دیا اور اب اپنی تحریک کو ظاہر کر دیا۔ عوام الناس کہنے لگے کہ اب ایک ہاشمی نے ظہور کیا ہے چنانچہ ہر سمت سے لوگ اُسکے پاس آنے لگے۔

عید الفطر کے دن ابو مسلم نے خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں اپنی تحریک کا اعلان کیا

قاسم بن مجاشع المرائی نے نماز عید پڑھائی۔ ابومسلم یہاں سے روانہ ہوکر بالین یا خزاعہ کے قریہ لین آیا۔ ایک دن میں ساٹھ دیہات کے آدمی اُسکے پاس آئے۔ بیالیس روز یہ یہاں مقیم رہا، ابومسلم کو سب سے پہلی فتح کی خوشخبری موسیٰ بن کعب کی جانب سے جو بیرود میں حاصل ہوئی تھی ملی اور اب وہ عاصم بن قیس سے لڑنے میں مصروف ہوا۔ پھر مرو روذ سے فتح کی خوشخبری اُسے موصول ہوئی۔

اس واقعہ کے متعلق ایک دوسرا بیان یہ ہے۔ قومس سے ابومسلم واپس ہوا، اسی مقام سے اُس نے قحطبہ بن شبیب کو اُس روپیہ کے ساتھ جو اُسکے پاس تھا امام ابراہیم بن محمد کے پاس مکہ بھیجدیا۔ اور خود بروز سہ شنبہ ۹ شعبان ۱۲۹ھ ہجری مرو آگیا، ابو داؤد النقیب کے موضع فنین نام میں ابوالحکم عیسیٰ بن امین النقیب کے پاس فروکش ہوا، یہاں سے اُس نے ابو داؤد کو عمرو بن اعین کے ساتھ طخارستان اور ماوراء بلخ کے علاقہ میں اپنی تحریک کی اشاعت کے لئے روانہ کیا اور حکم دیا کہ اسی سال ماہ رمضان میں یہ تحریک علی الاعلان شروع کردی جائے، نصر بن صبیح التمیمی کو شریک بن غضی التمیمی کے ہمراہ مروالروذ بھیجا اور حکم دیا کہ اسی رمضان میں اپنی تحریک کو شروع کریں، اسی طرح اُس نے ابو عاصم عبدالرحمن بن سُلیم کو طالقان اور ابوالجہم بن عطیہ کو علا بن قریش کے پاس خوارزم بھیجا اور حکم دیا کہ جب رمضان کے ختم میں پانچ دن باقی رہیں تب اپنی دعوت کو شروع کرنا اور ہدایت کی کہ اگر اسوقت مقررہ سے پہلے تمہارے خلاف کوئی ایسی کارروائی کرنا چاہے جس سے تمھیں تکلیف و مصیبت کا سامنا ہو تو تم فوراً تلوار نیام سے باہر کرلینا اور دشمن خدا سے لڑنا اگر تم میں سے کوئی گروہ وقت معہود تک دشمن کو ٹال دے تو کوئی ہرج نہیں وہ وقت مقررہ کے بعد تلوار نکالے۔

پھر ابومسلم ابوالحکم عیسیٰ بن اعین کے مکان سے منتقل ہوکر سلیمان بن کثیر الخزاعی کے پاس اُسکے گاؤں سفیذنج واقع پرگنہ خرقان میں دوسری رمضان ۱۲۹ھ ہجری کو آکر فروکش ہوا۔

غرض کہ ماہ رمضان کے ختم ہونے میں ابھی پانچ راتیں باقی تھیں کہ انھوں نے اُس جھنڈے کو جسے امام نے بھیجا تھا اور جسکا نام ظل تھا چودہ گز لانبے بانس پر باندھکر بلند کیا۔ اسی طرح دوسرا جھنڈا جسے امام نے بھیجا تھا اور جسکا نام سحاب تھا تیرہ گز

لائے بانس پر باندھا گیا۔ ابومسلم اسوقت یہ آیت کلام پاک تلاوت کر رہا تھا ؎
أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا - وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ
(ترجمہ) اجازت دیگئی ہے اُن لوگوں کو جو کہ لڑ رہے ہیں اس لئے کہ اُنپر ظلم کیا گیا ہے،
اور بیشک اللہ اُنکی مدد پر قادر ہے ؎

ابومسلم۔ سلیمان بن کثیر اُسکے بھائیوں موالیوں اور راسفیدنج کے دوسرے اُن لوگوں نے جنھوں نے اُنکی دعوت کو قبول کیا تھا جن میں غیلان بن عبداللہ الخزاعی، سلیمان کا بہنوئی اُم عمرو بنت کثیر کا شوہر حمید بن رزین اور اُسکا بھائی عثمان بن رزین تھے سیاہ لباس پہن لیا تمام رات اُنھوں نے پرگنہ خرقان کے ساکن شیعوں سے جمع ہونے کے لئے آگ روشن رکھی، یہی آگ اُنکی شناخت کی علامت مقرر تھی، صبح ہوتے ہوتے سب لوگ ابومسلم کے پاس مستعدی سے جمع ہو گئے، اُس نے دونوں جھنڈوں ظل اور سحاب کے ناموں یہ یہ تاویل کی کہ جسطرح سحاب (بادل) زمین پر چھا جاتا ہے اُسی طرح بنی عباس کی حکومت کی دعوت ہر جگہ چھا جائیگی اور ظل اس لئے نام رکھا کہ زمین بغیر سایہ کے کبھی نہیں رہتی اسیطرح اب ہمیشہ کے لئے بنی عباس کی خلافت دنیا پر قایم رہیگی ؎

مرو کے داعی اُن لوگوں کو ابومسلم کے پاس لائے جنھوں نے اُنکی دعوت کو قبول کیا۔ سب سے پہلے اہل سقادم ابوالوضاح الہرمزی عیسیٰ بن شبیل کے ہمراہ نو سو پیدل اور چار سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے ہرمزخرہ کے باشندوں میں سے سلیمان بن حسان۔ اس کا بھائی یزدان بن حسان، اور ہیثم بن یزید بن کیسان نویع نصر بن معاویہ کا آزاد غلام، ابوخالد الحسن، جرمی، اور محمد بن علوان آئے، اور اہل سقادم ابوالقاسم محرز بن ابراہیم الجوبانی کے ہمراہ تیرہ سو پیدل اور چھ سو سواروں کی جماعت کے ساتھ آئے، اُنمیں ابوالعباس المروزی، خدام بن عمار۔ اور حمزہ بن زنیم داعی بھی شامل تھے۔ اُنھیں دیکھکر اہل سقادم کی پہلی جماعت نے اپنی سمت سے تکبیر کا نعرہ بلند کیا اُسکے جواب میں اُن اہل سقادم نے بھی جو محرز بن ابراہیم کے ہمراہ آئے تھے تکبیر کہی، یہ دونوں جماعتیں اسی طرح تکبیر کہتی ہوئی ابومسلم کے پاس اسفیدنج میں آئیں۔ ابومسلم کے ظہور کے دو دن بعد بروز پنجشنبہ یہ جماعتیں اُسکے پاس آئیں ؎

ابومسلم نے حکم دیا کہ اسفیدنج کے قلعہ کی مرمت کیجائے اور اسی میں قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہیں

عیدالفطر کے دن اسفیذنج میں اُس نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ اُسے اور شیعوں کو نماز پڑھائیں، فوجی پڑاؤ میں اُسکے لئے منبر رکھا اور کہا کہ بغیر اذان اور اقامت کے خطبہ سے پہلے نماز پڑھاؤ۔ بنی امیہ کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ جمعہ کی نماز کی طرح خطبہ اور اذان کے بعد نماز شروع کرتے اور عید و جمعہ میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ پڑھتے۔ مگر ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو حکم دیا کہ وہ چھ تکبیریں متواتر کہے، پھر قراءت ساتویں تکبیر کے ساتھ رکوع کرے۔ دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں متواتر کہکر قراءت کرے اور چھٹی کے ساتھ رکوع میں جائے، خطبہ کی ابتدا تکبیر سے اور ختم قرآن پر کرے، بنی امیہ عید کے دن پہلی رکعت میں چار تکبیریں اور دوسری میں تین تکبیریں کہا کرتے تھے۔

جب سلیمان بن کثیر نے نماز اور خطبہ ختم کر دیا تو ابو مسلم اور سارے شیعوں نے نماز اگر خوش خوش وہ کھانا کھایا جو اُس نے عید کے دن اُن سب کے لئے تیار کیا تھا۔

جب تک ابو مسلم بہ سبب ضعف کے خندق کی پناہ میں تھا وہ نصر کو خط میں امیر کے لقب سے یاد کرتا تھا مگر جب بہت سے شیعہ انھیں خندقوں میں اُسکے پاس جمع ہو گئے اور اس نے اپنی قوت کا توازن کیا تو اب اُس نے لفظ امیر اپنے لئے لکھنا شروع کر دیا۔ اور ایک خط میں نصر کو لکھا۔ امابعد، اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن میں بعض قوموں کی برائی کی ہے اور فرمایا ہے:

واقسموا باللہ جہد ایمانھم لئن جاءھم نذیر لیکونن اھدی من احدی الامم۔ فلما جاءھم نذیر ما زادھم الا نفورا استکبارا فی الارض ومکر السیئ ولا یحیق المکر السیئ الا باھلہ فھل ینظرون الا سنۃ الاولین فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا (ترجمہ) اور انھوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسم کھائی کہ اگر اُنکے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ضرور ہر ایک قوم سے زیادہ راہِ راست پر ہوں گے مگر جب ڈرانیوالا اُنکے پاس آیا تو اُنکی نفرت اور بڑھ گئی بوجہ زمین میں بڑائی اور اُنکی بری تدبیر کے اور بُری تدبیر کا وبال ہمیشہ اس تدبیر کے اختیار کرنیوالے ہی پر پڑتا ہے، بس کیا اب وہ لوگ اگلی قوموں کے دستور کا انتظار کر رہے ہیں پس تم ہرگز اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے اور ہرگز اُسکے دستور میں کوئی فرق نہ پاؤ گے۔

اس خط کو نصر نے بڑی اہمیت دی اور اسی وجہ سے زیادہ اہم سمجھا کہ اس میں ابو مسلم نے خود اپنی امارت کے اظہار سے ابتدا کی ہے نصر نے اپنی ایک آنکھ نکال کر قاصد کو

دی کہ یہ اس خط کا جواب ہے۔

جب ماخوان میں ابومسلم کی چھاؤنی کا انتظام درست ہوگیا تو اُس نے محرز بن ابراہیم کو جیرنج میں خندق کھودنے کا حکم دیا اور اپنے طرفداروں اور شیعوں کو اُسکے پاس اکٹھا ہونے کا حکم دیا تاکہ یہ جماعت اُن ضروریاتِ زندگی کو جو نصر بن سیار کو مروالروذ، بلخ اور طخارستان کے ضلع سے پہنچ رہی تھیں مسدود کر دے۔

محرز نے اِس حکم کی تعمیل کی اُسکے پاس ایک ہزار آدمی خندق میں جمع ہوگئے، ابومسلم نے ابوصالح کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو محرز کے پاس بھیجدے تاکہ وہ اُسکی جماعت کی تنقیح کرکے اُن کے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے، ابوصالح نے حمید الازرق کو اسی کام کے لئے بھیجا۔ یہ بھی ایک منشی تھا اُس نے محرز کی خندق میں آٹھ سو آدمیوں کا شمار کیا، چار اور شخص تھے جو اُن دونوں فریقوں سے الگ تھلگ تھے۔ اِن میں زیاد بن سیار الازدی (ساکن موضع سیوادق پرگنۂ خرقان) خذام بن عمار الکندی (ساکن موضع ادایق پرگنۂ سقادم) حنیفہ بن قیس (ساکن موضع شرشج پرگنۂ سقادم) یا عبدویہ الجرداند بن عبدالکریم الہروی جو تجارت کے لئے بکریاں مرو لایا کرتا تھا حمزہ بن زنیم الباہلی (ساکن موضع ہتلادجور پرگنۂ خرقان) ابوہاشم خلیفہ بن مہران (ساکن موضع جوبا پرگنۂ سقادم) ابوخدیجہ جیلان بن الشغدی اور ابونعیم موسیٰ بن صبیح بڑے بڑے سردار تھے۔

محرز بن ابراہیم اپنی اسی خندق میں مقیم رہا جب ابومسلم ماخوان میں اپنی خندقوں سے نکل کر مرو کی فصیل میں آیا اور پھر اُس سے نیشاپور کے ارادے سے مارسرخس میں چلا گیا تو محرز نے اپنی فوج بھی ابومسلم کے ساتھ شامل کردی۔

سفیذنج میں ابومسلم کو جو واقعات پیش آئے انمیں ایک یہ واقعہ بھی ہوا کہ نصر نے اپنے آزاد غلام یزید کو زبردست رسالے کے ساتھ ابومسلم سے لڑنے بھیجا۔ یہ واقعہ ابومسلم کے ظہور سے اٹھارہ ماہ بعد پیش آیا ابومسلم نے اُس کے مقابلہ کے لئے مالک بن ہیثم الخزاعی کو جسکے ہمراہ مصعب بن قیس بھی تھا روانہ کیا الین نام ایک گاؤں میں دونوں حریف مقابل آئے، مالک نے یزید کو دعوت دی کہ ہم آلِ رسول اللہ صلعم میں سے کسی بہترین شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں، یزید کی فوج نے اِسے قبول نہیں کیا، اب مالک نے دو سو ہمراہیوں کے

ساتھ یزید سے لڑنا شروع کیا صبح سے عصر تک لڑتا رہا۔ اسی اثنا میں صالح بن سلیمان الضبی ابراہیم بن یزید اور زیاد بن عیسیٰ ابو مسلم کے پاس آئے، ابو مسلم نے انھیں مالک کی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ یہ سردار عصر کے وقت اسکی امداد کو پہنچ گئے جس سے ابو نصر کو تقویت ہو گئی۔

یزید نصر کے آزاد غلام نے اپنی فوج سے کہا کہ اگر آج رات تک ہم نے انھیں چھوڑ دیا تو ان کو مزید کمک پہنچ جائے گی بہتر یہ ہے کہ جسطرح بنے دشمن پر حملہ کر کے اسکا خاتمہ کر دو، چنانچہ تمام فوج نے حملہ کر دیا۔ اس کے مقابل ابو نصر پا پیادہ ہو گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو جنگ پر ابھارا اور کہا کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ آج ہمارے ہاتھوں کفار کی ایک جماعت کو تباہ ہی کر دیگا، اس لئے پوری شجاعت اور صبر سے دشمن کا مقابلہ کرو، دونوں مقابل جنگ میں ثابت قدم رہے، بنی مروان کے طرفداروں میں سے چونتیس آدمی مارے گئے، اور آٹھ آدمی گرفتار کر لئے گئے، عبداللہ الطائی نے یزید پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ اسکی فوج نے شکست کھائی۔ ابو نصر نے عبداللہ الطائی کو اپنے گرفتار کردہ قیدی، دوسرے شیعوں کے ساتھ جنکے ہمراہ جنگ کے قیدی اور مقتولین کے سر تھے ابو مسلم کے پاس بھیجا اور خود ابو نصر سفیذنج میں اپنے پڑاؤ میں ٹھہرا رہا۔ جو لوگ ابو مسلم کے پاس بھیجے گئے تھے انہیں ابحماد المروزی اور ابو عمرو الاعمی بھی تھے۔ ابو مسلم نے سروں کو اپنے پڑاؤ کی فصیل کے پھاٹک پر نصب کرا دیا۔ یزید الاسلمی کو ابو اسحٰق خالد بن عثمان کے سپرد کیا اور چونکہ یہ سخت مجروح تھا اسے اسکا اچھی طرح علاج کرنے اور حسن سلوک کا حکم دیا۔ ابو مسلم نے ابو نصر کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔

جب یزید اچھا ہو گیا تو ابو مسلم نے اسے بلا کر کہا اگر چاہو تو ہمارے ساتھ رہو اور ہماری تحریک میں شریک ہو جاؤ کیونکہ اللہ نے تمھیں صاحب عقل کیا ہے اور اگر اسے ناپسند کرو تو صحیح و سالم اپنے آقا کے پاس چلے جاؤ مگر ہم سے یہ عہد کرلو کہ ہمارے خلاف اب لڑو گے نہیں اور نہ ہمارے متعلق کوئی جھوٹی بات بیان کرو گے بلکہ جو تم نے ہماری حالت دیکھی ہے وہی بیان کرو گے، یزید نے اپنے آقا نصر کے پاس واپسی کو پہلی تجویز پر ترجیح دی، ابو مسلم نے اسے جانے کی اجازت

دیدی اور اپنے دوستوں سے کہا کہ یہ شخص جاکر متقی پرہیز گار لوگوں کو تمھاری مخالفت سے علٰحدہ کر دیگا۔ کیونکہ ہم تو اُن کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں، چنانچہ جب یزید نصر کے پاس آیا تو اُس نے اُسکے آنے کا خیر مقدم نہیں کیا اور کہا کہ میرا یہ گمان ہے کہ دشمنوں نے تمھیں محض اس لئے رہائی دی ہے کہ تم ہمارے خلاف اُنکے لیے شہادت بنو، یزید نے کہا بخدا آپ کا گمان ٹھیک ہے انھوں نے مجھے قسم دیدی ہے کہ میں اُن کے خلاف جھوٹ نہ بولوں اور اب میں کہتا ہوں کہ وہ وقت پر اذان واقامت کے ساتھ تمام نمازیں پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ اللہ کا اکثر ذکر کرتے ہیں اور رسول اللہ کی دوستی کی دعوت دیتے ہیں مجھے یقین ہے کہ اُنکی تحریک کامیاب ہوگی، اگر میں آپ کا آزاد غلام نہ ہوتا تو آپ کے پاس نہ آتا، انھیں میں رہتا ؎

یہ پہلی لڑائی تھی جو شیعوں اور طرفداران بنو مروان میں ہوئی۔

اسی سنہ میں خازم بن خزیمہ نے مرو روذ پر قبضہ کرلیا۔ نصر بن سیار کے عامل کو جو یہاں متعین تھا قتل کردیا۔ اور خزیمہ بن خازم کو فتح کی خبر دینے ابومسلم کے پاس بھیجا؎

خازم بن خزیمہ کا مرو روذ پر قبضہ

جب اس نے مرو روذ میں خروج کا ارادہ کیا تو بعض تمیمیوں نے اُسے روکا، اس نے کہا میں بھی تمھیں میں سے ہوں، میرا ارادہ ہے کہ مرو پر جا کر قبضہ کرلوں اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو اُسے تمھارے حوالے کر دونگا اور اگر مارا گیا تو تمھیں میرے اس فعل سے کوئی نقصان نہیں اُٹھانا پڑے گا، یہ سنکر وہ لوگ خاموش ہو رہے، اس نے خروج کر کے کنج رستاہ نام ایک گاؤں میں پڑاؤ کیا ابومسلم کی جانب سے نضر بن صبیح اور بسام بن ابراہیم اسکے پاس آ گئے، شام ہوتے ہی اس نے مرو روذ کے باشندوں پر شب خون مارا اور بشر بن جعفر السعدی کو جو نصر کی جانب سے یہاں کا عامل تھا قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ابتدائے ماہ ذی قعدہ میں پیش آیا اسکی خوشخبری دینے کے لیئے اس نے خزیمہ بن خازم، عبداللہ بن سعید اور شبیب بن داج کو ابومسلم کے پاس بھیجا؎

ابومسلم کے خراسان میں اظہار دعوت اور واپسی کے متعلق مذکورۂ بالا بیان کے مطابق ایک اور بیان حسب ذیل ہے، جب امام ابراہیم ابومسلم کو خراسان بھیجنے لگے تو اُس کی شادی اُنھوں نے ابوالنجم کی پوتی سے کردی اور اُسکا اُس سے مہر لےلیا، نیز اُنھوں نے اس تقرر کی اطلاع تمام نقیبوں کو دیدی اور اُنھیں ابومسلم کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم دیا جیساکہ بیان کیا گیا ہے، ابومسلم خطرنیہ علاقہ کوفہ کا باشندہ تھا، ادریس بن معقل العجلی کا قہرمان تھا پھر یہ محمد بن علی کا مولیٰ بنا اور اُسکے بعد ابراہیم بن محمد کا پھر اُنکی اولاد میں سے جو امام ہوئے اُنکا مولیٰ رہا جب خراسان آیا تو بالکل نوجوان تھا اسی بنا پر سلیمان بن کثیر نے اسے اپنا امیر قبول نہیں کیا کیونکہ اُسے خوف پیدا ہوا کہ اُسکی وجہ سے اُنکی تحریک سرسبز نہ ہوگی اور خود اُسے اور اُسکے دوستوں کو مضرت پہنچیگی، سلیمان بن کثیر نے اُسے واپس بھیجدیا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم اسوقت دریائے بلخ کے پیچھے کہیں گیا ہوا تھا جب وہ مرو واپس آیا تو لوگوں نے اُسے امام کا خط سنایا۔ ابوداود نے پوچھا وہ شخص کہاں ہے جسے امام نے بھیجا تھا لوگوں نے کہا کہ سلیمان بن کثیر نے اُسے واپس کردیا۔ ابوداؤد نے تمام نقیبوں کو عمران بن اسمٰعیل کے مکان میں جمع کیا اور کہا کہ امام نے ایک شخص کو اپنے خط کے ذریعہ تمھارے پاس بھیجا تھا اور میں یہاں موجود نہ تھا، تم نے اُسے واپس کردیا۔ اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیوں واپس کیا، سلیمان بن کثیر نے کہا اُسکی کم عمری کی وجہ سے اور اس سے کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہوا کہ اس شخص سے ہماری تحریک بارآور نہ ہوگی، نیز ہمیں خود اپنی اور اپنے دوسرے طرفداروں کی جان کا بھی خطرہ تھا۔ ابوداؤد نے کہا کیا تم میں کوئی اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود حضور محمد رسول اللہ صلعم کو انتخاب و اختیار کرکے تمام مخلوقات کے لئے اپنا رسول بناکر بھیجا۔ کیا تمھیں اس سے انکار ہے اُنھوں نے کہا ہرگز نہیں۔ ابوداود نے کہا کیا تمھیں اس بات میں شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ اپنی کتاب کو منزل فرمایا جس میں حلال و حرام کی تفریق بتائی۔ اپنے احکام و آئین بتائے، بتایا کہ کیا ہوچکا ہے اور کیا قیامت تک ہوگا، اُنھوں نے کہا نہیں۔ ابوداؤد نے کہا کیا تمھیں اس میں شک ہے کہ جب رسول اللہ نے اپنی رسالت کا حق ادا کردیا تو اللہ نے

اُنھیں اپنے پاس بُلا لیا۔ اُنھوں نے کہا نہیں، ابو داؤد نے کہا کیا تمھارا یہ گمان ہے کہ جو علم اللہ نے نازل فرمایا تھا اُسے بھی رسول اللہ کے ساتھ اٹھا لیا یا اُسے بعد میں رہنے دیا۔ لوگوں نے کہا، بلکہ بعد میں رہنے دیا۔ ابو داؤد نے کہا کیا تمھارا یہ گمان ہے، کہ وہ علم اپنے خاندان اور اولاد کے علاوہ اور اُن میں بھی جو بالکل قریب کے عزیز ہیں کسی اور گروہ میں اُس علم کو چھوڑا، اُنھوں نے کہا نہیں، ابو داؤد نے کہا تو اچھا کیا تم میں سے کسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ اس تحریک کو سرسبز ہوتا اور لوگوں کو اُسے پسند کرتا دیکھے تو اُسی تحریک کو خود اپنی ذات کے لئے بنا لے، اُنھوں نے کہا خدایا ہرگز نہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے، ابو داؤد نے کہا میں یہ نہیں کہتا کہ خود تم نے ایسا کیا بلکہ شیطان نے تمھارے قلوب میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ کیا ہو گا اور کیا نہ ہو گا۔ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جسے یہ زیبا ہو کہ وہ اِس تحریک کو اہل بیت اور اولاد نبی صلعم سے ہٹا کر اُنکے سوا کسی اور کے لئے کرے، اُنھوں نے کہا نہیں، ابو داؤد نے کہا کیا تمھیں اس میں شک ہے کہ وہ معدن علم اور رسول اللہ کی میراث کے مالک ہیں اُنھوں نے کہا نہیں۔ اُس نے کہا مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم نے اُن کے حکم میں شک کیا اور اُنکے علم کو مسترد کر دیا۔ اگر اُنھیں اس شخص کی اہلبیت کا علم نہ ہوتا تو وہ ہرگز اُسے تمھارے پاس نہ بھیجتے ابو مسلم وہ شخص ہے کہ اُسکی اہل بیت سے محبت، امداد، خدمت گزاری اور حق شناسی میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جاتا۔

چنانچہ اِن سب لوگوں نے ابو داؤد کے کہنے سے، ابو مسلم کو جو قومس تک پہنچ چکا تھا واپس بلا لیا، اُسکی اطاعت و فرمان برداری کرنے لگے مگر ابو مسلم کے دل میں سلیمان بن کثیر کی جانب سے کینہ جاگزیں ہو گیا، اور ابو داؤد کے اس احسان کا اُسے احساس رہا۔

شیعہ نقیبوں اور دوسرے لوگوں نے ابو مسلم کے احکام کی تعمیل کی۔ اُسکی اطاعت کی۔ آپس میں بحث مباحثہ کر کے اُسکی تحریک کو قبول کیا، تمام خراسان میں داعی بھیجدیئے، امام ابراہیم نے ابھی سنہ ۱۲۹ ہجری کے موسم حج میں مکہ آنے کے لئے ابو مسلم کو حکم بھیجا تاکہ یہ اُسے اپنی دعوت کے اظہار کے لئے ہدایات دیں، یہ بھی لکھا کہ قحطبہ بن شبیب کو اپنے ہمراہ لاؤ نیز وہ تمام روپیہ بھی جو جمع کیا گیا ہے

لایا جائے، تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم جمع ہوئے تھے، ابومسلم نے بیشتر روپیہ کا تجارت کا سامان، قوہی، مروی کپڑے، حریر اور رفرند خریدا، بقیہ رقم کو سونے چاندی کی اینٹوں میں مبدل کرکے زرتار قباؤں میں رکھا، خچر خریدے، نصف جمادی الآخر میں مکہ کے ارادہ سے روانہ ہوا، اسکے ہمراہ نقیبوں میں سے قحطبہ بن شبیب، قاسم بن مجاشع اور طلحہ بن رزیق تھے، اکتالیس اور شیعہ تھے، خزاعہ کے دیہات سے یہ قافلہ روانہ ہوا۔ اکیس خچروں پر انھوں نے اپنا سامان بار کیا، ہر خچر پر ایک ایک شیعہ پورے اسلحہ سے مسلح سوار تھا جنگل کے راستے روانہ ہوئے، نصر کے تھانہ سے گزرتے ابیورد پہنچے، ابومسلم نے عثمان بن نہیک اور اسکے دوستوں کو اپنے پاس بلایا۔ ابومسلم اور ان کے درمیان پانچ فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ پچاس آدمی اسکے پاس آگئے، اب یہ جماعت ابیورد سے چلکر نسا کے ایک گاؤں قاقس پہنچی۔ ابومسلم نے فضل بن سلیمان کو اسید کے گاؤں اندومان بھیجا۔ اس گاؤں میں اسے ایک شیعہ ملا۔ اس نے اس سے اسید کا پتہ دریافت کیا اس نے کہا تم اس شخص کو کیوں پوچھتے ہو، ایک دن عامل نے بڑی سختی کی ہے، یہ اور اسکے ساتھ اجثم بن عبداللہ غیلان بن فضالہ، غالب بن سعید اور مہاجر بن عثمان گرفتار کرکے عاصم بن قیس ابن الحروری عامل کے سامنے پیش کیے گئے اس نے انھیں قید کر دیا ہے۔ ابومسلم اور اسکے ساتھی اسی مقام سے روانہ ہوکر اندومان آئے، ابومالک اور نسا کے دوسرے شیعہ اس سے آکر ملے۔ ابومالک نے اسے بتایا کہ جو خط امام نے اپنے قاصد کے ہاتھ اسے بھیجا تھا وہ میرے پاس ہے ابومسلم نے اس خط کے لانے کا حکم دیا۔ ابومالک نے وہ خط اور پرچم وعلم اسکے حوالے کئے، اس خط میں امام نے ابومسلم کو حکم دیا تھا کہ جہاں تمھیں یہ خط ملے وہیں سے خراسان واپس چلے جانا، اور وہاں دعوت کا اظہار کر دینا۔ ابومسلم نے اس پرچم کو جو امام نے بھیجا تھا ایک بانس سے باندھا اور جھنڈا ابھی بلند کیا، نسا کے تمام شیعہ، داعی اور سردار اسکے پاس آگئے، انکے علاوہ ابیورد کے جو لوگ اسکے ساتھ آئے تھے وہ بھی ہمراہ تھے، عاصم بن قیس الحروری کو اسکا علم ہوا اس نے انکا حال دریافت کیا اس نے کہا میں حاجی ہوں حج کے لئے بیت اللہ جا رہا ہوں، میرے ہمراہ اور تاجر بھی ہیں

نیز ابو مسلم نے اُس سے یہ بھی درخواست کی کہ میرے جن دوستوں کو آپ نے قید کیا ہے انھیں چھوڑ دیجئے اور میں آپ کے علاقہ سے چلا جاتا ہوں، عاصم بن قیس کے عہدداروں نے ابو مسلم سے کہا یہ شرط لکھدو کہ جتنے غلام۔ جانور اور اسلحہ انکے ہمراہ ہیں وہ واپس کردے گا تو اُسکے اُن دوستوں کو جو امام کے پاس سے یا اور جگہ سے آئے تھے رہائی دیدی جائیگی چنانچہ ابو مسلم نے یہ شرط مان لی اور اُسکے دوستوں کو چھوڑ دیا گیا۔ ابو مسلم نے اپنے شیعہ دوستوں کو واپس چلنے کا حکم دیا۔ امام کا خط پڑھکر سُنایا اور دعوت کے اظہار کا اُنھیں حکم دیا اُنکی ایک جماعت واپس ہوگئی۔ ابو مالک اسید بن عبداللہ الخزاعی، زریق بن شوذب اور ابیورد کے جو لوگ آئے تھے وہ ابو مسلم کے ساتھ ہوئے۔ جو لوگ واپس ہوگئے تھے اُنھیں ابو مسلم نے تیاری کرنے کا حکم دیا۔ ابو مسلم بقیہ لوگوں کے ساتھ مع قحطبہ بن شبیب کے وہاں سے تخوم جرجان آیا۔ خالد بن برمک اور ابو عون کو اپنے پاس بُلا بھیجا نیز اُنھیں اُس روپیہ کے لانے کا بھی حکم دیا جو شیعوں کا اُنکے پاس جمع تھا یہ دونوں اُسکے پاس آئے، ابو مسلم چند روز تک یہاں مقیم رہا۔ جب قافلے جمع ہوگئے تو اُس نے قحطبہ بن شبیب کی روانگی کا انتظام کیا تمام روپیہ و مال و اسباب اُسکے حوالے کیا، اور اُسے امام ابراہیم بن محمد کے پاس بھیجدیا۔

اب ابو مسلم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نسا آیا پھر یہاں سے ابیورد ہوتا ہوا بھیس بدلے ہوئے مرو آگیا خزاعہ کے ایک گاؤں فنین نام میں آکر قیام پذیر ہوا، ابھی ماہ رمضان کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔ اس نے اپنے طرفداروں سے وعدہ لے لیا تھا کہ سب کے سب عید کے دن مرو میں اُسکے پاس آجائیں، اس نے ابو داؤد اور عمرو بن اعین کو طخارستان بھیجا۔ نصر بن صبیح کو آمل و بخارا روانہ کیا شریک بن عیسیٰ کو بھی اُسکے ساتھ کردیا۔ موسیٰ بن کعب کو ابیورد اور نسا بھیجا۔ اور خازم بن خزیمہ کو مرو رود بھیجا عید کے دن اُسکے تمام طرفدار اُسکے پاس آئے قاسم بن مجاشع التمیمی نے ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے گاؤں میں آل قنبر کی عیدگاہ میں ان سب لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسی سنہ میں جب ابو مسلم کے طرفداروں کی جماعت کثیر ہوگئی اور اُس کی تحریک نے مضبوطی حاصل کرلی تو خراسان کے تمام عرب قبائل نے اُس سے لڑنے کے لئے آپس میں عہد و پیمان کئے۔ نیز ابو مسلم نے اپنے پڑاؤ کو جو ابتدار اسفیذنج

میں تھا ماخوان میں منتقل کر دیا!

ابو مسلم کا اسفیدنج سے ماخوان کو اپنے پڑاؤ کا منتقل کرنا

جب ابو مسلم نے اپنی دعوت کو ظاہر کیا تو لوگ جلد جلد اُسکے پاس آنے لگے، اہل مرو نے بھی آنا شروع کیا، نصر نے اُسے کوئی تعرض نہیں کیا۔ کرمانی اور شیبان نے ابو مسلم کی دعوت کو اس لئے بری نظر سے نہیں دیکھا کہ ابو مسلم کی یہ دعوت مروان کی خلافت کے خلاف تھی۔
ابو مسلم موضع بالین میں ایک خیمہ میں مقیم تھا، اُسکے پاس نہ چوکیدار تھے نہ دربان لوگوں نے اُسکی دعوت کو وقیع نظروں سے دیکھا اور کہنے لگے کہ بنی ہاشم کے ایسے شخص نے ظہور کیا ہے جو بردبار اور صاحب وقار ہے، مرو کے چند پرہیزگار نوجوان جو فقہ کے طالب العلم تھے، ابو مسلم کے پاس آئے اور اُس سے اُس کا نسب دریافت کیا، ابو مسلم نے کہا آپ کے لئے میرے کارنامو نکی خبر میرے نسب سے بہتر ہے۔ پھر اُنھوں نے کچھ فقہی باتیں اُس سے دریافت کیں، ابو مسلم نے کہا آپ کا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اِن سوالوں سے بہتر ہے، ہم اسوقت اپنے معاملات میں الجھے ہوئے ہیں اور ہمیں آپ کی مدد کی آپ کے ہم سے سوالات کے مقابلہ میں زیادہ ضرورت ہے آپ ہمیں اِس سے معاف رکھیں، اُنھوں نے کہا بخدا معلوم ہوا کہ آپ کا کوئی نسب نہیں ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آپ چند ہی روز میں قتل ہو جائینگے، اور آپ کے اور نصر کے درمیان یہ جھگڑا محض جاہ طلبی کے لئے ہے، ابو مسلم نے کہا انشاء اللہ میں اِن دونوں کو قتل کردوں گا، اِن لوگوں نے نصر سے آکر یہ سارا واقعہ سنایا۔ نصر نے اُن کی تعریف کی اور کہا کہ یہ بہت اچھا ہوا کہ تم جیسے متقی لوگوں نے اُسکا حال دریافت کرکے اُسکی حقیقت معلوم کرلی!

یہ نوجوان شیبان کے پاس آئے اُسے سارا حال سنایا اُس نے کہا کہ ہم نے ایک دوسرے کو رنج پہنچایا ہے، نصر نے اُسے کہلا بھیجا اگر تم مناسب خیال کرو تو میرے مقابلہ سے باز رہو تاکہ میں ابو مسلم سے لڑلوں۔ اور اگر چاہو تو اُس سے لڑنے کے لئے میرا ساتھ دو تاکہ میں اُسے قتل کردوں یا ملک بدر کردوں، اُس کے بعد ہم پھر

الگ الگ ہو جائینگے جیسا کہ اس وقت ہیں۔ شیبان کا ارادہ ہوگیا تھا کہ وہ نصر کی تجویز پر عمل کرے مگر یہ راز اُسکی فوج والوں پر افشا ہوگیا، ابومسلم کے جاسوسوں نے اُسکی فوج میں آکر اُسکا پتہ چلایا اور جاکر ابومسلم سے بیان کیا۔ سلیمان نے کہا یہ بات جو اُن تک پہنچی ہے کسی کے سمجھ میں آنے والی نہیں، ابومسلم نے ان نوجوانوں کا واقعہ سُنایا۔ سلیمان نے کہا ہاں تو یہ اسی وجہ سے ہوا ہوگا، ان لوگوں نے کرمانی کو لکھا کہ آپ کے والد جو مارے گئے تھے اُنکا بدلہ آپ کو لینا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا مقصد جنگ شیبان کے مقصد سے علیحدہ ہے، آپ اپنے بدلہ کی خاطر لڑ رہے ہیں، آپ شیبان کو نصر سے صلح کرنے سے روکیے، کرمانی نے شیبان سے آکر اس معاملہ میں گفتگو کی اور اُسے اُسکی رائے سے پھیر دیا۔ نصر نے شیبان سے کہلا بھیجا بخدا تم کو دھوکہ دیا گیا ہے تم دیکھو گے کہ یہ معاملہ کیا صورت اختیار کرتا ہے یہ ایسا فتنہ عظیم ہے کہ اسکے مقابلہ میں تم میری مخالفت کو معمولی سمجھو گے یہ فریق اسی گفتگو میں مشغول تھا کہ ابومسلم نے نصر بن نعیم الضبی کو ہرات بھیجا۔ عیسٰی بن عقیل اللیثی ہرات کا عامل تھا۔ نصر نے اُسے ہرات سے نکال بھگایا یہ بھاگ کر نصر کے پاس آیا۔ اور نصر نے ہرات پر قبضہ کر لیا۔

یحییٰ ابن نعیم بن ہبیرہ نے کرمانی اور شیبان سے کہا ان دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرو، یا تم لوگ مضری عربوں سے پہلے ہلاک ہو جاؤ گے یا وہ تمہارے سامنے ہلاک ہو جائیں، اُنھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے یحییٰ نے کہا ابومسلم کو اپنی دعوت شروع کئے ابھی ایک ماہ گزرا ہے اور اسی مدت میں اُسکی جماعت تمہارے برابر ہوگئی ہے، اُنھوں نے پوچھا اب کیا کیا جائے یحییٰ نے کہا نصر سے صلح کر لو اگر تم اُس سے صلح کر لو تو ابومسلم تمھیں چھوڑ کر صرف نصر سے لڑے گا اس لئے کہ اس وقت یہاں کی حکومت مضریوں کے ہاتھ میں ہے اور اُسکے لئے یہ سارا جھگڑا ہے، اگر تم نے نصر سے صلح نہ کی اور ابومسلم سے کی اور نصر تم سے لڑا تو یہ ابومسلم پھر بھی تمہارا دشمن ہو جائے گا، اُنھوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے، یحییٰ نے کہا انہیں اپنے آگے رکھو چاہے ایک گھنٹہ ہی کی مہلت کیوں نہ ملے تاکہ کم از کم اُن کے

قتل سے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں، چنانچہ شیبان نے نصر کو صلح کا پیام بھیجا۔ نصر نے اُسے قبول کرلیا۔ اُس نے مسلم بن احوز کو معاہدہ کرنے بھیجا اور ان دونوں فریقوں میں معاہدہ ہوگیا۔ شیبان نصر کے پاس آیا۔ اُسکے داہنی جانب کرمانی اور بائیں جانب پیچھے ابن نعیم تھا۔ مسلم نے کرمانی سے کہا اے کانے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تو ہی وہ کانا ہوگا جسکے متعلق ہم نے سُنا ہے کہ اُسکے ہاتھوں بنی مُضر تباہ ہونگے، پھر دونوں فریقوں میں ایک سال تک کے لیئے صلح ہوگئی اور عہد نامہ کی تکمیل کرلی گئی۔

جب ابومسلم کو اس صلح کی خبر ہوئی تو اُس نے شیبان سے کہلا کر بھیجا کہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم مہینوں تک آپ کے خلاف کوئی کاروائی نہ کریں گے آپ صرف وعدہ کیجیے کہ تین ماہ تک تم سے صلح رکھیں گے، اسپر کرمانی نے کہا میں نے نصر سے صلح نہیں کی بلکہ شیبان نے کی ہے اور میں اُسے ناپسند کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے باپ کا بدلہ لینا ہے اور میں کسی طرح نصر کے مقابلہ سے باز نہیں رہونگا، چنانچہ اب کرمانی اور نصر میں پھر جنگ شروع ہوگئی، مگر شیبان نے کرمانی کی امداد کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ عہد نامہ کی خلاف ورزی میرے لیئے جائز نہیں، کرمانی نے ابومسلم سے نصر کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ ابومسلم ماخوان آیا۔ شبل بن طہمان کو کرمانی کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس مقابلہ میں میں تمہارے ساتھ ہوں کرمانی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ابومسلم مجھسے ملنے آئے شبل نے یہ پیام ابومسلم کو پہنچادیا۔ ابومسلم چودہ روز ماخوان میں قیام کرکے کرمانی سے ملنے روانہ ہوا اس نے اپنی فوج کو ماخوان ہی میں چھوڑا۔ عثمان بن الکرمانی نے رسالے کے ساتھ اُسکا استقبال کیا ابومسلم اُسکے ساتھ ساتھ کرمانی کے پڑاؤ میں آیا، اُسکے کمرہ کے پاس آکر ٹھہر گیا، عثمان نے اُسے اُتارا۔ ابومسلم کمرہ کے اندر داخل ہوا اور اُس نے امیر کے لقب سے کرمانی کو سلام کیا کرمانی نے اُسے اپنے ہی محل کے احاطہ میں مخلد بن حسن الازدی کے محل میں ٹھہرایا۔ ابومسلم دو روز اُسکے پاس قیام کرکے پھر ماخوان اپنی فوج کے پاس آگیا۔ یہ ۵ محرم ۱۳۰ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک اور روایت ہے کہ جب ابومسلم کے پڑاؤ میں شیعہ بہت کثیر تعداد میں جمع ہوگئے تو سفیذنج اُن کے لئے تنگ ہوگیا ابومسلم کو اب ایک کشادہ

قیام گاہ کی ضرورت ہوئی اور ماخوان اُن کے ضروریات فوجی کے لئے کافی معلوم ہوا۔ یہ علاء بن حریث اور ابو اسحٰق خالد بن عثمان کا گاؤں تھا۔ ابو الجہم بن عطیۃ اور اُسکے بھائی بھی اِس میں رہتے تھے۔ ابو مسلم نے سینتالیس روز سفیذنج میں قیام کیا۔ یہ یہاں سے روانہ ہو کر بدھ کے دن ۷، ذی قعدہ ۱۲۹ھ ہجری کو ماخوان آکر ابو اسحٰق خالد بن عثمان کے مکان میں فروکش ہوا۔ ماخوان میں اُس نے خندق کھودی۔ اُسکے دو دروازے رکھے، خود اُس نے اور تمام شیعوں نے اُسی خندق کے احاطہ میں پڑاؤ کیا۔ ایک دروازے پر مصعب بن قیس الحنفی اور بہدل بن ایاس الضبی کو مقرر کیا۔ دوسرے پر ابو شراحیل اور ابو عمرو الاعجمی کو مقرر کیا، ابو نصر بن مالک بن ہیثم کو فوج خاصہ کا افسر اور ابو اسحٰق خالد بن عثمان کو جنگی پولیس کا افسر مقرر کیا، نیز اُس نے کامل بن مظفر ابو صالح کو فوج کا بخشی، اسلم بن صبیح کو اپنا میر منشی اور قاسم بن مجاشع النقیب التمیمی کو قاضی مقرر کیا، ابو الوضاح اور دوسرے اہل سقادم کو مالک بن ہیثم کے ماتحت کیا۔ اہل نوشان کو جو تعداد میں تراسی تھے ابو اسحٰق کے ماتحت جنگی پولیس میں متعین کیا، قاسم بن مجاشع اسی خندق میں ابو مسلم کو تمام نمازیں پڑھاتا تھا اور عصر کے وقت قصے کہتا اور بنی ہاشم کے مناقب اور بنی امیہ کے مثالب بیان کرتا تھا؛

ابو مسلم ماخوان کی خندق میں آکر فروکش ہوا۔ وہ ظاہر شکل میں ایک شیعہ معلوم ہوتا تھا، عبد اللہ بن بسطام اُسکے پاس آیا پھر اُس نے قناتیں، خیمے، شامیانے لاکر دیئے کھانے کا اور جانوروں کے لئے چارہ کا انتظام کیا۔ اور چمڑے کے حوض پانی کے لئے لادیئے، سب سے پہلا عہدیدار جو ابو مسلم نے کسی سررشتہ کا مقرر کیا وہ داؤد بن کرار تھا؛

ابو مسلم نے اسی خیال سے کہ غلاموں کو اُنکی خندق میں تکلیف ہوگی اُن کے لئے موضع شوال میں ایک علیحدہ خندق کھودی۔ اور داؤد بن کراز کو اُسکا افسر مقرر کیا، جب غلاموں کی ایک خاصی جماعت ہوگئی تو ابو مسلم نے اُنھیں موسیٰ بن کعب کے پاس ابیورد بھیجدیا؛

ابو مسلم نے کامل بن مظفر کو حکم دیا کہ وہ خندق کے تمام لوگوں کی تنقیح کر کے اُنکے نام مع ولدیت اور سکونت کے دفتر میں لکھ لے، کامل ابو صالح نے اِس کی تعمیل کی، اُنکا شمار کیا۔ سات ہزار تعداد نکلی، ابو مسلم نے ہر ایک کو پہلے تین تین درہم اور پھر

چار چار اسکے ہاتھ سے دلادئے۔

اب تمام مضری ربیعہ اور قحطانی قبائل نے آپس میں یہ سمجھوتہ کیا کہ آپس کی خانہ جنگی موقوف کرکے پہلے ابو مسلم سے نبٹ لیا جائے اُسکے اخراج کے بعد وہ پھر اپنے بارے میں غور کریں گے کہ کیا کیا جائے اس مقصد کے لئے انھوں نے ایک تحریری مستحکم معاہدہ کرلیا جسپر سب نے اتفاق کیا، ابو مسلم کو اسکی اطلاع ہوئی جس سے اُسے سخت پریشانی و تشویش لاحق ہوئی، اور اُس نے اپنی حالت پر غور کیا۔ اُسے محسوس ہوا کہ ماخوان میں پانی دشمن کی سمت سے آتا ہے اُسے خوف پیدا ہوا کہ مبادا نصر پانی کو روک دے اس خیال سے اُس نے اپنا پڑاؤ ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب کے موضع الین میں ماخوان کی خندق میں چار ماہ کے قیام کے بعد ۶ ذی الحجہ ۱۲۹ھ ہجری کو منتقل کردیا۔ اِس نے اس گاؤں کے سامنے اسکے اور بلاش جرد کے درمیان خندق کھودی، جس سے یہ قریہ خندق کے نیچے پڑگیا، محتفز بن عثمان بن بشر المزنی کے مکان کے دروازہ کے رخ کو خندق میں کردیا۔ اہل آلین دریائے خرقان کا پانی پینے لگے اسطرح نصر اُنکے پانی کو روک نہ سکا۔ دسویں ذی الحجہ کو عید ہوئی، قاسم بن مجاشع التمیمی نے الین کی عیدگاہ میں نماز پڑھائی، ابو مسلم اور تمام شیعوں نے اُسکی اقتداکی ۔ نصر نے دریائے عیاض کے کنارے اپنا پڑاؤ کیا اُس نے عاصم بن عمرو کو بلاش جرد پر ابو الذیال کو طوسان پر، بشر بن انیف الیربوعی کو جلفر پر اور حاتم بن حارث بن سریج کو خرق پر متعین کیا۔ حاتم بن حارث ابو مسلم پر حملہ کرنے کا موقع تلاش کررہا تھا، ابو الذیال نے اپنی فوج کو اُن اہل طوسان میں فروکش کیا جو ابو مسلم کے ہمراہ خندق میں تھے، اس فوج نے اہل طوسان کو طرح طرح سے ستایا، اُنکی تمام مرغیاں کبوتر اور گائے بیل ذبح کرڈالے، اور زبردستی کھانا اور چارا وصول کیا، شیعوں نے ابو مسلم سے اُسکی شکایت کی، ابو مسلم نے رسالے کو اُنکے ساتھ کردیا۔ ابو الذیال سے مقابلہ ہوا، اُس نے شکست کھائی اُسکے ہمراہیوں میں سے اعسر الخوارزمی اپنے تقریباً تیس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کرلیا گیا، ابو مسلم نے انھیں لباس دیا اُن کے زخموں کا علاج کیا اور پھر انھیں چھوڑ دیا۔

جدیع بن علی الکرمانی کا قتل

ہم پہلے کرمانی اور حارث کی جنگ اور کرمانی کے حارث کو قتل کرنے کا واقعہ بیان کر چکے ہیں، جب کرمانی نے حارث کو قتل کر دیا تو بلا شرکت غیرے مرو پر کرمانی کا عمل دخل ہو گیا نصر بن سیار مرو کو چھوڑ کر ابر شہر چلا گیا، کرمانی کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ نصر نے مسلم بن احوز کو اپنی باقاعدہ فوج اور رسالہ کے ساتھ کرمانی کے مقابلہ کے لیے بھیجا۔ اسکا کرمانی کی فوج سے مقابلہ ہوا۔ کرمانی کی طرف یحییٰ ابن نعیم ابو المیلا ایک ہزار ربیعہ کے ساتھ۔ محمد بن المثنیٰ سات سو ازدی شہسواروں کے ساتھ۔ ابن الحسن بن شیخ الازدی ایک ہزار ازدی جوانوں کے ساتھ اور حزری العذی ایک ہزار یمنی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لیے موجود تھے۔ جب دونوں حریف مقابل آکر کھڑے ہوئے تو مسلم نے محمد بن المثنیٰ سے کہا اس ملاح سے کہو کہ ہمارے مقابل آئے، محمد نے کہا حرام زادے تو ابن علی کے لیے ایسا کہتا ہے، اسکے بعد ہی دونوں حریف ایک دوسرے پر جھپٹے اور تلواریں نیام سے باہر کرلیں، مسلم بن احوز کو شکست ہوئی، اسکے سو سے زیادہ ہمراہی مارے گئے، محمد کے بیس سے زیادہ آدمی کام آئے نصر کی یہ شکست خوردہ فوج نصر کے پاس آئی۔ عقیل بن معقل نے نصر سے کہا آپ عربوں کا تجربہ کر چکے ہیں اگر مقابلہ ہی کی ٹھان لی ہے تو پوری مستعدی و تیاری سے کام کیجیے نصر نے عصمۃ بن عبداللہ الاسدی کو مقابلہ پر بھیجا۔ یہ اسی جگہ آکر کھڑا ہوا جہاں مسلم آیا تھا، اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا۔ خبردار ہو جا۔ اب تمھیں معلوم ہوگا کہ مچھلی لخم (ایک بڑی مچھلی) پر غلبہ نہیں پا سکتی محمد نے اسکے جواب میں کہا حرامزادے ذرا ٹھہر تو۔ محمد نے سعدی کو مقابلہ کا حکم دیا وہ اپنے ایک ہزار یمنی عربوں کو لیکر عصمۃ کے مقابلہ پر آیا۔ نہایت شدید جنگ کے بعد عصمۃ نے شکست کھائی، اسکے چار سو آدمی کام آ چکے تھے، یہ نصر کے پاس چلا آیا۔ اب نصر نے الکاب بن عمر و التمیمی کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ یہ اپنی فوج کو لیکر میدان کارزار میں آیا۔ اس نے محمد بن المثنیٰ کو للکارا اگر مرد ہو تو مقابلہ پر آؤ محمد اسکے مقابلہ پر آیا۔ تمیمی نے اسکے شانے پر وار کیا مگر وہ کچھ کارگر نہ ہوا محمد بن المثنیٰ نے گرز سے اسکے سر پر ایسی ضرب لگائی جس سے اسکا سر زخمی ہو گیا، جنگ میں اور شدت ہو گئی اور دونوں فریق بڑی بے جگری سے

ہارے اور اُنھوں نے شجاعت کا پورا حق ادا کیا مگر بھر نصر کی فوج کو شکست ہوئی۔ اُسکے سات سو آدمی کام آئے۔ تین سو کرمانی کے مارے گئے۔ اسی طرح کی مختلف لڑائیاں دونوں میں ہوتی ہیں اب ایک عام جنگ کے لئے دونوں حریف اپنی اپنی خندقوں کے پاس آئے اور خوب ہی جی کھول کر لڑے۔

جب ابو مسلم کو یقین ہو گیا کہ حریفوں نے ایک دوسرے کو کافی نقصان پہنچا دیا ہے اور نہ اب اُن میں لڑنے کی طاقت ہے نہ کہیں سے مدد پہنچ سکتی ہے تو اُس نے شیبان کے نام خط بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ اس خط کو ایسے راستے سے لیکر جائے جہاں، مضری عرب ہوں کیونکہ وہ ضرور راستے میں مزاحم ہو کر ان خطوں کو پڑھینگے، اُنھوں نے خط پکڑ لیا اور پڑھا جس میں لکھا تھا۔ میں نے یمنی عربوں کا تجربہ کیا ہے، نہ اُن میں وفا ہے نہ بھلائی تم اِن پر کبھی بھروسہ اور اعتماد نہ کرنا اور مجھے اللہ سے توقع ہے کہ وہ تمھیں وہ دکھا دیگا جو تم چاہتے ہو، اگر میں زندہ رہا تو میں اُنھیں قطعی فنا کر دونگا، اسی طرح اُس نے ایک دوسرا قاصد دوسرا خط دیکر اسی راستے سے روانہ کیا جہاں یمنی عرب تھے اس خط میں مضریوں کی مذمت اور یمنیوں کی تعریف تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں فریق ابو مسلم کے گرویدہ ہو گئے۔ نیز اسنے نصر اور کرمانی کو لکھا کہ مجھے امام نے تمھارے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت کی ہے میں اسبارے میں اُنکی رائے سے تجاوز نہیں کر سکتا نیز اُس نے تمام ضلع میں اپنی دعوت کو شائع کر دیا۔ سب سے پہلے اسید ابن عبداللہ نے نساء میں علم سیاہ بلند کیا یا محمدؐ اور یا منصور کے نعرے بلند کئے۔ اُسکے ساتھ مقاتل بن حکیم اور ابن غزوان نے بھی سیاہ نشان بلند کیا۔ اہل ابیورد و اہل مرو الروذ، اور مرو کے دیہات نے بھی علم سیاہ بلند کیا۔

اب ابو مسلم علی الاعلان نصر بن سیار اور جدیع الکرمانی کی خندقوں کے درمیان آکر فروکش ہوا۔ اُسکی فوج کی فراوانی کو دیکھکر یہ دونوں مرعوب ہو گئے۔ نصر نے مروان بن محمدؐ کو ابو مسلم کی دعوت اور خروج اور اُسکے طرفداروں کی کثرت کا حال لکھ بھیجا اور بتایا کہ یہ ابراہیم بن محمدؐ کی خلافت کے لئے کوشاں ہے۔ نیز اُسنے یہ شعر بھی لکھے۔

ارى بين الرماد وميض جمر	فاحج بان يكون له ضرام
فان النار بالعودين تذكى	وان الحرب مبدءها الكلام
فقلت من التعجب ليت شعرى	أ ايقاظ بنى امية ام نيام

(ترجمہ) میں راکھ میں چنگاری کی چمک دیکھ رہا ہوں قبل اسکے کہ وہ مشتعل ہوا سے بجھا دو، آگ دو لکڑیوں سے روشن ہوتی ہے، لڑائی کی ابتدا باتوں سے ہوتی ہے، میں تعجب سے اس بات کو پوچھتا ہوں کہ آیا بنوامیہ جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں!

مروان نے اُسکے جواب میں لکھا جو شخص کسی واقعہ کو خود دیکھتا ہے وہ اُسکے متعلق اُس شخص کی نسبت جو اُس سے دور ہوتا ہے زیادہ صائب رائے رکھتا ہے تم برسر موقع ہو تمھیں چاہیے کہ تم اس بھڑ کے چھتے کو درہم برہم کردو، یہ جواب پڑھ کر نصر نے اپنے دوستوں سے کہا معلوم ہوگیا کہ آپ کے خلیفہ کے پاس تو کوئی مدد نہیں ہے، اب اُس نے یزید بن ہبیرہ سے لکھکر امداد طلب کی، یزید نے کہا بغیر کثرت تعداد فتح نہیں ہوسکتی اور میرے پاس ایک آدمی بھی نہیں ہے!

نصر نے مروان کو ابومسلم کے خروج، اُسکی قوت اور اس بات کی اطلاع دی کہ وہ ابراہیم بن محمدؐ کے لیے دعوت دے رہا ہے نصر کے خط کے موصول ہونے سے کچھ ہی پہلے ابومسلم کا وہ قاصد جو ابراہیم بن محمدؐ کے پاس بھیجا گیا تھا اور ابومسلم کے خط کا جواب لیکر واپس جارہا تھا مروان کے پاس آچکا تھا۔ ابراہیم نے اس خط میں ابومسلم کو اُسکے اس تساہل پر کہ اُس نے کیوں نصر و کرمانی کے جھگڑے سے فائدہ اُٹھاکر اپنی دعوت کا اعلان نہیں کیا زجر و توبیخ کی تھی اور اُسے حکم دیا تھا کہ خراسان میں جتنے عربی نژاد ہوں سب کو قتل کردے اس قاصد نے یہ خط مروان کو دیدیا۔ مروان نے ولید بن معاویہ بن عبدالملک کو جو دمشق کا حاکم تھا لکھا کہ تم بلقار کے عامل کو حکم دو کہ وہ فوراً کرار الجمیمہ جاکر ابراہیم بن محمدؐ کو گرفتار کرکے بیڑیاں پہنا دے نیز تم اُسے رسالہ کے ساتھ اُسکی گرفتاری کو بھیجنا۔ ولید نے بلقار کے عامل کو اس کام کے لئے روانہ کیا۔ یہ ابراہیم کے پاس آیا جو گاؤں کی مسجد میں تھا اُسنے اُسے گرفتار کرکے اُسکی مشکیں باندھ لیں اور ولید کے پاس بھیجدیا ولید نے اُسے مروان کے پاس بھیجدیا مروان نے اُسے جیل میں قید کردیا!

اب یہاں سے پھر نصر و کرمانی کی جنگ کا بیان کیا جاتا ہے!

جب کرمانی اور نصر کے درمیان معاملہ بڑھگیا تو ابومسلم نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں، کرمانی نے اس دعوت کو قبول کرلیا۔ ابومسلم بھی کرمانی کے ساتھ ہولیا اس سے نصر کو مزید پریشانی لاحق ہوئی، اُس نے کرمانی سے کہلا بھیجا کہ

تم کو کیا ہو گیا ہے، دھوکہ میں نہ آؤ، مجھے اُسکی جانب سے تمہارے اور تمہارے طرفداروں کے لئے خطرہ نظر آتا ہے، آؤ ہم تم عارضی صلح کر کے مرو میں چلے آئیں، اور پھر باقاعدہ ہمارے تمہارے درمیان عہد نامہ صلح لکھ لیا جائے۔

اِس ترکیب سے نصر کا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح کرمانی اور ابومسلم میں تفریق کر دیجائے، چنانچہ اس پیام کے موصول ہوتے ہی کرمانی اپنے مکان چلا آیا مگر ابومسلم بدستور فوجی پڑاؤ میں مقیم رہا۔ اپنے مکان سے نکل کر کرمانی سو سواروں کے ساتھ اپنے احاطے میں ٹھہرا وہ اُسوقت ایک خوش رنگ کرتہ پہنے تھا۔ اس نے نصر سے کہلا کر بھیجا کہ باہر آؤ تاکہ باہمی عہدنامہ کی تکمیل کر لیجائے، نصر نے اُسکو قتل کرنے کے لئے اِس موقع کو غنیمت سمجھا اور حارث بن سریج کے بیٹے کو تین سو سواروں کے ساتھ اُسکے مقابلہ پر بھیجا۔ اسی احاطہ میں فریقین میں دیر تک نہایت شدید جنگ ہوئی، کرمانی کی کمر میں نیزہ لگا جس سے وہ اپنے گھوڑے پر سے گر پڑا اگرچہ اُسکے ساتھیوں نے اُس کے بچانے میں پورا زور صرف کیا مگر کثرت تعداد کے مقابلہ میں اُنکی کچھ پیش نہ گئی۔ نصر نے کرمانی کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ اُسکے ساتھ اُسکی ذین بھی لٹکا دی اُسکا بیٹا علی جو ابومسلم کے پاس چلا گیا تھا ایک بڑی جمعیت لیکر نصر پر چڑھ آیا اُس سے لڑا اور اُسے دارالامارہ سے نکالدیا۔ نصر مرو کے کسی گھر میں ہو رہا، اب ابُومسلم بھی مرو میں آگیا، علی بن جدیع الکرمانی ابومسلم کے پاس آیا اور اُسے امیر کہکر سلام کیا، اور کہا کہ میں آپ کی امداد کے لئے تیار ہوں جو حکم ہو مجھے دیجئے، ابومسلم نے کہا ابھی اسی طرح چندے توقف کرو پھر میں مناسب حکم دونگا۔

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کا فارس پر قبضہ

اِس سنہ میں عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب نے فارس پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کوفہ میں شکست کھانے کے بعد عبداللہ بن معاویہ مدائن چلا گیا، اہل مدائن نے اُسکے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ کوفہ کے کچھ لوگ آکر اُسکے شریک ہو گئے، یہ جبال آیا اور اُسنے جبال، حلوان۔ قومس اصبہان اور رے پر قبضہ کر لیا، اہلِ کوفہ کے غلام بھی اُسکے پاس چلے آئے اِس تمام علاقہ پر قبضہ کر کے اُس نے اصبہان میں سکونت

اختیار کی ؛

محارب بن موسیٰ بنی یشکر کے آزاد غلام کی فارس کے علاقہ میں بڑی قدرو منزلت تھی یہ جو تے پہنے اصطخر کے دارالامارۃ میں چلا آیا اور ابن عمر کے عامل کو وہاں سے نکالدیا۔ ایک شخص عمارہ نام سے کہا کہ لوگوں سے بیعت تو اہل اصطخر نے پوچھا کا ہے کی بیعت ہے اُس نے کہا تمھاری مرضی کے مطابق، لوگوں نے اُسکے ہاتھ پر ابن معاویہ کے لئے بیعت کرلی محارب نے کرمان پر جاکر غارت گری کی، اسمیں ثعلبہ بن حسان المازنی کا ایک اونٹ بھی اُسے ملا جسے یہ ہنکا لایا، اور واپس چلا آیا، ثعلبہ اپنی اونٹ کی تلاش میں محارب کے شہر نام گاؤں میں آیا۔ اسکے ہمراہ اُسکا ایک آزاد غلام بھی تھا۔ اُس نے ثعلبہ کو محارب کے اچانک قتل کردینے کا مشورہ دیا اور کہا اگر آپ پسند کریں تو میں اُسے قتل کر دیتا ہوں دوسرے لوگوں سے آپ میری حفاظت کیجیے گا یا آپ اُس پر حملہ کریں اور میں آپ کو بچاؤنگا ثعلبہ نے اُسے ڈانٹا اور کہا بھلا ایسے شخص کو قتل کیا جائے، یہ محارب کے پاس آیا، محارب نے خندہ پیشانی سے اُسکا خیر مقدم کیا اور آنے کی وجہ دریافت کی اُس نے کہا اپنا اونٹ لینے آیا ہوں محارب نے کہا مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ تمھارا اونٹ ہے اب معلوم ہوا موجود ہے لیجاؤ، ثعلبہ نے اُسے لے لیا ؛

محارب کے پاس بہت سے شامی سردار اور امیر جمع ہوگئے، یہ اُنھیں لیکر مسلم بن المسیب کی طرف جو ابن عمر کی جانب سے شیراز کا عامل تھا چلا اور اس نے ۱۲۸ہجری میں اُسے قتل کردیا۔ پھر یہ اصبہان آیا اور عبداللہ بن معاویہ کو اصطخر لے آیا۔ عبداللہ اپنے بھائی حسن کو جبال کا عامل مقرر کرکے اصطخر روانہ ہوا اور ایک گرجا میں جو اصطخر سے ایک میل کے فاصلہ پر تھا اگر فروکش ہوا، اُس نے اپنے بھائی یزید کو فارس کا عامل مقرر کیا، یہاں بنو ہاشم اور دوسرے لوگ اُسکے پاس آئے، اُس نے مالگزاری وصول کی اور اپنے عہدہ دار سب جگہ مقرر کردئے، اسکے ہمراہ منصور بن جمہور، سلیمان بن ہشام بن عبدالملک، اور شیبان بن الحلس بن عبدالعزیز الشیبانی الخارجی بھی تھے، ابو جعفر عبداللہ اور عبداللہ اور عیسیٰ علی کے بیٹے بھی اُسکے پاس آگئے ؛

اب یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار مقرر ہوکر آیا، اس نے نُباتہ

بن حنظلۃ الکلابی کو عبداللہ بن معاویہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا سلیمان بن حبیب کو یہ اطلاع ملی کہ ابن ہبیرہ نے نباتہ کو اہواز کا عامل مقرر کر کے بھیجا ہے اس نے داؤد بن حاتم کو اُسے اہواز آنے سے روکنے کے لئے بھیجا، یہ کریج دینار آکر فروکش ہوا، دوسری جانب سے بناتہ بھی آیا۔ دونوں میں جنگ ہوئی، داؤد مارا گیا اور سلیمان سابور کی طرف بھاگ گیا، یہاں کردوں نے المسیح بن الحواری عامل کو نکال کر سابور پر قبضہ کر لیا تھا، سلیمان کردوں سے لڑا، اور انھیں سابور سے مار بھگایا۔ عبداللہ بن معاویہ کو لکھا کہ میں نے آپ کی بیعت کر لی ہے، عبدالرحمٰن بن یزید بن المہلب نے عبداللہ بن معاویہ سے کہا اس میں اُسکی چال ہے، وہ کبھی اپنے اس عہد کو ایفا نہ کرے گا، اُسکا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اُسکو چھوڑ دیں اور وہ مزے میں سابور پر حکومت کرے آپ اُسے اپنے پاس بلائے اگر وہ صادق العہد ہے تو آئے گا، عبداللہ بن معاویہ نے اُسے بُلایا۔ سلیمان آیا اُس نے اپنے سپاہیوں سے کہہ دیا کہ تم بھی میرے ساتھ دربار میں چلو اگر کوئی منع کرے قتل کر دینا۔ چنانچہ یہ اپنی ساری جماعت کے ساتھ عبداللہ بن معاویہ کے پاس آیا اور کہا کہ تمام لوگوں سے زیادہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ اسنے کہا اچھا تم اپنے علاقہ واپس چلے جاؤ۔

اب خود محارب بن موسیٰ ابن معاویہ سے متنفر ہو گیا، اور ایک جماعت تیار کر کے سابور آیا۔ یہاں اُس کا بیٹا مخلد بن محارب قید تھا، اُسے یزید بن معاویہ نے قید کر دیا تھا، محارب سے لوگوں نے کہا کہ تمہارا بیٹا اُسکے ہاتھ میں قید ہے اور تم اُس سے برسرِ پیکار ہو اگر وہ اُسے قتل کر دے تو تم کیا کرو گے، محارب نے کہا وہ ایسا کبھی نہیں کرے گا، آخر کار یزید اس سے لڑا۔ محارب نے شکست کھائی اور کرمان آ کر محمد بن الاشعث کے آنے تک خاموش بیٹھا رہا جب یہ آیا تو محارب اُسکے ساتھ ہو لیا مگر پھر اُسکا بھی مخالف ہو گیا، ابن الاشعث نے اُسے اور اُسکے چوبیس بیٹوں کو قتل کر دیا۔

عبداللہ بن معاویہ اصطخر ہی میں قیام پذیر رہا۔ جب ابن ضبارہ مع داؤد بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے اسکے مقابلہ پر آیا تو یہ بھی مقابلہ کے لئے نکلا۔ کوفہ کے پل کو توڑ دیا، ابن ہبیرہ نے معن بن زائدہ کو دوسری سمت سے روانہ کیا، سلیمان نے ابان بن معاویہ بن ہشام سے کہا اب دشمن آگیا ہے اُس نے کہا مجھے اُن سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا، سلیمان نے

کہا ہاں اور تم تو کبھی بھی اُن سے لڑنے کا حکم نہ دو گے، بہر حال معن کی فوج نے اُن پر آ کر حملہ کیا اور مروانشا ذان کے قریب حریفوں میں معرکہ جدال و قتال گرم ہوا۔ معن یہ رجز کہہ رہا تھا:

لیس امیر القوم بالخب الخدع فر من الموت وفی الموت وقع

(ترجمہ) دھوکہ باز خربی قوم کا سردار نہیں ہوتا، کہ جو موت سے بھاگے حالانکہ پھر اسکے منہ میں جاتا ہے

ابن معاویہ کو شکست ہوئی مگر معن نے اُن کا تعاقب نہیں کیا، ابی لہب کی اولاد میں سے ایک شخص اس معرکہ میں کام آیا یہ بات پہلے سے مشہور تھی کہ بنی ہاشم کا ایک شخص مروانشا ذان میں مارا جائے گا، بہت سے لوگ گرفتار ہوئے، ابن ضبارہ نے اکثر قیدیوں کو قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس معرکہ میں جو لوگ مارے گئے اُن میں حکیم الفرد ابو المجد بھی تھا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ اہواز میں نباتہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

جب ابن معاویہ نے شکست کھائی تو شیبان بھاگ کر جزیرہ ابن کاوان چلا گیا، منصور بن جمہور سندھ چلا گیا۔ عبدالرحمن بن یزید عمان چلا گیا، اور عمرو بن سہل بن عبدالعزیز مصر چلا گیا ابن ضبارہ نے باقی قیدی ابن ہبیرہ کے پاس بھیجدے، حمید الطویل نے اس سے کہا کہ آپ ان سب کو رہا کر دیجئے ابن ہبیرہ نے سوائے حصین بن وعلۃ السدوسی کے اور کسی کو قتل نہیں کیا۔ جب اُسکے قتل کا حکم دیا تو وہ کہنے لگا کیا ان قیدیوں میں سے مجھی کو قتل کیا جا رہا ہے ابن ضبارہ نے کہا ہاں تو مشرک ہے تو ہی نے یہ مصرع کہا تھا:

لو امر الشمس لم تشرق۔ (ترجمہ) اگر میں آفتاب کو حکم دوں تو وہ طلوع نہ کرے۔

ابن معاویہ براہ سیستان خراسان آگیا، منصور بن جمہور سندھ چلا گیا معن بن زائدہ عطیۃ الثعلبی وغیرہ نے اسکا تعاقب کیا مگر یہ اُسے پا نہ سکے اور واپس چلے آئے،

حصین بن وعلۃ السدوسی ابن معاویہ کے ہمراہ تھا یہ اُسے چھوڑ کر بھاگا مگر... مورع السلمی نے اُسے ایک گھنی جھاڑی میں گھستا ہوا دیکھ پایا اُسے پکڑ کر معن کے پاس لایا معن نے اُسے ابن ضبارہ کے پاس بھیجدیا اور اُس نے اُسے واسط بھیجدیا۔

دوسری روایت ابن ضبارہ اصطخر میں عبداللہ بن معاویہ سے لڑنے کے لئے آیا۔ دریائے اصطخر پر اُسکے بالکل مقابل فروکش ہوا۔ ابن الصحیح ایک ہزار فوج کے ساتھ دریا کو عبور کر کے مقابلہ کے لئے بڑھا۔ اُسکے مقابلہ کے لئے عبداللہ بن معاویہ کی جانب سے

ابان بن معاویہ بن ہشام اپنے اُن شامی سپاہیوں کے ساتھ جو سلیمان بن ہشام کے ساتھ تھے آیا دونوں حریفوں میں جنگ شروع ہوئی۔ ابن نباتہ پل کی طرف پلٹ کر بڑھا اُسکے مقابلہ کے لیئے وہ خارجی جو ابن معاویہ کے ہمراہ تھے آئے۔ مگر ابان اور خارجی دونوں کو شکست ہوئی اُن کے ایک ہزار آدمی پکڑ لیئے گئے، یہ ابن ضبارہ کے سامنے پیش کیئے گئے ابن ضبارہ نے اُنھیں چھوڑ دیا عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بھی گرفتار ہو کر سامنے آیا۔ ابن ضبارہ نے اُسکے نسب کو بیان کر کے پوچھا تم نے ابن معاویہ کا ساتھ کیوں دیا حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ امیر المومنین کے مخالف ہے، اُس نے کہا مجھ پر اُسکی اعانت فرض تھی وہ میں نے ادا کر دی حرب بن قطن الکنانی نے کھڑے ہو کر ابن ضبارہ سے کہا کہ یہ ہمارا بھانجا ہے، ابن ضبارہ نے اُسکی خاطر عبداللہ بن علی کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ میں خود بھی نہیں چاہتا تھا کہ کسی قریشی کو ایذا پہنچاؤں، پھر اُس نے عبداللہ بن علی سے پوچھا تم جس شخص کے ساتھ تھے اُسپر مختلف عیب لگائے جاتے ہیں تمھیں اُن کے متعلق علم ہوگا، اُس نے کہا ہاں پھر اُس نے اُسکی بد اخلاقی کی برائی کی اور کہا کہ اُسکے ساتھی لواطت کرتے ہیں، ابن ضبارہ کے سامنے سنّو سے زیادہ لونڈے پیش کیئے گئے جو رنگا رنگ کی قوہی قبائیں پہنے تھے اُسکے حکم سے مجمع عام میں انکی تشہیر کی گئی۔

ابن ضبارہ نے عبداللہ بن علی کو ڈاک کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس بھیجدیا تاکہ یہ اُسکی تمام کارروائیوں سے اُسے مطلع کر دیں۔ ابن ہبیرہ نے اُنھیں شامی فوجی دستوں کے ساتھ مروان کے پاس بھیجدیا، کیونکہ ابن ہبیرہ۔ ابن ضبارہ کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ اور اِس وقت وہ کرمان کے صحرا میں عبداللہ بن معاویہ کے تعاقب میں معروف تھا۔

جب ابن ہبیرہ کو نباتہ کے قتل کا علم ہوا تو اُس نے کرب بن مصقلہ، حکم بن ابی الابیض العبسی اور ابن محمد السکونی کو جو سب کے سب بڑے خطیب تھے مروان کے پاس بھیجا اُنھوں نے ابن ضبارہ کی زیادتیوں کی شکایت کی، اُسپر مروان نے ابن ضبارہ کو فوج لیکر فارس جانے کا حکم دیا۔ مگر پھر اُسکے پاس ابن ہبیرہ کا خط آیا جس میں اُسے اصبہان جانے کا حکم دیا تھا۔

اِس سنہ میں ابو حمزۃ الخارجی حج کرنے آیا اور حج میں اُس نے عبداللہ بن یحیٰے طالب الحق

کی جانب سے خارجیوں کا شعار بلند کیا اور مروان سے مخالفت کا اظہار کیا۔

ابوحمزۃ الخارجی کا خروج

جب ۱۲۹ھ ہجری تمام ہونے لگا تو ابھی حجاج نے عرفات میں سعی بھی نہیں کی تھی کہ اتنے میں سات سو خارجی بڑے بڑے سیاہ حرقانی پرچم اپنے نیزوں کے سروں پر لگائے ہوئے آتے ہوئے دکھائی دئے، حجاج انھیں دیکھکر پریشان ہوئے اور ان سے دریافت کیا، کہ یہ کیا ہے۔ انھوں نے کہا ہم مروان اور بنو مروان کی مخالفت پر کمر بستہ ہوکر آئے ہیں اور ہم ان سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔ عبدالواحد بن سلیمان نے جو ان دنوں مکہ اور مدینہ کا عامل تھا ان سے موسم حج میں امن و امان قائم رہنے کے لئے گفت و شنید کی انھوں نے کہا ہمیں اپنے مناسک حج کے پوری طرح ادا کرنے کا اوروں سے زیادہ خیال او شوق ہے عبدالواحد نے ان سے اس شرط پر کہ جب تک آخری سعی نہ ہو جائے ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے گا صلح کر لی دوسرے دن یہ خارجی عرفات میں علٰحیدہ اگر ٹھہرے، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے سعی کرائی جب سب لوگ منٰی پہنچے تو لوگوں نے اُسے شرمایا کہ تم نے ان کے بارے میں غلطی کی اگر تم حجاج کو ان پر اکسا دیتے تو یہ انکی تکا بوٹی کر دیتے!

ابوحمزہ قرین الثعالب میں فروکش ہوا، اور عبدالواحد سرکاری مکان میں فروکش ہوا، عبدالواحد نے عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علیؑ، محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان، عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکرؓ، عبیداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن محمد بن عمر بن الخطاب، ربیعہ بن عبدالرحمٰن اور ان ہی ایسے اور سربر آوردہ لوگوں کو ابوحمزہ کے پاس بھیجا، جب یہ لوگ اُسکے پاس آئے تو وہ گارھے کا پائجامہ پہنے تھا، سب سے پہلے عبداللہ بن الحسن اور محمد بن عبداللہ اُسکے سامنے آئے، اس نے ان سے اُنکا نسب دریافت کیا انھوں نے بتایا، اُسے سُنکر وہ منغض اور ترش رو ہو گیا۔ پھر عبدالرحمٰن بن قاسم اور عبیداللہ بن عمر کی طرف متوجہ ہوا، ان دونوں نے اپنا نسب بتایا اُسے سُنکر اوسکا چہرہ بشاش ہو گیا اور خوشی سے مسکرا کر اُس نے کہا ہمارے خروج کا مقصد ہی یہ ہے کہ آپ کے اجداد کے طرز عمل کو پھر زندہ کیا جائے۔ عبداللہ بن الحسن نے اُس سے کہا ہم اس لئے تمہارے

پاس نہیں آئے کہ تم ہمارے اجداد میں ایک دوسرے کو فضیلت دو، ہمیں امیر نے تمہارے پاس ایک پیام دیکر بھیجا ہے جو ربیعہ بیان کریں گے، ربیعہ نے نقض عہد کا ذکر کیا اور کہا امیر اب اُس صلح کو توڑ دینا چاہتے ہیں جو تم سے ہوئی تھی بلیح اور ابرہہ ابوحمزہ کے دوسرداروں نے کہا ابھی ابھی۔ مگر ابوحمزہ نے اُنھیں مخاطب کرکے کہا معاذ اللہ ہم تو اپنی طرف سے نہ نقض عہد کریں گے اور نہ اُس میعاد صلح کو بڑھائینگے، میں تو ایسا ہرگز نہیں کرونگا چاہے میری گردن ہی کٹ جائے۔ ہاں وہ مدت خود ہی اب ختم ہو رہی ہے۔

جب ابوحمزہ نے میعاد صلح کو فسخ کرنے سے انکار کر دیا تو یہ وفد اُس سے رخصت ہوکر عبدالواحد کے پاس آیا اُسے ساری کیفیت سنائی۔ چنانچہ جب روانگی شروع ہوئی تو عبدالواحد اول روانگی ہی میں تھا، روانہ ہونے کے بعد اس نے مکّہ کو ابوحمزہ کے لئے خالی کر دیا۔ ابوحمزہ بغیر لڑائی کے مکّہ میں داخل ہوا۔ ایک شاعر نے عبدالواحد کی ہجو میں کچھ شعر بھی کہے۔

عبدالواحد مدینہ چلا آیا فوج کا دیوان طلب کیا، باشندوں کو جہانی فوج میں جبریہ قانون کے ماتحت بھرتی کیا اور اُنکی معاشوں میں دس دس کا اضافہ کر دیا۔ انس بن عیاض کہتے ہیں کہ اس مہم میں میرا نام بھی لکھا گیا تھا میں نے اپنا نام مٹا دیا۔ عبدالواحد نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن عثمان کو اس مہم کا افسر مقرر کیا جب یہ حرّہ آئے تو یہاں اُنھیں مذبوح بھیڑ بکریاں ملیں پھر یہ آگے بڑھ گئے۔

اس سال عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک بن مروان کی امارت میں جو مکّہ اور مدینہ کا عامل تھا حج ہوا۔ یزید بن عمرو بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا۔ حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے اور عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے، نصر بن سیار خراسان کا والی تھا اور وہاں بغاوت کی آگ لگی ہوئی تھی۔

۱۳۰ھ ہجری کے واقعات

اس سنہ میں ابومسلم مرو کی فصیل میں داخل ہوکر دارالامارۃ میں مقیم ہوا اور اس نے علی بن جدیع الکرمانی نے نصر سے لڑنے کے لئے سمجھوتہ کر لیا۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔

پنجشنبہ جمادی الآخر ۱۳۰ھ ہجری کو ابومسلم مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوکر اُس دارالامارہ میں

فروکش ہوا جہاں تمام خراسان کے صوبہ دار قیام کرتے تھے، علی بن جدیع الکرمانی اس وجہ سے ابومسلم کے ساتھ ہو لیا کہ جب ان دونوں نے ابومسلم سے لڑنے کا آپس میں عہد کر لیا تو ابن الکرمانی کے بالکل مقابل سلیمان بن کثیر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اس نے ابن الکرمانی سے کہا کہ ابومسلم تم سے کہتے ہیں کہ تمہیں نصر کا ساتھ دیتے ہوئے شرم نہیں آتی ابھی کل کی بات ہے کہ اُس نے تمہارے باپ کو قتل کر کے سولی پر لٹکایا تھا مجھے تو کبھی یہ بھی گمان نہ تھا کہ تم اور نصر کبھی ایک مسجد میں نماز کے لئے بھی جمع ہو گے چہ جائیکہ تم اُسکی حمایت میں لڑ رہے ہو۔

اس بات سے وہ سخت متاثر ہوا اور اب اُسکی غیرت انتقام پھر جوش میں آئی، اُس نے اپنی رائے بدلی جس سے عربوں کے باہمی سمجھوتہ کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

عربوں کے اس اتحاد کے ٹوٹ جانے کے بعد نصر نے ابومسلم سے درخواست کی کہ آپ مضری عربوں کے ساتھ ہو جائیں، اسکے مقابلہ پر ربیعہ اور قحطانی عربوں نے اُسے اپنے لئے مدعو کیا، کئی روز تک اُسکے متعلق نامہ و پیام ہوتا رہا۔ ابومسلم نے کہا دونوں فریقوں کا ایک ایک وفد میرے پاس آئے تاکہ میں اُنمیں سے ایک جماعت کو اختیار کر لوں، چنانچہ دونو وفد آئے مگر ابومسلم نے اپنے شیعوں کو یہ ہدایت کر دی تھی کہ وہ ربیعہ اور قحطانی عربوں کو اختیار کریں کیونکہ حکومت تو اُسوقت سراسر مضریوں کے ہاتھ میں ہے وہ مروان الجعدی کے عہد یدار ہیں انھیں نے یحیٰی بن زید کو قتل کیا ہے۔

دونوں وفد آئے، مضری وفد میں عقیل بن معقل بن حسان اللیثی عبید اللہ بن ربیعہ اللیثی، اور خطاب بن محمد السلمی اپنے ایسے اور لوگوں کے ساتھ تھے، قحطانی وفد میں عثمان بن الکرمانی ۔ محمد بن المثنی، اور سورۃ بن محمد بن عزیز الکندی اپنے ہم رتبہ اور لوگوں کے ساتھ تھے ابومسلم نے عثمان بن الکرمانی اور اُسکے ساتھیوں کو پہلے بلایا۔ یہ لوگ محتفز کے باغ میں جہاں اُن کے لئے فرش و مسند بچھا دی گئی تھی آکر بیٹھے، خود ابومسلم محتفز کے مکان کے ایک کمرہ میں تھا، اب اُس نے عقیل بن معقل وغیرہ مضری وفد کو اپنے پاس بلایا۔ یہ لوگ اُسکے پاس آئے، اُسوقت ستر شیعہ ابومسلم کے ساتھ اُس کمرہ میں موجود تھے۔ اُس نے شیعوں کو ایک خط پڑھکر سنایا جسے اُس نے خود لکھا تھا اور ان سے کہا، اب آپ ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیں، خط کے پڑھے

جانے کے بعد سلیمان بن کثیر نے جو ایک بڑا زبردست مقرر تھا کھڑے ہو کر تقریر کی اور علی بن الکرمانی اور اُسکے دوستوں کو اختیار کرنے کی رائے دی، پھر ابو منصور طلحہ بن رزیق النقیب نے جو ایک خوش بیان مقرر تھا کھڑے ہو کر سلیمان بن کثیر کی تائید کی، پھر مزید بن شقیق السلمی نے کہا بنی مضر آل نبی صلعم کے قاتل ہیں، بنی امیہ کے اعوان اور مروان الجعدی کے انصار ہیں ہمارے خون اُنکی گردنوں پر ہیں ہمارا مال اُن کے قبضہ میں ہے اور اُسکے نتائج اب اُن کے سامنے ہیں، نصر خراسان پر مروان کا عامل ہے، یہ اُسکے احکام کو اجرا کرتا ہے، منبر پر اُسکے لئے دعا مانگتا ہے اور امیر المومنین کے لفظ سے اُسے یاد کرتا ہے، ہم اِس سے بالکل بے تعلق ہیں چاہے مروان امیر المومنین ہو اور چاہے نصر حق وانصاف ہی پر کیوں نہ ہو مگر ہم علی بن الکرمانی اور اُسکے ربیعہ اور قحطانی طرفداروں کو اختیار کرتے ہیں اُن ستر شیعوں نے بھی جو وہاں جمع تھے مزید بن شقیق کی تائید کی یہ رنگ دیکھکر مضری وفد مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا، ذلت و رنج کے آثار اُن کے چہروں پر ہویدا تھے، ابو مسلم نے قاسم بن مجاشع کو رسالہ کے ساتھ اِن لوگوں کو محفوظ مقام تک پہنچا آنے کے لئے بھیجدیا۔ اور علی بن الکرمانی کا وفد کامیاب ہو کر زرحان وشادان واپس ہوا۔

ابو مسلم اُنتیس ۲۹ دن آلین میں رہا۔ آلین سے پھر ماخوان اپنی خندق میں واپس چلا گیا، اُس نے شیعوں کو موسم سرما بسر کرنے کے لئے مکان بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ اللہ نے عربوں میں پھوٹ ڈالکر اب تمکو اُنکی طرف سے مامون کر دیا ہے اور یہ بھی اللہ کی جانب سے مقدر ہو چکا تھا کہ ہماری ہی وجہ سے اُن میں یہ افتراق پیدا ہوا۔

وسط ماہ صفر بروز پنجشنبہ سنہ ۱۳۰ ہجری ابو مسلم آلین سے اپنی ماخوان کی خندق میں واپس چلا گیا۔ یہاں وہ پورے تین ماہ قیام کر کے بروز پنجشنبہ ۹ جمادی الآخر مرو کی شہر پناہ میں داخل ہوا۔

اُس زمانہ میں مرو کی شہر پناہ پر نصر کا قبضہ تھا کیونکہ وہ خراسان کا صوبہ دار تھا، علی بن الکرمانی نے ابو مسلم سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی سمت سے شہر پناہ میں داخل ہوں اور میں اپنے خاندان والوں کو لیکر اپنی سمت سے داخل ہوتا ہوں اسطرح ہم اِس پر قبضہ کر لیں گے، ابو مسلم نے جواب میں کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ تم اور نصر دونوں متحد ہو کر مجھ سے لڑنے لگو گے، پہلے تم شہر پناہ میں داخل ہو کر نصر سے جنگ شروع کرو، چنانچہ

علی بن الکرمانی شہر پناہ میں داخل ہوا اور جنگ شروع ہوگئی، ابو مسلم نے ابو علی شبل بن طہمان النقیب کو فوج کے ساتھ روانہ کیا، یہ شہر پناہ میں آکر داخل ہوا اور بخارا خذاہ کے محل میں آکر فروکش ہوا اور اب انھوں نے ابو مسلم سے کہلا کر بھیجا کہ آپ بھی داخل ہوں۔ ابو مسلم ماخوان کی خندق سے شہر پناہ میں داخل ہوا، اُس کے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ میمنہ پہ مالک بن ہیثم الخزاعی اور میسرہ پہ قاسم بن مجاشع التمیمی تھا۔ جسوقت ابو مسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو کرمانی اور نصر کے درمیان جنگ ہو رہی تھی ابو مسلم نے کلام پاک کی یہ آیت تلاوت کی ؎

ودخل المدينة على حين غفلة من اهلها فوجد فيها رجلين يقتتلان هذا من شيعته وهذا من عدوه -

(ترجمہ) اور وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) شہر میں اہالی شہر کی بے خبری کی حالت میں داخل ہوا اُسمیں دو شخصوں کو لڑتا ہوا پایا۔ ایک اُن میں سے اُسکے طرفداروں میں تھا اور دوسرا اُسکے دشمنوں میں سے ؎

ابو مسلم بڑھتا چلا گیا قصر الامارۃ میں جہاں خراسان کے صوبہ دار رہا کرتے تھے آکر فروکش ہوا۔ یہ واقعہ جمعرات ۹۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۰ھ ہجری کا ہے، دوسرے دن جمعہ کو بتاریخ ۱۰۔ جمادی الاولیٰ نصر مرو کو چھوڑ کر چلا گیا اور اب مرو پر بلا شرکت غیرے ابو مسلم کا کامل عمل دخل ہوگیا ؎

جب ابو مسلم شہر پناہ میں داخل ہوا تو اُس نے ابو منصور طلحہ بن رزیق کو حکم دیا کہ وہ تمام فوج سے خصوصیت کے ساتھ بنی ہاشم کے لئے بیعت لے لے، یہ ایک بڑا عالم اور خوش بیان مقرر تھا بنی ہاشم کی فضیلت کے دلائل اور اُنکی دعوت کو کامیاب کرنے والے نکات سے خوب واقف تھا یہ منجملہ اُن بارہ نقیبوں کے تھا جنھیں محمد بن علی نے اُن ستر آدمیوں میں سے انتخاب کیا تھا جنھوں نے سنہ ۱۰۳ و سنہ ۱۰۴ ہجری میں اُن کے اُس وکیل کے ہاتھ پر جسے اُنھوں نے خراسان بھیجا تھا اُنکی دعوت کو قبول کیا تھا، محمد بن علی نے اپنے وکیل کو حکم دیا تھا کہ وہ حق خود اختیاری کی دعوت دے کسی خاص شخص کا نام نہ لے البتہ یہ ظاہر کرے کہ اُس شخص میں یہ یہ خوبیاں اور انصاف پژوہی ہونی چاہیے، وہ وکیل خراسان آیا۔ اُس نے خفیہ طور پہ دعوت شروع کی۔

لوگوں نے اُسکی دعوت کو قبول کیا اور جب اُنکی تعداد ستّر ہوگئی تو اُن میں سے حسب ذیل بارہ نقیب مقرر کئے گئے:

خزاعہ میں سے سلیمان بن کثیر۔ مالک بن ہیثم، زیاد بن صالح، طلحہ بن زریق، اور عمرو بن اعین، طے میں سے قحطبہ زیاد بن شبیب بن خالد بن معدان تمیم میں سے موسیٰ بن کعب ابو عیینہ، لاہز بن قریظ اور قاسم بن مجاشع یہ سب بنی امرؤ القیس میں سے تھے، یہ سب اور اسلم بن سلام ابوسلام، بکر بن وائل میں سے ابو داؤد خالد بن ابراہیم۔ بنی عمرو بن شیبان کے گھرانے سے (یہ سدوس کا بھائی تھا)، اور ابو علی الہروی، بیان کیا جاتا ہے کہ بجائے عمرو بن اعین کے شبل بن طہمان تھا، اور عیسیٰ بن کعب اور ابو النجم عمران بن اسمٰعیل ابو علی الہروی کی جگہ تھے یہ ابومسلم کا داماد تھا، نقیبوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جسکا باپ زندہ ہو البتہ ابو منصور طلحہ بن زریق بن اسعد کے باپ ابو زینب الخزاعی زندہ تھے، ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن الاشعث کی جنگ میں شریک تھا اور مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ بھی اُنکی مغازی میں شریک رہا تھا، ابومسلم تمام امور میں اُن سے مشورہ لیتا تھا اور جن جن لڑائیوں میں وہ شریک ہو چکے تھے اُن کا حال پوچھتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ اُنکی کنیت ابو منصور سے اُنھیں پکارتا اور مشورہ لیتا۔

ابو منصور نے ہاشمیوں کے لئے بیعت لینا شروع کر دی، بیعت لیتے وقت وہ کہتا تھا۔ میں تم سے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ پر اور اہل بیت رسول اللہ سے کسی شخص کو جسے سب پسند کریں خلیفہ بنانے کے لئے بیعت لیتا ہوں، تم لوگوں کو اُس کے لئے اللہ کے سامنے واثق عہد کرنا چاہئے جو اُس کی خلاف ورزی کرے گا اُسے اپنی بیویوں کو طلاق اور غلاموں کو آزاد اور کفارہ میں حج کرنا پڑے گا تم لوگ کسی شے کا نہ لالچ کرنا اور نہ مانگنا البتہ جب تمھارے والی تمہیں دیں، اور اگر تمھارا دشمن تمھارے قدموں تلے بھی ہو جائے تو بغیر اپنے افسروں کے حکم کے اُس کے ساتھ کچھ نہ کرنا۔

ابومسلم نے مسلم بن احوز۔ یونس بن عبد ربہ، عقیل بن معقل، منصور بن ابی الخرقا

درمسکے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا ابومنصور سے اُنکے متعلق مشورہ لیا اُس نے اُن کے قتل کا مشورہ دیا ابومسلم نے اُن سب کو قتل کرادیا۔ یہ چوبیس آدمی تھے۔

ابومسلم نے اپنی فوج خاصہ پر خالد بن عثمان کو، کوتوالی پر مالک بن الہیثم کو، قاسم بن مجاشع کو منصب قضاء پر اور کامل بن مظفر کو فوج کا بخشی مقرر کیا، اور ہر شخص کو چار ہزار درہم معاش میں دیئے، ابومسلم ماخوان میں تین ماہ اپنے پڑاؤ میں رہا۔ جب یہاں سے روانہ ہوکر ابن الکرمانی کے پڑاؤ جانے لگا تو اُسکے میمنہ پر لاہز بن قریظ میسرہ پر قاسم بن مجاشع اور مقدمۃ الجیش پر ابونصر مالک بن الہیثم تھے، ابوعبدالرحمٰن الماخوانی کو اُس نے اپنی اس خندق کی حفاظت کے لئے چھوڑدیا تھا۔ ابومسلم نے شیبان کے پڑاؤ میں صبح کی، نصر کو اب ابومسلم اور کرمانی کے اپنے خلاف متحد ہوجانے کا اندیشہ ہوا اُس نے ابومسلم کو دعوت دی کہ تم مرو میں داخل ہوجاؤ، اور مجھ سے صلح کرلو۔ ابومسلم نے اُس تجویز کو منظور کرلیا، اور نصر سے صلح کرلی، مسلم بن احوز نصر کی جانب سے تمام دن گفتگوئے صلح کے لئے ابومسلم کے پاس آتا جاتا رہا ابومسلم اسوقت شیبان کے پڑاؤ میں تھا، دوسرے دن صبح نصر اور کرمانی ایک دوسرے کسے لڑنے کے لئے نکلے ابومسلم شہر مرو میں داخل ہونے آیا۔ نصر اور کرمانی کا رسالہ مقابلہ سے پلٹ گیا۔ یہ واقعہ ۷۔ یا ۹۔ ربیع الآخر ۱۳۰ھ ہجری میں ہوا۔ ابومسلم یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

ودخل المدینۃ علی حین غفلۃ من اھلہا فوجد فیہا رجلین یقتتلان ھذا من شیعتہ آخر آیہ تک۔

جب ابومسلم مرو میں آگیا تو نصر نے اپنے دوستوں سے کہا ابومسلم کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے، بہت سے لوگ اُسکے ساتھ ہوگئے ہیں میں نے اُس سے صلح کرلی ہے، اور میرا خیال ہے کہ یہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوگا اب تم لوگ میرے ساتھ اس شہر کو چھوڑکر چلو بعض لوگوں نے اس رائے سے اختلاف کیا اور بعض نے تائید کی، نصر نے کہا مجھے یقین ہے کہ ایک دن تم میری اس بات کو یاد کروگے۔ نصر نے اپنے خاص مضری طرفداروں سے کہا کہ تم لوگ ابومسلم کے پاس چلے جاؤ اور اس سے اپنا تعلق قائم کرلو۔

ابومسلم نے لاہز بن قریظ کو نصر کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے ابومسلم کی تحریک میں

شریک ہونے کی دعوت دی، لاہز نے نصر کے سامنے آکر یہ آیت پڑھی - ان الملأ یاتمرون بك لیقتلوك ' (وہ مجمع تمہارے متعلق مشورہ کر رہا ہے کہ تمہیں قتل کردے) اس سے پہلے ہی اس نے بعض آیات قرآنی ایسی پڑھیں جس سے نصر سمجھ گیا کہ وہ میرے قتل کے درپئے ہیں اپنے غلام سے کہا وضو کے لئے پانی لاؤ وضو کے بہانے مجلس سے اُٹھکر باغ میں آیا اور باغ سے نکل گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ گیا؛

ایاس بن طلحہ راوی ہے میں اپنے باپ کے ساتھ تھا، میرے چچا بیعت کرنے کے لئے ابو مسلم کے پاس گئے تھے، اُن کے واپس آنے میں دیر ہوئی میں نے عصر کی نماز پڑھی ۔ دن چھوٹا تھا ہم اُنکا انتظار کر رہے تھے اور ہم نے اُنکے لئے کھانا پکواکر تیار رکھا تھا، میں اپنے باپ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں نصر ایک ترکی گھوڑے پر سوار آتا ہوا دکھائی دیا جس گھوڑے پر وہ سوار تھا اُس سے زیادہ تیز رو اور کوئی گھوڑا اُسکے پاس نہ تھا۔ اُسکے ہمراہ اُسکا حاجب اور حکم بن نمیلة النمیری تھا میرے باپ نے مجھ سے کہا یہ بھاگ کر جارہا ہے، کیونکہ اسکے ہمراہ نہ خدم و حشم ہے نہ آگے نیزہ بردار اور علم بردار ہے، جب وہ ہمارے پاس سے گذرا اُس نے پست آواز میں سلام کیا اور جب ہم سے آگے بڑھا تو اُس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ دیدی، حکم بن نمیلة نے اُسکے غلاموں کو آواز دی - وہ بھی سوار ہوکر اُس کے پیچھے ہو لئے؛

اسی راوی کی دوسری روایت ہمارے مکان اور مرو کے درمیان چار فرسنگ کا فاصلہ تھا عشا کے بعد نصر ہمارے پاس سے گذرا - گاؤں والے اُسے دیکھکر پریشان ہوے بھاگے اور رونے لگے - میرے اعزا اور بھائیوں نے مجھ سے کہا کہ تم بھی نصر کے ساتھ ہو جاؤ لیکن ایسا نہ ہو کہ وہ مارا جائے - چنانچہ میں اور میرے چچا مصعب بن ایاس اُسکے پیچھے ہو لئے اور آدھی رات گئے ہم اُس تک پہنچگئے اُسکے ہمراہ چالیس آدمی تھے - اُسکا گھوڑا کھڑا ہوگیا، نصر اُس سے اُتر آیا بشر بن بسطام بن عمران بن الفضل البرجمی نے اُسے سواری کے لئے اپنا گھوڑا دیدیا - نصر نے کہا مجھے خوف ہے کہ ہمارا تعاقب کیا جائے گا کون شخص ہے جو اُس رات میں ہماری رہبری کرے؟ عبداللہ بن عرعرة الضبعی نے کہا میں رہنمائی کرونگا، نصر نے کہا

اچھی بات ہے۔ چنانچہ وہ ہمیں ساری رات سفر کراتا رہا صبح ہمکو مرو سے بیس فرسنگ یا اس سے کم فاصلہ پر صحرا میں ایک کنوئیں پر ہوئی۔ اب ہماری تعداد چھ سو تھی اُس دن بھی ہم برابر چلتے رہے۔ عصر کے وقت ہم نے ایسی جگہ منزل کی، جہاں سے سرخس کے محل و مکانات ہمیں نظر آرہے تھے" اور اب ہماری تعداد ایک ہزار پانسو ہوگئی تھی، میں اور میرے چچا بنی حنیفہ کے مسکین نام اپنے ایک دوست کے پاس گئے ہم نے رات اُسی کے پاس بسر کی اور کچھ کھایا نہ تھا، صبح کو وہ ہمارے لئے شوربے میں بھگوئی ہوئی روٹی لایا۔ ہم نے اُسے کھایا، ہم بھوکے تھے کیونکہ ایک دن رات سے کچھ نہیں کھایا تھا، اب اور لوگ بھی ہمارے ساتھ ہوگئے جس سے ہماری تعداد تین ہزار ہوگئی، دو روز ہم نے سرخس میں قیام کیا اور جب لوگوں کی آمد بند ہوگئی تو نصر طوس آگیا۔ یہاں اُس نے لوگوں کو ابو مسلم کے خروج اور غلبہ کی اطلاع دی، پندرہ دن قیام کیا پھر نصر اور ہم سب نیسابور آئے اور یہاں وہ فروکش ہوگیا۔

نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے دار الامارہ میں قیام اختیار کیا، ابن الکرمانی بھی ابو مسلم کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ نصر کے بھاگنے کے بعد ابو مسلم نے کہا نصر مجھے جادوگر کہا کرتا تھا حالانکہ بخدا وہ خود جادوگر ہے۔

واقعات مذکورۂ بالا کے متعلق ایک اور بیان یہ بھی ہے۔

۱۳۰ھ ہجری میں ابو مسلم اپنی چھاؤنی سے جو سلیمان بن کثیر کے گاؤں میں تھی ایک دوسرے موضع ماخوان میں آیا اب یہاں اُس نے چھاؤنی قائم کی، اور اس بات کا ارادہ کر لیا کہ علی بن جدیع اور اُسکے طرفدار یمنی عربوں سے مدد مانگے نیز نصر اور اسکے طرفداروں کو بھی اپنی اعانت کی دعوت دی، اس غرض سے اُس نے دونوں حریفوں کے پاس اپنے قاصد بھیجے اور ہر ایک کے سامنے صلح و اتحاد پیش کیا بشرطیکہ وہ اُسکی اطاعت قبول کریں علی بن جدیع نے اُسکی بات مان لی اور اس بنا پر ان دونوں میں صلح ہوگئی جب اُسے اسکی بیعت سے اطمینان ہوگیا تو اُس نے نصر کو لکھا کہ آپ اپنا ایک وفد بھیج دیجئے، تاکہ اُن سے اور میرے طرفداروں سے گفتگو ہو جائے۔ مگر اُس کے ساتھ ہی اُس نے اپنے طرفداروں کو ابن الکرمانی کا

ساتھ دینے کی ہدایت کر دی تھی، نیز اُس نے دکھا دے کے لئے ابن الکرمانی سے کہلا بھیجا کہ آپ بھی اپنا ایک وفد بھیجئے، پھر اُسکے بعد وہی ہوا جسکا ذکر آچکا ہے، کہ شیعوں نے یمنی عربوں کو مضریوں پر ترجیح دی۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب ابو مسلم نے شبل بن طہمان کو فوج کے ساتھ مرو بھیجا اور اُسے بخارا خذاہ کے محل میں اُترنے کا حکم دیا تھا تو اُسوقت اُسے علی بن الکرمانی ہی کی امداد کے لئے بھیجا تھا۔

ابو مسلم ماخوان کی خندقوں سے نکل اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر علی بن جدیع کے پاس روانہ ہوا، علی کے ساتھ اُسکا بھائی عثمان دوسرے یمن کے اشراف اور اُن کے حلیف ربیعہ موجود تھے، جب ابو مسلم مرو کے سامنے آیا تو عثمان بن جدیع نے رسالہ کی بڑی جمعیت کے ساتھ اُسکا استقبال کیا اُسکے ہمراہ تمام یمنی اشراف اور ربیعہ موجود تھے یہ اُنکی متابعت میں علی بن الکرمانی اور شیبان بن سلمۃ الحروری اور دوسرے نقیبوں کے قیام گاہ میں آیا، پہلے یہ علی بن جدیع کے حجرے کے سامنے آکر ٹھہرا، پھر اُس سے جاکر خود ملا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے جسے چاہے، امیر بنائیں، آپ کو اور آپکے ساتھیوں کو امان دی جاتی ہے، اب یہاں سے یہ دونوں نکل کر شیبان کے حجرہ میں آئے، ان دنوں اسکو خلیفہ کہکر سلام کیا جاتا تھا ابو مسلم نے علی کو شیبان کے پہلو میں بیٹھنے کا حکم دیا اور کہا کہ اب تمھارے لئے اُسے امیر المومنین کہکر سلام کرنا جائز نہیں ہے اور اب خود ابو مسلم نے ارادہ کیا کہ وہ علی کو امیر کہکر سلام کرے تاکہ شیبان کو معلوم ہو جائے کہ وہ علی کے ساتھ اسطرح پیش آتا ہے، اس بات کو علی تاڑ گیا اور بغیر سلام کئے وہ شیبان کے پہلو میں جا بیٹھا اور اب ابو مسلم اندر آیا اور اُس نے علی کو امیر کہکر سلام کیا۔ مگر وہ شیبان کے ساتھ بھی نہایت مہربانی سے پیش آیا اُسکی تعظیم و تکریم کی، اس سے ملکر باہر آیا اور محمد بن حسن الازدی کے محل میں دو روز قیام کر کے پھر ماخوان میں اپنی خندقوں میں واپس چلا آیا تین ماہ اور یہاں پڑا رہا پھر ساتویں ربیع الآخر کو اپنی ماخوان کی چھاونی پر ابو عبد الکریم الماخوانی کو افسر مقرر کر کے خود مرو آگیا۔ اس نے اپنے میمنہ پر لاہز بن قریظ کو، میسرہ پر قاسم بن مجاشع

کو اور مقدمۃ الجیش پر مالک بن الہیثم کو مقرر کیا۔ رات بھر چلکر صبح مرو آیا علی بن الکرمانی سے کہلا بھیجا کہ رسالہ بھیجدو تاکہ وہ قصر الامارۃ کے دروازے پر جاکر کھڑا رہے، گریباں حالت ہی کچھ اور تھی ابن الکرمانی اور نصر میں مرو کی شہر پناہ کے اندر نہایت شدید جنگ ہورہی تھی، ابو مسلم نے دونوں حریفوں کو کہلا بھیجا کہ وہ جنگ موقوف کردیں اور سب لوگ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں واپس چلے جائیں، لڑنے والوں نے اسکی ہدایت کی تعمیل کی ابو مسلم نے لاہز بن قریظ، قریش بن شقیق عبداللہ بن البختری اور داؤد بن کراز کو نصر کے پاس بھیجا تاکہ یہ لوگ اسے کتاب اللہ پر عمل اور اہل بیت میں سے کسی کو خلیفہ بنانے کے لئے دعوت دیں۔ جب نصر نے دیکھا کہ یمن، ربیعہ اور عجمی اسکے مخالف ہوگئے ہیں اور اس میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور اطاعت سے چارہ نہیں اس نے ظاہر کیا کہ مجھے یہ دعوت قبول ہے اور میں خود ابو مسلم کے پاس آؤں گا اور بیعت کروں گا۔

چونکہ وہ انھیں دھوکہ دیکر بھاگ جانا چاہتا تھا اس لئے اس نے انھیں رات تک روکے رکھا، رات ہوتے ہی اپنے طرفداروں کو حکم دیا کہ وہ کسی مامون جگہ چلے جائیں مگر اسکے طرفداروں کو اس رات چلے جانے کا موقع میسر نہ تھا اس لئے سلم بن احوز نے اس سے کہا کہ ہم آج رات یہاں سے نہیں جا سکتے کل رات روانہ ہوں گے۔

اگلی صبح کو ابو مسلم نے اپنے فوجی دستوں کو آراستہ کیا ظہر کے بعد تک ان کی تیاری ہوتی رہی، اس نے لاہز بن قریظ قریش بن شقیق، عبداللہ بن البختری، داؤد بن کراز اور چند اور عجمی شیعوں کو نصر کے پاس بھیجا۔ نصر نے ان سے کہا تم سے جو عدہ کیا گیا ہے اسکا نتیجہ برائی ہوگا، لاہز نے کہا مگر آپ کو بھی اس سے مفر نہیں نصر نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں وضو کرلوں اور پھر ابو مسلم کے پاس چلتا ہوں۔ اس اثنا میں میں ایک آدمی کو ابو مسلم کے پاس بھیجتا ہوں اگر اسکی رائے اور اسکا یہ بھی حکم ہوا تو میں اسکے پاس چلونگا، میرے قاصد کے واپس آنے تک میں تیاری کرتا ہوں۔

نصر مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا اسوقت لاہز نے یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ اِنِّي لَكَ مِنَ النَّاصِحِينَ

(ترجمہ) لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں، تم یہاں سے چلے جاؤ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

نصر اُن لوگوں سے یہ کہکر کہ ابومسلم کے پاس سے اپنے قاصد کے واپس آنے کا منتظر ہوں اپنے مکان میں چلا گیا اور رات ہوتے ہی اپنے حجرے کی پشت سے نکل گیا، اُسکے ہمراہ اُسکا بیٹا تمیم حکم بن نمیلۃ النمیری اُسکا حاجب اور اُسکی بیوی تھی، یہ مکان سے نکلتے ہی فرار ہو گیا، جب لاہز اور اُسکے ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اُسے اندر گئے بہت دیر ہو گئی تو یہ اُسکے مکان میں گھس آئے معلوم ہوا کہ وہ بھاگ گیا، جب ابومسلم کو اُسکے فرار ہونیکی اطلاع ہوئی وہ نصر کے پڑاؤ میں آیا۔ اُسکے معتمد علیہ دوستوں کو اور دوسرے بڑے سرداروں کو پکڑ کر انکی مشکیں بندھوا دیں، ان میں مسلم بن احوز نصر کا کوتوال، بختری اُسکا میر منشی، اُسکے دو بیٹے یونس بن عبدربہ محمد بن قطن اور مجاہد بن یحییٰ بن حضین وغیرہ شامل تھے، بعد ازاں ابومسلم نے لوہے کی بیڑیاں انھیں پہنا کر قید کر دیا، اور پھر سب کے قتل کا حکم دیدیا۔

نصر اپنے تین ہزار مضری طرفداروں کے ساتھ سرخس آیا، ابومسلم اور علی بن الکرمانی اُسکے تعاقب میں روانہ ہوئے۔ دونوں رات بھر چلکر صبح نصرانیہ نام ایک موضع میں پہنچے، یہاں معلوم ہوا کہ نصر اپنی بیوی مرزبانہ کو یہاں چھوڑ کر خود بچ نکلا ہے۔ یہ دونوں مرو واپس چلے آئے،

ابومسلم نے اُن لوگوں سے جنھیں اُس نے نصر کے پاس دعوت دینے بھیجا تھا دریافت کیا کہ تمھاری کس بات سے اُسے ہمارے ارادے کے متعلق شبہ پیدا ہوا۔ اُنھوں نے کہا ہمیں تو معلوم نہیں۔ ابومسلم نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے کوئی بات کی تھی، اُنھوں نے کہا لاہز نے یہ آیت پڑھی تھی اِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ ابومسلم نے کہا یہی اُسکے فرار کی وجہ ہوئی پھر اُس نے لاہز کو مخاطب کر کے کہا تو دین میں بھی فریب کرتا ہے، اور اُسے قتل کر دیا۔

شیبان بن سلمۃ الحروری کا قتل

علی بن جدیع اور شیبان نصر کے مقابلہ میں حلیف تھے کیونکہ شیبان نصر کا اِس لئے

مخالف تھا کہ یہ مروان بن محمد کا عامل تھا اور شیبان خارجی تھا، اور علی بن جدیع بہ سبب اپنے یمنی ہونے کے نصر کا جو مضری تھا مخالف تھا اور نیز اِسلئے بھی نصر کا مخالف تھا کہ اِس نے اُسکے باپ کو قتل کر کے سولی دیدی تھی اور یمنی اور مضری عربوں میں یوں ہی اُس زمانہ میں سخت عداوت وخانہ جنگی برپا تھی۔

جب علی بن الکرمانی نے ابو مسلم سے صلح کرلی تو شیبان نے محسوس کیا کہ اُس میں ان دونوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے اِس لئے وہ مرو چھوڑ کر ایک طرف ہو رہا۔ اُدھر نصر بھی مرو سے فرار ہو گیا تھا اور اسکی خبر شائع ہو چکی تھی، ابو مسلم نے شیبان کو دعوت دی کہ وہ میرے ہاتھ پر بیعت کرلے مگر شیبان نے اُسکے جواب میں خود ابو مسلم کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی، اُس پر ابو مسلم نے اُسے کہلا بھیجا کہ اگر تم میرے ساتھ شرکت نہیں کرتے تو اس مقام کو چھوڑ کر چلے جاؤ۔ شیبان نے ابن الکرمانی سے امداد طلب کی، اُس نے انکار کر دیا۔ شیبان سرخس آگیا، بکر بن وائل کی ایک اچھی خاصی جماعت اُسکے ساتھ ہو گئی ابو مسلم نے نو ازدی شخصوں کو جنمیں منتجع بن الزبیر بھی تھا شیبان کے پاس بھیجا کہ وہ اُسے اپنی شرکت کی دعوت دیں اور جدال وقتال سے باز رہنے کی درخواست کریں، شیبان نے اپنے آدمیوں کو بھیجکر ابو مسلم کے قاصدونکو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ابو مسلم نے بسّام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو جو بیورد میں تھا حکم بھیجا کہ وہ شیبان سے جا کر لڑے، اِس نے شیبان سے جنگ کی اُسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے شہر میں در آیا اِس نے شیبان اور بکر بن وائل کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اسپر لوگوں نے ابو مسلم سے کہا بسّام اپنے باپ کا بدلہ لے رہا ہے ۱۰ اِدھر بسّام نے مجرم اور ناکردہ گناہ ہر ایک کو قتل کرنا شروع کیا، ابو مسلم نے اُسے اپنے پاس بُلا بھیجا یہ ایک شخص کو اپنا قائم مقام بنا کر ابو مسلم کے پاس آگیا۔

شیبان کے قتل کے بعد بکر بن وائل کا ایک شخص خفاف نامی ابو مسلم کے اُن پیامبروں کے پاس سے جنھیں اُس نے شیبان کے پاس بھیجا تھا اور جو ایک مکان میں قید تھے گزرا، اور اُنھیں قید سے نکال کر قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ شیبان کے مقابلہ کے لیئے ابو مسلم نے خود اپنے پاس سے خزیمہ بن خازم اور بسّام بن ابراہیم کی زیر قیادت فوج بھیجی تھی۔

اس سنہ میں ابومسلم نے علی بن جدیع الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کو قتل کردیا

ابن الکرمانی اور اسکے بھائی عثمان کا قتل اور اسکے اسباب

ابومسلم نے موسیٰ بن کعب کو ابیورد بھیجا۔ اس نے اس مقام کو فتح کرلیا اور اسکی اطلاع ابومسلم کو لکھدی، ابومسلم نے ابوداؤد کو بلخ بھیجا زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری بلخ کا عامل تھا، جب اسے معلوم ہوا کہ ابوداؤد بلخ آرہا ہے وہ اہل بلخ اور ترمذ کو لیکر طخارستان کے صوبہ سے جوزجان آگیا، جب ابوداؤد اس کے قریب پہنچا تو یہ پسپا ہوکر ترمذ چلا آیا اور ابوداؤد نے بلخ پر قبضہ کرلیا، ابومسلم نے اسے اپنے پاس آنے کا حکم دیا اسکی جگہ اس نے یحییٰ ابن نعیم ابوالمیلا کو بھیجا۔ جب ابوداؤد کو یہ حکم موصول ہوا وہ واپس آگیا اور ابوالمیلاء بلخ آگیا، زیاد بن عبدالرحمٰن نے یحییٰ بن نعیم ابوالمیلاء سے مراسلت کی کہ ہم دونوں متحد ہو جائیں، ابوالمیلاء نے اس تجویز کو قبول کرلیا، زیاد بن عبدالرحمٰن القشیری مسلم بن عبدالرحمٰن بن مسلم الباہلی۔ عیسیٰ بن زرعۃ السلمی، اہل بلخ و ترمذ طخارستان اور دریائے جیحوں کے اس کنارے اور اس کنارے کے روسا بلخ واپس آئے، زیاد اور اسکے ساتھی بلخ سے ایک فرسنگ کے فاصلہ پر آکر فروکش ہوئے، ادھر سے یحییٰ ابن نعیم بھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسکے پاس آیا، جب یہ سب جمع ہوگئے تو ان سب نے جنمیں مضری، یمنی، ربیعہ اور عجمی سب شامل تھے متحدہ طور پر ابومسلم کے خلاف لڑنے کا تہیا کرلیا اور عربوں کے تینوں گروہوں کو چھوڑ کر انھوں نے مقاتل بن حیان النبطی کو اپنا سپہ سالار بنایا۔

ابومسلم نے ابوداؤد کو پلٹ جانے کا حکم دیا یہ اپنی فوج لیکر پھر بلخ کی جانب روانہ ہوا اور اب یہ تمام سردار دریائے سرخبان پہ جمع ہوگئے تھے، زیاد بن عبدالرحمٰن اور اسکے دوستوں نے۔ ابوسعید القرشی کو عود اور امدیاں کے درمیان بطور جنگی چوکی کے مقرر کردیا تھا۔ تاکہ ابوداؤد کی فوج انکی پشت سے ان پر نہ آجائے، ابوسعید کی بیرقیں اور علم بھی سیاہ تھے، جب ابوداؤد، زیاد اور اسکے تمام ساتھی سردار جنگ کے لئے ایک یکجا ہوئے اور صف بندی ہوچکی تو اب ابوسعید نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ زیاد کی عقبی جانب سے آکر اس سے مل جائے۔ چنانچہ یہ اسی خیال سے

عود کی شاہراہ سے واپس پلٹ کر اُن کے پیچھے نکل آیا، چونکہ اِسکے علم بھی سیاہ تھے اِسلئے زیاد کی فوج کو یہ گمان ہوا کہ یہ فوج ابو داؤد کی ہے جسے اُس نے ہمارے پیچھے کمین گاہ میں چھپا رکھا تھا مگر اس سے پہلے ہی حریفوں میں جنگ شروع ہو چکی تھی، زیاد اور اُسکی تمام فوج نے شکست کھائی ابو داؤد نے اُسکا تعاقب کیا، زیاد کے اکثر ساتھی دریائے سرخیان میں غرق ہو گئے اور جو پیچھے رہے اُنھیں ابو داؤد نے قتل کر دیا۔ ابو داؤد نے زیاد کے فرودگاہ میں اُتر کر ہر چیز پر جو اُس میں تھی قبضہ کر لیا، مگر زیاد کا تعاقب نہیں کیا، زیاد یحییٰ اور ان کے دوسرے دوست ترمذ چلے گئے، ابو داؤد نے اُس دن زیاد کے فرودگاہ میں قیام کیا اور جتنے عرب وغیرہ مارے گئے تھے یا بھاگ گئے تھے اُن کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا، اب بلخ پر ابو داؤد کا اچھی طرح عمل و خل ہو گیا۔

اس مرتبہ پھر ابو مسلم نے اُسے اپنے پاس آنیکا حکم دیا۔ اور نصر بن صبیح المری کو بلخ بھیجا جب ابو داؤد ابو مسلم کے پاس آ گیا تو ان دونوں کی یہ رائے ہوئی کہ علی بن الکرمانی اور عثمان بن الکرمانی ان دونوں بھائیوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے ابو مسلم نے عثمان کو بلخ کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا اس نے بلخ آکر فرافصہ بن ظہیر العبسی کو شہر بلخ پر اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ مضری عرب اب پھر ترمذ سے مُسلم بن عبدالرحمٰن الباہلی کی قیادت میں اس سے لڑنے آئے، اور ان میں اور عثمان کی فوج میں ایک گاؤں میں جو بروقان اور دستجرد کے درمیان واقع تھا نہایت ہی شدید جنگ ہوئی، عثمان بن جدیع کی فوج کو شکست ہوئی، فاتحوں نے بلخ پر قبضہ کر کے فرافصہ کو وہاں سے نکال دیا، جب اس ہزیمت کی خبر عثمان بن جدیع اور نصر بن صبیح کو جو اُسوقت مرو الروذ میں تھے معلوم ہوئی تو وہ دونوں اُن کے مقابلہ کے لئے بڑھے اُن کے آنے کی خبر سنتے ہی زیاد بن عبدالرحمٰن کی فوج اُسی رات بلخ سے بھاگ گئی، نصر نے تو اُن کے تعاقب میں بہت زیادہ مستعدی اس لئے ظاہر نہیں کی کہ وہ چاہتا تھا کہ اُن سے مقابلہ نہ ہو اور یہ بھاگ جائیں مگر عثمان کی فوج سے اُنکی مڈبھیڑ ہو گئی، جنگ شروع ہوئی۔ اور شدید جنگ کے بعد عثمان بن جدیع کی فوج کو ہزیمت ہوئی اُن کے بہت سے آدمی مارے گئے اور دشمن ان سے صاف بچ کر اپنے اور مضری عربوں سے جا ملا۔ ابو داؤد مرو سے

بلخ واپس آیا۔ اور ابو مسلم علی بن جُدیع کے ساتھ نیسابور روانہ ہوا، ابو مسلم اور ابو داؤد کی یہ رائے ہو چکی تھی کہ ایک ہی دن میں ابو مسلم علی کو اور ابو داؤد عثمان کو قتل کر دے، چنانچہ ابو داؤد نے بلخ آکر عثمان کو ختل کا عامل مقرر کرکے مرو اور بلخ یمنی اور ربیعہ عربوں کے ساتھ ختل بھیجدیا۔ جب یہ بلخ سے روانہ ہوگیا تو اب ابو داؤد نے بلخ سے روانہ ہوکر ختل کے علاقہ میں اُسے جالیا اور اچانک حملہ کرکے عثمان اور اسکے دوستوں کو گرفتار کرکے پہلے قید کر دیا پھر بے رحمی سے اُنھیں قتل کر دیا اُسی روز ابو مسلم نے علی کا کام تمام کر دیا۔ اس نے علی بن الکرمانی سے دریافت کرلیا تھا کہ اُس کے خاص خاص معتمد علیہ دوست کون کون ہیں تاکہ یہ اُنھیں عامل مقرر کرے، انعام و خلعت دے، علی نے اُن کے نام بتادیئے تھے ابو مسلم نے اُن سب کو قتل کر دیا؛

اس سنہ میں محطبہ بن شبیب ابراہیم بن محمد بن علی کے پاس سے اُس جھنڈے کو لیکر جسے ابراہیم نے اُسے باندھکر دیا تھا، ابو مسلم کے پاس خراسان آیا۔ ابو مسلم نے اُسے اپنے مقدمۃ الجیش پر مقرر کیا اُسکے ساتھ اور فوج کر دی؛ اُسے عہدہ داروں کے عزل و نصب کا اختیار دیا اور تمام فوجوں کے نام اُسکے احکام کی تعمیل کرنے کا حکم جاری کر دیا؛

اسی سنہ میں قحطبہ نصر سے لڑنے نیسابور روانہ ہوا۔ اُسکی تفصیل یہ ہے:

شیبان بن سلمۃ الحروری کے قتل کے بعد اُسکے ساتھی نصر کے پاس جو نیسابور میں تھا آگئے تھے، نابی بن سوید العجلی نے نصر سے فریاد رسی چاہی نصر نے اپنے بیٹے تمیم کو دو ہزار فوج کے ساتھ اُنکی امداد کے لیئے بھیجدیا۔ اور آپ خود نصر نے طوس جانے کی تیاری کی، ابو مسلم نے قحطبہ بن شبیب کو دوسرے اور سرداروں کے ساتھ جنمیں قاسم بن مجاشع اور جمہور بن مرار تھے نصر کے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا؛ قاسم نے سرخس کا راستہ اختیار کیا، اور جمہور ابیورد کی سمت سے بڑھا۔ تمیم نے عاصم بن عمیر السغدی کو جمہور کے مقابلہ کے لیئے جو اوروں کے مقابلہ میں بہت قریب آگیا تھا روانہ کیا، عاصم نے اسے شکست دی یہ کیادقان میں قلعہ بند ہوگیا، دوسری جانب قحطبہ اور قاسم برابر نابی سے جھپٹے رہے تمیم نے عاصم کو جمہور کو چھوڑ کر چلے آنے کا حکم دیا۔ عاصم اُسے چھوڑ کر آگیا اور اب قحطبہ اُن سے لڑا۔

قحطبہ کے نصر کے مقابلہ کے لئے جانے کے متعلق مذکورۂ بالا روایت کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب ابومسلم نے شیبان الخارجی اور کرمانی کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا نصر کو مرو سے نکالدیا اور تمام خراسان پر اُسکا قبضہ ہوگیا تو اُس نے اپنے عمال خراسان کے شہروں پر مقرر کئے، اشباع بن النعمان الازدی کو سمرقند کا۔ ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو طخارستان کا عامل مقرر کیا، محمد بن الاشعث کو طبسین اور فارس بھیجا۔ مالک بن الہیثم کو اپنا کوتوال مقرر کیا، قحطبہ کو طوس بھیجا اُسکے ہمراہ یہی سردار تھے ابوعون عبدالملک بن یزید، مقاتل بن حکیم الحکمی، خالد بن برمک۔ خازم بن خزیمہ، منذر بن عبدالرحمن، عثمان بن نہیک، جمہور بن مرار العجلی، ابوالعباس الطوسی، عبداللہ بن عثمان الطائی سلمۃ بن محمد۔ ابوغانم عبدالحمید بن ربعی، ابوحُمید، ابوجہم، (ابوجہم کو ابومسلم نے قحطبہ کی فوج کا بخشی مقرر کیا تھا) عامر بن اسمٰعیل، اور محرز بن ابراہیم اُن کے علاوہ اور بھی سردار تھے۔ غرض کہ طوس میں انکا مقابلہ اُن لوگوں سے ہوا جو وہاں تھے، اُنھیں شکست ہوئی، مقتولین جنگ سے زیادہ اُن لوگوں کی تعداد تھی جو ازدحام میں کچل کر مر گئے، چنانچہ اس جنگ میں کل مقتولین کی تعداد دس پندرہ ہزار تک پہنچی۔

ابومسلم نے قاسم بن مجاشع کو محاج کے راستے سے نیسابور روانہ کیا اور قحطبہ کو تمیم بن نصر، نابی بن سوید اور اُن خراسانیوں سے جنھوں نے اُن دونوں کے پاس پناہ لی تھی لڑنے کا حکم دیا، نیز یہ بھی لکھا کہ موسیٰ بن کعب کو ابیورد سے اُسکے پاس واپس بھیجدیا جائے قحطبہ نے ابیورد آکر موسیٰ بن کعب کو ابومسلم کے پاس بھیجدیا۔ نیز اُسنے مقاتل بن حکیم کو لکھا کہ تم کسی شخص کو نیسابور بھیجدو اور قاسم بن مجاشع کو واپس کردو۔

ابومسلم نے علی بن معقل کو تمیم بن نصر سے لڑنے بھیجا۔ دس ہزار فوج اسے دی۔ حکم دیا کہ طوس میں قحطبہ سے جاملے، اور جب وہ آئے تو اپنی فوج سے اُسکا استقبال کرے اور اُسکے ساتھ شامل ہو جائے۔ علی مرو سے روانہ ہوکر موضع طوان آیا قحطبہ کو علی کی آمد اور اسکا مقام معلوم ہوا یہ سوذقان کی جانب سے جہاں تمیم بن نصر اور نابی بن سوید مورچے لگائے تھے تیزی سے بڑھا۔ اُس نے اپنے مقدمۃ الجیش پر اسید بن عبداللہ الخزاعی کو اہل نسا اور ابیورد کے ہمراہ آگے بڑھایا۔ یہ چلکر ایک گاؤں میں تمیم سے لڑنے اُتر پڑا، پھر اس نے قحطبہ کو لکھا کہ دشمن کی یہ حالت ہے،

کہ اُسکے پاس تیس ہزار فوج ہے جنیں خراسان کے بڑے بڑے بہادر اور سردار شامل ہیں اگر آپ فوراً میرے پاس نہ آئے تو میں آپ کے خلاف خدا سے محاکمہ چاہونگا قحطبہ نے مقاتل بن حکیم العکی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ اور خالد بن برمک کو ایک ہزار کے ساتھ اسکی امداد کے لئے بھیجدیا۔ جب یہ دونوں اسید کے پاس آئے تمیم اور نابی کو اُن کے آنے کی اطلاع ہوئی تو اُن کے دل چھوٹ گئے۔ پھر قحطبہ بھی اپنی پوری فوج کے ہمراہ مقابلہ کے لئے آموجود ہوا، اور اب اُس نے تمیم سے لڑنے کی تیاری کی۔ اپنے میمنہ پر مقاتل بن حکیم، ابو عون عبد الملک بن یزید اور خالد بن برمک کو مقرر کیا، میسرہ پر اسید بن عبد اللہ الخزاعی۔ حسن بن قحطبہ، مسیّب بن زہیر اور عبد الجبار بن عبد الرحمن کو مقرر کیا خود قحطبہ قلب میں رہا۔ اور اب یہ دشمن کی جانب بڑھا۔ انھیں کتاب اللہ، سنتِ رسول اللہ صلعم اور اہل بیت نبی میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینے کی دعوت دی، مگر دشمن نے اُنکی دعوت کو قبول نہیں کیا، قحطبہ نے اپنے میمنہ اور میسرہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اب حریفوں میں نہایت ہی شدید معرکۂ جدال و قتال گرم ہوا اس قدر شدید جنگ ہوئی کہ اُس سے زیادہ کیا ہوتی، تمیم بن نصر معرکہ کارزار میں مارا گیا، اُسکے ساتھ اور بھی بے حد لوگ مارے گئے، اُن کے فرودگاہ کو لوٹ لیا گیا، مگر نابی چند لوگوں کے ساتھ میدان سے بچ نکلا اور شہر میں جا کر قلعہ بند ہو گیا، فاتحین نے شہر کا محاصرہ کر لیا شہر پناہ میں سوراخ کر کے شہر میں در آئے اور نابی اور اُس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا۔

عاصم بن عُمیر السمرقندی اور سالم بن راویۃ السعیدی بھاگ کر نصر کے پاس نیسابور آئے اور انھوں نے تمیم و نابی کے قتل اُن کی فوج کی ہزیمت و درگت کی اُسے اطلاع دی۔

جب قحطبہ نے دشمن کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا تو اُس نے خالد بن برمک کو تو حکم دیا کہ وہ اسکی ہر شے پر قبضہ کرلے اور مقاتل بن حکیم العکی کو نیسابور کی جانب اپنے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا۔ جب نصر کو دشمن کی پیشقدمی کی اطلاع ہوئی تو وہ یہاں سے بھاگا اور اہل ابرشہر پیچھے پیچھے چلکر قومس آیا، اُسکے تمام ساتھی اُسے چھوڑ کر متفرق ہو گئے تو اب یہ نباتہ بن حنظلہ کے پاس جرجان روانہ ہوا، اور قحطبہ مع اپنی تمام فوجوں کے نیسابور آ گیا۔

اِس سنہ میں نباتہ بن حنظلہ جو یزید بن عمرو بن ہبیرہ کی جانب سے جرجان کا عامل تھا مارا گیا۔

نباتہ بن حنظلہ کے قتل کا واقعہ

یزید بن عمر بن ہبیرہ نے نباتہ بن حنظلہ الکلابی کو نصر کے پاس بھیجا تھا، یہ فارس واصبہان ہوتا ہوا رے آیا یہاں سے جرجان چلا گیا اور نصر کے پاس نہیں گیا قیسوں نے نصر سے کہا کہ قومس ہمارے بار کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لئے اب یہ جرجان آ گئے۔ نباتہ نے خندق کھودی، اگر خندق کسی کے مکان میں سے ہو کر گذرتی تو مالک مکان اُسے رشوت دیدیتے اور یہ خندق کو نیچے کر دیتا اسیطرح اُسکی خندق کا طول ایک فرسنگ کے قریب ہو گیا۔

قحطبہ ذی قعدہ ۱۳۰ھ ہجری میں جرجان کی جانب بڑھا۔ اُس کے ہمراہ اسید بن عبداللہ الخزاعی، خالد بن برمک ابوعون بن عبدالملک بن یزید، موسیٰ بن کعب المرائی، مسیب بن زہیر اور عبدالجبار بن عبدالرحمٰن الازدی تھے، موسیٰ بن کعب میمنہ کا اسید بن عبداللہ میسرہ کا اور حسن بن قحطبہ مقدمۃ الجیش کا افسر تھا۔ قحطبہ نے اپنی فوج سے کہا اے اہل خراسان کیا تم جانتے ہو کہ تم کس سے لڑنے جا رہے ہو تم اُس گروہ کے بقیہ لوگوں سے لڑنے جا رہے ہو جنھوں نے بیت اللہ کو جلایا ہے۔

حسن بڑھتا ہوا تخوم خراسان پہنچا یہاں سے اُس نے عثمان بن رفیع، نافع المروذی ابو خالد المروذی اور مسعدۃ الطائی کو نباتہ کی ایک جنگی چوکی پر جسکا قائد ذویب تھا حملہ کرنے بھیجا۔ سرداروں نے اُسپر شب خون مار کر ذویب اور اُسکے ستر آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور پھر حسن کے اصل لشکر میں واپس آ گئے۔

اب قحطبہ نباتہ کے مقابل آ کر ٹھہرا۔ اہل شام کی اتنی بڑی تعداد تھی کہ اس سے پہلے کبھی دیکھی نہ گئی تھی، اہل خراسان اُنکی کثرت کو دیکھکر مرعوب ہوئے اور آپس میں اُسکے متعلق چہ میگوئیاں کرنے لگے بلکہ اُنھوں نے اپنے اس خوف کو ظاہر بھی کر دیا۔ جب قحطبہ کو اُسکا علم ہوا تو اُس نے اُن کے سامنے تقریر کی اور کہا اے اہل خراسان یہ تمام شہر تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد کے ہیں جنھوں نے بنی اُمیہ کی اُن کے دشمنوں کے خلاف اُن کی معدلت گستری اور حسن اخلاق کی وجہ سے مدد کی پھر بنی امیہ بالکل بدل گئے اور ظلم کرنے لگے اللہ عزوجل اس بنا پر اُن سے ناراض ہوا اللہ نے

اُن کا اقتدار و اقبال سلب کر لیا اور اُن پر اُن کے ذلیل ترین لوگوں کو مسلط کر دیا جنھوں نے اُن کے ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اُن کی عورتوں سے نکاح کیا اُن کی اولاد کو غلام بنایا، یہ لوگ چند روز تک اس حالت پر اس لئے قائم رہے کہ وہ حکومت میں عدل کرتے تھے، وعدے پورے کرتے اور مظلوم کی فریاد رسی کرتے تھے مگر پھر یہ لوگ بھی وہ نہ رہے انھوں نے آئین عدل بدل ڈالے حکومت میں ظلم کرنے لگے خاندان رسول اللہ صلعم کے متقی و نیک لوگوں کو ڈرانے دھمکانے لگے اب اللہ نے تمھیں اُن پر مسلط کیا ہے کہ تم اُن سے خوب بدلہ لو اور چونکہ تم اُن سے اپنا انتقام لے رہے ہو اس لئے تمھیں اُن پر زیادہ سخت ہونا چاہیئے امام نے مجھ سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ تمھارا اُنکا مقابلہ اس تعداد کے تناسب سے ہوگا مگر اللہ تمھیں کو اُن پر مظفر و منصور کرے گا تم اُنھیں شکست دوگے اور قتل کروگے۔

اس تقریر سے پہلے ابومسلم کا یہ خط قحطبہ کو سنا دیا گیا تھا۔

یہ خط ابی مسلم کی جانب سے قحطبہ کے نام لکھا جاتا ہے، بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد، فوراً دشمن پر حملہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل تمھاری مدد کرنے والا ہے اور جب تم اُن پر فتح پالو تو جی کھول کر قتل کرنا۔

چنانچہ ۱۳۰؁ ہجری جمعہ کے دن جس روز ذی الحجہ کا چاند ہونے والا تھا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ قحطبہ نے اپنی فوج کو مخاطب کر کے کہا، اے اہل خراسان آج وہ مبارک دن ہے جسے اللہ نے تمام اور دنوں پر فضیلت دی ہے، جو نیک کام اس میں کیا جاتا ہے اُسکا دوگنا ثواب ملتا ہے اسی طرح یہ ماہ بھی مبارک ہے کیونکہ اسی میں تمھاری وہ عید ہوتی ہے جسکا درجہ عزوجل کے نزدیک اور تمام عیدوں سے زیادہ ہے تمھیں امام نے بتایا ہے کہ اس دن اور اس ماہ میں تمھیں تمھارے دشمنوں پر فتح حاصل ہوگی، اس لئے تم لوگ پوری کوشش صبر و استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرو کیونکہ اللہ صابروں کا ساتھ دیتا ہے۔

قحطبہ نے دشمن پر حملہ کیا حسن بن قحطبہ اُس کے میمنہ پر اور خالد بن برمک اور مقاتل بن حکیم العکی اُس کے میسرہ پر تھے اب جنگ شروع ہوئی، دونوں فریق دیر تک ثابت قدمی اور استقلال سے ایک دوسرے سے لڑتے رہے

آخر کار نباتہ مارا گیا۔ اور اہل شام شکست کھا کر بھاگے، اُن کے دس ہزار آدمی اس معرکہ میں کام آ گئے، قحطبہ نے نباتہ اور اُسکے بیٹے حیّد کا سر ابو مسلم کے پاس بھیجدیا

سالم بن راویہ التیمی اُن لوگوں میں تھا جو ابو مسلم کے پاس سے بھاگ کر نصر کے پاس چلے آئے تھے، پھر یہ نباتہ کے ساتھ ہو گیا۔ جرجان میں قحطبہ کی نباتہ سے جنگ ہوئی اور اُس میں نباتہ کی فوج شکست کھا کر بھاگی مگر یہ تنہا میدان جنگ میں ڈٹ کر دشمن سے لڑتا رہا۔ عبداللہ الطائی نے جو قحطبہ کے مشہور بہادروں میں تھا اُسپر حملہ کیا، سالم بن راویہ نے اُسکے مُنہ پر تلوار کی ایسی ضرب لگائی کہ اُسکی آنکھ نکل پڑی، یہ اُن سے لڑتا رہا آخر کار مجبور ہو کر مسجد میں آ گیا، حملہ آور بھی مسجد میں آئے مگر پھر بھی اُسکی یہ حالت تھی کہ جس سمت حملہ کرتا اُسے صاف کر دیتا اور پھر للکارتا بخدا آج میں انھیں مزا چکھا ؤنگا۔ حملہ آوروں نے مسجد کی چھت میں آگ لگا دی اور پھر اُوپر سے پتھر پھینک پھینک کر اُسے مار ڈالا، اُسکا سر قحطبہ کے پاس لائے اُسکے چہرے اور سر پر خراش تک نہیں آئی تھی، قحطبہ نے اُسے دیکھکر کہا میں نے ایسا سر کسی کا نہیں دیکھا۔

اس سنہ میں ابو حمزہ خارجی اور اہل مدینہ کے درمیان قدید میں جنگ برپا ہوئی اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ابو حمزہ خارجی کے فتنہ کا بیان

عبدالواحد بن سلیمان نے عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو امیر الحجاج مقرر کیا یہ سب بیت اللہ سے روانہ ہو کر حرة آئے یہاں اُسے قربانی کی مذبوحہ بھیڑیں ملیں یہاں سے آگے بڑھے جب عقیق آئے تو انھوں نے بانسوں پر اپنے پرچم باندھے ایک علم ٹوٹ گیا اسے لوگوں نے روانگی کے لئے شگون بد سمجھا یہاں سے روانہ ہو کر قدید آئے رات کے وقت قدید آ کر ٹھہرے یہ گاؤں اُس زمانہ کے قصر المبنیّ کے قریب واقع تھا یہاں پانی کے حوض بھی تھے تمام بے خطر یہاں اُتر پڑے کیونکہ وہ لڑنے نہیں آئے تھے وہ بالکل بے خبر مقیم تھے کہ دشمن مقام فضل سے اُن پر اچانک آ گیا، بعض لوگوں نے بیان کیا کہ بنی خزاعة نے ابو حمزہ کو اُنکی اس غیر مصئون حالت کی

اطلاع دی اور وہی انھیں لے آئے، خارجیوں نے مسلمانوں کو بُری طرح قتل کیا سب سے زیادہ نقصان قریش کو اُٹھانا پڑا کیونکہ اُنکی تعداد بھی زیادہ تھی اور یہ بھی بڑی جوانمردی اور استقلال سے مقابلہ کرتے رہے ہے

ایک قریشی نے ایک یمنی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا اللہ تیرا شکر ہے کہ قریش کے قتل سے تو نے میری آنکھ ٹھنڈی کی اُس قریشی نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو پہلے اسی کی خبر لے یہ مدینہ کا باشندہ تھا۔ اُس کے بیٹے نے اُس یمنی کے قریب پہنچکر اُسکا کام تمام کردیا پھر اُس نے اپنے بیٹے سے کہا آگے بڑھو، باپ بیٹے دونوں لڑے اور دونوں مارے گئے ہے

شکست خوردہ مدینہ آئے لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین پر گریہ ونالہ کیا ایک عورت اپنے کسی رشتہ دار کے لئے صف ماتم بچھائی تو اور بیبیوں کو وہیں اپنے کسی عزیز کے قتل کی اطلاع معلوم ہوئی اور وہ ایک ایک کرکے سب اُسکے گھر سے چلی گئیں غرض کہ تمام مدینہ ماتم کدہ بنگیا ہے

ابوحمزہ نے یہ دو شعر اپنی قوم کے اُن مقتولین کے متعلق جو قدید میں مارے گئے تھے اور جو اُن کے کسی دوست نے کہے تھے روایت کئے ہیں ہے

یا لہف نفسی ولہفی غیر کاذبۃ | علی فوارس بالبطحاء انجاد
عمرو وعمرو وعبداللہ بینہما | وابناہما خامس والحارث السادی

(ترجمہ) میں خلوص دل سے اُن بہادروں پر رنجیدہ ہوں جو بطحاء میں مارے گئے،
وہ عمرو اور عمرو ہیں اور عبداللہ اور اُن دونوں کے بیٹے جو پانچ ہوئے اور چھٹا حارث

اِس سنہ میں ابوحمزہ الخارجی مدینۂ رسول میں داخل ہوا اور عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک شام بھاگ گیا ہے

ابوحمزہ خارجی کا مدینہ میں دخول

ابوحمزہ سنہ۱۳۰ہجری میں مدینہ میں داخل ہوا۔ عبدالواحد شام بھاگ گیا، اپنے منبر پہ چڑھکر حمد وثنا کے بعد کہا اے اہل مدینہ میں نے تم سے تمھارے اُن والیوں طرز عمل کے متعلق پوچھا تو تم نے اُن کی برائی کی میں نے پوچھا کیا مجرد گمان پر

وہ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں تم نے کہا ہاں میں نے پوچھا کیا وہ لوگوں کے مال اور اُن کی عورتوں سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں تم نے کہا ہاں، اسپر ہم نے تمھارے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ آؤ ہم تم ملکر انھیں خدا کا واسطہ دلائیں کہ وہ ہمارا اور تمھارا پیچھا چھوڑ دیں تم نے کہا وہ ایسا نہیں کرینگے، پھر تم نے کہا تو ہم تم اُن سے لڑیں اور جب ہمیں تمھیں اُن پر غلبہ حاصل ہو جائے تو ایسے شخص کو اپنا خلیفہ بنائیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہم پر حکومت کرے، تم نے کہا ہم تمھاری مدد نہیں کریں گے، پھر ہم نے کہا کہ اچھا تم الگ رہو اور ہمیں اُن سے نبٹ لینے دو اگر ہمیں اُن پر فتح حاصل ہوئی تو ہم عدل و انصاف کے ساتھ تم پر حکومت کرینگے اور سنتِ رسول اللہ کے مطابق تمھاری آمدنی تمھیں پر خرچ کریں گے مگر تم نے اس سے بھی انکار کر دیا بلکہ اُن کی طرف سے ہم سے لڑے ہم بھی تم سے لڑے، اللہ تم کو غارت و ہلاک کر دے۔

خارجیوں کی تعداد چار سو تھی اُن کے ایک گروہ پر حارث، ایک پر بکار بن محمد العدوی (عدی قریش)، اور ایک پر ابوحمزہ قائد تھا، اسطرح یہ مقابلہ پر آئے کیونکہ اہل مدینہ بھی اُن سے لڑنے کے لئے تیار ہو چکے تھے حالانکہ اس سے پہلے خارجیوں نے اہل مدینہ سے معذرت کی تھی اور کہا تھا کہ ہم تم سے ہرگز لڑنا نہیں چاہتے تم ہمارا مقابلہ نہ کرو، ہمیں اپنے دشمن کے مقابلہ پر جانے دو مگر انھوں نے نہ مانا۔ غرض کہ ساتویں صفر ۱۳۰ھ ہجری کو فریقین میں جنگ ہوئی اکثر مدینہ والے مارے گئے بہت تھوڑے سے بھاگ کر بچے اُنکا سردار عبداللہ بھی مارا گیا، قریش نے بھی خزاعہ پر یہ الزام عائد کیا کہ اُنھوں نے خارجیوں سے سازش کر لی تھی۔ اس بیان کا راوی حزام کہتا ہے کہ میں نے متعدد قریشیوں کو اسوقت تک اپنے پاس پناہ دی جب تک کہ ابوحمزہ نے عام امان نہ دیدی، بلج اہل مدینہ کے مقدمۃ الجیش کا سردار تھا خارجی مدینہ میں ۱۹۔ صفر کو آ گئے۔

ابوحمزہ نے مدینہ میں جو تقریر کی اُس میں یہ بھی کہا اے اہل مدینہ میں احول یعنے ہشام بن عبدالملک کے عہد میں مدینہ آیا تھا اُس سال پالے نے تمھارے پھلوں کو برباد کر دیا تھا تم نے ہشام سے لکھکر درخواست کی تھی کہ وہ تمھاری بٹائی

معاف کردئے۔ اُس نے تمھاری درخواست منظور کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مالدار اور زیادہ سیر ہو گئے اور محتاج اور زیادہ فقیر ہو گئے، تم نے ہشام کو جزاء خیر کی دعا دی اللہ اس فعل کی نہ اُسے جزائے خیر دے اور نہ تمھیں "

یحییٰ ابن زکریا راوی ہے کہ ابو حمزہ منبر پر چڑھا اور اُس نے اپنے خطبے میں" حمد و ثنا کے بعد کہا، اے مدینہ والو، تمھیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم اپنے وطن اور املاک کو چھوڑ کر مغلوب الغضب احمقوں کی طرح کسی فعلِ عبث کے لئے یا ملک گیری کے لئے نہیں آئے کہ حکومت و دولت کے مزے اڑائیں اور نہ کسی قدیم خون کا بدلہ لینے بلکہ جب ہم نے دیکھا کہ حق کی روشنی گل کردی گئی اور راست گو کا گلا گھونٹ دیا گیا اور جس نے انصاف کو قائم کرنا چاہا وہ قتل کردیا گیا تو یہ زمین باوجود اس وسعت کے ہم پر تنگ ہو گئی، ہم نے سُنا کہ کوئی ہمیں اللہ کی اطاعت اور کلام پاک کے احکام کی تعمیل کے لئے بُلا رہا ہے۔ ہم نے اُسکی دعوت پر لبیک کہی ومن لا یجب داعی اللہ فلیس بمعجز فی الارض (اور جو شخص اللہ کے داعی کی صدا پر لبیک نہیں کہتا تو اُسے اِس زمین میں کہیں مفر نہیں ہے، ہم ابھی اس جماعت کے ساتھ آئے جس میں مختلف قبائل کے لوگ ہیں کئی کئی آدمیوں میں ایک ایک اونٹ ہے جس پر اُنکا زادِ راہ بھی ہے، کئی کئی آدمیوں میں ایک لحاف ہے جسے وہ باری باری اوڑھتے ہیں، ہماری تعداد بھی تھوڑی ہے اور دنیاوی وجاہت کے اعتبار سے ہم یوں ہی کمزور ہیں مگر باوجود ان تمام باتوں کے اللہ نے ہماری مدد اور تائید کی جسکی وجہ سے ہم سب کے سب بھائی بھائی ہو گئے آخر کار قدید میں ہمارا تمھارا مقابلہ ہوا ہم نے تمھیں اللہ کی اطاعت اور کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کی دعوت دی۔ تم نے ہمیں شیطان کی اطاعت اور بنی مروان کی اطاعت کی دعوت دی، خدا کی قسم دیکھو کہ ہدایت و گمراہی ایک دوسرے سے کس قدر علٰحدہ ہیں۔ پھر تم دوڑتے ہوئے تیز تیز اسطرح سامنے آئے کہ گویا شیطان اُنکے سروں پر سوار ہے حالانکہ اُن کے خون سے اُسکی دیگیں جوش میں آچکی تھیں اور اُس نے جو گمان اُنکے متعلق کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ تمھارے مقابل اللہ کے انصار دینے ہم چھوٹی چھوٹی جماعتوں اور دستوں میں جوہر دار ہندی تلواریں لئے ہوئے

آئے، پھر ہم میں اور تم میں لڑائی ہوئی اور ہم نے اس بُری طرح تمہیں مارا کہ اُس سے ہمارے دشمن بھی حیران و ششدر رہ گئے، اے مدینہ والو اگر تم نے مروان اور اُسکے خاندان کی مدد کی تو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اُسکی سزا یا خود دے گا یا ہمارے ہاتھوں دلائے گا، اور اس سے مومنین کے دل ٹھنڈے ہو جائیںگے، اے مدینہ والو تم میں سے جو سب سے پہلے تھا وہ اُنہیں بہترین شخص تھا اور جو سب سے آخر میں ہے موجودہ لوگوں میں وہ بدترین ہے، اے مدینہ والو ہمارے تمھارے درمیان کوئی فرق نہیں البتہ جو مشرک بت پرست ہیں، یا مشرک کتاب والے ہیں، اور یا ظالم پیشوا ہیں وہ ہم سے علٰحدہ ہیں جس نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ اللہ نے کسی کو اُسکی برداشت سے زیادہ مکلف بنایا ہے یا اُس سے ایسی چیز طلب کی ہے جو اُس نے اُسے نہیں دی وہ اللہ کا دشمن ہے اور ہم پر اُس سے لڑنا واجب ہے، تمھیں معلوم ہے کہ اللہ نے قوی اور ضعیف کے لیے آٹھ حصے مقرر کر دیئے ہیں مگر اب ایک نواں حصہ بھی مہیا کیا گیا کہ جبکا نہ کسی کو حق تھا اور نہ اُن لوگوں کے حقوق میں سے اُسے کوئی حصہ مل سکتا تھا مگر اُس نے زبردستی اللہ کے حکم کے خلاف اپنا بھی ایک حصہ مقرر کر کے وصول کر لیا ہے

اے مدینہ والو مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میرے ساتھیوں کی منقصت کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ چھچھورے نوجوان اور دیہاتی بدوی ہیں تمھیں اس بات کو کہتے ہوئے شرم آنی چاہیے، رسول اللہ صلعم کے صحابی بھی نوجوان ہی تھے، بخدا یہ عمر کے اعتبار سے نوجوان ضرور ہیں مگر اخلاق میں ادھیڑ عمر والوں ایسے ہیں، اُنھوں نے اپنی آنکھیں بدی کی جانب سے بند کر رکھی ہیں باطل کی طرف اُن کے قدم اُٹھنے میں گراں بار ہیں اُنھوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ فروخت کر دی ہیں مگر وہ ایسی موت مرتے ہیں جس سے موت ہی نہیں وہ باوجود درماندگی کے مسلسل چلتے رہتے ہیں، اُن کی رات عبادت و بیداری میں گزرتی ہے اور دن روزے میں گزرتا ہے، کلام پاک کی مسلسل تلاوت سے وہ کوزہ پشت ہو گئے ہیں، جب وہ کسی ایسی آیت کو پڑھتے ہیں جس میں شوق شہادت کا ذکر ہوتا ہے تو وہ جنت کی تمنا میں بےتاب ہو جاتے ہیں، جب اُنھوں نے دیکھا کہ تلواریں نیام سے نکل آئی ہیں — نیزے

بلند ہو گئے ہیں، تیر چلوں پر چڑھا دیئے گئے ہیں اور دشمن کی فوج موت کے صاعقے لرزہ براندام ہے تو انھوں نے اللہ کی وعید کے مقابلہ میں دشمن کے خوف کی کچھ پروانہ کی، فطوبیٰ لہم وحسن مآب، کیونکہ اللہ کا خوف وہ ہے کہ جسکی وجہ سے معلوم نہیں کتنے پہ تدے رات میں بیدار رہتے ہیں اور کتنے ہاتھ ہیں کہ وہ دعا میں اُٹھتے اُٹھتے اپنے جوڑ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔

یہ کہکر میں اپنی کوتاہیوں کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں کیونکہ وہی مجھے توفیق دینے والا ہے، اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو حمزہ کو منبر رسول اللہ صلعم پر یہ کہتے سُنا ہے جس نے زنا کیا وہ کافر ہے جس نے شک کیا وہ کافر ہے! جس نے چوری کی وہ کافر ہے اور جس شخص نے ان لوگوں کے کفر میں شک کیا وہ بھی کافر ہے، اس نے اہل مدینہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا اور کوشش کی کہ وہ اُسکے گرویدہ ہو جائیں یہاں تک کہ انھوں نے اُسکی زبان سے یہ بات بھی سنی کہ جو زنا کرے وہ کافر ہے۔

ایک اور بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو حمزہ نے منبر پر چڑھکر کہا تھا وہ صفا جو غیر معلوم راستہ پر لئے جارہی تھی اُٹھ گئی ہے یاد رکھو جس نے زنا کیا وہ کافر ہے اور جس نے چوری کی وہ کافر ہے۔

ماہ صفر کے ختم ہونے میں تیرہ دن باقی تھے کہ ابو حمزہ مدینہ میں داخل ہوا مدینہ میں اُسکے قیام کی مدت کے متعلق ارباب سیر میں اختلاف ہے واقدی کہتا ہے کہ ابو حمزہ نے مدینہ میں تین ماہ قیام کیا اُسکے علاوہ اور لوگوں کا بیان ہے کہ ابو حمزہ نے صفر کی بقیہ مدت، ربیع الاول و ربیع الثانی اور جمادی الاولیٰ کا کچھ حصّہ مدینہ میں قیام کیا واقدی کے بیان کے مطابق معرکہ قدید میں سات سو مدنی مارے گئے!

ابو حمزہ نے اپنی فوج کے ایک دستہ کو زیر قیادت ابو بکر بن محمد بن عبداللہ بن عمر القرشی (متعلقہ بنی عدی بن کعب) اور بلج بن عُیینہ بن الہیثم الاسدی البصری آگے روانہ کیا، اُسکے مقابلہ کے لئے مروان بن محمد نے شام سے عبدالملک بن محمد

بن عطیۃ العدی کو شامی فوج کے ساتھ بھیجا ۔

اب خود ابو حمزہ مدینہ سے روانہ ہوا اور اُس نے اپنے کچھ لوگوں کو مدینہ میں چھوڑ دیا - یہ مدینہ سے چلکر وادی میں فروکش ہوا ۔

مروان نے اپنی فوج میں سے چار ہزار سپاہیوں کا انتخاب کیا ۔ ابن عطیہ کو اُسکا سردار مقرر کیا اور اُسے حکم دیا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منزلیں طے کرتا ہوا خارجیوں کے مقابلہ پر پہنچے ۔ مروان نے ان میں سے ہر ایک سپاہی کو سُو سُو دینار ایک عربی گھوڑا اور سامان کے لئے ایک ایک خچر دیا ، یہ بھی حکم دیا کہ جاتے ہی خارجیوں سے لڑپڑے اور اگر اُسے فتح حاصل ہو تو یہ برابر بڑھتا ہوا یمن جائے اور وہاں عبداللہ بن یحییٰ اور اُسکے ساتھیوں سے لڑے اب یہ روانہ ہوا اور علاءِ اکراس نے پڑاؤ کیا ۔

مدینہ کا ایک شخص عُلاء بن افلح نام ابو الغیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ ابن عطیہ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مجھسے ملا اور اُس نے میرا نام دریافت کیا میں نے کہا عُلاء ، اُس نے میرے باپ کا نام پوچھا میں نے کہا افلح اُس نے پوچھا کس کے آزاد غلام ہو میں نے کہا ابو الغیث کا - اُس نے پوچھا اس وقت ہم کہاں ہیں میں نے کہا عُلاء ، میں پھر اُس نے پوچھا کل کہاں ہوں گے میں نے کہا غالب میں ، یہ سنکر اُس نے اور کوئی بات نہیں کی بلکہ مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کر لیا اور اسیطرح ابن عطیہ کے سامنے پیش کیا اور اُس سے کہا کہ آپ اُس لڑکے سے اسکا نام دریافت کیجیے ، اُس نے میرا نام وغیرہ دریافت کیا میں نے حسب سابق اس مرتبہ بھی ویسا ہی جواب دیا ، اُس سے ابن عطیہ خوش ہوا اور اُس نے مجھے کچھ درہم دیئے ۔

جب ابو حمزہ اور ابن عطیہ باہم مقابل ہوئے تو ابو حمزہ نے کہا جب تک اُنھیں خبردار نہ کردو اور دعوت حق نہ دیدو اُن سے نہ لڑو چنانچہ خارجیوں نے چلا کر دریافت کیا کہ تم لوگ قرآن اور اسپر عمل کے متعلق کیا کہتے ہو اُسپر ابن عطیہ نے چلا کر کہا ہم قرآن کو غلہ کے بورے میں رکھتے ہیں ابو حمزہ نے پوچھا یتیم کے مال کے متعلق کیا کہتے ہو ، اُس نے کہا ہم اُسکے مال کو کھا لیتے ہیں اور اُس کی ماں سے حرام کرتے ہیں غرض کہ اسیطرح کی اور کئی باتیں اُنھوں نے دریافت کیں اور اُسی قسم کا اُنکا جواب پایا - ان جوابات کو سنکر خارجیوں نے شامیوں سے لڑنا

شروع کیا اور شام تک لڑتے رہے جب رات ہونے لگی تو خارجیوں نے چلا کر کہا اے ابن عطیہ اللہ سے ڈر خداوند عزوجل نے رات آرام لینے کے لئے بنائی ہے اب تم بھی آرام کرو اور ہم بھی آرام کرتے ہیں مگر اُس نے نہ مانا اور برابر لڑتا رہا یہانتک کہ اُس نے تمام خارجیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

ابو حمزہ نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت اہل مدینہ کو رخصت کیا اور کہا کہ ہم مروان کے مقابلہ پر جا رہے ہیں اگر ہمیں فتح ہوئی تو ہم تم پر حکومت کرنے میں عدل اختیار کریں گے اور مطابق سنت رسول اللہ صلعم تمھاری مالگزاری کو تمھارے درمیان تقسیم کر دینگے اور اگر خدانخواستہ وہ صورت پیش آئی جسکی اُنھیں تمنا ہے فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون (ترجمہ) جن لوگوں نے ظلم کیا ہے اُنھیں معلوم ہو جائیگا وہ کس کروٹ پلٹا کھاتے ہیں۔

جب اہل مدینہ کو ابو حمزہ کے قتل کی خبر ملی وہ فوراً اُن خارجیوں پر جھپٹ پڑے جو مدینہ میں رہ گئے تھے اور اُن سب کو اُنھوں نے قتل کر دیا۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب ابو حمزہ اور اُسکے ساتھی مروان کی طرف چلے تو اُسکا رسالہ زیر قیادت ابن عطیہ السعدی القیسی وادی القریٰ میں اُن پر حملہ آور ہوا۔ خارجی ہزیمت اُٹھا کر مدینہ کی جانب پسپا ہوئے یہاں اہل مدینہ نے انکا مقابلہ کیا اور سب کو قتل کر دیا۔

مروان کی فوج کا قائد عبدالملک بن محمد بن عطیہ السعدی (سعد ہوازن) تھا یہ چار ہزار عربی گھوڑوں کے ساتھ کہ جنکے ساتھ ایک خچر تھا مدینہ آیا۔ بعض سوار ایسے تھے جو دوہری زرہیں پہنے تھے اور ایک زرہ بھی پہنے تھے، اس فوج کے ساتھ جو سے لے آہنی جھولیں اور وہ سر اس قسم کا ساز و سامان تھا کہ اُس زمانے میں ویسا کہیں دیکھا نہیں گیا تھا، یہ فوج مدینہ سے مکہ چلی گئی۔

بعض راویوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن عطیہ نے مدینہ میں ایک ماہ قیام کیا اور پھر مکہ گیا اس نے مدینہ پر ولید بن عروہ بن محمد بن عطیہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، پھر مکہ آیا اور وہاں سے یمن گیا، مکہ پر اس نے ابن ماعز ایک شامی کو اپنا قائم مقام مقرر کیا، جب ابن عطیہ مکہ سے آگے بڑھا تو عبداللہ بن یحییٰ کو جو اُسوقت صنعا میں تھا

اپنی جانب اُسکی پیشقدمی کی اطلاع ملی - اب یہ خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ اُسکے مقابلہ کے لئے آگے آیا، اور دونوں کا مقابلہ ہوا ابن عطیہ نے عبداللہ بن یحییٰ کو قتل کردیا اور اُسکے بیٹے بشیر کو مروان کے پاس بھیجدیا - ابن عطیہ صنعا آیا - ابن عبداللہ کے سر کو مروان کے پاس بھیجدیا مروان نے اُسے لکھا کہ اب تم جس قدر جلد ہو سکے مکہ جا کر حجاج کو حج کراؤ یہ اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ صنعا سے چلکر مقام جرف میں منزل پذیر ہوا، اہل قریہ میں سے بعض نے اُسے شناخت کیا اور کہنے لگے کہ بخدا یہ شکست کھا کر بھاگ رہا ہے، اس خیال سے اُن لوگوں نے اُسپر حملہ کردیا ابن عطیہ نے اُن سے کہا اے بدبختو شرم کرو، مجھے امیر المومنین نے امیر حج مقرر کیا ہے - حج کے لئے جا رہا ہوں۔

ابوالزبیر بن عبدالرحمن کہتا ہے کہ ہم بارہ آدمی ابن عطیہ کے ساتھ صنعا سے مکہ چلے کیونکہ مروان نے اسے امیر حج مقرر کیا اُسکے ہمراہ اُسکی خرچی میں چالیس ہزار دینار تھے، یہ حج کے ارادے سے جُرف میں فروکش ہوا، یہ اپنی تمام فوج اور رسالے کو صنعا میں چھوڑ آیا تھا ہم لوگ بالکل بے خوف و بے خطر قیام پذیر تھے کہ میں نے ایک عورت کو یہ کہتے سُنا اللہ جمانتہ کے دونوں بیٹوں کو ہلاک کرے یہ کس قدر بدبخت ہیں، میں پانی گرانے کی غرض سے اُٹھکر ایک فراز زمین پر آیا میں نے دیکھا کہ مسلح پیدل سپاہ اور رسالہ کا طوفان اُمڈا آتا ہے دیکھتے دیکھتے جمانتہ المرادی کے دونوں بیٹے ہمارے سامنے پہونچ گئے اُنھوں نے ہمیں ہر طرف سے گھیر لیا تھا ہم نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں اُنھوں نے کہا تم ڈاکو ہو، ابن عطیہ نے امیر المومنین کا خط نکالکر دکھایا کہ یہ اُنکا خط ہے جس میں اُنھوں نے مجھے امیر الحج مقرر کیا ہے اور میں ابن عطیہ ہوں، اُنھوں نے کہا یہ سب جھوٹ و دھوکہ ہے تم لوگ ضرور ڈاکو ہو، جب ہم نے دیکھا کہ یہ آمادہ شر ہیں تو صفر بن حبیب فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور لڑنے لگا، اُس نے خوب ہی داد شجاعت دی اور مارا گیا، پھر ابن عطیہ بھی اسیطرح اپنے رہوار پر سوار ہو کر لڑا اور مارا گیا، یہاں تک کہ سوائے میرے تمام ہمارے ساتھی اسی طرح مارے گئے، اِن لوگوں نے مجھے دریافت کیا

میں نے کہا میں قبیلۂ ہمدان سے ہوں، انھوں نے پوچھا ہمدان کے کس خاندان سے میں نے ایک خاندان سے اپنے کو منسوب کردیا کیونکہ میں ہمدان کے تمام خاندانوں سے واقف تھا، اس پر انھوں نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا تمھیں امان ہے اس قافلہ میں جو کچھ تمھارا ہو وہ تم لے لو، اگر میں اس ساری رقم کا جو ابن عطیہ کے ساتھ تھی دعویٰ کرتا تو وہ ضرور مجھے دیدیتے۔ پھر انھوں نے چند سواروں کو میرے ساتھ کردیا وہ صعدہ تک مجھے پہنچا آئے، وہاں جاکر مجھے امن ملا اور وہاں سے میں مکہ آگیا۔

اس سنہ میں موسم گرما میں ولید بن ہشام رومیوں سے جہاد کرنے گیا، عمق پر جاکر پڑاؤ کیا اور اس نے مرعش کے قلعہ کو بنایا اس سنہ میں بصرہ میں طاعون ہوا۔

اس سنہ میں قحطبہ بن شبیب نے جرجان کے تقریباً تیس ہزار آدمیوں کو قتل کردیا۔ اسکی وجہ یہ ہوئی کہ نباتہ بن حنظلہ کے قتل کے بعد اسے معلوم ہوا کہ اہل جرجان اسپر یورش کرنے کی تیاری کر رہے ہیں اور اس کے لئے انھوں نے آپس میں سازباز کرلی ہے، یہ فوراً جرجان آیا اور وہاں تمام باشندوں کا معائنہ کیا اور اس میں سے بیس ہزار آدمیوں کو قتل کردیا۔

جب نصر کو قومس میں معلوم ہوا کہ قحطبہ نے نباتہ اور جرجان کے اس قدر باشندوں کو قتل کردیا ہے تو اب وہ قومس سے روانہ ہوکر خوار الرے آیا۔

نصر کے قومس میں ٹھہرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب زیاد بن زرارۃ القشیری نے تمیم بن نصر اور نابی بن سوید العجلی کو قتل کردیا تو ابو مسلم نے منہال بن فتان کے ہاتھ نیشاپور کی ولایت کا حکم تقرر زیاد کو بھیجا، اور قحطبہ کو نصر کے تعاقب کا حکم دیا۔ قحطبہ نے عکی کو اپنے مقدمۃ الجیش پر آگے روانہ کیا اور پھر خود یہ نیشاپور آیا اور یہاں اس نے دو ماہ رمضان اور شوال ۱۳۰ھ ہجری قیام کیا، اس اثنا میں نصر قومس کے ایک گاؤں بذش میں مقیم تھا اسکے قیسی طرفدار ایک اور مید انام گاؤں میں فروکش تھے۔ نصر نے ابن ہبیرہ سے جو اسوقت واسط میں مقیم تھا مدد طلب کی اور اسکے لئے خراسانی نصر کے بڑے بڑے لوگوں کو بھیجا تاکہ اس سے اس شورش کی اہمیت اس پر ظاہر ہو، ابن ہبیرہ نے نصر کے پیام بروں کو گرفتار کرلیا۔

اسیر نصر نے مروان کو لکھا کہ میں نے خراسان کے بعض سربرآوردہ لوگوں کو ابن ہبیرہ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ وہ یہاں کی حالت سے اسے پوری طرح آگاہ کردیں اور نیز اس سے مدد طلب کی تھی اس کے جواب میں اس نے میرے قاصدوں کو قید کرلیا ہے اور میری مطلق مدد نہیں کی۔ میری حالت اسوقت اس شخص کی سی ہے جو اپنے گھر سے جلد گھر کردیا گیا ہے مگر پھر بھی احاطۂ مکان میں ہے اور اب اگر کوئی اسکی مدد کرے تو شاید وہ پھر اپنے گھر میں آجائے اور اسپر قبضہ کرلے ورنہ اگر وہ راستے پر نکالدیا گیا تو نہ گھر پر اسکا قبضہ رہے گا اور نہ احاطہ پر۔

مروان نے ابن ہبیرہ کو نصر کی امداد کے لئے لکھا اور نصر کو بھی اسکی اطلاع کردی۔ نصر نے بنی لیث کے آزاد غلام خالد کے ہاتھ ابن ہبیرہ کو لکھا کہ آپ فوراً میری امداد کے لئے فوج بھیجئے کیونکہ میں اہل خراسان سے جھوٹا ہوچکا ہوں اب ان میں ایک بھی ایسا نہیں ہے جو میری بات پر اعتماد کرتا ہو آپ فوراً دس ہزار فوج میری امداد کے لئے بھیجدیجئے بعد میں اگر آپ نے ایک لاکھ بھی بھیجی تو اسکا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اس سال محمد بن عبدالملک بن مروان امیر حج تھا، مکہ مدینہ اور طائف اسیکے ماتحت تھا، عراق یزید بن عمرو بن ہبیرہ کے تحت تھا، حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے اور عباد بن منصور بصرہ کے قاضی تھے نصر بن سیار خراسان کا صوبہ دار تھا اور خراسان کی جو سیاسی حالت تھی اسکو ہم بیان کرآئے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ طبری

حصۂ چہارم

سنہ ۱۳۱ ہجری کے واقعات

اِس سنہ میں قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو نصر کے مقابلہ کے لئے بھیجا جو قومس میں قیام پذیر تھا۔

نباتہ کے قتل کے بعد نصر بذش سے روانہ ہو کر خوار آگیا تھا۔ ابو بکر العقیلی اس مقام کا امیر تھا، قحطبہ نے محرم سنہ ۱۳۱ ہجری میں اپنے بیٹے حسن کو قومس بھیجا پھر ابو کامل ابو القاسم محرز بن ابراہیم اور ابو العباس المروزی کو سات سو فوج کے ہمراہ حسن کے پاس روانہ کیا، جب یہ سردار اُسکے قریب پہنچے تو ابو کامل اپنی چھاؤنی کو چھوڑ کر نصر سے جا ملا اور نصر سے آکر اپنے اُس سپہ سالار کا مقام جسے وہ چھوڑ آیا تھا، بتایا، نصر نے ایک فوج اُسکے مقابلہ کے لئے بھیجدی جب نصر کی فوج آئی تو اس نے ابو مسلم کی فوج کا جو ایک فصیل میں فروکش تھی محاصرہ کرلیا۔ جمیل بن مہران فصیل میں شگاف کر کے اپنی فوج کو لیکر بھاگ گیا اور یہ کچھ مال و متاع بھی چھوڑتے گئے۔ نصر کی فوج نے اُس پر

قبضہ کرلیا۔ نصر نے اُسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیجدیا۔ عطیف نے رے میں اُسے رو کا نصر کے قاصد سے خط اور روپیہ لے لیا اور اُسے ابن ہبیرہ کے پاس بھیجدیا نصر کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو وہ برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ابن ہبیرہ نے یہ کسطرح کا جھگڑا پیدا کیا ہے کیا وہ قیس کے اِن کمزور نفروں کو میرے خلاف برانگیخت کررہا ہے، بخدا میں اُس سے اب کوئی تعلق نہیں رکھوں گا اُسے اور اُسکے بیٹے کو جسکے لئے وہ سب ترکیبیں کررہا ہے معلوم ہو جائے گا کہ اُنکی کوئی حقیقت وقیمت نہیں ہے!

اب خود نصر روانہ ہو کر رے آیا۔ حبیب بن بدیل النہشلی رے کا عامل تھا، جب نصر رے آگیا تو عطیف رے سے ہمدان چلا گیا۔ یہاں مالک بن ادہم بن محرز الباہلی صحصحیہ جماعت کے ساتھ مقیم تھا جب عطیف نے مالک کو ہمدان میں موجود پایا تو یہ ہمدان کو چھوڑ کر اصبہان بعامر بن ضبارہ کے پاس چلا گیا، عطیف کے ساتھ تین ہزار فوج تھی جسے ابن ہبیرہ نے نصر کی مدد کے لئے بھیجا تھا مگر عطیف نے رے میں پڑاؤ کردیا اور نصر کے پاس نہیں آیا۔ رے میں دو دن قیام کرنے کے بعد نصر بیمار پڑا اور اب وہ ڈولی میں سفر کرنے لگا، جب ہمدان کے قریب مقام ساوہ پہنچا تو یہیں اُس نے انتقال کیا۔ اُسکے مرنے کے بعد اُسکے ساتھی ہمدان میں داخل ہوئے، بیان کیا گیا ہے کہ نصر نے ۱۲۔ ربیع الاول کو پچاسی سال کی عمر میں انتقال کیا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگرچہ نصر خوار رے کی سمت روانہ ہوا تھا مگر وہ رے نہیں آیا بلکہ اُس نے اُس صحرا کا راستہ اختیار کیا جو رے اور ہمدان کے درمیان واقع ہے اور اسی صحرا میں اُسکا انتقال ہوا!

(اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے) نصر کے مرنے کے بعد حسن نے خازم بن خزیمہ کو سمنان نام موضع میں بھیجدیا۔ اب قحطبہ جرجان سے اِس طرف روانہ ہوا اُس نے اپنے آگے زیاد بن زرارۃ القشیری کو روانہ کردیا تھا یہ ابومسلم کا ساتھ دینے پر نادم ہوا اور قحطبہ کا ساتھ چھوڑ کر عامر بن ضبارہ کے پاس جانے کے لئے اصبہان کے راستہ ہو لیا، قحطبہ نے مسیب بن زہیر الضبی کو اُسکے تعاقب میں روانہ کیا اُس نے دوسرے دن عصر کے بعد اسے آلیا اور لڑا،

زیاد کو شکست ہوئی اور اُسکی تمام فوج قتل ہوگئی سیب پھر قحطبہ کے پاس واپس آگیا۔
قحطبہ قومس روانہ ہوا جہاں اُسکا بیٹا حسن مقیم تھا حازم بھی اس راستہ سے قومس گیا حسن آنے سے آنیکا حسن نے اُسے حکم دیا تھا قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو رے اپنے آگے روانہ کیا۔
حبیب بن بدیل النہشلی اور اُسکے ہمراہی شامیوں کو حسن کی پیشقدمی کا علم ہوا تو وہ خود رے چھوڑ کر چلے گئے حسن رے میں داخل ہوگیا اور اپنے باپ کے آنے تک وہاں پڑا رہا۔ قحطبہ نے رے پہنچکر ابو مسلم کو اپنے رے آنے کی اطلاع دی۔
اس سنہ میں ابو مسلم مرو سے نیسا پور چلا آیا اور اب یہاں اُس نے اپنا مقام کیا۔

ابو مسلم کے نیسا پور اور قحطبہ کے رے آنیکے واقعات

جب قحطبہ نے اپنے رے پہنچ جانے کی ابو مسلم کو اطلاع دی تو وہ مرو چھوڑ کر نیسا پور آگیا اور یہاں اُس نے اپنے گرد خندق کھود لی رے آنے کے تین دن بعد قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ہمدان روانہ کیا، جب یہ ہمدان کی جانب بڑھا تو مالک بن ادہم اور تمام شامی اور خراسانی جو وہاں تھے ہمدان سے نہاوند آگئے، یہاں مالک نے سب لوگوں سے کہا کہ جس جس کا نام دفتر میں لکھا ہوا ہے وہ اپنی معاشیں آکر لے لے، بہت سے لوگوں نے اپنی معاشیں بھی نہ لیں اور یوں ہی نہاوند سے بھی چلے گئے۔ اب صرف مالک اور بقیہ وہ شامی اور خراسانی جو نصر کے ہمراہ تھے اُسکے ساتھ رہے، حسن ہمدان سے نہاوند آیا اور اُس سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا، قحطبہ نے ابو الجہم بن عطیہ باہلہ کے آزاد غلام کو سات سو فوج کے ساتھ حسن کی مدد کو بھیجدیا جس نے چاروں طرف سے شہر کو محاصرہ میں لے لیا۔
اس سنہ میں عامر بن ضبارہ قتل کیا گیا۔

عامر بن ضبارہ کا قتل

عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ابن ضبارہ کے ہاتھوں ہزیمت

اُٹھانے کے بعد خراسان کے طرف بھاگا، ابن ضبارہ اُسکے تعاقب میں روانہ ہوا اسی اثناء میں یزید بن عمر کو جرجان میں نباتہ بن حنظلہ کے مارے جانے کی اطلاع ملی۔ تو ابن ہبیرہ نے عامر بن ضبارہ اور اپنے بیٹے داؤد بن یزید بن عمر کو قحطبہ کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا۔ یہ دونوں کرمان میں تھے، پچاس ہزار فوج کے ساتھ قحطبہ کے مقابلہ کے لئے بڑھے، ہمدان کے شہر جی میں آکر فروکش ہوئے۔ ابن ضبارہ کا پڑاؤ عسکر العساکر کہلایا جاتا تھا قحطبہ نے اُنکے مقابلہ کے لئے مقاتل۔ ابو حفص المہلبی۔ ابو حماد المروزی (بنی سلیم کے آزاد غلام) موسیٰ بن عقیل، اسلم بن حسان۔ ذویب بن الاشعث، کلثوم بن شبیب، مالک بن طریف، مخارق بن عقال اور ہثیم بن زیاد کو روانہ کیا علی کو ان سب کا قائد عام مقرر کیا۔ علی اپنی فوج کے ساتھ قم میں آکر فروکش ہوا۔

ابن ضبارہ کو معلوم ہوا کہ حسن نے اہل نہاوند کا محاصرہ کر رکھا ہے اُس نے اہل نہاوند کی امداد کے لئے جانے کا ارادہ کیا مگر علی کو بھی اُسکے اس ارادے کی خبر ہوگئی اُس نے فوراً قحطبہ کو اُسکی اطلاع دی قحطبہ نے زہیر بن محمد کو قاشان روانہ کیا۔ اب خود علی قم سے طریف بن غیلان کو قم میں اپنا قائم مقام بنا کر نہاوند کی طرف روانہ ہوا مگر پھر قحطبہ نے اُسے اپنے آنے تک ٹھہرنے اور قم واپس جانے کا حکم دیا اور خود قحطبہ رے سے روانہ ہوا اسے ان دونوں فوجوں کی دیکھ بھال کرنے والے دستے ملے۔ جب یہ مقاتل بن حکیم العکی سے جا ملا تو اس نے اُسکی چھاؤنی کو اپنی چھاؤنی سے متصل کر لیا۔ عامر بن ضبارہ اُن کے مقابلہ پر آیا دونوں حریفوں کے پڑاؤ میں ایک فرسنگ کا فاصلہ تھا کئی روز تک ابن ضبارہ بغیر لڑے ٹھہرا رہا اب قحطبہ نے جارحانہ کارروائی کی اور دونوں میں جنگ شروع ہوئی اُسکے میمنہ پر علی خالد بن برمک کے ساتھ متعین تھا۔ میسرہ پر عبدالحمید بن ربعی مالک بن طریف کے ہمراہ متعین تھا، قحطبہ کے پاس بیس ہزار فوج تھی ابن ضبارہ کے پاس ایک لاکھ یا جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ڈیڑھ لاکھ تھی

قحطبہ کے حکم سے کلام پاک ایک نیزہ پر باندھا گیا اور اس نے شامیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تمہیں کلام اللہ کے احکام کی تعمیل کے لئے دعوت دیتا ہوں شامیوں نے

اُسے فحش گالیاں دیں، قحطبہ نے اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا عکی نے شامیوں پر حملہ کیا، دونوں حریف گڑ مڈ ہوگئے کوئی ترتیب باقی نہیں رہی مگر زیادہ دیر تک جنگ نہیں ہوئی کہ شامیوں کو شکست ہوئی اور وہ بری طرح مارے گئے، فاتحوں نے اُن کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا بے شمار اسلحہ، لونڈی غلام اور مال واسباب اُنکے ہاتھ لگا۔ قحطبہ نے شریح بن عبداللہ کو اپنے بیٹے حسن کے پاس اس فتح کی خوشخبری دینیکے لئے بھیجا۔

جب قحطبہ اور ابن ضبارہ کا مقابلہ ہوا تو ابن ضبارہ کے ہمراہ اہل خراسان میں سے صالح بن حجاج النمیری، بشر بن بسطام بن عمران بن الفضل البرجمی۔ اور عبد العزیز بن شماس المازنی تھے ابن ضبارہ کے پاس صرف رسالہ تھا اور قحطبہ کے ساتھ پیدل اور رسالہ دونوں طرح کی فوج تھی، قحطبہ کی فوج نے ابن ضبارہ کے رسالہ پر ایسی ناوک فگنی کی کہ وہ ہزیمت اٹھا کر بھاگ گئے، قحطبہ اُسکا تعاقب کرتا ہوا اُسکے لشکر گاہ میں در آیا۔ ابن ضبارہ نے اپنے پڑاؤ کو چھوڑ دیا اور اپنی فوج کو اپنے پاس بُلایا۔ اُس کی فوج کو شکست ہوئی اور یہ مارا گیا۔

عین لڑائی میں داؤد بن یزید بن عمر میدان جنگ سے خود پسپا ہو گیا، ابن ضبارہ نے اُسے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پسپا ہو گیا ہے ابن ضبارہ نے کہا اللہ اُس پر لعنت کرے مگر وہ خود لڑتا رہا اور مارا گیا۔

ایک شخص جو قحطبہ کے ہمراہ اس معرکہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جسقدر گھوڑے اسلحہ اور لونڈی غلام شامیوں نے اصبہان میں اپنے لشکر گاہ میں جمع کی تھیں میں نے کبھی کسی لشکر گاہ میں نہیں دیکھیں معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ایک شہر فتح کیا ہے، اسی طرح بے شمار بربط تنبورے اور دوسرے باجے ہمارے ہاتھ آئے اور بہت کم جھونپڑیاں یا خیمے ایسے تھے کہ جسمیں ہمیں شراب کا کوئی مشکیزہ یا چھاگل نہ ملی ہو۔

اسی سنہ میں نہاوند پر قحطبہ اور مروان کی اُن فوجوں میں جو وہاں پناہ گزیں تھیں جنگ ہوئی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ جنگ مقام جابلق واقع ضلع اصبہان میں بروز سنیچر ہوئی جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں سات راتیں باقی تھیں۔

نہاوند پر قحطبہ اور مروان کی فوجوں کا معرکہ

جب قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دی تو اُس نے اور اُسکی فوج نے خوشی میں تکبیر بلند کی اور اُسکی خبر قتل کو زور زور سے بیان کرنے لگے اُسے سنکر عاصم بن عمیر السغدی نے اپنی فوج سے کہا کہ دشمن جو اس زور زور سے ابن ضبارہ کے قتل کی اطلاع دے رہا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات سچ ہے آب بہتر یہ ہے کہ قبل اُسکے کہ اُسکا باپ آجائے ہم سب حسن پر ٹوٹ پڑیں اور اس طرح ہمیں موقع ملجائے گا کہ جدھر چاہیں نکل جائیں کیونکہ اب زیادہ عرصہ تک تم لوگ اُن کا مقابلہ نہ کرسکو گے اسپر بیدل سپاہ نے کہا کہ آپ لوگ گھوڑوں پر سوار ہیں آپ تو نکل جائیں گے اور ہمیں چھوڑ جائینگے۔ مالک بن ادہم الباہلی نے کہا ابن ہبیرہ کا خط میرے پاس آگیا ہے جس میں اُس نے اپنے آنے کا حال لکھا ہے اب میں تو اُسکے آنے تک اس مقام سے نہیں جاؤں گا۔

اصبہان میں بیس روز قیام کرنے کے بعد قحطبہ نہاوند میں اپنے بیٹے حسن کے پاس آیا۔ اس نے نہاوند کی فوج کو کئی ماہ تک محاصرہ میں رکھا اُن کے سامنے امان پیش کی مگر انھوں نے اُسکے قبول کرنے سے انکار کردیا۔ قحطبہ نے شہر پر منجنیقیں نصب کردیں جب مالک نے یہ رنگ دیکھا اس نے اپنے اور شامیوں کے لئے قحطبہ سے وعدۂ معافی لے لیا۔ اہل خراسان کو اس معاملے کی اطلاع نہ ہوئی، قحطبہ نے مالک کو وعدۂ معافی دیدیا اور اُسے ایفا بھی کیا، شامیوں میں سے اُس نے کسی کو قتل نہیں کیا، اسکے خلاف اُس نے تمام خراسانیوں کو بجز حکم بن ثابت بن ابی مسعر الحنفی کے قتل کردیا ان سرآوردہ لوگوں میں ابو کامل۔ حاتم بن الحارث بن شریح۔ ابن نصر بن سیار، عاصم بن عُمیر، علی بن عقیل، بیہس بن بدیل السلیمی الجزائری، ایک قریشی بختری نام جو عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں تھا، (دیگر ارباب سیر نے اسکے متعلق یہ بھی بیان کیا ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کی اولاد سے پہچانی نہ تھی)، اور قطن بن حرب الہلالی تھے۔

جب مالک بن ادہم نے قحطبہ سے مصالحت کرلی تو بیہس بن بدیل نے

کہا بخدا یہ ہمارے اغراض کے خلاف صلح کر رہا ہے میں اُسے قتل کردوں گا، اُسکے بعد ہی اس نے دیکھا کہ اُن خراسانیوں کے لیئے جو قحطبہ کے ہمراہ تھے شہر کے دروازے کھولدئے گئے اور وہ داخل ہو گئے، قحطبہ نے اِن لوگوں کو شہرپناہ میں داخل کردیا۔

اس واقعہ کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ قحطبہ نے اُن خراسانیوں سے جو نہاوند میں تھے کہلا کر بھیجا کہ تم لوگ میرے پاس چلے آؤ میں تم سب کو اماں دیتا ہوں مگر اُنھوں نے اس سے انکار کردیا۔ اس کے بعد اس نے اہل شام کو اسی قسم کی دعوت دی جسے اُنھوں نے قبول کرلیا اور تین ماہ شعبان و رمضان اور شوال کے محاصرہ کے بعد اُنھوں نے اپنے لئے امان حاصل کرلی نیز اُنھوں نے قحطبہ سے درخواست کی کہ وہ اہل شہر پر دوسری جانب سے حملہ کرے تاکہ وہ ہماری کارروائی سے واقف نہ ہوں اور اس اثنا میں ہم اُنکی لاعلمی میں دروازہ کھولدینگے، قحطبہ نے اس تجویز پر عمل کیا اور جب اُس نے اہل نہاوند کو دوسری جانب جنگ میں مشغول کردیا تو شامیوں نے اپنے سامنے کا دروازہ کھولدیا۔ جب اُنکے ہمراہی خراسانیوں نے دیکھا کہ شامی شہر سے باہر جارہے ہیں تو اُسکے متعلق اُنھوں نے دریافت کیا شامیوں نے کہا ہم نے اپنے اور تمھارے لئے امان لے لی ہے اسپر اہل خراسان کے تمام عمائد باہر نکل آئے۔ قحطبہ نے اِن میں سے ہر شخص کو اپنے خراسانی سرداروں کے سپرد کردیا۔ پھر اُسکے حکم سے نقیب نے منادی کردی کہ جس جس کے پاس کوئی قیدی ہو وہ اُسے قتل کرکے اُسکا سر پیش کردے، چنانچہ سب نے اس حکم کی تعمیل کی اور جو جو لوگ ابو مسلم کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوئے تھے وہ سب قتل کردئے گئے، البتہ شامیوں کو اُس نے اس شرط پر معافی دیدی کہ وہ اُسکے خلاف کسی کی مدد نہیں کریں گے۔

اب یہاں سے پھر سابق بیان شروع ہوتا ہے۔

جب قحطبہ نے اُن خراسانیوں کو جو نہاوند میں شامیوں کے ہمراہ تھے شہرپناہ میں داخل ہونے کا حکم دیا تو ابن عمیر نے اُنھیں ایسا کرنے سے منع کیا اور خود زرہ اور سیاہ لباس پہن کر جو اُسکے پاس تھا شہرپناہ سے نکل بھاگا، ایک

خدمتگار نے جو خراسان میں اُسکے پاس ملازم رہا تھا اُسے پہچان لیا۔ اس نے اُس کا نام ابوالاسود بتایا اُس نے کہا ہاں اُس خدمتگار نے اُسے ایک نالی میں چھپا دیا اور اپنے ایک غلام سے کہا کہ اُن کی حفاظت کرے اور کسی کو اُسکا پتہ نہ دے جب قحطبہ نے یہ حکم دیا کہ جسکے پاس جو قیدی ہو اُسے وہ قتل کرکے اُس کا سر میرے سامنے پیش کرے تو اس غلام نے جسکے ذمہ عاصم کی حفاظت کی گئی تھی کہا کہ میرے پاس ایسا قیدی ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھسے چھین لیا جائے گا، اُسکی اس بات کو ایک یمنی نے سُنا اور اُس سے کہا کہ مجھے وہ قیدی دکھا تو اُس نے اُسے دکھا دیا۔ یمنی نے عاصم کو شناخت کر لیا اور قحطبہ سے آکر بیان کیا کہ ظالموں کا ایک بڑا شخص اسطرح گرفتار ہے قحطبہ نے اُسے اپنے سامنے بلوا کر قتل کر دیا۔ مگر اہل شام سے جو وعدۂ معافی اُس نے کیا تھا اُسے ایفا کیا اور اُنمیں سے کسی کو نہیں مارا۔

جب قحطبہ نہاوند آیا اُس وقت حسن اہل نہاوند کا محاصرہ کئے تھا، قحطبہ خود تو نہاوند میں مقیم رہا حسن کو اُس نے مرج القلعہ کی طرف روانہ کیا اس نے خازم بن خزیمہ کو حلوان اپنے آگے روانہ کیا عبداللہ بن علاء الکندی حلوان کا عامل تھا یہ حلوان چھوڑ کر بھاگ گیا۔

جب قحطبہ نے نہاوند فتح کر لیا تو مفتوحین کا ارادہ ہوا کہ اُسکا نام مروان کو لکھ بھیجیں مگر وہ کہنے لگے کہ اُسکا نام بہت بُرا ہے اُسے قلب کردو، قلب کرنے سے ھبلاحق ہوا اُس پر وہ کہنے لگے کہ اس سے تو پہلا ہی نام باوجود اپنی شناعت کے ہمارے لئے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے پھر اُسے الٹا کر دو۔

اسی سال شہر زور میں ابو عون کی لڑائی اور اُسے فتح ہوئی اُس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ابو عون کی کارروائی

قحطبہ نے ابو عون عبدالملک بن یزید الخراسانی اور مالک بن طریف الخراسانی کو چار ہزار فوج کے ہمراہ شہر زور بھیجا، جہاں عثمان بن سفیان عبداللہ بن مروان کے مقدمۃ الجیش کو لئے ہوئے پہنچ چکا تھا، ابو عون اور مالک نے شہر زور سے دو فرسنگ کے فاصلہ پر آکر منزل کی ایک شب و روز قیام کے بعد دونوں ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱ھ
کے دن عثمان بن سفیان سے لڑے یہ مارا گیا، ابو عون نے اس فتح کی خوش خبری

اسمٰعیل بن المتوکل کے ذریعہ قحطبہ کو بھیجدی اور خود ابوعون موصل کے علاقہ میں ٹھہرا رہا،
بعض راویوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عثمان اس جنگ میں مارا نہیں گیا بلکہ وہ عبداللہ بن مروان کے پاس بھاگ کر چلا گیا، ابوعون نے اُسکے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور ایک شدید جنگ کے بعد اُسکے اکثر ساتھی قتل کر دیئے،
یہ بھی کہا ہے کہ قحطبہ نے ابوعون کو تیس ہزار فوج کے ساتھ ابومسلم کے حکم کی بنا پر شہر زور بھیجا تھا،
جب ابوعون کی خبر مروان کو ملی جو اُس وقت حرّان میں تھا تو وہ وہاں سے اُسکی جانب آگے بڑھا۔ اُسکے ہمراہ شام۔ موصل اور جزیرہ کی تمام باقاعدہ فوج اور بنوامیہ کا تمام کنبہ تھا۔ یہ بڑھتا ہوا موصل آیا اب یہاں اس نے خندقیں کھودنا شروع کیں ایک خندق سے دوسری خندق کا سلسلہ ملا دیا یہاں تک کہ اسی طرح پیشقدمی کرتے ہوئے زاب آکر پھر اس نے مورچے لگائے۔ ابوعون ذی الحجہ کی بقیہ مدت اور محرم ۱۳۲ھ شہر زور ہی میں مقیم رہا اس نے پندرہ ہزار آدمیوں کو بھرتی کیا، نیز اسی سنہ میں قحطبہ ابن ہبیرہ کی طرف بڑھا۔ جب حلوان سے شکست کھا کر ابن ہبیرہ کا بیٹا اسکے پاس آیا تو یہ بے شمار فوج کے ساتھ قحطبہ سے لڑنے آیا، اُس کے ہمراہ حوثرہ بن سہیل الباہلی بھی تھا۔ اسے مروان نے ابن ہبیرہ کی مدد کے لئے بھیجا تھا، ابن ہبیرہ نے ساقہ عسکر پر زیاد بن سہیل الغطفانی کو مقرر کیا تھا، غرض کہ ابن ہبیرہ نے کوفہ سے روانہ ہو کر مشہور مقام جلولاء پر قیام کیا، خندق کھودی اور وہی خندق کھودی جسے اہل عجم نے جلولاء کی مشہور جنگ میں کھودا تھا۔ اس انتظام کے بعد یہ یہاں ٹھہرا رہا۔ دوسری جانب سے قحطبہ بڑھتا ہوا قرماسین آیا وہاں سے حلوان ہوتا ہوا خانقین پہنچا جب یہ خانقین سے آگے بڑھا تو ابن ہبیرہ جلولا چھوڑ کر دسکرہ پلٹ آیا،
دوسرا بیان یہ ہے کہ جب قحطبہ ابن ہبیرہ کے قریب آیا تو وہ اُس وقت جلولاء میں اپنی خندقوں میں مورچے لگائے تھا اُسکے آتے ہی یہ اس مقام کو چھوڑ کر عسکر آ گیا۔ قحطبہ نے دجلہ کو عبور کیا اور انبار کے سامنے مقام دمما میں فروکش ہوا۔ ابن ہبیرہ بھی اپنی فوج کے ہمراہ جلد جلد کوفے کی طرف پلٹا تاکہ قحطبہ سے پہلے وہاں پہنچے، یہ فرات کے شرقی حصہ میں ہو رہا حوثرہ پندرہ ہزار فوج کے ساتھ کوفہ آیا

قحطبہ نے دمّا سے دریائے فرات کو عبور کیا اور یہ اُس کے غربی حصّہ سے کوفہ کے ارادہ سے چلا آخر کار اُس مقام پر پہنچا جہاں ابن ہبیرہ موجود تھا۔

اس سنہ میں ولید بن عروہ بن محمد بن عطیۃ السعدی (سعد ہوازن) عبدالملک بن محمد بن عطیہ کے بھتیجے کی امارت میں حج ہوا، یہ عبدالملک وہی شخص ہے جس نے ابو حمزہ خارجی کو قتل کیا تھا، ولید بن عروہ اپنے چچا کی جانب سے مدینہ کا والی تھا۔ یہ مدینہ سے روانہ ہو چکا تھا کہ اس اثنا میں مروان نے اُسکے چچا عبدالملک بن محمد بن عطیہ کو جو اُس وقت یمن میں تھا حج کرانے کا حکم دیا مگر اُسکا مکہ کے سفر میں جو حشر ہوا وہ ہم بیان کر چکے ہیں جب چچا کے آنے میں دیر ہوئی تو ولید بن عروہ نے اپنے چچا کی جانب سے اپنے نام حج کرانے کا حکم لکھ لیا اور اسی نے حج کرایا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب ولید بن عروہ کو اپنے چچا کے مارے جانے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ لوگ جنھوں نے اُسے قتل کیا تھا وہ بھی آئے ولید نے اُن میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا۔ اُنکی عورتوں کے شکم چاک کر دیئے بچوں تک کو قتل کر دیا، اور جس پر اُس نے قابو پایا اُسے جلا ڈالا یہی ولید اس سنہ میں مکہ، مدینہ اور طائف کا اپنے چچا عبدالملک بن محمد کی جانب سے عامل تھا۔ یزید بن عمر بن ہبیرہ عراق کا صوبہ دار تھا، حجاج بن عاصم المحاربی کوفہ کے قاضی تھے عباد بن منصور الناجی بصرہ کے قاضی تھے۔

سنہ ۱۳۲ ہجری کے واقعات

قحطبہ بن شبیب کی ہلاکت

ابن ہبیرہ کی جانب پیشقدمی کرتے ہوئے جب قحطبہ خانقین پہنچا تو اُس وقت ابن ہبیرہ جلولا میں تھا قحطبہ کے خانقین آنے کے بعد یہ جلولا سے دسکرہ آگیا تھا قحطبہ نے اپنے بیٹے حسن کو ابن ہبیرہ کی نقل و حرکت دریافت کرنے روانہ کیا اُس وقت ابن ہبیرہ اپنی جلولا کی خندق کی طرف پلٹ رہا تھا حسن نے اسے اُسکی خندق میں فروکش پایا اور اُسکی اپنے باپ کو جا کر اطلاع کر دی، قحطبہ نے اپنے سرداروں سے

پوچھا کیا کوئی کوفہ جانے کا ایسا راستہ ہے کہ جسکے ذریعہ ہم ابن ہبیرہ کا مقابلہ کیئے بغیر کوفہ پہنچ جائیں؟۔ خلف بن المورع الہمدانی التمیمی نے کہا ہاں میں آپ کو ایسا راستہ بتاتا ہوں، چنانچہ اس نے قحطبہ کو روستقباذ سے دریائے تامرا (دیالہ) کو عبور کرایا۔ اب یہ راستے راستے ہولیا برزج سابور میں منزل کر کے مکبرا آیا اور پھر دجلہ کو عبور کر کے آوانا پہنچا۔

(دوسری روایت) قحطبہ نے خانقین میں منزل کی۔ اُسوقت ابن ہبیرہ جلولاء میں فروکش تھا اِن دونوں کے درمیان پانچ فرسنگ کا فاصلہ تھا۔ قحطبہ نے اُس کی نقل و حرکت دریافت کرنے کے لئے طلائع روانہ کئے اُنھوں نے واپس آکر بتایا کہ وہ ابھی جلولاء ہی میں فروکش ہے۔ قحطبہ نے خازم بن خزیمہ کو حکم دیا کہ وہ دریائے دجلہ کو عبور کرے یہ اُسے عبور کر کے دجلہ اور دجیل (دریائے قارون) کے درمیان چلتا رہا اور جب کوثا پہنچا تو قحطبہ نے اُسے حکم دیا کہ وہ انبار جائے اور وہاں جسقدر کشتیاں اُسے دستیاب ہوسکیں وہ بھیجدے اور پھر وہ دریا کو عبور کر کے دمّا میں اُس سے آملے گا، خازم نے اس حکم کی تعمیل کی اور قحطبہ دمّا میں اُس سے آملا۔ پھر اُس نے محرم ۱۳۲ھ ہجری میں فرات کو عبور کیا تمام مال و اسباب اور اہل و عیال خشکی کے راستے سے روانہ کئے سوار بھی اسکے ساتھ دریا کے کنارے کنارے چلتے رہے، اسوقت ابن ہبیرہ کوفہ سے تئیس[۲۳] فرسنگ کے فاصلہ پر فرات کی اُس آبشار پر جو فلوجہ کی سطح مرتفع کے بعد واقع ہے ڈیرے ڈالے ہوئے تھا، ابن ضبارہ کی ہزیمت یافتہ فوج بھی اُسکے پاس آگئی تھی نیز مروان نے بھی بیس ہزار فوج حوثرہ بن سہیل الباہلی کی قیادت میں اسکی امداد کے لئے بھیجدی تھی۔

(پہلی روایت) جب قحطبہ ابن ہبیرہ کو چھوڑ کر سیدھا کوفہ کی جانب بڑھا تو حوثرہ بن سہیل الباہلی اور شام کے دوسرے سرآوردہ لوگوں نے ابن ہبیرہ سے کہا قحطبہ کوفہ جا رہا ہے تم خراسان چلو اور اسے اور مروان کو آپس میں نبٹ لینے دو اس کارروائی سے تم اُنکی ساری طاقت توڑ دو گے کیونکہ اس صورت میں اغلب یہ ہے کہ وہ تمہارا تعاقب کرے گا، ابن ہبیرہ نے کہا یہ مشورہ مناسب نہیں وہ کوفہ کو چھوڑ کر میرا تعاقب کبھی نہیں کرے گا اب تو مناسب بات یہی ہے کہ میں اُس سے پہلے کوفہ پہنچ جاؤں۔

جب قحطبہ نے فرات کو عبور کیا تو یہ اسکے کنارے کنارے ہولیا ابن ہبیرہ نے بھی اپنے علاقہ فلوجہ کے پڑاؤ سے کوچ کیا اُس نے حوثرہ بن سہیل کو اپنے مقدمتہ الجیش کا افسر مقرر کرکے کوفہ چلنے کا حکم دیا دونوں حریف فرات کے کنارے کنارے کوفہ کی طرف بڑھے، ابن ہبیرہ فرات اور سورا کے درمیان سفر کر رہا تھا اور قحطبہ فرات کے مغربی کنارے کنارے جو صحرا سے متصل ہے چل رہا تھا، یہ ایک جگہ ٹھہر گیا، ایک دیہاتی کشتی میں بیٹھکر اسکے پاس آیا اور سلام کیا قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق ہے؟' اُس نے کہا طے سے، پھر اُس دیہاتی نے قحطبہ سے کہا آپ اس میں سے پانی پیجیے' اور مجھے اپنا جھوٹا پلائیے قحطبہ نے پیالہ میں سے چنگل بھر کر پہلے خود پیا اور پھر اُسے پلایا اُس دیہاتی نے کہا اُس خدا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے اتنی عمر دی کہ میں نے اس فوج کو یہ پانی پیتے دیکھا، قحطبہ نے پوچھا کیا اسکے متعلق کوئی روایت تم تک پہنچی ہے اُس نے کہا ہاں قحطبہ نے پوچھا کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو اُس نے کہا قبیلہ طے کے بنی نبہان سے، قحطبہ نے کہا میرے امام نے مجھسے جو بات کہی وہ صحیح ہوئی ہے انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس دریا پر مجھے ایک جنگ میں شریک ہونا پڑے گا جسمیں مجھے فتح حاصل ہوگی قحطبہ نے اس سے پوچھا اے نبہانی بھائی کیا یہاں کہیں دریا بھی پایاب ہے اُس نے کہا ہاں ہے مگر میں نہیں جانتا کہ کہاں ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ معن بن انعصم اُس مقام سے واقف ہے، قحطبہ نے اُسے بلایا، وہ اسکا باپ اور عون آئے اور انھوں نے وہ جگہ بتائی جہاں دریا پایاب تھا، اب شام ہوگئی، اور ابن ہبیرہ کا مقدمتہ الجیش جسمیں بیس ہزار فوج حوثرہ کے زیر قیادت تھی اسکے سامنے آگیا۔

دوسری روایت، جب قحطبہ نے الحارہ پر منزل کی تو کہا جو امام نے مجھے کہا تھا وہ سچ ہوا انھوں نے مجھے خبر دی تھی کہ اس مقام میں مجھے فتح حاصل ہوگی، قحطبہ نے یہاں اپنی ساری فوج کو انکی معاش دیدی، فوج کے بخشی نے رقم تقسیم کرکے سولہ ہزار سے ایک یا دو درہم کم و بیش رقم اُسے لاکر واپس دیدی، اسپر قحطبہ نے کہا جب تک تمہاری دیانت داری کا یہ حال رہے گا تمہارے سارے کام بنتے جائینگے، اب شامی رسالہ سامنے آگیا اور اسے دریا کا پایاب مقام بھی بتا دیا گیا تھا مگر اُس نے کہا ہم ماہ محرم الحرام اور دسویں کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ سنہ ۱۳۲ھ ہجری کا واقعہ ہے۔

ایک اور روایت ہے قحطبہ مغرب کے وقت آٹھویں محرم شب چہارشنبہ ۱۳۲ھ کو اُس مقام پر آیا جہاں سے دریا پایاب تھا اور جو اُسے بتادی گئی تھی وہ آتے ہی اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دریا میں کود پڑا۔ ابن ہبیرہ پر حملہ آور ہوا، اُسکی فوج پسپا ہوئی اور نیل کے دہانے پر جاکر ٹھہری حوثرہ روانہ ہوکر ابن ہبیرہ کے قصر میں جاکر فروکش ہوا صبح کے وقت جب اہل خراسان نے اپنے سپہ سالار کو نہ پایا تو اُن کی ہمتیں ٹوٹ گئیں، اب حسن بن قحطبہ اس فوج کا سردار تھا۔

اب یہاں سے پھر پہلا بیان شروع ہوتا ہے، قحطبہ نے اپنے علم بردار خیران یا اپنے غلام یسار سے کہا دریا کو عبور کر، نیز اُس نے اپنے نشان بردار مسعود بن علاج الوائلی کو بھی عبور کا حکم دیا۔ اپنے کوتوال عبدالحمید بن ربعی ابی غانم الطائی کو بھی عبور کا حکم دیا اور کہا اے ابوغانم عبور کرو اور تمھیں مال غنیمت کی خوشخبری ہو، چنانچہ ایک جماعت نے جنمیں چار سو آدمی تھے دریا کو عبور کیا اور یہ حوثرہ کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور انھیں شاہراہ سے ہٹا دیا۔ محمد بن نباتہ سامنے آیا اس سے بھی لڑائی ہوئی اُنھوں نے آگ روشن کردی شامی پسپا ہوگئے، جب خراسانیوں نے قحطبہ کو نہ پایا تو اُنھوں نے حمید بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اگرچہ وہ اُسے پسند نہیں کرتا تھا۔ اور ابونصر نام ایک شخص کو دو سو آدمی کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کی نگرانی پر متعین کردیا۔ حمید یہاں سے روانہ ہوکر کربلا آیا۔ پھر دیر الاعور پہ منزل کرکے عباسیہ میں فروکش ہوا۔

دوسرے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطبہ کی لاش مل گئی جسے ابوجہم نے دفن کردیا، فوج کے ایک میر بخشی نے اعلان کیا کہ جسکے پاس قحطبہ کا کوئی عہد ہو وہ پیش کرے، مقاتل بن مالک العکی نے کہا میں نے قحطبہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اگر مجھے کوئی حادثہ پیش آجائے تو حسن سپہ سالار مقرر کئے جائیں۔ چنانچہ تمام لوگوں نے حسن کے لئے حمید کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور پھر حسن کے بلانے کو قاصد بھیجا قاصد نے قریۂ شاہی کے دمہ بن سے ملاقات کی، حسن واپس آگیا، اُس نے قحطبہ کی مُہر ابوجہم کے حوالے کردی اور اب سب لوگوں نے حسن کے ہاتھ پر بیعت کی حسن نے کہا اگر، قحطبہ مر گئے تو میں حسن ابن قحطبہ موجود ہوں۔

اس شب میں ابن نبہان السدوسی، حرب بن سلم بن احوز، عیسیٰ بن ایاس العدوی اور اساورہ میں سے ایک شخص مصعب نام کام آ گئے معن بن زائدہ اور یحییٰ بن حُصین نے قحطبہ کے قتل کا ادعا کیا۔

قحطبہ ایک نالی میں مقتول پایا گیا حرب بن سلم بن احوز بھی اُسکے پہلو میں مقتول پڑا تھا اُسپر لوگوں نے خیال کیا کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہے۔

عبداللہ بن بدر جو اس شب میں ابن ہبیرہ کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ قحطبہ دریا عبور کر کے ہمارے سامنے آیا۔ ایک ٹیلہ پر چڑھ کر جسپر پانچ شہسوار تھے ہم سے لڑنے لگا، ابن ہبیرہ نے محمد ابن نباتہ کو اُسکے مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اُس سے جا کر گتھم گتھا ہو گیا، ہم اُنپر یک بارگی ٹوٹ پڑے۔ معن بن زائدہ نے قحطبہ کے شانے پر تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار اُس میں پوری اُتر گئی۔ قحطبہ پانی میں گر پڑا۔ لوگوں نے اُسے نکال لیا اُس نے کہا میرا ہاتھ باندھ دو ایک عمامہ سے اُسکا ہاتھ باندھ دیا گیا پھر اُسنے کہا اگر میں مر جاؤں مجھے پانی میں ڈال دینا تاکہ کسی کو میرے مارے جانے کا علم نہ ہو۔

اہل خراسان نے اب ہم پر جوابی حملہ کیا جس سے ابن نباتہ اور شامی پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئے انھوں نے ہمارا تعاقب کیا ہماری ایک جماعت ایک سمت کو ہو لی تھی خراسانیوں کی ایک جماعت نے ہمیں آلیا ہم عرصہ تک اُن سے لڑتے رہے اور اس مقابلہ میں ہم شامیوں میں سے صرف دو آدمی بچے جو نہایت جواں مردی و استقلال سے ہماری جانب سے مدافعت کر رہے تھے آخر کار تنگ آ کر کسی خراسانی نے فارسی میں کہا ان کتوں کو چھوڑ دو، پھر وہ لوگ پلٹ کر چلے گئے۔

قحطبہ نے انتقال کیا، مرنے سے پہلے اُس نے کہا تھا جب تم لوگ کوفہ پہنچو تو امام ابوسلمہ وزیر ہو نگے اور ہماری اس تمام کارروائی کو انھیں کے سپرد کر دیا جائے ابن ہبیرہ واسط پلٹ آیا۔

قحطبہ کی ہلاکت کے واقعہ کے متعلق متذکرہ بالا بیانات کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب قحطبہ دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ابن ہبیرہ کے مقابل آ گیا تو اُس نے اپنے بیٹے حسن کو اپنے آگے مقدمۃ الجیش پر روانہ کیا پھر اُسنے عبداللہ الطائی، مسعود بن علاج، اسد بن المرزبان اور اپنی فوجوں کو گھوڑوں پر دریا کے

عبور کا حکم دیا، یہ لوگ عصر کے بعد دریا کو عبور کر گئے اور ابن ہبیرہ کی فوج کا پہلا شہسوار جو انھیں ملا اسے انھوں نے تیزے سے ہلاک کر دیا جسکے دیکھتے ہی ابن ہبیرہ کے ساتھی فرار ہو گئے اور جب یہ بھاگ کر سوار کے پل پر پہنچے تو ابن ہبیرہ کے کوتوال سوید نے انھیں روکا ان کے اور ان کے گھوڑوں کے چہروں پر ضربیں لگائیں اور انھیں پھر ان مقامات پر واپس بھیجدیا جہاں وہ متعین تھے۔ یہ مغرب کے وقت کا واقعہ ہے۔ جب یہ مسعود بن علاج اور اسکی جمعیت کے پاس پہنچے تو ان کے مقابلہ میں انکی تعداد بہت زیادہ ہوگئی یہ دیکھتے ہی قحطبہ نے مخارق بن غفار، عبداللہ بن بسام اور سلمہ بن محمد کو جو صرف رسالے کے ساتھ تھے حکم دیا کہ وہ دریا عبور کریں اور مسعود کو پیچھے سے بچائے رکھیں، یہ سردار عبور کر کے آئے محمد بن بنانہ نے انکا مقابلہ کیا اور سلمہ اور انکی جمعیت کا فرات کے کنارے ایک گاؤں میں محاصرہ کر لیا سلمہ مع اپنے ساتھیوں کے گھوڑے سے اتر پڑا اور اب شدید لڑائی شروع ہوگئی، محمد بن نباتہ سلمہ اور اسکی جماعت پر حملہ کر کے ان کے دس بیس آدمی قتل کر دیتا مگر سلمہ جب محمد بن بنانہ پر حملہ کرتا تو اسکے سو دو سو آدمی کاٹ دیتا اب سلمہ نے قحطبہ سے امداد طلب کی قحطبہ نے اپنے تمام سرداروں کو اسکی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔ پھر قحطبہ اپنے شہسواروں سمیت دریا کو عبور کرنے لگا، اس نے حکم دیا کہ ہر سوار اپنے پیچھے ایک اور شخص کو بٹھالے۔ یہ محرم کی پانچویں شب کا واقعہ ہے
اب خود قحطبہ نے محمد بن نباتہ پر حملہ کیا اور ان دونوں میں خونریز جنگ ہوئی قحطبہ نے ابن نباتہ کو شکست دی اور ڈھکیلتا ہوا ابن ہبیرہ تک لے گیا اسکی شکست کے ساتھ ہی ابن ہبیرہ بھی فرار ہوگیا اور وہ اپنے قیام گاہ کو جسمیں روپیہ، ہتھیار، سامان آرائش اور برتن وغیرہ تھے یونہی چھوڑ کر بھاگے، صراۃ کے پل کو عبور کر کے ساری رات چلتے چلتے صبح کو نیل کے دہانہ پر آئے۔

دوسری جانب قحطبہ کی فوج نے جب صبح کی تو انھوں نے اسے نہ پایا۔ نصف النہار تک اسکی امید رکھی جب اس سے مایوس ہو گئے اور معلوم ہوا کہ وہ غرق ہوگیا ہے تو اب تمام سرداروں نے بالاتفاق حسن بن قحطبہ کو اپنا امیر بنالیا۔ تمام اقتدار اس کے تفویض کر دیا اور بیعت کی ابن حسن نے امارت کا جائزہ لے لیا اور حکم دیا کہ ابن ہبیرہ کے

قیام گاہ کے تمام مال و اسباب کی فرد بنالی جائے، نیز اُس نے ایک خراسانی کو جس کی کنیت ابوالنصر تھی دو سو سواروں کے ساتھ اس تمام مال و اسباب پر متعین کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کشتیوں میں بار کرکے کوفے لایا جائے" اب حسن خود اپنی تمام فوجوں کو لیکر پہلے کربلا آیا پھر یہاں سے سوار او ردیرالاعور پر منزل کرتا ہوا عباسیہ ٹھہرا حوثرہ کو ابن ہبیرہ کی ہزیمت کی خبر ہوئی تو وہ اپنی فوج کو لیکر واسط میں اُسکے پاس آگیا۔

قحطبہ کے مارے جانے کی وجہ

احلم ابن ابراہیم بن بسام بنی لیث کا آزاد غلام بیان کرتا ہے کہ جب میں نے قحطبہ کو اس حالت میں دیکھا کہ اُسکا گھوڑا اسے دریا میں تیرتا ہوا لا رہا تھا اور قریب تھا کہ وہ اس مقام سے جہاں میں اور بسام بن ابراہیم میرا بھائی جو قحطبہ کے مقدمتہ الجیش پر تھا کھڑے تھے دریا کو عبور کر آئے تو میں نے یاد کیا کہ یہی وہ شخص ہے کہ جس نے نصر بن سیار کے بیٹوں کو قتل کیا ہے اور بھی اُسکی بہت سی باتیں مجھے یاد آئیں مگر اس کے ساتھ مجھے یہ بھی خوف تھا کہ مبادا میرے بھائی بسام بن ابراہیم کو اُس سے کوئی گزند پہنچے مگر پھر میں نے کہا اگر آج تو بچ گیا تو پھر میں کبھی اپنا بدلہ نہ لے سکونگا، چنانچہ جب اُس کا گھوڑا اُسے لیکر کنارے چڑھا اور قریب تھا کہ دریا سے نکل آئے میں نے آگے بڑھکر کنارے سے اُسکی پیشانی پر تلوار کا وار کیا اُسکا گھوڑا اچھل پڑا اور قحطبہ نے اسی وقت داعی اجل کو لبیک کہدیا۔ اور وہ مع اپنے اسلحہ کے فرات میں غرق ہوگیا۔

ابن حصین السعدی نے احلم بن ابراہیم کے مرنے کے بعد یہ بھی واقعہ بیان کیا اور کہا کہ اگر احلم نے اپنی موت کے وقت اس کا اقرار نہ کیا ہوتا تو میں کبھی اس واقعہ کو اُس سے منسوب نہ کرتا۔

اس سنہ میں محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا، اور حسن بن قحطبہ کے آنے سے پہلے علم سیاہ بلند کرکے ابن ہبیرہ کے عامل کو کوفے سے نکالدیا پھر حسن بھی کوفہ آگیا۔

دسویں محرم کو محمد بن خالد نے کوفہ میں خروج کیا زیاد بن صالح الحارثی کوفہ کا عامل تھا عبدالرحمن بن بشیر العجلی کوتوال شہر تھا، محمد نے علم سیاہ بلند کرکے قصر کی جانب پیشقدمی کی، زیاد بن صالح الحارثی، عبدالرحمن بن بشیر العجلی اور دوسرے شامی جو

اُن کے ہمراہ تھے قصر کو خالی کر کے چلے گئے، محمد ابن خالد قصر میں داخل ہو گیا دوسرے دن صبح کو جو قحطبہ کے مرنے کے بعد دوسرا دن تھا، اُسے معلوم ہوا کہ حوثرہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ ابن ہبیرہ میں آکر فروکش ہوا ہے اور مجھ پر پیشقدمی کرنے کے لئے تیار ہے، یہ سنتے ہی محمد کے تمام ساتھی سوائے اُن چند یمنی بہادروں کے جو مروان سے بھاگ کر آئے تھے یا اُسکے اپنے موالیوں کے اُسکا ساتھ چھوڑ کر چلدیئے، ابو سلمۃ الخلال نے اس سے کہلا کر بھیجا اس نے ابتک خروج نہیں کیا تھا کہ تم قصر چھوڑ کر فرات کے زیریں حصہ میں چلے جاؤ کیونکہ مجھے تمہاری قلت تعداد کی وجہ سے حوثرہ کے مقابلہ میں جسکے پاس زبردست فوج ہے اندیشہ ہے، مگر اسوقت تک کسی فریق کو قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا، محمد بن خالد نے ابو سلمہ کی تجویز پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اب دن اچھی طرح روشن ہو گیا۔

جب حوثرہ کو معلوم ہوا کہ محمد بن خالد کے ساتھ فوج بھی بہت کم ہے اور اُسکے تمام ساتھیوں نے اُسے چھوڑ دیا ہے تو اب اُس نے اُسکی جانب پیشقدمی کی تیاری کر لی۔ محمد قصر ہی میں تھا کہ کسی خبر گیر نے اُسے آکر بتایا کہ شامیوں کا رسالہ آگیا ہے، اس نے اپنے کچھ موالی انھیں روکنے کے لئے بھیجے، یہ لوگ عمر بن سعد کے مکان کے دروازے پر ٹھہر گئے کہ اتنے میں شامیوں کے نشان آتے ہوئے دکھائی دیئے، اب یہ لوگ لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئے مگر شامیوں نے کہا ہم بجیلہ ہیں اور ہمارے ساتھ ملیح بن خالد البجلی بھی ہیں ہم امیر کی اطاعت میں داخل ہونے کے ارادے سے آئے ہیں، چنانچہ یہ سب لوگ اُنکی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ اسکے بعد سواروں کا ایک اور دستہ اس سے زیادہ تعداد میں آل بجیلہ میں سے کسی شخص کے ہمراہ آگیا، جب حوثرہ نے اپنی فوج کی یہ ترکیب دیکھی تو وہ سب کو لیکر واسط کی سمت ہو لیا۔

محمد بن خالد نے اُسی شب قحطبہ کو دکیونکہ اُسے قحطبہ کی ہلاکت کا علم نہ تھا) اپنی کوفہ کی اس فتح کی اطلاع دی اور ایک شخص کے ہاتھ اُسے بڑی سرعت سے روانہ کیا۔ قاصد نے وہ خط حسن بن قحطبہ کو لا کر دیا حسن نے اُس خط کو لوگوں کو سُنایا اور پھر کوفہ روانہ ہوا۔ محمد بن خالد جمعہ سنیچر اور اتوار کوفہ میں مقیم رہا دوشنبہ کی صبح کو حسن کوفہ آیا، اب یہ لوگ ابو سلمہ کے پاس جو بنو سلمہ میں تھا آئے اُسے بھی خروج کرنے پر مجبور کیا، یہ دو روز تک تو

نخیلہ میں پڑاؤ ڈالے پڑا رہا پھر حمام اعین کی طرف چلا اور اُس نے حسن کو ابن ہبیرہ سے لڑنے واسطے بھیجا۔

دوسری روایت، قحطبہ کے بعد خراسانیوں نے حسن بن قحطبہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اب یہ کوفہ چلا، عبدالرحمٰن بن بشیر العجلی، اُن دنوں کوفہ کا عامل تھا۔ بنی خثعبہ کے ایک شخص نے اس سے آکر کہا کہ حسن کل یا پرسوں کوفہ آنے والا ہے، عبدالرحمٰن نے کہا کیا تو مجھے ڈرانے آیا ہے۔ اس نے تین سو کوڑے اُسکے لگوائے پھر خود بھی بھاگ گیا ابھی اثناء میں محمد بن خالد بن عبداللہ القسری نے علم سیاہ بلند کر کے گیارہ آدمیوں کے ساتھ خروج کیا، لوگوں کو بیعت کی دعوت کی اتمام کوفہ پر انتظام قایم کیا دوسرے دن حسن بھی آگیا، یہ لوگ اثناء راہ میں پوچھتے آتے تھے کہ ابوسلمہ وزیر آل محمدؐ کا مکان کہاں ہے؟ لوگوں نے اُسے بتایا یہ اُسکے دروازے پر آئے ابوسلمہ خود نکل کر اُسکے پاس آیا، لوگوں نے قحطبہ کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا آگے کیا ابوسلمہ اُس پر سوار ہوگیا اور آکر حیانتہ السبیع میں ٹھہرا۔ خراسانیوں نے یہاں اُسکے ہاتھ پر بیعت کی، ابوسلمہ حفص بن سلیمان سبیع کا آزاد غلام جو وزیر آل محمد کے لقب سے مشہور ہے خود تو وہیں ٹھہرا رہا اُس نے محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو کوفہ کا عامل مقرر کیا ابوالعباس کے ظہور تک یہی امیر کے لقب سے مشہور رہا۔

پھر اس نے حسن بن قحطبہ کو ابن ہبیرہ کے مقابلہ کے لیے واسط روانہ کیا، اُسکے ہمراہ اور سردار بھی تھے جس میں خازم بن خزیمہ، مقاتل بن حکیم العکی، خفاف بن منصور، سعید بن عمرو، زیاد بن مشکان، فضل بن سلیمان، عبدالکریم بن مسلم، عثمان بن نہیک، زہیر بن محمد، ہثیم بن زیاد۔ ابوخالد المروزی وغیرہ سولہ سردار تھے حسن ان سب کا سپہ سالار اعظم تھا۔

ابوسلمہ نے حمید بن قحطبہ کو چند سرداروں کے ہمراہ جنہیں عبدالرحمٰن بن نعیم اور مسعود بن علاج اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ تھے مدائن بھیجا۔ نیز اُس نے، مسیب بن زہیر اور خالد بن برمک کو دیر قنی جھلبی اور شراحیل کو چار سو فوج کے ساتھ عین التمر اور بسام، ابراہیم بن بسام کو اہواز بھیجا۔ عبدالواحد بن عمرو بن ہبیرہ اہواز میں تھا جب بسام اہواز آیا تو عبدالواحد بصرہ چلا آیا۔ ابوسلمہ نے حفص بن سبیع کے ہاتھ سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی ولایت کا عہد تقرر بھیجا۔ حارث ابوغسان الحارثی نے جو ایک

کاہن اور بنی دیان سے تھا اس سے کہا کہ یہ عہد تکمیل کو نہ پہنچ سکے گا۔ چنانچہ جب یہ مراسلہ سفیان کے پاس آیا تو مسلم بن قتیبہ نے اس سے جنگ کی اور اس عہد تقرر کو کالعدم کر دیا۔

اب خود ابو سلمہ نے خروج کیا اور کوفہ سے تین فرسنگ کے فاصلہ پر حمام اعین پر اس نے چھاونی قائم کی، محمد بن خالد بن عبد اللہ کوفہ ہی میں رہا۔

مسلم بن قتیبہ سفیان بن معاویہ بن یزید بن المہلب سے اس لئے لڑا کہ جب ابو سلمۃ الخلال نے اپنے عامل سب طرف روانہ کئے تو اس نے بسّام بن ابراہیم بنی لیث کے آزاد غلام کو عبد الواحد بن عمر بن ہبیرہ کے مقابلہ کے لئے اہواز بھیجا، بسّام نے اسے کامل شکست دی۔ اسکے بعد سلم بن قتیبہ الباہلی بصرہ چلا آیا اور یہ ان دنوں ابن ہبیرہ کی جانب سے بصرہ کا عامل تھا، ابو سلمہ نے حسن بن قحطبہ کو لکھا کہ تم اپنے کسی سردار کو مسلم بن قتیبہ کے مقابلہ کے لئے بھیجدو نیز اس نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کی عاملی کا فرمانِ تقرر بھیجا، اور اسے حکم دیا کہ وہاں جاکر بنی عباس کے لئے دعوت دے اور سربرآوردہ لوگوں کو اپنی تحریک میں شریک کرے، اور مسلم بن قتیبہ سے بچتا رہے، سفیان نے مسلم کو لکھا کہ تم دارالامارۃ سے چلے جاؤ کیونکہ مجھے ابو سلمہ نے ایسا حکم دیا ہے۔ مسلم نے انکار کیا اور مقابلہ کی ٹھان لی، سفیان کے ہمراہ تمام یمنی، ان کے حلفاء ربیعہ وغیرہ جمع ہو گئے نیز ابن ہبیرہ کا ایک سردار جسے اس نے دو ہزار کلبی فوج کے ہمراہ مسلم کی امداد کے لئے بھیجا تھا وہ بھی ان سے جا ملا، سفیان نے سلم کی طرف روانگی کا انتظام کر لیا۔ مسلم نے بھی اسکے مقابلہ کی تیاری کی، قیس، مضری قبائل کے عرب اور بصرہ میں جو بنی امیہ تھے وہ مع اپنے موالیوں کے مسلم کی امداد کے لئے جمع ہو گئے، اور بنو امیہ بھی اسکی امداد کے لئے دوڑے، سفیان جمعرات کے دن ماہ صفر میں بصرہ آیا۔

مسلم مربد آیا، خود سوق الابل کے پاس آکر ٹھہرا۔ وہاں سے اس نے اپنے رسالہ کو مربد کی سڑک اور بصرہ کی تمام شاہراہوں میں پھیلا دیا تاکہ سفیان جس سمت سے کسی فوج کو بھیجے اسکی فوج اسکا مقابلہ کرے، نیز اس نے یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص ایک سر لائے گا اسے پانسو درہم دیئے جائینگے اور جو ایک قیدی گرفتار کر کے لائے گا اسے ایک ہزار دیئے جائینگے معاویہ بن سفیان بن معاویہ صرف ربیعہ کی جماعت کے ساتھ آگے آیا۔ ایک تمیمی نے

اُس راستے پر جو مربد کی سڑک سے بنی عامر کی طرف جاتا ہے اُس مکان کے قریب جو بعد میں عمر بن حبیب کی ملکیت ہوگیا تھا، اُسکا مقابلہ کیا اُن میں سے کسی نے معاویہ کے گھوڑے پر نیزہ کا وار کیا جس سے وہ اچھل پڑا معاویہ گھوڑے سے گر گیا اور بنی ضبہ کے ایک شخص عیاض نام نے فوراً اُتر کر اُسے قتل کر دیا۔ اور اُسکے سر کو سلم کے سامنے پیش کیا، مسلم نے اُسے ایک ہزار درہم دیئے، اپنے بیٹے کے مارے جانے سے سفیان کی ہمت ٹوٹ گئی اُس نے مع اپنی فوج کے شکست کھائی اور وہ فوراً مع اپنے خاندان والوں کے بصرہ سے روانہ ہوکر قصر الابیض میں آکر فروکش ہوا پھر یہاں سے کسکر چلا گیا۔

سلم نے جب بصرہ پر پوری طرح غلبہ حاصل کیا تو اُسکے پاس جابر بن توبۃ کلابی ولید بن عقبۃ الفراسی جو عبدالرحمٰن بن سمرۃ کی اولاد میں تھا چار ہزار فوج کے ہمراہ آ گئے، اُنھیں ابن ہبیرہ نے سلم کی امداد کے لئے جب وہ اہواز میں تھا جانیکا حکم دیا تھا۔ جابر نے اپنی فوج کے ساتھ دوسرے دن صبح کو مہلب اور تمام ازدیوں کے مکانات پر دھاوا کر دیا۔ ازدیوں کے جو مرد وہاں تھے انھوں نے اُس کا بڑی شدت سے مقابلہ کیا مگر چونکہ اُنکے بہت سے آدمی کام آ گئے اس لئے وہ بھاگ گئے جابر اور اُسکے ہمراہیوں نے اُن کی عورتوں پر قبضہ کر لیا۔ اُن کے مکانات کو گرا دیا اور لوٹ لیا۔ تین دن تک وہ ایسا کرتے رہے۔

ابن ہبیرہ کے قتل کی اطلاع ملنے تک سلم بصرہ میں مقیم رہا اسکے بعد یہ وہاں سے چلا گیا، حارث بن عبدالمطلب کی اولاد میں جو لوگ بصرہ میں تھے وہ محمد بن جعفر کے پاس آئے اور اُن کو اُنھوں نے اپنا امیر بنا لیا۔ تھوڑے دن تک یہ بصرہ کی حکومت کو چلاتے رہے پھر ابو مالک عبداللہ بن اسید الخزاعی ابو مسلم کا فرستادہ بصرہ آ گیا، یہ پانچ روز بصرہ کا حاکم رہا۔ جب ابو العباس نے اپنی خلافت کا اعلان کیا تو اُنھوں نے سفیان بن معاویہ کو بصرہ کا والی مقرر کر دیا، ارباب سیر کی ایک جماعت کا بیان ہے کہ اسی سنہ میں ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب کیلئے شب جمعہ تیرہ ربیع الآخر کو بیعت لی گئی مگر واقدی کہتے ہیں کہ ابو العباس کے لئے مدینہ میں جمادی الاولی ۱۳۲ھ میں بیعت لی گئی، مگر پہلا بیان ہی صحیح اور متفق علیہ ہے۔

تمت

صحتنامہ

تاریخ طبری

جلد دوم حصہ سوم و چہارم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۸	ارطاہ الفزاری	ارطاۃ الفزاری	۸۶	۲	اباد	ابار
۱۷	۱۲	مجاشغ التمیمی	مجاشع التمیمی	۸۹	۱۴	کاررنج	کازرنج
۳۳	۱۲	حمر	عمر	〃	۱۸	آخزدن	اخرذن
۳۴	۱۰	نیر	بیز	۹۳	۸	مہاجرین یزید الحرشی	مہاجر بن یزید الحرشی
۳۷	۱۳	بمسور بن عباد الحبطی	مسور بن عباد الحبطی	۱۰۴	۱	ہمارمی	ہماری
۴۳	۳	حال	عامل	〃	۸	وقد	وفد
〃	۲۵	وعدہمدان ان پر۔	وہمدان پر	۱۲۰	۵	متعداد	مقداد
۵۰	۴	کرنے	کرلے	۱۲۷	۷	غرشتستان	غرشستان
۵۴	۲	الھکب	المہلب	۱۳۰	۲۵	اسے	اپنے
۶۲	۵	لے	سے	۱۳۶	۸	جانونگا	جاؤنگا
۶۹	۱۹	اسکے	اسے	۱۴۱	۱۸	توسلمون	نومسلموں
۷۰	۶	یرحال	یرغال	۱۴۲	۶	ابوالعید	ابوالصید
〃	۱۲	ریبعہ	ربیعہ	۱۴۷	۲۳	سیایہ	سیابہ
۷۶	۲۲	البعشمی	العبشمی	۱۴۸	۱۹	اچھے	کیسے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۶	۸	پرغالوں	یرغالوں	۲۸۷	۴	ہوچلی	ہوچکی
۱۵۹	۹	اشکا	اسکا	۲۹۹	۱۴	حریر	جریر
۱۷۶	۱۷	یاوجود	باوجود	۳۰۰	۱۱	لنجاری	النجاری
۱۷۸	۱۵	ہزا	ہزار	۳۰۲	۲۱	بڑے	بڑھے
۱۸۰	۲۲	والی	والے	۳۰۵	۶	نھیلہ	نخیلہ
۱۸۹	۱۴	ہمراہ	ہمراہ	۳۱۳	۲۲	ال	اہل
۱۹۳	۱۲	یہ یہی	یہی	۳۲۰	۱۳	جمع	جمعہ
۲۰۸	۲۵	دادں	دادا	۳۲۱	۶	چھوڑڈو	چھوڑدو
۲۱۰	۲۰	اُنسپر	انپیر	۳۲۵	۲۵	توہن	توہین
۲۴۳	۶	ربیعیہ	ربیعہ	۳۲۶	۲۱	بردوباری	بردباری
״	۱۵	فوجیں ہیں تھیں	فوجیں تھیں	۳۲۹	۱۰	زسیر	زبیر
״	۲۰	حلہ	حملہ	۳۳۲	۱۴	گھسا	گھستا
۲۴۴	۹	سفافہ	ہفافہ	۳۴۳	۲۱	ہبر	ہر
۲۴۵	۷	کو	کے	۳۵۷	۱	انتشائ	افشائے
۲۴۴	۲۵	مسلمان	مسلمانوں	۳۶۴	۷	اتریڑا	اوتریڑا
۲۵۲	۷	گھنٹے	گھمنڈ	۳۷۱	۱۰	جملہ	حملہ
۲۵۳	۸	عتقاد	اعتقاد	۳۷۵	۱۰	تذکرہ	تذکرہ کرکے
۲۵۶	۱۹	کمی	کی	۳۸۰	۵	بےبیہودہ	بیہودہ
۲۵۸	۲۱	گھ	گھر	۳۸۱	۲۱	خلالت	خلافت
۲۶۰	۱۱	حمسہ	حمہ	۳۸۹	۱۱	البھرائ	البھرانی
״	۲۲	سے	نے	۳۹۰	۱۹	صفر	صقر
۲۶۱	۱۰	زتبیل	زنبیل	۳۹۳	۱۹	تنا	ثنا
۲۶۸	۹	بجتری	بحتری	۳۹۶	۵	×	کہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹۸	۲۵	سنے بھی	نے اسے بھی
۴۰۲	۲	بن بن	بن
۴۰۶	۳	عبدربہ	عبداللہ
//	۲۰	تقرز	تقریر
۴۰۷	۱۷	آزد	ازد
۴۰۹	۱۲	حبیت	جمعیت
۴۱۲	۱۹	خطوط پیامبر	خطوط و پیامبر
۴۱۴	۶	کرنے	کرے
۴۱۵	۱۰	تمھا	تمھاری
۴۱۷	۲۰	بھی اچھے تھے	ہی اچھے تھے
//	//	یہ ہی اکیا تھا	یہی کہا تھا
۴۱۸	۱۴	گوار	گوارا
//	۲۱	ان	اس
۴۱۹	۶	نیٹ	لپیٹ
//	۸	پلیٹھ	پہلو
۴۲۹	۹	محفوظ ذمصئون	محفوظ و مصئون
۴۴۸	۱۹	اور اور	اور
۴۵۷	۱۲	عتبہ	عنیہ
۴۶۳	۱۰	قرقیسان	قرقیسیا
۴۷۲	۱۹	ابوالذیان	ابوالذیال
۴۷۳	۱۵	جاتم	حاتم
۴۷۶	۲۲	جبیشس	حبیشس
۴۸۴	۲۴	مرہ	مرو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۷	۹	لشکر	عسکر
//	۱۶	عشام	شام
۴۸۸	۱۵	ہپے	اپنے
//	۲۵	مرگز	مرکز
۴۹۰	۲۳	قنل	قتل
۴۹۴	۸	شیبان	شیبان
۵۰۱	۱۲	شیح	شیخ
۵۰۵	۸	ہیں	نہیں
۵۰۶	۲۳	ایورد	ابیورد
۵۰۷	۸	ابیوزد	//
//	۱۱	برنک ؟	برنک
۵۱۴	۱۸	مروازوذ	مروالروذ
۵۱۸	۱۸	//	//
۵۲۲	۲۴	لڑلے	لڑنے
۵۲۸	۲۱	مہب	مہلب
۵۳۰	۲۱	ھی	بھی
۵۳۳	۱۱	زوعہ	زرعہ
//	۲۴	ایک یکجا	ایک جا
۵۳۵	۱۴	قراقضہ	قرافضہ
۵۴۱	۲	حبئہ	حبئہ
//	۳	پاس تھے	پاس سے
۵۴۲	۱۰	عورت	عورت نے
۵۴۸	۹	ترحمہ	ترجمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴۸	۱۰	جس	جن	۵۵۷	۲۵	بہس	بہیس